

سورۃ الم نشرح کی بے مثال اور بے نظیر تفسیر

الْكَلامُ الْأَوْصَحُ فِي تَفْسِيرِ سُورَةِ الْمَنْشُورِ

رئیس المتکلمین حضرت علامہ مفتی

علیہ رحمۃ اللہ

مولانا تقی علی خان

تصنیف لطیف :

ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org



ALAHAZRAT NETWORK

اعلحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

سُورَةُ الْمُنَشِّحِ كِي بِيْمَالِ اَرْبَعِ نَفَرِ تَفْسِيْرٍ

اَلْكَلَامُ الْاَوْصِيْ

فِي



تصنيف لطيف

حضرت مولانا تقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ

والد ماجد امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

عرض ناشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کو قائم ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا لیکن اس قلیل عرصہ میں ادارہ نے بہت سی کتب شائع کی ہیں۔

در اصل ان تمام کتابوں کو منظر عام پر لانے کا مقصد یہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی کو علمی اور جدید حلقوں میں روشناس کرایا جائے اور ان کی غیر مطبوعہ نایاب کتب کو زیادہ سے زیادہ شائع کر کے عوام میں پھیلا دیا جائے تاکہ امام احمد رضا کی ہمہ گیر شخصیت اور ان کے دینی اور علمی کارناموں سے لوگ استفادہ کر سکیں۔ ہماری پہلے بھی یہی کوشش تھی اور اب بھی ہے کہ امام احمد رضا کی ان کتابوں کو خصوصاً جو عرصے سے نایاب ہیں دوبارہ شائع کیا جائے۔ ادارے کے مالی وسائل انتہائی محدود ہیں۔ مگر جذبہ کی کمی نہیں۔ اگر اسی طرح کام ہوتا رہا تو انشاء اللہ العزیز ہم مستقبل میں ان کتابوں کو منظر عام پر لائیں گے۔ جو اس وقت سرمایہ کی کمی کے باعث پیش نہ کر سکے۔

ہماری اس کاوش میں جن کرمفرماؤں نے ہمارا ساتھ دیا: ہمارے ساتھ تعاون فرمایا اور خلوص عمل سے ہمارے شریک کار ہے ہم ان کے تہہ دل سے مشکور ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی وہ تعاون فرماتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس نیک کام کو جاری رکھنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ادارہ تصنیفات امام احمد رضا

فہرست مضامین

صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار
۹۲	۳۸	حضور کی تعریف و توصیف میں ایک راہب کی پیشینگوئی	۲۱	۲۱	وحی کا موقوف ہو جانا	۱	۱
	۳۹	شہرت متاخرہ	۲۲	۲۲	حضور کو تنہا و تنگ ست کرنے کی حکمت	۲	۲
۹۵	۴۰	حضور کی ولادت اور انکافِ عالم میں سرکرایا جانا	۲۳	۲۳	استقامت	۳	۳
۹۶	۴۱	حضور کو زمرد کے ٹکٹ میں (چاندی) کے ابریق کے پانی سے نہلایا گیا	۲۴	۲۴	مرتبہ حضور کو بلند کرنا	۴	۴
	۴۲	مولود رسول کے وقت خانہ کعبہ کا مقام ابراہیم میں سجود کرنا	۲۵	۲۵	رتبہ اُمت محمدی	۵	۵
۹۷	۴۳	حضور کی پیشانی پر طبرہ سجدہ کا ایک خواب	۲۶	۲۶	حضور کے اوصافِ کمالات	۶	۶
۹۸	۴۴	طبرہ سجدہ کا حضور کو دو درجہ بلانے کی قبولیت	۲۷	۲۷	شہرت متقدمہ	۷	۷
۹۹	۴۵	حضور کے گھرانے پر قبیلہ بنی سعادہ علیہ کے گھر برکتیں	۲۸	۲۸	بغضِ حضور تخلیق کائنات	۸	۸
	۴۶	گہوارہ میں حضور سے چاند باتیں کرتا اور فرشتے جھولاجھلاتے	۲۹	۲۹	نور محمدی سب سے پہلے پیدا کرنا	۹	۹
	۴۷	حضور جس جگہ میں تشریف لے جاتے ہر ہوجاتا اور صوبہ میں ابراہیم پر سایہ کرتا، پتھر پاؤں تلے نرم ہوجاتا	۳۰	۳۰	بوسہ حضور آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کرنا	۱۰	۱۰
۱۰۰	۴۸	اور عظیم سے گم ہوجانا	۳۱	۳۱	حضرت شیخ علیہ السلام سے حفظِ نو پاک	۱۱	۱۱
	۴۹	چھ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ کا وصال پرورش کی ذمہ داری حضرت علیہ السلام اور پھر ابو طالب پر	۳۲	۳۲	میں تصور کرنے کا عہد نامہ تحریر کرنا	۱۲	۱۲
	۵۰		۳۳	۳۳	حضور کی اُمت میں داخل ہونے کیلئے دعائے پیغمبران	۱۳	۱۳
	۵۱		۳۴	۳۴	اُمت محمدی کا سببِ نبوتوں سے افضل ہونا	۱۴	۱۴
	۵۲		۳۵	۳۵	انبیاء کرام پر حضور کے اوصافِ معجزی	۱۵	۱۵
	۵۳		۳۶	۳۶	نازل ہونا اور دیگر آسمانی کتابوں میں حضور کی تعریف و توصیف	۱۶	۱۶
	۵۴		۳۷	۳۷	بڑے بڑے بادشاہ علماء یہود اور راہبوں کو اپنے پیغمبروں کی نشاندہی کے مطابق حضور پر ایمان لانا	۱۷	۱۷
	۵۵		۳۸	۳۸	اہل عیا کا ذکر یہود بھی ان میں حضور کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے	۱۸	۱۸
	۵۶		۳۹	۳۹		۱۹	۱۹
	۵۷		۴۰	۴۰		۲۰	۲۰

ب

صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار
۱۵۱	۹۰	خط کب بنوایا جائے	۹۰		حسن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم		۴۹
۱۵۱	۹۱	حضور کا مسواک کرنا اور خوشبو لگانا	۹۱		حسن ظاہری	۱۰۲	
۱۵۲	۹۲	آداب خواب	۱۱۷		حضور کے جسم اطہر کی خوبیاں	۹۷	۵۰
۱۵۲	۹۳	حضور کے چلنے کی عادات کریمہ	۹۳		حسن باطنی	۱۰۲	
۱۵۲	۹۴	حمام میں غسل	۱۲۳		علم و محرومت	۹۸	۵۱
۱۵۳	۹۵	حضور کا کلام و سلام	۱۲۵		حضور کی عبادات	۹۹	۵۲
۱۵۳	۹۶	جہاڑی و چھینک کا بیان	۱۲۸		حضور کی سخاوت	۱۰۴	۵۳
۱۵۵	۹۷	معانقہ	۱۳۰		عادات شریفہ	۷۱	۵۴
۱۵۵	۹۸	خوشبو لگانا	۱۳۲		شجاعت	۷۲	
۱۵۶	۹۹	ازدواج مطہرات	۱۳۳		دنیا سے بے رغبتی	۷۳	۵۵
۱۵۹	۱۰۰	حضور کا قرض لینا اور دینا	۱۳۴		قناعت شکم	۷۴	۵۶
۱۵۹	۱۰۱	حضور کا روزمرہ	۱۳۷		طب نبوی	۷۵	
		احسان نبوی کے بیان میں	۱۳۸		بچوں کا حقیقہ نقصان دہ نام رکھنا	۷۶	۵۷
۱۶۰	۱۰۲	دخود عالم بطفیل رسول	۱۳۹		حضور کا اسم مبارک اور کنیت	۷۷	۵۸
۱۶۱	۱۰۳	حضور رحمۃ اللعالمین سے جہان کیلئے	۱۳۹		حضور کا طعام	۷۸	۵۹
۱۶۳	۱۰۴	کفار کے حق میں دعائے ہدایت	۱۴۰		آداب طعام	۷۹	
		حضور کے طفیل نجات کو خوبیاں	۱۴۲		پانی پینے کے آداب	۸۰	۶۰
۱۶۴		اور بزرگیاں عنایت ہوئیں	۱۴۵		حضور کے پسندیدہ طعام	۸۱	۶۱
۱۶۵	۱۰۶	گنہگاروں کی غمخواری اور شفاعت	۱۴۵		لباس نبوی	۸۲	۶۲
۱۶۶	۱۰۷	شفاعت کا بیان	۱۴۷		مہربانیت	۸۳	۶۳
۱۶۷	۱۰۸	امت محمدی پر خدا تعالیٰ کی دھم دہانیاں	۱۴۷		نعلین پاک	۸۴	
۱۶۷	۱۰۹	فرشتے، پیغمبر، عارف اور عالم کو	۱۴۸		موتے مبارک پیش مبارک دل چل کرانا	۸۵	۶۴
		خوف خدا	۱۴۹		ڈاڑھی کو ایک مشت سے کم نہ کرنا	۸۶	
۱۶۹	۱۱۱	خدا سے گناہوں کی معافی	۱۴۹		دارمعی میں خضاب لگانا	۸۷	۶۵
		خصائص شریفہ	۱۵۰		مونچھ کے بال	۸۸	
		قرآن شریف میں جس جگہ کوئی امر	۱۵۰		ناخن پر شونا، بغل کے بال اکیرنا	۸۹	۶۶

ج

صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۲۰۰	حضور کو خدا تعالیٰ نے عبد اللہ فرمایا	۱۳۸	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۰۱	روزِ محشر حضور کو ہر امر میں اولیت حاصل ہوگی	۱۳۹	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۰۲	حضور اول المخلوقات اور قائم النبیین ہیں	۱۵۰	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۰۳	حضرت زینب سے حضور کا نکاح	۱۵۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۰۴	نکاحِ بلاہر و شہود آپ کیلئے خاص تھا	۱۵۲	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۰۵	روزِ جمعہ کی بزرگی	۱۵۳	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۰۶	قرآنِ پاک میں خدا نے آپ کو القاب کے ساتھ یاد فرمایا۔	۱۵۴	۱۸۳	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۰۷	حضور کی اُمت کثیر التعداد اور افضل الامم ہے۔	۱۵۵	۱۸۳	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۰۸	حضور کے روزِ مبارک پر صبحِ شام ستر ہزار فرشتوں کی حاضری	۱۵۶	۱۸۳	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۰۹	حضور کے ذکر و ولادت کی برکتیں	۱۵۷	۱۸۳	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۱۰	حضور کی تعظیم کبدا سے قیام	۱۵۸	۱۸۸	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۱۱	درود کا بیان	۱۵۹	۱۸۸	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۱۲	درود افضل العباد اور عمدہ طاعات ہے	۱۶۰	۱۸۹	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۱۳	درود کی تاکید میں آیت کریمہ	۱۶۱	۱۸۹	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۱۴	درود واجب ہے یا مستحب	۱۶۲	۱۸۹	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۱۵	درود کا فائدہ	۱۶۳	۱۸۹	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۱۶	حضور کے سوا اور لوگوں پر درود	۱۶۴	۱۸۹	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۱۷	جاڑ ہے یا نہیں	۱۶۵	۱۹۳	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۱۸	درود کے صیغے	۱۶۶	۱۹۳	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۱۹	درود شریف پڑھنے کے اوقات	۱۶۷	۱۹۳	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۲۰	درود کے صیغوں میں کون لوگ لڑیں	۱۶۸	۱۹۸	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۲۱	درود کے فضائل	۱۶۹	۲۰۰	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۲۲	جو لوگ نامِ اقدس سُکر درود نہیں پڑھتے	۱۷۰	۲۰۰	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۲۳	حضور کی قسم کھانی اور حضور کی بیوی کی گواہی	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۲۴	خدا تعالیٰ نے آپ کے شہر کی زمین کو اپنی طرف نسبت فرمایا حضور کی محبت کو اپنی محبت	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۲۵	حضور کی رحمت کو اپنی رحمت فرمایا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۲۶	خدا نے حضور زیادہ سی کو بزرگتر پیدا کیا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۲۷	حضور انتقال کے بعد صحابہ کرام کو چاہا کہ آپ کا ذکر نہ کرے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۲۸	بڑے مکالمات شروع سے بدن کانپتے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۲۹	صحابہ کرام کی حضور پر جاں نثاری	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۳۰	حضور کی سواری کیلئے ایک گواہ نامور رہتا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۳۱	جس کو بلایا چاہتے اسے بھیج دیتے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۳۲	حضور کے روزِ مبارک کی چھت میں چھید	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۳۳	کریمہ اس قدر عزیز و سزاوارتھیں کہ ہرے ہو گئے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۳۴	حضور جبرئیل انس پر معوض تھے اسلئے آپ کے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۳۵	رسول الثقلین کہتے ہیں۔	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۳۶	تمام وحش و طیور و جمادات و نباتات	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۳۷	آپ کی اطاعت و تصدیق کرتے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۳۸	ملا کر بھی آپ کے تابع ہیں	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۳۹	عالم ارواح میں پیغمبروں نے آپ کی	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۴۰	تصدیق کی اور مرد دینے کا عہد کیا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۴۱	قیامت کے دن حضور پیغمبروں کے پیش	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۴۲	خطیب صاحبِ شفاعت ہوں گے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۴۳	حضور کے اسمائے شریفہ	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۴۴	جہنمیت	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۴۵	حوضِ کوثر	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۴۶	آپ کے شیطان کا مسلمان ہونا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۴۷	حضور کا آتی ہونا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۴۸	اہم خدا نے اپنی طرف نسبت کیا ہجرت کی طرف بھی منسوب کیا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۴۹	ولادت باسعادت کے وقت ظہور معجزات معجزات	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۵۰	حضور کا قد زیبا بلند نظر آتما	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۵۱	حضور کا سایہ نہ تھا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۵۲	ابر آپ کے سر مبارک پر سایہ کرتا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۵۳	پیدائش و جسم اطہر سے مشک کی بو آتی	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۵۴	کسی جسم اطہر پر نہ بیشعنی	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۵۵	موزی جانور آپ کو ایذا نہ دیتے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۵۶	حضور پیش و پس کی چیزیں کیا دیکھتے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۵۷	حضور کے بول و برائے سے بدبودہ آتی	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۵۸	حضور کے موئے مبارک جو بر قدر نعن	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۵۹	شریف صحابہ برکتیں حاصل کرتے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۶۰	صحابہ کرام حضور کے وضو کے پانی سے تھوگ	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۶۱	اور ناک کے اپنے چہروں پر ملتے	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۶۲	حضور کے نعل مبارک کی برکتیں	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۶۳	حضور قدم مبارک کا پتھر پر نشان بنانا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۶۴	حضور کے اشارے سے بادل جمع ہونا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۶۵	بادل کا پھٹ جانا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۶۶	آپ کی دعا سے بارش ہونا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۶۷	آپ کے اشارے سے چاند کا شق ہونا	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۶۸	آپ کے ہر وقت اور ہر زمانہ میں ہلایان	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۶۹	کو محبت رہی اور آپ کی ذات پاک	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۷۰	میں کوئی جہت منافی کی نہیں	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳
۲۷۱	خدا نے تعالیٰ نے حضور کے شہر اور وطن	۱۸۱	۱۸۱	۱۳۲	۱۴۰	۱۱۳

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۷۲	عقل کا بیان	۲۱۵	ریاضت و بندگی خدا تعالیٰ	۲۳۸	درو کی برکتیں اور فوائد	۱۶۹	
۳۷۲	حواس ظاہرہ کا بیان	۲۱۶	عبادت کی قسمیں	۱۹۲	حضور کا جامع کمالات ہونا	۱۷۰	
۳۷۵	حواس باطنہ کا بیان	۲۱۷	کوئی عمل بے اٹکے فرض مقبول نہیں ہوتا	۱۹۳	حضور کے معجزات	۱۷۱	
۳۸۳	قوت فاعلہ و باعثہ کا بیان	۲۱۸	آداب تلاوت قرآن	۱۹۴	حضور کا علم غیب	۱۷۲	
۳۸۴	حقائق و صفات خلق	۲۱۹	فوائد عبادت	۱۹۵	حضور کی دعا کی مقبولیت	۱۷۳	
۳۸۹	ذکر الہی کا بیان	۲۲۰	موانع عبادت	۱۹۶	حضور کے معجزات پر اعتراض منکرین	۱۷۴	
۳۹۲	کلمہ طیبہ کے فضائل	۲۲۱	عبادت کی بہتری کے وجوہات	۱۹۷	قرآنی مجید کی پیشگوئیاں	۱۷۵	
۳۹۴	نفس کشی اور مخالفت ہونا کا بیان	۲۲۲	نماز کے فوائد	۱۹۸	معراج شریف	۱۷۶	
۳۹۹	قَوْلِیْ دَیْنِکَ فَاَدْعُکَ کی تفسیر	۲۲۳	بیان فرائض نماز	۲۸۶	شفاعت	۱۷۷	
۴۰۴	دیدار پروردگار کا بیان	۲۲۴	نماز کے شرائط	۱۹۹	حضور کی امت کی عبادات	۱۷۸	
۴۰۶	محبت خداوندی کا بیان	۲۲۵	ارکان نماز	۲۰۰	آیتہ الکرسی کے فضائل	۱۷۹	
۴۱۰	حصول محبت میں اس چیز سے مدد کی جی	۲۲۶	واجبات نماز	۲۰۱	قرآن کریم کی سورتوں اور تسبیحات	۱۸۰	
۴۱۱	ارادت و نیت کا بیان	۲۲۷	سنن نماز	۲۰۲	کے فضائل		
۴۱۳	ہمت کا بیان	۲۲۸	آداب نماز	۲۰۳	نیک عمل	۱۸۱	
	سلوک و عروج و وقوف کے	۲۲۹	طریقہ نماز	۲۰۴	عبادات میں احتمال رکھنا چاہیے	۱۸۲	
۴۱۵	مراتب کا بیان	۳۵۳	فرضیت نماز کا ثبوت	۲۰۵	عبادت میں نفس کا دخل	۱۸۳	
۴۱۷	آثار و علامات محبت کا بیان	۲۳۰	نماز کے اوقات اور تعدد اور رکعات	۲۰۶	خوش پاک رضی اللہ عنہ کا ایک ائمہ	۱۸۴	
۴۲۲	قرآن کا بیان	۲۳۱	کے مقرر کرنے کی مصلحت		دعا کے بیان میں		
	شریعت و طریقت کا بیان	۲۳۲	سنن و حضور کی مصلحت	۲۰۷	دعا سے فائدے	۱۸۵	
۴۲۰	محبوب خدا کے لئے انعامات	۲۳۳	استقبال کعبہ کی مشروعیت کے نکات	۲۰۸	آداب دعا	۱۸۶	
۴۲۳	کامل کا بیان	۲۳۴	نماز باجماعت کے فوائد	۲۰۹	دعا مانگنے پر سوال و جواب	۱۸۷	
۴۲۶	عارف کا بیان	۲۳۵	نماز جماعت کے واجب ہونے کا بیان	۲۱۰	غیر خدا سے سوال کرنا	۱۸۸	
		۲۳۷	بدن انسان کا بیان	۲۱۱	کن کن شرائط سے سوال کرنا درست ہے	۱۸۹	
		۲۳۸	روح انسانی کا بیان	۲۱۲	بزرگوں نے سوال میں تین	۱۹۰	
		۲۳۹	روح حیوانی کا بیان	۲۱۳	فائدے تجویز کئے		
		۲۴۱	نفس انسانی کا بیان	۲۱۴	امت کی مغفرت	۱۹۱	

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

مختصر حالات حضرت مصنف علام قدس سرہ ملک النعام
بقلم

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین ملت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان صاحب دیوبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وہ جناب فضائل مآب تاج العلماء و راس الفضلاء و حامی سنت، ماحی بدعت، بقیۃ السلف، حجت الخلف رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اَرْضَاہُ و فی اَعْلٰی عَرْفِ الْجَنَاتِ بَوَّاءُ سَلَخَ جُمَادِی الْآخِرَہُ یا غَرَّہُ رَجَبِ ۱۳۲۸ھ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے۔ اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم جبر عظیم فضائل پناہ عارف باللہ صاحب کمالات باہرہ و کرامات ظاہرہ حضرت مولینا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب رَوْحِ اللہ رُوحَہٗ وَ تَوَدَّ حَرِیجَہٗ سے اکتساب علوم فرمایا۔ بحمد اللہ منصب شریف علم کا پایہ ذرورہ علیا کو پہونچایا۔ راست میگویم و یزداں نہ پسند و جز راست کہ جو وقت انتظار و صحت افکار و فہم صائب رائے ثاقب حضرت حق جل و علی نے انھیں عطا فرمائی۔ ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا۔ وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معاد دونوں کا بروہہ کمال اجتماع بہت کم سنایا۔ یہاں آنکھوں دیکھا علاوہ بریں سخاوت و شجاعت و علو ہمت و کرم و مروت و صدقات خفیہ و مہربان طبع و بلندی اقبال و دبیرہ و جلال و موالات فقرا و امداد دینی میں عدم مبالغات باغنیاء و احکام سے عزت و رزق مورد پر قناعت و غیر ذلک فضائل جلیلہ و خصال جمیلہ کا حال وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے۔ اس نے بحیریت کہ در کوزہ تحریر آید مگر جسے بڑھ کر یہ ہے کہ اس ذات گرامی صفات کو خالق عز و جل نے حضرت سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ و التسمیہ کی غلامی و خدمت اور حضور اقدس کے اعدا پر غلظت و شدت کیلئے بنایا تھا۔ بحمد اللہ ان کے بازوئے ہمت و وطنہ صولت نے اس شہر کو فتنہ مخالفین سے یکسر پاک کر دیا کوئی آئنا نہ رہا کہ سراٹھائے یا آنکھ ملائے۔ یہاں تک کہ ۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ کو مناظرہ دینی کا عام اعلان مسمیٰ بنام تاریخی اصلاح ذات بین طبع کرایا اور سوا ہر سکوت یا عارف فرار و غوغائے جہال و عجز و اضطراب کے کچھ جوابے پایا فتنہ شمشل کا شعلہ کہ مدت سے سربفلک کشیدہ تھا اور تمام اقطار ہند میں اہل علم اس کے اظفار پر عرق ریز و گردیدہ اس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بحمد اللہ سلمے ہندوستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے کان ٹھنڈے ہیں اہل فتنہ کا بازار سرد ہے خود اس کے نام سے جلتے ہیں۔ مصطفیٰ اصلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کی یہ خدمت روز نازل سے اس جناب کیلئے و دیعت تھی جسکی تفصیل رسالہ تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال میں مطبوع ہوئی۔ و ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ و تَصَانِيفُ خَرِيفِ اس جناب کی سب علوم دین میں ہیں نافع مسلمین

نہ۔

ودافع مفسدین والحمد للہ رب العالمین۔ ازاںجملہ الکلام الا وضح فی تفسیر سورۃ المؤمنین کہ مجلد کبیر ہے علوم کثیرہ پر مشتمل۔
وسیلۃ النجاة جس کا موضوع ذکر حالات مید کائنات ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلد و سبط سرور القلوب فی ذکر المحبوب کہ مطبع
نولکشور میں چھپی۔ جواہر البیان فی اسرار الارکان جس کی خوبی دیکھنے سے قلعی رکھتی ہے عج ذوق اس نے نشانی بخلا تا بہ چشتی۔
فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے صرف اس کے ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک سالہ سعی بہ زواہر الجنان من جواہر البیان ملقب بنام تاریخی
سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ تالیف کیا۔ اصول الرشد القبع ہما فی الفساد جس میں وہ قواعد ایضاح و اثبات فرمائے جن کے
بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت حسرت۔ ہدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیہ کہ دس فرقوں کا رد ہے۔ یہ کتابیں مطبع
صبح صادق سینا پور میں طبع ہوئیں اذاقۃ الانام لما نفعی عمل المولود والقیام کہ اپنی شان میں اپنا نظیر نہیں رکھتی اور انشاء اللہ
العزیز عنقریب شائع ہوگی۔ فضل العلم والعلما ایک مختصر رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا۔ ازالۃ الاولیام رد نجدیہ۔ تزکیۃ ایقان رد
لقویۃ الاسان کہ یہ عشرہ کا طر زمانہ حضرت مصنف قدس سرہ میں تبییض پاچکا۔ الکواکب الزہراء فی فضائل العلم و آداب علما جس
کی تخریج احادیث میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ النجوم الثوابت فی تخریج احادیث الکواکب لکھا۔ الروایۃ الرویہ فی الاخلاق
النبویۃ النقادۃ التقویۃ فی الخصائص النبویۃ۔ لمعة النیراس فی آداب الاکل واللباس والتکلن فی تحقیق مسائل التزین۔ احسن الوعار
الآداب الدعاری۔ خیر المخاطبۃ فی المجاہدۃ والمراقبہ۔ ہدایۃ المشتاق الی سیر الانفس والآفاق۔ ارشاد الاحباب الی آداب الاحساب
اجل الفکر فی مباحث الذکر عین المشاہدہ حسن المجاہدہ۔ تشوق الاذاعۃ الی طرق حجتہ اللہ نہایت السعادۃ فی تحقیق الہمہ والارادہ۔
اقوی الذریعۃ الی تحقیق الطریقۃ والشریعۃ۔ ترویج الارواح فی تفسیر الانشراح۔ ان پندرہ رسائل مابین وجیز و وسیط کے مسودات
موجود ہیں جن کی تبییض کی فرصت حضرت مصنف قدس سرہ نے نہ پائی۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کا قصد ہے کہ انہیں صاف کر کے ایک
مجلد میں طبع کرائے۔ انشاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ ع کہ حلوانہ تنہا نہ بالست خورد۔ ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے بستوں
میں ملتے ہیں مگر منتشر جن کے اجزا اول آخر یا وسط سے گم ہیں۔ ان کے بارے میں حسرت و مجبوری ہے بغرض عمار اس جناب کی
ترویج دین و ہدایت مسلمین و نکات اعداد و حمایت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں گذری جَزَاةُ اللّٰهِ مِنَ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِ
خَیْرِ جَزَاءٍ آمِنِ پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۵ھ کو مارہرہ مظہرہ میں دست حق پرست حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت
سید الواصلین سدا کا ملین قطب ادانہ و امام زمانہ حضور پر نور سیدنا و مرشدنا مولانا دانا ذخرتی لیومی وغدی حضرت
سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی تاجدار سند مارہرہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ وَاَقْضَ عَلَیْنا مِنْ بَرَکَاتِہِ
وَنِعْمَاةٍ پرفرہ سعیت حاصل فرمایا۔ حضور پرور شہر حق نے مثال خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی۔
یہ غلام ناکارہ بھی اسی جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرفیاب ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین ۲۶ شوال ۱۲۹۵ھ
کو باوجود شدت علالت و قوت ضعف خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلانے سے کہ مَن رَاَنِیْ فِی
الْمَنَامِ فَقَدْ رَاَنِیْ عِزْمَ زِیَارَتِ دَجِّ مَصْمُومٍ فرمایا۔ یہ غلام اور چند اصحاب و خدام ہمراہ رکاب تھے۔ ہر چند اجاب نے عرض کی
کہ یہ حالت ہے آئندہ سال پر ملتوی فرمائیے، ارشاد کیا مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھ لوں۔ پھر چاہے
روح اسی وقت پرواز کر جائے۔ دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہدین تندرستوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی۔ بلکہ وہ

مرض ہی خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک آنسو میں دوا عطا فرمانے سے کہ من رانی فقد رای الحق حدیث منع پر نہ رہا۔ وہاں حضرت اجل العلماء اکمل الفضل حضرت مولانا سید احمد زین دحلان شیخ الحرم وغیرہ علمائے مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی۔ سلخ ذی القعدہ روز پنجشنبہ وقت ظہر ۱۲۹۶ھ ہجریہ قدسیہ کو اکیادش برس پانچ مہینے کی عمر میں بعارضہ اسہال دموی شہادت پا کر شب جمعہ اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ کے کنار میں جگر پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی۔ اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا۔ نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ انکھیں بند کئے متواتر سلام فرماتے تھے جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضائے وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ استنشااق بھی فرمایا۔ سبحان اللہ! وہ اپنے طور پر حالت بے ہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے جس وقت روح پرفتوح نے جدائی فرمائی۔ فقیر سرہانے حاضر تھا۔ واللہ العظیم۔ ایک نور ملیح علانیہ نظر آیا کہ سینہ سے اٹھ کر برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا۔ اور جس طرح لعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے۔ یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی۔ پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا۔ لفظ اللہ تھا وہیں اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی۔ بعدہ فقیر نے حضور پرور مرشد برحق رضی اللہ عنہ کو روایا میں دیکھا کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد کے مرقہ پر تشریف لائے۔ غلام نے عرض کی حضور یہاں کہاں۔ اَدْلَفْطَا هَذَا مَعَنَا فرمایا آج سے یا فرمایا اب سے ہم ہمیں رہا کریں گے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعہ۔

ذهب الذین یعاش فی کنا فہم
وبقیۃ فی ناس کجلد الاجرب
لیمن دعاء الناس ولیفرح الجہل
بعدک لا یرجو البقا من لہ عقل

اللہم ارحمہما وارض عنہما واکرم نزلہما واقض علینا من برکاتہما آمین
برحمتک یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین

عرض حال

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

عزیز محترم مولوی فیضان علی سلمہ سیلپوری کے دل میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کی بعض تصانیف جو غیر مطبوعہ ہیں، کی طباعت کا خیال پیدا ہوا تھا ہزارہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کیا اچھا ہوگا کہ آپ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد مولانا مفتی علی خاں صاحب محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف فرمودہ تفسیر النعمۃ شرح طبع کرادیں یہ میری دلی خواہش ہے۔ اس بنا پر کہ حضرت کی دلی خواہش ان کی موجودگی میں پوری ہو مولوی فیضان علی سلمہ نے اس کی طباعت کا بیڑہ اٹھایا۔ اس تفسیر کی اہمیت دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ حضرت سے جو کتاب ملی وہ اصل مسودہ کی نقل ہے۔ اصل کتاب نہ مل سکی اس میں بعض بعض جگہ اور اوراق اور سطور اور الفاظ چھوٹے ہوئے ہیں اور بعض جگہ مکرر لکھ گئے ہیں اور کہیں پر کرم خوردہ بھی ہے ان میں جہاں جہاں ممکن تھا تصحیح کر دی گئی۔ جہاں تک مابقی اور بالحق سے عبارت بن سکتی تھی بنا دی گئی اور جہاں مجبوری تھی بیاض چھوڑ دی گئی حتیٰ الامکان کوشش کی گئی کہ کوئی غلطی نہ رہ جائے اور نقطہ نقطہ شوشہ شوشہ کی صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور پھر کوشش کی گئی ہے کہ کتاب صحیح اور مسودہ کے عین مطابق شائع ہو پھر بھی اگر کہیں کسی صاحب کو کوئی کمی نظر آئے تو یہ ہماری نظر کی کوتاہی اور بصیرت کی کمی ہوگی۔ محقق علیہ الرحمۃ کا دامن اس سے پاک ہے۔ ہم ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں جنہوں نے کسی قسم کا بھی ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے خاص کر مولانا محمد اعظم صاحب ٹانڈوی صدر مدرس مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف کا شکریہ پورے طور سے ہم ادا نہیں کر سکتے کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت اس کتاب کی تصحیح وغیرہ میں صرف فرمایا۔

فقیر محمد وجیہ الدین قادری رضوی غفرلہ

آستانہ ضیائیہ محلہ بھشتیان یہ سبلی بھیت

۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۷۵ء

يَا فَتَا حَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد بجز اس واجب الوجود و قادر مطلق کو شایاں ہے جس نے تمام ممکنات کو تشریف و وجود سے مشرف فرمایا اور
چھ دن میں ساتوں آسمان اور زمین کو بنایا عجائب حکمت و غرائب صنعت اُس کی ادراک عقول سے برتر اور
احاطہ و ہم و خیال سے باہر۔

چُناں آفریدی زمین و زماں ہماں گردشِ انجم و آسماں
کہ چند آنکہ اندیشہ گردد بلند سر خود بروں نیاورد زین کنند

ظاہر ترین موجودات محسوسات ہیں اور ناظر محسوسات جسم۔ تمام متکلمین اور حکماء اُس کی مابست میں حیران ہیں اور
قریب ترین مخلوقات آدمی سے ہستی اُس کی ہے۔ انا کہتا ہے اور نہیں جانتا کہ حقیقت میری کیا ہے۔

سہ تننت زندہ بہمان و جاں نہانی تو از جاں زندہ و جاں راندانی

ہر مصنوع صنعت صانع با کمال پر لسان حال شاہد ہے۔ اپنی پیدائش میں تامل کر کہ ایک قطرہ ناپیر کو تخم تری آفرینش
کا کیا اور ایک مادہ سے پوست اور گوشت، رگ اور استخوان، ہاتھ، پاؤں، سر، سینہ، پیٹ، پیٹھ، آنکھ، لب، زبان، ناک
کان اس ہیئت و شکل سے بنائے کہ بہتر اُن سے ممکن نہیں۔ زمین دیکھ کس قدر فراخ ہے اگر تمام عمر چلے اُسکی سیر نہ کر سکے
آسمان سے سینہ اُتار اور اُس سے ہر قسم کے غلے اور طرح طرح کے میوے تیرے کھانے کے واسطے پیدا کئے اور انواع انواع
پھول اور رنگ رنگ کے گلوفے نئی نئی صورت کے بنائے۔ دریا کو دیکھ تمام زمین کو محیط ہے اور جس قدر کہ دریا زمین سے
لطیف و بہتر ہے اُسی قدر عجائب اُس کے عجائب زمین سے زیادہ تر ہیں۔

نظامی ہر آنچہ آفرید او با سباب نیست بدریافتن عقل را تاب نیست
خرد دانش آموز تعلیم اوست دل از داغداران تسلیم اوست
پُر از حکمت و حکم او شد جہاں بحکم آشکارا بحکمت نہاں

سکون نقطہ خاک اور حرکت و اضطراب ہوا سرسری نہیں۔ نسیم سحر کس کی تلاش میں کوچہ کوچہ دواں ہے اور
درباکس کی طلب میں بے سرو پا رواں ہے۔ دخت کس کے حکم سے جادہ استقامت پر سیدھا کھڑا ہے کہ آ رہ سر پر چلتا
ہے مگر اپنی جگہ سے نہیں ٹلتا اور پہاڑ کس کے ہجر میں تنگ دل ہے کہ دیوانوں کے مانند دام و دُڈ سے مانوس ہے اور
اور آدمیوں سے جدا ہے۔ نئے شب و روز کے حکایت کرتی ہے اور کس کی جدائی سے شکایت۔ پھول نے کیا دیکھا
کہ خلقت و خنداں ہے۔ بلبل نے کیا سنا کہ رات دن نالاں ہے۔ آگ آتش کدہ میں اُس کی سوزِ محبت میں جلتی ہے
اور پوجنے والوں کو خبر نہیں اور بُت بختی نے میں مدہوش ہیں مگر بُت پرست اُنکے حال سے واقف نہیں آسمان زمین عرش
و کرسی کے ملائکہ اعلیٰ جلیتین سے تحت الثریٰ تک اُس کی تسبیح اور تہلیل میں مشغول۔

۵ ہمہ نقشیں اس گنبد زرنگار گواہ اند بر صنیع پروردگار
اگر گوہر آمد و گر چہ خست ست برون و درونش حکایت بے ست
تو گرفت ایشان ندانی خموش کہ گفتند لیکن نداری تو گوش

ہر چیز میں بے شمار عجائب و غرائب ہیں۔ مگر عجیب تر یہ ہے کہ آدمی اچھی صورت کا غذا دیوار پر نقش دیکھ کر اُس کے نقاش پر ہزار آفیں اور تحسین کرتا ہے اور اپنی شکل و صورت کو نہیں دیکھتا کہ نقاش انل نے ایک قطرہ آب پر کیسے کیسے نقش بدیع کھینچے ہیں اور کس کس طرح کی قوتیں اُس کے ظاہر و باطن میں پیدا کی ہیں۔

نظامی چہ دولت کہ در بند کار تو نیست چہ مقصود کاں در کنار تو نیست

نسیم لطف اُس کی جس طرف گذرتی ہے ایک لمحہ میں پُر عیب کو ہمزور اور ناقص کو کامل کرتی ہے۔ خاک، بیجارہ کوہ و دشت میں آوارہ پھرتی ہے۔ ناگاہ خلافت زمین کی اُس کو عنایت ہوتی ہے۔ مقربین ملاز اعلیٰ کو تسبیح و تقدیس میں سات لاکھ برس سے مشغول ہیں بکمال حیرت عرض کرتے ہیں۔ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ۔ الہی ہم مدت سے تیری عبادت کرتے ہیں یہ مایہ فساد و خوہریزی اس کام کی کب لیاقت رکھتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی تم اُس کے فساد اور خوہریزی پر نظر رکھتے ہو اور ہماری رحمت و عنایت کو نہیں دیکھتے۔ ہم اس سے ایک پاک مخلوق پیدا کریں گے اور اس کو تمام عالم سے برگزیدہ فرمائیں گے۔ ۵

ہمت مارا بے ز عالم پاک راز ہائے نہفتہ در دل خاک

عمر فاروق جس زمانہ میں بت پوجتے تھے اُس کے نزدیک امیر المؤمنین تھے۔ اور فضیل بن عیاض جب راہ مارے تھے اُس کے علم میں راہبر تھے۔ حبیب نجار ایک بت تراش تھے سعادت ازل نے اُن کی دستگیری فرمائی۔ قوم اُن کو قتل کرتی تھی اور وہ کہتے تھے۔ یَلِیْتُ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا عَفَرْتُ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنْ الْمُکْرَمِیْنَ۔ جادوگر فرعون کے حضرت موسیٰ سے مقابلہ کرنے آئے ایک جھلک نور تو حید کی ان پر چمک گئی بے اختیار پکارنے لگے وَاللّٰهُ خَیْرٌ اَبْقٰی فرعون کہتا تھا تمہیں سولی دوں گا اور تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹوں گا وہ کہتے تھے لَاخْیَرُ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ۔ کچھ پرواہ نہیں ہم اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔ یہ سولی نہیں وسیلہ حصول مطلوب اور نردبان بام محبوب ہے۔ الغرض جس طرف دریائے رحمت اُس کا جوش مارتا ہے ہزاراں ہزار دفتر معصیت ایک قطرہ سے دھل جاتے ہیں یکا یک رسول قبول یہ مژدہ جانفزاستا جاتا ہے اَلْحَبِیْبُ یَقْرَأُ ثَلَاثَ السَّلَامَةِ وَیَقُوْلُ اِنَّ اِلٰی مَعْلٰکَ کَلَامًا۔ اور برقی غصب اس کی جس پر گرتی ہے ہزار برس کی اطاعت اور ریاضت کو ایک دم میں جلا کر خاک کرتی ہے معلم ملکوت کو ایک آن میں شیطان اور ملعون کرتی ہے اور بلعم باعور کو ایک لمحہ میں مردود و مقہور۔ اسے عزیز جان ہزاروں طالبوں کی اُس کی غیوری سے برباد ہے اور لاکھوں دل سوختہ دریائے لا ابالی میں غرق۔ عارف و عالم ندائے اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ عَنِ الْعَالَمِیْنَ سے اپنے کام میں حیران اور مغیر و صدیق اس کی بے نیازی سے

شب و روز خائف و ترساں کس کی مجال ہے کہ خلاف اُس کے دم مارے اور اُس کے کام میں چون و چرا زبان پر لاوے کہ
يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ اُسکی شان ہے اور غنا حقیقی اُسکی ذات کو شایاں اگر ایک جہاں کو آتش قہر سے جلا کر برباد کرے اصلاً
گردِ ظلم کی اُس کے دامنِ عدل پر نہ بیٹھے اور جو سب گنہگاروں کو آبِ رحمت سے دھو کر پاک کر دے اُس کی جباری اور عظمت میں
ہرگز نقصان نہ آوے۔ اُسے عزیز جیکہ صفات اُس کے احاطہ و ہم و خیال سے منزہ بلکہ ادراک عقول سے برتر ہیں تو معرفت اُسکی
ذات کی کسے حاصل ہو سکے۔ مصرع۔ قیاس کن رنگستانِ من بہارِ مرا۔ ایک عالم اُس کی طلب میں سرگرداں ہے اور ایک
جہاں اُسکی تلاش میں سرسبز و حیران کوئی مشرق و مغرب میں نگاہ کرنا ہے اور کوئی جنوب و شمال میں جستجو مگر دامنِ دولت اُسکا کسی
کے ہاتھ نہیں آتا۔ طالبانِ حوں حلقہ بردر ماندہ اند زانکر نزدیکت کسے را راہ نیست

موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت آدمیؑ کو حکم ہوا اَن تَدْنِي۔ ایک تجلی اُسکی چمکی اور جہاں پروردگار دیکھا مگر بہارِ مکررے ٹکڑے ہو گیا
اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْعَبْدِ جَعَلَهُ دَكَّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَوْقًا۔ اُن سید انس و جان
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طرف عالی عنایت ہوا کہ مکر سے قَابِ قَوْسَيْنِ تک سفر کیا اور جہاں پروردگار دیکھا مگر کسی بات میں اصلاً
فرق نہ ہوا۔ موسیٰؑ نہ ہوش رفت بیک پر تو صفات تو عین ذات می نگری در تبسمی

اُسے عزیز یہ مقام سیدانام کیلئے مخصوص ہے جو بات و زیرِ اعظم کو حاصل ہوتی ہے ہر کسی کو نہیں ملتی اور جو اسرارِ محبوب پر
ظاہر ہوتے ہیں اوروں پر نہیں کھلتے۔ وہ جنابِ عقائے قافِ قدس ہیں۔ اور شہبازِ آشیان انس و بلبلِ بوستان و مائے نطق
عَنِ الْهَوَىٰ طوطی شکر خانے سُبْحَتِ الَّذِي اَسْرَىٰ شَاهِن بِلند پرواز انا سید ولدِ ادم عندلیبِ خوش آواز باغ
وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ نديم خلوت کدہ قَابِ قَوْسَيْنِ اَوَاذِ نَفِیْ مقيم عشرت کدہ وَلَقَدْ رَاَهُ نَزْلَةً اُخْرَىٰ۔

جہاں خوانِ یطعنی و یسقین۔ مرید صاحبِ اخلاص و اَعْبُدُ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَاۤتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔

چایک قدم بیضا افلاک والا گہر محیط لولاک

خانگی و براوج عرش منزل اُمی و کتاب خانہ در دل

سرورِ بنی آدم۔ روح روانِ عالم۔ انسان عین وجود۔ دلیل کعبہ مقصود۔ کاشفِ سرِ مکنون۔ خازنِ علم
مخزون۔ اقامت حدود و احکام۔ تعدیل ارکانِ اسلام۔ امام جماعتِ انبیاء۔ مقتدائے زمرۃ انقیاء۔ قاضی
مسند حکومت۔ مفتی دین و ملت۔ قبلاً اصحابِ صدق و صفا۔ کعبۃ اربابِ حلم و حیا۔ دارِ علوم اولین۔
مورث کمالات آخرین۔ مدلولِ حروفِ مقطعات۔ منشاء فضائل و کمالات۔ منزلِ نصوص قطعیدہ۔
صاحبِ آیتِ بینہ۔ حجت حق الیقین۔ تفسیر قرآنِ مبین۔ تصحیح علوم متقدمین۔ سند انبیاء و مرسلین۔
عزیزِ مہر احسان۔ فخرِ یوسف کنعان۔ منظرِ حالاتِ مضمرة۔ مخبر اخبارِ ماضیہ۔ واقف امورِ مستقبلہ۔
عالمِ احوال کا منہ۔ حافظ حدودِ شریعت۔ ماحی کفر و بدعت۔ قائد فوجِ اسلام۔ دافع جیوشِ اصرام۔
نگینِ خاتمِ سروری۔ خاتمِ نگینِ پیغمبری۔ فاتحِ مغالقاتِ حقیقت۔ سرِ اسرارِ طریقت۔ یوسف کنعان جمالِ سلیمان ایوانِ جلال۔
منادی طریقِ رشاد۔ سراجِ اقطار و بلاد۔ اکرمِ اسلاف۔ اشرفِ اشراف۔ لسانِ حجت۔ طرازِ مملکت

نورس گلشن خوبی - چمن آرائے باغ محبوبی - قل کا حسن و زینتی - باد پستان خوبروئی - رونق ریاض گلشن -
 آرائش نگارستان چمن - طرہ ناصیہ سبستان - قرۃ العین - تان - کلدستہ بہارستان جنان - رنگ افزائے
 چہرہ ارغوان - ترطیب دماغ گلدوئی - طراوت جوہار دل بونی - تراوش شبنم رحمت - توتیلے چشم بصیرت -
 نسیم حدیقہ فردوس بریں - روح را شمع روح ریاضین - چمن خیابان زیبائی - بہار افزائے گلستان رعنائی -
 تخیل بند بہار نو آئین - رنگ آمیز لالہ زار رنگین - رنگ روئے مجلس آرائی - رونق بزم رنگیں ادائی گلگونیش
 چہرہ گلنار - نسیم اقبال بہار زہار - نگہت عنبر میزان گلزار - نفحہ مشکریزان موسم بہار - اصل اصول - سرابستان
 ملکوت - پنج فروغ نخلستان ناسوت - فارس میدان جبروت - شہسوار مضار لاہوت - قمری سر ویکتائی -
 تدر و باغ دانائی - شاہباز آشیان قربت - طاؤس مرغزار جنت - شگوفہ شجرہ محبوبیت - ثمرہ سدرہ
 مقبولیت - نو بادۂ گلزار ابراہیم - نورس بہار جنت نعیم - عجوبہ صنعتکدہ بوقلموں - زینت کارگاہ
 گوناگون - لعل آبدار بدخشان رنگینی - در قییم گوش مہ جبینی - جگر گوشہ کان کرم - دستگیر در ماندگان اعم
 یاقوت نسخہ امکان - روح روان عقیقہ در جان - خزانہ زواہر ازلیہ - گنجینہ جواہر قدسیہ - گوہر محیط احسان
 ابر گہر بار نیساں - لؤلؤ بحر سخاوت و عطا - گہر دریائے مروت و دیا - مشکبار صحرائے ختن - گلر نیردامن گلشن -
 غالیہ سائے مقام جان - عطر آمیز دماغ قدسیان - جوہر اعراض و جواہر - منشاء اصناف زواہر - مخزن
 رجناس عالیہ - معدن خصائص کاملہ - مقوم نوع انساں - ربیع فصل دوراں - مکمل انواع سافلہ -
 مزی نفوس فاضلہ - اختر برج دلبری - خورشید سہار سردری - آبروئے چشمہ خورشید - چہرہ افسردہ
 ہلال عید - ہلال عید شادمانی - بہار باغ کامرانی - صفائے سینہ نیر اعظم - نور دیدہ ابراہیم و آدم - زیب نجم
 گلستان - گل ماہتاب باغ آسمان - مشرق دائرہ تنویر - مشرق آفتاب منیر - شمس چرخ استوار - چراغ
 دودمان انجلا - بجلی نگار خانہ کونین - سیارہ فضاے قاب قوسین - زہرہ جبین النوار - غرہ جہنہ اسرار -
 عقدہ کشائے عقد ثریا - ضیائے دیدہ ید بیضا - نور نگاہ شہود - مقبول رب و دود - بیاض روئے سحر -
 طراز فلک قمر - جلوه الہیاد ہدایت - لمعان شمس سعادت - نور مردک انسانیت - بہائے چشم نورانیت -
 شمع شبستان ماہ منور - قندیل فلک مہر انور - مطلع الزوار تائید - تجلی برق و خورشید - آئینہ جمال خوبروئی -
 برق سحاب دلجوئی - مشعل خورتاب لامکان - تربیع ماہ تاب درخشاں - سہیل فلک ثوابت - اعتدال امزجہ
 بسائط - مرکز دائرہ زمین و آسمان - محیط کرۂ فعلیت و امکان - مربع نشین مسند اکتائی - زاویہ گرین گوشہ تنہائی -
 مسند آرائے ربیع مسکوں - رونق مثلثات گردوں - معدن بہار سخاوت - منطقہ بروج سعادت -
 اوج محذب افلاک - رونق حقیض خاک - اسد میدان شجاعت - اعتدال میزان عدالت - سطح خطوط استقامت -
 حاوی سطوح کرامت - طبیب بیمار ان صلاحت - نباض معمو ان شقاوت - علاج طبائع مختلفہ - دافع امراض متضادہ
 جواہر مریضان محبت - معجون ضعیفان امدت - قوت دلہائے ناتواں - آرام جاں ہائے مشتاقاں -

تفہیم قلوب پڑمردہ۔ دوائے دلہائے افسردہ۔ مقدمہ قیاس معرفت۔ مہمد قواعد محبت۔ عقل اول سلسلہ عقول
مہمد ضوابط فروع و اصول۔ نتیجہ استقرائے مبادی عالیہ۔ خلاصہ مدارک ظاہرہ و باطنہ۔ رابطہ علت
و معلول۔ واسطہ جاعل و مجعول۔ مدرک نتائج محسوسات۔ مہبط اسرار مجردات۔ جامع لطائف ذہنیہ۔
جمع انوار خارجیہ۔ حقیقت حقائق کلیہ۔ واقف اسرار جزئیہ۔ مبطل مزخرفات فلاسفہ مثبت براہین قاطعہ۔
اوسط طرفین امکان و وجوب۔ واسطہ ربط طالب و مطلوب۔ معلم دبستان تفرید۔ مدرس مدرسہ تجرید۔
سالک مسالک طریقت۔ دانائے رموز حقیقت۔ اشارات وحدت مطلقہ۔ برہان احدیت مجردہ۔ خزینہ اسرار
الہیہ۔ گنجینہ انوار قدسیہ۔ تصفیہ قلوب کاملہ۔ تزکیہ نفوس فاضلہ۔ سرود فردیوان ازل۔ خاتم صحف مل۔
تخم مزرع حسنات۔ ترغیب اہل سعادت۔ جمع محاسن فتوت۔ کفایت حوائج خلقت۔ مادی سبیل رشاد
استیعاب قواعد سداد۔ شیرازہ مجموعہ فصاحت۔ ہیئت حدائق بلاغت۔ سرآج و ہراج ہدایت۔ نسخہ کیمیائے
سعادت۔ تکمیل دلائل نبوت۔ صحیفہ احوال آخرت۔ منہج منتہی الارباب۔ لب اصول ادب۔ بیاض زواہر
جواہر۔ تمہید نوادر بصائر۔ مقتدائے صغیر و کبیر۔ مفتاح فتح قدیر۔ میزان نزل ابرار۔ مفید مستفیدان اسرار۔
قلزم درر قلائد۔ درج جواہر عقائد۔ تیسیر اصول تائیس۔ روشہ گلستان تقدیس۔ احیائے علوم و کمالات۔
مطلع اشعہ لمعات۔ مقدمہ طبقات بنی آدم۔ رہنمائے دین محکم و مسلم۔ تشریح حجت بالغہ۔ تصریح واقعات ماضیہ
تقریر قصص انبیاء۔ تحریر معارف اصفیاء۔ دلیل مناسک ملت۔ منتفی ارباب بصیرت۔ وسیلہ امداد قحاح۔ سبب
نزہت ارواح۔ خازن کنز وقائق۔ در مختار بحررائق۔ ذخیرہ جواہر تفسیر۔ مشکوٰۃ مفتاح تیسیر۔ جامع اصول
غرائب معالم۔ مصدر صحاح بخاری و مسلم۔ منظور مدارک عالیہ۔ مختار عقول کاملہ۔ ملقط کتاب تکوین۔
نہایت مطالب مومنین۔ انسان عیون ایمان۔ قرۃ عینین انسان۔ منبع شریعت و حکم۔ مجمع بحرین
حدوث و قدم۔ خلاصہ مآرب سالکین۔ انتہاء منہاج عارفین۔ شرف ائمہ دین۔ تہذیب شریعت متین۔ زبور غرائب
تدقیق۔ تلخیص عجائب تحقیق۔ ناقد نقد تنزیل۔ ناسخ توریت و انجیل۔ حافظ مفتاح سعادت۔ کشف غطاہر جہالت۔
واقف خزائن اسرار۔ کاشف بدائع افکار۔ عالم علوم حقائق۔ جذب قلوب خلائق۔ زریب مجالس ابرار۔ نور
عیون انبیاء۔ تہذیب لطائف علیہ۔ تجرید مقاصد حسنہ۔ بیاض انوار مصائب۔ توضیح ضیاء تلویح۔ حادی علوم
سابقین۔ قانون شفاء لاحقین۔ معدن عجائب و غرائب۔ مدار مکرم و مناقب۔ نقش فصوص حکمیہ۔ منتخب
جواہر مضیہ۔ عین علم و ایقان۔ حصن حصین اتمان۔ تبیین متشابہات قرآنیہ۔ غایت بیان اشارات فرقانیہ۔
تنقیح دلائل کافیہ۔ تصحیح براہین شافیہ۔ زبدۃ اہل تطہیر۔ لمجاء صغیر و کبیر۔ خواص بحار عرفان۔ زبدۃ ارباب
احسان۔ مرقات معارج حقیقت۔ سلم مدارج معرفت۔ موضع صراط مستقیم نجات۔ اقصی معراج اصحاب کمالات
قوت قلوب ممکنات۔ صفاء ینابيع طہارات۔ وقایہ احکام الہیہ۔ افق مبین انوار شمسیہ۔ دستور قضاۃ
و حکام۔ ایضاح تیسیر احکام۔ نور انوار مطالع۔ تنویر منار طوابع۔ کمال بدور سافرہ۔ طلعت بوارق متجلیہ۔

سورہ فتح باری - تائیس نور سراجی - بحر جواہر درایت - طغرائی منشور رسالت - عظیم اشباہ و نظائر - امین کنوز و ذخائر - ملخص مضمرات عوارف - شرح بسوط محارف - سراج شعب ایمان - برزخ وجوب و امکان در تاج افاضل - ملتنقی بحر فضائل - ناطق فضل خطاب - میزان نصاب احتساب - منشار فیض وافی - مبدر علم کافی - تبیین در مکنون - موجب سرور محزون - صراح برہان قاطع - نقایہ دلیل ساطع - رافع لواہد ہی - حکمت بالغہ خدایا - ضور مصباح عنایت - معطی زاد آخرت - عمدہ فتوحات رحمانیہ - مخزن مواہب لدنیہ - نتیجہ دلائل خیرات - لمعان مطالع مسرات - قاموس محیط آفاقان - بلاغ بین فرقان - نہر خیابان توحید - نور عین خورشید شمس بازغہ مشارق الوار - رونق ربیع بستان ابرار - شنار قلزم ملاحمت - آبیار جوئے لطافت - تراوش ابر سیرانی - ابرہار شادابی - سحاب در افشان سخاوت - نیشان گہر بار عنایت - کوثر عرصہ قیامت - سلسیل باغ جنت - آب حیات رحمت - ساحل نجات اُمت - روح چشمہ حیدواں - آشنائے دریائے عرفان - ۵

محمد شاہر دیں جانِ ایماں محمد رحمت حق لطف یزداں
بہار بہشت جنت رنگ و بولیش بہشت نہ فلک خاک کے زکولیش
ابد از ہستی او آفریدہ عدم را سایہ او نور دیدہ

اللَّهُمَّ مَا لَكَ الْمَلِكُ - رَبِّ الْأَرْوَاحِ وَالْمَلَائِكَةِ - بَدِيعِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - عَلِيمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ - غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ - شَدِيدِ الْقُوَّةِ وَالْحَوْلِ - وَاسِعِ الْمَغْفِرَةِ وَبَاسِطِ الزُّدْقِ - عَظِيمِ الْفَضْلِ ذَا الطَّوْلِ - لَا إِلَهَ غَيْرُكَ - وَلَا خَيْرَ الْآخِرِكَ - الْآنُكَ متوالیہ خارجہ عن حد البیان - ولعمراءك متکاثرۃ فائدتہ من عد الانسان - انوار حڪمتك الباهرۃ زاهرۃ من المصنوعات - واثار سلطنتك القاہرۃ ظاہرۃ من المقدورات - تخشع من خشيتك قلوب الانبياء والمرسلين - وتقصع عن رهبنتك جلود الاصفياء والمخلصين - يخضع دون سرادقات عزتك جباب العظماء ولا يحوم حول خيام - عظمتك اذهان الفضلاء - العالم كله ناطق بآيات وجوبك والخلق باسرة مستغرق في بحار جودك - ظہر كمال صفاتك فوق ظہور الاشياء - و بطن كنه ذاتك عن معرفۃ الاولياء - تقدمت ذاتك العظمى عن الاشباہ والامثال - وتنزهت صفاتك العليا عن الحدوث والزوال - طمس نورك ابصار العارفين - وازاح كبرياتك افكار العالمين - عقد قدرتك لا تحل با نامل الانظار - وعجائب صنعتك لا تصل الى كنهها الافكار - خلقتنا فكيف يمجد المخلوق الى اکتناء الخالق سبيلا وجعلتنا فاني يكون المفعول على ادراك الجاعل دليلا - قصرت الفهوم عن وصف كمالك - وارتفعت العقول بملاحظة جلالك - تعالى شانك العظيم - وارتفع سلطانك القديم - ربنا انك فانض الجود وغاية المقصود - الموجود قبل كل موجود - والباقي بعد كل محدود - لك الحقيقة حقا وما سواك المجاز - ومنك البداية يقيناً واليك المجاز - لا احصى ثناء ذاتك وصفاتك - ولنعم

قال عبد من عبادك - هـ

وانى لا استطيع كنه صفاته ولوان اعضاءى جميعا تكلم

فحمدك على ما شرحت صدورنا بانوار الهداية ووضعت عنا وزار الضلالة وارسلت
الينار رسولك بالهدى ودين الحق لتظهر على الدين كله ذلوكه المشركون - وأعدمت لنا مالا
عين رأيت ولا اذن سمعت ومثل هذا فليصل العاملون - واتممت النعمة علينا بفضلك العميم
حيث يسرت الوصول الى طريقك المستقيم - لك المجد والبقاء - ومنك الجود والعطاء لا مانع لحكمك
ولا راد لفضلك - نواصى المقاصد اليك - وأزمت المطالب بيدك - فأسئلك اللهم ان تجعل
شركائك صلواتك - ونواصى بركاتك على محمد خاتم الانبياء - وامام الاقبياء وصفوة الانام
واكرم الكرام - ورحمة للعالمين - وشفيق للمذنبين - وسيد النبيين - حبيب رب العالمين - بشير
للمطيعين - ونذير للمفسدين - نبي الحكم والحكمة - وسراج للعلم والهداية - بحر الانوار - معدن
الاسرار - شارح الشريعة البيضاء - بارع الرسل والانبياء - راكب النجيب والبراق - صاحب
العوالم والآفاق - نور حقة الرتبة العليا ونور حديقة الشفاعة الكبرى - انسان عين الآدم
عين اعيان العالم - قطب سماء العناية - بدرك الكرامة - فاشير الخير والاحسان - ماحى
الكفر والظلم - باسط مهاد العدل والانصاف - هادم اساس الجور والاعتساف -
خير من تكلم بفصل الخطاب - افضل من نطق بالصدق والصواب - عز العرب والعجم خطيب الانبياء
والامم - شمس الفلاح والهدى - صاحب المقام الاعلى - مشيد قصر الهداية - ممد قواعدا السياسة
افضل البشر على الاطلاق - اكرم الخلق على الله الخلاق - امين الله على الارض - شاقم الخلق يوم العرض
عروة الله الوثقى - نور الله الذى لا يطفى - مفتاح خزائن الرحمة - شهيد الله يوم القيامة - كنز الفضل
والكرم والجود - شفيق الناس في اليوم الموعود - سيد الثقلين - امام القبلتين - دليل الخيرات
صقوح عن الزلات - معدن الكمالات - مصمم الحسنات - مصباح الدجى - مفتاح الدارى -
شمس الضى خير الورى - اشرف بنى عدنان - حبيب الله المنان - قدوة اصحاب الرضى والتزويل -
دام غيشت الشرى والا باطل - رفيع للمقام - واجب الاحترام - اكمل الموجودات - اجمل المخلوقات -
رسول الراحة والرحمة - صاحب الوسيلة والفضيلة - كرمه عيم - فضله جسيم - ذاته علوية
ودولته سرمدية - صفاته سنية - سجايا مرضية - لونه مليم - وجهه صميم - لسانه فصيح -
برهانه صميم - علمه وسيم - قدرة رفيع - قلبه سليم - شأنه عظيم - اياته باهرة - معجزاته متواترة -
خصائله محمودة - شفاعته مقبولة - حجته ساطعة - حكمته بالغة - نسبه ابراهيمي - حسبه اسمعيلي
اصله آدمي - فرعته علوي - الطافه كريمة - افعاله جميلة - اخلاقه حميدة - اوصافه جليلة - دينه

خير الاديان - ذهنة عمدة الاذهان - جبرئيل وميكائيل وزيراء - البوبكر وعمر صاحباه -
الغلمان عبيدة والخورجواريه - الجنان قصوره والملائكة حواريه - هو الموصوف بالكرامة
والخصوص بالسيادة - المتصف بالصفات الكاملة - الممدوح بالاخلاق الفاضلة - المبعوث
من الكرم القبائل - المبعوث باعلى الشماثل - المنصور بمجنود الملائك - الثابت فى المغازى و
المعاريك - المتكلم بمجوامع الكلم - المتمم للحكم بالطريق الاتم - المحمد فى الكلام القديم
الموفق بالخلق العظيم - المتقدس عن شوائب النقص والدنات - المويد بساطع الحجج
وراضع البينات - المحافظ لعهد المعهود - المستوفى فى مرضاة الله الودود - المحرر عن المسلمين
الرؤف الرحيم بالمؤمنين - القايم بالعدل والحق - والمأمور بالتيشير والرفق - الواعى لوحى
الله المنان - الداعى الى الرحيم الرحمن - الفائز بالمطالب اللطيفة - المخلص فى المواهب الشريفة
الهادى باقرب الطريق الى النجات - الشاهد للرسول بتبليغ الرسالات - الطاهر المطهر -
الطيب المطيب - النجم الثاقب الرسول المقرب - الامام الاصيل - السيد النبيل - الرسول
الكريم - النبى الفخيم - المصطفى والمجتبى - لولاه لم تخلق الدنيا - قرنت البركة بذاته الكريمة
واشرقت الانفس بانوار المضية - ظهرت عند ولادته واقعات عظيمة - ووقعت ليلة
ميلاده ارهاصات عجيبية - الملائكة به حفت - والهواتف بذكره هتفت - الاصنام على
الوجوه خرت - قصور كسرى من هيئته انكسرت - استنارت بضوءه ارض الحرم حضرت
مولده اسية ومريم تباشرت به الحور فى الجنة واهتز العرش المعلى - خمدت النيران
القارسية وحرسست سماء الدنيا - حبست المردة بسلاسل النار - قمعت رؤس الكهنة
بمقام الخسار - هو الذى اطمس غيايب الطفيان بنوره - وضاء مظالم الاكوان بظهوره
افاض رحمة على العالمين فوفاه - نهض باعيان الرسالة فاداه - لامثل له فى العلى وله المثل
الاعلى - اين للشمس يد كالسحاب الماطر - واى للسحاب وجه كالنير الاكبر - واين للقمر
كف كالبحر الزاخر - واى للبحر نور كالبدرا لانور - فسبحان من صورته فاحسنه تصويرا وما
خلق له فى العالمين نذيرا - يا عاشقين تولوهوا فى وجهه - هذا هو الحسن الجميل المفرد -
لمرات فى اولاد ادم مثله - فيما مضى هذا حديث مستند - صلوا عليه بكورة وعشية -
الف الصلوة مع السلام وزيدوا - ارسله الله تعالى مبشرا المؤمنين بان لهم من الله فضلا
كبيرا - وانزل عليه الفرقان فيه تبيان لكل شئ ليكون للعالمين نظيرا - اسرى به ليلا من
المسجد الحرام الى المسجد الاقصى - واطلعه على ملكوت السموات والارض ليرى من آيات ربه الكثير
اتم به مكام الاخلاق ومحاسن الافعال - وقد سه عن النقائص والشروء فى الاحوال والاعمال

اكمل به ببيان الرسالة - وانقذ نابه من الطغيان والضلالة - غفر لشفاعته ذنوب عباده -
وكشف بطلعته كروب عباده - اظهر به على العالمين عجائب الاوامر والاحكام - وامطر به
على العالمين سحائب الافعال والانعام - شيد به قصر الارشاد بعد ما شرف على الانهدام
وبين به سبيل الرشاد عند تراكم الظلم وشدّة العقام يختم به ديوان النبوة والتبليغ - واحكم
به اركان العطاء والتسوية - كرمه باقسام الكرامات - وخصه بانواع السعادات - اودعه في
اصلاب الشراف - واخرجه من البطون الظرف - له لما النسب العالي فليس كمثلته -
حبيب نسيب منعم متكرم - اقدمه في كل خير لانه - اذا كان مدح فالنسيب مقدم - هو
النور المبين - والقوى المتين - سند جميع الانبياء والمرسلين - الذي كان نبيا وادهم بين الماع
والطين - اطل عليه سحاب الرحمة - ومال اليه نخل الشجرة - به خبت نار الكفر والطغيان - ومته
قلحت روائح العناية والاصناف - عمت بافاضة به آثار العدالة - ولاحت من غرته انوار السعادة -
قلع اصل الكفر والعناد - وقطع راس الشر والفساد - القلوب بانوار الساطعة اشرقت
والكروب بافضاله الشاملة كشفت - العوالم بطيب ذكره تعطرت - والرسالة بنسبتها اليه
باهت - بساط قربه مبسوط في حضرة العزة - ولواء عزته مرفوعة الى السماء السابعة - اذ
ازهرت بوجوده رياض العرفان - واطرعت من جوده حياض الايمان جلبت الى جناب
رفعه الكمالات الالهية - ووجهت تلقاء مدين دولته العنايات الالهية - عناياته مصروفة
نحو شفاعته الخاطبة - وخزائن دولته مفتوحة لانجام حاجة المساكين وجوء الامال مستقبلية
الى جنابه المقدس - ومحاسن الافعال مجتمعة في حضرة الاقدس - اول مدارج عرجه
اخر مقامات النبيين - واخر مدارج ترقيه خارج عن طرق المرسلين - عرج الى سدرة
المنتهى ثم دنى - فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى - به يكماله في الاوج يدركه كامل -
بحر محيط زاحر بنواله - عجزت العقل عن ادراك اسرار - واستنارت الشمس من ضياء انوار -
الاتباع بسنته افضل الوسائل الى الفوز بالدرجات - والاتصاف بمحتاج لخبائر الكمالات
والسعادات - ملازم بحار القلوب بمياه العلم والهدى تتلاطم امواج - ورأيت الناس
يدخلون في دين الله افواجا - به ملاء الخلاع بخيرة - خرق الساع بسيرة - ما ساع
ذاك لغيرة - صلوا عليه وسلموا - الشمس يتنور من نير جماله - والقمر يعكس من بريق
كماله - صحف الانبياء مشتملة على آيات جلاله - وآيات الجلال مقترنة بآيات اقباله -
به بلغ العلى بكماله - كشف الدجى بمجمله - حسنت جميع خصاله - صلوا عليه وآله -
به خسف القمر بمجمله - نطق البحر بمجمله - صلوا عليه وسلموا -

وآفاق علوم دینیہ اور ماہران فنون ادبیہ پر ظاہر ہے کہ کلام الہی باوجود قلت الفاظ و مبانی اس قدر مطالب و معانی پر مشتمل ہے کہ احاطہ ان کا امکان بشریہ باہر ہے۔ وکل العلم فی القرآن لکن یتقاصر عنہ اقسام الرجال۔
در بند آں میاش کہ مضمون نہ مانده است صد سال می توان سخن از زلف یار گفت

معالم التنزیل میں ابن مسعود سے منقول ہے کہ قرآن خدا کا خوان ہے علم حاصل کرو اُس کے خوان سے جس قدر قدرت رکھتے ہو تب تک یہ قرآن خدا کی رسی ہے اور نور و روشن اور شفاء و نافع اور عصمت اپنے متمسک اور نجات اپنے پیرو کے لئے بٹھرا نہیں ہوتا کہ راضی کیا جاوے اور کچھ نہیں ہوتا کہ سیدھا کیا جاوے عجائب اُس کے تمام نہیں ہوتے اور پرانا نہیں ہوتا کثرت استعمال سے اُس کی تلاوت کرو خدا تعالیٰ اُس کی تلاوت پر ہر حرف کے بدلے تم کو دس نیکی عنایت فرمائے گا۔ اے عزیز قرآن رہبر سالکان ہے۔ یَهْدِي إِلَى الرِّشْدِ اور مرہم زخم طالبان وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ہ آفتاب قرآن آسمانِ دل پر طالع ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرًا لِّمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ اور سینہ کوہِ قاف اُس کے ہیبت و جلال سے خاشع لَوْ اَنزَلْنَاهُ عَلَی الْقُرْآنِ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاٰتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ہ اے عزیز قرآن تمام مقاصد کو متضمن اور دین دنیا کے مطالب میں کافی ہے۔ اَوْ لَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ اِنَّ فِیْ

ذَٰلِكَ لِرَحْمَةٍ وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ کیا خوب کہا ہے کسی نے کہ قرآن کی ابتدا بسم اللہ سے اور انتہا سین والناس پر ہے یعنی قرآن بس ہے باقی ہوس۔ بیضاوی آیتہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔ آہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت سب آیات قرآن سے جامع تر ہے۔ عثمان بن مظعون اسی آیت کو سن کر ایمان لائے۔ اگر قرآن میں صرف یہی آیت ہوتی تَبَيَّنَا اَنَّا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهْدَىٰ وَرَحْمَةٌ وَبَشَرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ اُس پر صادق آتا ہے۔ اسے عزیز قرآن ایک بحر بے پایاں اور دریا بے ساحل ہے اور تمام علوم اور امور کو شامل طریقت اور شریعت اس دریا سے عظیم کی نہریں ہیں اور حقیقت و معرفت اس بحر ذخار کی بہریں اگر تمام عالم اُس کے عجائب و غرائب ذکر کرے لاکھ حصہ میں سے ایک حصہ بیان نہ کر سکے وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرٍ اَوْ اَقْلَامٍ اَوْ الْبَحْرِ مِمَّا كُتِبَ عَلَيْهِ مَسْبَعَةٌ اَوْ مِثْرَةٌ اَوْ فِئَةٌ اَوْ سَبْعُ مِثْرَاتٍ لَّكَانَ قُلُوبُ الْاِنْسَانِ عَزِيزَةً حَكِيمَةً ۝ اور جو جن دانش جمع ہو کر اس کے معانی اور مضامین میں فکر کریں ایک آیت کی تفصیل پر کما حقہ مطلع نہ ہوں قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِثْرًا اَوْ اِلْكُمِثْرَ لَآتَيْنَاكَ الْبَحْرَ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ ۚ كَلِمَاتٌ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝ مگر حکم مالا ید رک کلمہ لا یتروک کلمہ اس میں بقدر امکان فکر کرنا اور جس قدر ہو سکے اُس کے معانی اور مضامین مسلمان بھائیوں کے لئے ذکر کرنا دلیل سعادت ہے اور موجب فلاح دنیا و آخرت لہذا فقیر حقیر سراپا تقصیر قلیل البضاعت کثیر المعصیت جفا کار ذلیل و خوار و سیاہ آلودہ گناہ۔ احوج الخلق الی اللہ الغنی محمد نقی علی بریلوی عاملہ اللہ تعالیٰ بملطفہ الوفی وحفظہ من شر کل غبی و غوی چند اوراق سورۃ الم نشرح کی تفسیر میں لکھتا ہے اور اس مختصر کا نام الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح رکھتا ہے۔ ہر چند یہ بے مایہ اس جرأت و جسارت کی قابلیت نہیں رکھتا مگر پروردگار کا فضل بے علت استعداد و قابلیت پر موقوف نہیں ہے

شویندہ چو فضل تست الواث مرا آلودہ بتحقیق بہہ از پاک بود

اے عزیز دل قوی رکھ کہ مدار کار احسان و عنایت پر ہے نہ استعداد و قابلیت پر ایک قوم کو کہ مشیت خاک سے ارذل مخلوقات ہی پیدا کرتے ہیں اور بے سابقہ طاعت اور بلا واسطہ خدمت تمام عالم سے برگزیدہ فرماتے ہیں۔ نظم

مشوائے عاصی بے چارہ نوید کہ چوں پیدا شود اشراق خورشید
اگر آفتد بقصر پادشاہی ہم آفتد نیز بر کنج گدائی

بلکہ افتادگی اور بے ملنگی موجب مزید عنایت ہے

کے کو برہنہ آفتاد در راہ درو بہ تا بد آں خورشید ہر گاہ

تنبیہ :- اس تالیف سے افہام عوام مقصود ہے نہ اظہار فضل و کمال اس لئے اکثر مقام پر نقل عبارت عربی اور ترجمہ لفظی اور اسناد روایات اور رنگینی عبارات اور تقریرات مشککہ اور مضامین مخلقہ اور سمیع اور

ترصیح ترک کر کے سہل سہل باتیں جن کو ہر شخص بے تکلف سمجھ لے زبان اردو میں لکھی جاتی ہیں اور بعض قصص و حکایات و اخبار و روایات کتب صوفیہ اور ان کے مکتوبات اور ملفوظات سے کہ مخالف شرع اور محکوم بضعف و وضع نہیں یمیناً و تبرکاً نقل کئے جاتے ہیں اور بہت جگہ بنظر اختصار اس شخص یا اس کتاب کے نام سے جس کی روایت یا عبارت سے کوئی مضمون نقل یا استنباط کیا گیا ایک یا دو حرف اختیار کئے جاتے ہیں اور مضمون سے پہلے لکھے جاتے ہیں۔

ف :- فرقان مجید :- م :- محمد بن اسماعیل :- س :- مسلم بن حجاج نیشاپوری :- ت :- ابو عیسیٰ ترمذی :-
 د :- ابو داؤد :- ر :- ابو عبد اللہ رحمہ اللہ نسائی :- ط :- مؤطائے امام مالک :- ج :- ابو عبد اللہ محمد بن ماجہ قرظری :-
 می :- ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن فضل تمیمی دارمی سمرقندی :- تی :- طبرانی :- قط :- دارقطنی :- ک :- حاکم :-
 ع :- غزالی :- ق :- سیہقی :- ین :- زرین :- بل :- امام احمد بن محمد بن حنبل :- ح :- ابن جہان :- مخ :-
 مختارہ ضیاء مقدسی :- ن :- ابو نعیم :- ب :- محی السنۃ بغوی :- و :- نووی :- ص :- صحیح ابن خزمہ :-
 می :- مسند الفردوس دہلی :- نہ :- ابن عوانہ :- مع :- جمع الجوامع سیوطی :- خط :- خطیب بغدادی :-
 عس :- ابن عساکر :- عب :- عبد الرزاق :- مل :- کامل ابن عدی :- کش :- بدر الدین زکریا :- ما :- مؤطائے
 امام محمد :- نہ :- ہزار :- سخ :- حافظ سخاوی :- ع :- تفسیر عزیزی :- ض :- بیضاوی :- فر :- شرح سفر السعاده :-
 مش :- مشکوٰۃ المصابیح :- عص :- جامع الاصول :- مدر :- مدارج النبوة :- مو :- مواہب لدنیہ :- ضہ :-
 روضۃ الاحباب :- فا :- شفاء قاضی عیاض :- جو :- ابن جوزی :- عل :- عین العلم :- مط :- مطالع المسرات :-
 شیخ :- ابو الشیخ :- حق :- ابن اسحق :- تور :- توراۃ :- ان :- انجیل :- بو :- زبور :- عہ :- رد البدعۃ حسن
 مزرب الخصال :- یع :- ابو یعلیٰ :- حت :- حکیم ترمذی :- حص :- حصن حصین :- حر :- ابن مردویہ :- سف :-
 سفر السعاده :- ضو :- درمنضود :- ل :- ابن الکمال :- صم :- ابن ابی عاصم :- سم :- اسماعیل قاضی غیب :-
 ترفیہ اہل السعادات :- کف :- کفایہ :- ہر :- ہدایہ :- خت :- درمختار :- خی :- ذخیرہ :- تن :- مدارک التنزیل :-
 تا :- مختار :- لق :- ملقط :- حب :- مجمع البحرین :- بد :- بدایع :- قا :- قاضی خاں :- لب :-
 مطالب المؤمنین :- عد :- معدن :- حا :- بحار :- حر :- بحر الرائق :- ج :- چلی :- ضم :- مضمرات :- شب :-
 اخبار :- نہم :- نہر الفائق :- حف :- تحفہ محمد :- اش :- مکتوبات شرف الدین یحییٰ منیری :- مسر :- مکتوبات
 مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی :- شم :- شرح منیۃ المصلی لابن امیر الحاج :- شا :- شرح فقہ کبر للعلی القاری :-
 حظ :- محیط :- قت :- مرقات :-

ناظرین کرام با انصاف سے امید ہے کہ حکم لا منظور الی من قال و انظرو الی ما قال منکم عاجز کی بجائیگی
 پر نظر نہ فرمائیں بلکہ کلام کو دیکھیں کہ ماخذ اس کا قرآن و حدیث و اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ و علماء را سخین و
 مشایخ طریقت و مجتہدین امت ہیں اور جو لطائف اپنے ذہن سے لکھے ہیں وہ بھی اصول شرع اور طریقہ سلف

سے خلاف نہیں منع بنایا اگر اس سرایا غلط سے کسی جگہ غلطی ہو گئی ہو بنا دیں لیکن زبان طعن و تشنیع کے ساتھ نہ کہوں
کہ معترف بقصور پر طعن و تشنیع کام بزرگوں کا نہیں۔ واسأل اللہ ان یجنبینی عن الخطاء والزلل : و یحفظنی من
موجبات الخلل : و یوقضی لما یحب و یرضی : و یہدینی طریق الوصول الی جنابه الاعلی : و یعصمی من
تشتت الحال و تفرق البال : و یبعدنی عن جمود القریحۃ و تغیر الاحوال : و یسر علی جمیع هذا الكتاب
و یتثبت قدمی علی طریق الصواب : و یشرفہ بتشریف القبول العظیم : و یجعلہ خالصاً لوجه الکریم
و یصلی علی محمد سید المرسلین : و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

قال اللہ تقدس و تبارک : **الْمُتَشَرِّحُ لَكَ صَدْرَكَ** : ع ایک روز سرورِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب الہی میں عرض کیا خدا یا تو نے ابراہیم کو خلعت خلعت سے اور موسیٰ کو اپنی ہیکلانی
سے سرفراز کیا۔ پہاڑوں اور لوہے کو داؤد کا مطیع اور جن اور انس اور طیور کو سلیمان کا محکوم کر دیا مجھے کس کرامت
سے خاص فرمایا جواب آیا **الْمُتَشَرِّحُ لَكَ صَدْرَكَ وَ وَضَعْنَا عَنَّا وَ ذَرَكَ الَّذِي أَنْفَضَ ظَهْرَكَ وَ وَفَعْنَا**
لَكَ ذِكْرَكَ۔ کیا نہ کھولا ہم نے تیرے لئے تیرا سینہ اور اتار لیا تجھ سے بوجھ تیرا جس نے تیری پیٹھ توڑ دی اور
اونچا کیا تیرے لئے مذکور تیرا گویا ارشاد ہوتا ہے کہ اگر ابراہیم کو ہم نے اپنا خلیل کیا تمہارا سینہ کھول دیا کہ علم و
حکمت اور نور معرفت اور لذت مناجات اور غم امت اور ذوق حضور اور شوق دار آخرت تمہارے دل میں سمائے
اور وحی آسمانی کا اٹھانا اُس پر آسان ہو جاوے اور دعوت خلق مناجات حق سے اور تحمل مصیبت تسلیج
رغبت الی اللہ کے ساتھ ایک وقت میں جمع ہو سکے تا ان خوبیوں اور کرامتوں کی بدولت تم کو وہ مقام عنایت
ہو کہ خلعت ابراہیمہ کو اُس سے کچھ نسبت نہ رہے اور جو موسیٰ کو انواع مصائب کے بعد کوہ طور پر دولت ہیکلانی
سے بہرہ ور کیا تم کو حسرت نایافت اور غم فراق سے کہ جو تمہاری پشت پر نہایت گراں تھا نجات دیکر لامکاں
میں بلا کر اپنے دیدار سے مشرف فرمایا کہ تمام ملا اعلیٰ میں تمہاری قرب و منزلت کا شہرہ ہو گیا۔ اگر داؤد
و سلیمان کو عالم سفلی کی بعض اشیاء پر حکومت بخشی تم کو عالم علوی پر قدرت دی کہ خادموں کے مانند تمہارے
کام میں حاضر رہتے ہیں اور سپاہیوں کی طرح تمہارے دشمنوں سے لڑتے ہیں اُس عالم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو
تمہاری نبوت و رسالت سے واقف نہ ہو اور تمہارے حکم سے انحراف کرے۔ **إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ**
يُسْرًا۔ سو البتہ سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ البتہ سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ اگلے پیغمبروں نے طرح طرح کی مصیبتیں
اٹھائیں تو یہ مرتبہ پایا **فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ**۔ تمہیں بھی چاہئے کہ ان کی طرح محنت و مشقت اختیار کرو تا مرتبہ
تمہارا اس مقام سے بھی تجاوز کرے **وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ**۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر۔ یعنی تمہارا
مقام اور مرتبہ اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ دنیا کی حکومت اور بادشاہی یا جاری خلعت اور ہیکلانی پر قناعت
کرو اور اسی قسم کی کوئی چیز اپنے لئے ہم سے مانگو۔ تم کو چاہئے کہ ہماری ذات کے سوا کسی سے کام نہ رکھو اور منع و عطا

بلکہ تمام صفات سے قطع نظر کر کے جلال ذات میں مستغرق ہو جاؤ قولہ تعالیٰ۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ
ہمزہ اس جگہ استفہام انکاری کے واسطے۔ اور نفی کی نفی اثبات یا استفہام تقریری کیلئے ہے اور ہمزہ تقریر اس
مضمون کو مقرر کرتی ہے جو طرز کلام سے مخاطب کی سمجھ میں آتا ہے۔ نظیرہ۔ قولہ تعالیٰ اَنْتَ كُنْتَ لِلنَّاسِ الْغَنِيُّ
وَ اِنِّى الْفَقِيْرُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور شرح صدر کو بخلاف اُس کے معطوفات کے باوجود اس کے کہ ماضی بھی مفید تحقیق اور تقریر
ہے بصیغہ مضارع ذکر کیا تا ظاہری شرح صدر کے تعدد اور باطنی کے تجدد اور ترقی مستمر پر دلالت کرے اور ابراہاد صیغہ متکلم
مع الغیر واسطے افادہ اس مضمون کے ہے کہ میرے فرشتوں نے تمہارے سینہ کو کھول دیا اس لئے کہ یہ صیغہ متکلم مفرد
کی عظمت پر دلالت کرتا ہے اور عظمت منعم عظمت نعمت کو مقتضی ہے اور لفظ لك سے بھی اسی مضمون کی تاکید ہوتی
ہے کہ بادشاہ حقیقی نے یہ نعمت افضل مخلوقات اور اکمل موجودات کیلئے خاص فرمائی اور مقام امتنان میں شمار کی
ظاہر ہے کہ اگر بادشاہ ہزار روپیہ وزیر اعظم کو دے گا وقت ذکر احسانات ان کو یاد نہ کرے گا کہ وزیر رعایت سلطانی
صاحب ملک و خزانہ ہے ہزار دو ہزار دہائی کس شمار میں ہیں گویا ارشاد ہوتا ہے کہ تم اس نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ
یعنی شرح صدر کو حقیر نہ سمجھو کہ ہم یہ آں عظمت تم جیسے آدمی کو حقیر چیز نہ دیں گے اور مقام امتنان میں اُسے ذکر نہ
کریں گے اور تو سید اس کی فعل و مفعول میں ایہام قبل الايضاح ہے کہ مفید مبالغہ ہے۔ یا اس جگہ تشوہی سامع
کیلئے ہے کہ جو شے اشتیاق اور طلب کے بعد مسترسر ہوتی ہے زیادہ لذت بخشی ہے یا نفس جب ایک معنی کو دو صورت مختلف
میں پاتا ہے بہت لطف اٹھاتا ہے یا جو مضمون ایہام کے بعد بیان کیا جاتا ہے اُس کو دل اچھی طرح قبول کرتا
ہے اور لام لك لام قولہ تعالیٰ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ وَ امثال ذلك کے مقابل ہے گویا فرمایا کہ تو ہر طاعت و عبادت
میرے ہی واسطے کر کہ میں جو کچھ کرتا ہوں تیرے لئے کرتا ہوں بعض مخاطبات میں وارد ہے انا دانت وما سوى
ذلك خلقت لاجلک انا دانت وما سوى ذلك ترکت لاجلک یعنی پروردگار عالم نے اپنے محبوب صلی اللہ
علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں ہوں اور تو اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے تیرے واسطے پیدا کیا۔ اُس جناب نے جواب میں
عرض کیا کہ میں ہوں اور تو اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے تیرے واسطے چھوڑ دیا۔ اور شرح صدر رخت میں یعنی
کشادہ اور فراخ کرنے سینہ کے آتا ہے اور وہ دو قسم ہے ظاہری اور باطنی۔ ظاہری - چار بار واقع ہوا۔
اول مرتبہ۔ حلیمہ سعدیہ کے گھر بیان آس کا اس طور پر ہے۔ ایک دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلیمہ سے کہا
میرے بھائی رضاعی دن بھر کہاں رہتے ہیں عرض کیا بکریاں چرانے جاتے ہیں فرمایا ہم بھی ان کے ساتھ جایا کریں
گے۔ ایک روز ان کے ساتھ جنگل کو گئے تھے ناگاہ حلیمہ کا بیٹا دوڑتا آیا اور حلیمہ سے کہا "اے مادر ہریان محمد کی
خبر لے کہ ان کا کام تمام ہو گیا۔" حلیمہ یہ بات سن کر مضطرب و پریشان جنگل کی طرف دوڑیں جب آپ کے قریب پہنچیں
کیا دیکھتی ہیں کہ آپ پہاڑ پر کھڑے ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں کہا "میری جان آپ پر قربان کیا ماجرا تھا؟"
فرمایا تین شخص کہ ان کے منہ چاند کی مانند چمکتے تھے اور ایک کے ہاتھ میں ابریق جو اہر دوسرے کے پاس
برف کا پانی تیسرے کے ہاتھ میں سندس سبز کی مندیل تھی آسمان سے اترے ایک نے میرا سینہ چاک کیا

اور احشا کو نکال کر آب برف سے دھویا دوسرے نے میرے دل کو نکالا اور اُسے چیر کر ایک سیاہ نقطہ خون آلود اُس میں سے نکال کر پھینک دیا اور عرض کیا ہذا حظ الشیطان منك یا رسول اللہ فما بقی للشیطان علیک سبیل پھر ایک نے دوسرے سے کہا تجھے جس طرح حکم ہے ان کے دل کو علم اور علم اور رضوان سے بھر کر شگاف کو ملا دے اُس نے ایسا ہی کیا اور مجھے اُن کے کام سے اصلاً تکلیف نہ پہونچی پھر دس آدمیوں سے تو لائیں بھاری نکلا یہاں تک کہ لاکھ آدمیوں سے وزن کیا میں ہی بھاری نکلا۔ آپس میں کہا انھیں چھوڑ دو اگر ان کو تمام امت سے تو لو گے یہی بھاری نکلیں گے پھر انھوں نے میری دونوں آنکھوں میں بوسے دیئے اور آسمان کی طرف اُڑ گئے۔ اور اس مرتبہ کے شوق صدر میں یہ نکتہ تھا کہ کھیل کی رغبت جو لڑکوں کے دل میں ہوتی ہے آپ کے دل سے دور ہو جاوے اور بزرگوں کی طرح تمکین اور وقار حاصل ہو دے۔ دوسری بار دس برس کی عمر میں کح ن عس مخ عجلہ لشکر بن احمد۔ فرشتوں نے سینہ مبارک کو چاک کیا اور شفقت و مہربانی سے بھر دیا تا غضب و غصہ کہ اس امر کا مقتضی ہے فرد ہے اور مہر و محبت کی کہ گناہ گاران امت کو اُس کی حاجت ہوتی ہے عادت ہو جاوے حضرت فرماتے ہیں اُسی دن سے اپنے دل میں شفقت و مہربانی پاتا ہوں۔ تیسری بار۔ نبوت کے قریب دل مقدس کو چاک کیا کہ بار وحی کا تحمل اور کلام الہی کے سمجھنے کی قوت حاصل ہو۔ چوتھی بار۔ معراج کی رات یہ معاملہ واقع ہوا کہ دل مبارک میں انوار اور تجلیات اور علوم و معارف کی استعداد اور قابلیت پیدا ہو اور حوصلہ اُس کا بقدر اُن ترقیات اور کمالات کے کہ اُس رات عنایت ہو دیں گے وسیع و فراخ ہو جاوے یہ مختصر حال آپ کے ظاہری شرح صدر کا ہے لیکن باطنی شرح صدر کے بیان میں تین بحث ہیں پہلی بحث اُس کی تفسیر میں۔ واضح ہو کہ باطنی شرح صدر تین معنوں کو محتمل ہے۔ معنی اول لغوی۔ کہ سینہ کے فراخ اور کشادہ کرنے سے عبارت ہے پروردگار عالم نے اُس جناب کو شیطان کے دوسو سوں سے کہ مورت ضیق صدر میں محفوظ رکھا چنانچہ وارد ہوا اسلعم شیطانہ یعنی آپ کا شیطان فرمانبردار یا مسلمان ہو گیا اور جبکہ سینہ مقدس ضیق صدر کے سبب سے محفوظ رہا لاجرم بمقتضائے جبلت اور بھی بسبب نزول انوار و برکات عالم جبروت دلاہوت کے اسکو ایسی فراخی اور فصاحت حاصل ہوئی کہ مافوق بھی اُس سے متصور نہیں امام رازی تفسیر کبیر میں محمد بن علی ترمذی سے نقل کرتے ہیں کہ قلب عقل و معرفت کا محل اور صدر اُس کا قلعہ ہے جب شیطان دل کی طرف ارادہ کرتا ہے صدر کی طرف جاتا ہے اگر راہ پاتا ہے تو دل کو غارت کرتا ہے اور دوسو سہ اپنا اُس میں ڈالتا ہے اور غم اور رنج اور حرص میں اُس کو مبتلا کر کے اس قدر تنگ کر دیتا ہے کہ عبادت کی لذت اور اسلام کی حلاوت اُسے اصلاً حاصل نہیں ہوتی اور جو دشمن ابتدائی قصد میں روک لیا جاتا ہے نزول ضیق سے امن ہاتھ آتی ہے اور عبادت سہل اور آسان ہو جاتی ہے۔ معنی دوم شرح صدر سے وسعت قلب اور فراخی میدان دل مراد ہے کہ علوم و معارف عالم امر و خلق کے اُس جناب کے دل میں سما گئے مگر آتش شوق اصلاً فرو نہ ہوئی اور نعرہ کرب ذی عیناً زبان حال پر جاری رہا اور اُس کو شرح صدر کے

سے تعبیر کرنا تسمیۃ السبب باسم المسبب کے قبیل سے ہے ارباب طریقت فرماتے ہیں کہ قلب کے دو دروازے ہیں ایک نفس کی طرف جسے صدر کہتے ہیں دوسرا روح کی جانب صدر کی تنگی سے کہ دوسو سوں کے سبب سے عارض ہوتی ہے دل تنگ ہو جاتا ہے اور اس کی کشادگی سے کشادہ ہوتا ہے اور انوار و اسرار کو اپنی طرح قبول کرتا ہے اور عبادت میں لذت پاتا ہے۔
 معنی سوم۔ شرح صدر فراخی جو صلہ اور بلند حجت سے کنایہ ہے اور وہ ایک عمدہ فضیلت ہے کہ کوئی دولت و نعمت اس کی جسر اور کوئی خوبی اور بھلائی اس کے برابر نہیں تمام کمالات اور فضائل کا مدار اسی پر ہے جسے یہ نعمت ہاتھ آتی ہفت کشور کی سلطنت اس کے نزدیک ہر بشر کے برابر ہے اور جسے وہ دولت میسر نہیں اسے کوئی کمال نہیں حاصل ہوتا اس عمدہ فضیلت کا بیان تفصیل تمام دوسرے بحث میں مذکور ہوگا انشاء اللہ العظیم۔ دوسری بحث اس کے اسباب کے بیان میں۔ فطن مستیقظ پر بخوبی ظاہر ہے کہ کمال ہر شے کا اس کے اسباب کے کمال پر موقوف ہے پس کمال اس نعمت عظمیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے لئے مخصوص ہے اس لئے کہ جلا اسباب اس کے کہ جن کا ذکر آگے آئے گا اس جناب کو بروجہ کمال حاصل تھے جو طالب صادق اس خوان نعمت اور خرمن دولت سے کہ پروردگار عالم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو کرامت فرمایا حصہ لینا چاہے اسے لازم ہے کہ ان اسباب کے تحصیل اور تکمیل میں حتی الوسع کوشش کرے اور ان کی تحصیل اور تکمیل ان کے حقائق اور احوال کے جاننے پر موقوف ہے لہذا یہ بحث شرح اور بسط کے ساتھ لکھی جاتی ہے شاید مسلمان بھائیوں کو نفع بخش اور لطفیل ان کے اس فقیر کو بھی کچھ فائدہ پہنچے واللہ الموفق والمعين علیہ اتوکل وبہ استعین۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اسباب شرح صدر کے چھ ہیں۔ پہلا سبب کہ اشرف اسباب ہے توحید اور ایمان ہے کہ باندازہ اس کے جو صلہ مومن کا فراخ سینہ اس کا کشادہ اور دل اس کا قوی اور محفوظ ہوتا ہے اور ایمان لغت میں بمعنی گرویدن اور بے بیم گردانیدن ہے اور عرف شرع میں بمعنی تصدیق بجمیع ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آملے عمل اس میں داخل نہیں مگر کمال اس کا عمل سے وابستہ ہے۔ عمل بے اس کے کام نہیں آتا اور وہ بے عمل کے رزق نہیں پاتا ہے امام شمس الاثمہ اور فخر الاسلام تعلقہ بکلام حقیقت ایمان میں اخل کہتے ہیں اور جو شخص باوجود تصدیق قلب بلا عذر اکراہ اور تنگی کے اقرار نہ کرے اسے عند الشکی سلطان نہیں جانتے ہیں بس ان کے نزدیک ایمان کے دور کن ہیں۔ تصدیق اور اقرار مگر فرق اس قدر ہے کہ تصدیق اصلاً محتمل سقوط نہیں اور اقرار بعد اکراہ وغیرہ ساقط ہو جاتا ہے مگر نہ سبب شیخ ابو منصور ماتریدی اور جمہور محققین کا یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق ہے اور اقرار اجراء احکام اسلام کے لئے شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کتب فی قلوبہم الایمان وقلوبہ مطمئنہ بالا یمان ولما یدخل الایمان فی قلوبکم واذ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے ہیں اللہم ثبت قلبی علی دینک اور اس امر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ہلا شقت قلبہ اور توحید سے کبھی نفس ایمان مراد لیتے ہیں۔ تسمیۃ الكل باسم الجزء اور کبھی بمعنی متعارف مقابل شرک کے استعمال کرتے ہیں اور جس طرح مراتب ایمان بحسب اجمال و تفصیل و قوت و ضعف متفاوت ہیں اسی طرح مراتب توحید بھی باہم تفاوت رکھتے ہیں کہتے ہیں توحید چار قسم ہے اول توحید بزبان بلا اعتقاد قلب جسے نفاق کہتے ہیں کہ محض بیکار ہے۔ دوم توحید عاقلی سوم توحید

مشکل کی کہ تقلیدی اور استدلالی ہے مانند پوست بادام کے اگرچہ باطن میں ہے مگر مقصود سے خالی ہے۔ چہارم توحید عارفین کہ مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے گویا عامی اوروں کے کہنے اور متکلم در دولت پر سامان و تحمل سواری مجتمع دیکھنے سے اور عارف خود بادشاہ کو آمادہ سواری دیکھ کر اس بات پر یقین کرتا ہے کہ بادشاہ سوار ہونے والا ہے اس تمام میں بیان عیاں ہو جاتا ہے اسی واسطے اوروں کو حکم ہوتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہو اور حضرت کو ارشاد ہوتا ہے فاعلم ان لا الہ الا هو تم جانو کہ خدا کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں یہ مقام گویا مغز بادام ہے صاحب اس مقام کا چاند سورج ستارہ بادل مینہ آسمان اور تمام اسباب کو یہ قدرت میں مسخر دیکھتا ہے جس طرح قلم کاتب کے ہاتھ میں کہ جدر ہلاتا ہے ہلتا ہے اور جو چاہتا ہے لکھتا ہے اُس کے نزدیک ان چیزوں پر حوالہ کرنا خطا ہے جس طرح فرمان شاہی کا کاغذ اور قلم پر حوالہ کرنا بیجا ہے جب استغراق اس مقام پر جاری ہوتا ہے ایک ہی کو دیکھتا ہے اور ایک ہی کو جانتا ہے بلکہ اُس جاننے اور توحید کو بھی جلال ذات میں گم کرتا ہے نہ بایں معنی کہ کثرت نہیں ہے بلکہ اُس کی نظر سے ساقط ہو جاتی ہے اور وحدت نظر آتی ہے جس طرح ہر انسان دوسرے آدمی کو باوجود کثرت اعضا کے ایک سمجھتا ہے اور ایک کہہ سکتا ہے اس لئے کہ کثرت بسبب تعلق و ارتباط کے وحدت ہو گئی اسی طرح عالم بمنزلہ شخص معین کے ہے اور اجزاء اُس کے جیسے آسمان و زمین اور ستارے بمنزلہ اعضا کے اسی طرح تمام عالم جناب احدیت سے ایک طرح کا علاقہ رکھتا ہے اور ذات پاک سب اشیاء کو محیط ہے باعتبار اس علاقہ کے معرفت اُس کی گویا تمام عالم کی معرفت کو متضمن ہے اور علم اُس کا تمام اشیاء کے علم کو حاوی اس مقام کو فنا فی التوحید اور توحید صدیقین کہتے ہیں۔ امام غزالی نقل کرتے ہیں کہ منصور علاج نے ابراہیم خواص سے پوچھا کیا کیا کرتے ہو کہا توکل پر قدم اپنا ثابت کرتا ہوں فرمایا تم نے باطن کی آبادی میں عمر ضایع کی فنا فی التوحید کہاں ہے۔ اور یہ توحید قسم چہارم سے اسی طرح وہ سوم سے مشکل تر ہے اور توحید متکلمین توحید عوام سے کامل تر اور فاضل تر ہے اور جس قدر اُن کی توحید اور ایمان میں تفاوت ہے اسی قدر اُن کی وسعت و وصلہ وقت اور فصاحت میدان دل میں بھی فرق ہے اور جو کہ توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم کی توحید سے اعلیٰ اور افضل اور ایمان آپ کا سب کے ایمان سے اکمل ہے اسی سبب سے آپ کا حوصلہ تمام خلق کے حوصلہ سے فراخ تر اور آپ کا سینہ اوروں کے سینہ سے کشادہ تر ہے یہاں تک کہ کمال اس دولت کا آپ کے خصائص سے گنا گیا اور پروردگار تعالیٰ نے اُس کو مقام امتنان میں شمار کیا۔ تنبیہ یہاں سے ظاہر ہوا کہ فراخی سینہ ایک عمدہ نعمت اور خوشی اُس کی شقاوت کی علامت ہے جسکی بھلائی چاہتے ہیں اُسکو اس دولت عظمیٰ اور سعادت قصویٰ سے مشرف فرماتے ہیں اور جس کو غار کیا چاہتے ہیں اُس کو اس نعمت سے محروم رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنْ يُؤْمَرْ بِاللَّهِ أَنْ يُفَصِّلَ يَتَشَرَّحَ صَدْرُهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُؤْمَرْ أَنْ يُفَصِّلَ يَجْعَلْ صَدْرَهُ حَتًّا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ وَهُوَ ضَالٌّ لِّغَايِبَاتِهَا جَعَلْنَا طَائِفَتًا مِّنْهُمْ لِيُظْهِرُوا لِقَايَةِ رَبِّهِمْ أَجَلَهُمْ فَلَمَّا أَفْعَلُوا نَحْنُ جُنُودُ اللَّهِ قَائِمُونَ

فراخی اور انشراح اُس کو حاصل ہوتا ہے۔ سبب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا دخل النور القلب انفتح والنشرح اور خدا کے تعالیٰ فرماتا ہے اَقَمْنِ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَكَ لِلاِسْلَامِ فَهُوَ عَلَى نُوْرٍ مِّنْ رَّدِيْهِ اور جب وہ نور شامت معصیت سے جاتا رہتا ہے آدمی تنگ دل ہو جاتا ہے جاگم اور پہنچتی روریت کرتے ہیں کہ آدمی کے دل میں گناہ کی شہوت پیدا ہوتی ہے اگر اُس سے بچتا ہے ایک سفید نقطہ دل پر پیدا ہوتا ہے اور جو اس میں مبتلا ہوتا ہے ایک سیاہ نقطہ اُس پر پڑتا ہے پھر دوسری مرتبہ اگر خواہش پیدا ہو اور اس سے بچ جاوے تو وہ نقطہ سیاہ روشن ہو جاتا ہے اور اگر مبتلا ہو جاوے تو وہ سیاہی زیادہ ہو جاتی ہے اس مرتبہ میں اُس کو رین کہتے ہیں پھر غشاؤ پھر طبع پھر ختم پھر قفل اور قلب مقفل کو منکوس سے تعبیر کرتے ہیں کہ حق بات سے اعراض کرتا ہے اور باطل کو حق سمجھتا ہے یہاں تک کہ موت حقیقی اور لعنت ابدی کا مورد ہو جاتا ہے اور آنکھیں اُس کی اندھی اور کان اُس کے بہرے ہو جاتے ہیں انک لا تسمع القضا الدعاء اور انک لا تعهدی العمی عن ضلالتهم اور انک لا تستمع المکوفی سے یہی صم اور عمی اور موت مراد ہے۔ تنبیہ ۱۔ نور ایمان سبب مستقل ہے کہ بذاتہ دل کو مسرور اور سینہ کو کشادہ کرتا ہے بلکہ نور محسوس بھی شرح صدر اور فرح خاطر میں دخل رکھتا ہے اور ظلمت سے تنگدلی اور ضیق صدر پیدا ہوتا ہے کہ نفس نور پر عاشق ہے اور ظلمت سے متنفر و یکمور و دشمنی میں نیند نہیں آتی کہ روح با قضا طبع نور کی طرف متوجہ اور باہر کی طرف مائل ہوتی ہے اور تاریکی میں میل اُس کا اندر کی طرف ہوتا ہے اور جس طرح نور سبب مستقل ہے ایمان و توحید بھی مستقل ہیں نہ یہ کہ اس نور کے واسطے سے اسباب میں محدود ہوں۔ تیسرا سبب :- علم ہے کہ جس وقت آدمی کو کسی چیز کا علم حاصل ہوتا ہے کہتے ہیں کہ یہ نکتہ کھل گیا اور یہ مسئلہ ہل گیا۔ نکتہ نہیں کھلتا مسئلہ روشن نہیں ہوتا بلکہ دل کھلتا ہے اور روشن ہوتا ہے علماء کہتے ہیں علم آدمی کے دل کو اس قدر فراخ اور کشادہ کرتا ہے کہ زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ہو جاتا ہے اور جو چیز زمین و آسمان میں نہیں سماتی اُس میں بے تکلف سما جاتی ہے۔ اے عزیز علم اشرف صفات اور افضل کمالات ہے کسی صفت سے دل کو وہ روشنی اور صفائی اور وسعت اور فراخی حاصل نہیں ہوتی جو علم کی بدولت ہاتھ آتی ہے امام غزالی فرماتے ہیں علم مدار کار اور قطب دین ہے جو کچھ زمین و آسمان میں ہے علم و عبادت کے واسطے ہے اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِيَعْلَمُوْا اَنْتَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ قَدْ اَخْلَقَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَقَوْلُ تَعَالٰی مَا خَلَقْتُ الْاِنْسَانَ اَلَّا يَعْْبُدُنِيْ ۚ وَنَاۤءُ خَلْقِهِ مَطْلَبُ دُوْنُوْنَ اٰیٰتِ کَاۤیِیْمٍ کہ پروردگار عالم نے ساتوں آسمان اور زمین اس لئے پیدا کئے کہ تم اُس کے کمال قدرت اور اُس کے علم کی وسعت کو جانو اور جن اور انس کو اس لئے پیدا کیا کہ اُسکی بندگی اور پرستش کریں۔ اے عزیز کوئی کمال دنیا و آخرت میں بے اس صفت کے حاصل اور ایمان بے اس کے کامل نہیں ہوتا کہ بے علم متواں خدا را شناخت :- اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ کوئی راہ جناب احدیت کی طرف علم سے قریب تر اور کوئی چیز خدا کے نزدیک جہل سے بدتر نہیں۔ العلم یاب اللّٰهُ الْاَقْرَبُ وَالْجَهْلُ اعْظَمُ حجاب بینک و بین اللّٰہ۔ علم موجب حیات بلکہ عین حیات اور جہل مورث موت بلکہ خود موت ہے۔

مجلس

تو کہہ کیا برابر ہیں وہ لوگ کہ جانتے ہیں اور جو لوگ نہیں جانتے یعنی جاہل کسی طرح عالم کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا اسی واسطے وارد ہوا قلیل العلم خیر من کثیر العبادت کا قلیل العلم کثیر العبادت سے یا تھوڑا علم بہت عبادت سے بہتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر ہوا ایک عابد دوسرا عالم آپ نے فرمایا فضل العالم علی العابد کفضل علیٰ اذن اکہ۔ بزرگی عالم کی ایسی ہے عابد پر جیسے میری فضیلت تمہارے کم تر پر آپ فرماتے ہیں جب پروردگار قیامت کے دن اپنی کرسی پر واسطے فیصلہ بندوں کے بیٹھے گا علمائے فرمائے گا کافی لعم اجعل علمی وحلمی فیکم الا اذا اردت ان اغفر لکم ولا ابالی۔ خلاصہ معنی یہ ہے کہ میں نے اپنا علم و حلم تم کو صرف اسی ارادہ سے عنایت کیا کہ تم کو بخش دوں اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ ق۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ بڑا جواد ہے اور میں سب آدمیوں سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد ان میں بڑا سخی وہ ہے جس نے کوئی علم سیکھا پھر اُس کو پھیلادیا۔ ذہبی اور فرماتے ہیں قیامت کے روز علماء کی دو اتوں کی سیاہی اور تمہیدوں کا خون تولاجائے گا۔ روشنائی ان کی دو اتوں کی فہیڈوں کے خون پر غالب آئے گی۔ غ۔ اور فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن عابدوں اور مجاہدوں کو حکم دیگا بہشت میں جاؤ علماء عرض کریں گے الہی انہوں نے ہمارے بتلانے سے عبادت کی اور جہاد کیا حکم ہوگا تم میرے نزدیک بعض فرشتوں کے مانند ہو شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہو پس شفاعت کریں گے پھر بہشت میں جائیں گے اور حدیث میں آیا کہ جو شخص طلب علم میں مرجائے گا خدا سے ملے گا درنا خالی کہ اُس میں اور پیغمبروں میں درجہ نبوت کے سوا کوئی درجہ نہ ہوگا اور وارد ہوا کہ جو شخص ایک باب علم کا اوروں کے سکھانے کیلئے سکھے اُس کو ستر صدیقوں کا اجر دیا جادے۔ ب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص طلب علم میں سفر کرتا ہے فرشتے اپنے بازوؤں سے اُس پر سایہ کرتے ہیں اور پھیلیاں دریا میں اور آسمان وزمین اُس کے حق میں دعا کرتے ہیں منقول ہے کہ عالم کو ایک نظر دیکھنا سال بھر کے نماز و روزہ سے بہتر ہے۔ ست۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ تَوَدَّ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يَفْقَهُهُ فِي الدِّينِ۔ خداے تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اُسے دین میں دانشمند کرتا ہے۔ الا فساد والنظائر میں لکھا ہے کہ کوئی آدمی اپنے انجام سے واقف نہیں ہوتا سوا فقیہ کے کہ باخبر بخبر صادق جانتا ہے کہ اُس کے ساتھ خدا نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے در مختار میں اسمعیل بن ابی رجا سے منقول ہے۔ میں نے امام محمد کو خواب میں دیکھا حال پوچھا کہا خدا نے مجھے بخش دیا اور فرمایا اگر میں تجھ پر عذاب کرنا چاہتا علم عنایت نہ فرماتا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص طلب علم میں ایک راہ چلے خدا اُسے بہشت کی راہوں سے ایک راہ چلا دے اور بے شک فرشتے اپنے بازو طالب علم کی رضا مندی کے واسطے پھیلاتے ہیں اور بے شک عالم کے لئے استغفار کرتے ہیں سب آسمان والے اور زمین والے یہاں تک پھیلیاں پانی میں اور بے شک فضل عالم کا عابد پر ایسا ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی بزرگی سب ستاروں پر اور بے شک علماء و ارث انبیاء کے ہیں اور بے شک پیغمبروں نے درجہ و درجہ میراث نہ چھوڑی علم کو میراث چھوڑا ہے پس جس نے علم حاصل کیا اُس پر بڑا حصہ حاصل کیا۔ م اور فرماتے ہیں کہ جو شخص طلب علم میں کوئی راہ چلے گا خدا اُسے تعلق اُس کے لئے بہشت کی

امام محمد سے
کی شان
امام محمد سے
ساتھ

راہ آسان کرے گا اور جب لوگ خدا کے گھروں سے کسی گھر میں جمع ہو کر کتاب اللہ پڑھتے ہیں اور آپس میں درس کرتے ہیں فرشتے اُن کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اُن پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور رحمت اُن کو ڈھانک لیتی ہے اور خدا اپنے پاس والوں کے سامنے اُن کا ذکر کرتا ہے (یعنی فرشتوں پر اُن کی خوبی اور اپنی رضامندی اُن سے ظاہر فرماتا ہے۔ اور ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز اور ہزار بیماریوں کی عیادت اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اور قرأت قرآن یعنی کیا عالم کی مجلس میں حاضر ہونا قرأت قرآن سے بھی افضل ہے فرمایا آیا قرآن بے علم کے نفع بخشا ہے یعنی فائدہ قرآن کا بے علم کے حاصل نہیں ہوتا اور دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ما عبد اللہ بشیئ افضل من فقہ فی الدین خدا کی عبادتوں میں کوئی چیز دین کی دانشمند سے افضل نہیں۔ امام محمد السنتی بقوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔ تو جیسہ۔۔۔ وجہ اس کی ظاہر ہے کہ عابد اپنے نفس کو دوزخ سے بچاتا ہے اور عالم ایک عالم کو ہدایت فرماتا ہے اور شیطان کے فریب و مکر سے آگاہ کرتا ہے اور ترمذی کی حدیث میں ہے تحقیق اللہ اور اُس کے فرشتے اور سب ایمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی یہ سب درود بھیجتے ہیں علم سکھانے والے پر جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔ امام غزالی احیاء العلوم میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نزدیک تر لوگوں کے درجہ نبوت سے علماء و مجاہدین ہیں یعنی اُن کا مرتبہ پیغمبری کے مرتبہ سے بہ نسبت تمام خلق کے قریب ہے کہ اہل علم اُس چیز پر جو پیغمبر لائے لوگوں کو دلالت کرتے ہیں اور اہل جہاد اُس چیز پر کہ پیغمبر لائے تلواروں سے لڑتے ہیں۔ مسلم کی حدیث میں ہے کہ جب آدمی مرتا ہے اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں سے کوئی صدقہ جاریہ چھوڑ گیا یا ایسا علم جن سے لوگوں کو نفع ہو یا لڑکا صالح کہ اُس کے لئے دعا کرے۔ یعنی ان تین چیزوں کا فائدہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ رخ۔ ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد ہوا اے ابراہیم میں علیم ہوں ہر علیم کو دوست رکھتا ہوں یعنی علم میری صفت ہے اور جو میری اس صفت پر ہے وہ میرا محبوب ہے۔ متولی علی فرماتے ہیں کہ عالم روزہ دار شب بیدار مجاہد سے افضل ہے کسی نے مجتہد ابو بکر سے پوچھا کہ فقیہ کو قرأت قرآن بہتر ہے یا درس فقہ فرمایا ابو مطیع سے منقول ہے کہ چارے اصحاب کی کتابوں کو بے سماع کے دیکھنا شب داری سے بہتر ہے ابو دردار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ایک مسئلہ سیکھنا دات بھر کی عبادت سے زیادہ عزیز ہے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہزار عابد قائم اللیل صائم و تنہا کا مزا ایک عالم کی موت کے برابر نہیں کہ خدا کے حلال و حرام سے واقف ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں عالم با عمل کو ملکوت آسمان میں عظیم یعنی بڑا شخص کہتے ہیں اسی طرح فضائل و فوائد اس صفت کے اخبار و آثار میں بے شمار وارد ہیں صرف یہ بات کہ وہ صفت جناب حدیث اور حضرت رسالت کی ہے اُس کی فضیلت میں کفایت کرتی ہے بھلائی دونوں جہان کی علم سے حاصل ہوتی ہے اور سعادت دارین یوسیلہ اس صفت کے ہاتھ آتی ہے۔ جاہل در حقیقت حیوان مطلق ہے

کر لعل انسان کی ناطق ہے پس آدمی کو لازم ہے کہ اوقات اپنے اس دولت عظمیٰ کی تحصیل میں صرف کرے اور اُس کے موانع کے دفع میں کوشش کرے۔ اور موانع اس صفت کے یہ ہیں۔ شیطان کہ جس قدر عداوت علم سے رکھتا ہے کسی صفت سے نہیں رکھتا اور جس قدر دوسرے اس کام سے روکنے کے لئے دل میں ڈالتا ہے کسی کام سے روکنے کے لئے نہیں ڈالتا مگر طریق اُس کے دفع کا سہل ہے جب مسلمان علم کے فضائل و بزرگی اور طلب علم کے ثواب کو کہ شمع اُس کا مذکور ہو تصور کرے گا شیطان کی بات ہرگز نہ سنے گا۔ مانع اول۔ نفس کہ محنت و مشقت سے متنفر اور آسائش و راحت کی طرف مائل ہے۔ لیکن جب آدمی خیال کرتا ہے کہ دنیا دار فانی اور آخرت عالم جاودانی ہے۔ اگر یہاں طلب علم میں تھوڑی محنت کہ ہزاروں لطف و کیفیت سے خالی نہیں اختیار کروں گا اُس عالم میں بڑے بڑے مرتبے پاؤں گا۔ تو محنت و مشقت اُس کو سہل ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعد ایک عرصہ کے ایسا مزاج اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ اگر ایک روز کتاب نہیں دیکھتا دل بے چین ہو جاتا ہے۔ مانع دوم خلق کا تعلق اہل و عیال اور دوستوں اور آشناؤں سے تحصیل علم سے باز رکھتا ہے۔ لیکن اجتدائے امر میں تھوڑا وقت اس کام کے واسطے خاص کر سکتا ہے۔ اور جب کیفیت علم کی حاصل ہوتی ہے از خود کتاب کے سوا تمام عالم سے نفرت ہو جاتی ہے۔ ہم نشینے پر از کتاب خواہ + کہ مصاحب بود گر دے گاہ + کہ این چنین ہمدرد رفیق کوید + کہ ز غیو و ہم فرج ناید و نعم باقال الجامی۔ لیکن تین کارخانہ در کتب روئے + خیال خویش را درہ با کتب خوئے + ز دانا یاں بود ایں نکتہ مشہور + کہ دانش در کتب دانا ست در گور + ایں کنج تنہائی کتاب است + فروغ صبح دانا ئی کتاب است + بود بے مزد و منت استادے + ز دانش بخشش ہر دم کشادے + ندیکے مغز دارے پوست پوشے + بستر کار دانا ئے خموشے + درویش ہمو غنچہ از ورق پُر + بقیمت ہر ورق زان یک طبق دُر + عماری کردہ از رنگیں ادیمت + دودھ گل پیرہن دروے مقیمت + ہمہ مشکیں عذاماں توئے بر توئے + ز بس رقت نمدادہ رشے بر روئے + زیک رنگی ہمہ ہم روئے و ہم پشت + را ایشان را ہند کس بر لب انگشت + بتقریر لطائف لب کشائند + ہزاراں گوہر معنی نمایند + گئے اسرار قرآن باز گویند + گہ از قول ہمیر را ز گویند + گئے باخند چوں صافی در دناں + بانوار حقائق رہنمونان + گئے آزند در طے عبارات + بحکمت ہائے یونانی اشارات + گئے از رفتگان تاریخ خوانند + گہ از آئندہ اخبارت رسانند + گئے ریزند از دریائے اشعار + بحیب عقل گوہر ہائے اسرار۔

مانع سوم۔ طلب عزت اور ادنیٰ تامل سے ظاہر ہوتا ہے کہ عزت دنیا کی عزت آخرت کے مقابلے میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی جو شخص دنیا کے لئے علم کو کہ عزت آخرت کا سبب ہے۔ ترک کرتا ہے درحقیقت اپنی جان دولت میں ڈالتا ہے۔ اور جو شخص علم کو دنیا کی جاہ و شہرت پر ترجیح دیتا ہے۔ خدا نے عزت و جل اُسے دنیا کی عزت بھی عنایت کرتا ہے۔ ابو اسود کہتے ہیں کہ علم سے زیادہ کسی چیز کی عزت زیادہ نہیں۔ بادشاہ سب لوگوں کے حاکم ہیں اور علماء بادشاہوں کے دیکھو اس زمانے میں بھی جو کچھ علماء لکھ دیتے ہیں حکام وقت اہل اسلام کے مقدمات میں اس پر عمل کرتے ہیں۔ ابن مبارک فرماتے ہیں جو شخص علم نہیں حاصل کرتا مجھے تعجب ہوتا

ہے کہ اپنی عزت کس کام میں سمجھتا ہے فی خبر سلیمان بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو ملک و مال اور علم میں مغیر کیا گیا یعنی حکم ہوا کہ ملک و مال کو یا علم اختیار کرو آپ نے علم اختیار کیا ملک و مال بھی حاصل ہوا۔ اسے عزیز علم سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ آدم علیہ السلام کو علم اسمائے سجود ملیکہ اور حضرت کو علم لدنی نے استاد ی موسیٰ علیہما السلام اور یوسف علیہ السلام کو علم تعبیر نے سلطنت مصر اور سلیمان علیہ السلام کو علم منطق الطیر نے بلقیس سی عورت اور موسیٰ کو علم عیسیٰ علیہما السلام نے تشبیع قوم سے نجات دی ایک نقطہ علمی نے مور ضعیف کا یہ مرتبہ کیا کہ پروہنگا رنے اُس کا قرآن میں بیان فرمایا۔ جو شخص قدر و منزلت علم کی جانتا ہے اُس کے نزدیک سلطنت ہفت کشور کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتی۔ نقل ہے کہ ایک امیدوار بادشاہ کے دربار میں گیا بادشاہ نے کہا تو جاہل ہے۔ نوکری کی لیاقت نہیں رکھتا۔ اس نے امام غزالی سے علم حاصل کیا اور اُس کی لذت اور دنیا کی آفت اور صحبت ملوک و اُمراء کی مضرت سے واقف ہوا۔ ایک وزیر بادشاہ نے اُسے بلایا اور امتحان کے بعد فرمایا کہ اب تو نوکری کے لائق ہوا جو عہدہ چاہے حاضر ہے۔ کہا جب میں آپ کے کام کا نہ تھا اور اب آپ میرے کام کے نہیں۔ جب آپ نے مجھے پسند نہ کیا اور اب میں آپ کو پسند نہیں کرتا۔ بلایع چہارم۔ تحصیل مال اور ظاہر ہے کہ ثروت فانی اس دولت باقی کے برابر نہیں ہو سکتی مال رہ جاتا ہے اور علم قبر میں ساتھ جاتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ مدد کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ بہشت میں پہنچا دیتا ہے۔ مال حرکت فرعون و ہامان ہے۔ اور علم دین میراث پیغمبران۔ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم پڑھانے سے بڑھتا ہے مالدار مال کی نگہبانی کرتا ہے اور علم عالم کا نگہبان ہے۔ مال کفار کے پاس بھی ہوتا ہے اور علم دین خاصہ اہل ایمان ہے۔ مانع پنجم فکر معاش اور مراد اُس سے بقدر ضرورت ہے کہ نائز اثر ہے۔ اگرچہ یہ مانع اس وجہ سے کہ بداعت اُس کی طلبا سکے اختیار میں نہیں قوی ہے لیکن جو شخص اس کام میں خدا کے واسطے کمر بستہ مضبوط باندھتا ہے۔ خدائے کریم اپنے فضل عظیم سے اُس کو محتاج نہیں رکھتا۔ امام غزالی احیاء العلوم میں مرفوعاً روایت کرتے ہیں من تفقہ فی دین اللہ عزوجل کفاه اللہ تعالیٰ ما اھمہ ووزقہ من حیث لا یحتسب جو شخص دین خدا میں دانائی حاصل کرتا ہے خدا اُسے اُس چیز سے کہ علمین کرے کفایت کرتا ہے۔ اور اُسکو ایسی جگہ سے کہ نہیں جانتا رزق پہنچاتا ہے۔ مانع ششم۔ نہ ملنا استاد شفیق کا کہ اس زمانے میں کم یاب ہیں۔ مگر جس کو اپنا کرتے ہیں اُس کے لئے ہر دشواری کو آسان اور ہر دراز کو کوتاہ اور ہر چیز کو جو اس راہ میں درکار ہوتی ہے ہیا فرماتے ہیں۔ اے عزیز جب خدا تیرے ساتھ ہے تو تجھے کس بات کا غم ہے کہ وہ قدیر و غنی و رحیم و کریم ہے۔ یقین جان کہ تجھے ضائع نہ کرے گا اور محروم نہ چھوڑے گا۔ مانع ہفتم خطر مال کہ جب آدمی قلت عمر اور کمی فرصت کو خیال کرتا ہے گھبرا کر کہتا ہے کہ علم ایک بحر ہے کتنا ہے اس تھوڑے سے وقت میں عبور اس سے دشوار ہے اور یہ محض جہالت ہے۔ ہر چند کمال اس دولت کا کسی کو حاصل نہیں ہوتا یہاں تک کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا اقل ربی ذی فی علما مگر کوئی طالب محروم بھی نہیں رہتا نتیجہ علوم دنیہ کا کسی حد پر موقوف نہیں جس قدر حاصل ہوگا فائدہ بخشے گا۔

اگر اولیٰ اللہ سمجھتی کہتے ہیں کہ جو شخص عالم کی مجلس میں جاتا ہے اس کو سات فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اول جب تک اس مجلس میں رہتا ہے گناہوں سے بچتا ہے۔ دوم طلبہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ سوم طلب علم کا ثواب پاتا ہے۔ چہارم اس رحمت میں کہ جلسہ علم پر نازل ہوتی ہے شریک ہوتا ہے بیخیم جب تک علمی باتیں سنتا ہے۔ عبادت میں ہے بخشم جب دقیق بات سنتا ہے اور سمجھ میں نہیں آتی دل اس کا ٹوٹ جاتا ہے اور شکستہ دلوں میں لکھا جاتا ہے بیختم علم و علماء کی عزت اور جہل و فسق کی خرابی سے واقف ہوتا ہے۔ یہ حال اس کا ہے جو علماء سے استفادہ نہ کرے۔ کیا حال ہوگا اس کا جو ان سے پڑھے اور دین کی باتیں سیکھے علاوہ بریں اگر طالب علم مطلب کو نہ پہنچے گا اور اس مطلب میں مر جائے گا علماء کے گروہ میں اُسٹے گا۔ یہ فائدہ کیا کم ہے جو مال کا اندیشہ اور غم ہے۔ واللہ در قائل حیث قال۔ در راہ تویمیرم گرچہ ترا نہ بینم ہا بارے خلاص یا ہم از رنگ زندگانی۔ آدمی مال فانی کی طلب میں ہزاروں کوں جاتا ہے۔ لہذا اور گرجی اور لوٹ مار کا ڈر اور سمندر میں ڈوبنے کا خطرہ گوارا کرتا ہے۔ اور کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ تکلیف متیقن اور مقرر متعل ہے اور خدا کے کام میں پس و پیش سوچتا ہے ایسی مال اندیشی نری نادانی ہے۔ اگر قدر علم کی جائے اس کی تحصیل میں جان دینا بھی سہل سمجھتا۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک حدیث سیکھنے کیلئے منزلوں سفر کیا حدیث میں آیا ہے طلب کرو علم کو اگرچہ چین میں ہو اور فرماتے ہیں اگر علم ثریا سے معلق ہوتا تو مرد و عورتان فارسی اس تک پہنچتے۔ طالع ہشتم۔ شیطان کہ علم کو سب صفات سے زیادہ دشمن جانتا ہے۔ تنبیہ شیطان اس جگہ کئی طریقے سے بہکا رہا ہے۔ اول۔ عوام خلق کو بواسطہ متصوفان خام کار کے اغوا کرتا ہے کہ علم حجاب ہے اور کشف سے حاصل ہوتا ہے کسب کی کیا حاجت ہے۔ حالانکہ علم دین فرض ہے اور تعلیم و تعلم سے حاصل ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے انما العلم بالتعلم علم سیکھے ہی سے آتا ہے۔ مقتدایان دین اور اصحاب سید المرسلین ہمیشہ کتاب و سنت سے استدلال کرتے رہے کسی نے یہ دعویٰ نہ کیا کہ مجھے اس چیز کی حرمت یا حلت الہام سے دریافت ہوئی۔ ان مدعیان خام کار سے کہ جہل مرکب میں گرفتار اور اتباع شیاطین اور قطع طریقی دین ہیں اگر معنی ریا اور کبر اور عجب اور حسد کے اور ان سے بچنے کا طریق یا نماز روزے کے مسئلے پوچھے جادیں ہرگز نہ بتلا سکیں۔ بلکہ اکثر ان کے عقائد اہل اسلام سے بھی واقف نہیں شیطان کے دوسرے اور استدراج میں مبتلا ہیں اور اس کو کرامت اور ولایت سمجھ رہے ہیں لہذا باللہ من شروہم۔ دوم۔ طالب علم سے کہتا ہے کہ طلب میں نیت ضرور ہے اور وہ تجھے حاصل ہیں پھر اس مشقت سے کیا فائدہ ہے فی الواقع طلب علم میں رضائے الہی اور ثواب آخرت یا منفعت خلق اور نجات از جہل کی نیت چاہئے نہ طلب دنیا کی لیکن بتان العارفین میں لکھتے ہیں جو شخص تصحیح نیت پر قادر نہیں اس کے حق میں بھی تحصیل علم اس کے ترک سے افضل ہے کہ علم نیت کو صحیح کر دیتا ہے مجاہد کہتے ہیں ہم نے علم طلب کیا اور اکثر اوقات نیت نہ پائی پھر ہم کو خدا نے بدولت علم کے نیت صحیح عنایت فرمائی۔ سوہم۔ قیامت کے روز جاہل پر صرف یہ تشیع ہوگی کہ تو نے طلب علم میں غفلت کیوں کی اور عالم سے ہر فعل پر کہ علم کے خلاف واقع ہوا مواخذہ ہوگا کہ باوجود جاننے کے تو نے یہ کام کیوں کیا جواب اس کا یہ ہے کہ کافر پر صرف یہی اعتراض ہوگا کہ مسلمان

کیوں نہیں ہوا اور مسلمان سے کہا جائے گا کہ تو نے نماز کیوں نہ پڑھی اور روزہ کیوں نہ رکھا اور زکوٰۃ کیوں نہ دی۔ اور حج کیوں نہ کیا مگر وہ ایک اعتراض ان ہزاروں اعتراض سے سخت ہے اسی طرح جاہل پر ایک اعتراض عالم پر ہزار اعتراض سے سخت تر ہوگا اور ایک دلیل جاہل کا عالم کے ستر ویل سے بدتر کہ اس نے دو فرض ترک کئے۔ علم و عمل

ایک ظریف سے پوچھا کہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جہل علم سے بہتر ہے اُس نے جواب دیا اگر صحیح ہے تاہم احسان علم کا تیری گردن پر ہے اگر علم نہ بتاتا مجھے کس طرح معلوم ہوتا۔

چہارم :- بعض اشخاص کو فریب دیتا ہے کہ تحصیل علم دشوار ہے اگر نہ حاصل ہوا محنت ضائع ہوئی عبادت میں مصروف ہو کر جس قدر ہوگی فائدہ بخشے گی حالانکہ علم دین کی بھی یہی کیفیت ہے کہ جس قدر حاصل ہوگا فائدہ پہنچائے گا بلکہ باتفاق عقل و نقل فائدہ عبادت کا علم پر موقوف ہے علم امام عمل ہے اور عمل اُس کا تابع کہ صحت اعتقاد کہ موقوف علیہ صحت عمل کی ہے علم سے حاصل ہوتی ہے دوسری شرائط و ارکان عبادت بواسطہ علم کے معلوم ہوتی ہیں اور عبادت بے اُن کے بیکار ہے اسی واسطے کہتے ہیں کہ مجاہدہ و ریاضت بے علم کے مانند ناز بے وضو یا قرآن بغیر ایمان کے ہے بلکہ حاصل ہونا عمل کا بے علم کے دشوار ہے کہ جس شے کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی نفس اُس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور حق اُس کا ادا نہیں ہو سکتا تیسرے مقصود عبادت اور ریاضت سے حضور ہے اور وہ بے علم کے ہاتھ نہیں آتا خواجہ حمید الدین فرماتے ہیں کہ مقصود بے حضور اور حضور بے سلوک اور سلوک بے توجہ اور توجہ بے عشق اور عشق بے صدق اور صدق بے نیت اور نیت بے علم کے صحیح نہیں پس حصول مقصود علم پر موقوف ہے العلم حجاب اللہ الا کبر سے یہ مراد ہے کہ انسان جب تک پردہ کو طے نہیں کرتا محبوب پردہ نشین تک نہیں پہنچتا یہ مطلب نہیں کہ علم خدا سے روکتا ہے کہ یہ خاصہ اُسکی ضد کا ہے عارف کہتے ہیں کہ جاہل ولی نہیں ہو سکتا ولہذا ولی من الذل اور جہل سب ذلتوں کی اصل ہے ہاں وہ علم کہ خود بینی اور تکبر کا سبب ہے خدا سے دور کرتا ہے اور وہ علم راہ محسوسات سے حاصل ہوتا ہے اور آدمی پابند خواہش ہو کر خدا سے محبوب ہو جاتا ہے یا وہ علم کہ عقل سے بلا اتباع صاحب شریعت دریافت ہوتا ہے اور بسبب اُس کے انسانی فلسفہ بلکہ مفسطہ میں گرفتار ہوتا ہے اور خدا سے دور پڑتا ہے اور جو علم کہ بواسطہ نور نبوت کے منکشف ہوتا ہے میراث انبیاء ہے پیغمبر خدا صلی علیہ وسلم اپنی امت کے عالموں کو انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دیتے ہیں کہ جس طرح اکثر انبیاء بنی اسرائیل خلق کو اتباع توہید کی طرف ہدایت اور شریعت موسیٰ علیہ السلام کی ترویج میں کوشش کرتے اسی طرح علماء اس امت کے قرآن کی طرف ہدایت اور شریعت محمدی کی ترویج میں کوشش کرتے ہیں۔ اسی جگہ سے کہتے ہیں الشیخ فی قومہ کا الذبی فی امتہ شیخ اپنی قوم میں مانند پیغمبر کے ہے اپنی امت میں چوتھی :- مبطلات و مفسدات عبادت کے بے رہبری علم کے دریافت نہیں ہو سکتی اور بے دریافت اُن کے عبادت بطلان و فساد سے خالی نہیں ہوتی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ طلب علم نازل نقل سے افضل ہے کہ بے علم کے فرض بھی ادا ہونا مشکل ہے علاوہ بریں مقصود بے ترکیہ اور تجلیہ قلب کے ہاتھ نہیں آتا اور آدمی جب

تک توکل اور تقویٰ اور صبر اور رضا اور توبہ اور اخلاص اور سخط اور امل اور حسد اور کبر اور ریا اور عجب وغیرہ کو نہیں جانتا تزکیہ اور تجلیہ حاصل نہیں کر سکتا اس لئے کہتے ہیں کہ طہارت قلب ننانوے جز عبادت کا اور طہارت بدن ایک جز اُس کا ہے اور یہ بات بھی عقل و نقل سے ثابت ہے کہ علم کو عبادت سے ہر مرتبہ فضیلت ہے عبادت سے عابد کے نفس کو اور عالم سے ایک عالم کو فائدہ پہنچتا ہے اور اُس کا وجود باوجود ایک جہان کو گمراہی اور ضلالت سے نجات بخشتا ہے اگر وہ عبادت ترک کرے سوا اپنے نفس کے کسی کو نقصان نہ پہنچائے من عمل صالحا فلنفسہ اور جو نصیحت چھوڑ دے تمام خلق گمراہ ہو جائے۔ ب۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ ہیں جب تک اگلے باقی ہیں کہ پچھلے اُن سے سیکھیں اور جب اگلا نہ رہے کہ پچھلا اُس سے سیکھے ہلاک ہو جائیں سعید بن جبیر کہتے ہیں ہلاک خلق کی علامت موت اُن کے علماء کی ہے عطا سے منقول ہے قولہ تعالیٰ تَاٰتِیَ الْاٰدِیۡنِ تَنْقُصُہَا مِنْ اَظْہَارِہَا فہا میں نقصان زمین سے علماء و فقہاء کی موت مراد ہے کہ جب عالم نہ رہیں گے خلق ماتمیدیلوں اور گدھوں عقل سے خالی اور شتر بے ہمار کی طرح بے طریق ہو جائیں گے اور انتظام جہاں کا درجہ ہر جم ہوگا اور قتل اور غارت اور شر اور فساد اور دوا اور طاعون کی کثرت ہوگی اور عذاب آسمان سے بچے درپے نازل ہوگا یہاں تک کہ زمین چار طرف سے دیران ہو جاوے گی اور خلق خدا ہر دم کم اور پریشان اسی واسطے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے طلب و تحصیل اور افشاء اور اظہار اور امر بحروف و نہی منکر پر کمال تاکید فرماتے اور چھپانا اور نصیحت کو ترک کرنا اور پڑھانے اور مسئلہ بتلنے میں دریغ کرنا از حد بُرا جانتے حدیث میں ہے۔ **علی طلب العلم فریضہ علی کل مسلم و مسلمة طلب علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔** اور ارشاد ہوتا ہے لیتفقہوا فی الدین ای یتکلفوا فی تحصیل الفقہ ابن مسعود فرماتے ہیں علم حاصل کرو پہلے اس سے کہ اہل علم انتقال کریں اُسے عزیز علم امان زمین و آسمان ہے صلاح معاش و معاد اور انتظام عالم اس سے وابستہ ہے جو فائدہ دین و دنیا کا کسی کو حاصل ہوتا ہے اصل اُس کی علم ہے کہ حصول تمام اشیاء کا علم پر موقوف ہے کہ طلب مجہول مطلق محال ہے ابواب سعادت اور اسرار معرفت اور حقائق اشیاء اور حقیقت نفس و روح حیوانی و انسانی اور عجائب ملکے ملکوت و غرائب معقولات اور واجبات و ممکنات و مستحیلات اور تہذیب نفس اور تقویت روح کہ آلات و اسباب اور مراتب و درجات اور خلقت عالم اور آدم کے ہمید اور حقوق اسلام اور تعظیم شرائع اور امتثال اوامر اور اجتناب از نواہی کے طریق اور تمام حسات اور سینات کی تفصیل و تحقیق اور عبادات اور معاملات بوسیلہ اس حقیقت کے دریافت ہوتے ہیں اور جہل ایک وادی ہے کہ استیلاء کفر اور خرابی ایمان و آشنائی باشیطان و بے گامگی از انبیاء و اصفیاء اور انزاق روح اور ابتلا بمعصیت اور محرومی از اطاعت اُس کی نبات اور روئیدگی ہے۔ ابتدا علم حصول ایمان اور انجام اس کا حصول جنان اور ابتدا جہل کفر و معصیت اور انجام اُس کا عذاب آخرت۔ علم خاصہ اہل ایمان ہے۔ **اللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُہُم مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ** اور جہل موجب شقاوت و عداوت العاقل جیبی والاحمق عدوی فتویٰ شرع کا یہ ہے اعرض عن الجاہلین۔ پیچھڑا ہے کہ تو عالم ہو گیا

اب تحصیل علم تحصیل حاصل ہے۔ اور جو کسی قدر باقی رہا تو اُس کی طلب میں دوسرے کے پاس جانا تیری قدر و منزلت لوگوں کی نظر میں گھٹا دے گا اور یہ نرا دالو ہے کہ علم حد نہایت نہیں رکھتا کمال اس دولت کا کسی کو حاصل نہ ہو کسی نے امام اعظم سے پوچھا کہ یہ مرتبہ کس طرح حاصل ہوا فرمایا ما بخلت بالافادة وما استنكفت عن الاستفادة میں نے سکھانے میں بخل نہ کیا اور سیکھنے سے نہ شرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الہی میں عرض کیا الہی کون بندہ تیرا افضلی ہے جواب ہوا جو حق کے ساتھ حکم کرے اور خواہش کی پیروی نہ کرے عرض کیا خدایا کون بندہ تیرا زیادہ عالم ہے فرمایا جو تحصیل علم میں مشغول رہے اور جس کے پاس جاوے اُس سے علم حاصل کرے شاید کوئی بات ہاتھ آوے جو اُسکو راہ پر دلالت کرے یا ہلاک اور ردی سے بچائے۔ اے عزیز عالی ہمت کو لازم ہے کہ اس دولت کے کبھی سیر نہ ہو جس قدر دنیاہ ہو زیادہ طلب کرے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے قل دب زدنی علما ہمت موسیٰ طلب علم میں دیکھلا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرين او امضى حقبا۔ کشمشعر: کہتا ہے اس زمانہ پُر آشوب فساد میں پڑ جانا بے فائدہ ہے لوگ پڑھ کر طلب دنیا میں مصروف ہو جاتے ہیں اور غرور اور پنداشت میں مبتلا ہوتے ہیں جواب اس کا یہ ہے کہ مسلمان پر بیگمانی حرام ہے علاوہ بریں تجھے اپنے کام سے کام ہے اگر تیری نیت صحیح ہے تجھ کو ثواب حاصل ہو گا پھر اگر وہ علم کو ضائع کریں گے وبال اُس کا تجھ پر نہیں لَا تَزِدُّكَ دَارًا وَلَا نَقِيرًا وَلَا تَزِدُّكَ دَارًا وَلَا نَقِيرًا اور تو سکھانے میں کوتاہی کریگا تو تجھ سے مواخذہ کیا جائے گا علامہ بیضاوی مولیٰ علی سے نقل کرتے ہیں کہ جاہلوں سے نہ سیکھنے پر بیچھے اور عالموں سے نہ سکھانے پر پہلے مواخذہ ہو گا پھر اپنی اوسط میں اور ابن ابی شیبہ مصنف میں روایت کرتے ہیں جو علم بیان نہ کیا جائے مانند اُس خزانے کے ہے کہ اُس میں سے خرچ نہ کیا جائے اور حضرت فرماتے ہیں کہ بعض عالم میری امت کے اوروں کو علم سکھاتے ہیں اور اُسے بعض دنیا کی خیس چیزوں کے نہیں بیچتے پچھلیاں دریا میں اور چرند جنگل اور پرند ہوا میں اُن کے واسطے دعا اور استغفار کرتے ہیں اور بعض عالم میری امت کے علم کے سکھانے میں بخل کرتے ہیں اور اُسے کھانے اور رہنے کے بدلے بیچتے ہیں قیامت کو اُن کے منہ میں لگام ڈالیں گے اور جب تک حساب سے فارغ نہ ہو گا پکاریں گے یہ وہ شخص ہے جسے خدا نے علم دیا اور اُس نے مخلوق سے بخل کیا اور اُسے کھانے اور نقد کے بدلے بیچا۔ ب۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ اگر خدا نے تعالیٰ اہل کتاب کو کتمان علم پر نہ پکڑتا میں حدیث تم سے بیان نہ کرتا بعض دانشمندوں سے منقول ہے کہ جو نکتہ علمی کسی کے ذہن میں آئے اور وہ لکھا نہ جائے موزوہ کے حکم میں داخل ہے۔ ض فی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص علم کو چھپاتا ہے۔ مانند اُس کے ہے کہ خزانہ جمع کرتا ہے اور خرچ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَلْمُزُوْنَ مَا اَمَرْنَا مِنْ الْبَیِّنَاتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا یَنْتَظِرُ لِلنَّاسِ فِی الْکُتُبِ اُولَٰئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُہُمُ اللّٰعِنُوْنَ جو لوگ چھپاتے ہیں اُس کو جو ہم نے اتارا کھلی آیتیں اور ہدایت سے بعد اُس کے کہ ہم نے ظاہر کر دیا اُنکو لوگوں کیلئے لعنت کرتا ہے اُن پر اللہ اور لعنت کرتے ہیں اُن پر لعنت کرنے والے۔ ب۔ جس حضرت فرماتے ہیں جو شخص جان کر علم کو سائل سے چھپا دے لگام آگ کی آتش کے منہ میں دی جائے بعض مفسرین آیہ کریمہ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَلْمَوْتَ اَوْ اَلْکُفْرَ لَمْ یُخْلِکُوْہَا کِی تَفْسِرْ مِنْ لِّکَیْفَہِمْ ہِی اٰی لَعْنِہُمَا بَاقِیہا

ولم یؤدوا حقہا کمثل الجہاد یحمل اسفاراً یعنی کہاوت اُنکی جو توبیت دینے گئے پھر اسے لوگوں کو نہیں سکھاتے اور اسکا حق ادا نہیں کرتے مانند کہاوت گدھے کے ہے کہ کتابیں اٹھاتا ہے یعنی جو لوگ کتاب سے واقف نہیں اور لوگوں کو نہیں سکھاتے اُنکا حال ایسا ہے جیسے گدھے پر کتابیں لا دیں کہ اُسکو سوا محنت اور مشقت اور بوجھ کے ان کتابوں سے کچھ حاصل نہیں مگر جو قابل سکھانے کے نہیں اُس سے علم کا چھپانا جائز ہے۔ مثلاً انگریزوں کو علم عربی پڑھانا یا عوام میں شریعت عوام اور جاہلوں سے کہنا یا اُس شخص کو کہ اعتقاد اُس کا صحیح نہیں علم حکمت و منطق پڑھانا یا جہاں ہے واضح العلم عند غیر اہلہ لکھنا الخنازیر الذہب علم نا اہل کے پاس رکھنے والا گویا سور کے گلے میں سونے کا توڑا ڈالنے والا ہے۔ حدیث میں آیا ہے علی موتی کتوں کے منہ میں نہ ڈالو۔ امام احمد کے ایک شاگرد نے دیوار اپنی جو برابر شارع کی طرف بڑھائی آپ نے سبق اُس کا موقوف کر دیا کہ توبیت ہے تجھے علم پڑھانا نہ چاہئے۔ ہفتم: کہتا ہے کہ زمانہ فاسد ہے اسوقت میں وعظ اور نصیحت کرنا بے فائدہ ہے تیری بات کون سنے گا اور جو سنے گا وہ کب ملنے گا اس سے خلوت اختیار کر اور تہذیب نفس میں مشغول ہو اوروں کے لئے اپنا وقت ضائع کرنا حاکمیت ہے اور یہ اُس ملعون کا بڑا فریب ہے چاہتا ہے کہ علماء کو امر معروف و نہی منکر سے روکے اور بفرار غ خاطر عوام کو گمراہ کرے خدا نے علماء کو وارث انبیاء کیا۔ اُن کو امر معروف اور نہی منکر ترک کرنا خلق خدا کو شیطان کے قبضے میں دینا ہے جب تک ایک شخص کی ہدایت مختل ہو علماء کو عزالت اور خلوت نہ چاہئے ہاں جب یقین ہو کہ ایک شخص بھی نصیحت پر عمل نہ کرے گا اسوقت علم کو تہ کرے اور خلق سے کنارہ کر کے اپنے کام میں مشغول ہو علامہ ابو بکر نے جب ارادہ عزالت کا کیا منادی غیب نے اُن سے کہا اے ابو بکر خدا نے تجھے ہدایت کیلئے پیدا کیا نہ واسطہ تنہائی اور گوشہ نشینی کے سلطان المشائخ حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہ نے رجوع خلق سے گھبرا کر گوشہ نشینی کا ارادہ کیا ایک مرد فیسی نے اُن کے پاس آکر یہ شعر پڑھا۔

آں روز کہ مرشدی ندانستی کانگشت نمائے علی خواہی شد

عزالت ابتدائے کار میں مفید ہے عالی حوصلہ وہ ہے کہ مخلوق کے ساتھ ہے اور سوا خالق کے کسی سے کام نہ لے نہ پہنچ جائے میں لکھا ہے کہ ابواسحاق نے عابدان کو کہ لبنان سے کہا اے گھاس کھانے والو تم یہاں گھاس کھانے میں مشغول ہو اور امت محمدی اہل بدعت کے قبضے میں ہے اٹھو اور خلق کو نصیحت کرو۔ اے عزیز عالم کے حق میں کوئی عبادت اشاعت علم اور ہدایت خلق اور امر معروف و نہی منکر سے بہتر نہیں کہ یہ ورثہ انبیاء اور شعائر سلیمین ہے۔ اور قطب ہے اقطاب دین سے پیغمبر اسی کے واسطے بھیجے گئے اور کتابیں اور صحیفے اُس کے بیان میں نازل۔ غ سب کا جہاد کے سامنے مانند قطرے کے ہیں بڑے دریا میں اور جہاد امر معروف کے سامنے مانند قطرے کے ہے بڑے دریا میں قال اللہ تعالیٰ وَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ امر معروف نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے ایک جماعت کا قیام بھی کفایت کرتا ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے اَلَّذِينَ اِنْ مَكَنْتُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالمَعْرُوفِ وَنَهَوْا

عَنْ الْمُشْكِرِ بَيَانِ أَسَى نَمَازِ رُكُودِ كَيْ سَافَهُ اِيَكِ اَمِيَتِ مِي ذِكْرِ كِيَا - رَغِ يَنْفِيْرُ صِلَى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسْتِي هِي اِيْجِيْ بَاتِ كَا
 حَكْمِ كُرُوْرِنِ خُذَاتْمَا رَسِيْ بَدَرُوْنِ كُوْتَمِيْرُ غَالِبِ كَرِيْكََا اِدْرْتَمَارِيْ اِفْضَلِ كِي دَعَا نَسْنِيْ كَا - رَغِ جُو تُوْمِ كُنْهَكَرِ مَوَاوِرَا اِيْجِيْ
 نَفِيْصِيَتِ نِي كَرِيْ اِيْسا عَذَابِ اَسْنِيْ كِي سَبِ اَسْ مِي مَبْتَلَا هُو جَا اِيْجِيْ - رَغِ خُذَا نِي تَعَالَى خَاصِ بِنْدِيْ هِيْ كُنَا هُو كُو عَوَامِ كِي
 سَبِيْبِ عَذَابِ نِيْجِيْ كَرْتَا مَكْرَا سُو قَتِ كِي بَرَا ئِيْ دِيْكِيْ اِدْر بَاوِجُو دَقْدَرَتِ كِي مَنَعِ نِي كَرِيْ - رَغِ هَرِ مَسْلَمَانِ پَرِ فَرَضِ هِي
 كِي بَاتِيْ سِيْ جِهَادِ كَرِيْ اِدْر جُو نِيْ هُو سَكِيْ زَبَانِ سِيْ اِدْر جُو نِيْ هُو سَكِيْ دِلِ سِيْ مَكْرُوْهِيْ رَكِيْ دِرِ نِيْ مَسْلَمَانِ نِيْجِيْ هِيْ رَغِ جُو كُنَا
 كِي وَقْتِ مَوِجُو دِيْ مَكْرُ دِلِ اَسْ كَا نَا خُوشِ هِيْ كُو يَاوِيْ غَاثِبِ هِيْ اِدْر جُو غَاثِبِ هِيْ مَكْرُ دِلِ سِيْ كُنَا پَرِ رَا ضِيْ هِيْ كُو يَاوِيْ
 كُنَا مِيْ حَاضِرِ هِيْ رَغِ حَقِ سَبْحَانِ تَعَالَى نِيْ فَرِشْتُوْنِ كُو حَكْمِ دِيَا كِي فُلَا نِ شَهَرِ كُو زِيْرُو زِيْرُ كُو عَرْضِ كِيَا اِلْهِيْ اَسْ مِيْ اِيْكَ
 مَرُوْنِيْكَ هِيْ كِي اِيْكَ مِ تِيْرِيْ يَادِيْ سِيْ غَافِلِ نِيْجِيْ فَرَا يَا اِدْرُوْنِ كِي كُنَا پَرِ اِيْكَ مِ تِيْوَرِيْ نِيْجِيْ چُڑْ حَا نَا - رَغِ خُذَا نِيْ تَعَالَى
 نِيْ اِيْكَ شَهَرِ پَرِ عَذَابِ بِيْجِيْ جَا جِسْ مِيْ اِثْمَارِ هَزَارِ شَخْصِ يِيْ سِيْ عَابِدِيْ تَحِيْ كِي عَمَلِ اُنْ كِي مَاتِيْ دِ عَمَلِ بِيْغِيْرُوْنِ كِي تَحِيْ - اَسْ
 وَاسَطِيْ كِي خُذَا كِي دَا سَطِيْ اِدْرُوْنِ كِي كُنَا پَرِ عَصِيْ نِيْ كَرْتِيْ تَحِيْ قَالِ تَعَالَى وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا
 مِنْكُمْ خَاصَّةً - بِيْضَادِيْ بِيْهَرِ اَدِيْ سُوْنِ كَا اِمْرَا مَعْرُوْتِ وَانْهَاعِنِ الْمُنْكَرَ وَاتَّقِيْ لِقَاءَ وَاصِلِ هِيْ - رَغِ شَهِيْدُوْنِ مِيْ
 اِفْضَلِ وَهِيْ هُو جُو ظَالِمِ بَادِ شَاهِ پَرِ حَسَبِ كَرِيْ اِدْر وَهِيْ اُسِيْ قَتْلِ كَرِيْ اِدْر جُو نِيْ قَتْلِ كَرِيْ حَمَامِ عَمْرُ كُنَا اُسِيْ نِيْ لِيْكِيْ
 جَا اِيْجِيْ اَكْرِيْجِيْ بِيْهَرِ عَمْرُ يَا نِيْ - رَغِ يُوْشَعِ عَلَيْهِ السَّلَامِ پَرِ دُجِيْ آئِيْ كِي لَا كَهَا دُجِيْ تِيْرِيْ قَوْمِ كِي هَلَاكِ كِيْ دُنْكَ جَالِيْسِ هَزَارِ اِيْجِيْ
 اِدْر مَاتِيْ هَزَارِيْ دِ كَارِ عَرْضِ كِيَا اِلْهِيْ نِيْكَوْنِ كِي هَلَاكِ كَا كِيَا سَبِيْبِ هِيْ اِرْشَادِ هُو اَمِيْرُ سِيْ اِدْرُوْنِ سِيْ دُشْمَنِيْ نِيْجِيْ رَكِيْ تَحِيْ
 اِدْر كِيَا نِيْ پِيْئِيْ مِيْ اُنْ سِيْ پَرِ مِيْزِ نِيْجِيْ كَرْتِيْ هِيْ - قَائِدِيْ - اَسْ جَلِيْ كِيْ اِمْرَا قَابِلِ بِيَانِ كِي هِيْ - اِمْرَاوَلِ اِحْتِسَابِ سَبِ
 مَسْلَمَانُوْنِ پَرِ وَاجِبِ اِدْر اَسْ كَا جَانْنَا اِدْر شَرَا ئِطِ كَا دِرِ يَافَتِ كَرِ نَا لَازِمِ جَانْنَا چَلِيْ شِيْ كِي هَرِ مَكْلَفِ مَسْلَمَانِ اَكْرِيْجِيْ خُوْدِ عَادِلِ
 اِدْر پَارِ سَا نِيْ هُو اِدْر بَادِ شَاهِ نِيْ اُسِيْ مَقْرُرِ نِيْ كِيَا هُو شَرْعًا اِحْتِسَابِ كَرِ سَكْتَا هِيْ - اَسْ لِيْ كِي اَكْرِ عَدَالَتِ وَبَارِ سَائِيْ شَرْطِ
 هُو طَرِيْقِيْ اِحْتِسَابِ دِرِ هِمِ بَرِ هِمِ هُو جَا نِيْ رَغِ كِيْ نِيْ حَسَنِ بَصَرِيْ سِيْ پُوْجِيْ كِي كُنْهَكَرَا اِدْرُوْنِ كُو كِيَا نَفِيْصِيَتِ كَرِيْ فَرَا يَا
 شَيْطَانِ اَسْ وَسُوْسِيْ كُو تَمَامِ جِهَانِ سِيْ زِيَادِيْ عَزِيْزِ رَكِيْ تَحِيْ كِي كِيْ طَرِجِ رَا هِ اِحْتِسَابِ كِي بِنْدِيْ هُو جَا نِيْ هَا نِيْ بَعْضِ عِلْمَا رَكِيْ
 نَزْدِيْكَ جُو شَخْصِ كِي فُسْقِ مِيْ شَهُوْرِ هُو اُسِيْ بَاتِيْ سِيْ اِحْتِسَابِ جَا نِيْ نِيْجِيْ كِي اُسِيْ سِيْ رُوْنِقِ وَعِظِ وَحِشْمَتِ شَرْعِ مِيْ فَرْقِ پُرْتَا
 هِيْ - رَغِ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامِ پَرِ دُجِيْ آئِيْ كِي اِيْ بِيْئِيْ مَرِيْمِ كِيْ پِيْلِيْ اِيْ نَفْسِ كُو نَفِيْصِيَتِ كَرِ پِيْچَرِ اِدْرُوْنِ كُو دِرِ نِيْجِيْ شَرْمِ رَكُو
 اِدْر بَعْضِ عِلْمَا رَكِيْ نَزْدِيْكَ فَا سَقِ كُو بِيْجِيْ دَرِ سَتِ كِي شَرَابِ كَرَا دِيْ اِدْر چَنَگِ وَرِ بَابِ تُوْرِيْ اِدْر ظَالِمِ كُو ظَلَمِ سِيْ رُوْكِيْ
 اَسْ لِيْ كِي هَرِ شَخْصِ پَرِ دُوبَاتِ وَاجِبِ هِيْ اِيْكَ يِيْ كِي خُوْدِ نِيْ كَرِيْ دُوسَرِيْ اِدْرُوْنِ كُو نِيْ كَرْنِيْ هِيْ جِسْ نِيْ اِيْكَ بَاتِ كُو
 تَرَكِ كِيَا كِيَا خُوْدِ رِيْ كِي دُوسَرِيْ كُو بِيْجِيْ تَرَكِ كَرِيْ تَرَا هُو نَا اِدْر بَاتِ هِيْ اِدْر بَا طَلِ هُو جَانَا اَسْ كَا مِ دُوسَرِيْ بَاتِ - بُرَا ئِيْ
 اَسْ سَبِيْبِ هِيْ هِيْ كِي اُسِيْ نِيْ عَمْدِيْ كُو تَرَكِ كِيَا نَا اَسْ لِيْ كِي دُوسَرِيْ كُو كِيُوْنِ كِيَا اِدْر بِيْ اِجَا زَتِ بَادِ شَاهِيْ مَارِ نَا فَا سَقُوْنِ
 كَا مَنَاسِبِ نِيْجِيْ كِي شَانْدِ كُو نِيْ مَرِ جَا نِيْ اِدْر اَسْ مِيْ فِتْنِيْ بَرِ بَا هُو بَا قِيْ رَا نَفِيْصِيَتِ كَرِ نَا زَبَانِ سِيْ اِدْر خُوْفِ خُذَا لَانَا هَرِ مَسْلَمَانِ پَرِ
 وَاجِبِ هِيْ اَسْ مِيْ شَهُوْرِ اِدْر اِجَا زَتِ شَاهِيْ كِي كِيَا حَاجَتِ هِيْ سَلَفِ خُوْدِ بَادِ شَاهُوْنِ اِدْر خَلِيْفُوْنِ پَرِ اِحْتِسَابِ كَرْتِيْ

تھے اور سخت بات کہنا جیسے یا فاسق یا ظالم یا احمق۔ یا جاہل اس کے حق میں ایک بات صحیح ہے اس کے لئے فرمان کیا ذکر ہے اور بات سے دفع کرنا مثلاً شراب کا گرا نا اور دستار ریشمین سر سے اتار لینا عبادت ہے اس میں بھی حاجت اذن کی نہیں۔ امر دوم :- جو بات کہ منکر ہو اگرچہ گناہ نہ ہو مثلاً دیوانہ کا چار پایہ سے صحبت کرنا اور شراب پینا اور پرایا مال تلف کرنا یا صغیر ہو جیسے حمام میں ننگا ہونا اور عورتوں کو دیکھنا اور ان سے خلوت میں بیٹھنا اور چاندی کے برتن میں پانی پینا ان سب باتوں پر احتساب جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ منکر بالفعل موجود ہو جو شخص کہ شراب پی چکا یا کہتا ہے کہ پیوں گا اسے سوا زبان کے سمجھانے کے اور تکلیف دینا جائز نہیں۔ امر سوم محتسب کو تجسس و تلاش نہ چاہئے جس نے دروازہ بند کیا اس کے گھر میں بے اجازت نہ جائے اور ہمایوں سے نہ پوچھے اور کوٹھے پر چڑھ کر نہ دیکھے اور روزن میں سے نہ جھانکے۔ غ نقش حضرت لقمان کی انگلی کا یہ تھا کہ جو ظاہر دیکھا اس کو چھپانا بہتر ہے رسوا کرنے سے سبب گمان کے محض ناروا ہے پردہ دری بے دستوری شرع خود ہیئت ہے اور ایذا مسلمان کی بے طریق شرع نہایت مذموم۔ غ امیر المؤمنین عمرؓ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ امام کسی کو منکر میں مبتلا دیکھے حد جاری کر سکتا ہے علی مرتضیٰ نے جواب دیا کہ اس کام کو خدا نے تعالیٰ نے دو گواہ عادل کے بیان پر موقوف کیا ایک عادل کا علم کفایت نہیں کرتا۔ امر چہارم جس چیز پر احتساب کیا جائے مرکب کے مذہب میں ناشائستہ ہو مثلاً شافعی بے ولی کے نکاح کرے یا نمیزد تم کھائے اور یا بالیقین منکر ہو جیسے مبتدع خدائے تعالیٰ کو جسم اور قرآن کو مخلوق کہے اور دیدار الہی کو محال کہے مگر مبتدع پر احتساب اس حالت میں چاہئے کہ اس شہر میں ہم مذہب اس کے کم ہوں اور ذلیل و رذائے بادشاہ کی ضرورت ہے تاکہ فتنہ برپا نہ ہو۔ امر پنجم جس پر احتساب واقع ہو چاہئے کہ مکلف ہو اور محتسب پر اس کی تعظیم بھی واجب نہ ہو مثلاً اس کا باپ اور ولی اور بادشاہ نہ ہوں اگر رنجیدہ نہ ہو تو نرمی اور لطف سے سمجھاوے یا شراب گرا دے اور کپڑا ریشمین اس کا کھودے اور جس کا مال چھین لایا ہو اسے دیدے اگرچہ باپ ناراض ہو جاوے کہ ناراضی اس کی بیجا ہے۔ مگر امام حسن بصریؒ کہتے ہیں ناراض ہو تو نہ کرے یہاں تک کہ باپ اگر کافر ہو قتل نہ کرے اور جو بیٹا جلا ہو تو باپ کو حد نہ مائے لیکن استاد اور باپ کی تعظیم میں فرق ہے کہ تعظیم اس کی سبب علم کے ہے اور جب عمل نہ کیا تو تعظیم کہاں۔ اور دیوانہ کو ناشائستہ سے روکنا یا بیل کو مسلمانوں کے غلہ اور کھیت سے ہٹانا حقیقت میں حجت نہیں اور جو اس میں تکلیف و رنج ہو واجب نہیں مگر راہ دراز واسطے اداۓ شہادت کے قطع کرنا اور ظالم جائل کو اطلاق مال مسلمان سے روکنا اگرچہ اس میں تکلیف ہو واجب ہے اگر اس تکلیف کی قدرت رکھے ورنہ معذور ہے اس لئے کہ دین کیلئے تکلیف اٹھانا چاہئے کسی کے مال کے واسطے معذور نہیں۔ امر ششم جو شخص کہ غالب ظن احتساب میں یہ کرتا ہے کہ اسے ماریں گے اور بات اس کی نہ مانیں گے اس پر احتساب واجب نہیں اور جو شخص جانتا ہے کہ معصیت دور کر دیں گا مگر مجھے ماریں گے اس کے حق میں بہتر یہ ہے کہ زخم بر صبر کرے۔ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ کے معنی ہیں کہ مال راہ خدا میں خرچ کرو تا کہ ہلاک نہ ہو اور جب کہ ایک مسلمان کو صف کفار میں گھس کر شہید ہونا موجب اجر کا ہے حالانکہ ظاہر انفس کو ہلاکت

میں ڈالتا ہے تو خدا کے واسطے فاسقوں اور بدکاروں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھانا کیونکر موجب ثواب کا نہ ہوگا
 ہاں جس کوئی الحال جان و مال و جاہ و تن و عزیزوں و اولاد میں نقصان پہنچے اُسے احتساب نہ کرنا اور خاموش
 رہنا روا ہے اور جو سمجھے کہ آئندہ ہرج میرا ہوگا یا زیادتی جاہ و منزلت کی جاتی رہے گی پیادہ بازار میں سمجھے
 پھر اٹھیں گے یا میری غیبت کریں گے اور مجھ سے عداوت اور زبان و دہازی کریں گے اور اُس کی اطاعت ترک
 کریں گے اُسے ترک احتساب جائز نہیں کہ کوئی حجت اس سے خالی نہیں ہوتی لیکن اگر غیبت سے منع کرے اور
 سمجھے کہ میری بھی غیبت کریں گے خاموشی جائز ہے مراتب حجت کے سات ہیں۔ درجہ اول نادان کو بہ نرمی جملائے
 کہ شاید تمہارے قریب کوئی عالم نہیں یہ چیز حرام اور اسطرح کرنا چاہئے اور کوئی ماں کے پیٹ سے دانا نہیں ہوتا آئندہ
 احتیاط چاہئے اور جو نادان کو رنجیدہ اور اس پر سختی کرتا ہے گویا خون پیشاب سے دھوتا ہے کہ نجاست بول کی
 نجاست خون سے سخت تر ہے۔ درجہ دوم جو جانتا ہے اُسے بہ نرمی نصیحت کرے عیب میں مبتلا دیکھے تو کہے
 عیب سے سوا خدا کے کوئی خالی نہیں اپنے حال کو دیکھنا اور کے عیب سے بہتر ہے طوبی لمن شغل عیبه عن
 عیوب الناس یا عیب کی مذمت میں کچھ پڑھے اور مقصود اس سے اپنا علم و ورع ظاہر کرنا نہ ہو اور نہ اُس پر
 حکومت اور رفعت چاہنا اکثر معلوم ہوتا ہے کہ میں وعظ و نصیحت کرتا ہوں اور درحقیقت طاعت شہوت جاہ
 کی کرتا ہے کہ یہ اُسکے گناہ سے بدتر ہے اسی طرح اگر وہ دوسرے کی نصیحت سے یا اپنے آپ تو بہ کرے خوش
 نہ معلوم ہو اور جو اپنے کہنے سے تو بہ کرے خوشدل ہو یہ علامت اتباع جاہ کی ہے اور دعوت بخود ہے نہ
 دعوت بخدا۔ ع کسی نے داؤد طائی سے کہا کہ جو شخص بادشاہ پر حجت کرے اُس کے حق میں کیا فرماتے ہو۔ فرمایا
 اگر نہ دو کوب و قتل سے محفوظ بھی رہے تو اندیشہ اُس بلا کا کہ اُن دونوں سے بدتر ہے یعنی عجب و خود بینی
 باقی ہے۔ ابوسلمان دارانی کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ پر احتساب کرنا چاہا لیکن اس خیال سے کہ ریا خلق کے
 دل میں پیدا ہو اور خلیفہ مجھے قتل کرے مقت میں جان بے اخلاص کے جائے خاموش رہا۔ درجہ سوم جس جگہ
 نرمی و لطف سے کام نہ نکلے وہاں ترش روئی اور بھارت دیکھنا کفایت کرتا ہے اگر سخت بات سے فائدہ نہ سمجھے
 درہ سخت کہے مگر جھوٹ نہ بولے اور فحش نہ کہے۔ درجہ چہارم جب کلام درشت سے بھی مطلب نہ نکلے
 اُس سے کہے کہ اپنے ہاتھ سے اس منکر کو دور کر اگر نہ مانے خود دفع کرے اور حاجت سے زیادہ مبالغہ نہ کرے
 جس کا ہاتھ پکڑ کے نکال سکتا ہے اُس کی داڑھی نہ پکڑے اور جس کی شراب گرا سکتا ہے اُس کا برتن نہ توڑے
 درجہ پنجم جس جگہ نرمی سے مطلب نہیں نکلتا وہاں دھمکانا ساتھ اُس چیز کے کہ کر سکے اور جائز بھی ہو لائق ہے
 مثلاً کہے کہ اس کام کو چھوڑ نہیں تو میں تجھے ماروں گا نہ یہ کہ تجھے دار پر کھینچوں گا اور قتل کرونگا کہ یہ جھوٹ ہے اور
 نہ یہ کہ تیرے کپڑے پھاڑوں گا اور تیری عورت اور بچوں کو ایذا دوں گا کہ یہ ناجائز ہے۔ درجہ ششم۔ جو بے مارے
 نہ مانے اُسے ہاتھ سے مارے اور جو ہاتھ سے بھی نہ مانے لکڑی سے مارے اور جو لکڑی سے بھی نہ مانے اُسے
 تلوار یا تیرکمان سے ڈرائے اور جو اُس سے بھی باز نہ آئے مثلاً کسی عورت سے صحبت کرتا ہو اور نہ

چھوڑے تو اُسے قتل کرے۔ درجہ ہفتم اور جو تنہا کہنا اُس کا قصد نہ ہو اور وہ جمع کر کے مقابلہ کرے مگر اکثر نے یہ درجہ اجازت سلطان پر موقوف رکھا کہ اس میں احتمال جنگ و جدال و طول فساد کا ہے۔ اصل کار اس بات میں یہ ہے کہ محتسب عاصی کے حال پر افسوس و غم کر کے لعین نفقت کے اُسے منع کرے اُس طرز جیسے کہ اپنے فرزند کو بُرائی سے روکتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو شدت نہ کرے نرمی سے کام نکالے اور یہ خیال نہ کرے کہ جتنا گناہ اُس کے ہیں سب نہ چھٹا سکوں گا یہ زمانہ فساد سے بھر گیا کس کس کو نصیحت کر دینگا بلکہ جو کچھ ہو سکے اُسے غنیمت سمجھے عجب کیا کہ اُس کی رفیق و نرمی بہت گناہوں کو خلق سے دور کرے اور ثواب اُس کے نامہ اعمال میں ابداً لا باء تک لکھا جائے۔ رخ کسی نے مامون خلیفہ کو سخت کلمہ کہا مامون نے فرمایا اے عزیز خدائے تعالیٰ نے تجھ سے بہتر کو مجھ سے بدتر یعنی موسیٰ و ہارون کو فرعون پر بھیجا اور فرمایا فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى اس سے نرم بات کہو تاکہ قبول کرے یا دُر سے۔ رخ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جوان نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے زنا کا حکم دیجئے صحابہ اُس پر خفا ہوئے آپ نے اُسے بلا کر فرمایا کہ تو اپنی ماں اور بہن اور بیٹی اور خالہ اور پھوپھی کیلئے یہ فعل روا رکھتا ہے عرض کیا نہیں فرمایا پھر اور کون روا رکھے گا کہ تو اُس کی ماں اور بہن اور خالہ اور پھوپھی سے زنا کرے۔ پھر دست مبارک اُس کے دل پر رکھا اور فرمایا الہی اسکے دل کو پاک کر اور اسکی شرمگاہ کو نگاہ رکھ اور گناہ اُسکا معاف کر اسی وقت سے اُس کے نزدیک کوئی فعل بدتر اور دشمن تر زنا سے نہ تھا۔ فضیل بن عیاض سے کسی نے کہا کہ صفیان بن غنیمہ خلعت بادشاہ کلیتے ہیں فرمایا وہ بیت المال میں اس سے زیادہ حق رکھتے ہیں مگر تنہائی میں اُن پر عتاب کیا اور ملامت کی انہوں نے کہا اے ابو علی میں صالحوں میں نہیں ہوں مگر صالحوں کو دوست رکھتا ہوں۔ رخ واصل بن اشم نے ایک شخص کو دیکھا کہ تہ بند زمین میں کھینچتا جاتا ہے شاگردوں نے منع کرنا چاہا فرمایا ٹھہرو میں منع کرونگا پھر اُسے آواز دی کہ اے بھائی مجھے تم سے کچھ کام ہے۔ جب قریب آیا کہا تہ بند اپنا زمین سے اونچا کر لو گے کہا ہاں بعد اس کے شاگردوں سے کہا کہ اگر میں درشتی کرتا کبھی نہ مانتا بلکہ گالیاں دیتا۔ رخ۔ ایک مرد نے کسی عورت کو واسطے زنا کے پکڑا تھا اور چھری ہاتھ میں رکھتا تھا مگر کوئی اُس کے پاس نہ جاسکتا تھا بشرحافی اوھر سے نکلے اُس کے کان میں کہا کہ خدائے تعالیٰ حال تیرا دیکھ رہا ہے کہ تو کہاں ہے اور کیا کرتا ہے۔ اُسی وقت بے ہوش ہو کر گر پڑا اور پسینہ اُس کے بدن سے جاری ہوا جب ہوش آیا تو بہ کرتا اور کہتا کیا منہ لیکر بشرحافی کے پاس جاؤں اُسی دعاوت اور شرمندگی میں بیمار ہوا اور اُسی ہفتہ میں مر گیا۔ ف احتساب میں رعایت چند باتوں کی ضرور ہے اول یہ کہ نرمی کرے اور جو ضرورت ہو تو بقدر ضرورت کے درشتی اور سختی بلا مبالغہ و تشدد کما عرفت آنفا۔ دوم۔ طبع کو دور کرے کہ جس جگہ طبع کو دخل ہے وہاں صحبت باطل ہے۔ رخ ایک بزرگ کسی قصاب سے چھوڑے بلی کے واسطے لے جایا کرتے ایک روز اُس قصاب سے کوئی بات بجا دیکھی گھر جا کر اول بلی کو نکال دیا پھر اُس پر احتساب کیا اُس نے کہا اب سے کبھی چھوڑے لو گے فرمایا کہ میں نے پہلے ہی بلی کو نکال دیا جب تجھ پر احتساب کیا۔ رخ۔ کعبا جانا نے ابو مسلم خولانی سے پوچھا کہ تم اپنی قوم میں کس حال پر ہو کہا اچھے حال پر فرمایا تو ریت میں لکھا ہے کہ جو صحبت کرے وہ

قوم میں بڑے حال پر رہے کہا تو ریت بھی ہے اور ابو مسلم جھوٹا۔ سوم۔ رنج و تکلیف پر صبر کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ وَإِنَّمَا عَنْ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزَمِ الْأُمُورِ جو شخص کر رنج پر صبر
 نہیں کر سکتا ہے وہ احتساب نہیں کر سکتا۔ چہاں رم اپنے نفس کو اُس میں دخل و نصیب نہ دے۔ غ۔ علی مرتضیٰ نے
 ایک کا ذکر کو چھاڑا جب سینہ پر بیٹھے اور چاہا کہ اُسے قتل کریں اُس نے روئے مبارک پر آب دھن ڈال دیا آپ نے
 چھوڑ دیا اور فرمایا کہ مجھے غصہ آگیا اس لئے اندیشہ کیا کہ شاید یہ قتل واسطے نفس کے واقع ہو نہ واسطے خدا کے۔ امیر المؤمنین عمر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کو درہ مارا دوسرا مارا اُس نے گالی دی آپ نے چھوڑ دیا کہ تیسرا واسطے نفس کے نہ ہو اسی
 واسطے کہتے ہیں کہ محتسب کو خلق لازم ہے کہ جو شخص خلق و حلم نہیں رکھتا اگر کوئی اُسے رنج دے گا خفا ہو جائے گا اور خدا
 کو بھول کر اپنے نفس کا بدلہ چاہے گا وہ احتساب اس کے حق میں ثواب نہ رہے گا اور عذاب ہو جائیگا۔ پنجم۔ علم کہ علم
 کے معروف و منکر میں فرق کیونکر ہو سکے اکثر نادان اپنے ہوائے نفس سے مسئلہ بتاتے ہیں اور بے جانے قیاس فاسد
 سے حکم کرتے ہیں اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ يَقُولُونَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّفَقْدِ مَا عَلٰی
 اللّٰهِ الْكَذِبُ یعنی علیہ السلام فرماتے ہیں حق ظاہر پر عمل کر اور باطل ظاہر کو چھوڑ اور مشکل کو عالم سے دریافت کر نفوی
 روایت کرتے ہیں کہ جو کچھ معلوم ہو بیان کر دو اور جو نہ جانو عالموں سے پوچھو۔ قال اللّٰہ تعالیٰ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ
 كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ب مسروق و ابن مسعود کہتے ہیں جو نہیں جانتا کہ اللہ اعلم کہ یہ کہنا بھی علم سے ہے ششم۔ عمل کہ
 جو شخص خود عمل نہیں کرتا اور اوروں کو نصیحت کرتا ہے اگرچہ نصیحت کرنا اُسکو روا ہے لیکن اُسکے احتساب پر فائدہ مختد
 بہا مترتب اور کسی کے دل پر اُسکی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا بلکہ بعض وقت نصیحت اُسکی ہیست شرع میں فرق ڈالتی ہے
 اور ہنسی و تمسخر کا موجب ہوتی ہے اور لوگوں کے دل میں سختی و شدت اور راہ دین سے غفلت پیدا ہوتی ہے
 کہتے ہیں کہ بیان اگر اُسکا صحیح ہوتا خود بھی کرتا مفت ہمیں مشقت میں ڈالنا چاہتا ہے اور ہماری فراغت اور عشرت پر
 حسد کرتا ہے پس وہ کام اختیار کرنا کہ عین اُس کام سے منافی مقصود کا لازم آئے کام عقلمندوں کا نہیں۔ غ۔ حضرت
 داؤد علیہ السلام مروی ہوئے کہ جس عالم کو محبت دنیائے مسخ کیا اُس سے سوال نہ کر کہ تجھے میری محبت سے گرا دے
 گا وہ میرے بندوں کے راہزن ہیں بہتر یہ ہے کہ آدمی پہلے آپ کو سنوارے پھر دوسرے کو نصیحت کرے کہتے ہیں
 ایک عورت نے امام اعظم سے شکایت کی کہ میرا بیٹا گڑبہت کھاتا ہے آپ نصیحت کریں فرمایا بعد دو ہفتہ کے اُسے
 میرے پاس بھیج دینا جب آپ نے اُس سے فرمایا کہا حضرت میں نے قبول کیا مگر اس ذرا سی بات کے لئے آپ نے
 پندرہ دن کی جہالت کیوں چاہی فرمایا میں بھی گڑبہت کھاتا تھا پہلے خود ترک کیا اگر خود نہ چھوڑتا تو بھی نصیحت نہ مانتا
 بڑی بے حیائی کی بات ہے کہ نقصان ایک چیز کا بیان کرے اور خود اُس سے باز نہ آئے لَمَّا تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ
 كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ اَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ ۚ وَانْتُمْ
 تَتْلُونَ الْكِتٰبَ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ ت۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شب معراج ایک قوم پر گزرا کہ
 ہونٹ اُن کے آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں جبریل نے گزارش کیا کہ یہ تمہاری امت کے واعظ ہیں کہ خود نہیں

کرتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں۔ ب اور فرماتے ہیں میں اس اُمت پر اس منافق سے ڈرتا ہوں کہ باتیں حکمت و دانائی کی کرے اور خود ظلم و جہل میں گرفتار رہے۔ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں تم چلنی کے مانند ہو جاؤ کہ آٹا چھن جاتا ہے اور بھوسی اس میں رہ جاتی ہے اسی طرح تم بھی حکمت و دانائی کی باتیں کرتے ہو اور بُرائی خود اپنے میں رکھتے ہو۔ بخاری و مسلم روایت کرتے ہیں مرفوعاً قیامت کے روز ایک آدمی دوزخ میں ڈالا جائیگا کہ آتشیں اُس کی باہر نکل آئیں گی اور وہ گھومے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے دوزخی اس سے کہیں گے تجھے کیا ہوا تو ہم کو نصیحت کرتا تھا وہ کہے گا کہ تم کو کہتا اور آپ نہ کرتا اور تمہیں منع کرتا اور خود کرتا اور خلیل بن النجار روایت کرتے ہیں قیامت کو بہشتی دوزخیوں کی طرف نگاہ کریں گے اور کہیں گے کہ اے فلاں و فلاں ہم تمہاری نصیحت اور فرمانے پر عمل کر کے بہشت میں داخل ہوئے کہیں گے ہم تم کو تعلیم کرتے تھے مگر خود نہیں کرتے تھے الدال علی الخیر کفایہ اُس کے حق میں وارد ہے کہ خود بھی کرتا ہے یا خود قدرت نہیں رکھتا مگر اوروں کو نصیحت کرتا ہے۔ اے عزیز اگرچہ نفس اصل خلقت میں خیر سے متنفر اور سرک کی طرف راغب ہے مگر سختی اور نرمی اور کردار اور گفتار سے راہ پر آ سکتا ہے۔ اور جب کسی کام میں بہت و ثمرہ اپنا سمجھتا ہے اُس کے لئے تھوڑی تکلیف اٹھا سکتا ہے اور جب آیتہ نصیحت و علم اُس کے سامنے رکھا جاتا ہے جہل و غفلت کا حجاب اُس سے دور ہو جاتا ہے وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ پس تجھے لازم ہے کہ اول اپنے نفس کی تہذیب و سنوارنے میں مشغول ہو اور اُس کی نصیحت و تادیب میں مصروف رہے اور کہہ اے نفس اگر سیاہی بادشاہ کا کسی کے پکڑنے کو آئے اور وہ گھر میں بیٹھا بے فکر کھیل میں مشغول رہے اُس سے زیادہ احمق کون ہے غور سے دیکھ کر لشکر مردوں کا دروازہ زہر پر بیٹھا ہے اور عہد کرتے ہیں کہ جب تک تجھے نہ لے لیں ہرگز نہ اٹھیں اور بہشت و دوزخ تیرے لئے تیار ہے۔ اور موت کا وقت معلوم نہیں کہ جاڑا ہے یا گرمی دن ہے یا رات ناگاہ سر پر آجائے اور جو سامان اُس کا تیار نہ ہو حسرت و افسوس دل میں رہ جائے اے نفس دن رات گناہوں میں مبتلا رہتا ہے اگر جانتا ہے کہ خدا تجھے نہیں دیکھتا کافر اور غافل ہے اور جو سمجھتا ہے کہ وہ اس کام میں تجھے دیکھتا ہے تو بُرا ہے جیسا اور بے شرم ہے کہ ایسے بالک قہار کے سامنے ایسے بے موقعہ حرکت کرتا ہے۔ ویکھ ای نفس اگر تیرا غلام نافرمانی تیری کرے کہ سقد زنا گوار ہو اور تو اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے اور اُس کے غضب سے نہیں ڈرتا کیا اُس کے عذاب کی طاقت اپنے میں پاتا ہے ذرا انگلی چراغ پر رکھ یا تھوڑی دیر دھوپ میں بیٹھ کہ تجھے بیچاری اور بے طاقتی اپنی ظاہر ہو یا سمجھتا ہے کہ تجھے تیرے فعلوں پر نہ پکڑیں گے تو من يعمل سوءً یجزا اور مَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ کا انکار کرتا ہے اور جو تو کہتا ہے کہ وہ رحیم و کریم ہے مجھے عذاب نہ کرے گا۔ دنیا میں دیکھ ہزاروں آدمی کو رنج و تکلیف اور بھوک اور پیاس اور درد و بیماری میں مبتلا کرتا ہے اور ذرہ گرد کا اُس کے دامن کرم و رحمت پر نہیں بیٹھتا یا یہ سمجھتا ہے کہ تکلیف و رنج و غم کیوں کراٹھے گا اور نہیں جانتا کہ رنج و غم وہاں کا سخت تر ہے وہ کیوں کراٹھے گا تھوڑا رنج گوارا کرے تو اس رنج سے نجات پائے

اور جو رنج کو نہ اختیار کرے اُس سے کبھی نہ چھٹے طبیب کے کہنے سے بیماری میں سب شہوات ترک کرتا ہے اور فقیری کے خوف سے برسوں پہلے کا سامان ہزاروں تکلیف سے حاصل کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ دوزخ فقیری اور بیماری سے سخت تر ہے اور عظم آخرت غم دنیا سے زیادہ ہے۔ دیکھ اسی نفس اگر تو خدا کی تقسیم سے راضی ہے قناعت کر اور جو اُس کی تقسیم سے ناراض ہے تو اُس کا رزق مت لے اور رزاق ڈھونڈھ لے اگر ڈھونڈھ سکے۔ دیکھ اے نفس خدا جس بات کو منع کرے مت کر نہیں تو اُس کے ملک سے نکل جا اگر نکل سکے کہ اُس کے ملک میں رہ کر اُس کا حکم نہ ماننا بڑی بے حیائی اور نری نادانی ہے۔ دیکھ اے نفس اپنے رب سے چھپا کر گناہ کر اگر چھپا سکے اور جو نہیں چھپا سکتا تو اس بات سے شرم کر کہ اوروں سے شرماتا ہے اور اُس سے نہیں شرماتا۔ اے نفس سرکش تو بہ کیوں نہیں کرتا ہمیشہ کل پرٹا لٹا ہے۔ ایک روز ناگہاں موت سر پر آجائے گی اور حسرت اور زلالت دل میں رہ جائے گی۔ کل تو بہ آج سے آسان نہ ہوگی بلکہ جس قدر جزو درخت گناہ کی زیادہ قائم رہے گی مضبوط ہوتی جائے گی جب کل آج سے سخت تر دیکھے گا دوسرے دن پرٹائے گا اسی طرح کام تمام ہو جائے گا اور انجام خراب۔ اے نفس جوانی میں بڑھاپے سے پہلے اور فراغت میں مشغول ہونے سے پہلے اور بڑھاپے میں موت سے پہلے محنت نہیں کرتا اور جاڑے سے سامان گرمی اور گرمی سے سامان جاڑے کا کرتا ہے کیا دوزخ کے زہر کو اس سردی سے بھی حقیر اور آگ کو اس گرمی سے بھی کم جانتا ہے۔ دیکھ اے نفس نادان یہ نہ سمجھ کہ میری معصیت سے پروردگار کا ضرر ہے جو وہ غضب فرمائے بلکہ یقین کر کہ آگ دوزخ کی تیرے دل میں معصیت سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ تیرے تن بدن کو جلا دے گی طبیب اگر بد پرہیزی سے بیمار پر غصہ نہ کرے تاہم وہ بلا جو بسبب اُس کے اندرون بدن میں پیدا ہوئی اُس کی ہلاکت کے لئے کیا تھوڑی ہے اور سوا اس کے موت تو امر یقینی ہے۔ جب گناہوں اور لذتوں سے دل کو فریفتہ کیا اس وقت چھوڑا نا اُن کا کیا دشوار ہوگا اے نفس اگر تمام دنیا مشرق سے مغرب تک تجھے بے مزاحمت دیں اور چھوٹے بڑے تیری اطاعت اختیار کریں بالضرورت تجھے ایک روز چھوڑنا پڑے اور پھر تجھے اُس میں سے سواد دوزخ زمین اور چارگز کفن کے کچھ ہاتھ نہ لگے اور کوئی تیری قبر پر بھی نہ آئے نہ کبھی تجھے یاد کرے۔ اے نفس دون ہمت ٹھیکری خریدتا ہے اور سونا دیتا ہے اور جو کوئی دوسرا نادانی کرے اُس پر ہنستا ہے پہلے اپنے آپ کو سنوارا اور اپنے تن میں وعظ و نصیحت سنا اور علم کے موافق عمل کر پھر دوسروں کو راہ پر لا کہ ثواب علم و عمل کا تجھے حاصل ہو عالم کو لازم ہے کہ فعل اپنے مطابق شریعت کرے کہ ہر چند اس کے فعل قابل اقتدار نہوں مگر طبع مخلوق کی اس طرف مائل ہے کہ جو طریق اپنے سردار کا دیکھتی ہے وہی کرتی ہے الناس علیٰ دین ملوکھم جیکہ دنیا کے سرداروں کا یہ حال ہو تو علماء کہ سردار دین کے ہیں انکی پیروی کیونکر نہ کریں پس وبال اتباع کا بھی اُس پر ہوگا مگر عوام کو چاہئے کہ اُس کے فعل پر نظر نہ کریں اور قول پر عمل کریں اور اُسکی تعظیم و توقیر بجالائیں اور مرئی اور مرشد اپنا سمجھیں وہ اپنی راہ میں کانٹے بوتا ہے اور شامت اعمال سے اپنے علم کو ضائع کرتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ عالم بے عمل کے برابر کسی پر عذاب سخت نہ ہوگا۔ ابن مسعود کہتے ہیں

کہ آدمی بعض علوم شامت گناہ سے بھول جاتا ہے۔ ض مرفوعاً اگر علم پر عمل کرتا اللہ اُسکے علم میں ترقی بخشتا من عمل بما علم ورثه اللہ علم ما لم یعلم یاں ہمہ عوام کے گردن پر احسان اُسکا ایسا نہیں کہ کس طرح اُس سے سبکدوش ہوں منقول ہے کہ عالم بے عمل مانند قلیلہ چراغ کے ہے کہ آپ جلتا ہے اور اہول کو روشنی بخشتا ہے۔ تذمیل۔ حجت نفس محاسبت اور مراقبت پر موقوف ہے محاسبت سے عیب نفس کے معلوم ہوتے ہیں اور مراقبت سے نفس کو گناہوں سے روکنے اور نیکیوں پر قائم کرنے کا طریق دریافت ہوتا ہے

مراقبت دو قسم ہے ایک مراقبت صدیقان کہ دل اُن کے عظمت الہی میں متفرق اور اُسکی ہیبت سے شکستہ اور غیر سے فارغ اور جوارح اُن کے معاصی بلکہ حصول مبامات سے بھی پاک ہیں نہ اُن کو تدبیر کی حاجت اور نہ جلد کی ضرورت۔ غ جو صبح کو اُٹھے اور ہمت اُس کی ایک ہو یعنی سوا خدا کے تعالیٰ کے نہ دیکھے اللہ تعالیٰ سب کام اُسے کفایت کرے اور کمال اس مراقبت کا یہ ہے کہ اگر کوئی اُس سے بات کہے نہ سنے اور جو سامنے ہو نہ دیکھے عقبہ العلام عبداللہ بن زید کے پاس بازار کی راہ سے آئے پوچھا راہ میں کسے دیکھا کہا کسی کو نہیں حالانکہ ہزاروں آدمیوں پر نظر پڑی ہوگی۔ غ یحییٰ بن زکریا نے ایک عورت پر راہ میں ہاتھ مارا گر پڑی لوگوں نے کہا حضرت اسے کیوں گرا دیا فرمایا میں نے جانا دیوار ہے۔ غ ایک شخص کہتے ہیں لوگ تیر اندازی کرتے تھے اور ایک شخص اکیلا بیٹھا تھا اُن سے پوچھا کہ ان سے کلام کروں اُس نے کہا کہ ذکر خدا باتوں سے بہتر ہے کہا تھا تم کیوں بیٹھے ہو فرمایا نہیں دو فرشتے خدا کے میرے ساتھ ہیں۔ کہا ان تیر اندازوں میں کون پیشی لے گیا فرمایا جسے خدا نے بخش دیا کہا راہ کس طرف سے ہے منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور وہاں سے اُٹھ کر بیٹا پہلا الہی سب لوگ تجھ سے غفلت رکھتے ہیں۔ غ شبلی نے نوری کو مراقبہ میں دیکھا کہ ایک بال بدن کا نہیں ہلتا کہا یہ مراقبت کہاں سے سیکھی کہا ایک بلی کو میں نے دیکھا کہ چوہوں کے سوراخ پر اس سے بھی زیادہ ساکن بیٹھی تھی عبداللہ بن خنیف نے دو شخص کو مراقبہ میں دیکھا سلام کہا جواب نہ دیا کہا خدا کے واسطے جواب دو جو ان نے کہا دنیا تھوڑی ہے اور اس تھوڑی میں سے تھوڑی رہی اور اس تھوڑی سے بہت حصہ لینا ہے تجھے خوب فرصت ہے کہ سلام علیک ہم سے کرتا ہے کہا مجھے نصیحت کرو کہا اے ابن خنیف ہم اہل مصیبت ہیں زبان نصیحت نہیں رکھتے تین روز میں وہاں رہا کسی کو کھانا نہ ملا اور نہ ہم میں سے کوئی سویا پھر اُس سے کہا خدا کے لئے مجھے کچھ نصیحت کرو جو ان نے کہا صحبت کر اُس سے جس کے دیکھنے سے یاد خدا سے خالی نہ رہے اور ہیبت اس کی تیرے دل پر پڑے اور زبان فعل سے نصیحت کرے نہ قول سے والسلام۔ درجہ دوسرا مراقبت صحبت میں پارسیان کہ حق تعالیٰ کو اپنے حال پر مطلع جانتے ہیں اور اُس سے شرم رکھتے ہیں مگر عظمت و جلال میں بے ہوش نہیں ہوتے بلکہ اپنے حال اور عالم کے حال سے خبر اور ہر حال میں حرکات و خواطر پر نظر رکھتے ہیں اول خاطر کہ نفس میں پیدا ہوتی ہے اس کو دیکھتے ہیں اگر وہ اندیشہ واسطے خدا کے ہے اُس پر مستعد ہوتے ہیں ورنہ اس اندیشہ و رجسہ پر نفس کو ملامت کرتے ہیں اور نصیحت عاقبت کی اُسے یاد دلاتے ہیں اُس سے کہتے ہیں کہ یہ کام حق تعالیٰ کے واسطے چاہئے

تھا تو نے کس واسطے بموافقت شیطان کے کیا اور کہتے ہیں کہ کس طرح اس کام کو ادا کیا کہ ہر کام کے لئے حق و شرط و ادب معین ہے اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے واسطے کیا یا دنیا کے لئے کیا اگر دنیا کیلئے کیا اجرت میں کچھ نہ پائے گا کہ دنیا میں لے چکا تجھ سے کہا تھا **الا لله الدین الخالص** جو اسے سمجھے دل اُسکا مراقبت سے ایک دم غافل نہ رہے۔ تنبیہ یہ۔ مراقبت وقت عمل کے ہے طاعت میں، اخلاص اور حضور دل کو نگاہ رکھے اور معصیت میں شرم کرے اور توبہ اور کفارت میں مشغول ہو اور مباح میں نعمت کو ہر حال میں منعم حقیقی کی طرف سے سمجھے اور ہر فعل و قول میں ادب نگاہ رکھے ادب سے بیٹھے اور ساتھ ادب کے یعنی قبلہ و دست راست پر سوئے اور جو کھانا کھاؤ گے دل کو تفکر سے خالی نہ رکھے کہ ہر کھانے میں اس قدر عجائب صنع اُس کے صورت و رنگ و بو و مزے اور شکل میں ہیں اور اسی قدر انسان کے اعضاء میں ہیں کہ کھانا کھانے میں درکار ہوتے ہیں جیسے ہات اور انگلی اور منہ اور حلق و معدہ و ہکرو مثانہ میں ہیں کہ تفکر اُن میں بہت لطف بخشتا ہے یہ مقام علماء رہے اور بعض اسی تفکر سے عظمت و جلال صانع میں مستغرق ہو جاتے ہیں یہ مرتبہ موحّدوں اور صدیقیوں کا ہے اور ایک گروہ کھانے کو ساتھ کراہیت کے دیکھتے ہیں اور مجبوری سے کھاتے ہیں یہ تفکر زاہدوں کا ہے اور ایک گروہ ہنگامی حمت اُس کے مزہ داری اور پیٹ بھرنے پر رکھتے ہیں اگر اچھا پکنا ہے خوش ہو کر بہت بہت کھاتے ہیں اور نہیں تو اُس پر عیب کرتے ہیں یہ مرتبہ اہل غفلت کا ہے اور محاسبیت بعد عمل ہے چاہئے کہ وقت سونے کے اپنے نفس سے حساب کرے کہ نفس شریک غابن و مفید نے آج اس کے سرمایہ یعنی فریضہ کو ساتھ نفع و نفع کے بڑھایا یا ساتھ نقصان معاصی کے گھٹایا بلکہ مباحات میں بھی حساب کرنا چاہئے کہ کیوں کیا اور کس واسطے کیا افسوس انسان کے حال پر کہ اگر ہر گناہ پر ایک کنکر کسی مکان میں ڈالے تو بڑے عرصہ میں مکان بھر جائے اور جو کراٹا کا تین لکھنے پر اجرت لیں تمام مال و اسباب اُن کی اجرت کو کفایت نہ کرے باوجود اس کے کبھی خیال نہیں کرتا کہ میں نے کیا کیا اور انجام اس کا کیا ہے ہاں اگر سود فقہ سبحان اللہ پڑھے تسبیح پر شمار کرے اور تمام دن بے ہودہ باتیں بکے اُسے ایک مرتبہ بھی نہ گئے اور پھر اس غفلت و نادانی پر اُمید رکھتا ہے کہ بہ نیکوؤں کا بھاری ہو۔ غرض کہتے ہیں لو امروہ نفس ہے کہ آپ کو ملامت کرے کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں طعام کیوں کھایا۔ امیر المؤمنین ایک بار غ میں گئے تنہائی میں نفس کو نصیحت فرمائی بخ شجھے امیر المؤمنین کہتے ہیں خدا سے ڈرتا رہے یا عذاب پر مستعد رہے۔ عبد اللہ بن سلام لکڑیاں کن رہے براٹھا کر لے چلے کسی نے کہا غلام یہ کام ذکر کرتے فرمایا نفس کو آزماتا تھا کہ اس حال میں کیوں مکر رہتا ہے حق تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک روز ہم ذرہ ذرہ کا حساب لیں گے **وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُغْلِبُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَاهَا وَكَفَىٰ بِمَا حَاسِبِينَ** وقال تعالیٰ **وَلَنَنْظُرَنَّ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ** **لِغَدٍّ** **وَلَنَنْظُرَنَّ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ** **لِغَدٍّ** غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ غافل وہ ہے کہ اگر ایک ساعت مباح دنیا مصروف رہے ایک ساعت اپنے نفس سے بھی حساب کرے غرض قال عمر تمنا سیدوا انفسکم قبل ان تمنا سیدوا

بزرگان دین اس جہان کو سفر تجارت اور سود و زیاں اُسکا دوزخ و جنت بلکہ سعادت و شقاوت ابدی کو جانتے ہیں اور معاملہ اُس تجارت کا ساتھ نفس کے دیکھ کر اُسے مانند شریک مفسد کے تصور کرتے ہیں اس لئے ہر وقت اُس کے افعال و حرکات پر نظر رکھتے ہیں اور اُس سے حساب لیتے رہتے ہیں کہ غبن و خیانت کر کے نفع یعنی بہشت بلکہ اس المال ایمان کو بھی کہیں ضائع نہ کرے اور عمر عزیز کو کہ اُس کی ہر سانس میں ایک خزانہ حاصل کر سکتے ہیں مفت رائیگاں نہ کھوئے کہ جب یہ عمر رواں گزر گئی پھر تجارت کہاں اور نفع کیونکر ہاتھ آئے نہ اُس وقت دروازہ تو بہ کھلا ہے کہ تو بہ کریں اور نہ پھر وقت ہاتھ آئے گا کہ تلافی تقصیر کی کر سکیں اگر لاکھ حسرت سے عرض کریں فارغنا فعل صالحاً جواب ہو کیا ہم نے پہلے اس قدر مدت دراز تک تمہیں عمر نہ دی جب کیا کیا کر اب کرو گے۔ اے نفس سرکش غافل خیرہ رائے عمر کو سرمایہ بزرگ اور چوبیس ساعت کو چوبیس خزانہ سمجھ دیکھ کہ کل کے لئے ان میں کیا جمع کرتا ہے۔ غ۔ قیامت کو یہ چوبیس ساعت بصورت چوبیس خزانہ کے آدمی پر پیش کریں گے ایک دروازہ کھولیں گے انوار آن نیکیوں کے کہ اُس ساعت میں کریں ہونگے دیکھے گا اسقدر خوش ہوگا کہ اگر خوشی اُس کی تمام دوزخیوں پر تقسیم کی جائے دوزخ کی تکلیف بھول جائے دوسرا دروازہ کھولیں گے سیاہی اور تاریکی اور ایسی بوئے بدیہائے گاہ کہ کوئی ناک نہ رکھ سکے وہ ساعت مصیبت کی ہے اسقدر بھول اور پریشانی اُسکے دل پر پیدا ہوگی کہ اگر وہ سچ تمام ہشتیوں پر باتیں عیش جنت کا تلخ ہو جائے تیسرا کھولیں گے نہ اُس میں نور نہ ظلمت یہ وہ ساعت ہے جسے بے فائدہ ضائع کیا اس قدر حسرت اُس کے دل پر ہوگی جیسے ایک بڑا خزانہ کسی کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اے نفس تجھے لازم ہے کہ اس چوبیس خزانہ میں ایک کو بھی حسنت سے خالی نہ چھوڑ کہ کل حسرت و ندامت سے محفوظ رہے اگر گناہ بھی معاف ہوئے ثواب اور درجہ نیکیوں کا کہاں پائے گا۔ حدیث میں ہے کہ بہشتی اس ساعت پر حسرت کریں گے جس میں یاد خدا سے غافل رہے جب درجہ ذاکروں کا دیکھیں گے رخ حضرت فرماتے ہیں غافل وہ ہے کہ حساب اپنے نفس کا کرے اور وہ کام کرے کہ بعد موت کے کام آئے پس آدمی کو لازم ہے کہ کسی وقت اپنے نفس سے غافل نہ رہے ہر وقت حساب کرتا رہے کہ کیا صفت رکھتا ہے اور کیا کام کرتا ہے اور بہتر طریق یہ ہے کہ آدمی اپنے دوستوں اور آشناؤں سے کہے کہ حق محبت یہ ہے مجھ پر میری علت ظاہر کرتے رہو لیکن اس کام کے لئے دشمن دوست سے بہتر ہے کہ دوست دوست کے عیب کو عیب نہیں سمجھتا پھر اگر دشمن کوئی عیب بیان کرے اُسے دور کرتے ہیں مصروف ہونے پر اُس پر خفا ہو بلکہ ممنون و مشکور ہو جالینوس کہتا ہے اچھا آدمی وہ ہے جو دشمنوں سے فائدہ حاصل کرے داؤد علیہ السلام جب بادشاہ ہوئے چھپ کر شہر میں پھرتے اور ہر ایک سے پوچھتے داؤد کیسا شخص ہے کہ شاید کوئی شخص کسی عیب پر مطلع کرے ایک دن فرشتے نے کہا اچھا شخص تھا اگر فقہ اپنا اور اپنے اہل کا بیت المال سے نہ لیتا اُسی دن سے زرہ بنانا شروع کیا اور مراقبت بمعنی پاسانی و نگہداشت کے ہے جس طرح شریک کو مال دیتے ہیں مگر اس کے حال سے نگران رہتے ہیں اسی طرح اہل کمال کسی وقت نفس سے غافل نہیں رہتے اور اس کے ہر فعل و حرکت پر نظر رکھتے ہیں کہ دیکھیں کیا کرتا ہے اور کہاں

جاتا ہے اور اصل مراقبت کی یہ ہے کہ آدمی مجھے خدائے تعالیٰ ظاہر و باطن سے واقف ہے اور ہر وقت مجھے دیکھتا ہے
 اَلَمْ يَعْلَم بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى قَالَ عَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنْتَ تَرٰهُ فَاَنْ لَّمْ تَكُنْ تَرٰهُ فَاِنَّهٗ يَرٰكَ قَالَ
 اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰیكُمْ ذٰقِیْنًا جو شخص یہ جملے گا باگ نفس کی ہر وقت رو کے رکھے گا اور کوئی بات
 خلاف ادب کے نہ کرے گا مگر جاننا اور بات ہے اور ماننا اور بات ہے قالت الاعراب اَمَنا قُل لِّمَ تَوٰمِنُوْا
 وَلٰكِنْ تَوَلَّوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاٰیْمَانُ فِی قُلُوْبِكُمْ اِیَّكَ شَخْصٌ نَّے حضرت سے کہا خدائے تعالیٰ تو بہ قبول کرتا
 ہے کہا ہاں کہا جب میں گناہ کرتا تھا مجھے دیکھتا تھا فرمایا ہاں ایک چیخ ماری اور دم نکل گیا شیخ ایک مرید کو مشہور بہت
 چاہتے سب مرید غیرت کرتے ایک روز سب کو ایک ایک جانور دیا کہ جس جگہ کوئی نہ دیکھتا ہو نہ سج کر و سبھوں نے
 تنہا مکان میں ذبح کئے مگر وہ مرید مرغ اپنا لے آیا کہ میں نے کوئی جگہ نہ پائی جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو کہ خدائے تعالیٰ
 ہر جگہ دیکھتا ہے استاد نے اس بات سے مرتبہ اُس کا ادروں پر نظر کیا کہ وہ ہمیشہ مراقبت و مشاہدہ میں ہے
 دوسرے کی طرف التفات نہیں کرتا۔ شیخ زلیخانے جب اپنے بُت کے منہ پر کپڑا ڈالا یوسف علیہ السلام نے فرمایا
 یہ کیا کیا۔ کہا اے عمر پھر پوچھا ہے اب شرم آتی ہے کہ ایسی حالت میں مجھے دیکھے۔ فرمایا تو پتھر سے شرم لگتی ہے
 میں پروردگار سے کیونکر نہ شرم رکھوں کہ ہر حال میں دیکھتا ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ بہشت عدن اُن کے
 واسطے ہے جو تصد گناہ کا کرتے ہیں اور میری عظمت کو یاد کر کے اس سے باز رہتے ہیں اور مجھ سے شرماتے ہیں
 عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ میں عمر بن خطاب کے ساتھ راہ مکہ میں تھا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک
 چرواہے سے کہا کہ ایک بکری ان میں سے میرے ہاتھ بیچ عرض کیا کہ میں غلام ہوں اور یہ مال میرا نہیں
 فرمایا آقا سے کہہ دینا بھیڑیا لے گیا اُسے کیا معلوم ہو گا۔ عرض کیا وہ نہ جانے گا خدا تو جلنے گا
 عمر رضی اللہ عنہ روئے اور اُسے خرید کیا اور آزاد کیا اور فرمایا کہ اس بات نے تجھے دنیا میں آزاد کیا اور
 آخرت میں بھی آزاد کریں گے۔ محاسبت سے فائدہ جب حاصل ہو کہ اگر تقصیر یا دے نفس کو
 سزا دے ورنہ اور بھی دلیر ہو جائے۔ شیخ ایک عابد نے بنی اسرائیل سے ایک عورت کو دیکھا کہ صومعہ
 کے باہر کھڑی آئے بلاتی ہے ایک پاؤں صومعہ سے باہر رکھا اُس وقت خدا کا خوف آیا تو بہ کی لیکن وہ پاؤں صومعہ
 کے اندر نہ رکھا کہ گناہ پر چلا تھا یہاں تک کہ باہر گرمی و سردی سے ہلاک ہوا اور گر پڑا۔ شیخ ابن الکرمی کو احتلام ہوا
 نفس نے کہا اس وقت رات کو نہانے سے کیا نفع صبح حمام میں نہالینا پانی سرد ہے اور موسم جاڑے کا مع کپڑوں کے
 غسل کیا اور کپڑے بدن پر خشک کئے ہرگز نہ آتا ہے۔ شیخ ایک نے عورت کو دیکھا اُسکی سزا میں سرد پانی عمر پھر چھوڑ
 دیا شیخ حسان بن سنان ایک کھڑکی دیکھی کہایہ کس نے بنائی ہے پھر کہا کہ تجھے اس کے پوچھنے سے کیا فائدہ قسم
 خدا کی اس بے فائدہ بات کے پوچھنے میں تیری سزا یہ ہے کہ برس روز روزہ رکھوں۔ ابو طلحہ خرماستاں میں
 نماز پڑھتے تھے اُسکے خیال میں عدد رکعات میں شک پڑا نخلستان خیرات کیا

مالک بن صفیم کہتے ہیں رماخ فلسی میرے باپ کے پاس آئے میں نے کہا وہ سوتے ہیں

کہا یہ کون وقت سونے کا ہے روئے اور پھر کیا ایک سال تک سر بچھونے پر نہ رکھوں گا تقسیم داری ایک لے ات سو گئے نماز شب فوت ہوئی عہد کیا ایک برس تک نہ سوؤں گا۔ رخ طلحہ کہتے ہیں ایک شخص گرم سنگریزوں پر بولتا اور کہتا کہ اے مردارِ دن کو بھی مردارِ رات میں بھی مردارِ تجھ سے کب نجات ہوگی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا اکیوں بولتا ہے عرض کیا کہ نفس میرا غلبہ کرتا ہے فرمایا اس وقت دروازے آسمان کے تیرے لئے کھلے ہیں اور خدا نے تعالیٰ فرشتوں سے تیرے ساتھ مباحات فرماتا ہے پھر یاروں سے فرمایا حصہ اپنا اس سے لو سب جاتے اور دعا مانگو اتے وہ کہتا بار خدا یا بہشت قرار گاہ اُن کا کر۔ مجمع نے ایک بار چمت کو دیکھا وہاں عورت نظر پڑی عہد کیا کہ ہرگز آسمان کو نہیں دیکھوں گا۔ اخف بن قیس چراغ پر انگلی رکھتے اور کہتے فلان دن تو نے یہ کام کیا فلاں دن تو نے یہ کام کیا۔ ابن عمر کی جماعت فوت ہوئی اسباب کی قیمت دو سو تہزار درہم کے راہ خدا میں صرف کیا کسی نے داؤد طائی سے کہا تمھاری چھت میں ایک درخت ٹوٹ گیا فرمایا بیس برس سے میں یہاں رہتا ہوں مگر میں نے نہ دیکھا اسلئے کہ بے فائدہ دیکھنا پسند نہ آیا۔ رخ احمد زریں صبح سے شام تک ایک جگہ بیٹھتے اور کسی طرف نگاہ نہ کرتے اور فرماتے خدا نے تعالیٰ نے آنکھ اسلئے پید کی کہ اس کے عجائب صنع و حکمت و عظمت کو دیکھے جو اُس کی عظمت کو نہ دیکھے خطا کار ہے۔ رخ ابو دردا کہتے ہیں کہ زندگی تین چیز کیلئے مجھے عزیز ہے سجدہ دراز سنتوں میں اور پیاس بڑے روزوں میں اور صحبت اُن سے کہ جنکی سب باتیں پسندیدہ ہوں۔ رخ علقمہ بن فلس سے کسی نے پوچھا کہ کیوں اس قدر ایذا نفس کو دیتے ہو فرمایا بہ سبب اسکے کہ اُس سے صحبت بھی نہیں چاہتا کہ دروخ میں پڑے کہا گیا یہ سب عبادتیں تم پر فرض ہیں۔ فرمایا جو ہو سکتا ہے کرتا ہوں کہ قیامت کو حسرت نہ اٹھاؤں۔ رخ جنید کہتے ہیں میں نے کسی کو سری سقطی سے عجیب تر نہ پایا۔ اٹھا تو بے برس کی عمر ہوئی مگر کسی نے اٹھا نہیں سجدہ وقت مرگ کے لیٹے نہ دیکھا۔ محمد حریری ایک سال مکہ میں رہے نہ بولے نہ سموتے نہ بیٹھ سیدھی کی نہ پاؤں پھیلائے کسی نے داؤد طائی سے کہا بالوں میں کنگلی کیوں نہیں کرتے فرمایا فراغت کسے ہے رخ اویس قرنی ایک رات ایک رکوع میں صبح کرتے دوسری رات ایک سجدہ میں تمام کرتے عقبۃ العلام صبح کو اچھا کھانا نہ کھاتے ماں انکی کہتی نفس پر مہربانی کر فرماتے مہربانی اس سے زیادہ کیا ہے کہ تھوڑے دن اُسے تکلیف میں رکھوں تاکہ ہمیشہ چین کرے رخ ربیع کہتے ہیں میں نے اویس کو صبح کی نماز میں پایا جب فراغت ہوئی دل نے کہا کہ جب تک وظیفہ سے فراغت نہیں کلام کیونکر کروں وہ ظہر تک اسی حال پر بیٹھے رہے نماز ظہر پڑھ کر عصر تک اور عصر سے مغرب تک اور مغرب سے عشاء تک اور عشاء سے صبح تک نماز وظیفہ میں مشغول رہے ایک ساعت آنکھ لگ گئی جاگ اُٹھے فرمایا الہی میں تجھ سے جسم بسیار خواب اور شکم بسیار خور سے پناہ چاہتا ہوں۔ رخ ابو بکر بن عباس چالیس برس نہ لیٹے کالا پانی آنکھ میں آگیا بیس سال تک اپنے اہل سے چھپایا ہر روز پانچ سو رکعت اور تیس ہزار بار سورۃ اخلاص پڑھتے اور ایک دن میں چند ختم کرتے اور فرماتے جو شخص تمام عمر دنیا کی آخرت کے لئے عبادت کرے تھوڑی ہے کہ آخرت بے نہایت ہے۔ سفیان ثوری کہتے ہیں ایک رات میں رابعہ کے پاس گیا تمام رات ہم دونوں نماز میں مشغول رہے صبح کو کہا کہ اس توفیق کا شکر کیا ادا کروں کہ رات بھر اپنے کام میں مجھے مصروف رکھا فرمایا شکر اس کا یہ ہے کہ دن کو روزہ رکھیں۔

ہشتم کہتا ہے کہ مقصود تحصیل علم سے افادہ مخلوق ہے اور وہ اس زمانہ میں مفقود ہے اور یہ بڑا دھوکا ہے افادہ مخلوق سے ثواب علم مضاعف ہو جاتا ہے نہ یہ کہ بے افادہ اصلاً نفع نہیں بخشتا۔ جس طرح علم عمل سے رونق پاتا ہے نہ یہ کہ اپنی ذات میں خوبی نہیں رکھتا اس عزیز مرتبہ علم اس سے برتر اور بالاس ہے کہ دوسری چیز کے واسطے وسیلہ ہو بلکہ وہ محمود فی نفسہ اور مقصود بذاتہ ہے۔ مرتضیٰ علی سے منقول ہے اگر میں لو کہیں میں مرجاتا اور بہشت میں داخل ہو جاتا خوش نہ ہوتا کہ معرفت سے محروم رہتا۔ ہم بعض علماء کو تحصیل مال و دولت و طلب جاہ و منزلت میں مبتلا کر کے ثواب علم سے محروم کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو عالم امیروں اور بادشاہوں کی صحبت اختیار کرے اس سے پرہیز کرو۔ علماء فرماتے ہیں علم ایسی دولت نہیں کہ بہ مقابلہ مال و جاہ دیا بیچا جائے کہ درشہ رسالت ہے اور اجر اس کا بھیجے والے پر ہے قال اللہ تعالیٰ ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ احمق ہے جو ایسے اجر اور ایسے اچھے اجر دینے والے کو چھوڑ کر دنیا داروں سے مال دنیا طلب کرے اور موتی چھوڑ کر ٹھیکری لیوے ہمت موسوی علیہ السلام کو دیکھ کہ اسوجہ سے کہ صفورائے کہا تھل لجزیلث اجری ما سقیمت لنا باوجود کمال احتیاج کے شعیب علیہ السلام کی ضیافت کھانے سے انکار کیا کہ ہم لوگ دین کو دنیا کے عوض نہیں بیچتے جب شعیب علیہ السلام نے فرمایا یہ اجر نہیں بلکہ ہدیہ ہے تو کھانا تناول کیا والے بر حال اُنکے کہ علم دین کو جو مولیٰ کے پانی پلانے سے برتر افضل ہے حطام دنیا کے عوض بیچتے ہیں آیہ کریمہ لا تشتروا بایاتی ثمناً قليلاً میں چھ فرقہ داخل ہیں۔ اول وہ علماء کہ دنیا داروں اور ظالموں کی خوشامد اور خاطر کے لئے مچھوٹے مسئلہ اور نادروایتیں بیان کرتے ہیں۔ دوسرے قاضیان مرتضیٰ اور مفتیان ہے ہاک کہ رشوت لیکر خلاف شرع کے حکم دیتے ہیں۔ تیسرے بادشاہان ظالم کہ مظلوموں کے حال پر رحم نہیں کرتے اور اپنے عمال اور صوبوں کے کام سے غفلت رکھتے ہیں اُن کے حفظ دنیا اور ہوائے نفس کے لئے اپنا دین و دنیا خراب کرتے ہیں۔ چوتھے متصدیان دفتر اور عاملان شاہی کہ تحصیل مال میں خیال حکم شرع کا نہیں رکھتے۔ پانچویں فقرا و مکار کہ واسطے گرویدگی خلق اور تحصیل حطام دنیا کے احکام شریعت پر طعن اور اباحت کو ترجیح دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور لوگ اباحت طلب ہیں اُن کو مسئلہ وقت سمجھ کر غاشیہ اطاعت اُن کا اپنے دوش ہمت پر اٹھاتے ہیں۔ سیکھ کہ کذاب نے سجال سے کہ وہ بھی مانند سیکھ کے دعویٰ پیغمبری کا کرتی تھی نکاح کیا نماز عشر اور فجر کی مہر میں معاف کی۔ چھٹے معلمین و واعظین کہ تعلیم و نصیحت پر متاع دنیا طلب کرتے ہیں۔ مگر لڑکے پڑھانے والے اس گروہ میں داخل نہیں کہ اجرت اُنکی عوض تعلیم کے نہیں بلکہ عوض حاضر باشی کے ہے کہ صبح سے شام تک مانند دربانوں کے حاضر رہتے ہیں لیکن اسکا روزگار مقرر کرنا اور سوائے سرکتاب کے اور سے لینا شاید اس دھند سے ہو اور اسی پر حال مفتی محتسب مؤذن کو قیاس کرنا چاہئے۔ اور اجرت کتابت پر قدامت مفسرین مثل اعمش و سروق و شریح و عبد اللہ بن یزید و مطرف حسن بصری سنی بن مسیب ابراہیم حاذق بن مسلمہ و عبد اللہ بن جابر و ابن عمر مگر وہ سمجھتے اور ابن عباس اور محمد بن حنفیہ اور محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جائز فرماتے ہیں آخرش جو از پر اجماع ہو گیا اور حسن بصری اور مطرف نے رجوع کی۔ دہم غرور و پنداشت اور تکبر اور حسد اور عجب اور ریاضی مبتلا کرتا ہے

اور عالم اکثر وجہ سے کہ یہ صفات افضل صفات ہے یہاں تک کہ جناب احدیت کے صفات سے ہے ان رذائل کو جلد قبول کر لیتا ہے امام غزالی بایزید بسطامی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے تیس برس کے مجاہدے میں کوئی چیز علم سے سخت نہ پائی۔ فی الواقع عالم کو ہزار آفتیں پیش آتی ہیں اور سب سے سخت آفت یہ ہے کہ ازالہ اُس کے عیبوں کا دشوار ہے کہ وہ جہل مرکب میں گرفتار ہے مثل مشہور ہے پڑھا جن مشکل سے اترتا ہے ہو دو کو اسی صفت نے مغرور کر دیا کہ کتب جم علوم انبیاء سے واقف ہیں بھیجنا پیغمبروں کا واسطے ہدایت ناواقفوں کے ہے یہاں تک کہ بعض اُن کے حضرت کو پیغمبر سمجھتے مگر نبوت آپ کی عرب کے لئے خاص جانتے اسی واسطے فسلا سف بھی کہتے کہ وجود پیغمبر واسطے ہدایت خلق کے ضرور ہے مگر جن کے نفوس قدسی اور عقول عالی ہیں وہ عقل سے ہر مطلب دریافت کر سکتے ہیں اور حاجت اتباع پیغمبر و شریعت کی نہیں رکھتے تفصیل کہتے ہیں کہ میرے لئے عالموں اور عابدوں سے گہر و در خرید کر کہ اگر خطا دیکھتے ہیں مہنتے ہیں اور جو نعمت دیکھتے ہیں حسد کرتے ہیں اور ہر آدمی حقیر سمجھتے ہیں۔ سفیان ثوری اور ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ مجھے علماء اور عابدوں کے سوا کسی سے اپنے قتل کا اندیشہ نہیں رہا۔ مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں گواہی انکی تمام خلق پر سنوں گا مگر گواہی ایک عالم یا عابد کی دوسرے پر نہ سنوں گا کہ وہ آپس میں حسد رکھتے ہیں۔ سخ امام سفیان ثوری کہتے ہیں کہ عالموں اور عابدوں سے خوف کرو کہ اگر وہ میرے دوست ہوں اور تو خلاف اُن کی رائے کے ایک کلمہ زبان سے نکالے بیشک تجھے بادشاہ ظالم سے قتل کرانے میں کوشش کریں۔ اسے عزیز اگر علماء انصاف کی تو ہر گز ان باتوں کو پاس نہ آنے دیں خواجہ دو حرف جان کر ایسا مغرور ہو گیا کہ شہر میں کسی کو اپنی گفتگو کے قابل نہیں سمجھتا اور دونوں عالم میں نہیں سماتا مجلس میں ہزار ناز سے بیٹھتا ہے اور راہ میں سوانہ از سے چلتا ہے۔ دستار خواجگی سر پر رکھ کر خلق خدا کو حقیر سمجھتا ہے اور کسی کو اپنے برابر نہیں جانتا اور نہیں جانتا کہ یہ باتیں علم کے منافی اور جہل سے ناشی ہیں جس کو کیفیت علم حاصل ہوتی ہے غرور و تکبر یا وعجب اور کوئی بُری حصلت اُسکے پاس نہیں آتی علم اُس کو مدد سے کھینچتا ہے اور مناقشہ اور مجادلہ سے باز رکھتا ہے خوف خدا اُس کا دامن پکڑتا ہے۔ انعام بخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ نظم

علم چہ بود آنکہ رہ نہایدت زنگ گمراہی ز دل بزدا یدت

ایں ہو سہا از دلت بیرون کنند خوف و خشیت در دلت افزوں کند

اُس وقت راہ حق اُسکو نظر آتی ہے اور آتش امارت سب خواہشوں کو جلاتی ہے دنیا کے مال و دولت اور اُسکی جاہ و منزلت کی طرف نظر نہیں کرتا اور سلطنت ہفت کشور اور نعمت ربع مسکوں کو گوشہ چشم سے نہیں دیکھتا اور جو اُسکی کیفیت سے بہرہ نہیں رکھتا کوئی کام اُسکا فساد اور نقصان سے خالی نہیں ہوتا اگر کسی وقت دین کی طرف متوجہ ہوتا ہے نفس سرکش کہ مانند دست مقلوب کے اُسکے اختیار میں نہیں دنیا کی طرف کھینچ لاتا ہے اور اُس کام کو خراب کر دیتا ہے پس تمام ہمت اُسکی جاہ و خیرت اور مال و دولت کی طلب میں صرف ہوتی ہے اور ثواب آخرت سے کام نہیں رکھتا یہ شخص بڑا ناشکر ہے اور جو ناشکر ہے مرد ہے۔ امام غزالی مرقعاً نقل کرتے ہیں لعل الکفور اهل القبور یہ شخص قدر و قیمت علم کی نہیں جانتا ورنہ اُسکو حطام دنیا کے عوض نہ بیچتا۔ نظم

علم زینب از فقر یابدا سے پسر نے زباغ و زناغ واسپ و گاوغر

کاں بیا بد زیب ز اسباب جہاں
حشمت و مال و منال دنیوی
مرغ و ماہی چند سازی زیب ناں
کے شونہا نہا میستر از خلال
از چہ قد ملبوس و ماکولت چنین
شرم بادت از خدا و از رسول
نیس در سائتہ بتس المرحض

مولوی راہست دائم این گماں
نقص علم است اے جناب مولوی
قاظم و خیر چند پوشی چوں شہاں
خود بدہ انصاف اے صاحب کمال
اے علم افراسختہ در علم دیں
نئے فروغت محکم آمد نئے اصول
درس گر قربت نباشد زو غرض

اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ علم ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتا نطق حاصل ہوتا ہے طوطا موسیٰ عیسیٰ کتا ہے مگر انکے مرتبہ سے واقف نہیں ہوتا اسکو علم سمجھنا جہل مرکب ہے کہ نکتہ داں نشود کرم گر کتاب خورد اور یہ دعویٰ کہ میرے برابر کسی کو علم نہیں جس سے بدتر ہے کیا قرآن میں نہیں دیکھا فوق کل دی علم علیہ ہر جلتے والے سے جانتے والا اور پر ہے موسیٰ علیہ السلام نے تو قوم سے اسی قدر کہا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ کسی کو مجھ سے زیادہ علم ہے یا نہیں حکم ہوا ہمارا ایک بندہ ہے کہ ہم نے اسکو علم عنایت فرمایا ہے اس کے پاس جاؤ اور استفادہ کرو گئے عزیز غور کریں نے موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر جلیل القدر سے استفادات پر حضرت کی شاگردی کر لائی تیرے اس چھوٹے دعوے کو کب پسند کریگا کہ تیرا علم اولیاء کے علم سے وہ نسبت رکھتا ہے جو قطرہ کو دریائے اور ایک دانہ رگ کو ریگستان دنیا سے ہے وہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم اور انبیاء کا علم خدائے تعالیٰ کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے اسید واسطے علم حقیقی علم غلاتی کو قلیل فرماتا ہے وما اوتیتہم من العلم الا قلیلا تم کو علم نہ ملا مگر حقوڑا سا ہذا واللہ اعلم وعلمہ اتعروا حکمہ یا زہم اکثر طلبا کو اس خط میں اللہ تعالیٰ کثرت روز علم فلاسفہ کی تحصیل میں کوشش کرتے ہیں یہاں تک کہ علم شریعت سے اصلاح کام نہیں رکھتے ہزاروں اصول و فروع جمعی رہتی الہی کے یاد ہیں اور نماز روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل ضروری بھی نہیں جانتے بعض ان میں سے فلسفہ سے علم حقیقی اور علم اعلیٰ جانتے ہیں اور یہ بڑی جہالت ہے کہ غایت علم سے اور عمدہ نتیجہ اُسکا یہ ہے کہ آدمی اپنی اور اپنے اعمال کی حقیقت اور شیطان کا دھوکا علم و عمل میں پہچانے کہ جو ان امور میں غفلت کرتا ہے بالضرور شیطان کے دائروں میں گرفتار ہوتا ہے اور یہاں علم و فلاسفہ سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا لہذا بعض بعض بزرگوں سے منقول ہے علم دو ہیں علم عبودیت اور علم ربوبیت باقی حظ نفس ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مہارت ان علوم میں استعداد کو کامل کرتی ہے اور بوسلہ انکے علم دین کی تحقیق اور تنقیح اچھی طرح ہوتی ہے لیکن وسیلہ میں اس درجہ مشغولی مقصود سے باز رکھتی ہے شاعر جو خواہی رخت در منزل نہادن + نباید بر سر پیکر ایستادن - پس معرفت الہی اور جو علم کہ مورث محبت و معرفت ہے مقصود حق ہے جیسے علم قرآن و حدیث و عقائد و تصوف اور جو کہ محبت کو فرمانبرداری لازم ہے علم فقہ و فرائض اور اصول فقہ بھی علم دین میں داخل ہیں علم منطق وغیرہ کو بقدر کفایت حاصل کرنا مضائقہ نہیں رکھنا لیکن اس میں استعداد مشغول ہونا مقصود اصلی سے باز رکھنے زیادہ مستحسن ہے گر کسی کو یہ کہ از عمرت ہمیں + ہفتہ ماندہ است و آں گرد لقیں + تو در اں کیفستہ مشغول کدام + علم خواہی گشت اے مرد تمام + فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم + ہندسہ یا رمل یا اعداد شوم + چند خوانی حکمت یونانی + حکمت ایمانیان یا ہم بخوان + دل منور کن یا توار جلی + چند باشی کا سر لیس بو علی + سرور عالم شیر دنیا و دیں + سورمون را شفا گفت اے حزیں

سور اسطالیس و سور یوعلیٰ کے شفا گفتمی کے معنی + بادف و لے دوش آن مرد عرب + وادہ خوش میگفت از دے طرف
 ایہا القوم الذی فی المدبرہ + کما فصلتموا با و سوسہ + فکر کم ان کان من غیر الحدید + مالکم فی النشأۃ الاخریٰ نعیب
 فاعملوا یا قوم عن لوح الفواد + کل علم لیس بنجی فی المعاد - پوشیدہ نہ ہے کہ علم سات قسم ہے۔ اول فرض عین جیسے علم
 ضروریات دین کہ کمال ایمان کا اس پر موقوف ہے بعض علما کہتے ہیں یہ جو حدیث میں وارد ہے کہ طلب علم ہر مسلمان مرد اور
 مسلمان عورت پر فرض ہے مراد اس سے صرف جانتا اس بات کا ہے خدا ایک ہے اور قادر اور متکلم اور حی اور مرید اور سمیع
 اور بصیر اور عالم جمیع صفات کے ساتھ متصف اور تمام عیسویں اور نقصانوں سے پاک اور مبرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے
 اور رسول ہیں۔ جو کچھ خدا کے پاس سے لائے حق ہے اور قیامت آنے والی ہے اور فرشتے اور کتابیں حق ہیں فرشتے اور پیغمبر
 گناہوں سے معصوم ہیں تو یہ واستفقار ان کی محض تواضع و انکسار ہے کوئی ان کے برابر نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل
 ہیں کمالات اور انبیاء اور ملائکہ کے محدود ہیں اور یہاں ہر دم ترقی پر ترقی ہے اس جگہ صرف یہ اعتقاد کافی ہے

دع ما اذہیۃ التصاری فی نبیہم + والحکمۃ ما شئت مدحاً قیہ واحتکمر + والنسب الی ذاتہ ما شئت من شرف
 والنسب الی قدرہ ما شئت من عظمہ مخواں اور اخلا ازہرام شرع وحفظ دین + دیگر ہر وصف کش میخوای اندر کشت
 اطلاق۔ عوارف المعارف میں لکھا ہے کہ علم اس کام کا جس سے خدا کے تعالیٰ کی نزدیکی اور غیر سے دوری حاصل ہو
 فرض ہے۔ بعض علما کہتے ہیں کہ جو چیز تجھ پر فرض یا تیرے ہلاک کا سبب ہے اسکا جاننا بھی تجھ پر فرض ہے اور
 ابواب فقہ کا جاننا اگرچہ فرض عین نہیں مگر فرض عین سے اہم ہے کہ خلق اسکی طرف نہایت حاجت رکھتی ہے۔ اسی
 طرح علم کلام اگرچہ بعضوں کے نزدیک مذموم اور بعضوں کے نزدیک فرض کفایہ ہے لیکن بہ نیت تائید اہل حق و تردید
 مخالفان دین فرض عین سے کم نہیں کہ جو خدا خلق کا دشمنان دین کے دوسو سوں سے کہ در حقیقت شیاطین انس ہیں
 خصوصاً اس زمانہ پر آشوب میں بے دستگیری متکلمین کے ممکن نہیں میرے نزدیک علم اخلاق اور ردائل سے بچنے اور
 فضائل حاصل کرنے کا طریق جاننا ان دونوں سے اہم ہے کہ جو شخص عجب دریا کو مثلاً اور طریق ان سے بچنے کا نہ جانے گا
 بالضرور ان میں مبتلا ہوگا اور کوئی عبادت ان دو صفت کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی بہیات اس زمانہ میں علم دینی خصوصاً یہ
 علم شریف دنیا سے اٹھ گیا۔ بعضے اشخاص سود و سود مسئلہ نماز روزہ کے جانتے ہیں اور جوان سے توکل اور صبر اور حکم اور
 خوف اور رجا اور عجب اور ریا کی حقیقت اور ان کی تحصیل اور ازالہ کا طریق پوچھا جاوے ہرگز نہ بتلا سکیں حالانکہ
 قرآن مجید میں نماز روزہ اور حج اور زکوٰۃ سے زیادہ ان چیزوں کا ذکر موجود ہے مگر یہ لوگ احکام الہیہ ابواب فقہ
 میں منحصر سمجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ فقہ صرف حلال و حرام اور صحت و فساد سے بحث کرتی ہے اور شرح عجائب قلب
 اور افعال قلوب کی دوسرے علم سے متعلق ہے۔ دوم۔ فرض کفایہ مانند علم اخبار اور تفسیر فقہ کے۔ سوم واجب
 جیسے علم صرف و نحو واسطے قرات قرآن و حدیث کے۔ چہارم مستحب تبحر فقہ میں بعض علماء کے نزدیک اور
 در مختار میں علم قلب کو بھی اس کے ساتھ ذکر کیا۔ پنجم۔ مباح جیسے علم طب۔ ششم۔ مکروہ جیسے علم موسیقی۔ ہفتم۔ حرام
 جیسے علم فلسفہ اور نجوم اور شعبہ اور رمل اور سحر اور کہانت اور در مختار اور اشیاء میل موسیقی اور منطق کو بھی حرام ٹھہرایا

اور بعضوں کے نزدیک کوئی علم مذموم نہیں کہ جاننا شے کا نہ جاننے سے بہتر ہے اور کسی وقت کام آتا ہے یہاں تک کہ زاہدی نہ سحر کا سیکھنا جائز ہے لکھا ہے کہ بچنا اُس سے بے اُس کے جلنے کے دشوار ہے کہتے ہیں کسی نے امیر المؤمنین عمر سے پوچھا کہ فلاں شخص سحر نہیں جانتا فرمایا کیا عجب کہ اُس میں مبتلا ہو جاوے لیکن چار سبب سے مذموم ہو جاتا ہے اول تعمق و تبحر بر اُس علم میں کہ علوم ناجزہ سے نہیں اور نہ اُس میں کام آتا ہے حرام ہے اور اُس میں کہ کام آتا ہے قدر حاجت سے زیادہ بحث ہے کہ ذاب علم حدیث اور تفسیر اور فقہ اور عقائد و تصوف میں منحصر ہے۔ دوم بعض علوم اپنے جانتے والے یا دوسروں کو اکثر ضرر پہونچاتی ہیں مانند علم سحر و طلسم اور نجوم کے کہ جب آدمی بعد جانتے اوضاع نجوم و فلک کے آثار عالم کو ایک طور پر دیکھتا ہے کارخانہ عالم کو ستاروں اور برجوں کی تاثیر سے وابستہ سمجھتا ہے اور ہر کام کی نسبت اعتقاد کرتا ہے کہ اُس ستارہ اور اُس برج کی تاثیر سے واقع ہوا اور مالک نفع و ضرر کو بھول جاتا ہے اور ایک حجاب عظیم اُس کے دل پر پڑتا ہے۔ سوم بعض علوم بسبب وقت و غرض کے عقول ناقصہ اور افہام قاصرہ کو متحیر و ملکہ بھی چل مرکب میں مبتلا کرتے ہیں جیسے مسئلہ جبر و اختیار اور مشاہرات صحابہ اور توحید و جود و شہودی و طامات اولیا مثل کلمہ انا الحق و سبحانی اور بعض حقائق تصوفیہ اور دقائق اس علم کے جیسے بعض مواضع فصوص الحکم کے اور اسرار احکام شرعیہ میں غوض امثال ذالک چہارم علوم ناجزہ میں افراط و تفریط جیسے علم فقہ میں جیلے اور نادرات بے اصل اور علم سلوک میں اشتغال جوگیوں کے اور علم دعوت اسما میں قواعد سحر و طلسم اور علم توارخ میں تقریرات یہود و منافق کہ موجب فساد عقائد میں درج کرنا اسی سبب سے بعض علماء کلام کو مذموم کہتے ہیں اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں اسکی مذمت میں نہایت مبالغہ کرتے ہیں ورنہ علم توحید و عقائد فی نفسہ محمود ہے مگر لوگوں نے فلسفیات اس میں اس قدر ملا دی کہ علوم فلاسفہ اور اُس میں کچھ فرق نہ رہا کہتا ہوں خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں مگر بعض اسباب خارجہ اُس کو مذموم کر دیتے ہیں بلکہ درحقیقت اسباب مذموم ہیں نہ یہ علوم اور اس قدر مسلم ہے مگر حکم زاہدی کا صحیح نہیں کہ اس نفع کو مانند نفع خمر و میسر کے ضرر سحر و کسی طرح ترجیح منقول نہیں اور نقل کی صحت میں کلام ہے حق یہ ہے کہ سحر اور طلسم اور نجوم اور رمل اور کہانت اور اکثر علوم فلاسفہ اور اسی طرح منطق میں تعمق و تبحر حرام ہے اور مسئلہ جبر و اختیار اور مشاہرات صحابہ اور حقیقت روح اور وحدت وجود و شہود اور طامات اولیا اور دقائق اور بعض حقائق تصوف اور مشابہات قرآن اور اسرار احکام شرعیہ میں غوام کو غوض کرنا زہر قاتل ہے۔ مانند ان اشعار کے جس میں زلف و خال کا وصف ہے۔ کہ سننا ان کا اہل شہوت کے حق میں نہایت مضر ہے تدریب عالم کو سوا ان باتوں کے جو احتساب اور مکائد شیطان میں مذکور ہیں اور چند امور کی بھی رعایت ضرور ہے۔ امر اول لازم ہے۔ وعظ و تذکرہ میں احوال خلق کی رعایت کرے من لم یعرف باہل زمانہ فهو جاہل اگر ڈرانے میں خلق کا فائدہ سمجھے خدا کی تہناری اور بے پروائی سے ڈرا دے اور جو امیدوار کرنا مفید جانے اُسکا رحم و کرم بیان کرے تا خلق بے باک اور مالوس نہ ہوتے پاوے کہ ایمان بین الخوف والرجاء ہے۔ عالم ربانی وراثت انبیاء ہے اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو یثارت دینے اور ڈرانے کے لئے بھیجا ہے فیعث اللہ النبیین مبشرین و منذرین

صفت فقیہ کی یہ ہے لم یقنطھم من رحمۃہ ولعلہ منہم عن مکرمہ یعنی قہر الہی اور اُسکی بے پروائی کو اس طرح بیان نہ کرے کہ خلق اس کی رحمت سے ناامید ہو جاوے اور نہ اُس کے رحم و کرم کو اس ڈھب سے بیان کرے کہ اُس سے نڈر ہو جاویں بلکہ دونوں امر کی رعایت کرے قرآن میں بھی اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبی عبادی انا انعم فی الرخیم وان عذابی هو العذاب العلیم۔ اور اکثر جگہ وعدہ و وعید کو ساتھ ذکر کیا ہے نقل ہے کہ ایک واعظ دوزخ اور اُس کے سلاسل اور اغلال کے ذکر میں مبالغہ کر رہا تھا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اُدھر سے گزرے فرمایا کہ بندگان خدا کو اُس کی رحمت سے کیوں ناامید کرتا ہے وہ فرماتا ہے قُلْ یَا عِبَادِیَ الذِّینَ آمَنُوا عَلَیْ اَنْفُسِہِمُ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَۃِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذَّنْبَ یَجْمَعُ بَعْضُ مُحَقِّقِیْنَ کہتے ہیں جس شہر کا عالم لوگوں کو وعدہ رحمت خوش دل کرتا ہے اور خدا کے قہر اور بے پروائی سے نہیں ڈرتا ہے وہاں ابلیس کی حاجت نہیں رہے واعظ شہر کے مردم ملکش می خوانند قول مانیز ہمین ست کہ او آدم نیست

لوگ اُسکے وعظ کو شہد خالص سمجھتے ہیں اور وہ اُن کے حق میں زہر قاتل ہے کہ اس وعظ و نصیحت میں اُن کو دریائے غفلت میں ڈبوایا اور گناہوں پر دلیر کیا پہلے ادنیٰ تنبیہ سے بیدار ہو جاتے اب مار پیٹ سے بھی کام نہ نکلے گا یہ بات یہاں اس زمانہ کے کتاب خواں اور واعظین انذار اور تحویف سے کچھ کام نہیں رکھتے یہاں تک کہ ارحم الراحمین کی رحمت اور خضوع المنزہین کی شفاعت کے باب میں موضوع حدیثیں اور جھوٹی روایتیں بیان کرتے بلکہ خود وضع کرنے سے بھی نہیں ڈرتے حالانکہ صحیح حدیث میں وارد ہے من کذب علی متعمدا فلیتبوی مقعدا من النار یعنی جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ نشست گاہ اپنی دوزخ میں بناوے۔ یہی سبب ہے کہ بیماری غفلت کی جہان کو محیط ہو گئی کہ بچہ ماں باپ کے جھگڑنے سے بیدار اور بیمار طبیب کے علاج سے تندرست ہوتا ہے جب علما کہ امراض قلب کے طبیب اور خلق کے بیدار کرنے والے ہیں تھپک کر سلا دیں اور دوا کے عوض زہر کھلا دیں تو خلق کس صورت سے ہوش میں آوے اور کس طرح بیماری سے نجات پاوے اُن کو لازم ہے کہ خدا سے ڈریں اور خلق کو خدا کی بے پروائی اور قہر اور دوزخ کے عذاب اور گناہوں کے وبال اور قیامت کے اہوال سے ڈرائیں اور جو اُن کی مجلس میں نہ حاضر ہو اُس کے گھر جا کر سمجھا دیں تا تلافی مافات ہو اور اُس آفت سے کہ اُن کے وعظ و نصیحت میں برپا کی ہے نجات ہو۔ امر ثانی علم کو خدا کے واسطے حاصل کرے اور خدا کی راہ میں صرف کرے کہ جو شخص اُسے مجالست امراء اور شہرت اور عزت دنیا کے لئے حاصل کرتا ہے زیاں کار ہے امر ثالث فتویٰ میں کمال احتیاط کرے کسی کی رعایت اور جاہداری اور خدا کے سوا کسی کی رضا مندی اور خوشی سے کام نہ رکھے اور ضعیف روایتوں کو اختیار نہ کرے۔ حارث محاسنی فرماتے ہیں کہ عالم سے قیامت کے روز تین سوال ہو دیں گے فتویٰ علم کے مطابق دیا یا نہیں اور صحیح دیا یا نہیں اور اخلاص کے ساتھ دیا یا نہیں۔ امر رابع کبھی کوئی مسئلہ بے سمجھے نہ بتلائے ہو نہ معلوم ہو کتاب دیکھ کر بتلاوے یا دوسرے عالم سے دریافت کر دے یا سائل سے کہے کہ میں نہیں جانتا تو کسی اور سے پوچھ لے کہ جو بات عالم کی زبان سے نکلتی ہے خلق میں پھیل جاتی ہے پھر تدارک اُس کا دشوار ہو جاتا ہے۔ در مختار میں نقل کیا ہے امام اعظم نے ایک روئے کو منی سے کیسے دیکھا

گرنے سے ڈرایا۔ لڑکے نے کہا تم کو مجھ سے زیادہ ڈرنا چاہئے کہ عالم کا گرنا ایک عالم کا گرنے سے شاکر دوں
کو حکم کیا کہ اگر کوئی دلیل ہاتھ آئے بیان کرو پھر اگر کوئی شخص اُس کی غلطی نکالے اعتراف کرے اور معترض سے چس
بجیس نہ ہو بلکہ اُسکا احسان سمجھے اور مکارہ اور مجادلہ بلکہ مناظرہ سے بھی حتی الوسع پرہیز کرے اور کسی پر اعتراض نہ کرے
ہاں اگر ضرورت سمجھے کتاب و سنت سے اُسکو سمجھا دے اور چونکہ ملنے تو رعایت آداب مناظرہ مباحثہ کرے پھر اگر حق دوسرے کی
طرف ظاہر ہو تو قبول کرے اور خدا کا شکر بجالائے کہ اس پر حق ظاہر کیا اور حسب سے محفوظ رکھا اگر یہ غالب آتا شاید نفس
خیو بایے حسب و نخوت میں مبتلا ہوتا۔ اسی واسطے امام شافعی مناظرہ کے وقت دعا کرتے الہی حق دوسرے کی زبان سے
ظاہر کر دے اور جو کفار و مبتدعین دین پر اعتراض کریں اور قرآن و حدیث سے نہ سمجھیں اُن کے ساتھ مجادلہ جائز ہے لیکن
اُن کے معبودوں اور پیشواؤں کی توہین نہ کرے وَلَا تَسِبِ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسِبَ اللَّهُ
عَنْ دُونِهِ عِلْمًا اَوْ رِجْلًا اور سختی کے مقابلہ میں نرمی کے ساتھ پیش آئے اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اِحْسَنُ اور گفتگو قوم کے معقول
سے کرے اَوَّلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ دَشِیدٌ لَا یَسْمَعُ اَوْ اَمْرًا اَوْ جَابِلًا سے قَالَ تَعَالٰی اَعْرِضْ عَنِ الْیَہٰلِیْدِیْنَ مستوی
شریف میں لکھتے ہیں کہ تین شخص رحم کے قابل ہیں ایک وہ عزت دار جو خوار ہو دوسرا وہ مالدار کہ محتاج ہو گیا تیسرا وہ
عالم کہ جابلوں میں پھنسا ہو۔ امر خامس تقریر اور تحریر میں کلام مہتمم ملتیس سے احتراز کرے قَالَ تَعَالٰی لَا تَقُولُوا دَاعِنًا
وَقَوْلُوا اَنْظُرْنَا اور عبارت میں تشدق ممنوع ہے اور ہر شخص سے اُن کی سمجھ کے موافق کلام کرنا مسنون۔ امر سادس
طلباء پر شفقت اور ان سے رفق و مدار کے ساتھ پیش آئے اور حکم اور زبان دہانی اور سبق میں ہرج اور بخل اور دنیا
کی جہت سے اُن میں فرق نہ کرے بلکہ استعداد اور لیاقت کو دیکھے اور مضمون عِبَتْ وَتَوَلَّیْ بِشَیْءٍ نَظَرَ رَکْعَ۔ امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ حدیث پڑھنے والوں کو فقہ پڑھنے والوں سے اونچی جگہ ٹھاتے ہارون رشید بادشاہ نے چاہا میرے بیٹے
آپ سے فقہ پڑھا کریں اور حدیث پڑھنے والوں کی جگہ بیٹھیں منظور نہ فرمایا عرض کیا مکان پر آکر پڑھا جائے یا کچھ فرمایا
اس میں علم کی بے عزتی ہے اور طالب علم کو چاہئے کہ تعظیم و تکریم اور استاد کی بجالائے اور اُس سے اخلاص و محبت
کے ساتھ پیش آئے کہ من و وجہ حق اُس کا ماں باپ سے زیادہ ہے ماں باپ وجود ظاہری کے سبب ہیں اور وہ
حیات حقیقی نخواستہ ہے۔ امر سابع بادشاہوں اور امیروں کی مخالفت سے پرہیز کرے کہ محبت اہل دنیا اور عداوت
مقبولان خدا عالم کے حق میں سم قاتل ہے۔ بلعم باعور کو انھیں دو خصلت نے مردود کر دیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں جو عالم امیروں اور بادشاہوں کے پاس جائے اُس سے پرہیز کرو۔ ترمذی اور نسائی اور احمد کی حدیث
میں وارد ہے کہ جو جنگل میں رہتا ہے درخت خوبو جاتا ہے اور جو شکار کا شوق کرتا ہے غفلت میں مبتلا ہوتا ہے
اور جو بادشاہوں کے پاس بیٹھتا ہے فتنہ میں پڑتا ہے۔ سلف اگر ضرورت امیروں اور بادشاہوں کے پاس جلتے
بے خوف و خطر ان پر احتساب کرتے ایک روز سلطان محمد تغلق نے شیخ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے
نصیحت کیجئے فرمایا غصہ بے جا اور مردم آزاری چھوڑ دے لیکن وہ زمانہ اور تھا اُس وقت کے بادشاہ اور امرا
علماء کی محبت و نصیحت پر اگرچہ حکم الحق مودان کو گراں گزرتی بسبب تعظیم و ادب کے چہنچہن نہیں نہ ہوتے اور ان کے

ملنے دم نہ مارتے اب تو امر کا یہ حال ہے

پیش تو بہند جملہ سیم و زر

گر تو پیغام زناں آری و زر

کہ بیا سوئے خدا کے نیک عہد

در تو پیغام خدا آری چو شہد

نہ از برائے حمیت دین و ہنر

قصد خون تو کنند و قصد سر

جس وقت عالم کو دیکھتے ہیں تیوری پر بل پڑ جاتے ہیں اور اُسکی تعظیم کو اٹھنا اور مرنے پر جاتے ہیں اور جب کسی ہندو یا ملکا کو آتے دیکھتے ہیں تعظیم کیلئے دروازہ تک استقبال کرتے ہیں پھر اگر کوئی عالم بے شرمی سے اُنکے گھر جاتا ہے تو اُس سے اپنی خوشامد چاہتے ہیں اسلئے عالم کو ان حضرات کے گھر جانا ہی بیجا ہے کہ اگر حبست کر لیا اپنی جان کو بلا میں ڈال لیا خواجہ فرید فرماتے ہیں اہل دولت سے اس طرح مل کر دین میں نقصان نہ آئے۔ اور جو تو بہن مذاہب اور امر کی خوشامد کر لیا تو اپنے منصب کو ہاتھ سے کھو دینا کہ تعلق اور چا پلوسی سوا طلب علم کے مذموم ہے خصوصاً عالم کے حق میں کہ وہ بادشاہوں پر حکمرانی کا منصب رکھتا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن اُم مکتوم کیلئے عتاب ہوا کہ اُنکے اعراض سے بادی الرائے میں احتمال امیر دل کی خاطر داری اور رئیسوں کی خوشامد کا پیدل ہونا تھا گو واقعہ میں وہ اعراض دین کیلئے تھا۔ آخر نامن جمع ہمت اور صفاء فکر کیلئے تھوڑی دیر تک خلوت کرے اور جس وقت کار علم سے فراغت پاوے عبادت میں مشغول ہو۔ آخر تاسع علم ظاہر کے ساتھ تصوف کو بھی جمع کرے کہ

باطن بے ظاہرنا فرجام اور ظاہر بے باطن ناتمام۔ امام فرماتے ہیں من تفقہ و لم یتصوف تفسق ومن تصوف و لم یتفقہ تزندق اسلئے بعض مشائخین یہ کہتے ہیں کہ فقہ کے بعد عجائب قلب اور کلام حکما اور شمائل صالحین میں

نظر کرنا ضرور ہے ورنہ دل سخت ہو جاتا ہے اور قلب قاسی خدا سے دور کرتا ہے کہتا ہوں یہ قول ظاہر پر مبنی ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ علم فقہ باطن سے تعلق نہیں رکھتا اسلئے فقہ صرف درخت خوار سخت دل ہوتا ہے اور اس وجہ

سے کہ سفید کپڑے پر دھبہ زیادہ معلوم ہوتا ہے طعن و تشنیع اُس پر زیادہ ہوتی ہے اور اُسکی بد خلقی کی شہرت ہو جاتی ہے لوگ

سمجھتے ہیں یہ اثر علم فقہ کا ہے اور وہ ردائل باطن کا اثر ہے نہ اس علم شریف کا البتہ علوم فلاسفہ غیر زاجرہ مورث فسادات

میں انھیں علوم کی نسبت بزرگوں نے فرمایا ہے محبوب تین گروہ ہیں زاہد بسبب اپنے زاہد کے اور عالم بسبب علم کے اور

عابد بسبب عبادت کے ہاں علم تصوف ورثہ انبیاء و صدیقین اور اشرف علوم دین ہے کہ اشارات اُس کے لطیف

و غامض ہیں اور مبنی اُس کا کتاب و سنت اور ذوق صحیح اور وجدان صریح اسی لئے کہتے ہیں ہر علم میں جودت طبع اور قوت

عقل اور قیل و قال کی حاجت ہے بخلاف تصوف کے کہ سلامت فطرت و صحت قرینہ اور جودت فہم کے بعد قیل و قال

کی اصلاً حاجت نہیں محققین کہتے ہیں آدمی اس علم کے وسیلہ سے خدا کی حکمت و قدرت اور تمام صفات کاملہ پر یقین لاتا ہے

اور حقیقت نفس اور اُس کے افعال و حرکات سے واقف ہو کر تخلیہ اور تحلیہ میں مشغول ہوتا ہے اور یہ عمدہ

طریقہ معرفت کا ہے سنیہم ایا تنافی الاخلاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم اذہ الحق آخر دریا کے وحدت میں

مستغرق ہو جاتا ہے اور گونگا بہرا بن جاتا ہے اسی لئے اُس کو علم سینہ کہتے ہیں خواجہ جنید فرماتے ہیں اگر

آسمان کے تلے کوئی علم اس سے بہتر ہوتا ہم اُسی کو طلب کرتے۔ داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی اُسے داؤد علم نافع

سیکھ جس سے میری جلال و عظمت دریافت ہو امام غزالی اسی علم کی نسبت کہتے ہیں علم ایک نور ہے جس سے کمال حضرت احدیت کا دیکھتے ہیں سورہ لذت جس کے سامنے بہشت کی لذتیں مختصر نظر آویں حاصل کرتے ہیں۔ اقرعاً شر جو علم خدا کے لئے خاص ہیں اور حصول اُن کا بشر کے لئے ممکن نہیں اُن میں خوض نہ کرے مانتہ علم روح اور متشابہات قرآن کے اور وہ جو اقلیم الاسلام میں لکھا ہے کہ خواص کو علم روح کا حاصل ہوتا ہے اور بعض صوفیاء سے منقول ہے کہ جو روح کو نہیں جانتا آپ کو نہیں جانتا اور جو آپ کو نہیں جانتا خدا کو نہیں جانتا مراد اُس سے علم بالوجہ یا علم بوجہ ہے نہ علم بالکنہ اسی طرح قول بعض مشائخ کرام کا کہ محکمات اگرچہ ام الکتاب ہیں مگر متشابہات اُن کے ثمرات و نتائج ہیں پس مقاصد اور احکامات اُن کی تحصیل کے وسائل ہیں علم صوری متعلق بمحکمات کتاب و سنت ہے اور حقیقی کہ علماء و مسخین کو حاصل ہوتا ہے علم متشابہات کتاب و سنت کا ہے ظاہر پر معمول نہیں کہ قرآن میں تصریح ہے وما یعلم تاویلہ الا اللہ اُس کی تعبیر خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا جب کہ تعبیر کا یہ حال ہے تو تحقیق اُسکی کس کو حاصل ہو سکتی ہے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم۔ وَضَعْنَا عَنَّا وَزَرًا اور اُنار یا ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ و زور۔ لغت میں بوجھ کو کہتے ہیں۔ قال اللہ عز وجل لا تقدر وازرة و ذرا آخری اُمی لا تحمل حاملة حمل آخری اور اس جگہ وزر سے وہ گرانی جو ابتداء حال میں تشویشات کی وجہ سے اُس جناب کے دل کو عارض ہوتی تھی اور وضع سے دور کرنا اُس کا سینہ کی کشادگی اور حوصلہ کی فراخی کے سبب سے مراد ہے قاعدہ ہے کہ آدمی کی روح میں جس امر کی استعداد ہوتی ہے پیدائش اور جبلت کے موافق اُس کی تحصیل کی طرف رغبت کرتا ہے اور جب موانع کی کثرت اور قوت اور طریق تحصیل کی سختی اور صعوبت پر نظر کرتا ہے تو وہ امر اُس پر کمال بھاری اور گراں ہو جاتا ہے جیسے کوئی بڑے اور حوصلہ والا کہ طبیعت اُس کی استعداد جمالی کے موافق ریاست و سلطنت حاصل کرنے کی طرف رغبت کرتی ہے اور یہ بات بدون بہت مال خرچ کئے اور بہت فوج جمع کئے اور مشقت بدنی اور رنج روحانی اٹھانے کے حاصل نہیں ہو سکتی لاچار وہ طلب اُس کے دل پر نہایت بھاری ہو جاتی ہے اور غم مایوسی اور حسرت نایافت کے بوجھ سے پیٹھ اُس کی ٹوٹ جاتی ہے اسی طرح وہ جناب باقتضائے جبلت اُس مرتبہ کے حاصل کرنے کی طرف رغبت رکھتے تھے کہ انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین حاصل نہ کر سکے اور جس قدر مطلوب عمدہ اور عزیز ہوتا ہے اُس کی طلب میں زیادہ دقت پڑتی ہے اسی واسطے جس قدر مانع اور مزاحم اس راہ میں اُن کو پیش آئے اور جو سختی اور طاقت ابتداء سے انتہا تک اُس جناب پر گزری تھیں اور تقرر سے باہر ہے۔ ابھی آپ ماں کے پیٹ میں تھے کہ آپ کے والد ماجد نے انتقال کیا اور چھ برس ولادت کے والدہ شریفہ نے بھی جام موت کا نوش فرمایا بعد المطلب اُس جناب کی پرورش میں بجان و دل مشغول رہے مگر جب عمر شریف دس برس کی ہوئی انھوں نے بھی رحلت فرمائی اللہ تعالیٰ نے محبت اُس جناب کی ابو طالب کے دل میں ڈالی کہ انھوں نے

پرورش اور خبر گیری میں بہت کوشش کی جب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ نے نکاح کیا دنیا کی تکلیف اور مشقت اور فاقہ کشی اور مصیبت فی الجملہ کم ایک غم تازہ پیدا ہوا کہ غم ناداری اور فاقہ کشی کا اس سے اصلاً نسبت نہ رکھتا تھا یعنی دل مبارک باقتضائے ہدایت ازلی اور سعادت جلی اُس عالم کی طرف میل کرنے لگا اور مذہب حق اور طریق معرفت کی تلاش میں مصروف ہوا اور اُس زمانہ میں علم اگلے پیغمبروں کا فترت کے سبب سے باقی نہ رہا تھا کہ جس سے مطلب حاصل کرتے اور نہ کوئی دلیل اور واقف کار میسر تھا کہ راہ کا پتا اور نشان اُس سے دریافت فرماتے اور یہ کیسی سخت مصیبت ہے کہ آدمی جس امر کا شائق ہو اُس کا پتہ نہ جانے اور کوئی شخص ہدم اور رفیق درد و غم اُس کے ہاتھ نہ آئے ایک مدت وہ جناب اسی رنج و مصیبت میں مبتلا تھے اُس وقت ملت ابراہیمہ سے جو کچھ معلوم ہو سکتا اُس پر عمل کرتے اور کافروں کی صحبت اور کفر کی مجلسوں سے نفرت رکھتے ناگاہ عنایت الہی نے دستگیری فرمائی اور صورت آفتاب ہدایت کی آئینہ دل میں نظر آئی یعنی انوار اُس عالم کے آپ کے دل پر متواتر نازل ہونے لگے پھر تو آپ خلق سے اعراض فرما کر بفرارِ خاطر تنہائی میں عبادت و ریاضت کرنے لگے یہاں تک کہ وحی آسمانی سے مشرف ہوئے اور سورہ اقدس نے نزول فرمایا اب ایک اور امر تازہ پیش آیا کہ جو بارگراں پہاڑ اور درخت اور زمین اور آسمان اور عرش اور کرسی سے نہ اٹھ سکتا آپ کے دوش ہمت پر رکھا گیا قریب تھا کہ اس بوجھ سے پیٹھ آپ کی جھک جاوے بلکہ روح مبارک خوفِ دہشت سے پرواز کرے فصیحین کی روایت میں وارد ہے کہ نزول اقدس کے بعد جب آپ گھر میں تشریف لائے دل مبارک کانپ رہا تھا فرمایا *ذَمِّلُوْنِیْ ذَمِّلُوْنِیْ* محمد پر بالا پوش ڈالو محمد پر بالا پوش ڈالو *فَمَلَّکُوْکُمْ* پھر آپ کو کپڑا اوڑھایا جب خوف کم ہوا اُن سے فرمایا *لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ* مجھے اپنی جان کا ڈر ہے کہ مبادا خوف و دہشت سے نکل جاوے اور صحیح روایتوں سے ثابت ہے کہ جس وقت آپ پر وحی نازل ہوتی ایک آواز مثل آواز جوش دیگ کے آپ کے سینہ سے نکلتی اور رنگ چہرہ مبارک کا متغیر ہو جاتا جاڑے کے دلوں میں پیشانی سے پسینہ مچنے لگتا اگر کسی جانور پر سوار ہوتے وحی کے بوجھ سے بیٹھ جاتا اور کوئی آدمی زانو پر سر رکھنے کی تاب نہ لاتا ہوا ناقہ قصوا کے کسی جانور کی طاقت نہ تھی کہ اُس وقت آپ کو اٹھا لیتا یہ تھی اور احمد روایت کرتے ہیں کہ سورہ مائدہ کے نزول کے وقت قریب تھا کہ ناقہ شریف کا بازو لوٹ جاوے اسی وجہ سے فتح مکہ کے روز جب مولیٰ علی نے درخواست کی کہ آپ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ کر بتوں کو کعبہ کی چھت سے اُتار لیجئے اور تصویریں مٹا دیجئے منظور نہ فرمائی کہ خیر کلنی اور بات ہے اور بار نبوت اٹھانا اور بات حضرت علی میں یہ قوت کہاں تھی کہ بارگراں نبوت کا اپنے کندھے پر اٹھاتے اس لئے اُن سے فرمایا کہ تمہیں میرے کندھے پر چڑھ کر بت گرا دو اور تصویریں مٹا دو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَا سَلَقَیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا بِشَکِّ زُرْدِکَ ذَالِیْنِ گے ہم تجھ پر بھاری بات کہ وعدہ وعید اور فرائض و حدود اُس کے سخت ہیں اور عمل اُس پر نفس کو شاق اور حضرت فرماتے ہیں اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ الثَّقَلِیْنِ کتاب اللہ وعترتی بے شک میں تم میں چھوڑنے والا ہوں

دو چیزیں بھاری ایک کتاب خدا کی دوسرے عمرت اپنی اے عزیز جس طرح اس بارگراں کا اٹھانا دشوار تھا یاد رکھنا اُسکا اور ادا کرنا اُسکے حق کا اُس سے بھی زیادہ سخت اور مشکل تھا جو مصیبت و بلا کہ تبلیغ رسالت میں اُس جناب پر گزری تفصیل اُسکی زبان قلم سے نہیں ہو سکتی جب آپ نے دعویٰ پیغمبری کا کیا سوا چند ضعیفوں کے کہ عنایت ازلی اُنکی ہادی اور دستگیر تھی تمام عالم دشمن جان کا ہو گیا یہاں تک کہ ہم وطن اور رشتہ دار بھی خون کے پیاسے ہو گئے جو شخص اُن کی بات مانتا اُس کو طرح طرح کی ایذا دیتے۔ ض ایک روز صدیق اکبر کو اس قدر مارا کہ مرنے کے قریب اور امیر بن خلف بلال حبشی کو دو پہر کے وقت گرم ریت میں لٹا کر اس قدر کوڑے مارا کہ بے ہوش ہو۔ ض عمار رضی اللہ عنہ کے والد یا سر کو کافروں نے شہید کیا اور اُن کی والدہ سمیہ کو دو اونٹوں کے بیچ میں رسیوں سے باندھ کر نہایت بے ادبی سے قتل کیا۔ اسی طرح بعض ضعیفوں کو انواع عذاب سے شہید کیا اور بعضوں کو طرح طرح کی اذیت پہنچاتے تھے چالیس آدمی مسلمان ہوئے تھے کہ حکم آیا یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین اے پیغمبر خدا اور جو تیرے پر و مسلمان ہیں تجھ کو کفایت کرتے ہیں یہ گویا تمہید تھی اظہار دعوت کے حکم کی پھر صاف صاف ارشاد ہوا فاصدع بما تؤمر واعدض من المشرکین ظاہر کر دو تجھے حکم دیا گیا اور مشرکوں سے منہ پھیر لے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بامثال حکم الہی امر دعوت کو ظاہر فرمایا اور مذمت بتوں اور بت پرستوں کی بیان فرمائی۔ پھر تو سب کفار قریش نے آپ کی ایذا اور عداوت پر کمر مضبوط باندھی اور طرح طرح کی تکلیف اور ایذا ہاتھ اور زبان سے پہنچانی شروع کی۔ ب ایک روز آپ نماز پڑھتے تھے عقبہ بن ابی معیط آپ کے کندھے پر جا بیٹھا۔ و اور ام جہیل آپ کی راہ میں کانٹے پھیلا دیتی کہ پاؤں مبارک زخمی ہو جاتے سقیف نے اُس جناب کو اس قدر پتھر مارے کہ پیر مبارک سے خون جاری ہوا بنی ہاشم اور بنی مطلب یہ حال دیکھ کر آپ کی حمایت پر مستعد ہوئے ابو جہل نے تمام قبائل قریش کو اس بات پر متفق کیا کہ اُن سے سلام و کلام اور مخالفت اور منا کحت ترک کریں ایک مدت تک وہ بھی حضرت کے ساتھ طرح طرح کے مصائب اور شدائد میں مبتلا رہے اکثر اوقات بسبب کمال شفقت کے اپنی قوم کی گمراہی اور انکار پر افسوس فرماتے اور کبھی بمقتضائے بشریت اپنی مصیبت اور تکلیف سے گھبراتے حکم آیا فاصبر کیا صبرا و لوالعزم من الرسل صبر کر جیسا کہ اولو العزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے یعنی نوح نے ساڑھے نو سو برس قوم کے ہاتھ سے طرح طرح کی ایذا اٹھائیں کافران کو ایسا مارے کہ بہوش ہو جاتے اور ابراہیم کو نمرود نے آگ میں ڈالا اور جب حکم آیا تو بیٹے کے ذبح پر مستعد ہو گئے اور اسمعیل اپنی جان دینے پر راضی ہوئے اور یعقوب یوسف کی جدائی اور اپنی نابینائی پر اور ایوب ایسی سخت بیماری پر صابر رہے۔ و اؤد ایک خطا پر چالیس برس روئے اور عیسیٰ نے دنیا کو ترک کیا جم کہ بسبب فراخی حوصلہ اور بلندی ہمت کے اُن کے مرتبہ سے بھی ترقی چاہتے ہو اُن کی طرح صبر اختیار کرو اور کسی مصیبت اور بلا سے کہ اس راہ میں پیش آوے نہ گھبراؤ و لولا ان ثبتنا لث لقد کدت ترکن الیہم اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ اے عزیز کیسی سخت بات ہے کہ بنا اس شریعت کی ہیبت و سلطنت پر ہے

بایں ہمہ حکم ہوتا ہے کہ ہم دشمنوں کی ایذا رسانی پر ایسا صبر کرو جیسا اولوالعزم پیغمبروں نے کیا اور جو تکلیف اور مشقت اس راہ میں پیش آئے اُس پر دل تنگ نہ ہو جیسے وہ نہ ہوتے اجتماع ان دونوں امر کا اور ثابت رہنا ان پر محالات عادیہ سے ہے سوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسا عالی ظرف کون ہے جو دونوں باتوں کی رعایت کرے اور حکمرانی اور سلطنت کو ایسے تحمل اور بردباری سے جمع کر سکے سوا اسکے جس قدر ایذا کہ دشمنوں نے زبان سے اُس جناب کو پہنچائی بیان سے باہر ہے کبھی طعن اور تشنیع اور کبھی جمل اور کج سمجھی کرتے کبھی کہتے بشر رسول نہیں ہو سکتا اور جو آدمی ہی کو یہ منصب ملتا تھا تو کیا خدا کو یتیم ابوطالب کے سوا اور کوئی شخص اس عمدہ منصب کے لئے میسر نہیں ہوا اگر ابو جہل یا عید یا لیل کو پیغمبر کرتا بیشک ہم ایمان لاتے ایسے مفلس اور نادار کی کون فرمانبرداری کرے یہ شخص جادوگر یا کاہن یا شاعر یا مسحور یا معنون معلوم ہوتا ہے یا لگے لوگوں کی کہانیاں کسی شیطان یا اُس عجیب سے کہ اُس کے پاس آتا جاتا ہے سیکھ کر ہمارے نادانوں اور اذیل کو بہکا تا ہے اگر حقیقت میں وہ خدا کا رسول ہے تو اُس کے انکار سے ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا اور کوئی ٹکڑا آسمان کا کس لئے نہیں گر پڑتا اور قرآن اکٹھا کیوں نہیں اُترا۔ عاں اس کا صرف یہی ہے کہ ہم کو ہمارے دین سے پھیر دے اور حکومت عرب کی حاصل کرے ہم کو ڈراتا ہے کہ مر کر پھر زندہ ہوں گے ہم نے یہ بات اپنے کسی بزرگ سے نہ سنی کیا ہمارے بزرگ سب گمراہ اور نادان تھے۔ اسی کو تمام عالم سے زیادہ دانائی و عقل حاصل ہو گئی اور جو ایسا ہی عالم ہے تو بتا دے قیامت کب ہوگی اور ہم کب زندہ ہوں گے اور روح کی حقیقت سے ہم کو آگاہ کرے کہ وہ کیا چیز ہے اور کبھی سخت سخت معجزات بلکہ محالات آپ سے طلب کرتے کہ مکہ کی زمین میں کہ محض بنے آب ہے ہمارے لئے چشمے جاری کر دو اور اُس پاس اُن کے باغ انگور وں اور کھجوروں کے لگا دو یا گرد سے پہاڑوں کو ہٹا دو کہ زمین فراخ ہماری زراعت کے لئے نکل آوے اور ہم اُس میں باغ لگا دیں اور زراعت کریں یا ہوا کو ہمارا فرمانبردار کر دو کہ اس پر سوار ہو کر شام کی طرف تجارت کیا کریں اور آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دو یا فرشتے ہم کو دکھا دو اور خدا سے باتیں کرادو یا تمہارے واسطے سونے چاندی کا گھرتیار ہو جاوے یا ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جاؤ اور وہاں سے ایک کتاب جسے ہم پڑھ سکیں لے آؤ اور جو باتیں اس کتاب کی ہمارے قیاس میں نہیں آتی ہیں اُن کو بدل دو اور قصی یا کلاب کو ہمارے بزرگوں میں سے زندہ کر دو کہ ہم اُن سے تمہارا حال دریافت کریں مگر وہ تمہاری پیغمبری کی گواہی دیں تو بے شک ایمان لائیں اور اسی طرح کے خرافات بکتے اور ہر وقت طعن و تشنیع سے پیش آتے اس سے زیادہ سخت مصیبت یہ ہے کہ دشمنوں نے مگر مغلیہ کہ وطن اور مولد اور منشا آپ کا تھا اُس جناب چھوڑا یا ناچار آپ اور آپ کے یار گھر اور مال و متاع اور عزیز و اقربا چھوڑ کر مدینہ کو تشریف لے گئے ابھی چند روز آرام سے نہ بیٹھے تھے کہ حکم جہاد کا آیا مددگار تھوڑے اور بے سرو سامان اور دشمن بہت سامان جنگ سے درست ہفت کشور کے بادشاہ مخالفت و عداوت پر کمر بستہ اور ایک عالم دین کے شانے اور معدودا اشخاص کی تخریب پر آمادہ۔ نہ آپ کے پاس مال و متاع کہ اُس سے سامان جنگ درست

کریں اور نہ اس قدر فوج و لشکر کہ مقابلہ عالم کے لئے اُسے کافی سمجھیں اس تھوڑی جماعت سے بھی ستر آدمی احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے اور غزوہ احزاب میں تو تمام عرب کے مشرک اور یہود نے متفق ہو کر مدینہ کو اس ارادہ سے محاصرہ کیا کہ تمام مسلمانوں کو قتل کریں اور نام و نشان دین اسلام کا باقی نہ چھوڑیں۔ مسلمان بھوک پیاس میں خندق کھودتے اور حضرت بھی بہ نفس نفیس شکم مبارک پر پتھر باندھ کر ان کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک ہوتے منافقوں نے شوکت کفر اور مغلوبی اسلام دیکھ کر طعن و تشنیع شروع کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کہتے ہیں تم کو کسری و قیصر کے خزانے ملیں گے اور آپ اُن کے یار و مددگار پاخانہ کیلئے بھی شہر سے باہر نہیں نکل سکتے وعدہ اُن کا جھوٹا اور فریب اُن کا ظاہر ہو گیا اس وقت کی تکلیف اور مصیبت حضرت اور یاروں کی خیال کیا جائے کہ باوجود اس ناداری و فاقہ کشی اور تکلیف اور بے سرو سامانی کے دشمن چار طرف شہر کو گھیرے ہیں اور جو لوگ ظاہر میں دوست اور خیر خواہ کہلاتے تھے آپ اور آپ کے یاروں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اسی طرح ہزاروں تکلیفیں اور مصیبتیں آپ پر متواتر نازل ہوتیں اور ہزاروں سختیاں اور بلائیں پیش آتیں یہاں تک کہ آپ اور آپ کے اکثر یار بھوک کی شدت میں پیٹ پر پتھر باندھتے اور بعض اُن میں جاڑے کے موسم میں گڑھا کھود دیتے اور اُس میں رات کو جا پڑتے۔ وکٹ۔ ایک بار آپ نے یاروں کو کسی طرف دشمنوں پر بھیجا سواری میسر نہ تھی پیادہ پا دور تک حیران ہوئے اور کچھ حاصل نہ ہوا جب حضرت کے پاس آئے آتما مشقت و ملال اُن کے چہروں سے ظاہر تھے اُس وقت آپ کو نہایت رنج ہوا اور کمال عجز و الحاح جناب باری میں عرض کیا اے الہی ان کے کام مجھ پر مت چھوڑ کہ میں طاقت ان کی غمخواری اور بوجھ اٹھانے کی نہیں رکھتا اور ان کے کام ان پر بھی نہ چھوڑ کہ یہ اپنے کام خود نہیں بنا سکتے اور اوروں پر بھی نہ چھوڑ کہ وہ اپنی حاجتوں کو ان کی حاجتوں پر مقدم کریں گے غرض کہ ہزاروں طرح کے مصائب و شدائد آپ پر اور آپ کے یاروں پر کافروں کے ہاتھ سے گزرتے اور اُن سے زیادہ ایذا اور تکلیف منافقوں کی طرف سے پہنچی کہ گھر کے بھیدی اور چچے دشمن تھے اور باوجود ایذا رسانی اور دشمنی کے مالک حکم نہ تھا کہ ان سے تعرض کریں اور سزا افعال اور کردار کی ان کو دیں بایں ہمہ فکر مال کا راور خوف پروردگار سے ہر وقت دل مبارک بے قرار رہتا اور اُس کے ساتھ غم امت کی نجات کا اور بھی بے چین کرتا خدائے تعالیٰ نے امت خطا کار کی محبت اُس جناب کے دل میں اس قدر پیدا کی ہے کہ اُن کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے اگر ہم گنہگاروں کو اُس قدر فکر اپنی نجات اور مال کار کی ہوتی جس قدر ہماری فکر آپ کو تھی تو ہم میں سے کوئی شخص کبھی گناہ نہ کرتا اور معصیت سے ملوث نہ ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم جو کرامت اور بزرگی کہ آپ کو جناب الہی سے حاصل ہوتی بسبب کمال شفقت و عنایت کے امت گنہگار کو بھی اُس میں شریک کرتے ابو بکر صدیق کہتے ہیں ما خصلتک اللہ لشرف الاشرکتنا فیہ ادر کسی طرح اُنکی تکلیف اور مصیبت کو ازانہ فرماتے یہاں تک کہ اگر آپ حکم شرع سے اُن پر عتاب فرماتے یہ بھی مزاج مقدس پر شاق گزرتا جناب الہی میں عرض کرتے

اللهم انی اتخذت عندک عهدا لن تخلفہ انما انا بشر فای المؤمنین ادبتہ (وشتمتہ و جلدتہ)

اولعنتہ فاجعلہا لہ صلوة و زکوٰۃ و قربۃ تقربہ بہا الیث یوم القیمة خدایا میں نے تجھ سے عہد لیا کہ تو اُس کے خلاف ذکر یگا میں ایک آدمی ہوں پس جس مسلمان کو ایذا دیں یا برا کہوں یا ذرہ ماروں یا لعنت کروں اُس ایذا اور شتم اور جلد اور لعن کو اُس کے حق میں سبب رحمت اور پاکی اور نزدیکی کا کر اور بوسیلہ اُس کے نزدیکی اپنی قیامت کے دن اور سے عنایت فرما۔ اے عزیز اس سے زیادہ سخت مصیبت کیا ہوگی کہ ایک معصوم بے گناہ کو سب گنہگاروں کی شفاعت سپرد ہوئی اگر وہ گناہ کریں یہ اُن کی طرف سے عذر خواہی بجالائیں اور جو وہ قصور کریں یہ اُن کی بخشش کے لئے بارگاہ الہی میں آہ و زاری کریں وہ خواب غفلت میں ہوں یہ اُن کی شفاعت کیلئے بیدار رہیں وہ عیش و عشرت میں مشغول رہیں یہ اُن کے واسطے اپنے نفس نفیس پر محنت و مشقت گوارا فرمائیں بخشش اُنکی اُس کی محنت و مشقت اور منفرت اُنکی اُس کی عذر خواہی اور شفاعت پر موقوف ہے اگر یہ بلا پہاڑوں پر ڈالی جاتی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور جو یہ منصب دریاؤں کو سپرد ہوتا سر پر خاک اُڑاتے پیغمبر اولو العزم اور فرشتے مقرب اس بارگاہ کو نہ اٹھا سکتے اور تمام جن و انسان مل کر اس بوجھ کے متحمل نہ ہوتے اسی واسطے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں ما اودعی مثل ما اودیت میرے برابر کوئی پیغمبر ایذا نہ دیا گیا ابتدائی حال میں جب وہ جناب ان مصائب پر کہ آپ کے مطلب عظیم الشان کو لازم تھے نظر فرماتے باقتضائے بشریت طلب اُسکی دل مبارک پر بیماری ہو جاتی اور خوف نایافت کے بوجھ سے پشت مقدس جھکنے لگتی پروردگار تقدس و تعالیٰ نے آپ کے حوصلہ کو کشادہ کر دیا کہ یہ تکلیفیں اور مصیبتیں سہل معلوم ہونے لگیں اور جملہ تشویشیں آپ کی طبیعت اقدس سے دور ہوئیں پس یہ نعمت یعنی وضع و زرع نعمت شرح صدر کی تاثیرات سے اور ہو سکتا ہے کہ و زرع سے مجموع ان مصائب کا یا ہر اک ان میں سے اور وضع سے اُسکا دور کرنا اور ہو کر جب آپ کی والدہ ماجدہ نے انتقال کیا عبدالمطلب ماں باپ سے زیادہ اُنکی کفالت اور پرورش میں مصروف ہوئے اور جب وہ مرے جناب الہی نے ابو طالب کے دل میں محبت آپ کی ڈالی کہ اپنی اولاد سے اُن کو زیادہ سمجھتے رہے تنگدستی اور فاقہ کشی کو اس طرح دور کیا کہ خدیجہ کبریٰ جو عرب کی بڑی سوداگر اور مالدار تھیں آپ پر عاشق ہو گئیں بعد اسکے آپکے نکاح میں آئیں تمام مال اپنا حضرت کے سامنے رکھا اور اکابر قریش کو جمع کر کے کہا کہ آج سے یہ مال میرے شوہر کا ہے اُسے اختیار ہے چاہے رکھے اور چاہے لٹا دے فکر راہ کے نہ پانے اور فقدان مطلوب کی راہ بتانے سے دور فرمائی بلکہ یہاں تک سینہ مقدس کو فراخی اور حوصلہ عالی کو بلندی بخشی کہ اٹھانا یا گر ان نبوت کا آسان ہو گیا اور بے وقت علم اگلوں اور پچھلوں کا آپ نے حاصل فرمایا اگر کسی وقت قرآن کے بھول جانے کا غم دل مبارک پر آتا یا سیکھتے وقت کسی لفظ کے رہ جانے کا خیال گزرتا ارشاد ہوتا سنقرئک فلا تنسی الاما شاء اللہ ورتلناہ ترتیل یعنی ہم تمہیں اس طرح پڑھا دیں گے کہ تم کبھی نہ بھولو گے۔ مگر جس قدر خدا چاہے اور ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہیں تاکہ تمہاری سمجھ میں اچھی طرح آ جاوے۔ اور جو کبھی یہ خیال آتا کہ اگلی کتاب میں تحریف و تصحیف سے محفوظ نہ ہیں مبادا لوگ اسے بھی بدل دیں۔ تسلی دی جاتی۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاَنَّا لَہٗ لَحَافِظُونَ۔ بے شک ہم نے تجھ پر ذکر اتارا ہے اور بے شک ہم اُس کے نگہبان ہیں کہ کسی کو اُس میں

دست اندازی نہ کرنے دیں گے اگر اپنی قوم کی گمراہی اور انکار پر افسوس فرماتے حکم ہوتا فان الله يضل من يشاء ويهدي من يشاء فلا تذهب نفسك عليهم حسرات ان الله عليم بما يصنعون ہ فہل علی الرسول الا البلاغ المبین ہ فما ارسلناک علیہم حفیظا ان علیک الا البلاغ ہ فذکر انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر ہ لست علیہم بوکیل ہ یعنی تم رسول ہو نہ نگہبان اور وکیل اور رسول کا کام صرف یہی ہے کہ پیام پہنچا دے ماننا نہ ماننا آن کا کام اور راہ دکھانا اور نہ دکھانا ہمارے اختیار میں ہے تم اپنے کام سے فارغ ہوئے اور حق پیغمبری اور سمجھانے کا ادا کر چکے انکار اور گمراہی انکی تمہیں کچھ ضرر نہیں پہنچاتی ہم انکے حال سے خوب واقف ہیں اگر ان کو گمراہی میں مبتلا رکھیں اور ہدایت نہ کریں تو تم کو اس حسرت میں اپنی جان کھونا ہرگز نہ چاہئے کہ دانا کا کام دانائی اور حکمت سے خالی نہیں ہوتا ولو شاء الله لجمعہم علی الہدی فلا تكونن من الجاهلین اگر خدا چاہتا تو ان کو ہدایت پر اکٹھا کرتا پس مت ہو تو جاہلوں میں سے اور جو ان کی ایذا رسانی اور شرارت اور طعن و تشنیع اور جدل و کج بحثی سے ناخوش اور غمگین ہوتے طرح طرح سے تشفی اور تسلی دی جاتی کبھی اگلے پیغمبروں اور ان کی امتوں کے قصہ بیان کئے جاتے کہ یہ مصیبت تمہیں پر نہیں گزری بلکہ ہمیشہ ہر قوم اپنے پیغمبر کو جھٹلاتی رہی اور جیسی تم کو ایذا دی گئی ان کو بھی ایذا دی گئی ہے اور شیاطین جن و انس انکی عداوت پر ترقق رہے ہیں اور دشمن اسی طرح کے محالات ان سے طلب کرتے رہے ہیں نوح علیہ السلام نے سارے نو سو برس قوم کو سمجھایا مگر سوا انکار اور تکذیب کے اور کچھ جواب نہ پایا اسی طرح ہود اور صالح اور لوط اور شعیب اور ابراہیم اور یونس اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام اور سب پیغمبروں کے سرکش اور مفسد قوم کے تکذیب کرتے رہے وکلا نقص علیک من انبیاء الرسل ما نثبت بہ فوادک اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے اور کبھی وعدہ فتح و نصرت سے خوش دل کیا جاتا کہ جب پیغمبر اپنی قوم کی راہ پالنے سے ناامید ہوتے ہیں مدد آسمانی ظہور فرماتی ہے اور کافروں کو ان کے ظلم و کفر کا مزہ ملتا ہے اور مسلمانوں کو جو ضعیف و مقہور ہو رہے تھے انکے ملک مال کا دارت کیا جاتا ہے قریب ہے کہ تمہارے مخالف بھی ذلیل و خوار ہوں اور مسلمان فتح پائیں اخراج نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً ہ چنانچہ وعدہ الہی کے مطابق واقع ہوا تھوڑے عرصہ میں بڑے بڑے دشمن حضرت کے طرح طرح کے عذابوں اور مصیبتوں کے ساتھ واصل جہنم ہوئے۔ ابو جہل اور عقبہ و شیبہ اور امیہ بن خلف وغیرہم سب کافر بددلی لڑائی میں مارے گئے اور ابی بن خلف کہ بڑا دشمن حضرت کا تھا آپ کے ہاتھ سے اُحد کے دن زخمی ہوا جو شخص زخم اُسکا دیکھ کر کہتا کہ بہت کاری نہیں جواب دیتا اسے نادان یہ زخم اُس شخص کے ہاتھ کا ہے کہ اگر تمام کافروں کے بدن پر ہلکا سا ایک ایک چرکا لگا دے ایک بھی زندہ نہ بچے آخر دوزخ کو راہی ہوا۔ ام جمیل لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے آتی تھی کہ رسی اُس کے گلے میں پڑ گئی اور گٹھا اٹک گیا ہر چند تدبیر کی نہ نکل سکا آخر اُسکا گلا گھٹ گیا اور تڑپ تڑپ کر مر گئی اور شوہر اُس کا ابو لہب عدسہ کی بیماری میں مبتلا ہو کر واصل جہنم ہوا تین رات تک پڑا رہا یہاں تک کہ نفس اُس کی مڑ گئی چوتھے دن مزدوروں نے دفن کر دی۔ ولید بن مغیرہ مخزومی اور عاص بن وائل سہمی اور اسود بن عبد المطلب بن حارث اسدی

اور اسود بن عبد یغوث زہری اور حارث بن قیس کا فکر آپ پر ہنسا کرتے سخت سخت مصیبتوں میں مبتلا ہو کر مر گئے مغیرہ کے پاؤں میں ایک کانٹا لگا ہر چند علاج کیا جا نہ ہوا۔ اور حارث بن قیس ایسی پیاس میں مبتلا ہوا کہ جس قدر پانی پیتا پیاس زیادہ ہوتی ہیٹ اُس کا پھول گیا اور العطش العطش کہتا فی النار ہوا۔ اسود بن عبد یغوث کا تمام بدن ٹوٹے اس قدر کالا ہو گیا کہ اپنے دروازہ پر سر مٹکا کر مر گیا کسی نے نہ پہچانا اور دروازہ نہ کھولا کہتا تھا کہ قتلنی رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے محمد کے رب نے قتل کیا اسود بن عبد المطلب کسی درخت کے تلے بیٹھا تھا حضرت جبریل نے اُسکا سر پکڑ کر پڑے مٹکا ریا ہر چند غلام سے کہتا کہ کوئی شخص میرا سر پیڑ سے مٹکا رہا ہے جواب دیتا کہ مجھے کچھ نظر نہیں آتا آخر اسی حالت میں واصل جہنم ہوا اور عاص بن داثل کے پاؤں میں بھی کانٹا لگا ہر چند اُسے تلاش کیا پتا نہ ملا اور پاؤں اُس کا سوچ کر اونٹ کی گردن کے برابر ہو گیا اور اسی صدمہ سے مر گیا۔ اور جو باقی رہے تھے مکہ کے فتح ہوتے ہی دین اسلام میں داخل ہوئے سوائقیف اور ہوزان کے کہ بعضے اُن میں سے بھی غزوہ خنین و طائف کے لیے بعد مسلمان ہو گئے اور جو مسلمان نہ ہوئے اُن کو طاقت مقابلہ کی نہ رہی چاروں چار اطاعت اختیار کی اور تمام عرب مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور اس جگہ ایک لطیفہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنا حق معاف کر دیتا ہے مگر اپنے دوستوں کا حق نہیں چھوڑتا اور طریق انتقام کے مختلف ہیں کبھی عذاب آسمانی سے ہلاک کرتا ہے جیسا کہ دشمنان نوح و ہود و لوط و شیب کے ساتھ واقع ہوا اور کبھی آفات ارضی اُن پر مسلط کرتا ہے مانند غرق و خسف اور گاہے اُنھیں کے عزیز و قریب کو اُن کی مخالفت اور اُن کی حمایت پر مستعد کرتا ہے کہ موجب زیادتی ملال اور خفت کا ہوتا ہے جیسا حضرت یوسف کی برأت زلیخا کے رشتہ دار بچے سے کرائی اور کبھی اُسی کا محتاج کر دیتا ہے جیسا کہ اُن کے بھائیوں کو اُن کا محتاج کیا کہ فاقوں کے مارے آپ کے پاس آپڑے اور کبھی قوم دشمنوں کو دشمنوں پر مسلط کرتا ہے کفی اللہ المؤمنین القتال اور ان میں سے اکثر ام حضرت کے دشمنوں پر گزرے اور کبھی اپنی قدرت اور مجبوری کا فروں کے معبودوں اور مددگاروں کی بیان کی جاتی کہ بت بے دست و پا ہیں اور شیطان کا مکر ضعیف اُن کے فرمانبردار خدا کی فوج جرار برکہ ہر طرح کی قدرت رکھتا ہے کب غالب آسکتے ہیں اور کبھی کافروں کی طعن و اعتراض کا جواب آپ کو سکھایا جاتا اور کبھی خود جناب باری اپنے حبیب کی طرف سے جواب دیتا اور کبھی ارشاد ہوتا تم اُن کی باتوں سے غمگین نہ ہو ہم اس کا بدلہ لیں گے دطن چھوٹنے کا غم اس طرح دور کیا کہ مدینہ کے لوگ جن سے اصلاح ناسائی اور علاقہ نہ تھا عزیزوں سے زیادہ کام آئے۔ رشتہ داروں نے تو گھر سے نکال دیا اور اُنھوں نے اپنے گھر اور مال مہاجرین کو تقسیم کر دیئے جیسے شریکوں کو حصہ دیتے ہیں اور کوئی دقیقہ مراعات اور سلوک کا باقی نہ چھوڑا یہاں تک کہ اپنی جان پر تکلیف اٹھاتے اور اُن کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے یوشرون علی انفسہم و لو کان بہم خصاصہ.....

اُن کے ایثار اور بلند ہمتی کا بیان ہے اب وہو اُس شہر کی آپ کو اور آپ کے ساتھ والوں کو ایسی موافقی آئی کہ وطن کی آب و ہوا جس کے ساتھ ہمیشہ مانوس تھے بھول گئے بلکہ خدائے تعالیٰ نے اُس شہر کی مٹی اور غبار میں یہ تاثیر پیدا کی کہ اکثر بیماریوں کو دور کرتا۔ ہاں ہمہ آپ کی طبیعت یمن کی طرف میل کرتی اور کبھی خواہش اُس کے دیکھنے

کی آپ کے دل میں پیدا ہوتی اسلئے ارشاد ہوتا ہے ان الذی فرض علیہ القرآن لرادک الی معاد یعنی جس نے تم کو ایسی نعمت شریفہ اور دولت عظیمہ سے کہ استعداد بشر اس کے حاصل کرنے میں قاصر ہے محض اپنے فضل و کرم سے مشرف و ممتاز فرمایا ہے تبھی وطن میں بھی پہنچا دے گا اور کیفیت اس پہنچانے کی سورۃ اذ جاء نصر اللہ و الفکاحہ ہے یعنی وہ پہنچانا اس طرح سے ہو گا کہ تم زور سے فوج و لشکر کے ساتھ وہاں جاؤ گے اور بڑے بڑے سرکش شہر کے بطور و رغبت یا بخواری و ذلت تمہاری اطاعت کریں گے اور اس شہر کی حکومت تم کو حاصل ہوگی کہ جسے چاہو اپنی طرف سے حاکم اور صوبہ کر دو گے اور تمہارا حکم اس میں قیامت تک جاری ہو گا اور تمہارا کلمہ پڑھا جائے گا اور فکر جہاد کے مصائب اور شدائد کی اس طرح دفع کی کہ آپ کا رعب اور خوف دشمنوں کے دلوں میں ڈالاکہ باوجود کثرت جماعت قلیل اہل اسلام سے مقابلہ نہ کر سکے حضرت فرماتے ہیں نصرت بالربعب مسیرۃ شہر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یقاتلونکم جمیعاً الا فی قری محضۃ او من وراء جدر باسہم بینہم شدید۔ ب ایام محاصرہ قرینہ میں کچھ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ ہم نے دچی کلبی کو سفید خچر پر سوار قرینہ کی طرف جاتے دیکھا فرمایا وہ جبرئیل تھا کہ ان کے قلعوں میں زلزلہ اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے گیا ہے بارہا متعدد مسلمانوں نے کفار کے بڑے لشکر کو بھگا دیا۔ س۔ اکیلے سلمہ بن اکوع نے بنی فزارہ سے کہ اور نہ حضرت کے لوٹ لے گئے تھے چھین لئے اور ابو قتادہ نے جن کو فارس الرسول کہتے ہیں غول میں گھس کر انکے سردار عبدالرحمن کو قتل کیا اور کافروں سے بھاگنے کے سوا کچھ نہ بن پڑا۔ بنی نضیر کے یہود باوجود اس کے کہ تمام عرب میں سخت جوار مشہور تھے مسلمانوں کے مقابلہ سے ایسا گھبرائے کہ اپنے ماکن اور مال و متاع اور شہر و وطن کو بے لڑے ان کے حوالہ کر کے شام کی طرف چلے گئے اور خندق کی لڑائی میں کافروں نے اس ارادہ سے مدینہ کو گھیرا تھا کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کا نام دنیا سے مٹا دیں گے عمرو بن عبد کے قتل ہوتے ہی مسلمانوں کے خوف اور دہشت سے رات میں بھاگ گئے اور بنی قرینہ بھی بے جنگ و جدال اپنے قلعہ سے اتر آئے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے حالانکہ ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو حضرت کے ارادہ سے واقف کر دیا تھا کہ حضرت بے شک تمہیں قتل کرادیں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تمام کافروں کے دل میں باوجود ان کی کثرت و شوکت کے حضرت کا خوف اور رعب مسلط فرمایا تھا کہ آپ کا نام لینے سے گھبراتے اور مسلمانوں کے دلوں کو باطن ضعف و قلت ایسا مضبوط کر دیا کہ تمام عالم سے لڑنے کو تیار اور مستعد تھے آپ کو بدر کی لڑائی میں اندیشہ تھا کہ شاید انصار ہمارا ساتھ نہ دیں اس لئے کہ ان کے عہد میں یہ امر بھی داخل تھا کہ جو شخص مدینہ پر چڑھ کر آئے گا ہم اس سے لڑیں گے اور جو آپ کسی پر چڑھ کر جائیں تو ہم کو اختیار ہے خواہ آپ کے ہمراہ لڑیں یا نہ لڑیں اس واسطے آپ نے انصار کا استمراج لیا مقداد بن عمرو نے گزارش کیا یا رسول اللہ ہم وہ نہیں کہتے جو بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے کہا فاذهب انت و ربک فقاتلانا ہننا قاعدون تو جا اور تیرا خدا پھر تم دونوں لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں فاذهب انت و ربک فقاتلانا معکم لقاتلون یعنی خدا کی مدد اور اسکا

پینمبر ہمارے ساتھ ہو تو بے شک ہم لڑنے والے ہیں یا رسول اللہ قسم اُس کی جس نے آپ کو پیغمبری اور رسالت سے مشرف کیا اگر آپ حبش کے پرے کنارے تک چلیں تو ہم میں سے کوئی شخص ساتھ آپ کا نہ چھوڑے گا۔ اور سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی پیروی کا اقرار کیا جو آپ کے مزاج میں آئے کیجئے اگر آپ حکم دیں کہ سمندر میں گھوڑے ڈال دو ہم میں سے کوئی شخص انکار نہ کرے گا الغرض خدائے تعالیٰ نے آپ کے یاروں کو وہ ہمت اور جوانمردی بخشی کہ سوا خدا کے کسی سے نہ ڈرتے اور کافروں کے پہلو انوں اور پیادوں کو پشت سے زیادہ بے حقیقت اور ناپسندیدہ سمجھتے اور خدا اور رسول کی محبت میں اپنا گھر اور مال چھوڑنا بلکہ جان عزیز کو اس راہ میں قربان کرنا سہل اور آسان جانتے آدمی کو اپنے رشتہ داروں سے مقابلہ کرنا اور اُن کو اپنے ہاتھ سے قتل و غارت کرنا نہایت شاق ہوتا ہے مگر وہ خدا کی راہ اور آپ کی حمایت اور محبت میں ایسے ثابت قدم تھے کہ اپنے قریب رشتہ داروں کو کمال شوق اور خوشی کے ساتھ قتل کرتے اس لئے کہ سوا قرابت اسلام کے اور سب قرابتوں سے دست بردار ہو گئے تھے اور سوا خدا اور رسول کے کسی سے محبت نہ رکھتے تھے۔ خدا کے دشمن کو اگر چہ اپنا جگر پارہ ہو دشمن جانتے اور اُس کے دوست کو گو اُس سے کسی طرح کا علاقہ محبت کا نہ ہو دوست سمجھتے صدیق اکبر نے کہ پیشوا اور سردار اس گروہ کے تھے اپنے بیٹے سے مقابلہ کرنے کی اجازت چاہی مگر حاصل نہ ہوئی کہ انجام کار وہ مسلمان ہونے والے تھے اور لوح محفوظ میں اہل اسلام کے گروہ میں لکھے تھے —

ابو عبیدہ بن جراح نے اُحد کے دن اپنے باپ کو اور مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبیدہ بن عمیر کو اور ابی المونیس عمر نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ اور علی مرتضیٰ اور حمزہ بن عبد المطلب اور عبیدہ بن حارث نے بدر کے دن عتبہ و ثیبہ پسران ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو کہ قریب رشتہ دار اُن کے تھے قتل کیا خدائے تعالیٰ اُنکی تعریف فرماتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ

او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم اولئک کتب فی قلوبهم الایمان واید هم بروح منه پس دزر سے وہ خدا اور مصائب کہ امر جہاد میں اُس جناب پر واقع ہوئے اور وضع سے دور کرنا اُن کا دشمنوں کو بد دل اور خوفناک اور یاروں کو یکدل اور دلیر کرنے سے مراد ہے مگر قولہ تعالیٰ انقض ظہرک اس مطلب کو اباکرتا ہے کہ مقام رضا و تسلیم میں بھی اس قسم کے خدا اور مصائب گوارا ہو سکتے ہیں مرتبہ حضرت کا اس سے اہل و اعلیٰ ہے کہ ایسی تکلیفیں آپ کی مگر جھکا دیں اور طبیعت مقدس پر محنت ناگوار گزریں ہاں عالی ہمت متعلقوں کی تکلیف اور مصیبت پر غمگین ہوتا ہے اور اس وجہ سے کہ تعلق و نسبت اُن سے اور شفقت اُن کے حال پر بھی خدا ہی کی طرف سے ہے غم و افسوس اُن کی تکلیف و مصیبت پر اُس کے مرتبہ اور وقت میں خلل نہیں ڈالتا شیبہ ہود و امثالہا اسی شفقت کی طرف اشارہ ہے البتہ اگر وضع دزر سے عنایت فرمانا مرتبہ رضا و تسلیم کا مراد لیں دزر سے خدا اور مصائب جہاد کہ نفس نفیس پر گزرے مراد لے سکتے ہیں گو یا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے تجھے مرتبہ رضا و تسلیم کا عنایت فرمایا کہ ایسی سخت مصیبتیں تجھ پر سہل اور آسان ہو گئیں اور پہلے معنی پر وضع سے

دور کرنا آپ کے یاروں کی تکلیف اور مصیبت کا تاثر غیبی اور مرد آسمانی سے مراد ہے اور یہ مدد کئی صورت پر واقع ہوئی اول اُن کا رعب اور خوف دشمنوں کے دل پر غالب کیا کہ باوجود اُن کی قلت اور بے سرو سامانی اور پنی کثرت اور ثروت کے اُن کے نام سے ڈرتے اور اُن کے مقابلہ سے گھبراتے دوسرے اُن کے دل کو دین پر ثبات اور قرار اور کافروں کے مقابلہ میں استقامت و استقلال بخشا اور حوصلہ عالی اور ہمت بلند اور جرأت و شجاعت اور قضا و قدر پر یقین کامل اور اطمینان کلی عنایت فرمایا فانزل الله سكينته على رسوله وعلى المؤمنين گرد کلفت اور ملال کی راہ دین میں اُن کے دامن ہمت پر نہ بیٹھی اور ہر طرح کی تکلیف و مصیبت اس کام میں اُنکو گوارہ تھی۔ دشمنوں کی کثرت اور سطوت اور اپنے ضعف و قلت سے اصرانہ گھبراتے اور تمام عالم سے لڑنے پر مستعد اور آمادہ تھے ایک شخص اُن کا بڑے لشکر میں بے تردد دگس جاتا اور ایک آدمی اُن کا فوج کشی کو معرکہ سے بھگا دیتا آخر اُن کی ہمت و جرأت اور دلیری و شجاعت اور جانبازی اور مشقت کے سبب سے ملک عظیم اُنکے قبضہ میں آیا اور خزانہ قیصر و کسریٰ کا اُنکے ہاتھ لگا اور ناداری اور تنگدستی اُنکی فراغت اور فراخی عیش سے تبدیل اور تکلیف و مصیبت کے بدلہ حکومت و ثروت اُن کو حاصل ہوئی ایک عالم نے اطاعت اُن کی اختیار کی اور بڑے بڑے زبردستوں اور سرکشوں نے اپنی گردن اُن کے سامنے جھکا تیسی صورت خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُن کو جا بجا انعام اور اکرام کے وعدہ سے سرور اور شاد کام کیا اور اجر جمیل اور ثواب جزیل کا امیدوار فرمایا اور قاعدہ ہے کہ فوج اس قسم کے وعدہ سے جانبازی کرتی ہیں اور اس اجر اور انعام کے شوق میں سختی اور شدت جنگ و پیکار کی اُنکو سہل نظر آتی ہے۔ اسی طرح یاران حضرت جب اُن خوبیوں اور نعمتوں پر جس کا خدا تعالیٰ نے اس عالم اور اُس عالم میں محنت و مشقت کے عوض میں یا اُنکے انعام و اکرام میں اُن کو وعدہ دیا تھا نظر کرتے تو جملہ تکلیفیں اُن پر آسان ہو جاتیں اور وعدہ نعمت اپنے مالک کی رضامندی اور خوشنودی ہے کہ اس جانفشانی اور جانبازی کے بدلے اُن کو حاصل ہوئی لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبايعونک تحت الشجرة اے عزیز محبوب صادق جس بات میں اپنے محبوب کی رضامندی بھجنا ہے جان احوال اُس میں صرف کرنا سہل جانتا ہے اور کوئی تکلیف اور مشقت اُس امر میں اُس پر ناگوار نہیں گزرتی۔ چوتھی صورت بہت جگہ قرآن میں اُن کی صفت و ثناء کی اور اُن کی جانبازی اور جاں نثاری بیان فرمائی اور یہ امر دفع کلفت میں اثر عظیم رکھتا ہے کہ قدحان کے کام میں جان دینا بھی سہل معلوم ہوتا ہے جب آقا اپنے نوکر اور غلام کی قدر دانی اور اُس کی محنت و مشقت اور خدمت گزاری کی تعریف کرتا ہے تو وہ اُس محنت و مشقت کو ہزار آرام و راحت سے بہتر سمجھتا ہے چہ جائیکہ مالک حقیقی اپنے بندہ کی تعریف و توصیف اور اس کی بندگی اور فرمانبرداری کی بوج اور تحسین کرے۔ پانچویں صورت اُحد اور بدر اور خندق اور ینبک کی لڑائی میں فرشتوں کی فوج اُنکی مدد کیلئے آئی اور اس بات سے ہمت اور جرأت اُنکی بڑھ گئی اور اپنے مالک کی کمال مہربانی عنایت پر یقین کلی حاصل ہوا اذ یحییٰ دیک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین امنوا سألنی فی قلوب الذین کفروا الرعب یمددکم ویکم بخمسة آلاف من الملائکۃ مسومین جیسے بدر کی لڑائی میں مسلمان کافروں کو بہت دکھائی دیتے اور مسلمانوں کو کافر قہرے یہاں تک کہ ابن مسعود نے ایک شخص سے کہا یہ لوگ سترہوں گے اُس نے کہا شاید سو ہوں یقللکم فی انفسکم ویقللکم فی اعینہم

چھٹی صورت جس چیز کی اُن کو حاجت ہوتی غیب سے بے سامان ظاہری عنایت ہوتی تا اپنے مالک کے کمال مہربانی پر یقین کر کے دل قوی رکھیں اور اس فتوحات پر فتح کو کہ باسباب ظاہری دشوار نظر آتی تھی قیاس کریں چنانچہ بدر کی بڑائی میں چاہ بدر پر کفار پہلے سے مسلط ہو گئے تھے اور اکثر مسلمان رات کو احتلام میں مبتلا ہونے پانی کے واسطے کمال حیران و پریشان تھے ناگاہ بے موسم بار ابر نمودار ہوا اور اس قدر پانی برسا کہ تمام جنگل بھر گیا اور با فراغت اُس سے غسل کیا اور بیا اور گھوڑوں اور اونٹوں کو بلایا اسی طرح ایک جگہ پانی کی حاجت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں چھاگل میں رکھیں فوارہ پانی کا آپ کی انگشتان مبارک سے جاری ہوا کہ تمام لشکر کو کافی ہو گیا ہم س اور جیش الحنظلیہ کو ابو عبیدہ بن جراح اور اُن کے ساتھ والوں پر ایسی سختی گزری کہ مہینہ بھر کامل پتے درختوں کے کھائے اور اُن کی تاثیر سے ہونٹ پھٹ کر مانند ہونٹ اونٹوں کے ہو گئے ناگاہ ایک مچھلی کہ اُسے عنبر کہتے ہیں دریا سے اُچھل کر باہر آ پڑی مادی کہتا ہے ہم نے اس قسم کی مچھلی اور ایسی بڑی کبھی نہ دیکھی تھی اُس کی ایک ہڈی کانٹوں پر کھڑی کی سوار معہ گھوڑے کے اُس کے نیچے سے نکل گیا اور تین سو گیارہ آدمی نے پندرہ دن تک اُس سے شکم سیر کھایا جب مہینہ میں آئے اور حضرت سے حال بیان کیا فرمایا یہ رزق خدا نے تمہیں غیب سے پہنچایا اگر اُس میں کچھ باقی ہو مجھے بھی دو ایک ٹکڑا اُس کا کسی کے پاس بچا تھا وہ اُس نے آپ کے پاس حاضر کیا آپ نے کمال رغبت سے تناول فرمایا۔ اسی طرح امر میں جو دشواری اُن کو پیش آتی غیب سے رفع ہو جاتی یہاں تک کہ سکینہ اُن پر نازل ہوا اور ایمان کامل اور یقین دائمی اُن کو حاصل اللہ تعالیٰ اُن کے اس حال سے خبر دیتا ہے ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانہم اور فکر مال کار کہ سب افکار سے سخت اور دشوار ہے بشارت مغفرت سے دفع کی اور ارشاد ہوا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یعنی اسے حبیب میرے میں نے جو امور کہ تجھ سے قبل از نبوت واقع ہوئے اور جو قصور کہ آئندہ واقع ہوں گے سب معاف کئے تم دل اپنا خوش رکھو اور کسی بات کا رنج و ملال اپنے خاطر نازک پر مت لاؤ کہ تمہارے حال پر عنایت ہماری روز بروز زیادہ ہوتی جائیگی اور کسی بات پر تم سے مواخذہ اور باز پرس نہ کی جائیگی عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ ذنب مقدم سے قصور حواء آدم اور متأخر سے گناہان اُمت مراد ہیں اور قرآن میں یہ محاورہ کمال شائع ہے اکثر جگہ قصور آ بار و اجداد کے اُن کے ترکوں اور اولاد کی طرف نسبت کیلئے اور فرع اور تابع کے حالات اصول کے احوال سے گئے جاتے ہیں اور حقیقت میں وہ صفت بحال متعلق رہی کہ کبھی نفس متعلق کو اس سے متصف کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ یہ درخت بیٹھا یا کھٹا ہے حالانکہ یہ وصف اُس کے پھل کا ہے اور کہتے ہیں یہ سوار بہت تیز جاتا ہے حالانکہ یہ حال اُس کے گھوڑے کا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے اے ہمارے محبوب تم اپنی اُمت گنہگار کے واسطے اپنے نفس نفیس کو رنج و غم میں مبتلا نہ کرو کہ ہم تمہارے سبب سے اُن کے قصور بخش دیں گے جبکہ قصور تمہارے ماں باپ حواء آدم کا صرف تمہاری نسبت کے سبب سے معاف کیا تو اُمت کے گناہ جس کے واسطے رات دن تم اپنی زبان سے استغفار کرتے ہو اور اُن کی نجات کی فکر میں رات دن بے چین رہتے ہو اور اُن کی مغفرت کے لئے شب و روز ہم سے التبا کرتے ہو اور اُن کی بخشش کے واسطے اپنے نفس مبارک پر طرح طرح کی مشقت اور تکلیف اٹھاتے ہو کس طرح

مختصین گئے بعض کہتے ہیں یہ مضمون صرف واسطے تشریف اور تکریم سید کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارد ہے جیسے بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب یا وزیر اعظم کی تشریف اور امتیاز کے واسطے فرماتا ہے کہ ہم نے تیرے تین خون معاف کئے اس سے لازم نہیں آتا کہ خون اُس سے واقع ہوئے ہوں یا آئندہ مرتکب اُن کا ہو اس تقدیر پر معنی میں اصلاً تکلف نہیں کرنا پڑتا اور کسی طرح کا شبہہ وار نہیں ہوتا اور غم نجات اُمت کا سب رنجوں اور غموں سے دل مبارک پر زیادہ گراں تھا اور جس نے آپ کے تمام قویٰ کو ضعیف کر دیا تھا چنانچہ وارد ہے کہ ایک روز صدیق اکبر نے عرض کیا آپ پر آثار بڑھاپے کے طاری ہوئے یعنی قویٰ آپ کے بہت ضعیف حالانکہ عمر شریف اس قدر نہیں ہے فرمایا مجھے سورہ ہو وارواقہ اور مہملات اور عیساء لون اور کورت نے بوڑھا کر دیا کہ ان سورتوں میں عذاب کا ذکر ہے جب میں اُس کا خیال کرتا ہوں اپنی اُمت کے حال پر مغموم ہوتا ہوں یعنی دیکھئے اُن سے کیا معاملہ کیا جاوے شب و روز آپ اُمت کے غم میں مبتلا رہتے اور اُنکی بخشش کیلئے طرح طرح کی مشقت اور تکلیف اپنے نفس نفیس پر گوارہ کرتے کسی وقت اور کسی حال میں ہم گنہگاروں کو نہ بھولتے اور اُن کی فکر سے غفلت نہ کرتے پروردگار نے اس غم کو اس طرح دور کیا کہ آپ کے خاص یاروں اور عزیزوں کیواسطے جیسے عشرہ مبشرہ اور حسنین اور فاطمہ زہرا کی مغفرت قطعی کی آپ کو خبر دی اور اہل بدر کیواسطے فرمایا فاعملوا ما شئتم قد عفرت لکم ولا اباالی جو تمہارا جی چاہے کرو میں نے تمہیں بخش دیا اور مجھے کچھ پروا نہیں اور صحابہ صدیقہ کے لئے ارشاد کیا لقد رضی اللہ عن المومنین اذ بیایعونک تحت الشجرة بے شک خدا راضی ہوا مسلمانوں سے جب وہ بیعت کرتے تھے سے نیچے درخت کے باقی رہی اور امت سوائے کے واسطے وعدہ فرمایا کہ میں تمہاری شفاعت اُن کے حق میں قبول کروں گا اور تم کو اُن کے معاملہ میں راضی کروں گا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ خدا نے تعالیٰ نے مجھے شفاعت یا نصف اُمت کی مغفرت میں مختار کیا میں نے شفاعت کو اختیار کیا کہ عام تر اور کافی تر ہے کیا تم اُسے متقیوں کے واسطے جانتے ہو لیکن وہ گنہگاروں کے لئے ہے بس یہ تشریف یعنی حصول مقام شفاعت تمام اُمت کی مغفرت اور بخشش سے خبر دیتا ہے اور اُن کی نجات اور مال کی فکر کو جڑ سے اکھیرتا ہے۔ پروردگار تقدس و تعالیٰ ان سب بوجھوں اور اوزار کے وضع اور دور کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے اذ افقنا لک فتحاً مبیناً لیغفر لک اللہ ما تقد مر من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویہد یلک صراطاً مستقیماً وینصرک اللہ نصراً عزیزاً۔ ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ نامعاف کرے اللہ تیرے اگلے دور پہلے گناہ اور پورا کرے تجھ پر اپنا احسان اور جلا دے تجھ کو سیدھی راہ اور مدد کرے تجھ کو خدا زبردست مدد فتح مبین سے وطن مالوف یعنی مکہ معظمہ کی فتح اور غفران مآلہم و تاخر سے اندیشہ مال سے نجات بخشی اور ہدایت سے طریق مطلوب کے دکھانے اور نصر عزیز سے بارگراں نبوت کے سہل کرنے اور دشمنوں کی ایذا رسانی اور بدزبانی سے نجات دینے اور امر جہاد میں تائیدات غیبی اور یاروں کے یکدل اور مخالفوں کے بد دل کرنے کی طرف اشارہ ہے اور باقی باتیں اتمام نعمت کے تحت میں داخل ہیں اب اسی واسطے حضرت نے وقت نزول اس آیت کے فرمایا مجھ پر وہ آیت نازل ہوئی جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ عزیز ہے کسی نے کہا یا رسول اللہ آپ کو خوشی اور بشارت ہو کہ خدا نے

آپ کا انجام حال بیان کیا مطمئن کر دیا دیکھئے ہمارا کیا حال ہوگا جواب آیا لیدن خل المؤمنین والمؤمنات جنت
تجوجھن تحتہا الانہار خالدین فیہا ویکفر عنہم سیئاتہم وكان ذالک عند اللہ فوزاً عظیماً پہنچائے
ایمان والے مردوں کو اور عورتوں کو باغوں میں نیچے بہتی اُن کے نہریں سدا رہیں گی اور اُتار لے اُن سے اُن کی
بُرائیاں اور یہ بھی خدا کے یہاں بڑی مراد ملتی ہے اسی طرح جو مشکل راہ دین میں جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
پیش آتی پروردگار اپنے فضل و کرم سے اُسکو حل کرتا اور جو امر اس راہ میں آپ پر سخت گزرتا اُسے آسان فرماتا یہاں تک
کہ دین کامل ہو گیا اور نعمت کاملہ آپ کو اور آپ کے یاروں کو حاصل ہوئی اور آیہ کریمہ المیوم المکمل لکم دینکم
واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اس احسان کے بیان میں نازل پھر تو آپ بفرارغ خاطر مطلقاً
حقیقی اور مقصود اصلی کی طرف متوجہ اور دوام وصال اور کمال قرب کی طرف کہ مافوق اُس سے بلکہ مثل اُس کے کسی مخلوق کو
حاصل نہیں ہو سکتا مشتاق ہوئے آخر محبوب نے انکو اپنی جوار رحمت میں بلایا اور وصل دائم اور قرب اتم سے سردار اور
مشرف فرمایا قال اللہ عز وجل ووضعتنا عنک وذرت الذی انقض ظہرک یعنی اے حبیب ہمارے اور اے
دوست ہمارے ہم نے ہر طرح کا رنج و غم اور مصیبت اور مشقت اور فکر اور تردد کر کے جس نے بارگراں کی مانند تمہاری پیٹھ کو
ٹوٹنے کے قریب کر دیا تھا انواع عنایات اور افضال کے ساتھ تم سے دفع کیا اور درد فراق کو کہ سب باتوں سے زیادہ تر
تمہارے دل پر شاق تھا شربت وصل دائم پلا کر دوہر فرمایا اور سولہ معنیوں کے کہ مذکور ہوئے اور کئی معنی بھی ہو سکتے ہیں،
اول جس وقت وہ جناب خدا کی نعمتوں اور انعامات پر جو آپ پر ہر وقت متواتر نازل تھے اور اُس کے احسانوں اور
عنایات پر کہ ساعت فاعۃ بلا فصل آپ کو حاصل تھے نظر فرماتے اور آپ کو اپنے مالک کے بحر رحمت و عنایات اور دریائے
فضل و کرم میں سر سے پاؤں تک غرق پاتے عجب طرح کی حیرت آپ کو عارض ہوتی کہ شکر بے انتہا نعمتوں کا کس طرح ادا کروں
گا اور بے ادا کئے کس طرح مرد کو پہنچوں گا کہ ناشکر اپنے رب سے محبوب ہے پروردگار تقدس و تعالیٰ نے طریقہ شکر کا آپ کو تعلیم
کیا اور بعض بندوں کو شکر فرماتا حیرت اُن کی دفع ہوا اور سمجھیں کہ شکر کا نعمت سے مساوی اور برابر ہونا ضروری نہیں بلکہ
بندہ کے واسطے اُسی قدر کفایت کرتا ہے جس قدر اُس سے ممکن ہے اور ہو سکتا ہے۔ دوم بعضے کہتے ہیں کہ درز سے
وحی کا رکنا اور وضع سے بواسطہ جبرئیل کے آپ کو تسلی دینا یا سورہ والضحیٰ کا اُن کی تسلی کے واسطے نازل فرمانا مراد
ہے۔ ب زید بن اسلم کہتے ہیں کہ آپ کے مکان میں ایک بچہ کتے کا بڑا تھا اس لئے آنا وحی کا موقوف ہوا کہ جس مکان میں
کتا ہوتا ہے وہاں فرشتہ رحمت کا نہیں آتا۔ ض اور بعضے کہتے ہیں کہ آپ نے ایک سائل کو کہ بے محل الحاح کرتا تھا اور
گڑ گڑاتا تھا جھڑکایا مراعت عتاب اور مکنے وحی کا ہوا۔ ع اور بعض کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے مدینہ کے یہود کو کہلا بھیجا کہ ہم
میں ایک شخص دعویٰ نبوت کرتا ہے تم اہل کتاب و پیغمبروں کی نشانیوں سے واقف ہو کوئی بات ہم کو بھی اس طرح کی بتلاؤ
جس سے ہم اُس کا امتحان کریں یہود نے جواب دیا تم اُس سے سکندر ذوالقرنین کا قصہ اور اصحاب کہف کا حال اور
روح کی حقیقت پوچھو کفار مکہ نے یہ تینوں سوال آپ کے حضور میں پیش کئے آپ نے فرمایا اکل جواب دن کا مگر انشاء اللہ کہنا
بھول گئے۔ ع دس دن ب اور بقول ابن جریر بارہ دن اور بقول ابن عباس پندرہ دن اور بقول مقاتل چالیس دن

اور بقول بعضوں کے تین برس دمی نہ آئی کفار خوش ہو ہو کر طعن کرتے یہاں تک کہ ابو لہب سر مجلس کہتا ان محمد او دعوہ
 دعوہ و قلی بے شک محمد کو اُس کے رب نے چھوڑ دیا اور اُس سے ناخوش ہو گیا اور اُسکی عورت اُم جمیل بنت حرب نے آپ سے
 کہا ما ادری شیطانک الا قد ترکک یعنی تیرا شیطان تجھے چھوڑ کر چلا گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کلام الہی کے شوق
 میں کمال بے قرار رہے اور ایسی وحشتناک باتوں اور دشمنوں کے طعنوں سے اور بھی زیادہ غمگین ہوتے یہاں تک کہ
 پہاڑوں پر جلتے اور آپ کو وہاں سے گرا کر ہلاک کیا جاتے جبریل آپ کے پاس آتے اور کہتے کہ ایسا نہ کیجئے خدائے تعالیٰ
 آپ کو نہ چھوڑے گا بلکہ بڑی نعمت و دولت عنایت کرے گا۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ اُم جمیل خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ
 عنہا کے پاس بیٹھی وہ کلمہ جو مذکور ہوا کہہ رہی تھی رحمت الہی نے نزول فرمایا اور فرمان آیا واللہ اذہا سبحی صا
 ودعک ربک وصاقلی یعنی قسم ہے چاشت کے وقت کی اور رات کی جسوقت اپنی اندھیری سے اشیاء کو خلائق کی نظروں
 سے ڈھانک لیوے نہ چھوڑا تجھے تیرے رب نے اور نہ تجھے دشمن پکڑا اور ابتداء سورۃ کی دن رات کے ذکر سے واسطے
 بیان اس رمز کے ہے کہ دنیا کی چال ڈھال ایک حال پر نہیں گاہ روز روشن اور کبھی اندھیری رات ہے آدمی کو چاہئے کہ
 اُس کے انقلاب سے دل تنگ نہ ہو اور اُس کی آفتوں اور مصیبتوں سے طبیعت پر طال نہ لائے کہ جس طرح رات دن کو قیام
 نہیں اسی طرح اُس کی باتیں بھی ایک حال پر نہیں رہتیں اور جیسے زمانہ نزول وحی کہ دن کی طرح دل کو خوش اور آنکھوں کو
 روشن کرنے والا تھا باقی زمانہ کی طرح یہ دن کی رات کے مانند طبیعت کو مکدر اور متوحش اور پریشان کرنے والے میں ہمیشہ نہ رہیں گے
 پھر آفتاب تمہارے اقبال کا طلوع فرمائے گا کہتے ہیں رات تنہائی کا اور وحشت کا اور دن آپس میں ملنے کا وقت ہے
 پس اُن کے ذہن میں اس جگہ پر نہکتے ہیں کہ تم اپنے دل کو خوش رکھو جس طرح رات ہمیشہ نہیں رہتی اُسکے بعد دن ہو جاتا ہے
 اسی طرح دمی کے بند ہونے کی وحشت کے بعد تمہیں فرشتوں اور اپنے مالک کے پیامبروں کے ساتھ مل بیٹھنا میسر ہو گا
 اور سب رنج و طال دل سے دور ہو جائے گا اور ان دونوں چیزوں کی قسم اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ خاص
 کرنے میں اور مضمون سورت کو قسم سے موکد کرنے میں یہ بھید ہے کہ شریعت میں مدعی پر گواہ اور منکر پر قسم عائد ہوتی
 ہے سو جب کفار کہ مدعی اس بات کے تھے کہ خدانے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا اور وہ اُن کا دشمن ہو گیا اپنے دعوے
 کو ثابت نہ کر سکے تو حضرت کی طرف سے خود مالک حقیقی اور حاکم مطلق نے قسم کھا کر دشمنوں کے دعوے کا انکار کیا کہ یہ
 دونوں چیزیں خیر اور منفعت میں متساویۃ الاقدام ہیں اگرچہ اکثر لوگ صرف دن کو اچھا جانتے ہیں مگر حقیقت میں
 رات بھی حکمت اور منفعت سے خالی نہیں کہ حکیم کا کوئی کام حکمت کے مطابق ہوتا ہے گو اُسکی خوبی سمجھ میں نہ آوے
 اور بظاہر مکروہ معلوم ہووے عسی ان تکرہوا شیئا وهو خیر لکم اسی طرح دمی کا بند ہونا بھی مانند اُس کے
 نزول کی حکمت سے خالی نہیں اگرچہ نادان لوگ اُسے تمہارے حق میں بُرا سمجھتے ہیں اور اُس کی جہت سے تم پر طعن کرتے
 ہیں یا اس مطلب پر تنبیہ ہے کہ ہم جس طرح کبھی دن کی ساعتیں گھٹاتے ہیں اور رات کی بڑھاتے ہیں اور کبھی بالعکس
 کرتے ہیں اور یہ گھٹانا بڑھانا کچھ عداوت کی راہ سے نہیں بلکہ حکمت کے اقتضار سے ہے اسی طرح رسالت اور
 وحی کے مقدمہ کو بھی سمجھا چاہئے کہ کبھی فیضان ہے اور کبھی روکنا مگر روکنا یہ عداوت کی راہ سے نہیں بلکہ حکمت

کے اقتضا سے ہے اور حکمت اُس میں یہ ہے کہ جس طرح غذائے جمائی اگر وقت معتاد پر نہیں ملتی طبیعت اُس کی طرف زیادہ خواہش کرنے لگتی ہے اور جب اشتہار صادق کے بعد میسر آتی ہے طبیعت کو نہایت خوشگوار اور اچھی معلوم ہوتی ہے اور لطف و مزہ زیادہ ہو جاتا ہے اسی طرح سے غذائے روحانی جب بعد شوق اور طلب کے میسر ہوتی ہے دل اُس کو اچھی طرح قبول کرتا ہے اور لطف اور مزہ زیادہ معلوم ہوتا ہے اسی سے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ قبض و بسط اور غیبت و حضور کہ دو برس سالک کو مطلوب کی طرف اڑاتے ہیں جس طرح دھوپ اور سایہ کی مختلف تاثیریں کھیتی کے پکنے کو دکھائیں اسی طرح یہ دونوں باتیں سالک کو بچتہ کرتی ہیں آدمی کو چاہئے کہ کسی بات سے تنگ دل ہو کے امید قطع نہ کرے اور بلا و آفت سے جو اس راہ میں پیش آئے گھبرا کر بیٹھ نہ رہے اسے کیا معلوم ہے کہ مطلوب کس طریق سے جلوہ فرمائے گا۔ راہ عطا و نعمت سے یا راہ بلا و مصیبت سے دیکھ موسیٰ علیہ السلام قبلی کو قتل کر کے فرعون کے در سے مصر سے مدین کو بھاگے مدت تک عورت کے ہمراہ بکریاں چگائیں جب اُسے لیکر چلے راہ گم کی اور بکریاں بھاگیں اور رات کو در ذرہ شروع ہوا اندھیری رات اور جنگل لٹ و دق نہ آبادی کا نشان نہ آدمی کا پتا ہر طرف آگ تلاش کرتے تھے ناگاہ خطاب ہوا یا موسیٰ انی اصطفتک علی الناس بر مسالاتی و بکلامی فخذ ما اتیتک و کن من الشاکرین اے موسیٰ میں نے تجھے اپنی رسالت اور ہم کلامی کے ساتھ برگزیدہ کیا پس لے جو میں نے تجھ کو دیا اور شکر کرنے والوں سے ہو جا یا بعید اوس میں یہ ہے کہ جو لوگ اوہام اور خیالات کے پابند ہیں اور عقل سلیم اور ذہن مستقیم سے قرآن کی حقیقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق دریاقت نہیں کرتے وہ بھی ادنیٰ تامل سے سمجھ لیں کہ اگر یہ کلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو حضرت باوجود وعدہ فردا کے اس قدر مدت دراز تک کافروں کے جواب سے کیوں سکوت فرماتے اور دشمنوں کی طعن و تشنیع کیوں گوارہ کرتے کوئی عقلمند اپنے اختیار سے دشمنوں کی ہلاکت نہیں اٹھاتا اور ان کو اپنے پر نہیں ہنسواتا پس یہ امر کہ حضرت اس امر میں مجبور اور منصب رسالت پر خدا کی طرف سے مامور ہیں بخوبی ثابت ہوا اور مضمون و مایسطق عن المہوی ان ہوا لا وحی یوحی کا آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن و ظاہر ہو گیا اور ایک لفظ میں حضرت کو بڑی تسلی ہے یعنی کب ہو سکتا ہے کہ جس مالک نے تم کو طرح طرح کی عنایت اور انواع ترویت کے ساتھ پرورش کیا یہاں تک کہ مرتبہ پیغمبری اور رسالت کا غشا اور اپنے نور کی تجلی بے واسطہ اور بے وسیلہ کسی مرشد یا پیغمبر کے تمہاری روح مبارک پر نازل فرمائی وہ تم کو بے کسی تصور اور خطا کے یکایک چھوڑ دے اور تمہارا دشمن ہو جاوے یہ بات تو مجازی خاوندوں سے بھی بعید ہے۔ مثل مشہور ہے "نواختہ را بنیاد انداخت" اُس خاوند حقیقی کی نسبت جو ہر شخص کی استعداد اور قابلیت اور حوصلہ اور ہمت کو اُس کی پیدائش سے پہلے جانتا ہے اور بقدر اسکے عمل اور حوصلہ کے اُس کو منصب اور مرتبہ بخشتا ہے ایسا خیال کرنا کہ بے کسی تصور کے اپنے لیے معزز اور ممتاز بندہ کو چھوڑ دے گا اور اپنے محبوب کا دشمن ہو جائے گا ان کافروں کی نادانی اور حماقت ہے۔ وحی کا روک رکھنا ہرگز چھوڑ دینے اور عداوت کی راہ سے نہیں۔ جیسا یہ احمق گمان کرتے ہیں بلکہ عین پرورش اور عنایت ہے جیسے استاد شفیق کسی لڑکے کو چھٹی دے دیتا ہے کہ زیادہ محنت سے گھبرانہ جائے ویسے ہی اگر تم پر پے در پے وحی نازل ہوتی تمہاری بشریت کی بنا منہدم ہو جاتی اور علاقہ تمہارا خلق

سے منقطع اور معاملہ تبلیغ و رسالت کا درہم برہم ہو جاتا اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ مرشد کو چاہئے اپنے مرید پر ایسا بوجھ جو اُس کے نفس کو حد سے زیادہ ضعیف کر دے نہ ڈالے اس لئے کہ نفس جب حد سے زیادہ ضعیف ہو جاتا ہے طلب میں تھوڑ کر رہتا ہے اور مطلب سے دور پڑتا ہے ان لفظوں علیک حقاً تعلیم اور تہذیب کے توسط اور اعتدال کی طرف اشارہ ہے ہاں جب رفتہ رفتہ نفس روح کا حکم پیدا کرے گا اور نور حق ظلمت بشریت پر غالب آئے گا اور دصال بے فراق تم کو میسر ہوگا۔ وللاخرة خیر لك من الاولی اُس وقت اس رنج کے بدلہ جو تم نے وحی کے رکنے سے اٹھایا کمال خوشی حاصل ہوگی اور تمہاری آرزو خواہش کے موافق وحی متواتر نازل ہو کرے گی اور بعضے کہتے ہیں کہ آخرت سے احوال آخرت اور اولیٰ سے حالت دنیا مراد ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ آپ کو ہزار محل مہونے کے دے گا کہ مشک اُسکی خاک ہوگی ولسوف یعطیک دینک فتقضی بیشک تجھے دے گا تیرا رب اس قدر کہ تو راضی ہو جاویگا۔ قاعدہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ قدرت دریاں اور حاتم مہربان کسی کو اپنی کسی خدمت پر مامور اور مقرر کرتا ہے اور وہ نوکر بڑی کوشش اور کمال استقلال سے اس خدمت میں مشغول رہتا ہے تب حاتم دشمنی اور عداوت کی راہ سے اُس کی دل شکنی اور رنج پہنچانے کیواسطے جھوٹی باتیں بے اصل مشہور کرتے ہیں کہ وہ اپنے مالک کی نظر سے گر گیا اور اپنے عہدہ اور منصب سے معزول ہوا اُسوقت مالک مہربان دشمنوں کی تکذیب اور اُسکی دلداری کرتا ہے اور اُس دلداری کے ساتھ کسی قسم کے خلعت اور انعام سے بھی اُسکو سرفراز فرماتا ہے کہ جو گرائی حاتموں کی جھوٹی باتوں سے اُسکے دل پر آئی ہے دور ہو جائے اور اُس رنج و ملال کی جو بدخواہوں نے پہنچایا تلافی ہو اور اُسکے مرتبے کی ترقی سے مخالفوں کو اور بھی رنج پہنچے سو پروردگار نے دشمنوں کی تکذیب اور حضرت کی دلداری کے بعد اُس جناب کو اس خلعت اور انعام سے سرفراز فرمایا کہ آئندہ ہم تمہارے کام تمہاری خواہش اور مرضی کے موافق کیا کریں گے اس رنج و ملال کے عوض میں جو تمہیں بدخواہوں اور دشمنوں کی طرف سے پہنچا ہے اس قدر نعمت و دولت عنایت فرمائیں گے کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور کسی بات کی حسرت تمہارے دل میں نہ رہے گی اور تمہاری استعداد اور حوصلہ کا جام بھر جائے گا اور مہربانیت کا کمال تم کو حاصل ہوگا اور یہ وعدہ نہایت فراخی اور وسعت رکھتا ہے خصوصاً جب ایسے عالی حوصلہ اور بلند ہمت سے کیا جاوے جب ایسی بڑی بڑی نعمتیں اُن کو عنایت ہوں تو اُن کی مراد پوری ہو اور عمدہ کمالات اور مرتبے اُنکو دینے جا دیں تو اُس کی آرزو کا جام بھرے اور سوف کے لفظ سے اس مضمون پر تنبیہ فرمائی کہ وہ کمالات اور انعامات جو تمہارے حوصلہ کے جام کو بھریں ایسے نہیں کہ تھوڑے دنوں میں حاصل ہو سکیں بلکہ اب سے قیامت تک حاصل ہوتے رہیں گے کہ جو کمال جلد حاصل ہوتا ہے ہمیشہ نہیں رہتا اور جو شے زائل اور فانی ہے وہ حقیقت میں کمال نہیں اب اس وعدہ کو اگلی نعمتوں کی یاد دلانے سے محکم اور مضبوط کرتے ہیں کہ اُمید اُس کے ایفا کی قوی ہو جاوے اور حصول دعا پر یقین کامل ہووے کہ جس مالک نے ابتداء سے کسی عمل اور بے تمہاری درخواست کے ہزاروں مہربانیوں اور عنایات کے ساتھ تم کو پرورش کیا اور کوئی دقیقہ تربیت اور تہذیب کا باقی نہ چھوڑا اب کہ تم اُسکی مہربانی اور عنایت سے بڑے مرتبہ کے لائق اور بڑی عزت اور امتیاز کے قابل ہوئے باوجود تمہارے اشتیاق اور طلب کے تم کو

[illegible]

ابن عباس وحسن بصری وضحاہک وشہر بن جو شہب اس معنی کی طرف اشارہ کرتے ہیں آیہ کریمہ ما کنت قداری
 ما الکتاب ولا الایمان مؤید اُن کی ہے۔ تنبیہ اس جگہ سے اطلاق اس قسم کے الفاظ کا حضرات انبیاء کیلئے
 جو نظاہر شان نبوت کے منافی ہیں اگرچہ معنی اُن کے صحیح ہوں جائز نہ ہوا کہ جو بات بادشاہ وزیر کی نسبت کہہ سکتا ہے
 ہر عامی کو کہنا جائز نہیں وہ فرماتا ہے عصی ادم ریبہ فغوی تو اگر آدم کو گنہگار کہے گا زبان تیری پیچھے سے کھینچی جائے
 گی خدا ہی کہہ سکتا ہے کہ وہ درسم محبت میں اس قسم کی باتیں ناگوار نہیں مہصرع جواب تلخ می زبید لب لعل شکر خارا۔
 اسی طرح جو کلمات کہ اولیا سے بعض حالات میں واقع ہوئے وہ اُس وقت اُنہیں کے لئے مخصوص تھے خواجہ
 یحییٰ معاذ رازی فرماتے ہیں کہ ملا میں کہتا ہوں اے خداوند اور غلام میں کہتا ہوں اے دوست اب اپنے تیسرے
 احسان کو یاد دلاتے ہیں یعنی نبوت سے پہلے تو عبد المطلب اور ابو طالب اور خدیجہ کبریٰ کے مال سے مستغنی اور نبوت
 کے بعد ابو بکر صدیق کی دولت سے فارغ البال کیا حضرت فرماتے ہیں مجھے کسی کے مال سے اس قدر فائدہ نہ پہنچا جس قدر
 ابو بکر کے مال سے کافروں کی شرارت سے آپ گھر اور وطن چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے وہاں کے باشندے جان د
 مال سے حاضر ہوئے یہاں تک کہ اپنے مساکن اور اموال میں آپ کے ساتھ والوں کا حصہ مقرر کیا اور چالیس نصرانی
 جیسے کے مسلمان ہوئے اور تمام مال اپنا وطن سے لاکر مسلمانوں کو دیدیا اور جب حکم جہاد کا آیا اور ہتھیاروں کی دستی
 اور مفلس غازیوں کی دستگیری کے واسطے مال کی آپ کو زیادہ حاجت ہوئی جناب باری نے غنیمت آپ کے اور
 آپ کی امت کے واسطے حلال کی اور بنی نضیر اور بنی قریظہ اور یہود خیبر اور عرب کے اکثر قبائل کا مال اُس جناب کو
 عنایت فرمایا اور اُن کے یاروں کی ناداری اور عسرت کو دور کیا اور باوجود اس ظاہری غنا کے باطنی غنا اور بے پروائی
 جسے قناعت کہتے ہیں اُس جناب کو اس مرتبہ عنایت فرمائی کہ سونا اور پتھر آپ کے نزدیک برابر تھا اور جس طرح آپ کو
 قیم کرنے میں یہ فائدہ تھا کہ لوگ یتیموں کو حقیر نہ سمجھیں بلکہ حضرت کی یتیمی یاد کر کے اس صفت کے سبب سے کہ حضرت
 کے صفات و حالات سے ہے اُن کی تعظیم کریں یا اس لئے کہ آپ یتیمی کے دکھ سے واقف ہو جاویں تا یتیموں پر زیادہ
 شفقت اور مہربانی فرماویں اور شروع سے آپ کو خدا ہی کی طرف التجا کرنے کی عادت ہو جاوے یا کسی اور کے سامنے
 ہاتھ نہ پھیلاویں یا یہ کہ یتیمی اُس جناب کے نبی ہونے پر دلالت کرے کہ طفل بے پدر کا ایسے اخلاق شائستہ اور آداب پسندیدہ
 سے جذب ہونا خارق عادت اور معجزہ کی جنس سے ہے اسی طرح آپ کو تنگ دست اور فقیر کرنا بھی حکمت سے خالی
 نہ تھا اگر آپ امیر ہوتے لوگ آپ کے تابع داروں پر بدگمانی کرتے کہ شاید یہ لوگ اس شخص عظیم الشان کی ثروت و
 امارت کی وجہ سے اطاعت کرتے ہیں اور بطمع مال و دولت اپنے باپ دادا کا دین چھوڑنا اور اپنے عزیزوں اور قریبوں
 سے رشتہ الفت قطع کرنا گوارا کرتے ہیں اور آپ کو تواضع اور انکسار اور آشنا پروری اور مسکینی اور خدا سے دم بدم
 التجا کرنے کی لذت اچھی طرح سے معلوم ہوتی اور باوجود ثروت کے مالداروں کے اخلاق یعنی خود پسندی اور خود بینی
 اور خود نمائی سے بچنا دشوار ہوتا سو اس واسطے حکمت الہی نے نہ چاہا کہ اُس جناب کو مالدار کرے بلکہ فقیر اور
 بے مایہ پیدا کر کے فقیری اور بے مائیگی کی تکلیف اس تدبیر سے دفع کی کہ لوگ گردیدہ ہو کر حجام و مال اپنا

آپ پر شمار کرتے اور یہ بات آپ کے کمال پر برتری دیں ہے کہ خلق ظاہری اسباب کے بغیر اس قدر آپ پر گرویدہ ہوتی اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ ہر آدمی ابتداء میں بے مایہ اور تہی دست ہوتا ہے اور دوسروں کے مال سے جمعیت حاصل کرتا ہے لیکن جو شخص ہوس اور لالچ کی راہ سے اُس کی طلب میں سرگرداں پھرتا ہے وہ سب کی نگاہ میں ذلیل اور خوار ہو جاتا ہے اور جو طرافت اور دانائی کے ساتھ مناسب تدبیروں سے اوروں کے مال سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ سب کے نزدیک معزز اور مکرم ہوتا ہے فقیر ہر چند کہ تھوڑا مال خلق سے مانگتا ہے ذلیل ہے اور بادشاہ اگرچہ اُن سے بہت محصول اور خراج لیتا ہے مگر ہر ایک کی نگاہ میں عزیز ہے پس جو مال قناعت اور بے پروائی کیساتھ اُسے عزت کا سبب ہے اور جو طمع اور دوڑ دھوپ سے میسر ہو ذلت کا موجب اسلئے پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اپنے حبیب کی فقیری اور بے مائیگی کو قناعت اور بے پرواہی سے دور کیا اور دوسری صورت سے کہ ذلت و خواری کا سبب ہے محفوظ رکھا اب ان تینوں نعمتوں کی شکر گزاری کی طرف اشارہ ہوتا ہے پہلی نعمت کا شکر یہ ہے **و اما الیتیم فلا تقهر یتیم** کو بھی منت دبا کہ تو بھی کبھی یتیم تھا اور یتیم کی لاچاری اور ناتوانی تجھے خوب معلوم ہے کہ ذرا سی بات سے شکستہ اور آزرده خاطر ہو جاتا ہے اور اُس کے ساتھ احسان اور مروت سے پیش اگر یتیم بے کس اور شکستہ خاطر ہوتا ہے اور خدائے تعالیٰ بے کسوں اور شکستہ دلوں پر مہربان ہے مثل مشہور ہے جس کا کوئی نہیں اُس کا خدا ہے پس تم کو بھی کہ خدا کی طرف سے زمین میں خلیفہ اور حاکم ہو اُن کے حال پر مہربانی اور اُن کی خبر گیری لازم ہے۔ اسی جگہ سے آپ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان مر جاوے اُس کا مال وارثوں کو دوں اور جو مال نہ رکھتا ہو تو قرض اُس کا میں ادا کروں کہ میں اُس کا مولیٰ ہوں اور دوسری بات کا شکر یہ ہے **و اما السائل فلا تنهر** یعنی مانگنے والے کو نہ جھڑک اور اُس کے بے محل گرو گزرنے اور منت زاری کے ساتھ سوال کرنے پر صبر کر اور تنگ دل نہ ہو کہ غرض سب کچھ کراتی ہے اور تیسری بات کا شکر یہ ہے **و اما بنعمة ربك فحدث** اپنے پروردگار کی نعمت کو بیان کر یعنی جس طرح اُس نے تجھے گئی ہوئی راہ دکھائی تو بھی اُس کے بندوں کو جو راہ سے آگاہ نہیں راہ دکھا اور اُس ہدایت سے جو تو نے اُس کی جناب سے حاصل کی اوروں کو حصہ عنایت فرما اور ان تینوں باتوں کے اجتماع سے شفاعت پر بھی تحریریں اور ترغیب ہو گئی کہ جس وقت آپ خیال کریں کہ مجھے یتیموں اور بے کسوں پر شفقت کرنی اور حاجتمندوں کی حاجت روائی اور انکی بے جا حرکتوں سے چشم پوشی کا حکم ہے اور اُس کے ساتھ خدا کی مہربانی اور عنایت جو اُنکے حال پر ہے نظر فرما دیں بہت آپ کی گنہگاروں کی شفاعت اور اُمت کی چارہ سازی پر قوی ہو جاوے اور سمجھیں کہ اس عالم بے کسی میں کہ تمام نسب اور سبب منقطع ہو گئے اور کوئی عزیز و قریب یہاں تک کہ ماں باپ بھی ان بچاروں کے حال پر متوجہ نہیں ہوتے بلکہ اُن کے ہی ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء اُن پر گواہی دیتے ہیں اُس وقت گویا وہ یتیموں کے حکم میں اور کمال مفلسی اور بے کسی کی حالت میں مبتلا ہیں اور ایسا کوئی عمل بھی اُن کے پاس نہیں جس کے وسیلہ سے دوزخ سے نجات پاویں اور بہشت کی نعمتیں حاصل کریں اور محمد کو خدائے تعالیٰ نے یتیموں اور بے کسوں کی دستگیری کا حکم دیا ہے اور حاجتمندوں اور مفلسوں کی حاجت روائی اور خبر گیری اور اُن کے ساتھ احسان اور نیکی کرنے کی تاکید کی ہے اور اس وقت میرے سوا اُن کا کوئی

نہیں اگر میں بھی اُن کے حال پر توجہ نہ ہوں تو اُن کا کہاں ٹھکانہ ہے گواہوں نے اپنی نادانی اور حماقت سے میری نافرمانی اور معصیت کی مگر مجھے اُن کی تفصیروں سے چشم پوشی کرنی چاہئے کہ وہ بُرے ہیں یا بھلے مگر میرے ہی کہلاتے ہیں اور میرا ہی نام لیتے ہیں مجھے لائق ہے کہ اُن کی خلاصی اور نجات میں کوشش اور جہاں تک ہو سکے جناب الہی میں اُنکی سفارش کروں اور یقیناً میری شفاعت اُن کے حق میں موثر بھی ہوگی کہ جس مالک نے مجھ کو طرح طرح کی نعمت بخشی اور ہمیشہ مجھ پر مہربانی کرتا رہا کبھی کوئی سوال میرا رد نہ کیا اور کسی حسرت میں مجھے مبتلا نہ رکھا اس سوال کو بھی رد نہ کرے گا۔

----- اور میری سفارش سے اُن کا قصور بخش دے گا انہ لذ و فضل

علی الناس وهو ارحم الراحمین۔ تدریجاً اس سورت کے نزول کے بعد آپ نے جبریل سے فرمایا یا جبرئیل ماجئت حتی اشتقت الیلک اے جبرئیل تم میرے پاس نہ آئے یہاں تک کہ میں تمہاری ملاقات کا مشتاق ہو گیا عرض کیا ائی کنت اشد شوقاً الیلک ولکنی عید ما مود ما یتنزل الا با مود یتک میں تم سے زیادہ مشتاق ملاقات کا تھا مگر ایک بندہ ہوں پابند حکم کا کہ تمہارے رب کے حکم بغیر اتر نہیں سکتا۔ سو م اُس رنج کی طرف کہ بیت المقدس کے پتے اور علامتیں بتانے میں آپ کو پیش آیا۔ اور وضع سے اُن پر مطلع کرنے اور دشمنوں کو ذلیل کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ بنوی معاملہ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب قریش مجھ سے بیت المقدس کے وہ حالات پوچھنے لگے جن کی طرف میں نے التفات نہ کیا تھا اور مجھے محفوظ نہ تھے تو مجھے اس قدر رنج ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا کہ جو کچھ وہ پوچھتے بے تکلف جواب دیتا۔

چہارم وزر سے استقامت اور وضع سے اُس پر قوت اور توفیق بخشنا مراد ہے کہ بعضے استقامت کو امر دین پر قائم ہونے اور خدا کے حکم پر چلنے کے ساتھ تفسیر کرتے ہیں۔ معاملہ التنزیل میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے الاستقامة ان يستقيم على الامر والنهي ولا يدورغ وغان الثعلب یعنی استقامت یہ ہے کہ تو امر و نہی پر قائم ہو جاوے اور بومطری کی طرح جلد بازی اور بہانہ سازی نہ کرے اور یہ امر سخت دشوار ہے اور وہ جو شیخ عبدالحق دہلوی نے مشکوٰۃ کی عربی شرح میں لکھا ہے کہ عروض شیب قوله تعالیٰ ومن قاب معك کے سب سے تھا اس لئے کہ حقیقت استقامت کی حضرت کو حاصل تھی اور آپ کمال اعتدال کیساتھ متصف تھے اور اگر یہ بات نہوتی تو بادرہ خود اس کے کہ یہ آیت بدون ومن قاب معك کے سورہ شعریٰ میں بھی موجود ہے سورہ ہود کی تخصیص کی کیا وجہ تھی اس معنی پر وارد نہیں ہوتا ہے۔ استقامت حوام کی یہ ہے کہ بقدر اپنی وسعت اور قدرت کے اعتقادات اور احوال اور افعال میں شریعت اور اعتدال کی رعایت کرے اگر کسی وقت نفس سرکش اور کجرو طریق مستقیم سے جدا ہو کر گناہ اور معصیت کے گڑھے میں جا پڑے خوف کی رسی سے کھینچ کر اُسے راہ پر لاویں اور اس قدر آدمی کی نجات کے واسطے کافی ہے اور استقامت خواص کی یہ ہے کہ تمام اعتقادات اور اقوال اور افعال اور احوال میں دل انکامراط مستقیم اور طریق توہم پر قائم ہو جاوے اور نفس کی کجروی اُن کے سلوک اور روش میں خلل نہ ڈالے اور یہ ایک فوز عظیم ہے جس کو

حاصل ہوتا ہے ایمان حقیقی اور نور یقین اور اطمینان کلی اُس کے سینہ کو کشادہ اور چشم بصیرت کو روشن کرتا ہے بنفیان بن عبد اللہ ثقفی نے حضرت سے عرض کیا مجھے دین کے معاملہ میں ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر کسی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے فرمایا قل امنت باللہ ثما استقم کہہ میں خدا پر ایمان لایا پھر استقامت کر اور استقامت اخص خواص کی یہ ہے کہ نفس جملہ معاملات ظاہری و باطنی میں وسط حقیقی اور پرے سرے کے اعتدال پر اس طرح ثابت اور راسخ ہو جائے کہ کسی وقت اور کسی معاملہ میں افراط اور تفریط کی طرف سر موہیل نہ کرے اور سرکشی اُس کی سرا پرہ عصمت کے قریب نہ آنے پاوے اور یہ نہایت دشوار بلکہ خرق عادت کی قسم سے ہے قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کسی بڑے سردار کو ایسے سخت کام کا حکم کرتا ہے کہ جس کا انصرام عادتاً دشوار ہے مثلاً کہتا ہے کہ فلاں قلعہ کو کہ نہایت مستحکم ہے اور بڑے لشکر سے تسخیر اُس کی مشکل اکیلا جا کر یا فلاں باغی سے کہ صاحب فوج و حشم ہے اور تمام فوج اُس کے مقابلہ سے عاجز ہے تنہا مقابلہ کر اور وہ سردار اپنی بلند ہمتی اور علو جہلہ سے اُس کام کے انصرام میں مصروف ہوتا ہے مگر عین حالت مشغولی میں خائف و ہراساں رہتا ہے کہ مبادا اس کام میں کچھ نقصان رہے اُسکے سبب میری تقدیر منزلت میں کہ بادشاہ نے جس پر نظر فرما کر ایسا سخت کام مجھے سپرد کیا فرق نہ پڑے بلکہ کسی قلعہ اور دشمن پر فتح پانے کے بعد بھی یہ خوف رہتا ہے کہ جو امور اس کام کے موافق کئے گئے ہیں ان میں کچھ قصور نہ رہ جائے اور اُس حکم کیساتھ اور اقرار کی بھی قید ہوتی ہے مثلاً حکم کرتا ہے کہ اگر تو اُس باغی پر فتح پاوے اُس فتح پر قناعت نہ کر بلکہ ہمیشہ اُس سے لڑتا رہ اور کبھی اُس کے مقابلہ کے قدم پیچھے نہ ہٹا یہاں تک کہ وہ مارا جاوے یا ہماری اطاعت اختیار کرے تو اُس وقت وہ امر اور بھی گراں ہو جاتا ہے اور عین مقابلہ کے وقت بلکہ متواتر فتح کے بعد بھی خوف اور اندیشہ باقی رہتا ہے کہ مبادا کسی وقت اس حکم کی تعمیل میں قصور واقع ہو یا کوئی لڑائی بگڑ جاوے تو اُس وقت بادشاہ کی نگاہ میں میری قدر اور عزت نہ رہے گی اور یہ سب محنت اور مشقت رائیگاں ہو جاوے گی اس قسم کی دشواری میں کسی کو کلام نہیں اگرچہ حضرت کو توفیق کے بعد حاصل ہو گئی۔ علامہ طیبی شتیبی ہو و اما شاہا کی شرح میں بعض صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ سورہ ہود سے آیت فاستقم کہما امرت مراد ہے یعنی وہ جناب استقامت کی فکر میں بوڑھے ہو گئے تھے اور اس غم میں آپ کے اعضا کی قوت زائل ہو گئی تھی ہاں اس تقدیر سے دوسرے معنی پیدا ہوتے ہیں کہ وذر سے آپ کی اہمیت کو استقامت کا حکم کرنا مراد ہے کہ آپ اہمیت کے ضعف اور استقامت کی دشواری پر نظر فرما کر نہایت غمگین اور ملول ہوتے۔

قال اللہ تعالیٰ وِزَرَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ

صلہ موصول سے معنی تعلیل کے مفہوم ہوتے ہیں گویا ارشاد ہوتا ہے کہ اُنار اُس بوجھ کا سلسلہ تھا کہ وہ بوجھ تمہارے

نفس نفیس پر گراں تھا جیسے کوئی بادشاہ اپنے خاص مقرب سے فرماوے کہ ہم نے یہ کام تیری خاطر سے کیا تو اس تقریر سے تمام مقربوں میں اُسکی عزت بڑھ جاتی ہے کہ بادشاہ کو اس امیر کی خاطر نہایت منظور ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 فَلَنُولِيَنَّكَ قَبْلَةَ تَرْضَاهَا وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رِبْحًا فَتَرْضَىٰ اُوْر اَمُّ الْمُؤْمِنِينَ صَدِيقَهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا فَرَمَاتِي
 ہیں ما ادری رِبْحًا الْاِيسَارِیٰ فِیْ هَوَالِکْ اُوْر نَقِصْ رِجْلَکِ اُوْر اُوْر کُو کُو کہتے ہیں کہ بوجھ کی گرائی سے ٹوٹتے وقت اُس سے محسوس ہوتی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ اُس بوجھ نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی ظاہر ہے کہ گرائی اُس بوجھ کی جس نے ایسے صاحب زور و قوت کی پشت مبارک جھکا دی جس کو خدا تعالیٰ نے چالیس مرتبہ ہشتی کی قوت عطا کی اور اُس کے خادموں نے وہ بار گراں کہ آسمانوں اور زمین سے نہ اٹھ سکا اپنے دوش ہمت پر بے تکلف اٹھا لیا کس مرتبہ میں ہوگی اور شدت و صعوبت اُن امور کی جو حضرت رسالت کو اس ماہ میں پیش آئی کس سے بیان ہو سکے گی لہذا صرف معنی آخر کی قسم اول یعنی استقامت عوام کی اس قدر بیان پر کہ کس کس امر میں مطلوب ہے اور جو امر اُس کی رعایت کے ساتھ ہوتا ہے انسان کو اُس سے کس قدر ثواب اور فائدہ ہوتا ہے اور جو اُس کی ضد افراط اور تفريط کے ساتھ واقع ہوتا ہے بسبب اُس کے آدمی کیسے عذاب اور وبال میں پڑتا ہے اقتصاد کیا جاتا ہے تا دشواری اور صعوبت قسم اول استقامت کے کہ حضرت رسالت سے مطلوب تھی گرائی اور امور کے جو اس ماہ میں آپ کو پیش آئی ظاہر ہو قیاس کن نگلستان من بہار امر اس بیان سے یہ اعتراض کہ بیان نقوی اور زہد اور تکبر اور عجب اور اسی طرح ذکر اُن سبب امور کا جو اس جگہ مذکور ہیں تفسیر لفظ انقض ظہور سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا بخوبی دفع ہوا کہ حقیقت استقامت کی یہ ہے کہ آدمی ہر چیز کا حق ادا کرے الاستقامۃ ان تسلیم کل ذمی حق حقہ اور مہربان کو حتی الوسع توسط اور اعتدال کے ساتھ بجالاوے اور افراط و تفريط کی طرف میل نہ کرے اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ صفت معیار جمیع فضائل ہے جو صفت اور شہوت و غضب کے تعدیل سے حاصل ہوتی ہے فضیلت ہے اور افراط اور تفريط سے پیدا ہو ردیلہ ہے۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرًا ۝ اور بلند کیا ہم نے تیرے لئے تیرا ذکر کہ تیرے نام کو اپنے نام کے ساتھ اذان و اقامت و نماز و خطبہ و کلمہ طیب و کلمہ شہادت بلکہ عطشہ اور ذبح کے سوا ہر معاملہ و طاعت میں نزدیک کیا اور بہشت کے ہر قصر و غرفہ اور دیوار و در اور پردہ اور ساقی عرش معلیٰ اور اوراق سدرة المنتہی پر لکھا ساتوں آسمان میں کوئی مکان نام نامی سے خالی نہیں جس جگہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مسطور ہے وہاں محمد رسول اللہ بھی ضرور ہے اور قرآن مجید میں جس جگہ کوئی امر اپنی طرف نسبت کیا ہے وہاں رسول مقبول کو بھی یاد فرمایا ہے تمام عالم کی طرف آپ کو مبعوث کیا اور اپنی محبت و طاعت کو آپ کی طاعت و محبت پر موقوف انبیاء و مرسلین و ملائکہ و مقررین سدرة المنتہی سے تجاوز نہیں کر سکتے اور آپ مقام قاب قوسین تک پہنچے جمال پروردگار کا ان آنکھوں سے دیکھا اور کلام الہی ہے واسطہ ان کانوں سے سنا خود پروردگار تقدس و تعالیٰ آپ پر درود بھیجتا ہے اور مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اے ایمان والو درود بھیجو اُس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا ابھی وہ محبوب خدا اور مقبول کبریا بلکہ عالم و آدم پیدا نہ ہوا تھا کہ اُسکی پیغمبر اور رسالت کا شور عالم بالا میں

بلند تھا۔ سہ آدم سروتن بآب و گل داشت + کو حکم ہلک جان و دل داشت۔ قال اللہ تعالیٰ واذا اخذ اللہ
میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصداقاً لهما معکم یعنی جب عہد لیا خدا
نے پیغمبروں سے کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ پیغمبر آوے جو تمہاری پیغمبری اور کتابوں
کی تصدیق کرے لتؤمنن بہ ولتنصرونہ تو تم اُس پر ضرور ایمان لانا اور اُس کی مدد کرنا پھر ارشاد ہوا اقدرتم
ولخذتم علی ذلکم اصری کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا قالوا اقدرنا عرض کیا ہم نے اقرار کیا ارشاد
ہوا فاشهدوا ایک دوسرے پر گواہ رہو وانا معکم من الشاہدین اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔
بسب اسی عہد و پیمان کے اگلے پیغمبر آپ کی پیغمبری اور نبوت کی گواہی دینے اور اپنی امت کو اُن کی محبت اور طاعت
کی وصیت فرماتے اور بعد عروج عیسیٰ علیہ السلام کہ زمانہ فترت کا تھا علماء و دیندار راہگی کتابوں سے اور صاف اُس جناب
کے بیان کرتے اور رہبان و اجبار آپ کے عشق و محبت میں مشغول رہتے یہاں تک کہ وہ آفتاب عالم تاب مشرقی
غیب سے طلوع فرما کر مسند ظہور پر جلوہ افروز ہوا اور تمام عالم کہ ظلمت کفر و شرک میں مبتلا تھا اُس کے انوار ہدایت
سے روشن اور منور ہو گیا۔ جو لوگ کہ اُٹھنے دل اُن کا زنگ حسد اور عناد سے پاک تھا فوراً ایمان لائے اور بے تامل کہنے
لگے نشہدان لا الہ الا اللہ و نشہدان محمد عبداً و رسولہ چنانچہ جب آپ مشرف برسالت ہوئے
الوہیکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں پیغمبر موعظ کیا میں ایمان لایا اور جن کے دل سیاہ اور کان بہرے اور زبان
گنگ آنکھیں اندھی تھیں بحکم صمد بحکم عی فہم لا یدرجون نور عرفان اور دولت ایمان سے محروم رہے
ہزاروں معجزے دیکھے مگر مسلمان نہ ہوئے سہ گر نہ بیند بروز شہرہ چشم + چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ اور جو کہ تلوث دنیا
اور تقلید آباء سے کفر و شرک میں مبتلا تھے اور جہل و عناد اور حسد و فساد اُن کے دلوں میں ٹھکن نہ ہو گیا تھا بعض بچھلنے
اور بعض معجزات یا آپ کے اخلاق و عادات کے دیکھنے سے مشرف بایمان ہوئے یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں یہ
دین متین دور دور پھیل گیا اور ایک عالم آپ کا کلمہ پڑھنے لگا پانچوں وقت نام نامی آپ کا اذان و اقامت میں پکارا
جاتا ہے اور نماز پنجگانہ میں کلمہ اُن کا پڑھا جاتا ہے ساتوں آسمان کے فرشتے عالم بالا میں اور ہفت کشور کے باشندے
اطراف زمین میں اُس جناب پر درود بھیجتے ہیں اور شرق و غرب و جنوب و شمال کے لوگ مناروں اور منبروں پر ذکر خیر
اُن کا کرتے ہیں ایک عالم اُن کے دریائے محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور ایک جہان اُن کے نام کو حرز جان اور وظیفہ
کرتا ہے شب معراج تمام پیغمبر اور فرشتے آپ کی تعریف کرتے تھے اور سب حورو و غلمان اُن کی محبت کا دم بھرتے
تھے خود مالک حقیقی آپ کی مدح و ثنا کرتا ہے اور اُس جناب کو کمال تعظیم و تکریم کے ساتھ یاد فرماتا ہے ۔
یا آدم است با پدر انبیا خطاب + یا ایہا النبی خطاب محمد است۔ جس قدر شہرت اور ناموری اُس جناب کی اس
عالم اور اُس عالم میں ہے کسی مقرب فرشتہ اور اولوالعزم رسول کو حاصل نہیں اور جو رفعت اور بزرگی کہ آپ کو
عنایت ہوئی کسی نبی و ولی کو میسر نہیں قطعہ سمرغ روح بیچ کس از انبیا نہ رفت + جائیکہ بوبہ بال کرامت پریدہ +
ہر یک بقدر خویش بجائے رسیدہ است + آں جا کہ جائے نیست تو آنجا رسیدہ + اور یہ شہرت آپ کی ہر روز

ترقی پر ہے کمالات انبیاء و ملائکہ محدود ہیں مگر تعین و تحدید کو سہرا پر دہ کمال محمدی کی گردن نہیں قال اللہ تعالیٰ و لا اخرة
 خیر لک من الاولیٰ اسی واسطے کہتے ہیں کہ جو شہرت آپ کو قیامت کے دن حاصل ہوگی اس عالم کی شہرت اُس سے
 اصلاً نسبت نہیں رکھتی اُس روز ستر ہزار فرشتے آپ کے جلو میں ہو دیں گے اور آپ براق پر سوار ہو کر میدان حشر میں تشریف
 لائیں گے تاج شفاعت سر مبارک پر رکھا جاوے گا اور لباس سبز بہشتی بدن مقدس میں پہنایا جاوے گا اور ایک
 نشان اُن کے ہاتھ میں ہوگا کہ آدم اور اُن کی اولاد اُس کے نیچے ہونگے اور سب انبیاء آپ کے چمچے ہونگے جیساں جاہ
 و جلال کے ساتھ پروردگار کے حضور میں پہنچیں گے ایک کرسی نور کی عرش کے قریب بچھائی جاوے گی آپ اُس پر جلوس
 فرمائیں گے اور ہر شخص کو مرتبہ اور مقام اُس کے لائق تقسیم کریں گے اُس روز آپ کو بادشاہ حقیقی کے دربار میں نسبت
 وزارت کی حاصل ہوگی تمام حساب و کتاب خلق کا آپ کی رائے پر ہوگا جس کی شفاعت کریں گے بخشا جاوے گا اور جو عرض
 کریں گے پروردگار منظور فرمائے گا۔ صواعق محرقہ جس وقت آپ کی صاحبزادی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا صراط پر تشریف
 لے جائیں گی ایک منادی پکارے گا اے اہل محشر اپنے سر جھکا لو اور آنکھوں کو بند کر لو کہ فاطمہ بیٹی محمد کی صراط سے گزرتی
 ہیں پس آپ بجلی کی طرح صراط سے گزریں گی اور ستر ہزار حوریں آپ کے ہمراہ ہوں گی اور اُس دن حضرت کو ایک حوض
 دیا جائے گا اُس کا پانی دودھ سے سپید اور شہد سے شیریں اور برف سے سرد اور شک سے زیادہ خوشبودار ہوگا چاندی
 سونے کے آبخورے اُس کے گرد رکھے ہوں گے لوگ بھوک پیاس کے مارے غول کے غول آئیں گے اور حضرت اُن کو
 آپ کو ٹرپلائیں گے ایک قطرہ جس کے خلق میں جلے گا تمام دن قیامت کے کہ پیاس ہزار برس کا ہے بھوک پیاس سے
 محفوظ رہے گا گویا تمام اہل محشر اُس دن آپ کے جہان ہوں گے اور اُس مصیبت میں آپ ہی کا منہ نکلیں گے یہاں تک
 کہ شیخ الانبیاء خلیل کبریا فا حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ سے کہیں گے اے محمد تم میری اولاد ہو اور میری دعا ہو آج
 مجھے اپنی اُمت میں داخل کر لو۔ بشارت اے امت محمد اُس روز تمہیں کچھ ایسا ہی رحمہ عنایت فرمائیں گے دامن
 دولت تمہارے پیغمبر کا تمہارے بات میں ہوگا۔ اور تمہاری شفاعت میں مشغول ہوں گے ایک گروہ تمہارا نور
 کے تودوں پر بیٹھا ہوگا اور چار ارب نوے کروڑ ستر ہزار آدمی تمہارے بے حساب بہشت میں جائیں گے امام ابو حامد
 کہتے ہیں نہ اُن کے لئے ترازو کھڑی کریں گے اور نہ اُن کے ہاتوں میں صحیفے دیں گے مگر ایک کاغذ دیا جائے گا اُس میں لکھا
 ہوگا ہذا براءۃ فلان بن فلان فقد غفر له وسعد سعاده لا شقاۃ بعد ہا ایدایہ فلان بن فلان
 کی براءت ہے کہ وہ بخشا گیا اور اسے ایسی سعادت حاصل ہوئی جس کے بعد کبھی شقاوت نہیں روایت ہے کہ اُمت محمدی کا
 ایک گروہ پر دراز اونٹوں پر سوار ہو کر بہشت کی دیواروں سے اُترے گا فرشتے کہیں گے کیا تمہارا حساب ہو گیا کیا تمہارے
 عمل نکل گئے کیا تم نے اپنے نامے پڑھ لئے جواب دیں گے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہیں نہ ہمارا حساب ہونا نہ ہمارے عمل
 تلے نہ ہم نے اپنے نامے پڑھے فرشتے کہیں گے تو تو لو تو کہ ابھی یہ سب کام باقی ہیں وہ کہیں گے تم نے ہمیں کیا دیا تھا جس کا
 ہم سے حساب چاہتے ہو اس وقت منادی پکارے گا یہ سچ کہتے ہیں ما علی المحسنین من سبیل نیکی کہ نبیوں پر کوئی ماہ
 مواخذہ کی نہیں آئے عنوز یہ سب طفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ورنہ وہ دن ایسی سختی کا ہے کہ آدم سے عیسیٰ علیہ السلام تک

سب پیغمبر نفسی نفسی کہیں گے اور مقرب فرشتے خدا کے خوف سے سید کی طرح کانپیں گے سوا ہمارے مولیٰ کے کسی کو مجال شفاعت کی نہ ہوگی تمام اگلے پچھلے آپ کی پناہ پکڑیں گے آپ علامہ سر مقدس سے آئیں گے اور جین مبارک بساط نیاز پر رکھ کر بحال تضرع حمد و ثنا حق جل و علیٰ کی کرینگے حکم ہوگا یا محمد ارفع راسلٹ و قل تسمع و سل تعطد و اشفع تشفع لے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو کہ تمہاری بات سنی جائیگی اور جو مانگنا ہو مانگو کہ تم کو دیا جائیگا اور شفا کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی آپ سر اٹھا کر عرض کریں گے رب امتی امتی میرے رب میری امت میری امت اُسوت دریا سے رحمت جوش مارے گا اور بحر فیض الہی کمال زور و شور کے ساتھ جاری ہوگا یہ مرتبہ دیکھ کر سب اہل ہمشیر آپ کی عظمت اور بڑائی کے معترف ہونگے اور تمام موافق و مخالف آپ کی مدح و ثنا کریں گے مناسب اسی مقام کے آپ کا نام محمد رکھا گیا محمد کے معنی بکثرت اور بار بار سراہا گیا ہے مقام تو محمود و نامت محمد پر نساں مقامے و نامے کہ دارد۔ پس اس جگہ رفعت ذکر سے شہرت مراد ہے چنانچہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہوتا ہے اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اے ذکر اکثر اور اُس کبر فیع ذکر تعبیر کرنا واسطے بیان اُس مضمون کے ہے کہ جس طرح اس عالم میں ابتداء و انتہا تمہارا ذکر مشہور ہے اُسی طرح اُس عالم میں بھی ازل و ابتدا تمہاری عظمت اور بڑائی کا ایک شور ہے و النعم ما قبل قبائے سلطنت ہر دو کون تشریفے است کہ جز بقامت اقبال دے نباید راست اور لام لفظ لٹ میں واسطے افادہ معنی نفع کے ہے یعنی شہرت کبھی آدمی کو ضرر کرتی ہے کہ رجوع خلق اُس کو کام سے باز رکھتی ہے اس لئے کہتے ہیں الشهرة آفة والخموله راحة شہرت آفت ہے اور گمنامی راحت اور کبھی نہ مفید ہوتی ہے نہ مضر جیسا کہ شہرت مجاذیب سے ظاہر ہے سو یہ شہرت دونوں قسم سے علیحدہ بلکہ کمال نافع ہے کہ جو آپ کے حال سے واقف ہو جاتا ہے آپ پر درود و سلام بھیجتا ہے اور آپ کی پیروی کر کے سعادت داریں کی حاصل کرتا ہے اور حکم ف من لحيها فکانما احيا الناس جميعا اور مش من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها کے اُسکے اعمال کا ثواب اُس جناب کو بھی ملتا ہے ولشد در البو میری حیث قال سے والمرد في ميزانه اتباعه ف فاقد اذن قد رالنبی محمد۔ یا نفع اتباع کا تابع کو حاصل ہوتا ہے مگر معاملہ تابع کا متبوع کی طرف نسبت کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ زید کو بادشاہ نے قتل کیا اور فلاں ملک کو کر یا حالانکہ جلا د اُس کے حکم سے قتل کرتا ہے اور فوج لڑتی ہے پروردگار تقدس و تعالیٰ فرماتا ہے لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک و ما تاخر باوجود اس کے کہ حضرت گناہوں سے پاک ہیں یا حرف لام اس جگہ واسطے تخصیص کے ہے اور وہ دو قسم ہے بلا استحقاق مختص نحو الجمل للفوس اور مع استحقاق کقوله الممال لزيد اور مناسب اس مقام کے قسم ثانی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ اختصاص امر اتفاقی نہیں بلکہ موجبات و مستلزمات شہرت تمہاری ذات مقدس میں موجود اور اُس کے لئے مخصوص ہیں واللہ یمختص برحمته من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ هذا التحقيق واما تفردت به واللہ علیم حکیم تفصیل اس اجمال کی اور توضیح اس مقال کی یہ ہے کہ شہرت یا وجود مشہور ہے پہلے ہوگی یا اُس کے بعد اور یہ دونوں قسم حضرت کو روبرو کمال حاصل ہیں اسی طرح سبب شہرت کے دو ہیں حسن یا احسان اور آپ ان دونوں وصف میں کامل ہیں قطعہ ہم حسن و جمال بے نہایت داری ہم لطف کرم بحد غایت داری

پوچھا کہ آپ کو منصب نبوت کب سے حاسس ہوا فرمایا جب خدا نے عرش کو بنایا اور آسمان اور زمین کو پھیلایا اور عرش کو اٹھانے والوں کے کندھوں پر رکھا اُس وقت ساق عرش پر قلم قدرت سے لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء سے صدر عالم آفتاب داد و دیں ۛ قدر اور عرش اعظم چوں زمین ۛ درازل منشور و نحر البشر درابد مشہور ختم المراسل۔ ست ایک بار صحابہ نے گزارش کیا آپ کب سے پیغمبر ہوئے فرمایا جب کہ آدم در میان روح و جد کے تھے سے گسترده در سرائے نبوت بساط خود ۛ آدم ہنوز رخت نیا و ردہ از عدم۔ ابن جوزی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں جو جب قلم پیدا ہوا جناب الہی نے اُس کو حکم دیا لکھ قلم اس خطاب کی ہیبت سے ہزار برس کا پختار ہا پھر عرض کیا اے میرے رب کیا لکھوں حکم ہوا اکتب توحید لکھ میری توحید قلم نے لوح پر لکھا لا الہ الا اللہ پھر ارشاد ہوا لکھ دستور العمل سب امتوں کا کہ اولاد آدم سے جو خدا کی اطاعت کرے گا بہشت میں جائے گا اور جو نافرمانی کرے گا دوزخ میں پڑے گا القصہ قلم نے حسب الحکم ہی مضمون سب امتوں کی نسبت لکھا جب اس امت کی نوبت آئی قلم نے لکھا کہ امت محمد سے جو خدا کی اطاعت کرے گا بہشت میں داخل ہوگا اور جو نافرمانی کرے گا چاہتا تھا کہ لکھے دوزخ میں پڑے گا ناگاہ خطاب آیا قادیب یا قلم اے قلم ادب کر قلم یہ خطاب شکر ہیبت سے شق ہو گیا پھر دست قدرت کے قلم لگا اور حکم ہوا لکھ امة من ذبہ و رب عفود است گنہگار ہے اور پروردگار بخشنے والا ہے یعنی اگر چہ وہ گناہ کرتے ہیں مگر ہم اُن پر نظر رحمت رکھتے ہیں اُدھر سے خطا ہے اور اُدھر سے عفود عطا اے گنہگار این امت غور کرو کہ تمہارا مالک تم پر کس قدر مہربان ہے موسیٰ علیہ السلام کو بآں عصمت و طہارت خطاب ہوتا ہے ان تدرانی اور تم کو باوجود نوٹ معصیت کے حکم آتا ہے ادعونی استجب لکھ آدم علیہ السلام کو بسبب ایک خطا کے بہشت سے باہر لائے اور تم کو باوجود ہزاروں گناہوں کے بہشت میں لے جائیں گے مگر اس جگہ سے فضل و بزرگی ہماری انبیاء پر لازم نہیں آتی کہ کمال اصلی اور طفیلی میں فرق ظاہر ہے ہم ہرگز اس عنایت کے لائق نہیں یہ طفیل ایک صاحب دولت کا ہے کہ تمام پیغمبروں کا سردار اور خدا کا پیارا ہے آدم علیہ السلام کو خطاب ہوتا ہے ق لولا محمد ما خلقتک عس ولا ارضا ولا سماء اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا اور زمین و آسمان کو نہ بناتا جو دہب بن منہ کہتے ہیں جب آدم پیدا ہوئے بہشت کے دروازہ پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ عرض کیا الہی کیا تو نے کسی کو مجھ سے زیادہ بزرگ پیدا کیا فرمایا ہاں اور وہ تیری اولاد میں ہے اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا قصہ اے آدم وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا پیغمبر ہوگا تو اپنی کنیت ابو محمد کر قصہ روایت ہے کہ جب نور مقدس آپ کا آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا گیا آدم علیہ السلام نے عرض کیا الہی یہ نور کیسا ہے خطاب ہوا کہ یہ نور اُس پیغمبر کا ہے کہ سب پیغمبروں کا سردار اور تیری اولاد میں بہتر ہے مگر رفتہ رفتہ اُس نور نے آدم علیہ السلام کے تمام اعضاء میں سرایت کی اور اُن کا جسم نور کا بتلا بن گیا پھر تو واسطے تعظیم اُس نور کے حق جل و علی نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور اُن کو اسماء مخلوق سکھا کر ملار اعلیٰ کا استاد بنایا اور اُس نور کی حفاظت کا عہد نامہ لکھایا آدم علیہ السلام اکثر اوقات ایک آواز خوش

اپنی پیٹھ سے سنتے تھے عرض کیا الہی یہ آواز کیسی ہے جواب ہوا کہ یہ تسبیح خاتم الانبیاء کی ہے کہ تیری پشت اسکو پیداکر دینگا اور اصحاب طیبہ ظاہرہ میں رکھوں گا بعض روایات میں اسقدر زیادہ ہے کہ پھر آدم نے عرش کی طرف دیکھا نام حضرت کا ضلکے نام کے ساتھ لکھا پایا عرض کیا الہی یہ کون ہے جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے ارشاد ہوا کہ یہ پیغمبروں کا سردار و تیسرا فرزند ہے جب آدم بہشت سے باہر اُسے عجب طرح کی وحشت میں مبتلا ہوئے ان ناگاہ جبرئیل نے پکار کر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ ان لا اله الا اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ اشہد ان محمد رسول اللہ ان کلمات کی برکت سے وحشت اُٹکی جاتی رہی مگر اپنے قصور پر رات دن روتے اور توبہ واستغفار کرتے رہتے تھیں میرے عزیز غور کر کہ ابو البشر جن کو پروردگار عالم نے اپنے دست قدرت سے بنایا اور فرشتوں سے اُن کو سجدہ کروایا بشریف ان اللہ اصطفتی آدم سے مشرف اور خلعت وعلم ادم الاسماء کلہا سے ممتاز فرمایا بہشت تم کو جاگیر بخشی اور بہشت رسولوں کی اُن کے نام سے شروع کی ایک نافرمانی کے سبب روزِ شب روتے اور شرم سے آسمان کی طرف آنکھ نہ اٹھاتے تو رات دن گناہ کرتا ہے اور ایک ساعت بھی اپنے حال پر نہیں رہتا تو عیش وعشرت میں مشغول ہے اور زمین وآسمان تیرے ماتم میں گریں و ملول اسے بے خبر غافل احق جاہل جب تو گناہ کرتا ہے شش زمین بزبان حال کہتی ہے اے بدرعبد بے وفائیں اس لئے پیدا ہوں کہ مجھ پر عبادت کریں نہ اس لئے کہ بار معصیت میرے سر پر درہریں میں وہ خاک ہوں کہ مجھ سے انبیاء اور اولیا اور اقطاب اور ابداً پیدا ہوئے اور تو قدم معصیت میرے منہ پر رکھتا ہے اے بے ادب بعد موت کے میرے پاس آئے گا اور آخر مجھ سے کام پڑے گا اُس وقت حزا اس ظلم و ستم کا چکھاؤں گی اے نادان باوجود اس غفلت کے بہشت کی توقع محض بے جا ہے بہشت میراثِ آدم ہے پہلے نسب اپنا آدم سے ثابت کر پھر انکی میراث کا دعویٰ زیب دیتا ہے ق اگر تمام جہان کے انسوجمع کئے جاویں انکے آنسوؤں کے برابر نہ ہو سکیں کہتے ہیں آدم علیہ السلام اپنی زلت پردوسو برس روئے مگر رحمت الہی انکے حال کی طرف متوجہ نہ ہوئی ہر چند توبہ کرتے قبول نہ ہوتی ق فی ن ک حیران تھے کہ کیا کریں ناگاہ خیال آیا کہ میں نے عرش کے دروازہ پر لکھا دیکھا لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد سے زیادہ کوئی شخص خدا کو پیارا نہیں کہ اُن کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہے اُسی کو اپنی بخشش کا وسیلہ کیا چاہئے یہ تصور فرما کر جناب الہی میں عرض کیا الہی بطفیل محمد کے اُس کے باپ پر رحم فرما حکم ہوا اے آدم تو نے محمد کو کس طرح پہچانا عرض کیا الہی میں نے بہشت میں ہر جگہ لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نیچے سب مخلوق سے زیادہ پیارا ہے کہ تو نے اُسکا نام اپنے نام کیساتھ لکھا ہے مو خطاب آیا اے آدم مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اگر تو محمد کے وسیلہ سے سب زمین وآسمان والوں کو بخشواتا میں سب کو بخش دیتا اور شفاعت تیری اُن کے حق میں قبول فرماتا ابن جوزی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ جب آدم نے حواسے ارادہ قربت کا کیا خطاب ہوا بے اداسے مہرِ سکو بات نہ لگا ناعرض کیا الہی اُس کا مہر کیا ہے حکم ہوا یہ کہ تو محمد پر دس بار درود بھیجے نقل ہے جو کہ حوالے کے ایک محل سے دو بچے ہوتے مگر حضرت شید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں تنہا پیدا ہوئے آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ شید سے اس بات کا کہ وہ اُس نور پاک کے حفظ میں تصویر نہ کرے اور کسی بدکار عورت کو نہ لے اقرار لے آدم علیہ السلام نے بموجب

حکم الہی شیت سے اقرار لیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر عرض کیا اے مہربان پیدا کر میوے عرش کے اور دشمن کر میوے آفتاب کے تو نے مجھے موافق اپنے علم ازلی کے پیدا کیا اور اُس نور سے کہ میری زندگی اور برائی جس کے سبب ہے مشرف فرمایا اب وہ نور میرے فرزند شیت کے پاس گیا الہی تو اُسکی حفاظت کرنا اور اس عہد کا گواہ رہنا جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ آئے اور کہا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ شیت سے ایک عہد نامہ لکھو اور اُس پر ان فرشتوں کی گواہی لکھو آدم علیہ السلام نے عہد نامہ لکھا یا اور اُسکو خدا تعالیٰ اور فرشتوں کی گواہی سے مزین کر دیا اسوقت خیت سب سے ایک خلعت بہشتی اُترا اور اُنکا نکاح بیضا سے کہ حسن ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھیں بحکم الہی ہو گیا عس جب زمانہ آدم علیہ السلام کی رحلت کا قریب آیا خیت علیہ السلام سے فرمایا اے فرزند تو بعد میرے خلیفہ ہو گا عدا تقویٰ اور عروہ و نقی کو نہ چھوڑنا یعنی جب خدا کا ذکر کرے محمد کو بھی یاد کرنا کہ میں نے ان کا نام بہشت کے ہر قصر اور غرنے اور پردے اور اوراق سدرة المنتہی اور ساق عرش معلیٰ پر لکھا دیکھا اور ساتوں آسمان میں کوئی مکان متبرک اُن کے نام مبارک سے خالی نہ پایا۔ شیت علیہ السلام جب تک زندہ رہے اُس نور کی حفظ و تعظیم اور آپ کی تعریف اور توصیف میں مشغول رہے اسی طرح ہر زمانہ میں انبیاء اور رسل آپ کی طرح دُعا کرتے رہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر ہوئے دست دعا یا مید اجابت اُٹھا کر جناب الہی میں عرض کرنے لگے الہی میرے فرزند میں اُنھیں میں سے ایک رسول مبعوث کر کہ اُنکو تیری آیتیں سنائے اور کتاب حکمت سکھائے اور اُن کو پاک کرے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا صاحب لباب کہ یہ ان من شیعۃ ابراہیم میں ضمیر کو حضرت کی طرف راجع ٹھہرا کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام ہر چند باعتبار زمانہ کے آپ سے مقدم ہیں مگر معنی آپ کے تابع ہیں کہ یہ دونوں کے مانند اُس جناب کی مدح و ثنا اور کمال تمنا کے ساتھ دعا کرتے ہیں دینا و ابعت فیہم رسولاً منہم الایۃ بلکہ اُس امت کی بھی وصف اسلام کیساتھ تعریف کرتے ہیں ف ہو اے ابراہیم سماکم المسلمین من قبل اے قبل وجود کہ حضرت فرماتے ہیں کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ ابراہیم اور عیسیٰ تم میں ہوں۔ لکھا ہے کہ بارہ پیغمبروں نے دعا کی ہے کہ خدا تعالیٰ ہم کو امت محمد میں داخل فرمائے کہتے ہیں کہ ایک بار لشکر اسلام کسی غار کے متصل ٹھہرا تھا ناگاہ اُس غار سے ایک آواز دردناک پیدا ہوئی کہ کوئی شخص کہتا ہے اللہم اجعلنی من الامۃ المرحومۃ المغفورۃ المستجاب لہا المبارکۃ دریافت کیا تو ایسا پیغمبر تھے اور موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں اللہم اجعلنی من امة محمد خدایا مجھے محمد کی امت میں داخل کر ایک بار اُن کو خطاب ہوا کہ اے موسیٰ جو احمد کو نہ مانے گا اُسکا ٹھکانہ دوزخ ہے عرض کیا الہی احمد کون ہیں فرمایا وہ تمام خلق کا سردار ہے آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے میں نے اُسکا نام عرش پر اپنے نام کیساتھ لکھا جب تک اُسکی امت نہ داخل ہوئے بہشت کو سب مخلوق پر حرام کیا عرض کیا الہی اُسکی امت کون ہیں فرمایا وہ لوگ کہ ہر بلندی و پستی پر میری حمد کریں گے اور ہر حال میں میری طاعت پر کمر باندھیں گے اپنے بات پاؤں اور منہ پاک رکھیں گے دن کو روزہ رکھیں گے اور رات کو عبادت کریں گے میں اُن کی تھوڑی عبادت قبول کروں گا اور فقط کلمہ توحید پر اُنکو بہشت میں داخل فرماؤں گا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الہی مجھے اُس امت کا پیغمبر کر ارشاد ہوا کہ اُن کا پیغمبر انھیں میں سے ہو گا عرض کیا مجھے اُس پیغمبر کی امت میں کہ حکم ہوا تو زمانہ میں اُس سے مقدم ہے وہ تیرے بعد آئے گا مگر بہشت میں تجھ کو اور اُسکو اکٹھا کروں گا

نطق مفہوم میں روایت کیا کہ ایک دن موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا الہی تیرے نزدیک میری اُمت سے بھی کوئی امت زیادہ بزرگ ہے کہ تو نے اُن برابر کو سا ثبوت کیا اور میں اور سلویٰ نازل فرمایا خطاب ہوا اے موسیٰ محمد کی اُمت سب امتوں سے افضل ہے عرض کیا الہی مجھے اُن کی صورت دکھا دے فرمایا تو اُن کو نہیں دیکھ سکتا مگر اُن کی آواز تجھے سنانا ہوں پھر جناب باری نے اس امت کو ندا کی سب نے یکدفعہ آواز دی بسم اللہ لم یبدلک اے عزیز اہل کرم کا دستور ہے کہ جس کو بلا تے ہیں خالی بات نہیں بولتے کریم حقیقی نے اُمت محمدی کو اس وقت اس انعام سے مشرف کیا سَبَّ اَمَّا زَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي وَعَفْوِي سَبَقَ عِقَابِي بَ قَدْ اَعْطَيْتُكُمْ قَبْلَ اَنْ تَسْأَلُونِي وَقَدْ اَجَبْتُكُمْ قَبْلَ اَنْ تَدْعُونِي بَ وَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَعْصُو نِي مِنْ جَاوَنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَهَادَةِ اَلَا اَللهُ وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدِي وَرَسُولِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَاَنْ كَانَتْ ذُنُوبُهُ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ جزا میں نیست کہ میری رحمت میرے غضب سے اور میرا عفو میرے عذاب سے زیادہ ہے تم کو میں نے مانگنے سے پہلے دیا اور تمہاری دعا سے پہلے اجابت کی اور نافرمانی کرنے سے پہلے تم کو بخش دیا جو میرے پاس اس بات کی گواہی کے ساتھ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد میرا بندہ اور میرا رسول ہے اُسے گاہ بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ اُس کے گناہ دریا کے جھاگ سے زیادہ ہوں گے بہشت میں داخل ہوگا۔ تہمدید اے گنگا ران امت اپنے پروردگار کی اس عنایت و رحمت پر نثار ہو جاؤ تو بجا ہے اور اپنا جان و مال اُس کی محبت و اطاعت میں قربان کر دو تو وہاں ہے انصاف کرو کہ ایسے مہربان مولیٰ کی فرمانبرداری لازم ہے یا نافرمانی شہر کا حاکم جس کو دس روپیہ مہینہ کا نوکر رکھتا ہے وہ رات دن اُسکی فرمانبرداری میں مستعد رہتا ہے اور اُس کے حکم کو اپنی خواہشوں پر مقدم رکھتا ہے اگر صبح کو ملتا ہے تو رات کو نیند نہیں آتی اور جو کوئی کام سپرد کرتا ہے تو تعمیل سے پہلے اچھی طرح روٹی نہیں کھاتی جاتی اور تمام جہان کا مالک تم پر طرح طرح کے احسان کرتا ہے کہ سلطنت ہفت کشور اُنکے مقابل اصلاً قدر و قیمت نہیں رکھتی مگر تم اُسکی فرمانبرداری نہیں کرتے وہ فرماتا ہے نماز پڑھو تم نہیں پڑھتے وہ کہتا ہے روزہ رکھو تم نہیں رکھتے وہ ارشاد کرتا ہے زکوٰۃ دو تم نہیں دیتے وہ فرماتا ہے حج کرو تم نہیں کرتے وہ گناہوں سے منع کرتا ہے تم باز نہیں آتے اس سے زیادہ آفت اور سخت شہرات یہ ہے کہ اپنے تصور پر شرمندہ بھی نہیں ہوتے اور اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتے بلکہ اپنی بے تصویر ظاہر کرتے ہو یا کہتے ہو کہ اگر نوکر آقا کے کام میں مستعد نہ رہے یا اُسکی نافرمانی کرے تو آقا اُسکو موقوف کر دے اور خدا تو ارحم الراحمین ہے ہم کسی قدر نافرمانی درگناہ کریں وہ ہم کو اپنی رحمت سے بخش دیگا اور نہیں جانتے کہ وہ تبار مطلق بھی ہے اُسکے غضب سے کسی کا غضب زیادہ سخت نہیں اور اُسکی مار سے کسی کی مار زیادہ کڑی نہیں کیا تمہارے نزدیک نوکری سے موقوف ہونا دوزخ کے عذابوں اور وہاں کی مصیبتوں سے زیادہ سخت ہے جو وہاں کے احوال و شدائد سے واقف ہے تمام دنیا کے عیش و عشرت اور مال و دولت کو اُن سے نجات پانے کے لئے چھوڑ دینا سہل سمجھتا ہے سچ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں غرة باللہ جھلہ یعنی آدمی اُسکی نادانی نے دھوکا دیا کہ خدا کے کرم پر بھروسہ کر بیٹھا اور اُسکے قہر و انتقام کا اندیشہ نہ کیا سچ اور فرماتے ہیں الاحمق من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله الحق وہ ہے کہ خواہش نفس کی

پیروی کرے اور خدا سے آرزو بخشش کی سکھے غ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں الہی بہت لوگ تیری شاری پر مغرور ہیں اور بہت تیرے احسان سے استدراج میں گرفتار ہیں تو کریم بھی ہے اور قہار بھی اور حلیم بھی ہے اور منتقم بھی حق جل جلالہ فرماتا ہے **ف تَخْلَفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا.....** یعنی پھر پیدا ہوئی ان کے بعد وہ اولاد کہ کتاب کی وارث ہوئی رشوت لیتے ہیں اور کہتے ہیں قریب ہے کہ ہم بخشے جائیں گے ولنعلم ما قال العلی سے کام دوزخ کے کئے جنت کا ہے امیدوار کہ قصر جنت تو بنا ہے پارسا کے واسطے غ سلیمان بن عبد الملک بادشاہ نے ابو حازم سے کہ بڑے دیندار عالم تھے پوچھا کہ قیامت کے دن بندہ اپنے مالک سے کس طور سے گا فرمایا نیک اس طرح جیسے کوئی بہت مال اسباب کا کہ سفر سے آتا ہے تمام گھر والے لٹکے آنے سے خوش ہوتے ہیں اور اُسکی خاطر داری اور عزت کرتے ہیں اور گنہگار اُس غلام کی طرح کہ اپنے آقا کا مال چور کر بھاگا اور آقا کے پیادوں نے اُس کو گرفتار کر کے آقا کے حضور میں حاضر کیا بیڑیاں اُسکے پاؤں میں اور ہتھکڑیاں ہاتھوں میں پڑی ہیں اور طوق کے بوجھ سے سر نہیں اٹھا سکتا ہر طرف سے اُس پر نفرین و ملامت ہوتی ہے۔ **فَإِنَّ الْغَنَاءَ لَكُنْیَ یَحْجِیْمُہُ** سلیمان نے کہا اگر ہمارے اعمال پر مدار ہے تو رحمت پروردگار کی کہاں ہے فرمایا اُس کا پتا قرآن میں موجود ہے **ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین** رحمت خدا کی نیکوں سے نزدیک ہے سلیمان اس قدر دیا کہ اُس کا رنگ بدل گیا اور ابو حازم سے کہا خاموش کہ میرا یہ خوف سے پھٹا جاتا ہے۔ آگے عزیز جب تو غفلت اور نافرمانی کرتا ہے شمس شیطان بزبان حال کہتا ہے کیا مجھے نہیں جانتا میں وہ ہوں کہ مسند تدریس میری گنبد ہفت آسمان پر رکھی گئی اور خطبہ استاذی ملائکہ کا میرے نام پر پڑھا گیا ادنیٰ نافرمانی اور غفلت سے اس حال کو پہنچا یا تاج اٹھا لے اپنے سر پر رکھا ورنہ طوق ادا بار گلہ میں ڈال اور میرا شریک حال ہو کیا لطف کی بات ہے کہ تو خدا کی قدرت پر بھروسہ کر کے زہر نہیں کھاتا اور اُسکی رحمت پر بھروسہ کر کے زنا کرتا ہے اور شراب پیتا ہے اور نماز ترک کرتا ہے کہ مضرت اُسکی زہر کی مضرت سے بہت زیادہ ہے بلکہ درحقیقت تیرا یہ دعویٰ کہ میں خدا کی رحمت پر بھروسہ کرتا ہوں اور اُس سے امید مغفرت کی رکھتا ہوں عذر بدتر از گناہ ہے جو لوگ خدا سے امید رحمت رکھتے ہیں خدا تعالیٰ انکا پتا قرآن میں دیتا ہے **إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فَلَا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ لَطَفَ رَحْمَۃُ اللّٰهِ** جو لوگ ایمان لائے اور خدا کی راہ میں اپنے گھر چھوڑے اور کافروں سے لڑے یہ لوگ رحمت الہی کی امید رکھتے ہیں ظاہر ہے کہ آدمی جس سے امید رکھتا ہے اُسکی فرمانبرداری کرتا ہے گناہ کرنا اور حکم الہی نہ بجالانا علامت ناامیدی کی ہے نہ امید کی۔ مزدور دو آنہ کی امید پر دن بھر محنت کرتا ہے اور چوکیدار تھوڑے پیسوں کیلئے رات بھر جاگتا ہے تو بھی اگر خدا سے امید رکھتا اُسکی بندگی اور عبادت سے نہ گھبراتا وہ خود فرماتا ہے **انھا لکبیرۃ الاعلیٰ الخاشعین الذین یظنون انھم ملائقوا ربھم وانھم الیہ راجعون** ہیشک نماز گراں ہے مگر خاشعین پر جو گمان رکھتے ہیں کہ اپنے رب سے ملیں گے اور اُسکی طرف پھر جانے والے ہیں حقیقت رجا کی دوام میں منحصر ہے ایک یہ کہ گناہوں سے توبہ کرے اور خدا سے بخشش کی امید رکھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ومن یعمل سوءا ویظلم نفسه ثم یتغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما** جو برا کام یا اپنے نفس پر

ظلم کرے پھر خدا سے بخشش چاہے اللہ کو بخشے والا مہربان پائے دوسرے بکمال اخلاص روز و شب اس کی یاد میں مشغول رہے اور سمجھے کہ یہ عبادت ہرگز ہرگز اس کی درگاہ کے لائق نہیں مگر وہ کریم و مہربان ہے اس کے کرم سے اُمید ہے کہ رد نہ کرے وہ کہتا ہے لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا جب کہ مجھے اپنی معرفت عنایت کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مرحومہ میں پیدا کیا تو اُس کے فضل سے اُمید ہے کہ قیامت کے دن سخت نہ پکڑے گا وہ اس اُمت پر بہت مہربان ہے اور مہربان سے یہ توقع نہیں ہوتی کہ سخت پکڑے وہ ارشاد فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ اے محمد اُن سے کہہ کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تم کو دوست رکھے گا۔ سبحان اللہ ہمارے حضرت کا یہ رتبہ ہے کہ آپ کا پیرو بھی خدا کا پیارا ہے مگر اس بات پر مضور ہونا محض بے جا ہے کہ اپنے منہ سے آپ کو پیرو کہنا اور بات ہے اور حقیقت میں پیرو ہونا اور بات خدا نے تعالیٰ اپنے حبیب کے پیروں کی صفت بیان کرتا ہے فَاَكْتَبَهَا لِلَّذِيْنَ يُتَّقُوْنَ وَيُوْتُوْنَ الزَّكٰوٰةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاَيَاتِنَا يُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاَمِيَّ قَرِيْبٌ هُوَ كَمِيْن اُس کو اُن کیلئے لکھوں جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ لوگ کہ رسول نبی امی کی پیروی کرتے ہیں اور شیعہ علیہ السلام پر وحی کرتے ہیں ان میں بھیجنے والا ہوں ایک پیغمبر بے پڑھا کہ اُس کے سبب سے بہرے کاٹوں اور غافل دلوں اور اندھی آنکھوں کو کھولوں گا مکہ میں پیدا ہو گا اور طیبہ کی طرف ہجرت اور شام میں بادشاہت کرے گا وہ میرا بندہ متوکل مصطفیٰ مرفوع حبیب مختار ہے بدی کے بدلے بدی نہ کرے گا بلکہ معاف کرے گا اور درگزر فرمائے گا مسلمانوں پر بخشش اور گراں بار چار پائے پر مہربانی کرے گا اور یتیم کے حال پر روئے گا درشت نہ فی اور سخت گوئی اور بازاریوں میں غل نہ کرے گا اور خوش اور بے فائدہ بات زبان سے نہ نکالے گا بسبب آہستہ روی کے چراغ اُس کے دامن سے نہ بجھے گا اور پردہ فی کا اُس کے پاؤں کے تلے آواز نہ دے گا میں اُسے خوشخبری سنانے اور ڈرانے کے لئے بھیجوں گا اور اُس کی اُمت کو سب اُمتوں سے بہتر کروں گا کہ لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم اور بُری باتوں سے نہی کریں گے اور اُن سے میری توحید اور اخلاص اور پیغمبروں کی تصدیق کرائیں گے چاند سورج کی رعایت یعنی اوقات نماز میں میرا آفتاب اور ماہ رمضان میں طلوع ماہتاب پر لحاظ کریں گے تسبیح و تکبیر و تہجد و تحمید اپنی مسجدوں اور مجلسوں اور بستروں اور آرام گاہوں میں بجالائیں گے اور مسجدوں میں اس طرح جس طرح میرے فرشتے عرش کے گرد صف باندھتے ہیں صف باندھیں گے وہ میرے دوست اور انصار ہیں کہ اُن کے ہاتھوں سے بُت پرستوں کو قتل کراؤں گا اور دشمنوں سے بدلہ لوں گا نماز میں قیام و قعدہ و رکوع و سجدہ کریں گے میری استرضا اور شوق میں اپنے گھروں سے نکلیں گے اور مال و دولت کو چھوڑ دیں گے اور میری ماہ میں صف باندھ کر جہاد کریں گے اُن کی کتاب پر اپنی کتابوں کو ختم کروں گا اور اُن کو سب اُمتوں پر برتری اور بزرگی بخشوں گا وہ غصہ کے وقت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللَّهُ کہیں گے جھگڑے کے وقت تسبیح کریں گے اور اپنے مونہ اور سر اور ہاتھوں اور پاؤں کو پاک رکھیں گے اور ہر بلندی اور پستی پر میری تہلیل اور تسبیح کریں گے رات کو راہوں کے مانند تہا بیٹھیں گے اور دن کو نرمی اور مہربانی کے ساتھ آپس میں ملے رہیں گے خوشی ہے اُسکے لئے جو اُن کے

ساتھ ہے اور اسکو بشارت ہے جو ان کے دین اور طریق اور شریعت پر چلے اور یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں عنایت کرتا ہوں اور میں بڑا فضل کرنے والا ہوں اور شیعاً علیہ السلام کو یہ بھی خطاب ہوا ہے کہ میں نے زمین و آسمان کی پیدائش کے روز ٹھہرا دیا کہ پیغمبری دوسری قوم میں کروں گا اور رعایا کو بادشاہت اور ذلیلوں کو عزت اور ضعیفوں کو قوت اور فقیروں کو تو نگری اور جاہلوں کو علم اور بے پڑھوں کو حکمت عنایت فرماؤں گا تب میں اس بات کیلئے ایک پیغمبر بے پڑھا امین بھیجوں گا اور اس کو اندھوں اور نادانوں میں سے پیدا کروں گا کہ درشت خواہ بدگو اور بازاروں میں غل مچانے والا اور فحش بکنے والا نہ ہو گا اُسے ہر خوبی سے آراستہ کروں گا اور ہر اچھی عادت عنایت فرماؤں گا کروں گا میں میکینہ اُس کا لباس اور نیکی اُس کا شعار اور تقویٰ اُس کا دل اور معقول اسکی حکمت اور صدق و وفا اُس کی طبیعت اور عفو اُس کا خلق اور عدل اُس کی خصلت اور حق اُس کی شریعت اور ہدایت اُس کا امام اور سلام اُس کی ملت اور حمد اُس کا دین اور احمد اُس کا نام اُس کے سبب سے گمراہی کے بعد راہ ظاہر کروں گا اور جہالت کے بعد علم پھیلاؤں گا اور پستی کے بعد بلندی بخشوں گا اور گنہامی کے بعد شہرت اور قلت کے بعد کثرت اور تنگدستی کے بعد تو نگری اور جدائی کے بعد اتفاق اور مختلف دلوں اور پرگندہ خواہشوں اور متفرق استوں کو اکٹھا کروں گا اور تودیت میں آیا ہے کہ احمد بہت ہنسنے والے نہایت قتل کرنے والے اور ٹپ پر سوار ہوں گے اور شملہ پہنیں گے فائدہ بہت ہنسنے اور نہایت قتل کرنے سے مسلمانوں کے ساتھ خوش خلقی اور کافروں کی خونریزی اور اہل محبت کے نزدیک تیغ تبسم سے عاشقان جاں نثار کو قتل کرنا اور شملہ پہننے سے عمامہ کا سرا جھوڑنا مراد ہے مطہم بی بی ان اور تودیت میں یہ بھی آیا ہے اے نبی ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور بے پڑھوں کیلئے پناہ تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا نہ سخت گو ہے نہ درشت خود بازاروں میں چلانے والا نہ ہدی کے بدلے ہدی کرتا ہے بلکہ معاف کرتا ہے اور بخش دیتا ہے اور درگزر فرماتا ہے دنیا سے انتقال نہ کرے گا جب تک لوگ کبھی سے سیدھی راہ پر نہ آدیں اور لا الہ الا اللہ نہ کہیں اور اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غافل دل اُسکے سبب سے شفا نہ پائیں تب امت اُسکی حمادیں ہیں کہ ہر جگہ خدا کی حمد کرتے ہیں اور ہر بلندی پر تکبیر کہتے ہیں جہاد میں اور نماز میں ایک طرح صاف باندھتے ہیں مولد اُس کا مکہ اور ہجرت گاہ اُس کا طابہ اور ملک اُس کا شام اور موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوتا ہے تو اے موسیٰ تو چاہتا ہے کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ نزدیک ہو جاؤں جیسے تیرا کلام تیری زبان سے اور تیرا خطرہ تیرے دل سے اور تیری روح تیرے بدن سے اور تیری مینائی تیری آنکھوں سے نزدیک ہے عرض کیا ہاں یا رب فرمایا اگر تجھے میری نزدیکی مطلوب ہے تو محمد پر درود بہت بھیج اور بنی اسرائیل سے کہہ کہ جو مجھے مانے گا اور احمد سے انکار کرے گا اُس پر دوزخ کے فرشتے میدان حشر میں مسلط کروں گا اور اُسکو اپنے نور سے محبوب رکھوں گا کوئی شخص اُسکی شفاعت اور کوئی فرشتہ اُس پر رحم نہ کرے گا یہاں تک کہ اُسکو کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیں گے اے موسیٰ بنی اسرائیل سے کہہ جو احمد کی تصدیق اور اُس کی کتاب کو تسلیم کریں اُس پر قیامت کے دن رحمت کی نظر کروں گا اور جو اُس کو نہ مانے گا اور اُس کی کتاب کے ایک حرف کو جو رد کرے گا اُسے کھینچ کر دوزخ میں ڈالوں گا اے موسیٰ

تجھے اسی واسطے اپنی ہمکلامی سے مشرف فرمایا کہ تو احمد پر ایمان لایا اگر اُس پر ایمان نہ لاتا میری رحمت سے مشرف نہ ہوتا اور بہشت کی نعمتوں سے محروم رہتا آئے موسیٰ جو شخص تمام انبیاء اور مرسلین میں احمد کی تصدیق نہ کرے اور اُس سے محبت نہ رکھے اُس کی نیکیاں رد اور اُس کو اپنی حفظ و نگہداشت سے محروم کروں اور اُس کے دل میں نور نہ ڈالوں اور اُس کا نام جریدۂ نبوت سے منادوں آئے موسیٰ جو احمد پر ایمان لائیں اور اُس کی تصدیق کریں وہی لوگ نجات پانے والے ہیں اور جو اُس کا انکار و تکذیب کریں وہی لوگ ٹوٹا پانے والے اور مذمت اٹھانے والے اور غفلت کرنے والے ہیں ایک روز بے موسیٰ علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ میں تمہارے واسطے زمین کو مسجد اور ظہور کرتا ہوں اور تم پر سکینہ نازل فرماتا ہوں بنی اسرائیل۔ نے کہا ہم سکینہ کی طاقت نہیں رکھتے اور کلیسا کے سوا اور جگہ نماز نہ پڑھیں گے ارشاد ہوا قریب ہے کہ میں اُس کو اُن کے لئے لکھوں جو پرہیزگاری کریں گے اور زکوٰۃ دینگے اور ہماری آیتوں پر ایمان لادیں گے وہ لوگ کہ اُس رسول نبی امی کی پیروی کریں گے جس کو توریت اور انجیل میں لکھا پادیں گے وہ اُن کو اچھے کام کا حکم کرے گا اور بُری بات سے منع کرے گا اور پاک چیزیں اُنکے لئے حلال اور ناپاک چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور اُن سے اُن کے بوجھ اتارے گا اور اُن کی گردنوں کے طوق دور فرمائے گا پس جو لوگ اُس پر ایمان لائے اور اُس کی مدد و نصرت اور اُس نور کی جو اُس کے ساتھ آتا رہا گیا پیروی کی وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں و ذالک قوله تعالیٰ فساکتبھا للذین یتقون ویوتون الزکوٰۃ الایہ اور اسمعیل علیہ السلام پر وحی ہوئی ستلذ عظیم الامۃ عظیمۃ یعنی تیری اولاد میں ایک بڑا شخص ایک بڑی امت کے لئے پیدا ہوگا مو اور صحیفہ شیعہ علیہ السلام میں ہے کہ وہ خواہش کی طرف نہ جھکے گا اور سخت ذلیل کو بھی خوار نہ سمجھے گا اور صدیقوں کو قوت دیگا وہ رکن متواضعین کا ہے اور نور خدا کا کہ کبھی نہ بجھے گا مو غافل دلوں کو زندہ کرے گا اور اندھی آنکھوں اور بہرے کانون کو کھولے گا اور جو مشقہ کو ملے گا کسی کو نہ ملے گا فائدہ مشقہ زبان سریانی میں بمعنی محمد ہے مو اور مزامیر داؤد علیہ السلام کی چوالیسویں مزار میں واقع ہے اے جبار اپنی تلوار لشکا کر ناموس و شرائع تیری تیرے دہنے بات کی ہیبت سے مقرون ہے فائدہ کریمہ و مانت علیہم عجبار میں جبار بمعنی متکبر کے ہے اور عادات و دین دار دہے خدایا ہمارے واسطے اُس پیغمبر کو فترت کے بعد سنت یعنی طریقہ انبیاء کو قائم کرے مبعوث فرما ب کعب احبار کہتے ہیں ایک دن لشکر سلیمان علیہ السلام کا ہوا پر جاتا تھا ناگاہ مدینہ کی طرف سے گذرا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ شہر پیغمبر آخر الزماں کا ہجرت گاہ ہے خوشی ہے اُس کے لئے جو اُن پر ایمان لاوے اور اُن کی پیروی کرے پھر بیت اللہ کی طرف سے گزرے بیت اللہ رو یا حکم آیا کیوں رو تا ہے عرض کیا ایک پیغمبر تیرے پیغمبروں سے اور ایک گروہ تیرے دوستوں سے اس طرف گذرا لیکن نہ محمد میں اترا نہ نماز پڑھی اور بت میرے گرد رکھے ہیں ارشاد ہوا مت رو میں تجھے سجدہ کرنے والوں سے بھر دوں گا اور تجھ میں نئی کتاب آتا روں گا اور نبی آخر الزماں کو تجھ میں پیدا کروں گا کہ مجھ کو سب پیغمبروں سے زیادہ پیارا ہے اور ترا حج خلق پر فرض کروں گا اور تجھے بتوں اور بت پرستوں سے پاک کر دوں گا۔ مو دہب بن منبہ کہتے ہیں میں نے اکثر کتابوں

میں لکھا دیکھا کہ تمام آدمیوں کی عقل حضرت کی عقل سے وہ نسبت رکھتی ہے جیسے ایک دائرہ ریگ کا تمام ریگستان کے مقابل میں اور بیشک آپ کی عقل سب آدمیوں پر غالب اور آپ کی رائے سب کے افضل ہے اور انجیل مقدس میں آپ کی صفت اس مضمون کے ساتھ وارد ہے اُسکے ہات میں لوہے کا قضیب ہے کہ اُسکے ساتھ جہاد کرے گا اور اُس کی اُمت اسی طرح قتال کریگی مَو اور عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا آگاہ اور خبردار ہوا۔ بیٹے پاک عورت کنواری بتول کے بیٹے تجھے بے باپ کے پیدا کیا نشانی واسطے سارے جہان کے میری پرستش اور مجھ پر بھروسہ کر اور اہل سوداں سے کھول کر کہہ دے کہ میں ہی ہوں اللہ زندہ قائم رہنے والا تصدیق کرو اُس نبی امی کی کہ صاحب اونٹ اور غلین اور ہراداں کا ہے اُس کا سریا نہ ہے اور پیشانی کشادہ آنکھیں لمبی پلکیں سیاہ ناک اونچی رخسارے روشن داڑھی گھنی اُس کا پسینہ مثل موتی کے اور بدن کی خوشبو مانند مشک کے گردن اُس کی گویا چاندی کی صراحی ہے کت اور حکم ہوا اسے عیسیٰ ایمان لا تو اور تیری امت محمد پر اگر میں اُسے پیدا نہ کرتا بہشت و دوزخ نہ بناتا جب میں نے عرش کو پانی پر قائم کیا ہلتا تھا اُس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا بتا اُس کا اس کلمہ کے لکھنے سے موقوف ہو گیا فاطمہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں تمہارے پاس فارقلیط یعنی حق اور ناحق کو جدا کر نیوالا آئے گا کہ کوئی بات اپنی طرف سے نہ کہے گا وہ کہے گا جو خدا اُس سے فرمائے اور چھپی باتوں اور حادثوں سے تم کو آگاہ کریگا اور یہ خبر کتاب یوحنا میں جسے مسیحائی چوتھی انجیل کہتے ہیں اس طرح وارد ہے کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی سود مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں فارقلیط تمہارا پاس نہ آوے گا پھر اگر میں جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیجوں گا اور جب وہ آوے گا جہاں کو توجہ کرے گا اور الزام دے گا بسبب گناہ کے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے الاخر فائدہ فارقلیط یونانی لفظ ہے کئی معنی میں مشترک کہ سب ہمارے حضرت پر صادق ہیں اول تسلی دینے والا دوم شفاعت کر نیوالا سوم وکیل چہارم بہت سراہا گیا اور یہی معنی محمد کے ہیں پنجم بہت سراہنے والا کہ معنی احمد میں اصل انجیل عبری میں لفظ احمد وارد تھا یونانی مترجم نے اُس کا ترجمہ لفظ فارقلیط کیا اور ناموں کا ترجمہ کرنا مترجمین اہل کتاب کی عادت میں داخل ہے چنانچہ یہی لفظ نسخہ عربیہ ترجمہ ۱۸۷۱ء میں تو بیعتہ لکھا ہے باقی مترجموں نے اس کا ترجمہ کر ڈالا کسی نے تسلی دہندہ کسی نے شافع کسی نے وکیل لکھ دیا مگر وہ ترجمہ جو اسما و رسما حضرت پر صادق آتا ہے اور لفظ قرآن سے مطابقت رکھتا ہے یعنی بہت سراہنے والا نہیں لکھتے طرفہ تماشہ ہے کہ مسیحائی کتب مقدسہ کی تحریف سے صاف انکار کرتے ہیں اور اُن کے مترجمین اب تک باز نہیں آتے اسی خبر میں صاحب نسخہ ۱۸۷۳ء نے عجب کام کیا ہے کہ جس جگہ ضمیر نہ کر کی فارقلیط کی طرف راجع ہے وہاں ضمیر مؤنث لایا ہے تا اس خبر کو روح القدس پر حملے اور نسخہ ۱۸۷۱ء والے نے اُس سے بھی پیش قدمی کی کہ بجائے فقرہ اگر من نروم آں تسلی دہندہ بنزد شما نخواہد آمد کے جملہ اندہ مقیم فیکم قائم کر دیا کیوں نہ ہو وہاں شاباش ایما ندر ایسے ہی ہوتے ہیں اب مسیحائی انصاف کی عینک اپنی آنکھوں پر لگا کر دیکھیں کہ ہمارے اس دعویٰ کی کفایت یکتبوں الکتاب باید یصمد ثم یقولون هذا من عند الله وما هو من عند الله انھیں کی دستاویز سے کیسی ڈگری ہوئی قل جاعرا الحق و نهق الباطل ان الباطل کان زھوقا مگر کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ تعصب

آدمی کی عقل کھودیتا ہے یہ دونوں دانشمند مطلق نہ سمجھے کہ حضرت عیسیٰ کے اس کلام سے کہ جب وہ آویگا جہاں کو تو بیچ کر بیگا اور الزام دیگا بسبب گناہ کے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان نہ لائے صاف ظاہر ہے کہ فارقلیط حضرت عیسیٰ کے منکروں پر بھی ظاہر ہوگا اور اُن کی تصدیق اور منکروں کی تکذیب کر بیگا اور روح بقول عیسائیوں کے ایک گوشہ میں صرف حواریوں پر ظاہر ہوئی ہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی اور یہود کو اُن کے نہ ملنے پر ملزم کیا اسی طرح سابق و سیاق خبر میں بہت شواہد اس امر کے کہ یہ خبر ہمارے حضرت کی ہی موجود ہیں یہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے کہ لاکھوں مخالف سیکڑوں برس سے آپ کی صفت و ثنا اپنی کتابوں سے نکالنے میں کوشش کرتے ہیں ہزاروں آیتیں کتب مقدسہ کی اسی غرض سے بدل ڈالیں جس جگہ آپ کا نام پایا نکال ڈالا اور جو فقرہ آپ صادق سمجھا دور کر دیا کسی جگہ کوئی لفظ بڑھا دیا کہ مضمون بدل جاوے حضرت کے حالات پر صادق نہ رہے اور بعض جگہ الفاظ مقدم مؤخر کر دیئے تا مطلب خبط ہو جائے مگر بقول شخصے سے کہے حسن کو کوئی کس طرح مانندہ چھپے ہے کہیں خاک ڈالے سے چاند۔ اب بھی اس قدر صفت و ثنا ہمارے مولیٰ کی عہد جدید اور قدیم کی کتابوں میں موجود ہے کہ اُسکے بیان کے واسطے ایک دفتر چاہئے ایک شمس اس کا صولت ضیغم اور استفسامات میں نہ گورے جس کا جی چاہے اُن میں دیکھ لے اور بڑی دلیل اس بات کی یہ ہے کہ قرآن مجید و فرقان حمید سے جس کا وحی آسمانی اور کلام ربانی ہونا آفتاب نیم روز سے بھی زیادہ روشن ہے سیکڑوں دلائل و براہیں اُسکی حقیقت کے منکروں سے بیان ہوئی اب تک ایک بات کا بھی جواب معقول نہ دے سکے اور بر ملا کہا گیا کہ اگر اس کلام پاک میں تم کو کچھ شک ہے تو سب جن و انس جمع ہو کر ایک چھوٹی سی سورت اُسکی مانند کہہ لائیں مگر آج تک نہ کہہ سکے بخوبی ثابت ہے کہ خدا نے پیغمبر اور اُن کی اُمت مرحومہ کی صفت و ثنا اعلیٰ کتابوں میں ذکر فرمائی اور عیسیٰ علیہ السلام نے اُنکی رسالت کی گواہی اور اُن کے آنے کی بشارت دی قال عم نوالہ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذی کہ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون بیشک ہم نے زبور میں ذکر کے بعد یہ بات لکھ دی کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے یعنی اُن کو ملے گی ف مُحمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهُ اَشْهَادٌ عَلٰی الْکُفَّارِ حَمَآءٌ بَیْنَهُمْ شَرِیْہٌ رَّکْعًا سَجْدًا یَّبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیمَاہُمْ فِیْ وُجُوْہِہُمْ مِنْ اَثَرِ السَّجْدِ ذٰلِکَ مَثَلُہُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَمَثَلُہُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اُخْرِجَ شَطَآءًا فَازَرَکَ فَاَسْتَعْلَظَ فَاَسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہِ یُعْجِبُ الزَّوَاعِ لِیَغْنِیَ بِہُمُ الْکُفَّارُ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ مِنْہُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا محمد رسول اللہ اور جو اُن کساتھ ہیں کافروں پر زور آور اور آپس میں نرم دل ہیں تو اُن کو دیکھے رکوع کرنے والے سجدہ کر نیوالے ڈھونڈتے ہیں خدا کا فضل اور اُسکی خوشی پانا اُن کا اُن کے چہروں پر ہے سجدہ کے اثر سے یہ کہادت اُن کی توریت میں ہے اور کہادت اُن کی انجیل میں جیسے کہیتی نے نکالا اپنا چٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر مڑا ہوا پھر سیدھا ہوا اپنی پنڈلی پر خوش لگتا ہے کہیتی والوں کو تا جلا دے اُن سے جی کافروں کا وعدہ دیا ہے اللہ نے اُن میں سے جو یقین لاتے ہیں اور کہتے ہیں بھلے کام معافی اور بڑے نیگ کا اور مقولہ حضرت عیسیٰ کا اس طرح بیان فرمایا ہے یٰٰہٰ اِسْمٰئِیْلُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مَّصَدَقًا لِّمَا بَیْنَ یَدِیْ مِنَ التَّوْرٰةِ وَ مَبَشْرًا بِرَسُوْلِیْ یٰٰتِی

من بعدی اسمہ احمد اے اولاد یعقوب میں خدا کا رسول ہوں تمہاری طرف تصدیق کرنے والا اُسکی جو میرے آگے ہے اور خوشخبری دینے والا اُس رسول کی کہ میرے پیچھے سے آئے گا نام اُس کا احمد ہے اور حضرت فرشتے ہیں میں ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ سعادت ازلیہ نے جن لوگوں کی دست گیری فرمائی اس بشارت اور وعدہ کے منتظر رہے جب حضرت پیغمبر ہوئے فوراً ایمان لائے۔ ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں جس وقت آپ کا نام نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس پہنچا بڑھتے ہی ایمان لایا اور کہا اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان ان محمد رسول اللہ بیشک یہ وہی ہے جن کے پیدا ہونے کی عیسیٰ نے بشارت دی تھی اگر بادشاہت کا جھگڑا میرے تعلق ہوتا تو میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوتا اور اُنکی کفش برداری اختیار کرتا اللہ تعالیٰ اُس کی اور اُسکے قوم کی تعریف کرتا ہے والتجدد اقربہم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نظری اور بیشک تو پائے گا سب لوگوں سے قریب تر دوستی میں اُن لوگوں کو کہ کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں ذالک بان منهم قیسین و رہبان و انھم لا یتکبرون یہ اس لئے کہ اُن میں عالم اور درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے و اذا سمعوا ما انزل الرسول تری اعیینہم تفیض من الدمع ماعرفوا من الحق اور جب نہیں وہ اس کو جو اُتارا گیا رسول پر دیکھے تو اُنکی آنکھیں کہ اُبلتی ہیں آنسوؤں سے اس لئے کہ بچا ہوا انھوں نے حق کو یقولون ربنا امثا فاکتبنا مع الشھدین کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہم کو گواہوں میں لکھ لے و ما لنا لا نعمن باللہ و ما جاءنا من الحق اور ہم کو کیا ہوا کہ ایمان نہ لائیں خدا پر اور اُس پر جو ہمارے پاس آیا حق و نطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین اور ہم کو تو قہر ہے کہ ہم کو ہمارا رب نیک بختوں کیساتھ داخل کرے فاثابہم اللہ بما قالوا جنت تجری من تحتھا الانھاد پھر اُن کو بدلا دیا اُن کے رب نے اس کہنے پر باغ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہیں خالدین فیھا و ذالک جزاء المحسنین رہا کریں اُن میں اور یہی ہے بدلہ نیکی والوں کا اور جب نامہ نامی ہر قل بادشاہ روم کے پاس گیا ابو سفیان کہ ملک روم کو تجارت کے واسطے گیا تھا آپکی عادات اور احوال دریافت کر کے ترجمان سے کہا اس سے کہہ کہ تو اُسکو عالی نسب بتاتا ہے اور پیغمبر قوم کے اشرف ہی ہوتے ہیں اور تو کہتا ہے اُس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ نہ گذرا اگر اُن میں کوئی بادشاہ ہوتا میں سمجھتا کہ اپنے بزرگوں کا ملک چاہتا ہے اور تو نے اُس کے اتباع ضعفار بتائے اور یہی لوگ پیغمبروں کے اتباع ہوتے ہیں اور تو اُسکو قبل از نبوت متہم کذب نہیں کہتا پس معلوم ہوا کہ جب وہ خلق پر جھوٹ بولنا گوارا نہ کرتا تھا خدا پر کب جھوٹ باندھے گا اور تو کہتا ہے کہ اُسکے دین سے ناخوش ہو کر کوئی شخص مرتد نہیں ہوتا اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے جب کہ اُس کی لذت دل میں آجاتی ہے اور تو کہتا ہے کہ اُس کے پروردگار سے جاتے ہیں اور ایمان بڑھتا جاتا ہے جب تک کامل نہیں ہو جاتا اور تو کہتا ہے کہ ہم نے اُس سے مقابلہ کیا کبھی ہم فتح پاتے ہیں اور کبھی وہ فتح پاتا ہے۔ اور پیغمبروں سے اسی طرح امتحان کیا جاتا ہے انجام کو وہی فتح یا ہرگز اور تو کہتا ہے وہ عہد نہیں توڑتا اور پیغمبر عہد نہیں توڑتے اور تو کہتا ہے کہ ہم میں اُس سے پہلے کسی نے یہ دعویٰ نہ کیا اگر پہلے بھی کسی نے دعویٰ کیا ہوتا میں سمجھتا اُس کی پیروی کرتا ہے پھر ابو سفیان سے پوچھا وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے جواب دیا نماز اور زکوٰۃ اور صلہ رحم اور پارسانی کا

کہا اگر تیرا بیان سچ ہے تو وہ بیشک سچا پیغمبر ہے اور میں جانتا تھا کہ وہ پیدا ہوگا مگر تم میں سے گمان نہ کرتا تھا اور جو مجھے اپنے پہونچنے پر یقین ہوتا تو بے شک میں اُس سے ملتا اور جو میں اُس تک پہونچتا تو اُس کے پاؤں دھوتا اور بیشک اُس کا ملک یہاں تک پہونچے گا بروایت صحیح مسلم ثابت ہے کہ ہر قتل نے نامہ مبارک پہونچنے سے پہلے اپنی قوم سے کہا تھا کہ آج کی رات میں نے نجوم سے دریافت کیا کہ مختون بادشاہ ظاہر ہوا لوگ سمجھے یہود میں کوئی شخص پیدا ہوگا جب نامہ مقدس پہونچا اور بادشاہ کو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ مختون آپ ہیں اپنے دوست کو کہ رومیہ میں رہتا تھا اور علم میں اُس کا ہمسر تھا یہ حال لکھا اُس نے بھی لکھ بھیجا کہ بیشک آخر زمانہ کا پیغمبر پیدا ہوا پھر ہر قتل نے روم کے سرداروں کو ایک محل میں جمع کیا اور محل کے دروازے بند کر کے اُن سے کہا۔ اے لوگو اگر اپنی فلاح اور بھلائی اور اس سلطنت کا قائم رہنا چاہتے ہو اس پیغمبر آخر الزماں پر ایمان لاؤ اہل روم یہ کلام سن کر وحشی گدھوں کی طرح کودنے لگے جب بادشاہ نے اُنکو اسلام سے متنفر دیکھا کہا میں تمہیں آزما تا تھا کہ تم اپنے دین پر کیسے مضبوط ہو یہ سن کر سب راضی ہو گئے اور بادشاہ کو سجدہ کیا منقول ہے کہ جب وفدِ نجران نے سرور انس و جان سے ارادہ مباہلہ کا کیا عاقب اُن کے سردار نے اُن سے کہا تم جانتے ہو کہ محمد سچے پیغمبر ہیں اور جب پیغمبر قوم پر دعا کرتا ہے فوراً عذاب آتا ہے۔ صبح کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ زہرا اور حسین اور علی مرتضیٰ کو ساتھ لیکر مباہلہ کیلئے تشریف لے گئے اُس وقت ابوالحارث نے قوم سے کہا اے لوگو میں ان صورتوں کو دیکھتا ہوں کہ اگر دعا کریں گے پہاڑ کو ہلا دیں گے اُن سے مباہلہ کرو گے تو بیشک ہلاک ہو جاؤ گے آخر کار انھوں نے مباہلہ سے انکار اور جزیرہ دینا اختیار کیا آپ فرماتے ہیں اگر وہ مباہلہ کرتے سب بندر اور سورا ہو جاتے اور جنگل سے اُن پر آگ برستی اور برس دن میں نصاریٰ کا ناشی زمین پر نہ رہتا قائدہ تفسیر برضاوی میں ہے کہ بہلہ بالضم والفتح یعنی لعنت اور اصل میں بمعنی ترک ہے اور معالم میں بھی الابتناء يقال عليه بهلة الله اي لعنته پس مباہلہ بمعنی باہم لعنت کرنے کے ہے اور طریق اُس کا یہ ہے کہ متخاصمین اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایک جگہ جمع ہو کر کہیں کہ جو ہم دونوں سے بھوٹا ہو اُس پر خدا کی لعنت ہو جب نجران کے لمبجیوں نے مسئلہ توحید میں آپ سے جھگڑا کیا حکم آیا **ق فَمِنْ حَاجَتِكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ ابْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنُسَاءَنَا وَنُسَاءَكُمْ وَانْفُسَنَا وَانْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ** پھر جو جھگڑا کرے تجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ پہونچ چکا تجھ کو علم تو تو کہہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں اور اپنی عورتوں اور تمہاری عورتوں اور اپنی جانوں اور تمہاری جانوں کو بلائیں پھر ہم مباہلہ کریں پھر خدا کی لعنت جھوٹوں پر ڈالیں قائدہ اسجگہ سے اہل عبا کی بزرگی بخوبی ثابت ہوئی کہ جناب سرور کائنات نے اُن حضرات کو تمام اہلیت سے خاص کیا اور حسین کو اپنا فرزند اور مولیٰ علی کو انفسنا میں شریک ٹھہرایا گیا ہمارے حضرت اور مولیٰ علی کی جان و دو قالب تھے اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۃ اثناعشریہ میں لکھتے ہیں کہ جابر و بن منذر نصرانی نے خدمت عالی میں عرض کیا قسم اُس کی جس نے آپ کو حق کیساتھ بھیجا ہے ہم نے آپ کی تعریف انجیل میں لکھی یا نبی اور مریم کے بیٹے نے آپ کے ظہور کی بشارت دی یہ فرطائف سے لوٹتے وقت آپ عقبہ اور شیبہ کے باغ میں ٹھہرے انھوں نے تھوڑے خرمے عدا اس نصرانی کے ہاتھ کہ اُن کا غلام تھا بھیجے۔

آپنے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر تناول فرمائے عداس متعجب ہو کر اس شہر کے لوگوں کا یہ دستور نہیں آپ نے اُسکا وطن پوچھا عرض کیا ینسوی فرمایا وہ گاؤں ایک نیک آدمی یعنی یونس پیغمبر کا ہے عرض کیا آپ اُن کو کیا جانیں فرمایا وہ میرا بھائی تھا میں بھی پیغمبر ہوں وہ بھی پیغمبر تھا عداس یہ بات سنا کر آپ کے پاؤں پر گر ا اور ہاتھ پاؤں جوڑنے لگا عقبہ اور شیبہ نے اُس سے اس تعظیم و توقیر کا سبب پوچھا کہا اے میرے مالکوزمین میں کوئی آدمی اس شخص سے بہتر نہیں انھوں نے وہ بات کہی کہ پیغمبر کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی اور بعض روایات میں آیا کہ عداس نے کہا میں نے تمہارا وصف توریت و انجیل میں پایا اور مدت سے تمہارے مبعوث ہونے کا منتظر تھا کہتے ہیں ب بعد عروج عیسیٰ علیہ السلام کے جبکہ لوگوں نے دین حق کو چھوڑ کر کفر و شرک اختیار کیا اہل حق نے آپس میں کہا اگر ہم ان ظالموں سے لڑ کر مر جاویں گے تو دین کی نگہبانی کون کرے گا بہتر یہ ہے کہ اُس نبی کے آنے تک جس کا عیسیٰ نے وعدہ کیا ہے زمین میں متفرق ہو جاؤ یہ مشورہ کر کے بعضے جنگلوں اور بعضے تنہا مکاؤں میں جا بیٹھے اُن میں سے جو آپ کے وقت تک زندہ رہے آپ پر ایمان لائے اسی طرح یہود آپ کے ظہور سے پہلے اُس جناب کی نبوت اور بڑائی کے معترف تھے بالاتفاق ہمیشہ آپ کی صفت و ثنا کرتے اور لوگوں کو آپ کی ولادت کی بشارت دیتے اور کہتے جب تک وہ نبی جس کا ذکر توریت میں ہے اور اُس کا نام محمد ہوگا مبعوث نہ ہوگا ہم اپنا دین نہ چھوڑیں گے حق جب مشرک اُن کو ستلاتے یہ دعا کرتے اللھم انصرنا بنبی اخر الزمان المنعوت فی التودیۃ الہی ہمارے مدد کر ساتھ پیغمبر آخر الزماں کے جس کی نعت توریت میں ہے **فَ وَ کَانَ اَمِنْ قَبْلَ یَسْتَفْقِیْہُوْنَ عَلَی الذِّیْنِ کَفَرُوْا** اور پہلے سے منکروں پر فتح چاہتے تھے حاکم اور بیہقی اور ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ خیر اور مدینہ کے یہود جب عرب کے مشرکوں یعنی جہینہ اور عطفان اور بنی اسد سے مقابلہ کرتے کہتے اے اللہ ہمارے پروردگار ہم بحق احمد پیغمبر اُمی کے جس کے بھیجنے کا اس زمانہ میں تو نے ہم سے وعدہ کیا اور بحق اُس کتاب کے کہ اُسے تو اُنارے گا ہمارے دشمنوں پر ہم کو مدد دے اور اس دعا کی برکت سے ہمیشہ فتح پاتے جب حضرت پیغمبر ہوئے بعض یہود آپ کے حالات توریت اور انبیاء کے ارشادات سے مطابق دیکھ کر مسلمان ہو گئے جیسے حضرت ابن یاسین اور ثعلبہ اور اسد اور عسید اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم اجمعین اللہ تعالیٰ اُن کو آپ کی پیغمبری کا گواہ قرار دیتا ہے **فَ اُولَئِکَ لَہُمَا یَۃٌ اِنْ یَعْلَمَہٗ عَلَیْہِمْ اَسْرَ اِیْمِلُ** کیا نہیں تھی اُن کے لئے نشانی کہ جانتے ہیں اُس کو بنی اسرائیل کے عالم اور اُن کی تعریف و ثنا کرتا ہے **فَ لَیْسَ وَاَسْوَءُ مِنْ اَہْلِ الْکُتُبِ اُمَّۃٌ قَاطِئَۃٌ یَتَلَوْنَ اٰیٰتِ اللّٰہِ اَنَّا عَلَیْلِ وَہُمْ یَسْجُدُوْنَ** سب اہل کتاب ایک سے نہیں ایک گروہ قائم ہے بڑھتے ہیں خدا کی آیتیں رات کی ساعتوں میں اور وہ سجدہ کرتے ہیں سب کلبی اور ضحاک اور ربیع کریمہ ومن قوم موسیٰ اُمَّۃٌ یٰہْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَہِیَ یَعْدِلُوْنَ کی تفسیر میں کہتے ہیں یہ لوگ ملک چین کے چچے دریائی ریگ کے کنارے رہتے ہیں اُن کے ملک میں رات کو مینہ برستا ہے اور دن کو کھل جاتا ہے کھیتی کرتے ہیں اور سب آسودہ اور مال میں برابر ہیں جبرئیل امین شب معراج اُس جناب کو وہاں لے گئے اور اُن سے کہا انھیں پہچانو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ سب ایمان لائے اور عرض کیا کہ ہم کو موسیٰ نے حکم دیا تھا کہ تم سے

جو شخص محمد کو پائے اُن کو میرا سلام پہنچائے آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے سلام کا جواب دیا اور اُن کو حکم کیا کہ ہفتہ کی تعظیم چھوڑ دو اور جمعہ اختیار کرو اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو اور اپنے ملک کے سوا دوسری جگہ نہ رہو اور اُن کو قرآن کی دس سواریں سکھائیں اور شریعت کی باتیں بتائیں سعادت ازلی نے جن کی مدد فرمائی اُن کا یہ حال اور جن کو مالک حقیقی نے روزِ ازل اشقیاء میں لکھ دیا تھا انھوں نے کہا اگر یہ پیغمبر ہماری قوم میں پیدا ہوتا بیشک ہم ایمان لاتے یعقوب کی اولاد دوسری قوم کی اطاعت اور فرمانبرداری کس طرح منظور کرے بعضے کہتے ہیں یہ نبی نہیں جبکہ ذکرِ تورات میں ہے حالانکہ آپ کی پیغمبری اور رسالت پر خوب یقین رکھتے تھے فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ پھر جب اُن کے پاس وہ چیز آئی جس کو جانتے تھے تو اُس سے منکر ہو گئے فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے نقل ہے کہ جب کریمہ یعرفونہ کہا یعرفون ابنائکمہ نازل ہوئی عبداللہ بن سلام نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے کہا بیشک ہم اہل کتاب حضرت کو اپنی اولاد سے زیادہ پہچانتے ہیں کہ اولاد میں شک ہے شاید عورت نے خیانت کی ہو اور آپ کی پیغمبری میں اصلاح شک نہیں جلالین میں عبداللہ بن سلام سے منقول ہے کہ میں نے حضرت کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور بعض تفاسیر میں ہے کہ ایک دن انھوں نے سلمہ اور مہاجر سے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ خدا نے ابراہیم سے فرمایا تھا کہ اسمعیل کی اولاد سے ایک پیغمبر پیدا کرونگا اُسکا نام احمد ہوگا جو اُس پر ایمان لائے گا راہِ راست پائے گا اور جو اُسکو نہ مانے گا ملعون ہو جائے گا سلمہ یہ سن کر مسلمان ہوئی اور مہاجر دولتِ ایمان سے محروم اور مجبور رہا آیت اُتری وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ فَلْيَعْلَمْ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُبِينٌ ولقد اصطقیثہ فی الدنیا وادہ فی الآخرۃ لمن الصالحین بل فی سلمہ بن قیس کہتی ہیں ایک یہودی کہ محلہ بنی عبدالاشہل میں رہتا ہماری مجلس کی طرف گزرا اور ہم سے باوازا بلند کہا اے مشرک بت پرستو تم نہیں جانتے کہ موت کے بعد کیا ہوگا مرنے کے بعد سب زندہ ہوں گے اور بہشت و دوزخ اور میزان کو حاضر لائیں گے اور اعمال کا حساب کیا جائیگا اور ہر شخص کو اُسکے عمل کا بدلہ دیا جائیگا خدا کی قسم اگر اُس دن کی آگ کے بدلہ مجھے جلتے تنور میں ڈالیں اور اُس کا ٹمہ بند کر دیں خوشی سے گر پڑوں میرے اس کلام کی دلیل ایک پیغمبر ہے کہ عنقریب مکہ کی طرف سے یہاں آئیگا اور جو کچھ میں کہتا ہوں تم پر ثابت کر دیگا جب حضرت مدینہ میں تشریف لائے وہ یہودی ایمان نہ لایا ہم نے اُسکو ملامت کی کہ تو اُس دن ہم سے کیا کہتا تھا کہا مجھے یاد ہے لیکن یہ وہ پیغمبر نہیں جس کا میں ذکر کرتا تھا تفسیرِ میضادی میں لکھا ہے کہ بعد فتحِ جنگ بدر کے یہودی بھی نصیر نے اقرار کر دیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر تورات میں ہے مگر بسبب حسد و عناد کے ایمان نہ لائے معالہم التذلیل میں نقل کیا ہے کہ تبع حمیری شاہِ یمن جس نے خانہ کعبہ کو اول لباس پہنایا اور سمرقند بسایا مدینہ شریف پر چڑھا یا مدینہ کے لوگ دن بھر اُس سے لڑتے اور شام کو اُسکے لشکر میں کھانا بھیجتے بادشاہ اُن کی اس مروت سے متعجب ہوا ایک دن کعب اور اسد دو عالم مدینہ کے اُسکے پاس گئے اور کہا اے بادشاہ یہ شہر ایک بڑے پیغمبر کا ہے کہ مکہ میں پیدا ہوگا اور اس طرف ہجرت کرے گا نام اسکا محمد ہے تبع نے بسبب تعظیم حضرت کے اہل مدینہ سے لڑائی موقوف کی بلکہ بت پرستی چھوڑ کر اجارہ کا دین اختیار کیا اے عزیز اُسکی قدرتِ بچشمِ عبرت دیکھ کہ تبع اور حبیب نجارا در زید بن عمرو موجد الجاہلیتہ قبل از وجود بلجود صرف آپ کے اوصاف سن کر ایمان لاتے ہیں اور

ابو جہل اور ابولہب اور عقبہ اور شیبہ اور ابی بن خلف اور امیہ اور عقبہ بن ابی معیط اور نصر بن حارث اور کعب بن اشرف وغیرہم ہزاروں معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور قرآن آپ کی زبان سے سنتے ہیں مگر مسلمان نہیں ہوتے مسلمان فارسی بغیر دیکھے اُس جناب پر عاشق ہوئے ڈھائی سو برس تک آپ کے شوق میں شہر بشہر پھرتے کبھی یہود کا دین اور کبھی نصاریٰ کا مذہب اختیار کرتے آخر اپنی مراد کو پہنچے اور مشرکان مکہ باوجود قرابت و ہم وطنی کے پیہ غفلت گوش دل سے نہ نکالتے رات دن آپ کے حسن و جمال کو دیکھتے اور آپ کی باتیں سنتے مگر ایمان نہ لائے سہ حسن زبیرہ بلال از حبش صہیب از روم و زناک مکہ ابو جہل یابن صہ ابوالجہنی است۔ یہ سب ایک طرف ابوطالب جنہوں نے آپ کی خدمت اور فرمانبرداری میں عمر بھر تصور نہ کیا اور آپ کی نبوت پر یقین کامل رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا دولت ایمان سے مشرف نہ ہوئے جب آپ نے اُنکے انتقال کے وقت کلمہ شہادت تلقین کیا جواب دیا میں تمہیں سچا جانتا ہوں مگر لوگ کہیں گے موت کی تکلیف سے گھبرا کر مسلمان ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ کہا اختار النادر علی العاد میں نے دوزخ کو عار پر اختیار کیا اے عزیزوہ قادر مختار ہے جسے چاہے کعبہ میں محروم رکھے کہ ایمان کی خوشبو اُس کے مشام جان میں نہ پہنچے اور جسے چاہے بیت خانہ میں محبت اور شوق اپنا عنایت کرے کہ بے اختیار زرنار توڑ کر مسجد کی طرف دوڑے سہ از صومعہ براند و بیگانہ خواندش + وز بشکدہ بیارد و گوید کہ آشناست۔ نوح اور لوط علیہما السلام کی عورتیں جنم کو جاتی ہیں اور فرعون کی بیوی بہشت میں آرام فرماتی ہیں ابو جہل جس کی سرکشی اور عناد ضرب المثل اور شہرہ آفاق ہے عکرمہ اُس کا بیٹا لشکر اسلام کا سردار ہے اور ولید جس کے آٹھ عیب خدا نے قرآن میں بیان فرمائے خالد اُس کا فرزند خدا کی تلوار ہے۔ اے عزیز اس تقریر سے یہ عرض ہے کہ نسبت بزرگوں سے بے اُن کی پیروی اور اتباع کے کام نہیں آتی نہ یہ کہ فرمانبرداروں کو نسبت سے بزرگی حاصل نہیں ہوتی حضرت کے جن رشتہ داروں اور یاروں نے اپنا جان و مال اُس جناب پر نثار کیا اور خدا کی راہ میں اپنا گھر اور شہر چھوڑ دیا اگر ہم سوئے کا پہاڑ خدا کی راہ میں خیرات کریں اُن کے ایک صاع جو کے برابر رتبہ نہیں رکھتا۔ کہتے ہیں جب یہودی قریظہ محصور ہوئے اُنکے سردار کعب بن اسد نے کہا اے قریظہ تم کو ایسا سخت معاملہ پیش آیا کہ جس کا سوا تین باتوں کے کچھ علاج نہیں ہو سکتا یا محمد کی تصدیق اور اطاعت کرو خدا کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ وہ سچے پیغمبر اور ان کی نعمت تو ریت میں مذکور ہے اور اُن کی خبر این جو اس نے بھی کہ ایمان اجارا اور اجلہ علماء تو ریت سے تھا تم کو دی تھی کہ وہ بھی اس گاؤں میں ظاہر ہوگا اور وصیت کی تھی کہ تم اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا اور اُسکو میرا سلام پہنچانا اب مکہ پرے اور عناد کو چھوڑو اور اُن پر ایمان لاؤ۔ قوم نے کہا ہم تو ریت پر دوسری کتاب کو ترجیح نہ دینگے۔ اسی طرح صفاط نے کہ عالم معتبر نصاریٰ کا تھا جب وحید کلیبی سے کہ اُن کو قیصر نے واسطے بیان حال جناب رسالت کے اُسکے پاس بھیج دیا تھا آپ کے پیغمبر ہونے کا حال مناکلیسا میں کہ وہاں سب سردار روم کے جمع تھے جا کر کہا اے لوگو میں پیغمبر عربی پر ایمان لایا یہ وہی پیغمبر ہیں جنکی عیسیٰ نے بشارت دی تھی اور اُنکی صفت و ثنا اُنکی کتابوں میں لکھی ہے تم بھی ایمان لاؤ یہ سنتے ہی سب لوگ دوڑ پڑے اور اُسکو مار ڈالا۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ وادی فاطمہ میں اور وہ ایک موضع مکہ کے قریب عیص نام ایک راہب رہتا تھا اہل مکہ سے کہا

کرنا کہ تم میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جسکی اطاعت کریں گے اُسکے پیدا ہونے کا زمانہ قریب ہے۔ جب عبدالمطلب نے آپکی ولادت کی خبر اُسکو پہنچائی کہا یہ وہی لڑکا ہے جس کا میں ذکر کیا کرتا تھا کہ اُسکا نام کیا رکھا فرما یا محمد کہا میں اُسکو تین علامتوں سے جانتا تھا ایک یہ کہ اُسکا ستارہ رات کو نکلا کرتا دوسری ولادت اُسکی دو شعبہ کے دن تیسری یہ کہ اُسکا نام محمد ہوگا۔ ابن جوزی محدث لکھتے ہیں کہ زمانہ ولادت کے قریب عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ ایک زنجیر سونے کی اُن کی پیٹھ سے نکلی اُسکی چمک پر نگاہ نہیں ٹھیرتی تھی اور اُس کے چار کنارے تھے ایک کنارہ مشرق کی طرف دوسرا مغرب کی طرف اور تیسرا آسمان کی طرف اور چوتھا زمین کی طرف دراز ہوا پھر وہ زنجیر ایک سرسبز درخت ہو گئی اور دو شخص اُسکے نیچے کھڑے دیکھے ایک نے کہا میں نوح نبی اللہ ہوں اور دوسرے نے کہا میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں ہم یہاں اسٹے آئے ہیں کہ تیرے پرچے کے سایہ تلے آیام لیں لے عبدالمطلب یہ خواب تیرے لئے بشارت ہے صبح کو عبدالمطلب نے یہ حال کانہوں سے بیان کیا اُنہوں نے جواب دیا یہ خواب تمہارے لئے خوشی ہے نہ ہمارے لئے اگر یہ خواب سچ ہے تو تمہاری نسل میں ایسا شخص پیدا ہوگا کہ ایک قوم پر رحمت اور دوسری قوم کو تباہ کرے گا اہل مشرق و مغرب اُسکی اطاعت کریں گے اور جنگلوں اور حیروں کے لوگ اُس کا کلمہ پڑھیں گے اور اُسی زمانہ میں عبدالمطلب نے دوسرا خواب نہایت عجیب و غریب دیکھا کانہوں نے اُسکی تعبیر میں کہا کہ تمہاری پشت سے ایسا شخص پیدا ہوگا کہ زمین اور آسمان کے لوگ اُس پر ایمان لائیں گے اور سارے جہان پر اُسکے سچے ہونے کی دلیل ظاہر ہوگی روضۃ الاجاب میں لکھا ہے کہ یہود کے پاس ایک کپڑا خون بخشی علیہ السلام سے رنگا رکھا تھا اور اُن میں یہ بات مشہور تھی کہ جب زمانہ نبی آخر الزماں کا قریب آئے گا یہ خون تازہ ہو جائیگا جس وقت نور محمدی عبد اللہ کو عنایت ہوا اور وہ خون تازہ ہو گیا عبد اللہ کی تلاش میں مصروف اور اُنکے قتل پر مستعد ہوئے جو اور یہاں عبد اللہ کے حسن و جمال کا مکرم میں ایک شور مچ گیا سیکڑوں عورتیں اُن پر مبتلا ہو گئیں عبدالمطلب نے یہ حال دیکھ کر اُن سے کہا تم شہر سے نکال کیلئے جنگل کو چلے جاؤ تا عورتوں کے فساد سے نجات پاؤ اور وہب زہری کو آپ کے ہمراہ کر دیا صفہ وہب نے راہ میں یہود کا لشکر دیکھا پوچھا کہاں جاتے ہو کہا عبد اللہ کو قتل کرنے کیلئے کہ اُسکی پشت سے ایسا شخص پیدا ہونے والا ہے جو سب دینوں اور کتابوں کو منسوخ کرے گا اور ہم کو بڑی ذلت اور خرابی میں ڈالے گا۔ اثنائے گفتگو میں فرشتے آسمان سے اترے اور سب کو قتل کیا وہب یہ حال دیکھ کر بہت متعجب ہوئے جب عبد اللہ کو لے کر مکہ میں آئے عبدالمطلب نے اُن سے کہا اکثر اہل مکہ آرزو رکھتے ہیں کہ اپنی لڑکیاں عبد اللہ کو دیں مگر میں حیران ہوں کہ اُن میں سے کسے پسند کروں عرض کیا میری بھی ایک لڑکی ہے اگر عبد اللہ کی والدہ اُسکو پسند کریں تو وہ آپ کی نوٹھی ہے عبدالمطلب نے اپنی بیوی کو وہب کے گھر بھیجا وہ آمنہ کو دیکھ کر محو ہو گئیں اور اُن کی خوبیاں عبدالمطلب کے بیان میں تیں عبدالمطلب نے عبد اللہ کا نکاح بیوی آمنہ سے کیا مکہ کی عورتوں پر کہ وصل عبد اللہ کی خواہاں تھیں یہ امر نہایت شاق گزرا ابن جوزی لکھتے ہیں ایک روز فاطمہ نام ایک عورت نے کہ اگلی کتابوں سے واقف اور نبی آخر الزماں کی علامات ظہور سے اچھی طرح آگاہ تھی عبد اللہ سے درخواست مواصلت کی کری اور اس کام پر سوا و نٹ دینے مقرر کئے آپ نے جواب دیا کہ حلال کا موقع نہیں اور حرام سے موت بہتر ہے اُسی رات آمنہ سے ہم بستر ہوئے اور نور مقدس اُن سے منتقل ہو کر آمنہ کے پاس گیا صبح کو

اُس عورت کے پاس جا کر اونٹ مانگے اُس نے کہا اے عبداللہ میں زانیہ نہیں مگر میں نے نور نبوت تیرے چہرہ میں چمکتا دیکھا تھا اُس کا لینا چاہتا سو وہ نور اب نظر نہیں آتا سو کہہ تو نے رات کس عورت سے صحبت کی فرمایا تیرے پاس سے جا کر اپنی بیوی آمنہ کو ہمستر کیا کہا اُسے خوشخبری دے کہ خدا نے عجب دولت تجھے عنایت کی اُسکی نگہبانی میں تصور نہ کرنا لکھا ہے جو جس رات آمنہ اُس نور پاک کی حامل ہوئیں انوار تمام عالم میں تاباں اور خوشی کے آثار اطراف زمین میں نمایاں ہوئے عالم بالا میں ندا ہوئی کہ عرش و کرسی کو انوار سے روشن کریں اور خوریں بہشت کا زیور بنیں رضوان جنت کے دروازے کھول دے اور مالک درکات و دوزخ بند کرے۔ شام ملا کہ قرین عطر قدس سے معطر کریں اور فرش نورانی اُنکی ضیافت کیلئے بچھائیں رحمت کے فرشتے زمین پر جائیں اور اُس کے چار طرف صف باندھیں کہ وہ نور مکنون اور سر مخزون جوازل سے میرے خزانہ قدرت میں تھا آج اپنی ماں کے پیٹ میں آیا اور جبریل امین کو حکم پہنچا کہ علم سبز محمدی کعبہ کی چھت پر کھڑا کریں اور سب عالم کو خوشخبری سنا دیں کہ نور محمدی نے آمنہ کے رحم میں قرار پایا بہترین خلایق بہترین امم مبعوث ہوگا۔ خوش نصیب اُس امت کا جسے محمد سابعینہ ملے۔ اُس رات زمین و آسمان سے یہ آواز پیدا تھی کہ نبی آخر الزماں کے ظہور کا وقت ہزار برکت کیساتھ نزدیک آیا اور جنگل کے جانور اور قریش کے چار پائے باہم میار کبا دیتے تھے اور آمنہ سے کہتے تھے ان موقع خدا کی تمہارے محل میں خدا کا رسول ہے اور وہ تمام دنیا کا سردار ہے اور مشرق کے وحشی مغرب کے وحشیوں کو اور مغرب کے مشرق کے وحشیوں کو بشارت دیتے تھے اور سب بت روئے زمین کے اونٹ سے گریٹے اور بادشاہوں کے تخت الٹ گئے فرشتوں نے زمیں کے تخت کو دریا میں ڈالا اور چالیس رات دن اُس پر عذاب کیا اُنکے ہاتھ سے بھاگ کر کوہ البقیس پر گیا اور ایسا چلایا کہ سب لشکر اُس کا جمع ہوا اُن سے کہا تم پر خرابی ہے کہ وقت ولادت محمد بن عبداللہ کا نزدیک آیا ایسا شخص پیدا ہوتا ہے جسکے سبب کفر کی تاریکی دنیا سے جاتی رہے گی اور چوری اور شراب خوری اور کھات یک قلم موقوف ہو جائے گی اور نور توحید کا جہان کو گھیرے گا اور اُس کا دین تمام عالم میں پھیلے گا بت خانوں کی جگہ مسجدیں بن جائیں گی ناقوسوں کی جگہ اذانیں ہونے لگیں گی سے آجاکہ بود نعرہ فریاد مشرکاں ہا اکتوں خروش نعرۃ اللہ اکبر است الغرض اُس رات شیاطین پر انواع انواع مصیبت اور آدمیوں پر طرح طرح کی برکت نازل تھی اس لئے امام احمد کہتے ہیں وہ رات شب قدر سے براتب افضل تھی مولیٰ ابن اسحق آمنہ کہتی ہیں جب میں حامل ہوئی کسی نے مجھ سے خواب میں کہا کہ تمہارے پیٹ میں اس امت کا سردار ہے ایک دن کچھ سوئی اور کچھ جاگتی تھی کہ ایک شخص نے کہا تو سردار خلق کے ساتھ حامل ہوئی حیران تھی کہ انقطاع ایام کے سوا کوئی علامت حمل کی نہیں پائی جاتی جیسا بوجہ عورتوں کو معلوم ہوتا ہے اصلاً نہیں تھی جب پچھ مہینہ اور حمل سے گزرے کسی نے مجھ سے خواب میں کہا تیرے حمل میں بہتر عالم کل ہے جب پیدا ہو تو اُس کا نام محمد رکھنا ابن اسحاق موصوفہ ہیں کہ جب پیدا ہونے کے دن قریب آئے ایک شخص نے مجھے خواب میں یہ کلمات سکھائے اعیذہ باللہ الواحد من شر کل حاسد خدا کی پناہ میں ذی ہوں اُس کو ہر حاسد کے شر سے ابن جوزی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ آمنہ نے پہلے مہینہ آدم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے آمنہ تیرے پیٹ میں وہ شخص ہے جو تمام عالم سے زیادہ بزرگ ہے اسی طرح

دوسرے ہینہ ادریس اور تیسرے ہینہ نوح اور چوتھے ہینہ ابراہیم اور پانچویں ہینہ اسمعیل اور چھٹے ہینہ موسیٰ اور ساتویں ہینہ داؤد اور آٹھویں ہینہ سلیمان اور نویں ہینہ عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا بھولا نے انکو بشارت دی اور حضرت کی تعریف کی جو جب ہینہ ربیع الاول کا شروع ہوا عالم انوار آسمانی سے معمور ہو گیا اور آمنہ کے دل میں عجب طرح کی خوشی پیدا ہوئی کہیں عالم رویا میں ان کو بشارت دی جاتی کبھی بیداری میں فرشتوں کی تسبیح اور تہلیل کی آواز آتی ساتویں شب ربیع الاول کی ابراہیم علیہ السلام نے ان سے خواب میں فرمایا اے آمنہ تجھے بشارت ہو کہ تیرے پیٹ سے وہ نبی پیدا ہوتا ہے جو صاحب اسمائے حسنیٰ اور آیات کبریٰ ہے پھر تو فرشتے رات دن آمنہ کے آس پاس رہتے اور پرند خوش آواز ان کو مبارکباد دیتے گیا رہیں شب فرشتے رات بھر تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے بارہویں رات منادی نے ندا کی اے آمنہ تجھے بشارت ہو ساتھ اس مولود کے جو آج کی رات تیرے پیٹ سے نکلے گا وہ آفتاب فلاح و ہدایت ہے اس کا نام محمد رکھنا اس رات زمین و آسمان انوار سے منور تھے اور ستارے زمین کی طرف اس قدر جھکے تھے گویا مسروں پر گر پڑیں گے متبرک مکانوں سے خوشی کا اثر ظاہر تھا عرش ذوق و شوق میں ہل رہا تھا آسمان کے فرشتے زمین کے گرد صف باندھے کھڑے تھے جبریل اور اسرافیل مولد شریف میں اترے زمین آسمان پر طرح طرح سے ناز کرتی تھی بت اندھے پڑے تھے شیاطین زنجیروں میں جکڑے تھے دریا ساوا خشک ہو گیا وادی سادہ میں دریا جاری ہوا آگ فارس کی کہ ہزار برس سے جلتی تھی بجھ گئی محل ایران کے بادشاہ کا پھٹ گیا اور اسکے چودہ برج گر پڑے ایک علم مشرق اور ایک مغرب میں اور تیسرا بام کعبہ پر منصوب ہوا کثاف عالم میں آپ کی ولادت کا ایک شور تھا وحش و طیر دھوم مچا رہے تھے اور فرشتے آپ کے قدم کے منتظر تھے کہ آمنہ کو دروزہ شروع ہوا اسوقت تنہائی سے گھبرا کر کہنے لگیں کاش جہنم مناف کی بیٹیاں میرے پاس ہوتیں نا گا کہ کچھ عورتیں خوبصورت آسیہ و مریم کے ساتھ ان کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا اے آمنہ ہم جو ہیں ہیں خدا نے ہم کو تیرے پاس بھیجا ہے کہ تجھے مبارکباد دیں اور تیری خدمت کریں پھر ایک پرند آسمان سے اُترا اس کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا کہ درود سے زیادہ پیسا اور مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا آمنہ سے کہا اے نوش فرا آمنہ کہتی ہیں میں نے نوش کیا پھر کیا سیر ہو کر پی میں نے سیر ہو کر کیا پھر اپنا ہاتھ میرے پیٹ سے ملنے لگا اور کہا اظہر یا سید المرسلین اظہر یا سید العالمین اظہر یا خاتم النبیین اظہر یا نبی اللہ اظہر یا رسول اللہ اظہر یا خیر خلق اللہ اظہر یا نور من نور اللہ بسم اللہ اظہر یا محمد بن عبد اللہ فظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لبد و المنیر سے ولد الحبيب ومثلہ لا یولد + ولد الحبيب وخدا یتورد + ولد الحبيب مکحلا ومطیبا + والنور من وجنتیہ یتوقد + هذا امام المرسلین حقیقہ + هذا ختام الانبیاء وسید + قالت ملائکۃ السماء یا سرہم + ولد الحبيب ومثلہ یولد + صلوا علیہ بکوردۃ وعشیۃ + الف الصلوٰۃ مع السلام وزید + الف الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ باب دوم شہرت متاخرہ کے بیان میں ابن جوزی اپنے رسالہ میں کہتے ہیں کہ جسوقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایک گویندے نے کہا یرحمک اللہ اللہ تم پر رحمت کرے پھر جو غیب سے ندا ہوئی وہ پیا یا ہادی پیدا ہوا جو اس پر ایک بار

درود بھیجے گا خدا اُس پر دس بار اپنی رحمت نازل فرمائے گا اور اُس کا اجر زیادہ کرے گا جو پھر فرشتوں نے سبحان اللہ ولا الہ الا اللہ کہہ کر اُس جناب کے گرد ہجوم کیا اور حوروں نے بہشت میں خوشی کا سامان بپا فرمایا متبرک مکانات خدا کی تسبیح و تہلیل کرنے لگے اور تمام عالم میں خوشی کے آثار اور آسمانی الوار ظاہر ہوئے۔ حداد آپ کے ساتھ ایک عجیب و غریبی پیدا ہوئی جس کے سبب سے اہل مکہ کو شام کے مکانات نظر آئے۔ وہ شب میلاد محمد چہ شب روشن بودہ کز زکوة و اخلاص منور گردیدہ مکہ و شام چہ کو مشرق و مغرب نورش بہ ہمہ راگشت محیط و ہمہ جا در گردید۔ قسطلافی اور ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے خدا کو سجدہ کیا اور انگشت مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ سوا خدا کے کوئی معبود نہیں میں بیشک خدا کا رسول ہوں قیامت میں جو اس کے پاس کہتے ہیں کہ اول کلمہ جو زبان فیض ترجمان نکلا یہ تھا اللہ اکبر کیدار الحمد للہ کثیرا فسمحان اللہ بکرة واصیلا آمنہ سے روایت ہے کہ جب آپ تولد ہوئے چار عورتیں کہ مکہ کی عورتوں سے مشابہت نہ رکھتی تھیں آسمان سے اتریں میں اُن کو دیکھ کر ڈری کہا خوف نہ کر ہم چاروں حوا و سارہ و ہاجرہ و آسیہ میں حوا کے پاس سونے کا طبق اور سارہ کے پاس ابریق نقرہ آب کوثر سے بھرا اور ہاجرہ کے پاس عطر ہشتی اور آسیہ کے پاس مندریل سبز پتھر انھوں نے حضرت کو اُس پشت زدیں آب کوثر سے نہلایا اور مندریل سبز مبارک پر باندھ کر عطر ہشت آس میں مل دیا اور آپ کو آمنہ کی گود میں لٹایا اس وقت آپ نے جناب الہی میں سجدہ کیا اور کہا رب ہب لی امتی خدا یا میری امت کو میرے واسطے بخش دے خطاب ہوا و ہبتک امتک با علی ہبتک میں تیری امت کو بسبب تیری بلند ہمت کے بخش دیا پھر فرشتوں سے ارشاد ہوا اشہد وایا ملائکتی ان جیبی لم یسی امتہ عند الولادة فکیف ینساہا یوم القیامۃ اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میرا جیب اپنی امت کو پیدا ہونے کے وقت نہ بھولا تو اسکو قیامت کے دن کس طرح بھولے گا ابن جوزی لکھتے ہیں ہمارے حضرت دونوں بات پر سجدہ کئے آسمان کی طرف آنکھیں اٹھائے پیدا ہوئے۔ نکتہ نامعلوم ہو کہ توجہ آپ کی اُس عالم کی طرف ہے سوا عبادت الہی اور معرفت جلال کی کو کسی کام کی طرف متوجہ نہ کریں گے۔ ابو نعیم نے دلائل النبوة میں روایت کیا کہ بعد ولادت کے فرشتے نے آپ کو اُس بانی سے جو ساتھ لایا تھا تین بار نہلایا اور پارہ حریر سے ایک مہر کے شکل میں مثل بیضہ کنوڑ کے اور چمک میں مانند زہرہ کے تھی نکال کر دوش مقدس پر ثبت کی پھر جو فرشتے اُس جناب کو آسمان کی طرف اٹھا لیگے پروردگار نے تاج کرامت اور خلعت عظمت سے مشرف فرمایا پس آپ لباس نور و وقار میں لپٹے ہوئے تشریف لائے اور ملائکہ صف باندھ کر اس جناب کے گرد گھمڑے ہوئے پھر ایک ٹکڑا پسید بادل کا آپ کو اٹھالے گیا اور ندا دی نے کہا اس مولود کو اکناف عالم اور اطراف زمین میں پھراؤ تا خلق اُس کے حال سے واقف ہو کہ خدا نے اُسے صفوت آدم و معرفت شیش و رقت نوح و خلعت ابراہیم و استسلام اسمعیل و صبر یوب و شکر یعقوب و جمال یوسف و آواز د اود و حکومت سلیمان و حکمت لقمان و قوت موسیٰ و شجاعت عیسیٰ و زہد یحییٰ عنایت کیا ہے اور اُسے تمام انبیاء و مرسلین کے اخلاق میں غوطہ دیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اُن کو مشرق و مغرب میں پھراؤ اور موالد انبیاء میں لے جاؤ تا پینہ ان کے حق میں برکت کی دعا کریں اور اُن کو ملت حنفیہ کا لباس پہناؤ اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس لجاؤ اور دریا و صحرا پر عرض کرو کہ اُن کا نام ابراہیم کی صفت پہچانیں اور نام اُن کا ماحی ہے یعنی کفر و شرک کے مٹانے والے

اور ایک روایت میں اس طرح وارد ہوا کہ کہنے والے نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام زمین کی سیر کرو اور ارواح و ملائک اور جن و انس اور وحش و طیر پر عرض کرو اور کبھی نبوت اور نصرت کی اور خزانہ عالم کے اُن کے ہات میں دو اور سب پیغمبروں کے اخلاق اُن میں جمع کرو آمنہ کہتی ہیں پھر وہ ابرہٹ گیا اور آپ کو سبز حریر میں لپیٹ کر کسی نے میرے حوالے کیا میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ جو دھویں رات کے چاند کی مانند چمک رہا اور اُن کا بدن مشک اذ فر سے جھلک رہا ہے اور پسینہ آپ کے کپڑوں سے ٹپک رہا ہے اور تین شخص ایسے خوبصورت آپ کے پاس کھڑے ہیں گویا آفتاب اُن کے چہروں میں چمکتا ہے ایک کے ہات میں چاندی کا بریق ہے کہ اُس سے خوشبو مشک کی آتی ہے اور دوسرے کے پاس زمرہ کا طشت ہے جس کے چار کونے ہیں ہر گوشہ میں موتی آباد لگے ہیں پھر ایک کہنے والے نے کہا اے خدا کے پیارے یہ طشت دنیا ہے اس کے جس گوشے کو چاہے پسند کرے آپ نے اُسکے بیج میں ہات رکھ دیا غیب سے ندا ہوئی بخدا اے کعبہ اُس نے کعبہ کو کہی اُسکا مولد ہے اور وہی اُس کا قبلہ ہو گا اختیار کیا اور تیسرے کے ہات میں حریر سبز کا ٹکڑا تھا حضرت کو اُس طشت میں بٹھا کر ابریق کے پانی سے سات بار نہلایا پھر اُن میں سے ایک نے آپ کو اپنے پروں کے تلے چھپایا اور اُن کے کان میں کچھ کہا پھر اُن کی آنکھوں کے نیچے بوسے دیکر عرض کیا اے محمد تم کو بشارت ہو کہ خدا نے تم کو سب پیغمبروں کا علم عنایت کیا اور سخاوت و شجاعت اور علم اور ہر خلق تم کو سب سے زیادہ دیا اور خزانہ نصرت کی کنجیاں تمہارے ہات میں رکھیں اور تمہاری ہیبت اور بڑائی خلق کے دل میں پیدا کی کہ لوگ بے دیکھے تمہارا نام سنکر کانپ جائیں گے پھر اُس نے اپنا منہ حضرت کے منہ پر رکھا جیسے کبوتر اپنے بچے کو بھرتا ہے آمنہ کہتی ہیں میں دیکھتی تھی کہ آپ انگلی سے اس طرح اشارہ کرتے تھے جیسے کوئی زیادہ مانگتا ہے سلطان فی اور بدر الدین زکریا نقل کرتے ہیں کہ رضوان داروغہ بہشت نے حاضر ہو کر آپ کے کان میں کہا اے محمد تم کو بشارت ہو کہ سب پیغمبروں کا علم تم کو عنایت ہوا پس تم اُن سب سے زیادہ دانشمند اور پلاد ہو۔ آمنہ کہتی ہیں منادی نے ندا کی کیا خوب حکومت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی کہ تمام خلق آپ کے قبضہ میں اور آپ کی فرمانبرداری ہو جائے گی۔ عبد المطلب کہتے ہیں کہ میں شب ولادت خانہ کعبہ میں تھا آدمی رات کے وقت کیا دیکھتا ہوں کہ خانہ کعبہ نے مقام ابراہیم میں سجدہ کیا اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر رب محمد و المصطفیٰ الآل قد ظہرت فی ربی من انجاس الاصنام و ادجاس المشرکین اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے پروردگار محمد مصطفیٰ کا اب مجھے میرے رب نے بتوں کی نجاستوں اور بت پرستوں کی پلیدیوں سے پاک کیا اور جس قدر بت حوالی کعبہ رکھے تھے ٹوٹ گئے اور سب سے بڑا بت کہ اُس کا نام ہبل تھا آمنہ کے بل گر پڑا اور آواز آئی کہ آمنہ کے بیٹ سے محمد پیدا ہوئے اور سحاب رحمت اور طشت فردوس اُن کے نہلانے کیلئے لائے یہ مشرکہ سنکر گھبریں گئے جب اُس مکان میں جہاں آپ تشریف رکھتے تھے جانے لگے ایک شخص جلوہ گر ہوا کہ اُن کے سامنے ہوا اور کہا شکلات املک تیری ماں تجھے پیٹے کہاں آتا ہے جب تک سب فرشتے اُس کی زیارت سے مشرف نہ ہوں گے کوئی آدمی اُسکو نہ دیکھے گا عبد المطلب کہتے ہیں اُس وقت میرا بدن کانپ گیا اور باہر نکل کر چاہا کہ قریش کو اس حال کی خبر کروں مگر قدرت نہ پائی اور میری زبان بند ہو گئی جب فرشتے زیارت سے فارغ ہوئے دایہ نے نہلانے کا ارادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزبان فصیح فرمایا کہ میں آپ رحمت سے غسل

دیا گیا ہوں ازل میں بھی پاک تھا اور اب بھی پاک پیدا ہوا ہوں بعدہ عبدالمطلب آپ کو خانہ کعبہ میں لے گئے اور شکر الہی بجالائے اور چند اشعار آپ کی تعریف میں کہے پھر وہاں سے لا کر آمنہ کی گود میں دیا تین دن آمنہ نے آپ کو دودھ پلایا پھر ثویبہ کنیز کو ابولہب جس کو ابولہب نے ولادت باسعادت کی خبر سنا کر آزاد کیا تھا اس دولت سے مشرف ہوئی بعد ازاں یہ سعادت کبریٰ حلیمہ سعدیہ کو نصیب ہوئی کتب سیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے منادی نے اطراف عالم میں ندا کی اے خلائق محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے خوشحال اُن چھاتیوں کا جو انہیں دودھ پلائیں اور خوشحال اُن باتوں کا جو اُن کی پرورش کریں اور فہم نصیب اُن مکانوں کے جن میں وہ رہیں یہ آواز سن کر تمام مخلوق ابراہیم باد اور چرند پرند اس کام کی آرزو اور آپ کی خدمت کی تمنا کرنے لگے اور آپس میں جھگڑنے لگے غیب سے ندا ہوئی تم سب اس تمنائے بات اٹھاؤ کہ یہ سعادت روز ازل سے حلیمہ سعدیہ کو ملی ہے حلیمہ کہتی ہیں جس سال حضرت پیدا ہوئے بسبب قحط کے تین تین دن مجھے روٹی میسر نہ ہوتی ایک روز بھوک کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھے ایک نہر میں کر اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید تھا غوطہ کھینچ کر کہا کہ یہ پانی پی لے کہ تیرا دودھ زیادہ اور خیر و برکت تجھے حاصل ہو خدا کی قسم وہ پانی شہدہ سے زیادہ خیر میں دھو شکار تھا پھر اُسی شخص نے کہا تو مجھے پہچانتی ہے یا نہیں اے حلیمہ میں تیرا شکر ہوں کہ مشقت اور تکلیف میں کرتی رہی اب تیری روزی کھلے گی بطولائے مکہ کی طرف جاؤ وہاں سے ایک نور روشن تیرے ساتھ آئے گا مگر یہ حال کسی سے نہ کہنا پھر اُس نے ایک ہات میرے سینے پر مار کر کہا خدا تعالیٰ تیرا رزق کشادہ اور تیرا دودھ زیادہ کرے گا جب میں خواب سے بیدار ہوئی بھوک کا اثر مطلق نہ پایا اور اپنی چھاتیاں دودھ سے بھری تھیں قوم کی عورتیں کہ شدت گرنگی سے سوکھ کر کانتا ہو گئی تھیں مجھے دیکھ کر متعجب ہوئیں کہ کل تو بھی ہماری طرح لاغر اور پریشاں حال تھی اور آج تیرا رنگ خہرا دیوں کی مانند چمکنے لگا میں اُنکی باتیں سنتی اور چپ ہو رہی کہ افشار راز کی اجازت نہ تھی القصہ جب بنی سعد کی عورتیں مکے کو چلیں میں بھی اُنکے ساتھ ہوئی جب قریب پہنچی غیب سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہتا ہے خدا تعالیٰ نے اُس لڑکے کی برکت سے جو قریش میں پیدا ہوا ہے اور وہ دن کا آفتاب رات کا چاند ہے اس برس کو تم پر آسان اور فراخ کر دیا خوشا وقت اُن چھاتیوں کی جو اُسے دودھ پلائیں اے بنی سعد کی عورتو دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو یہ سنکر سب عورتیں چلنے میں شتابی کرنے لگیں میں ہر چند جلدی کرتی تھی مگر میری گدھی بسبب ضعف و لاغری کے سبک پیچھے رہتی تھی ناگاہ غیب سے آواز آئی ہنیئالک یا حلیمہ خوشحال تیرا اے حلیمہ اور ایک شخص بلند قامت نے پہاڑوں کے درے سے نکل کر مجھ سے کہا اے حلیمہ خدا نے تعالیٰ نے تجھے بشارت دی ہے اور مجھے حکم کیا ہے کہ شیطانوں اور سرکشوں کو تجھ سے دور کروں رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک سرسبز اور گھنے درخت نے مجھ پر سایہ کیا اور ایک درخت خرمے کا نظر آیا اگر طرح طرح کے چھوڑے اُس میں لگے ہیں اور بنی سعد کی عورتیں کہتی ہیں اے حلیمہ تو ہماری ملکہ ہے میں نے اُسکا ایک چھوٹا لکھایا شہدہ سے زیادہ خیر میں پایا اور اُسکی حلاوت میرے ذائقہ سے مدت تک نہ گئی جب میں مکہ میں پہنچی بنی سعد کی عورتوں نے مالداروں کے لڑکے پہلے سے لے لئے تھے مجھے کوئی لڑکا نہ ملا ناگاہ ایک شخص باسیت و عظمت کے اُس کے چہرے سے آنار یا سنا ظاہر تھے میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا تیرا کیا نام ہے میں نے کہا حلیمہ سعدیہ فرمایا بخیر مع

خصلتان حسنتان سعد وحلم فیہما عزالدھر وعزالابد یعنی خوش خوش دو خصلتیں نیک ہیں نیک بختی
دور بردباری ان دونوں میں عزت سرمدی اور عزت ابدی ہے اسے حلیمہ میرے پاس ایک لڑکا تیس برس کا تھا میرے محمد نام اسے بنی سعد
کی سب عورتوں کو سپرد کرتا رہا کسی نے قبول نہ کیا کہ تیس برس کے دودھ پلانے سے کیا نفع ہوگا تو اسے قبول کر شاید اسکی برکت
سے خدا تجھے غنی کر دے میں نے اپنے شوہر سے مشورہ لیا خدا نے محبت حضرت کی اس کے دل میں ڈالی کہ مجھے بخوشی اجازت دی
میں عبدالطلب کے ساتھ اُن کے گھر گئی حضرت جامد صوفی میں لپٹے بستر حریر پر آرام کر رہے تھے دیکھتے ہی اُن کے حسن و جمال
پر عاشق ہو گئی آہستہ سے آپ کو جگایا آپ نے مسکرا کر آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھا ایک نور دندان مبارک سے نکل
کر آسمان کی طرف بلند ہوا میں نے آپ کی آنکھوں میں بوسہ دیا اور گود میں لے کر پستان راست سے دودھ پلا یا جب
پستان چپ دینے لگی آپ نے نلی اور منہ پھیر لیا۔ جب میں آپ کو لے کر اپنے شوہر کے پاس گئی وہ صورت مبارک دیکھتے
ہی عاشق ہو گیا اور میری اونٹنی کے تھنوں میں کہ مدت سے خشک ہو گئے تھے دودھ آ کر آیا میرے شوہر نے یہ حال دیکھ کر
مجھے کہا اسے حلیمہ تجھے بشارت ہو کہ تجھ کو ایسا لڑکا خیر و برکت کا ملا اُمید ہے کہ خدا اسکی برکت کو زیادہ کرے گا۔ جب میں
آپ کو اپنے گھر کی طرف لیکر چلی جس جنگل میں گزرتی سرسبز اور شاداب ہو جاتا اور جس درخت کے تلے اترتی آپ کو سلام
کرتا اور اُس کا سایہ آپ کی طرف جھک آتا ابن طغرل مو میری سواری کا جانور نہایت مست رو تھا آپ کے
سوار ہوتے ہی سب قافلہ کے آگے چلنے لگا قافلہ کی عورتوں نے اُس کی چالاک اور تیز روی پر تعجب کیا اُس نے بزبان
فصح جواب دیا اے بنی سعد کی عورت تو تم نہیں جانتی ہو مجھ پر وہ شخص سوار ہے جو خدا کا پیارا اور سب انبیاء سے بہتر
اور سب رسولوں کا سردار ہے پھر تو ہر طرف سے آواز آنے لگی اے حلیمہ تو تو نگر ہوئی اور بسبب اس لڑکے کے
تیرا تہ قوم میں بلند ہوا۔ راہ میں بکریاں چرتی تھیں مجھ سے بزبان فصیح کہنے لگیں اے حلیمہ تو اس بچے کو جانتی ہے یہ مالک
زمین و آسمان کا پیغمبر اور اولاد آدم کا سردار اور تمام جن و انس سے بہتر ہے اور ایک پیر مرد نظر آیا کہ حضرت کو دیکھتے ہی
کہنے لگا یہ لڑکا ختم المرسلین ہے وادی سدرہ میں جہنم کے کئی عالم ٹھہرے ہوئے تھے آپ کو دیکھ کر بولے بیشک یہ لڑکا
پیغمبر آخر الزماں ہے اور وادی ہوازن میں ایک اور پیر مرد نظر آیا اُس نے کہا یہ خاتم الانبیاء ہیں۔ انھیں کے پیدا ہونے
کی عیسیٰ نے خبر دی تھی۔ قبیلہ بنی سعد اُن دنوں قحط میں مبتلا تھا جب میں حضرت کو لے کر اپنی قوم میں پہنچی
قحط دور ہوا اور زمین سرسبز و شاداب ہو گئی درختوں میں پھل لگے اونٹ موٹے ہو گئے سب قوم بالاتفاق کہتی
تھی کہ یہ فراغت اس مہمان عزیز کی بدولت حاصل ہوئی جو میں نے اپنی بکریوں کو آپ کا ہات لگا دیا اس قدر دودھ
دینے لگیں کہ ایک دن کا دودھ چالیس دن کو کفایت کرتا۔ رات کو چہرہ مبارک اس قدر چمکتا کہ چراغ کی حاجت
نہ ہوتی۔ ایک روز ام خولہ سعدیہ کہ میرے گھر کے پاس رہتی تھی مجھ سے کہنے لگی اے حلیمہ کیا تو اپنے گھر میں رات
کو آگ جلا کر کرتی ہے کہ تمام رات عجب طرح کی روشنی تیرے گھر میں نظر آتی ہے میں نے کہا یہ آگ کی روشنی
نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ روشن کی چمک ہے جو جب زنان بنی سعد نے دیکھا کہ حلیمہ کی سات
بکریوں سے سات سو ہو گئیں اور اس قدر آسودگی اُن کو حاصل ہوئی کہ سیکڑوں محتاج اُن کے دروازے پر

پڑے رہتے ہیں حلیمہ سے درخواست کی کہ میں بھی محمد کی برکت سے بہرہ مند کر حلیمہ نے پائے مبارک حوض میں دھو کر اُس کا پانی قوم کی بکریوں کو پلایا سب حامل ہو گئیں اور قوم اُن کے دودھ سے آسودہ و متمول جو ایک دن حلیمہ کو غیب سے آواز آئی کہ کوئی شخص کہتا ہے اے حلیمہ تجھے اُس فرزند کیسا تقدیر بشارت ہو جو تمام عرب کا سردار ہے جو حلیمہ کہتی ہیں جو دعائیں نے حضرت کے وسیلہ سے مانگی قبول ہوئی اور کہی میں نے آپ کا بول و براز نہ دھویا کہ آپ بستر پر بھی پاخانہ پشاپ نہ کرتے اور آدمی رات کے وقت اکثر فرمایا کرتے لا الہ الا اللہ قد و ساق قد و ساق ذات العیون والرحمن لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کوئی قابل پرستش کے نہیں سوا خدا کے وہ پاک ہے وہ پاک ہے آنکھیں سوتی ہیں اور رحمن کو نہ اونگ آتی ہے نہ نیند کہتے ہیں کہ چاند آپ سے جھولے میں باتیں کرتا صابونی محدث اور جس طرف اشارہ فرماتے جھک جاتا اور اُن کو بہلا کر رونے سے باز رکھتا اور فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے اور آپ کی حفظ و نگہبانی اور قدرت گزاری میں حاضر رہتے اور ستر آپ کا ظاہر ہوتا اگر موتا تو فرشتے چھا دیتے یا خود چھپا لیتے اور بائیں پستان سے دودھ نکالتے اگر حلیمہ پستان چپ آپ کے منہ میں دیتیں منہ ہٹا لیتے۔ نکتہ اس میں یہ بعید تھا کہ خالق نے اُس جناب کو مکام اخلاق سے آراستہ پیدا کیا تھا لہذا آپ ایام شیر خورگی میں بھی ضرورت سے زیادہ دنیا کی طرف ملتفت نہ ہوتے اور اسقدر دودھ پر کہ بقلے حیات کیلئے کفایت کرے قناعت فرماتے اور اسقدر فقط پستان راست سے حاصل ہو سکتا تھا اس لئے پستان چپ کی طرف التفات نہ کرتے یا بسبب کمال عدالت کے کہ پروردگار نے اُنکی طبیعت میں پیدائی تھی پستان چپ اپنے رضاعی بھائی کے واسطے چھوڑ دیتے حلیمہ کہتی ہیں ایک رات کیا دیکھتی ہوں کہ آپ کے گرد نور پھیلا ہوا ہے اور ایک شخص سبز پوش آپ گسربانے کھڑا ہے میں نے اپنے شوہر کو جگا کر یہ حال سنایا اُس نے کہا اس بعید کو کسی پر ظاہر نہ کرنا کہ جس دن سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے علماء یہود کو کھانا پینا خوش نہیں آتا ہے اور ہم کو اس لڑکے سے خدا کے فضل و کرم کا بھر و سار ہے جب عمر شریف نو مہینہ کی ہوئی بفضاحت تمام کلام کرنے لگے۔ لڑکے کیلئے کے لئے بلاتے آپ فرماتے مجھے کیلئے کے لئے نہیں پیدا کیا ہے حلیمہ کہتی ہیں ایک دن حضرت میری گود میں بیٹھے تھے کئی بکریاں اُدھر سے گزریں اُن میں سے ایک نے آپ کو سجدہ کیا اور سر مبارک پر بوسہ دیا۔ ایک روز آپ نے حلیمہ سے کہا کہ میرے بھائی دن کو کہاں جایا کرتے ہیں عرض کیا جنگل کو بکریاں چرانے کے لئے فرمایا میں بھی کل سے اُن کے ساتھ جاؤں گا ہر چند عذر کیا قبول نہ ہوا۔ نکتہ پروردگار نے بکریاں چرانے کی رغبت اُس جناب کے دل میں اسلئے پیدا کی کہ یہ کام سیاست اور شفقت برضفا رامت اور صبر بر مشقت وغیرہ امور سے جن کی آپ کو حاجت ہوتی تھی نہایت مناسبت رکھتا ہے اور آدمی کو تواضع اور انگسار سکھاتا ہے علاوہ بریں جب مرد احسان شناس ایسے حیرت کام سے کسی منصب عمدہ اور عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوتا ہے شکر اپنے مولیٰ کا بجالاتا ہے اور اُس نعمت غیر حرقہ کی اُس کے دل میں قدر و منزلت ہوتی ہے الغرض آپ فرزند ان حلیمہ کے ساتھ بکریاں چرانے جایا کرتے دن بھر جنگل میں رہتے شام کو گھر آتے حلیمہ کہتی ہیں ایک دن میرے بیٹے نے مجھ سے کہا اے میری ماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عجیبہ ہے جو کہ جس جنگل میں جاتے ہیں ہر اہو جاتا ہے اور دھوپ میں ابراہن کے سر پر سایہ کرتا ہے اور اُن کے ساتھ پھر تار ہے

ریت پر اُن کے قدم کا نشان نہیں پڑتا اور پھر اُن کے پاؤں کے تلے خمیر کی طرح نرم ہو جاتا ہے اور اُس پر قدم شریف کا نشان بن جاتا ہے۔ جنگل کے جانور آتے ہیں اور اُن کے قدم چوم کر چلے جاتے ہیں میں نے کہا اے حمزہ اپنے بھائی کا یہ حال کسی سے نہ کہنا جب عمر شریف چار برس کی ہوئی فرشتوں نے سینہ مقدس چاک کیا اور دل مبارک چیر کر ایک سیاہ نقطہ خون آلود اُس میں سے نکال کر پھینک دیا اور کہا ہذا حظ الشیطان منک یا رسول اللہ یہ حصہ شیطان کا ہے تجھ سے اے رسول خدا کے اور آپ کی دونوں آنکھوں میں بوسہ دیکر عرض کیا اے پیارے تم خوف نہ کرو اگر تم اُن خوبیوں سے جو حق تعالیٰ نے تمہارے لئے تیار کی ہیں واقف ہو جاؤ ہر آئینہ تمہاری آنکھیں کھل جائیں۔ حلیمہ کہتی ہیں ایک دن کیا دیکھتی ہوں کہ میرا بیٹا دوڑتا روٹا کرتا پڑتا چلاتا چلاتا چلا آتا ہے کہ اے میری ماں بھائی محمد مجازی کی خبر لے یقین ہے کہ اُس کو جیتنا نہ پاوے میں یہ بات شکر ترساں دل رزاں روتی ہوئی پہاڑ کی طرف دوڑی جب وہاں پہنچی دیکھا کہ حضرت یحییٰ و عاقبت بیٹھے آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں حلیمہ کو دیکھ کر تبسم فرمایا حلیمہ دوڑ کر پیٹ گئیں اور آپ کو وہاں سے گھر میں لائیں قوم نے کہا اس لڑکے پر جن کا سایہ ہو گیا کاہن کے پاس لے چلو آپ نے فرمایا اللہ اللہ میں اپنے کو صحیح و سالم پاتا ہوں تم اندیشہ مت کرو مگر قوم نے نہ مانا جب حلیمہ آپ کو کاہن کے پاس لے گئیں اور آپ نے اُس کو سب حال سنایا سنتے ہی کود کر حضرت سے پیٹ گیا اور چلانے لگا اے اہل عرب اس لڑکے کو قتل کرو اور اس کے ساتھ مجھے بھی مار ڈالو کہ اگر یہ زندہ رہے عقلمندوں کو احمق ٹھہرائے گا اور تمہارے دین کو دنیا سے مٹائے گا اور ایک نیا دین نکلے گا اور نئے معبود کی طرف سب کو بلائے گا حلیمہ آپ کو اُس کاہن سے چھین کر کہنے لگیں تو دیوانہ ہے جو ایسی باتیں بکتا ہے اگر میں یہ جانتی تو اپنے بیٹے کو تیرے پاس کبھی نہ لاتی اور بیشک تو قتل کرنے کے لائق ہے پھر حضرت کو وہاں سے گھر لائیں اور وہاں کا قصہ کیا۔ رات کو غیب سے آواز آئی کہ خیر و برکت بنی سعد سے جاتی ہے اور اے بظہار کہ خوش ہو کہ روشنی و زینت تجھ میں پھر آتی ہے۔ القصہ آپ کو ساتھ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوئیں جب حرم کے متصل پہنچیں عارف رومی غیب سے آواز سنی اے حلیمہ مبارک ہو آج آفتاب جو دو سخاوت شاہ جواں دولت تجھ میں تشریف لاتا ہے حضرت کو حلیمہ میں بٹھا کر گوبندہ کی تلاش کرنے لگیں لوٹ کر آئیں تو سید عالم کو وہاں نہ پایا یہ حال دیکھ کر بے تاب ہوئیں اور آپ کو چار طرف ڈھونڈھتی پھرتی تھیں چند چپ و راست تلاش کیا کہیں سراخ نہ ملا روئے اور دامعہ اور داولد کہنے لگیں اُنکی بیقراری اور گریہ وزاری سے عالم بالا میں لرزہ پڑ گیا جس نے حال زار اُن کا دیکھا بے اختیار روئے لگا ایک بوڑھے نے اُن سے کہا تجھے عزی کے پاس لے چلتا ہوں وہ بُت غیب کی باتیں بتاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے اپنی مراد پاتا ہے القصہ وہ مرد ضعیف حلیمہ کو بت خانہ لے گیا اور عزی کو سجدہ کر کے کہا اے خداوند عرب اور دریائے کرم یہ حلیمہ مسافرہ تیری پناہ میں آئی ہے اور تجھ سے اپنی مراد مانگتی ہے اس کا بیٹا کہ نام اُس کا محمد ہے تیرے ملک میں گم ہو گیا یہ کہتے ہی عزی اور سب بُت زمین پر گر پڑے اور اُن سے آواز آئی اے شخص کس کا ذکر کرتا ہے اور ہمارے زخم دل پر کیوں نمک چھڑکتا ہے یہ وہ شخص ہے کہ ہم کو سنگ سار اور بے اعتبار کرے گا ہماری کیا مجال کہ اُسکے معاملہ میں دخل دیں جس کا نام سننے سے ہمارے سب حیلے اور فتنے مٹ گئے کہ اپنے میں اصلا قدرت نہیں پاتے ہر مرد نے یہ ماجرا عجیب و غریب

دیکھ کر اور تھوں کا کلام سن کر حلیمہ سے کہا مبارک ہو کہ وہ لڑکا ہرگز گم نہ ہوگا بلکہ گمراہوں کو راہ بتائے گا اور ایک عالم اُس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرے گا جب آپ کے گم ہونے کی خبر عبدالمطلب کو پہنچی روتے ہوئے خانہ کعبہ میں آئے اور جناب الہی میں عرض کیا اے اللہ! بادل خاں اگرچہ میں اس لائق نہیں کہ میری بات میرے دروازہ پر سنی جائے مگر اس طفل جواں دولت میں تیری عنایت کے آثار پاتا ہوں اسلئے اُسی کو تیری جناب میں شفیع لاتا ہوں کہ بطفیل اُسکے مجھ کو اُس کے حال سے آگاہ کر دے اور ہوتی اے عبدالمطلب قریب ہے کہ وہ تجھ سے ملے اور ہم اُسکے حافظ و نگہبان ہیں عرض کیا الہی اُس کا پتہ مجھے بتا جواب ہوا کہ فلاں درخت کے تلے بیٹھے ہیں عبدالمطلب اکابر قریش کو ساتھ لیکر اُس درخت کی طرف چلے اُدھر سے جبریل امین آپ کو لائے آتے تھے بات عبدالمطلب کے ہاتھ میں دیا بعض روایات میں ہے کہ ابو جہل اُس درخت کی طرف سے نکلا آپ کو اکیلا دیکھ اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کیا ہر چند چاہا اونٹ نے قدم نہ اٹھایا جب آگے بٹھایا چلنے لگا حیراں و ترساں عبدالمطلب کے پاس آیا اور حضرت کو اُن کے سپرد کر کے کہا مجھے بڑا اندیشہ ہے دیکھئے تمہارا یہ لڑکا میرے ساتھ گیا کرے اور یہ اُس مرتبہ کی تکمیل تھی کہ پروردگار عالم نے حضرت موسیٰ کو فرعون سے پرورش کرایا فر ولادت سے چھٹے برس آپ کی والدہ ماجدہ نے کہ دینہ شریفہ کو اپنے بھائیوں سے ملنے گئیں تھیں نوٹتے وقت منزل البواہیں وفات پائی اور آپ کے والدایم حمل شریف میں یا جب حضرت دو برس چار مہینہ کے ہوئے رحلت کر چکے تھے نکتہ غیرت الہی نے نہ چاہا کہ میرے حبیب کو غیر سے التجا کرنے کی عادت اور اُس کی تادیب و تہذیب دوسرے ہاتھ سے واقع ہو اس لئے ابتدا ہی سے اسباب ظاہر کو منقطع کیا اور اُس جناب کو بے پدر اور بے مادر کر دیا کہ پروردگار کے سوا کسی کی توجہ نہ کریں اور غفل و اسباب سے دل نہ لگائیں اور اپنے مالک کی عنایت کا شکر بجالائیں کہ اُن کو باوجود یتیمی اور میکسی کے کس خوبی کے ساتھ پرورش کیا اور کیسے اخلاق فاضلہ اور عادات شائستہ سے مہذب فرمایا کہ اگر تمام جہاں ازل سے اب تک ایک شخص کی تہذیب و تادیب میں مشغول رہے ایک شہمہ آپ کے اوصاف و اخلاق کا اُس کو تعلیم نہ کر سکے یہی دلیل آپ کی نبوت اور محبوبیت پر کلمات کرتی ہے کہ لڑکے بے پدر اکثر بد وضع اور آوارہ ہوتے ہیں وہ جناب باوجود یتیمی کے ایسی خوبیوں کیساتھ مہذب تھے کہ اتصاف اُن کے ساتھ بے تائید آسمانی اور عنایت الہی کے دشوار ہے اے عزیزوہ ذات مستجمع صفات واسطہ امکان و وجوب ہے اسلئے مفتقر الی الخالق اور مستغنی عن المخلوق ہے مرتبہ وجوب میں اگر استکمال بالغیر ممنوع ہے اس جگہ بھی استکمال بغیر اللہ محال ہے اگر اُس جناب کے والدین زندہ رہتے لوگ اُنکو تہذیب کا واسطہ ٹھہرتے کہ اُنہوں نے کیا اچھی طرح اپنے فرزند ارجمند کی تعلیم و تادیب کی غیرت الہی نے یہ شرکت پسند نہ فرمائی اور دفتر کمالات محمدیہ پر تعلیم خلق کا حرف گواہ نہ فرمایا اور اسی وجہ سے ولادت آپ کی محرم اور رجب اور رمضان میں کہ مشہور بکرامت و عظمت ہیں اور جمعہ کے دن کہ رفتہ ولادت آدم اور موصوف بہ برکت ہے واقع نہ ہوئی تا لوگ آپ کو مشرف بزمان نہ سمجھیں اور یہ نہ کہیں کہ ہمارے حضرت ایسے بزرگ مہینہ اور مبارک دن میں پیدا ہوئے بلکہ آپ کی ولادت سے زمانہ کو مشرف جانیں اور کہا کریں کہ روز جمعہ اگرچہ سیدالایام اور ماہ رمضان سیدالشہور ہے مگر یہ کہے دن اور ماہ ربیع الاول کے برابر نہیں کہ خوبیاں اور دلوں اور مہینوں کی اس دن اور مہینہ کی خوبی کے تابع ہیں اگر خوبی اس دن اور مہینہ کی کہ ولادت باسعادت سے عبارت ہے

ظہور میں نہ آتی جمعہ اور رمضان کو یہ حرمت اور عزت کس طرح ملتی القصد بعد انتقال آمنہ کے عبدالمطلب آپ کی پرورش اور خبر گیری میں مشغول ہوئے انہیں دنوں قریش میں قحط پڑا ایک دن ہاتھ نے پکارا کہ اس پیغمبر آخر الزماں کے وسیلہ سے دعا مانگو گے تو منہ برسے گا عبدالمطلب نے آپ کو کندھے پر اٹھا کر دعا کی آپ کی برکت سے خوب منہ برسا اور قحط دور ہوا اکثر اہل بیت اس قصہ کو ابو طالب کی طرف نسبت کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جب بارش خوب ہوئی ابو طالب نے آپ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور اس میں اس قصہ کو بھی ذکر کیا ہے وایض یستقی الغمام بوجهہ ۴ ثیال الیتامی اثمۃ للادامل اور براہ فراست بعض باتیں اس قصیدہ میں ایسی ذکر کیں جن کا ظہور بعثت کے بعد ہوا ساتویں یا آٹھویں برس ولادت کے عبدالمطلب نے رحلت فرمائی اور پرورش اور خبر گیری آپ کی ابو طالب سے متعلق ہوئی حق تعالیٰ نے اسرافیل علیہ السلام کو آپ کی نگہبانی اور خدمت کی واسطے مقرر کیا تین برس اور بقول مجد الدین فیروز آبادی صاحب صراط المستقیم کے ساتویں برس سے گیا دہویں تک آپ کے پاس حاضر رہے اس عرصہ میں کبھی کبھی آپ پر ظاہر بھی ہوئے بارہویں سال جو نبیل علیہ السلام خدمت کیلئے مقرر ہوئے اور انیس برس ساتھ رہے مگر کبھی نہ دکھائی دیئے اسی سال ابو طالب آپ کو ملک شام کی طرف لیگئے جب بصرے میں پہنچے پھر اناہب کر اگلی کتابوں سے حضرت کا اُس لوح میں پہنچنا دریافت کر کے بامید زیارت وہاں رہتا تھا آپ کو علامات نبوت سے پہچان کر تعظیم کیلئے اٹھا اور ابو طالب سے کہا ہذا سید العالمین ہذا رسول رب العالمین بیعتہ رحمۃ للعالمین یہ تمام عالم کے سردار اور رسول پروردگار ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو تمام عالم کیلئے رحمت بھیجے گا اے ابو طالب اُن کو ملک شام میں مت پھراؤ اور یہود کے شر سے نگاہ رکھو اور اس سفر میں دو امر عجیب آپ کے اربابہات سے واقع ہوئے ایک یہ کہ جب قریش صومعہ بھرا کے پاس پہنچے بھرانے دیکھا کہ ان جیسے کسی شخص کو درخت اور پتھر سجدہ کرتے ہیں اور وہ جانتا تھا کہ پتھر اور درخت پیغمبر کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے پس وہ آپ کی تلاش کیلئے اپنے صومعہ سے اتر ا اور قافلہ میں ڈھونڈنے لگا آپ اُس وقت جنگل کو اوٹھوں کے ساتھ گئے تھے دوسرے یہ کہ جب آپ اُدھر سے لوٹے بھرانے دیکھا کہ ابراہیم پر سایہ کئے آتا ہے جس وقت قوم کے قریب پہنچے لوگوں نے سایہ درخت کا پہلے سے گھیر لیا تھا آپ دھوپ میں بیٹھ گئے درخت کا سایہ آپ کی طرف جھک گیا بھرانے کہا دیکھو درخت کا سایہ اُنکی طرف جھکتا ہے اٹھا دیں برس ابو بکر صدیق نے آپ کی صحبت اختیار کی اور آپ کے ہمراہ ملک شام کو گئے راہ میں خوارق و عجائب دیکھ کر دل سے معتقد ہوئے پچیسویں سال آپ کے مال خدیجہ کا بطور مضاربت لیکر شام کی طرف سفر کیا اور میرہ غلام خدیجہ کا آپ کے ساتھ گیا جب آپ بصرے میں پہنچے نسطور راہ گئے آپ کو دیکھتے ہی کہا بیشک یہ جوان نبی آخر الزماں ہیں قسمر نے یہ حال اور جس قدر خوارق راہ میں دیکھے تھے خدیجہ سے مفصل بیان کئے اور لوٹے وقت خود خدیجہ نے فرشتوں کو آپ کے سر پر سایہ کرتے دیکھا اسوجہ سے اُن کے دل میں آپ کی خدمت کا اشتیاق پیدا ہوا اور آپ سے نکاح کی درخواست کی آپ نے بشورۃ ابو طالب اُنکی عرض قبول فرمائی اور اُن کو اپنی مناکحت سے مشرف فرمایا پینتیسویں سال قریش نے کعبہ کو از سر نو بنایا اور اُن میں ہجر اسود کے اٹھانے پر نزاع واقع ہوئی آخر یہ ٹھہرا کہ کل جو شخص سب سے پہلے مسجد حرام میں آوے اُسی کو اس معاملہ کا حکم کیجئے اتفاقاً اُس دن آپ مسجد حرام میں سب سے پہلے پہنچے قریش بہت خوش ہوئے کہ حضرت کی امانت و دیانت پر اعتماد کامل رکھتے تھے اور آپ کو محمد امین کہتے تھے آپ نے بمقتضائے

عقل سلیم یہ فیصلہ کیا کہ جہاں سود کو ایک چادر میں رکھ کر اور ہر قوم سے ایک شخص اس چادر کے کنارے کو تمام کے دیوار کعبہ کے متصل جس جگہ رکھنا منظور ہو پہنچا دیں پھر سب قریش مجھے اپنی طرف سے وکیل کر دیں کہ میں اُسکو موقع پر رکھ دوں اس تمہ سے تمام قریش جہاں سود کے رکھنے میں شریک ہو جائیں گے کہ نفل وکیل بمنزل نفل ہو کل کے ہے سب قوم اس فیصلہ پر راضی ہوئی اور آپ نے جہاں سود کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اُسکی جگہ پر رکھا اسی طرح بچپن میں اور نبوت سے پہلے نیک کاموں میں آپ اُن کے شریک ہوتے اور بد باتوں میں اُن کی شرکت سے احتراز فرماتے اکثر کفر کی مجلسوں میں آپ کو بلاتے کبھی تشریف نہ لیجاتے جب نزول وحی اور حصول مرتبہ رسالت کو تیرہ برس باقی رہے غیب سے ایک آواز سننے لگے کہ کوئی کہتا ہے یا محمد مگر کہنے والا نظر نہ آتا اور سات برس پہلے ایک روشنی نظر آنے لگی جس کے دیکھنے سے عجب طرح کا سر درد دل میں پیدا ہوتا ابن اثیر جامع الاصول میں اور ابن جوزی کتاب الوفا میں نقل کرتے ہیں کہ جب نبوت کو تین برس رہے اسرافیل آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگے پھر جبرئیل مامور خدمت ہوئے اور وحی لائے نکتہ حکیم مطلق نے نزول وحی سے پہلے آپ پر انوار اسرار ظاہر فرمائے اور فرشتوں کو آپ کی خدمت میں رکھا اور اُن کی آواز آپ کو سنائی تا حضرت کو عالم ملکوت اور ملائکہ کی باتوں سے مناسبت ہو جائے اور رفتہ رفتہ باری نبوت کی طاقت اور مشاہدۃ انوار تجلیات جبروت و لاہوت کی قوت حاصل ہو اگر ناگہاں وحی نازل ہوتی بنائے بشریت منہدم ہو جاتی یہی سبب ہے کہ ابتدا وحی کی سچے خوابوں سے شروع ہوتی جو کچھ خواب میں دیکھتے وہی ہوتا پھر توحید و شوق اُس طرف کا آپ کے دل میں زیادہ ہوا یہاں تک کہ اُس شوق میں گھر اور مال اور زن و فرزند سے دل کو اصلاً تعلق نہ رہا غار حرا میں تشریف لیجاتے اور تنہائی میں اپنے مالک کی یاد کرتے اور اُس محبت کو ہر روز ترقی تھی یہاں تک کہ دریائے ذکر قلبی میں مستغرق ہو گئے اور عالم غیب کے انوار و اسرار ساعت بساعت آپ کے دل پر نازل ہونے اور درخت اور جانور آپ کو بشارت دینے لگے جب استعداد و قابلیت کا مرتبہ انتہا کو پہنچا بقول ابن اسحاق ماہ رمضان میں اور اکثر محدثین کے نزدیک اکتالیسویں برس ولادت سے ماہ ربیع الاول میں ایک جوان خوبصورت خوش لباس کہ اُس کے بازو قوت درخشاں کے تھے نظر آیا اور کہا اے محمد میں جبرئیل ہوں خدا نے تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تم کو آدمیوں اور جنوں کا پیغمبر کیا ہے بعدہ ایک نامہ مرصع باقسام جو اہر آپ کے سامنے رکھا کہ اسے پڑھئے آپ نے فرمایا ما انا بقادری میں پڑھا نہیں ہوں پھر آپ کو خوب زور سے دلو چا پھر چھوڑ کر کہا اِقْدَأْ پڑھئے آپ نے وہی جواب دیا پھر خوب دلو چا پھر چھوڑ کر کہا اِقْدَأْ پڑھئے وہی جواب پایا تیسری مرتبہ پھر خوب دلو چا اور اس مرتبہ کے دلو چنے سے ایک عجیب حالت جسے شان ملکی کہنا لائق ہے پیدا ہوئی اور آپ مرتبہ انسانیت و ملکیت کے جامع ہو گئے القصہ تیسری مرتبہ چھوڑ کر اِقْدَأْ سے مالم یعلم تک آپ کو پڑھایا بعد ازاں آپ گھر میں تشریف لائے اور دل مبارک کا نپ رہا تھا خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا مجھے کپڑا اڑھا دو انھوں نے کپڑا اڑھایا جب خوف کم ہوا فرمایا لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي مِنْ اَنْ يَّجَانِ بِرُؤْسِهَا يَوْمَئِذٍ خَدِيجَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَافْتَحَ عَلَيَّ عَرْضَ كَيْلَافٍ وَاللّٰهُ لَا يَمُوزِنُكَ اللّٰهُ اَيْدَا اَنْتَ لَتَصِلَ الرَّحْمَ وَتَصْدُقَ الْحَدِيثَ وَتُؤَدِّيَ الْاِمَانَةَ وَتَحْمِلَ الْكُلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرُقِ الضَّعِيفَ وَتُعِينَ عَلَى نَوَاتِبِ الْحَقِّ خُذْ لَكَ قِسْمَ الشَّعْرِ بِكُلِّ مَعْلُومٍ ذَكَرَ لَكَ اَنْتَ اَبَدُ رَحْمَ كَرْتُمْ هِيَ اَوْرَاقَاتُ اَدَا كَرْتُمْ هِيَ

اور بوجہ اٹھاتے ہیں اور کسب معدوم کرتے ہیں اور مہمان کی ضیافت اور خاطر داری اور حق کاموں پر مدد فرماتے ہیں۔
 پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اُس جناب کو در قمر بن نوفل کے پاس کہ اگلی کتابوں کے عالم تھے اور انجیل کا ترجمہ زبان
 عربی میں کیا کرتے تھے لے گئیں آپ نے اُن سے ماجرہ بیان کیا انھوں نے شکر کہا ہذا الناموس الذی انزل اللہ
 علی موسیٰ یہ وہ جبرئیل ہیں جن کو خدا نے موسیٰ پر اتارا تھا کاش میں اُس وقت زندہ اور جوان ہوتا جس وقت آپ کی قوم آپ کو
 ٹکالے گی آپ نے فرمایا کیا وہ مجھے نکال دیں گے ورنہ نے کہا ہاں ہر نبی سے لوگ عداوت کرتے رہتے ہیں اگر میں اُس وقت
 ہوتا تو آپ کی قوی مدد کرتا پھر تھوڑے دنوں بعد ورقہ نے انتقال کیا اور وحی کا اترنا موقوف ہو گیا سرور عالم صلی اللہ علیہ
 وسلم اشتیاقِ وحی میں حد سے زیادہ بیقرار رہتے اور اس شعر کا مضمون بزبان حال بیان فرماتے سہ دیر است کہ دلدار
 پیامے نہ فرستاد نہ نوشت کلامے و سلائے نہ فرستاد۔ بعض اوقات پہاڑوں پر جا کر گرنے کا ارادہ کرتے جبرئیل امین
 حاضر ہو کر آپ کو تسلی دیتے کہ آپ ایسا ارادہ نہ کیجئے اور ہرگز نہ گھبرائیے خدائے تعالیٰ نے آپ کو روز ازل صاحبِ دولت
 کیا ہے اور بڑا تر بہرہ دیا ہے سہ مصطفیٰ را ہجر جوں پر داختی و خویش را از کوہ می انداختی و تا بگفتے جبرئیل اش ایس
 کن و کہ ترا بس دولت است از امر کن۔ پھر سورۃ مدثر نازل اور رسالت آپ کو حاصل ہوئی صدیق اکبر اور مولیٰ
 علی اور خدیجہ اور بلال اور زبیر بن حارثہ ایمان لائے اُن کے بعد عثمان بن عفان اور عبدالرحمن بن عوف اور طلحہ بن
 عبید اللہ اور زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور ابو عبیدہ بن جراح اور عبداللہ بن مسعود اور جعفر بن
 ابی طالب اور خالد بن سعید بن عاص اور ابوذر غفاری اور صہیب رومی رضی اللہ عنہم شرف باسلام ہوئے اُن دنوں آپ
 قریش سے پوشیدہ دعوت کرتے تھے کہ حکم آیا فاصدع بما تو مروا عوض عن المشرکین ظاہر کر جس بات کا تجھے
 حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لے آپ نے دعوت کو ظاہر کیا اور بتوں کی مذمت علی الاعلان شروع کی کفار
 نے یہ حال دیکھ کر دشمنی پر کمر باندھی اور مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیف دی آپ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ضعف
 صحابہ کو ساتھ لیکر حبشہ کی طرف چلے جاویں حسبِ الحکم دس مرد اور چار عورتوں کیساتھ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے کفار نے عمرو
 بن العاص کو بہت تحفوں اور ہدیوں کے ساتھ نجاشی بادشاہ کے پاس بھیجا اور درخواست کی کہ اپنے ملک سے مسلمانوں کو
 نکال دے اُس نے مسلمانوں کو بلا کر حال پوچھا جعفر بن ابی طالب نے کہا اے بادشاہ ہم لوگ گمراہی اور بتوں کی پوجا میں مبتلا
 تھے اور حلال و حرام سے جاہل خدا نے ہم پر فضل کیا اور ہمارے پاس اپنا پیغمبر بھیجا اور اپنا کلام پاک اُس پر اتارا کہ اُس
 کے سبب سے ہم راہِ راست پر آئے اور وہ سب بھلے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور سب بُری باتوں سے منع فرماتے ہیں نجاشی
 نے کہا اُس کلام میں سے کچھ پڑھو جعفر بن ابی طالب نے سورۃ مریم شروع کی جب اس آیت پر پہنچے فکلی واشربی و قری
 عینا بادشاہ پر رقت طاری ہوئی یہاں تک کہ آنسو داڑھی سے ٹپکنے لگے اور کہا یہ کلام جو کلام موسیٰ پر اترا تھا ایک ہی روشندان
 سے روشن ہیں کافروں نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی ہا تین کہتے ہیں جو مذہب بادشاہ کے خلاف ہیں بادشاہ نے
 جعفر سے پوچھا جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ خدا کے بندے ہیں خدائے تعالیٰ نے اُن کو بغیر باپ کے مریم طاہرہ کے پیٹ
 سے پیدا کر کے منصبِ نبوت سے سرفراز فرمایا نجاشی نے کہا عیسیٰ کی صفت انجیل میں بھی اسی طرح لکھی ہے جس طرح

تم نے بیان کی مرجا تمہیں اور انہیں جن کے پاس سے تم آئے بیشک وہ خدا کے پیغمبر ہیں انکی تعریف انجیل میں مذکور ہے اور ان کی بشارت عیسیٰ نے دی ہے تم بقرع خاطر یہاں رہو پھر قریش کے تحفے واپس کر دیئے اور اہل اسلام کو بڑی تعظیم اور احترام کیساتھ رکھا اور خود بھی مع اپنی قوم کے مسلمان ہو گیا جب مشرکین جہشہ سے غائب و خامر مکہ میں آئے اہل مکہ نے مسلمانوں پر پہلے سے زیادہ ظلم و ستم شروع کیا بنی ہاشم اور بنی مطلب یہ حال دیکھ کر حضرت کی حمایت پر مستعد ہوئے اور سوا ابولہب کے کہ دشمن جان حضرت کا تھا سب نے آپ کی شرکت اور مدد کا عہد کیا اُدھر ابو جہل وغیرہ کافروں نے اس مضمون کا ایک عہد نامہ کر جب تک بنی ہاشم اور بنی مطلب حضرت کی حمایت سے دستبردار نہ ہوں گے ہم ان سے مخالفت اور مناکحت نہ کریں گے لکھ کر دروازہ کعبہ پر لٹکا دیا اور بنی ہاشم اور بنی مطلب کا نام اور سلام ترک کیا کہتے ہیں کا تب عہد نامہ مکات قدرت الہی سے شل ہو گیا تین برس بنی ہاشم اور بنی مطلب قریش سے جدا رہے پھر اُس عہد نامہ کو کٹرنے لگا لیا آپ نے بنی ہاشم کو اس بات سے آگاہ کیا ابوطالب نے قریش کو کہلا بھیجا میرا بھتیجہ کہتا ہے کہ صرف اللہ محمد کا نام باقی ہے باقی سب مضمون کٹرنے لگا لیا اگر یہ بات سچ ہے تو اُس کی عداوت سے ہات اٹھاؤ دیکھا تو فی الواقع عہد نامہ کو کٹرا کھا گیا تھا صرف خدا و رسول کا نام باقی رہا تھا یہ حال دیکھ ہشام بن عمرو بن حارث عامری نقض عہد پر آمادہ ہوا اور مطعم بن عدی اور زمعہ بن اسود وغیرہا کو اپنے ساتھ متفق کر کے مجلس قریش میں آکر اپنے ارادے کو ظاہر کیا قریش بھی نادم ہو کر چپ ہو رہے مطعم نے اُس عہد نامہ کو چاک کیا مگر قوم کے اشرار اور بد معاش مسلمانوں کی ایذا رسانی سے باز نہ آئے منعقار مسلمین کو انواع النواع ازیت پہنچاتے صدیق اکبر سے مسلمانوں کی تکلیف نہ دیکھی گئی نا چار جہشہ کا اوارہ کیا راہیں مالک بن دغنه سردار قوم قارہ سے ملاقات ہوئی اُس نے کہا تمہیں مکہ سے جانا مناسب نہیں میں تم کو ایسی پناہ میں لے چلتا ہوں اور قریش سے مصلحت کرائے دیتا ہوں آپ اُس کے کہنے سے لوٹ آئے جب اُس نے قریش سے اپنی پناہ کا حال بیان کیا قریش نے کہا ہم کو منظور ہے مگر یہ قرآن چلا کر نہ پڑھا کریں کہ آپ کے پڑھنے سے لوگ فریفتہ ہوتے ہیں چند مدت آپ نے قرآن آہستہ پڑھا مگر ضبط نہ ہو سکا بدستور چہر کرنے اور رونے اور ان کی آواز سن کر مکہ کی عورتیں اور لڑکے ان کے پاس جمع ہونے لگے۔ مشرکوں نے یہ حال مالک بن دغنه کو لکھ بھیجا اُس نے آپ سے شکایت کی کہ تم بد عہدی کرتے ہو تو میری پناہ بھی قائم نہ رہے گی آپ نے فرمایا مجھے خدا کے سوا دوسرے کی پناہ میں رہنا منظور نہیں وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا اور خدا تعالیٰ نے اُن کو حفظ و امان میں لیا اور ظالموں کے ظلم و ستم سے محفوظ کیا انہیں دنوں حضرت نے دعا کی کہ اے اللہ اسلام کو ابو جہل یا عمر کے ایمان سے قوت دے۔ عمر کے حق میں آپ کی دعا قبول ہوئی صحیح بخاری شریف میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روز میں بت خانہ میں تھا اور مشرکوں نے بتوں کے واسطے قربانی کی تھی ناگاہ ایک بت کے پیٹ سے آواز آئی یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ اے شخص ایک کام کی بات ہے ایک مرد فصیح کہتا ہے لا الہ الا اللہ لوگ یہ آواز سنکر بھاگ گئے میں کھڑا رہا پھر وہی آواز سنی انہیں دنوں معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا الہ الا اللہ کی طرف دعوت کرتے ہیں انقض اس واقعہ سے اُنکا دل اسلام کی طرف فی الجملہ راغب ہوا آخر ہدایت الہی نے دستگیری فرمائی اور بدعائے مرد و عالم صلی اللہ علیہ وسلم دولت ایمان سے

مشرف ہوئے اُن کے اسلام سے تین روز پہلے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو چکے تھے اُن دو شیر کے مسلمان ہونے سے اسلام کو رونق حاصل ہوئی اور کافروں کی پیٹھ ٹوٹ گئی۔ مسلمان ہوئے جب یہ فرخ عمل ۛ تو سب کافروں کے گئے دم نکل ۛ جو پھرتے تھے گردن اٹھائے ہوئے ۛ وہ چلنے لگے سر جھکائے ہوئے۔ نقل ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہوتے ہی حضرت سے پوچھا کہ مسلمان کس قدر ہیں ارشاد ہوا اب چالیس پورے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ کفار بتوں کو باعلان پوجتے ہیں اور ہم خدا کی بندگی پوشیدہ کریں پھر حضرت کو لے کر مسجد حرام میں آئے اور باوازلہ نذران کبھی اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھی بخاری شریف میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ما ذلنا اعزۃ منذ اسلام یعنی جب سے عمر مسلمان ہوئے ہم ہمیشہ معزز رہے جب نبوت کو دس برس گزرے حضرت خدیجہ اور ابوطالب نے رحلت کی آپ کو کمال رنج و ملال ہوا اور اس برس کا نام عام الحزن یعنی غم کا سال رکھا اسی سال آپ یزید بن حارثہ کو ساتھی لکھڑاٹف کو تشریف لے گئے اور عبد یلیل اور مسعود اور حبیب ابنہ عمر و بن عمیر سرداران ثقیف کو اسلام کی طرف بلایا انھوں نے آپ کے ارشاد پر عمل نہ کیا جب آپ اُن سے مایوس ہوئے فرمایا تم میرے سمجھانے اور اپنے بھٹلانے کا حال ظاہر نہ کرنا کہ میری قوم مجھے طعنے دے گی۔ اُن احمقوں نے یہ بات بھی نہ قبول کی بلکہ اپنے غلاموں اور تابعین کو ارشاد کر دیا کہ اُن ظالموں نے آپ کے جسم نامزین پر پتھر مارے اور پاؤں آپ کے خون سے رنگین کر دیئے ناچار آپ مکہ کو لوٹے راہ میں بمقام بطن نخلہ عمرو نامی جن معہ چودھنوں کے مسلمان ہوئے ایک روز عقبہ کے متصل موسم حج میں خلق کو دعوت و نصیحت فرما رہے تھے کہ اسعد بن زرارہ اور عوف بن حارث وغیرہاچھ شخص قبیلہ خزرج کے ادھر سے نکلے چونکہ یہ مدینہ سے ہمیشہ سنا کرتے تھے کہ نبی آخر الزماں کا زمانہ قریب ہے آپ کو اس کا مصداق سمجھ کر اور علامات نبوت کو ذات بابرکت سے مطابق دیکھ کر مشرف بایمان ہوئے جب مدینہ شریفہ کو گئے آپ کا حال اوس و خزرج سے بیان کیا اکثر لوگ آپ کی زیارت کے مشتاق ہوئے بآرہوں برس جابر بن عبد اللہ اور جہادہ بن صامت اور معاذ بن حارث وغیرہم اکابر اوس و خزرج مکہ میں آئے اور ایمان لائے جب لوٹ کر مدینہ میں پہنچے لوگوں کو اسلام کی ترغیب دی اور بصلاح اوس و خزرج حضرت کو عرضی لکھی کہ آپ کسی کو واسطے تعلیم شریعت کے ہمارے پاس بھیجئے مصعب بن عمیر اس کام پر مامور ہوئے مصعب مدینہ میں پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے گھر آئے اور تعلیم شریعت اور دعوت اسلام میں مشغول ہوئے سعد بن معاذ اور محمد بن مسلمہ اور اسید بن حفص اُن کی فہمائش سے مسلمان ہوئے اور سعد کے سمجھانے سے تمام قبیلہ بنی عبد الاشہل مسلمان ہو گیا اسی سال خدا نے کریم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مرتبہ معراج سے مشرف کیا اور جو نعمتیں اور کرامتیں آپ کو اُس رات عنایت کیں کوئی بشر اور فرشتہ اُن کی حقیقت نہیں اور اک کر سکتا تیرھویں سال مدینہ شریفہ سے پانچ سو آدمی حج کیلئے آئے اُن میں سے ہنترمرد اور دو عورت نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی جب یہ لوگ آپ سے رخصت ہو کر مدینہ کو گئے آپ نے صحابہ کو ہجرت کا حکم دیا حسب الارشاد سعد بن ابی وقاص اور بلال بن رباح اور عمار بن یاسر اور عبد اللہ بن جمش اور عامر بن ربیعہ اور ان کے بعد عمر اور اُن کے بھائی یزید بن خطاب بتیس فتر سوار کے ساتھ مدینہ سکینہ کی طرف ہجرت کی کہتے ہیں سب صحابہ کافروں سے چھپ کر ہجرت فرماتے تھے مگر عمر رضی اللہ عنہ جاتے وقت خانہ کعبہ میں آئے اُس وقت

قریش کے غول مسجد حرام میں جا بجا بیٹھے تھے اُن کی طرف دیکھ کر فرمایا خراب ہوں وہ لوگ جو پتھروں کو پوجتے ہیں جس کو اپنی جورو کو بیوہ کرنا اور اپنی اولاد کا یتیم کرنا منظور ہو زمین حرم سے باہر چل کر میرا مقابلہ کرے کسی کو مقابلہ کی طاقت اور دیکھنے کی قدرت نہوئی اُن کے بعد امیر المومنین عثمان اور عبدالرحمن بن عوف اور طلحہ بن عبید اللہ اور حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور صہیب رومی رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی اور قریش کو خبر ہوئی کہ اہل مدینہ حضرت کی فرمانبرداری اور مدد پر بھجان و دل مستعد ہیں اور سرور عالم بھی مدینہ کو جلد چلنے والے ہیں حسد اور عناد کی آگ اُن کے دلوں میں بھڑکی اور دارالندوہ میں جمع ہو کر باہم مشورت کی شیطان بھی آدمی کی شکل بن کر مشورہ میں شریک ہوا ایک نے کہا قید کر و شیطان نے کہا بنی ہاشم اور بنی مطلب چھوڑ الیں گے دوسرے نے کہا شہر سے نکال دو جواب دیا کہ وہ یہاں سے نکل کر تمام عرب میں فساد برپا کریں گے اور قبائل عرب کو مسلمان اور اپنا فرمانبردار کر لیں گے ابو جہل نے کہا سب قبائل قریش سے ایک ایک آدمی لو اور بلوے میں اُنکو قتل کرو تا بنی ہاشم اور بنی مطلب اُن کے خون کا دعویٰ نہ کر سکیں اور تمام قبائل کے مقابلہ سے عاجز ہو کر خاموش ہو رہیں شیطان نے اس راے ناصواب کی بہت تعریف کی اور یہی بات قرار پائی پروردگار نے آپ کو اس مشورہ سے اطلاع فرمائی **فَاذْهَبْكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ اَوْ يَقْتُلُوكَ اَوْ يُخْرِجُوكَ الْقَصَصُ شَبَّ دُشْنِهِ كَفَّارٌ بِقَصْدِ قَتْلِ سَيِّدِ الرَّارِ دُرِّ دَوْلَتِ يَرْجِعُ هُوَ تَيْمُ آبِ كَرِيمٍ اَخَا قُرَآئَتِ الْقُرْآنِ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا** پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے اور بھی بھر خاک اُن پر پھینکی کہ اُس خاک کی تاثیر سے وہ کوہ باطن بینائی ظاہر سے بھی بے بہرہ ہو گئے کہ دروازہ پر کھڑے رہے اور آپ اُنکے سامنے سے بفراغ خاطر صدیق اکبر کے گھر چلے گئے اور اُنکو ساتھ لیکر غار ثور کی طرف روانہ ہوئے تین دن اُس غار تیرہ و تار میں رہے مکڑی نے غار کے منہ پر جالاناٹا اور کبوتر نے انڈے دیئے اور قدرت سے بھول کے درخت جم اُٹھے تاکہ کسی شخص کو آپ کا وہاں ٹھہرنے کا گمان نہ ہو کفار اُس غار کے چار طرف کی تلاش میں سراپیمہ پھرتے تھے صدیق رضی اللہ عنہ ٹاپوں کی آواز سے گھبرائے کہ مبادا کوئی کافر ادھر آ نکلتے اور جناب رسالت مآب کو ایذا پہنچائے آپ نے اُن کو پریشان دیکھ کر فرمایا **لَا تَحْزَنُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** فائدہ اس جگہ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانبازی اور جاں نثاری اور سرور دو عالم کے کمال عنایت و مہربانی اُن کے حال پر غور کیا جائے کہ وہ کس طرح اپنی جان آپ پر قربان کرتے ہیں کہ اس وقت بھی اپنا کچھ خیال نہیں ہی ڈرتے ہیں کہ کہیں حضرت کو کسی طرح ایذا نہ پہنچے اور وہ جناب بھی کس لطف و عنایت کے ساتھ اپنے یا رجاں نثار کی تسلی کرتے ہیں اور اُن کو معیت خاصہ الہی سے مبشر فرماتے ہیں کہ تو غم نہ کر بے شک خدا ہمارے ساتھ ہے لطیفہ موسیٰ علیہ السلام نے بھی جب فرعون نے اُن کا پیچھا کیا تسکین قوم کیواسطے فرمایا تھا کلا ان معی دینی سیھدین مگر اس کلام موسیٰ اور کلام محمدی میں فرق قین ہے یہاں فقط کلا کہ زجر کے لئے مستعمل ہے واقع ہے اور وہاں زجر کا کوئی کلمہ مذکور نہیں دوسرے موسیٰ علیہ السلام نے معیت کو خاص اپنی طرف اضافت کیا اور سرور انام نے اپنے یا ر کو بھی اس نعمت عظمیٰ اور غایت قصوا میں شریک کر لیا ولنعلم ما قبل سے ہر کہ راچوں تو پیشوا باشد نا امید از خدا چرا باشد تیسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے ہدایت کو اثر معیت کا قرار دیا اور سید انبیاء نے بسبب کمال حوصلہ اور نہایت علو ہمت کے اسے مطلق چھوڑا۔ آنحضرت کے تسلی دینے سے ابو بکر صدیق کو اطمینان حاصل اور جناب الہی سے اُن پر سکینہ نازل ہوا قال تعالیٰ فانزل اللہ سکینۃ علیہ سیاق و سباق آیت صریح دلالت کرتا ہے کہ ضمیر ابو بکر کی طرف راجع ہے کہ حزن انہیں پر طاری تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پروردگار عالم نے ابتداء سے امر سے مطمئن القلب کر دیا تھا کہ کسی طرح خوفِ خطر آپ کے سراپردہ استقامت کے گرد نہ آسکتا تھا بلکہ وہ جناب تو اس وقت صدیق اکبر کو تسلی دیتے تھے اور انکو خوف و حزن سے باز رکھتے تھے پس نزول سکینہ اُس جناب پر تحصیل حاصل تھا سوال جملہ بعد یعنی دایدہ بجنود لہو تروہا میں ارجاع ضمیر ابو بکر کی طرف خلاف واقع اور حضرت کی طرف موجب انتشار ضاثر ہے جواب ۔ مگر سیرۂ پوسیدہ میں کہ یہ جملہ قولہ تعالیٰ فصلا اللہ پر محطوف ہے نہ انزل اللہ سکینۃ پر اور بر تقدیر سیم ایدہ بھی ابو بکر کی طرف ہو سکتی ہے اس لئے کہ تائید نبی بعینہ تائید مسلمانوں کی ہے۔ قرآن میں بھی دوسری جہ ۔ س ۔ کہ مسل نوں کی طرف اضافت فرمایا یدہم دکر دیکم خمسہ الاف من الملائکۃ مسومین انفسہم حائتا حقیقی نے آپ کو کفار کے شر سے محفوظ رکھا اور آپ بخیر و عافیت مدینہ کے قریب پہونچے انصار شاداں و ذرہاں آپ کے استقبال کے لئے شہر سے نکلے اور بحکمال خوشی و خرمی اُس جناب کو مدینہ میں لے گئے اور ابو ایوب انصاری کے گھر میں اتنا ماسی سال حجرہ مقدسہ تیار ہوا اور آپ اُس میں تشریف لے گئے۔ دوسرے سال جہاد کا حکم آیا اور غزوہ بدر واقع ہوا اس لڑائی میں ابو جہل بن ہشام اور عتبہ و ثیبہ پسرانِ ربیعہ اور امیہ بن خلف و غیر ہم شرک فرما رہے گئے اور ستر قید ہو کر آئے آپ نے فدیہ لیکر ان کو چھوڑ دیا تیسرے برس جنگ اُحد واقع ہوئی اُس غزوہ میں امیرِ حمزہ شہید ہوئے اور ابی بن خلف حضرت کے ہات سے مارا گیا جو تھے برس آپ نے یہود بنی نضیر کو جلا وطن کیا پانچویں برس بنی المصطلق سے لڑائی ہوئی۔ اُس میں دس کافر مارے گئے اور اہل اسلام نے فتح پائی اسی سال یوسفیان نے باتفاق قبائل عرب و یہود قرینظہ کے مدینہ مقدسہ کو محاصرہ کیا مسلمانوں نے شہر کے گرد خندق کھودی اور عمرو بن عبد جس کو کافر زور و قوت میں ہزار آدمی کے برابر گئے تھے مولیٰ علی کے ہات سے مارا گیا اور بعد فتح کے آپ نے یہود بنی قرینظہ کو قتل کیا چھٹے سال صلح حدیبیہ اور معیت الرضوان واقع اور سورہ اُتافتحنا نازل ہوئی ساتویں برس خیبر فتح ہوا اور مرحب یہودی مولیٰ علی کے ہات سے مارا گیا اسی سال خالد بن ولید اور عمرو بن العاص مسلمان ہوئے اور مسلمانوں نے وادی القریٰ کو فتح کیا آٹھویں برس مکہ معظمہ مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور یوسفیان اور اُن کے دونوں بیٹے معاویہ اور یزید اور حکیم ابن حزام اور حارث بن ہشام اور سہل بن عمرو اور خویطب بن عبد العزیٰ اور اقرع بن حابس و غیر ہم رؤسا مکہ مشرف بایمان ہوئے اور صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل بھاگ گئے باقی اہل مکہ نے آپ کی اطاعت اختیار کی پھر تو غول کے غول قبائل عرب کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لاتے وعدہ الہی کہ سورہ نصر میں فرمایا تھا وفا ہوا اور تمام عرب پر مسلمانوں کا تسلط ہو گیا نویں برس غزوہ تبوک واقع ہوا اور اسی سال نباشی بادشاہ حبشہ نے انتقال کیا حضرت نے اُن کے جنازہ کی نماز مدینہ میں پڑھی اور اُن کے حق میں مغفرت کی دعا کی دسویں برس حجۃ الوداع کی واسطے مکہ کو تشریف لے گئے اور لاکھ آدمی سے

زیادہ آپ کے ساتھ تھے گیا رہیں برس برس کی عمر میں دو شنبہ کے دن بارہویں تاریخ ربیع الاول کی دوپہر سے پہلے عالم فانی سے کوچ فرما کر جو رحمت الہی میں نزول کیا تمام عالم تاریک ہو گیا انصار کہتے ہیں کہ ہم نے کوئی دن روشن تر اُس دن سے کہ حضرت مدینہ میں تشریف لائے اور کوئی دن تاریک زیادہ اُس دن سے کہ آپ نے انتقال فرمایا نہ دیکھا یا نظر جنوں کے رونے کی آواز آتی تھی صحابہ کرام فرشتوں کی آواز سنتے تھے کہ کہتے تھے حسن السلام علیکم ان فی اللہ غداۃ

من کل مصیبة و خلفا من کل فائت قالہ فسقوا و ایاہ فارجو فانما المحدث من حرم الثواب اور ایک شخص حیم اُن کے پاس آیا اور رو کر کلمات تعزیت زبان پر لایا جب چلا گیا تو ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا پیغمبر علیہ السلام تھے کہ تمہارے پاس برسیم تعزیت آئے تھے بعد انتقال اُس جناب کے عجب طرح کا نزول دین اسلام میں واقع ہوا اکثر قبائل عرب کے مرتد ہو گئے اور کہتے اگر حضرت پیغمبر ہوتے زندہ رہتے اور بعض لوگوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا میلہ کذاب اور اسود بن کعب کے پہلے سے پیغمبری کا دعویٰ کرتے تھے یہ فتور اسلام میں دیکھ کر قوی دل ہوئے اور بہت مرتد اُن سے جا ملے اور سجاح بنت حارث نجیمہ نے بنی تہلب میں پیغمبری کا دعویٰ کیا آخر کو سقوط نماز فجر و عشا اپنا ہر قرار دے کر میلہ سے نکاح کر لیا اور بنی اسد میں طلحہ بن خویلد اسدی نے خروج کیا اور عیینہ بن حصن فزازی مع قبیلہ فزازیہ مرتد ہو کر اُس سے جا ملا غرض کہ تمام عالم میں عجب اختلال تھا اور اہل حرمین کہ اسلام پر قائم رہے تھے انکاحیہ حال تھا کہ عظیم وفات سے کسی کے ہوش و حواس بجا نہ تھے عثمان غنی کی زبان گنگ ہو گئی تھی علی مرتضیٰ بے ہوش تھے عمر ابن الخطاب تلوار بھیج کر مسجد کے دروازہ پر آ بیٹھے تھے کہ جو شخص کہے گا حضرت انتقال فرمایا میں اُسے قتل کروں گا مگر پروردگار تعالیٰ نے رکھا فقط حقیقی اس دین میں کل ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اُس روز استقلال عظیم عنایت فرمایا تھا گویا انکے ہات سے دین اسلام کو دوبارہ قائم کیا منقول ہے کہ جناب صدیق اکبر مسجد میں تشریف لائے اور عمر رضی اللہ عنہ کا ہات پکڑ کر اندر لے گئے اور ایک خطبہ بحال قنات پڑھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ جو شخص محمد کو پوجتا تھا سو محمد نے انتقال کیا اور جو خدا کی بندگی کرتا تھا سو خدا تعالیٰ زندہ ہے کبھی نہ مرے گا جو پیدا ہوا اُس کیلئے فنا ضرور ہے اذک میت و انھم میتون قرآن میں مذکور ہے یعنی حضرت کو خطاب ہوتا ہے کہ تم بھی مردے اور وہ بھی مردے گے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہماری آنکھوں پر ایک پردہ پڑا تھا کہ ابو بکر کے خطبہ سے اٹھ گیا پھر آپ عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح کو ساتھ لیکر انصار کے پاس کہ اپنا خلیفہ سعد بن عبادہ کو کیا چاہتے تھے اور منافق و منافقین کا دعویٰ رکھتے تھے تشریف لے گئے اور فرمایا خلافت قریش کیلئے مخصوص ہے ان دونوں میں سے جسے چاہو خلیفہ کرو انصار اپنے دعویٰ سے باز آئے اور کہا تم سے زیادہ کون مستحق ہے اقل عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیعت کی پھر سب صحابہ نے آپ کی خلافت پر اجماع اور اتفاق کیا بعد استحکام امر خلافت کے آپ تائید دین اور تنبیہ مفسدین کی طرف متوجہ ہوئے خالد بن ولید کو بیس ہزار سوار اور پیادہ کیساتھ میلہ بھیجا اُس کے لشکر میں چالیس ہزار جوان تھے مقابلہ کی وقت لشکر میلہ بڑی جرأت و دلادری سے لڑا یہاں تک کہ اُس کی فوج نے خالد کے خیمہ پر قبضہ کر لیا اُس وقت ثابت بن قیس بن شماس اور زید بن خطاب اور ہارث بن مالک لشکر اسلام سے میدان میں آئے اور اس جرأت و جانبازی سے لڑے کہ میلہ کا لشکر پر لگندہ ہو گیا اور وہ شیطان ہر اسیمہ و پریشان میدان سے

بھاگا بھاگتے میں وحشی قاتل امیر حمزہ کے ہات سے مارا گیا وحشی کہتے ہیں قتلت خیر الناس وشر الناس میں سے آدمیوں کے بہتر اور اُن کے بدتر کو مارا اور خیر الناس سے امیر حمزہ اور شر الناس سے سیلہ مراد لیا فائدہ اس کلام سے اپنا فخر مقصود نہیں بلکہ قدرت الہی کا بیان منظور ہے یعنی اُس کی قدرت دیکھو ایک وقت وہ تھا کہ میں محلمانوں سے لڑا اور حضرت کے چچا کو شہید کیا اور آج میں لشکر اسلام میں شامل ہوں اور ایسے مردود کا قاتل القصد بعد قتل سیلہ کے سب اح مسلمان ہو گئی اور مقبول الاسلام ہوئی انھیں دنوں صدیق رضی اللہ عنہ نے عکرمہ بن ابی جہل کو اسود بن کعب عیسیٰ پر روانہ کیا اُن کے پہنچنے سے پہلے زیاد بن عبید نے اُس کے لشکر پر بشخون مار کر کئی سردار اُس کے واصل جہنم کئے تھے عکرمہ بھی پہنچے صبح کو دونوں لشکر مقابل ہوئے مسلمانوں کی فتح ہوئی اور اسود فیر وز کے ہات سے مارا گیا اُس زمانہ میں جب خالد کا سیلہ سے فارغ ہو کر آئے بحکم امیر المومنین طلحہ بن خویلد پر روانہ ہوئے نبی ﷺ اور جو قبائل اُن کے گرد رہتے تھے اتنا راہ میں خالد کے ساتھ ہوئے جب مقابلہ ہوا لشکر طلحہ نے شکست کھائی اور طلحہ ملک شام کی طرف بھاگ گیا وہاں سے مدینہ میں آکر مسلمان ہو گیا اور حرب نہاد و ندیس شہید ہوا اور قبیلہ فزارہ بھی طلحہ کی شکست کے بعد پھر ایمان لایا اسی طرح جو لوگ مرتد ہو گئے تھے اکثر اُن میں سے مسلمان ہو گئے اور بعض ذلیل و خوار ہو کر سزائے کردار کو پہنچے اور مسلمانوں کا غلبہ ملک عرب میں بدستور ہو گیا بلکہ اور ملکوں میں بھی تسلط ہو چلا۔ ناگاہ صدیق اکبر نے رحلت کی اور خلافت حضرت عمر کو پہنچی اُن کے وقت میں اسلام کو وہ رونق حاصل ہوئی کہ کسی زمانہ میں نہ ہوئی ہوگی دس برس کے عرصہ میں ہزار سے زیادہ شہر فتح ہوئے اور روم کی سلطنت نصاریٰ مسلمانوں کے قبضہ میں آئی ایران کی بادشاہت کہ جمشید و فریدوں کے وقت سے سب ریاستوں پر غالب تھی ایسی تہہ و بالا ہوئی کہ بادشاہ کی تین بیٹیاں قید ہو کر آئیں انحضرت لشکر اسلام جس طرف جاتا فتح پاتا بڑے بڑے زبردست بادشاہ حضرت عمر کے نام سے کانپنے لگے اور وہ جناب ہیبت و عجب میں ضرب المثل ہو گئے اگر کسی پارسی کا گھوڑا چونکتا تو وہ کہتا کیا تجھے عمر کا سایہ نظر آیا اور نصاریٰ نے تو ایسی شکست کسی سے نہ کھائی ہوگی جیسی حضرت عمر کے مقابلہ میں کھائی آج تک بعض مصنفین اُن کے اقرار کرتے ہیں کہ ایسا بہادر اور دلاور اور قواعد ملک گیری اور فن سپہ گری کا ماہر پیدا نہ ہوا اسے عزیز آدمیوں کا کیا ذکر ہے شیطان لعین بھی عمر کے سایہ سے بھاگتا بلکہ غزوہ بدر میں اُن کے خوف سے کانپتے۔ فصل الخطاب میں بروایت امام مستغفری منقول ہے کہ جب مصر فتح ہوا ایک دن وہاں کے لوگوں نے عمرو بن عاص سے کہ حاکم مصر تھے کہا ہمارے ملک کا یہ دستور ہے کہ ایک کنواری لڑکی کو زیور و لباس پر تکلف پہنا کر دریا کے نیل میں ڈلو دیتے ہیں اور جس سال ایسا نہیں کرتے ہیں دریا خشک ہو جاتا ہے اور زراعت تباہ ہو جاتی ہے انھوں نے فرمایا کہ ہم کبھی خون ناحق کی اجازت نہ دیں گے آخر وہ دن گزر گیا اور دریا خشک ہونے لگا عمرو بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضرت عمر کو لکھا آپ نے ایک رقعہ بنام دریا کے نیل لکھ کر انکو بھیج دیا کہ اسے دریا میں ڈال دو مضمون اُس کا یہ تھا یہ خط بندہ خدا امیر المومنین عمر کی طرف سے نیل مصر کو ہے اگر تو اپنے اختیار سے بہتا ہے تو خشک ہو جا اور جو خدا نے تبارک پاک ہے تجھے بہاتا تھا تو میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ تجھے جاری کرے جس وقت وہ خط دریا میں ڈالا پانی میں ایک جوش پیدا ہوا اور بدستور بہنے لگا نقل ہے کہ روم کے بادشاہ کا ایلچی آپ کے پاس آیا لوگوں سے

پوچھا خلیفہ کا قلعہ کہاں ہے لوگوں نے کہا خلیفہ قلعہ اور دیوان خاص اور بارگاہ عام نہیں رکھتے اس وقت آپ گھر میں نہیں ہیں جنگل کو گئے ہیں وہ بھی جنگل کو گیا دیکھا آپ ایک درخت کے تلے بوریہ پر لیٹے ہیں اور چٹائی کے نشان بدن پر بن گئے ہیں دیکھتے ہی میبت سے کانپنے لگا اور زبان بند ہو گئی جب ہوش میں آیا دل میں کہنے لگا میں بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں گیا مگر یہ رعب و جلال کہیں نہ دیکھا بیشک یہ ہیبت خدا ہے اور ان کا دین سچا ہے یہ ہیبت حق است اس از خلق نیست یہ ہیبت اس مرد صاحب دلق نیست۔ اسی باب میں مذکور ہوا کہ جب آپ مسلمان ہوئے تمام دنیا میں صرف ۲۹ مسلمان اور تھے اور ایک جہاں دشمن جان آپ نے بے تکلف مسیحیوں میں اذان کہی اور دین کو ظاہر کیا کسی کی مجال نہ ہوئی کہ مقابلہ کرتا۔ اسے عزیز اس دین میں ایسے ایسے صاحب کمال گزے جن کے حالات ان کے مذہب و ملت کی صحت حقیقت پر گواہی دیتے ہیں اور ان کے اوصاف و کمالات اس دین کے اس بات میں کفایت کرتے ہیں۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے زبردست کا فرقہ قتل کئے دروازہ خیر جس کو چالیس آدمی بدقت کھولتے بند کرتے بے تکلف بات سے اکھڑ کر سپر بنایا اور اسد اللہ الغالب لقب پایا خالد بن ولید سیف اللہ کہ بات میں ایک معرکہ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔ رستم بن نال نراہلی جس کی شجاعت اور جوانمردی کا عالم میں شور ہے اگر ان حضرات کے مقابل ہوتا زال ناتواں کی طرح عمر بھر روائی کا نام نہ لیتا خدا تعالیٰ نے اُسے قد و قامت دیو کا دیا تھا اور لڑائی کا سامان اُس کے پاس ہیا رہتا اور ایک لشکر عظیم جس میں طوس و گورنادر گویو ویزن وغیرہم دیران ایران موجود تھے اُس کی امداد کو حاضر تھا بایں ہمہ سہراب کے مقابلہ سے بھاگا جاتا تھا اور استفیاد کی لڑائی میں تو ایسا گھبراہٹ گھر سے نکلا جاتا تھا اور یہاں تو نہ قدرہ قامت نہ زور نہ قوت نہ ساز نہ سامان نہ فوج نہ لشکر ایک جہاں دشمن اور ایک عالم برسرِ رخاش باوجود اس کے کبھی ہراس ان کے پاس نہ آیا اور ایسے ایسے کار نمایاں کئے کہ رستم بھی دیکھتا تو حیران رہ جاتا اسے عزیز رستم و سہراب و سام و نریمان کس شمار میں ہیں ملائکہ زمین و آسمان کی جرات و جوانمردی دیکھ کر حیران ہیں جب حضرت زبیر بن عوام اور مقداد بن اسود و خویدر بن عزیٰ یلع الارض کی نعش مشرکوں کی سولی پر سے اتار لائے تین سو سوار قریش کے اُن کے پیچھے ہوئے زبیر نے نعش زمین پر رکھ دی زمین اس کو نکل گئی اور آپ سوار سے مخاطب ہوئے کہ میرا نام زبیر اور میرے باپ کا نام عوام اور میری ماں صقیہ رسول اللہ کی بھوپتی ہے اگر تمہاری قضا آگئی ہے مجھ سے مقابلہ کرو ورنہ لوٹ جاؤ اس قدر آپ کی دہشت ان پر غالب ہوئی کہ لوٹنے کے سوا کچھ بن نہ پڑا جبرئیل علیہ السلام خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کے اُن دیواروں کے ساتھ فرشتے آپس میں مباحث کرتے ہیں یعنی ایک فرشتہ دوسرے فرشتہ سے کہتا ہے کہ بہادر ایسے ہوتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام مال اپنا خدا کی راہ میں کئی بار خرچ کیا یہاں تک کہ ایک دن کملی کو کرتے کی طرح گلے میں ڈال کر اور اُس میں کانٹے لگا کر حضرت کی خدمت میں آئے جبرئیل علیہ السلام پیغام لائے کہ حق تعالیٰ ابوبکر کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ اس حال میں بھی ہم سے راضی ہے یا نہیں صدیق اکبر یہ پیغام سن کر اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے مگر اُس پہنچی میں بھی یہی فرماتے تھے انا عن ربی راضی انا عن ربی راضی میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں

اور امام حسن نے بھی خدا کی راہ میں کئی بار سب مال اپنا اور کئی بار آدھا صرف کیا یہاں تک کہ ایک جوتہ رکھا تو ایک فقیر کو دیدیا اور عبدالقدوس بن جعفر وغیرہ کی حکایات باب الزہد میں مذکور ہیں حق یہ ہے کہ بزرگان دین حاتم طائی کا نام صفحہ دنیا سے مٹا گئے اور امیر المومنین عمر بن الخطاب اور عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما نوشیروان کی عدالت اہل انصاف کی نظروں سے گرا گئے اسی طرح یہ اُمت تمام کمالات ظاہری و باطنی اور معاملات دینی و دنیوی میں پیشوائے خلافت اور ضرب المثل ہوئی دنیا میں بھی اُس نے سب قوموں پر حکمرانی کی اور آخرت میں بھی سب سے زیادہ رتبہ پائے گی عبادت و ریاضت و تنویر قلب و تصفیہ باطن و تحصیل ثمرات مجاہدہ میں وہ باتیں حاصل کیں کہ اور امتوں نے خواب میں بھی نہ دیکھیں اور فراخی ذہن اور تعمق نظر اور قوت علم اُن کی اس مرتبہ کو پہنچی کہ علوم جمیع طوائف کو محکم امتحان پر رکھا اور اہل علوم کو اُن کی غلطیوں پر متنبہ کر کے اپنا مشکور و ممشون کیا یہاں تک کہ تمام اہل مل اُن کے اعتراضات کو مطابق واقعہ پاکر پردہ توحید میں اپنے اصل مذہب سے دستبردار ہوئے نصاریٰ مسئلہ تثلیث اور یہود تشبیہ اور یہود حلول اور فلاسفہ نفی علم میں جزئیات و قدم عالم و فناء و نفس بعد المفاومت و توسط عقول اور مجوس تحلیل محرمات اور تعدد خالق میں توجہات رکیکہ کرنے لگے اور معاملات دنیا میں بھی اس اُمت نے وہ باتیں حاصل کیں جن کو سیکھ کر اور قومیں دانشمند اور حکیم اور صنائع مشہور ہو گئیں جو مدت طبع سے انواع اطعمہ و اشربہ و البسہ اور استعمال لذات اور ترتیب مکانات اور ترقیہ بوجہ حلال میں وہ انداز نکالے کہ خلق کو حیرت ہوئی قطع نظر اور دلائل کے اجتماع ایسے عقلا کا اثبات دین اسلام کے لئے کافی ہے ایسے عقلمند کسی مذہب میں نہیں اور جو شاذ و نادر کوئی ذہین اور ہوشیار ہے تو وہ اپنے دین میں خوض نہیں کرتا ہمتن طلب دنیا میں مبتلا اور گرفتار ہے علاوہ بریں جموٹ کو اس قدر فروغ نہیں ہو سکتا جب ہمارے حضرت نبوت و رسالت سے مشرف ہوئے چند مسکینان عرب کہ علم و ہنر سے محض ناواقف اور قواعد جنگ و پیکار سے مطلق بے تجربہ تھے نہ کوئی بادشاہ زبردست مانند گستاپ کے انکا شریک حال اور نہ کوئی صاحب زور و قوت مثل اسفندیار و رومیں تن کے انکا مددگار ہوا بلکہ تمام عالم اسی فکر میں تھا کہ کس طرح اس دین کو مٹا دے خود اُن کے ہم وطن اور رشتہ دار دشمن جان تھے مگر عنایت الہی ہمیشہ اُن کے شامل اور تائید غیبی پے در پے اُن پر نازل تھی جس طرف حملہ کرتے غالب ہوتے اور جس قوم سے لڑتے فتح پاتے یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں شام اور روم اور مصر اور ایران پر مسلط ہو گئے اور خزانہ مصر و کسریٰ کا اُن کے ہات لگا پھر تو سامان ظاہری بھی مہیا ہو گیا اور تمام عالم نے اُن کی اطاعت اختیار کی اور ہر جگہ انکا دین پھیلا اور اُن کی شریعت کا حکم جاری ہوا اس زمانہ پر آشوب میں بسبب اسکے کہ بعض ملکوں کے مسلمان غیر لوگوں سے دنیا طلبی سیکھ کر دین سے غافل ہو گئے اور عبادت و ریاضت سے اعراض کر کے عیش و عشرت میں مبتلا ہوئے اقبال اُن کا جاتا رہا اور معصیت و نافرمانی نے اُن کو دام ادبار میں پھانسا اور غیروں کے قبضہ میں کر دیا اور جو اپنے دین پر مضبوط ہیں ابھی تک اپنے دشمنوں پر غالب ہیں تھوڑے دن ہوئے کہ روسیوں نے باوجود اس کثرت اور زور و قوت کے سلطان روم سے ایسی شکست کھائی کہ آج تک مقابلہ کا نام نہیں لیتے اگر اور ملکوں کے مسلمان عیش و عشرت میں نہ پڑتے اور فسق و فجور و گناہ و معصیت اختیار نہ کرتے کبھی مغلوب نہ ہوتے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

ہیں ب لا یزال من امتی امة قائمة بامر الله لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی
امر الله وهم علی ذالک دیکھو حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جو لوگ خدا کے حکم پر قائم رہیں گے اور شریعت
پر چلیں گے انکے مخالف قیامت تک انکو ضرر نہ پہنچا سکیں گے امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں معصیت و غفلت دور
ہوگی تائید آسمانی پھر مسلمانوں کی دستگیری کرے گی اور اس دین متین کو ایسی ترقی حاصل ہوگی کہ تمام عالم میں اسی کا حکم
جاری ہوگا اور روئے زمین پر کوئی غیر مذہب مند حکومت پر نظر نہ آئے گا الغرض جو شہرت اور غلبہ کہ اس دین کو عنایت ہوا
اور ہوگا کسی دین کو میسر نہ ہوا اور جو بزرگی اور عظمت اور عزت و شہرت ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی
کسی پیغمبر اور فرشتے کو ایک شمع اُس کا نہ ملا ایک جہاں نے آپ کی فرمانبرداری اختیار کی اور زمانہ امام میں تمام زمین میں
آپ کی شریعت جاری ہوگی قیامت کے دن سب لگے پھلے آپ کا منہ تکیں گے اور آپ کا دامن پکڑیں گے انبیاء و مرسلین
و ملائکہ مقربین خدا کے خوف سے کانپتے ہوں گے اور آپ عرش بریں پر بفرار غ خاطر پروردگار کے حضور میں بیٹھے ہونگے
کسی کی کیا مجال جو اُس مقام کی کیفیت بیان کرے اور محب محبوب کے معاملہ میں دخل دے۔ یہ قلم بشکن
سیاہی ریزہ کا غد سوز و دم درکش ۛ حسن این قصہ عشق است درد فزنی کجند باب سوم حسن محمدی صلی اللہ علیہ
وسلم کے بیان میں اور اس باب میں دو فصلیں ہیں پہلی فصل آپ کے حسن ظاہری کے بیان میں۔
امام المحققین محمد بن اسماعیل بخاری اور مسلم بن حجاج نیشاپوری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں
کان رسول الله صلى الله عليه وسلم ازهر اللون رنگ آپ کا کمال روشن تھا کأن عرقه اللؤلؤ گویا آپ کا پینہ
موتی تھا ما مسست دیباجة ولا حبر الا ادين من كف رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا شمعت مسکا
ولا غبرة اطيب من رائحة النبي صلى الله عليه وسلم میں نے کوئی حریر و دیربا حضرت کی بتیلی سے زیادہ نرم نہ چھوا
اور کوئی مشک و عنبر آپکی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہ پایا مشس جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رأيت رسول الله
صلى الله وسلم في ليلة اصبهان وعليه حلة حمراء من لينة حضرت کو شب ماہ میں سرخ یعنی سرخ و دھاری دار چوڑا
پہنے دیکھا فجعلت انظر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم والى القمر فاذا هو احسن عندى من القمر پھر میں نے
شرع کیا کہ کہیں آپ کو دیکھتا اور کہیں چاند کو پس اسوقت مجھے حضرت چاند سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے تھے ابوہریرہ کہتے ہیں
مشس ما رأيت شيئا احسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم کان الشمس تجري في وجهه یعنی میں نے
کوئی شے حضرت سے زیادہ خوبصورت نہ دیکھی گویا آفتاب انکے چہرہ میں رواں ہے قی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی منقول
ہے جب حضرت ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں اور آپ کے دانتوں کا نور عکس آفتاب کی طرح ان پر پڑتا بعض صحابہ سے
منقول ہے کہ خوشی کی وقت چہرہ مبارک اسقدر چمکتا کہ دیواروں کا عکس اُس میں نظر آتا اور ابن عباس فرماتے ہیں مشس
اذا تكلم روئی كالنور يخرج من بين ثناياه جب آپ کلام کرتے یہ معلوم ہوتا کہ ایک نور آپ کے اگلے دانتوں سے
نکل رہا ہے بعض صحابہ کہتے ہیں اگر تو حضرت کے چہرہ کو دیکھتا تو یہ معلوم ہوتا گویا آفتاب طلوع کرتا ہے ایک بار حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ خوبصورت ہیں یا یوسف فرمایا میں طبع زیادہ ہوں اور وہ خوب گورے تھے تکتہ تنگ کا خاصہ ہے کہ

ہر چیز کو اپنے حق پر لے آتا ہے اور جس کھانے میں ٹڈالاجاتا ہے اُسکو مزے دار کر دیتا ہے اسلئے حکیم مطلق نے اُس ہادی برحق کو ملج کیا تا ایک عالم کو اپنی کیفیت سے متکلیف اور مذاق معرفت سے بہر مند و مشرف کریں۔ بر وایات صحیحہ ثابت ہوا کہ حضرت جس سے مصافحہ کرتے خوشبو مشک کی اُس کے بات سے آتی اور جس بچے کے سر پر بات رکھتے اُس کے سر سے عرصہ تک خوشبو نہ جاتی تع ز جس گلی سے گذرتے لوگ خوشبو سے پہچانتے کہ ہمارے حضرت اس طرف سے تشریف لیگئے ام سلیم آپ کا پسینہ پیشی میں جمع کرتیں اور کپڑوں میں لگاتیں مشک اور عطر سے زیادہ خوشبو پاتیں ایک عورت کو تھوڑا پسینہ عنایت ہوا جب کپڑوں میں ملتیں تمام گھر مہک جاتا یہاں تک کہ لوگ اُس کے گھر کو بیت المطیبہ کہنے لگے اور کئی پشت اُسکی اولاد میں خوشبو پاتی رہی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دن حضرت نے اپنا بات میرے رخسار کو مس کیا اس طرح کی خوشبو اور سردی محسوس ہوئی گویا ابھی صندوقہ عطار سے نکلا ہے وائل بن حجر کہتے ہیں میں نے حضرت سے مصافحہ کر کے اپنے بات کو سونگھا مشک سے زیادہ خوشبو آتی تھی محمد بن سعید بن مطرب نے خواب میں دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رخسار پر بوسہ دیا بیدار ہوئے تو تمام گھر مہک رہا تھا اور اُس رخسار سے آٹھ دن تک مشک کی خوشبو آتی رہی اور سید قمر الدین اور زنگ آبادی خواب میں مصافحہ شریفہ سے مشرف ہوئے مدت تک مشک کی خوشبو اُسکے ہاتھوں سے محسوس ہوتی تھی۔ نسیم جانفزایت تن مردہ زندہ گردد و زکدام باغ لے گل کہ چنیں خوش است بویت۔ کسی نے برابر بن عازب سے پوچھا کیا آپ کا منہ تلوار کی مانند چمکتا تھا فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح اور ابن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ آپ کی گردن مانند چاندی کے صاف تھی سعد بن وقاص سے منقول ہے میں بیمار ہوا حضرت میری عیادت کو تشریف لائے اور اپنا بات میری پیشانی پر رکھا پھر میرے منہ اور سینہ پر پھیرا اُس دن سے اب تک ست مبارک کی سردی اپنے جگر میں پاتا ہوں۔ مسور بن خدا دا بنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت کے بات کو بات لگایا ابوشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ سرد پایا روایت ہے کہ آپ نے قتادہ بن لمحان کے منہ پر بات پھیرا اُن کا چہرہ ایسا روشن ہو گیا کہ ہر چیز کا عکس اُس میں نظر آنے لگا اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آپ کا حسن عالم سے نرالا تھا اور زنگ بدن نہایت روشن جو آپ کا وصف بیان کرتا چودہویں رات کے چاند سے تشبیہ دیتا اور پسینہ آپ کا چمک اور صفائی میں موتی کے مانند اور خوشبو میں مشک اذ فر سے بہتر تھا کعب بن مالک کہتے ہیں جب آپ خوش ہوتے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کا منہ ٹکڑا ہے چاند کا علامہ قسطلانی کہتے ہیں کہ سب تشبیہات راویوں کی سمجھ پر واقع ہیں ورنہ درحقیقت چاند اور سورج اور آئینہ کو اُس جمال با کمال سے کچھ نسبت نہیں ہے شہ سوار من کہ مہ آئینہ دار حسن اوست و تاج خورشید بلندش خاک نعل مرکب است۔ جمال یوسفی کہ ایک عالم اُس پر شیدا ہے اور نظیر و ثانی اُس کا جہان میں ناپیدا حسن محمدی کا ایک شمعہ تصور کیا چاہئے اذا هو قد اعطی شطر الحسن سے یہ مراد ہے کہ اُس حسن خدا داد کا ایک پر تو عالم پر چمکا اُس میں سے ایک حصہ یوسف علیہ السلام کو ملا باقی تمام جہان میں تقسیم ہوا آہ و خورشید وزہرہ و مشتری میں وہی نور درخشاں ہے اور زمین و آسمان عرش و کرسی اُس پر توہ سے روشن و تاباں اُسی کے فیض سے چمن دنیا تازہ و سیراب ہے اور اُسی کی آب و تاب سے گلشن جنت سرسبز و شاداب پروانہ اُسی کی جھلک شمع میں پالتا ہے کہ اُس کے سوز

عشق میں اپنی جان جلاتا ہے اور مرغ چمن اسی کا رنگ گل میں دیکھتا ہے کہ اُس کے درد فراق سے آہ و نالہ کرتا ہے اور شور و غوغا مچاتا ہے جملہ ارواح و اجسام نفل اُس جمال سرا سر نور کے ہیں اور تمام انوار ارضی و فلکی عکس اُس نور سرا یا ظہور کے ہیں۔ اے قصہ بہشت زکویت حکایت ہے شرح جمال حور زرویت روایت ہے انفاس عیسیٰ از لب لعلت لطیفہ ہے آبِ خضر ز نوشِ دہانت کنایت ہے۔ ہر چند کہ اُس کا عکس ہر رنگ میں چمک رہا ہے مگر اُس کی حقیقت ادراک عقول سے برتر اور دماغ سے مانع بالکمال نے اُس جمال کو اپنے دیکھنے کی واسطے بنایا اور اپنی محبوبیت کے واسطے پسند فرمایا عقول بشریہ کی کیا تاب جو اسے ادراک کریں اور اُس کی حقیقت و ماہیت کی تنقیح کر سکیں شہر آفتاب کو کب دیکھ سکتا ہے اور سایہ نور کے مقابل کب آسکتا ہے علامہ قرطبی کہتے ہیں آپ کا جمال کسی پر ظاہر نہ ہوا اگر ظاہر ہوتا کوئی شخص دیکھنے کی تاب نہ لاتا اور ثابت ہے کہ جبرئیل امین خدمت سید المرسلین میں بصورت وحید کلمی آیا کرتے صورت اصلی اُن کی کسی کو نظر نہ آتی ایک بار ابن عباس نے دیکھ لئے تھے یسب شرف صحبت و قرابت حضرت کے اس وقت محفوظ رہے مگر آخر عمر میں اندھے ہو گئے اگر حور بہشت کا ایک کنگن دنیا میں ظاہر ہو جائے اُسکی روشنی نور آفتاب کو اس طرح محو کر دے جیسے آفتاب کی روشنی ستاروں کو چھپا دیتی ہے پس صورت محمدی کہ ہزار درجہ صورت جبرئیل اور جمال حور سے روشن تر اور لطیف تر ہے کس طرح نظر آ سکے اور اُس کے دیکھنے کی کون تاب لا سکے یہ کیا منہ ہے آئینہ کا تری تاب لا سکے۔ خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے۔ مگر ہر شخص اُس جمال بالکمال کو اپنے حال کے موافق دیکھتا ایک دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے ماہِ نبی ہاشم دنیا میں کوئی شخص آپ سے زیادہ خوبصورت نہ پیدا ہوا فرمایا تو سچ کہتا ہے ابو جہل نے کہا مجھے تم سے بد شکل زیادہ کوئی نظر نہیں آتا فرمایا تو سچ کہتا ہے صحابہ نے تعجب سے کہا یا رسول اللہ کیا فرمایا ارشاد ہوا ہر شخص مجھے اپنے ایمان کے موافق دیکھتا ہے یعنی ابو بکر کی نگاہ میں تمام جہان سے زیادہ خوبصورت اور ابو جہل کو سب سے بد صورت معلوم ہوتا ہوں و اللہ در من قال سے ترا چناں کہ توئی ہر نظر کجا بیند۔ بعد بخش خود ہر یکے کنادر اک۔ اگر چشم ظاہر اسکو دیکھ سکتی ریت میں تفاوت نہ ہوتا اور یہ تفاوت اس سبب سے نہیں کہ مٹی میں تغیر یا اُسکے ظہور میں نقصان ہے بلکہ در حقیقت دیکھنے والے کا نقصان اور اُس کی نظر میں فتور ہے۔ گرنہ بیند بروز شہر چشم۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ اس مقام سے ایک اور دقیقہ بھی حل ہوتا ہے کہ وہ جمال بالکمال خواب میں بھی بقدر ایمان و استعداد خواب دیکھنے والوں کے مختلف احوال پر نظر آتا ہے یہ خواب جھوٹا نہیں ہوتا جس نے دیکھا بے شک حضرت کو دیکھا مگر دیکھنے دیکھنے میں فرق ظاہر ہے کمال لاغنی علاوہ بریں کوئی محب نہیں چاہتا کہ محبوب کا حسن دوسرے پر کما حقہ ظاہر اور جو اد میرے ساتھ ہے کوئی اور بھی اُس میں شریک ہو تب تل الیہ تب تیل یعنی تمام عالم سے انقطاع کلی کر کے میری طرف ٹوٹ رہ اور کسی سے کام نہ رکھ انا دانست وما سوى ذلک خلقت لا یجلی میں اور تو اور جو کچھ میرے اور تیرے سوا ہے میں نے تیرے لئے پیدا کیا ہے کہتے ہیں ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دن اپنی سوتی ڈھونڈتی تھیں کہ حضرت تشریف لائے اور اُن کی اس بات پر متبسم ہوئے اشارتیں میں دندان مقدس کا ایک کناہہ ظاہر ہوا کہ اُسکا نور آفتاب کی روشنی پر غالب آیا اور اُس کی

روشنی میں سوئی مل گئی شاید وہی دندان مبارک جنگ احد میں شہید ہوا اور ظاہر ہے کہ جب مخلوق ادراک حقیقت سے قاصر ہے تو تعریف و توصیف بھی اُس کی قدرت سے باہر ہے و نعم ما قیل سے یا صاحب الجہال و یا سید البشر من و جہلک المنیر لقد نور القدر لا یمكن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر خدا اُس کو جانتا ہے اور وہ خدا کو پہچانتا ہے فضولی کو یہاں دم مارنا ہے چاہے حقیقت اُس جمال دلربا کی وہی ہے جو اُس کے پروردگار نے قرآن مجید و فرقان حمید میں بیان فرمائی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَذَكِّرْنَا إِلَى اللَّهِ بِآذَانِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا اے نبی ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا فائدہ علانے اس جگہ چار وجہ تشبیہ کی بیان فرمائی اول جس طرح چراغ سے تاریکی دور ہوتی ہے اور مکان روشن ہو جاتا ہے اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باوجود سے کفر و شرک کی تاریکی دور ہوئی اور تمام عالم نور ایمان و عرفان سے منور اور روشن ہو گیا دوم جس گھر میں چراغ ہوتا ہے اُس میں چور نہیں جاتا اسی طرح جس دل میں حضرت کی محبت کا چراغ روشن ہے دُزد متاع ایمان یعنی شیطان اُس پر قابو نہیں پاتا سوم چراغ کا نور خانہ تیرہ کو روشن کرتا ہے اور آپ کی محبت کا نور دل تیرہ کو روشن کرتا ہے چہارم جس گھر میں چراغ ہوتا ہے وہاں بیٹھنے سے جی نہیں گھبراتا اسی طرح جس دل میں حضرت کی یاد ہے غم و الم اُسکے پاس نہیں آتا اور بعض مفسرین سراج منیر کو آفتاب سے تفسیر کرتے ہیں اور کرمیہ تبادک الذی جعل فی السماء یروجا و جعل فیہا سراجا و قمرًا منیدا کو اس تفسیر کی دلیل ٹھیراتے ہیں اس تقدیر پر وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جس طرح سورج کا نور تمام عالم میں منتشر ہے اسی طرح سارا جہان آپ کے نور سے منور ہے اور جس طرح خدا تعالیٰ نے ستاروں کو مسافروں کی رہنمائی کے واسطے بنایا اور آفتاب کو بکثرت نورانیت اُن سے ممتاز فرمایا اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو گمراہوں کی ہدایت کیواسطے بھیجا اور ہمارے حضرت کو اس بات میں اور تمام فضائل و کمالات میں اُن سے افضل و اکمل کیا والضحی واللیل اذا سمعی یعنی اے محمد قسم تیرے روئے درخشاں کی کہ صبح کی مانند روشن و تاباں ہے اور قسم تیری زلف مشکیں کی کہ رات کی طرح سیاہ ہے ما و دعت ربک و ما قلیٰ نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن پکڑا ظلمہ ما انزلنا علیک القرآن لتشتقی طاکے عدد نو اور ہاکے پانچ ہیں نو اور پانچ چودہ ہوتے ہیں یعنی اسے چودہ ہویں رات کے چاند ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے مہدوح خدا ہے وہ ازل سے ہوں کس سے بیاں و صف اُس کے و صاف ہو جس کا خود ہی باری ہے و صف میں اُس کے خامہ عاری۔ اے عزیز اگرچہ حقیقت اُس جمال دلربا کی دریافت نہیں ہو سکتی مگر جس طرح عالم رویت میں ہر شخص بقدر اپنے ایمان و محبت کے دیکھ لیتا تھا اسی طرح عالم تصور میں بقدر تصفیہ و تجلیہ قلب و ایمان و محبت کے ادراک اُس کا جائز و ہوا ہے پس بحکم ما لا یدرک کلہ لا یتدرک کلہ کے صورت بابرکت کی صفت و ثناء بقدر اپنی استعداد کے اس مختصر میں لکھنا گنجائش رکھتا ہے اور بایں وجہ کہ رعایت ادب اور پاس شریعت نزاکت معنی و حسن عبادت سے اہم ہے اُن امور سے کہ شعراء عصر میں بے تکلف مروج ہیں احتراز کیا جاتا ہے۔ اب قلم اور زبان ہزار عجز و انکسار عرض مطلب میں مشغول ہوتا ہے نظم ان فلت یا سحر

الصبا یوما الی بیت المحرم . بلغ سلامی روضة فیہا النبی المحترم . من خد بد والدجی من وجہہ
شمس الضحی . من ذاقہ نور الہدی من کفہ بحر الہمم نظم دیدہ خورشید زار از رویش . منبستان مشام از بولش
پیش رویش بہشت ساختہ رو . جذا خوانے صاحب این خو . یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ .
نمبر نور سراسر بہتر الہی سے مہمور مخزن دانش و شعور سردنزد دیوان سر بلندی درۃ التاج فرق ارجندی قبلہ نور غیبیہ
خزانہ اسرار الہیہ درج گوہر نبوت برج سپہ رفعت حبیب بلند و بالا ہمسرا سکا دیکھا نہ سنا اور فر رسالت اُس سے پیدا انسر
قضاعت اُس پر زیا سرفرازان عالم اسکی سرکاریں فرق ارادت زمین انکسا پر رکھتے ہیں اور سرشاران بادہ نغوت اُسکے
حضور اپنی سرکشی اور خود سری سے تو بہ کرتے ہیں سہ تاج خورشید ہمیشہ ہے اُسی سے پر نور . بہر تسلیم جگے رہتے ہیں سر اُس
کے حضور . فلک نیلگوں اُسکی طلب میں سرگرداں ہے اور اوج گردوں اُس فرق ہمایوں پر قربان سر و سرفرازا اسکی یاد میں
بہار و خزاں سے آزاد . اور ہائے بلند پرواز اُسکے ہوائے شوق میں خانماں بر باد . فرقہ فلک اُسکی جناب میں سر ہر زمین نیاز
اور سر بلنداں اُس کے قصر رفعت کا فرش پاؤں تازہ . طائر تیز پرواز عقل اُسکے اوج سے بال و پر شکستہ . اور سمنہا کلام
خیال اُس کی توصیف میں پائے خرام بستہ سہ دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا . پہنچے کب اُس تک ہات ہمارے
غبار کا . یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ . جبین نور آگیاں لوح سیمی یا مشرق خورشید ہے
اور لوح سیمین جبین بیاض بیت ابرو یا مطلع ہلال عید . گل صبح اُس مہر تابندہ کے پر تو سے شگفتہ خاطر . اور آئینہ
حلب اُس ماہ درخشاں کے تصور سے حیران و ششدر . گلستان ابرم اُس فاتح مصحف رخسار کے افاضہ سے شگفتہ
و خنداں . اور نیر اعظم اُس آفتاب عالم افروز کے انارہ سے تاباں و درخشاں . ماہ سیمی عذار اُس کی صفائی کا بندہ
اور زرد مغزی آفتاب اُس کی رنگینی کا شرمندہ . آب بلور اُس کی صباحت سے پانی پانی . اور رنگ شفق عشق طلعت
میں زعفرانی . یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ ابروئے دل نشیں لوح جبین کے قرین
مطلع نجم سعادت . موج بحر لطافت . ہلال ماہ عید . طاق خانہ خورشید . مد تمیہ صباحت حرم حرم ملاحات بیت حمید
کبریا . جو ہر آئینہ مصفا . بقیہ نجات لوح بکلید ابواب فتوح . فلک پر خرم اُس محراب کعبہ کے گرد طواف کناں . اور ہلال عید
اُس طاق حرم پر جان و دل سے قربان . دل زار اُس گوشہ عافیت میں چلہ نشیں . اور کماندار فلک اُس کے حضور سر ہر
زمین . تیر قضا اُس کے اشارہ پر چلتا ہے اور سینہ ماہ دو ہفتہ اُس کے تیر محبت سے خستہ ہے . تودہ خاک سے قاب
توسین تک اُس کی شہرت ہے اور گا و زمین سے اسد فلک تک نشانہ تیر محبت کشتی ہلال گرداب شوق میں سرگرداں
اور قوس فلک خون شفق میں غلطاں سے ہر مہینہ میں نیا عکس سر نو اُس کا . زیب طاق حرم کعبہ ہے پر تو اُس کا د
یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ رگ ہاشمی توسین ابرو میں نمایاں ہے نیکمان ہلال میں تیر کشاں
کمان رستم اُس تیر غضب سے ہمناک اور سینہ دشمنان اُس نشتر رگ جان سے چاک چاک . اعدائے خطا کا ر اُس ناوک
جگر دوز کے خوف سے بیجاں . اور کفار بد اطوار اُس سان خوں بار کی غلش سے تودہ خاک پر غلطاں یا ایہا المشتاقون
بنور جمالہ صلوا علیہ والہ قرعگان دلستاں اعراب قرآن ہیں . یا رگ جان مشتاقان . جو ہر آئینہ

عارض تباں۔ شعاع خورشید روئے رخشاں یساک مساک راستی اکسیرایان کی بوٹی صحرا عرب اُس مفرہ مشکام کی خوشبو سے رشک تاتار۔ اور گریبان سحر اُس تار شعاعی کے سودائے محبت میں تارتار۔ کماندار چرخ اُس کے تیر محبت کا گھائل اور نیزہ باز فلک اُس کے پیکان عشق سے بسل یا ایہا المشتاقون بنو رحمالہ صلوا علیہ والہ چشم نر گسین اور دیدہ سر گسین۔ گنجینہ نگاہ حق ہیں۔ آئینہ تجلی رب العالمین۔ نر گس گلزار جمال۔ مرآت حسن لایزال۔ مینا کے جہاں کبریا ناظورہ دیوان اصطفیٰ۔ طبیب صحت نر گس بیمار۔ بہار سواد و بیاض لیل و نہار۔ مخزن الوار و اسرار منظور نظر الملوک البصار قرۃ العین حور عین چشم و چراغ اہل دین۔ نور عیون اہل نظر۔ روشنی چشم ابو البشر۔ چشم بد و عیب آنکھ ہے ماشاء اللہ کہ چشم فلک کو بایں گردش لیل و نہار نظیر اُس کا نظر نہ آیا اور آہوئے حرم نے چین و ختن تک ڈھونڈا کہیں جس سر اسکا نہ پایا با دام سے اُسکو تشبیہ دینا سراسر بے مغزی اور آہوئے ختن کی آنکھ سے مشابہ کہنا عین خطا اور نادانی غزالان چین اگر اُس چشم سر گسین کو دیکھ پائیں عمر بھرا شک حسرت آنکھوں سے بہائیں اور آہوان ختن اگر اُس دیدہ نر گسین کے سامنے آئیں جو کمری بھول جائیں۔ آفتاب اُس عین عنایت کے شوق میں سرگرداں اور چشم صدف اُسکی یاد میں دیدہ طوفاں دیدہ سے گوہر فشاں بابر گہوار اُس کے سیر چشمی کا کاسہ لیس اور کماندار فلک اُسکے تیر نظر پر قربان ہونے کو لیس۔ گنہگار ان امت کو اُس سے چشم شفاعت اور تہیدستان عالم کو چشم داشت عنایت سے چراغے کہ تا اذ نیفر و ختن نور۔ ز چشم جہاں روشنی بود دور۔ سواد فلک گشت گلشن بدو۔ شدہ روشنناں چشم روشن بدو۔ پتلی طور جمعی خدا۔ منظور نظر کبریا۔ تارتار نگہ کو شعاع خورشید کہنا ناروا اور سرمہ چشم کو سنگ موسیٰ سے تشبیہ دینا بجا آئینہ مازع اُس چشم خدا میں کاسہ سرمہ بصر ہے اور کرمیہ یا تغیا اُس دیدہ سر گسین کا کھل جواہر مانگ کو چہ فلک دنیا میں دکھاتی ہے اور کہکشاں فلک کو راہ بتاتی ہے شرکاء زلف معنبری کی تعریف میں قافیہ تنگ ہے اور شب دیر فکر کا اُسکے میدان مدحت میں پائے خرام لنگ۔ موشگافان جہاں اُسکی توصیف میں قاصر۔ اور باریک بینان عالم اُس کی تشبیہ میں سرا سیمہ و پر ہجر سے بال بھر بھی نہیں وصف اُس کا ادا ہوتا ہے۔ موشگافی کریں گر لاکھ تو کیا ہوتا ہے۔ نہ اُسے انہی پہچان کہہ سکتے ہیں اور نہ زنجیر جنوں اور شب ہجران سے تشبیہ دے سکتے ہیں کہ یہاں حد ادب سے سر ہو تجا و زبلائے ایمان ہے اور بال بھر پہچان کی سراسر اندھیرا اور وبال جان بلکہ تشبیہ اُن بالوں کی شب قدر سے بھی بجا ہے اور تمثیل اُن زلفوں کی لیلۃ البرات سے سراسر خطا۔ سنبل ثولیدہ موکو اُس طرہ شائستہ سے کیا مناسبت اور مشک ختن کو اُس کیسوئے عنبری سے کیا مشابہت کہ مشک خون غلیات ہے اور وہ لام اسم ذات سنبلہ فلک اُسکے طلب میں سرگرداں اور سنبل چین سودائے نکہت میں آشفقہ و پریشان سے ہے پریشانی سنبل سے عیاں خود اس کی۔ ہوش پھولوں کے اڑا دیتی ہے خوشبو اُسکی۔ سایہ اُس زلف سیاہ قام کا سینہ ماہ میں نمایاں ہے اور دماغ عشاق خیال نکہت سے غیرت سنبل و ریحان سے دماغ از تار موئے اوٹنا راست۔ نگہ را باغ روئے او بہار راست۔ شہباز فکر اس جگہ دام حیرت میں گرفتار ہے کہ متاب سنبلہ میں جاسکتا ہے اور ابر آفتاب پر آسکتا ہے مگر یہ طرفہ تماشہ ہے کہ رات کو کجا واللیل اذا فیضی والنہار اذا تجلی سے کیا زلف کا قرینہ ہے روئے جناب سے۔ لب ریز دامن شب قدر آفتاب سے روئے روشن زلف سیاہ میں نمایاں

ہے یا نور بصیر مرد مک چشم سے نمایاں۔ زہرہ اُس مشتری طلعت سے شرمندہ۔ اور چاند اس مہر جہاں تاب کا داغی بندہ۔ ماہ دو ہفتہ پر تو عارض سے تاباں۔ اور ہر منور نور رخسار سے درخشاں۔ شمع حرم اُس کے شعلا محبت سے روشن۔ مرغ چمن اُس کی یاد سے گل مراد بدامن۔ شمس بازغہ اُس کے مدرسہ تنویر میں شمسہ خواں۔ اور قمر دو ہفتہ اُس مصباح ہدایت کی ضو سے سراج آسمان۔ چراغ خرد اُسکی نو سے منور۔ اور فانوس خیال اُس کے پر تو سے چراغ دہر۔ عکس تجلی مرآت عارض میں یا ہر۔ اور صورت معنی آئینہ رخسار سے ظاہر سے اس آئینہ سے صاف عیاں قدرت حق ہے۔ پہلا تو یہی حسن کے دیواں کا ورق ہے۔ لعل بدخشاں کا اُس کی رنگینی سے دم فنا۔ اور گل گلستاں کا مہر خجالت سے رنگ ہوا سے روئے گل ہی پر نہیں تیز وہ رخسار ہے ہیں۔ ایک بُرخ کیسا نجل اُن سے تو بُرخ سارے ہیں۔ اُس عارض پر نور کے عشق میں رنگ رخسار سحر فرق ہے۔ اور سینہ ماہ شق۔ مرآت خیال کو سکتہ۔ چراغ صبح سسکتا۔ گل سوکھ کر کاٹا۔ نسیم بہار بے دست دیا۔ مطبخ گلزار سرد۔ رنگ شفق زرد۔ دل شبنم افسردہ۔ روئے گل پژمردہ۔ دریا گریاں۔ خورشید سرگرداں۔ مرجان بیجان۔ آئینہ حیران۔ شمع چراغ سحر۔ عقیق خون دگر پروانہ فدا۔ بلبل بے نوا۔ لالہ خونیں کفن۔ قمری طوق غم بگردن۔ یا قوت بیدم۔ لعل زیر بار غم۔ یزید رضا دست بردل۔ تدروئے تیغ بسل۔ مرغ چمن کو اُس گلستاں خوبی کی یاد میں سبق بوستاں فراموش اور عندلیب طبع اُس گل رنگین کے نشاء شوق میں گلزار جہاں سے غافل اور مدہوش۔ آئینہ حلیب پر اگر وہ ماہ عرب عکس انگن ہو سوز محبت سے گل جلے۔ اور ورق گل پر اگر وصف رخسار رنگین زیب رقم ہو اپنے پیر بن میں پھولانہ سہلے۔ یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ۔ ریش مطہر گرد رخسارہ النور بالہ قمر یا جدول قرآن ہے۔ اور خط مبارک مصحف عارض پر منہیہ لوح محفوظ یا حاشیہ صحیفہ ایمان۔ خط شفاعت اُسے کہنا زیبا۔ اور فرمان بخشش امت سمجھنا روا۔ انیس بال سپید اُس میں نمایاں ہیں۔ یا شعل قمر تاریکی شب میں تاباں۔ یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ۔ نگاہ ماہ دو ہفتہ کی تابش دندان بد کام نہیں کرتی۔ اور نظر مہر تابندہ کی اُن کی چمک دمک پر نہیں ٹھیرتی۔ ماہ تاب اُن کے خیال میں رات بھر تاسے گنتا ہے۔ اور آفتاب سودائے محبت میں تمام دن تنکے چناتا ہے۔ نیساں اُن کے عشق میں نالاں اور سببہ سیارہ سرگرداں۔ ستارہ پتخالہ دریا۔ آتشوں کا نالہ۔ برق بیتاب مرور اید غرق گرداب۔۔۔۔۔۔ لکڑی اُن دانتوں سے الماس کا بھی دل ہووے۔ بیدھا جاوے کوئی موتی جو مقابل ہووے۔ نہ آنھیں دانہ انار سے تشبیہ دے سکیں اور نہ تسبیح ثریا اور عقد پروین کہہ سکیں بلکہ وہ دندان رشک دہن رشک درج ہے۔ بتیس آفتاب ہیں اور ایک برج ہے یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ دہن رشک چمن اسرار الہی کا خزینہ۔ جواہر جنت کا گنجینہ۔ پھول اُس گل رعنا کی مشابہت سے شگفتہ دل۔ اور غنچہ اپنی نارسائی سے دل تنگ اور منفعل۔ کہ ہزار رنگ لاتا ہے مگر مداح دہن اُسے منہ نہیں لگاتا۔ باہیں وجہ منتظر کمال کو کامل سے کیا مناسب اور انقص کو اکمل سے کیا مشابہت تنگی دہن زمان ناقصات العقل والدرین کی صفت ہے۔ اور مناسب حال مردان میدان فراخی دوست۔ اقواء اُس دہن رشک

عدن کی آسمان وزمین میں منتشر۔ اور آوازہ اُس شگاف قلم صنع کا تقریر و تحریر سے باہر۔ جوہری فلک اُس کا
 جواہر کی جستجو میں سرگرداں۔ اور خضر رہنما اُس چشمہ حیواں کی تلاش میں سر بہ بیاباں۔ دہن خور ویاں اُس کے
 مقابل کا المجدوم۔ اور غنچہ خاطر خویاں اُس کی یاد میں مغموم۔ بلیل خوش نوا نثار طرز تکلم اور گل رنگیں ادا قلیل جلوہ
 یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ و آلہ تر بان چشمہ حیواں کی موج روح افزا ہے۔ یا دائرہ دو ہلال
 لب میں ایک خورشید جلوہ فرما۔ ہر زباں داں اُس کی تعریف میں عذب البیان۔ اور سوسن دہ زبان اُسکی توصیف
 میں رطب اللسان۔ یوسف مصری اُسکی رحمت سے شیریں دہاں۔ اور طوطی سدرہ اُسکی نعت میں شکر فشاں ہے۔
 علاوت چاشنی گیر از بیانش و بہ شیرینی موظف از زبانش یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ
 لب نوش آگین غیرت انگیں۔ اور لعل نوشیں رشک قند شیریں۔ جب نبات شیریں کلامی۔ قند مکر عذب البیانی
 ورق در داحر۔ آب دوسے گوہر۔ جان لعل و مرجان۔ روح گلزار رضواں۔ لطافت موج طراوت۔ طراوت جو بہار لطافت
 گلستہ بزم زیبائی۔ بہارستان رنگیں ادائی۔ نام خدا ہر بات اُس کی آب خضر سے جانفزاتر۔ اور ہر کلمہ اُس کا معجزہ مسیح
 سے افضل و برتر ہے دم میں مردوں کو چلاتی ہے عنایت اُس کی و لب عیسیٰ سے کوئی پیچھے حقیقت اُس کی۔
 نیکو اُس کی شیریں بیانی سے انگشت حیرت در دہاں اور حلوائے مقراض وصف حکرا فشاں میں بریدہ زباں آب
 شیریں فرات اُس کے حسن و صفا کے آگے پانی بھرتا ہے اور شکر لبوں کا اُسکے سامنے اپنی گفتار شیریں سے دل کھٹا ہے
 لبش جاں دار وئے لعل بدشتاں و زمین بوسش کناں یا قوت درکاں۔ محبوبان مصری اُسکے ہجر میں تلخ کام
 اور عقیق یعنی اُسکے عشق میں خون آشام ہے کوثر کا اشتیاق میں اُن کے یہ حال ہے و گویا وہ تشنہ لب تہہ آب لال
 ہے۔ یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ گوش حق فیوش قطب فلک سے ہم دوش اور یم
 اُس کان صباحت کا حلقہ بگوش ہے اُس کان کی ثنا نہیں ممکن زبان سے و دیکھا نہ آنکھ سے نہ سنا کان سے۔
 شمع کا فوری اُسکی لو میں سر گرم سوز و گداز اور صدف دربار آوازہ زیبائی سے گوش برا و از یا ایہا المشتاقون بنو
 جمالہ صلوا علیہ والہ یعنی الف ابجد ازل ہے یا نخل طوبی کا پھل جو ہر آئینہ رو۔ تیر کمان ابرو نخل بادام جنت
 موج بحر رحمت۔ شاخ نہال امید شعل نور خورشید۔ گل باغ ہربانی نصف مصحف کی نشانی یا ایہا المشتاقون
 بنور جمالہ صلوا علیہ والہ۔ گردن النور فوارہ نور ہے یا صراحی بلور۔ اور چراغ فلک اُسکے برتوسے روشن خیال
 ناعت اُسکی لوسے شمع انجمن۔ یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ طبع نازک اگر باریکت مینی پر کر رحمت
 باندرے اور بال کی کمال نکالے عقدہ کمر مبارک نہ کھول سکے اُس سرمایہ اقبال کو بال کہنا دیال اور اُس باعث ایجاد کو
 عنقا سمجھنا محال ہے قاف تک ہم نے بہت کاف کڑھونڈا ہے و کمریں دیکھی ہیں مگر ایسی کمر عنقا ہے۔ اُس کئے حق کو
 ناز شیرازہ ہستی لکھنا بجا ہے۔ اور اس رشتہ یقین کو جو ہر آئینہ قدرت کہنا زیبا سینہ مہر گنجینہ حسن و صفا کا
 خزینہ۔ لوح محفوظ ہے یا مرآت تجلی۔ آئینہ قدرت یا سیم فردوس کی تختی سے صدر دیوان رسالت کا عجب سینہ ہے
 صورت علم لدنی کا وہ آئینہ ہے۔ اہل انصاف کے نزدیک انکشاف اُس کی حقیقت کا محال ہے اور زبان و صاف

بیان اور صاف میں لال۔ خط سیاہ اُس سینہ صاف پر کھنچا ہے یا دست قدرت سے دست اوپر محبت و ورق آفتاب پر لکھا ہے۔ شکم مبارک تختہ سیمیں ہے یا لوح صدر لیلین۔ الماس کا پرچہ یا چاند کا ٹکڑا۔ آئینہ مصفا اُس کی صفائی سے حیران ہے کہ پشت مبارک اُس شکم صاف سے صاف عیاں ہے سہ ہے سوا بدر سے شان شکم صاف اُس کی + چشم اختر بھی جھپک جائے وہ ہے ناف اُسکی یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ ناف جناب دریائے لطافت کا گرداب یا بحر صفا کا گوہر خوش آب۔ کاخ تجلی کا روزن سر لیستہ۔ یا حسن و صفا کی چشم نیم واسہ یا ناف پاک تھا سا ایک جام نور ہے جس میں زلال چشمہ آب بلور ہے یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ۔

قبر نبوت پشت مقدس پر محتوم ہے اور نام خدا اُس میں مرقوم ہے سہ نئے انداز کی یہ مہر ہوئی عالمگیر + سکھ میں کھدا نام شہنشاہ و وزیر شمشادہ ایک ایک شان و شوکت میں یگانہ۔ زور و قوت یکتائے روزگار لشکر کشی کو سر دست تیار جس سے ہات ملنے سلطنت دارین عنایت فرمائے سہ محیطہ چہ گویم کہ بارندہ میخ + بیک دست گوہر درگ دست تیغ + ہو گوہر جہاں را بیا راستہ + بہ تیغ از جہاں داد و دیں خواستہ ہات موج دریائے کرم ہے۔ اور دستگیر عاصیان اُمم۔ الف الطاف و اکرام۔ شاخ نہال انعام۔ مفتاح باب رحمت۔ کلید ابواب جنت۔ ید بیضا اُس گلدستہ فردوس کا ہوا خواہ اور دست اندیشہ اُس کے دامن ثنا سے کوتاہ پہنچے خورشید رات دن پھرتا ہے مگر پنجہ مبارک کا ہمسر شمش بہت اور ہفت کشور میں ہات نہیں آتا اور سو سن وہ زبان ہر چند شمش و پنج کرتا ہے لیکن دونوں عالم میں ایک شے کو بھی اُس مریخ نشین چار بالاش یکتائی سے تشبیہ کے قابل نہیں پاتا۔ باز و موج بحر حسن و ضیا۔ شمع کساعہ اندھیرے کا اُجالا مہ تو ناخن کی صفا سے شرمسار۔ اور ناخن تدبیر اُس کی عقدہ کشائی پر نثار یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ شاخ نسرین ساق سیمیں پر فدا اور گل رنگیں کا اُس کی رنگینی دیکھ کر دم ہوا۔ شمع اگر اُس مہر طلعت کو دیکھ لے روشنی اُس کی کا فور ہو جائے۔ اور سکندر اگر اُس مرآت تجلی کا وصف سن لے آئینہ اپنا طاق دل سے گرائے یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ سرداران عالم قدم مبارک کو آنکھوں سے لگاتے ہیں اور ارباب بصیرت خاک پاسے کھل الجواہر پہناتے ہیں بنائے دین اُس کے ثبات سے قائم و استوار اور طاؤس طنائے یا دخرام ناز میں بیقرار و اشکبار سہ حسن رفتار زمانہ سے جدا اُس کا ہے + چرخ یا مال نشان کف پا اُس کا ہے۔ ترگس جنت انتظار قدم میں چشم بر راہ۔ اور آب حیواں اُس کی خاک پا کا ادنیٰ ہوا خواہ پشت قدم رخسارہ حور سے صاف۔ اور کف یا لوح بلور سے شفاف نگہ بہت جسم مشک بو سے مشام جان معبر اور دماغ قدسیاں معطر اور شمیم بدن گلگوں سے صحن کعبہ رشک چمن۔ اور کو چہائے مدینہ غیرت گلشن آسکے نفخہ عنبرین سے بخت خفتہ بہار بیدار اور سودائے راتھ مشکیں میں دامن تاتار تار تار مشک فتن اُس کا حبشی بندہ اور عرق بہار اُس کے سامنے شرمندہ اور گل عرق تشویر برودستہ سنبیل آشفقہ منہ یا ایہا المشتاقون بنور جمالہ صلوا علیہ والہ لطافت تن رشک یا سمن سے محیط۔ فکر بر گرداب۔ اور نودق خیال در تہہ آب نرمی بدن فلک اطلس پر پشت پا مارتی ہے اور نر اکت جسم حریر جنت پر پاؤں نہیں رکھتی ایک عالم عشق ملاحت سے شوریدہ سہر اور در شمیم یا دصباحت میں چشم تر رنگ صفا آئین

اُس تن سیمیں کا نور دیدہ صفائی ہے اور آئینہ جمال رنگین ادائی۔ رنگ روئے خورشید و برد کے زرد اور گرم بازاری آفتاب حضور اُنکے سرد آئینہ سکندر مقابل اُس کے حیران۔ اور مشتری فلک اُس کی طلب میں سرگرداں چرخ بدخشاں اُس کے سامنے بادِ نجات سے گل اور گل رخاں فرخار اُس کی یاد میں ہمسفر بلبل یا دقامت میں سینہ گلشن سے آہ سرد بلند اور سرو آزاد زنجیر حسرت میں پائندہ سرد درباغ بیک پائے ستادہ است نگر۔ برکاب تو رود گرد پوش یائے دگر۔ نخل طوبیٰ میں کیا شاخ ہے جو اُس نو بہال خوبی سے ہماری کا دعویٰ کرے اور شمشاد کی کیا بنیا دجو اُس کے سامنے مڑھٹائے مصرعہ سرو گلستان اُس کے وصف میں موزونی سے بے بہرہ اور الف اُس کی مشابہت سے حروف بھی کاپیشوا۔ ہزار داستان چمن اگر اُس قامت موزوں کا وصف سن پائے ہزار شاخیں مصرعہ شمشاد میں نکالے اور قمری صبح سخن اگر اُس غیرت طوبیٰ کو دیکھے الف سرو کو صفحہ خاطر سے مثلے وہ قامت زیبا اور قدر عنا نخل میوہ بہار ہے یا نہال خورشید بار۔ رونق نو بہال ان چمن رایت اقبال گلشن۔ نو بہال باغ ارم۔ الف اسم اعظم ہے اس ایک الف سے ارض بھی ہے اور سما بھی ہے۔ دنیا کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی ہے یا ایھا المشتاقون بتوجہ حالہ صلوا۔ لیہ والہ سایہ بلند پایہ اُس قد زیبا کا عنقا راف نایابی ہے یا سرمہ چشم عدم اور ظل ہمایوں اُس سرو رعنا کا مردک دیدہ آدم ہے یا نور عین نیز اعظم ماہ منور کے قریب اندھیرا کس نے دیکھا ہے اور مہر انور کے پاس سایہ کب آسکتا ہے یہ فتادہ سایہ زراں خورشید رخ دور کہ باہم راست ناید ظلمت و نور۔ اگر جسم نورانی کیلئے سایہ فرض کیا جائے نور کے سوا کیا نظر آئے اگر وہ سایہ دیدہ اہل بصیرت میں نہ سماتا نور معرفت آنکو نظر نہ آتا اور جو وہ ظل ہمایوں آئینہ مہر و ماہ میں منعکس ہو تا آسمان آنکو اکھ کا تارا نہ سماتا مقام اُس قامت سراپا عظمت کا اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ ہمارا کجا پایا جائے اور مرتبہ اُس قدمبارک کا اس سے بہت بالا ہے کہ پیرو اُس کا خاک پر افتادہ نظر آئے یہ پیغمبر ماتداشت سایہ کہ تا شک بہ دل یقیں نیفتدہ یعنی ہر کس کہ پیرو دوست لا رب کر بر زمین نیفتدہ۔ یا ایھا المشتاقون بتوجہ حالہ صلوا علیہ ذالہ اللہم صل علی محمد نور الہدیٰ وید الدجی وسلم تسلما۔ دوسری فصل آپ کے حسن باطنی کے بیان میں پوشیدہ نہ رہے کہ یہ بیان نہایت نہیں رکھتا کہ حق تعالیٰ نے اُس جناب کو ہزاروں خوبیاں ایسی عنایت کیں جن سے کوئی آدمی اور جن واقف نہیں اور جو مخلوق پر ظاہر ہو میں جیسے قرب دائم و عرفان اتم و محبت خاصہ و محبوبیت مطلقہ آنکی حقیقت سمجھ میں نہیں آتی یہ ذاتی لا استطیع کنہ صفاۃ و لون اعضائے جمیعاً تکلم۔ اور جن کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے جیسے آپ کے بعض اخلاق و عادات آنکی تفصیل نہیں ہو سکتی کسی نے ام المؤمنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے التماس کیا کہ حضرت کے اخلاق سے مجھے خبردار کیجئے فرمایا تو دنیا کی سب چیزیں گن دے۔ عرض کیا دنیا کی سب چیزیں کون شمار کر سکتا ہے فرمایا حق تعالیٰ متاع دنیا کو قلیل فرماتا ہے اور خلق محمدی کو عظیم جبکہ متاع دنیا شمار میں نہیں آسکتی تو آپ کے خلق عظیم کا بیان کس سے ہو سکتا ہے سچ فرمایا مسلمانوں کی ماں نے خدا اُن کو جزا خیر دے اور اعلیٰ علیین میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے مشرف کرے جبکہ پروردگار آپ کے خلق کو بڑا فرماوے..... تو بشر کی کیا مجال کہ اُس کا بیان کر سکے یہ وصف خلق کے کہ قرآن است کہ خلق را

وصف اور چہ امکانت۔ بل طاب آپ فرماتے مجھے اللہ تعالیٰ نے واسطے اتمام مکارم اخلاق و محاسن افعال کے بھیجا ہے اور بتا برابری عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ تمام عالم سے زیادہ حق بصورت اور خوش سیرت تھے بعض صحابہ سے منقول ہے کہ میں نے کوئی شخص حضرت سے زیادہ تبسم کرنے والا اور خوش خلق نہ دیکھا اسے عزیز و درود و رحمت و عفت و حیا اور خوف و رجا اور رحم و کرم اور شجاعت و سخاوت اور صبر و شکر اور تسلیم و رضا اور تواضع و تقویٰ اور شرف و پوشش اور کلام و روش اور نشست و خاست اور تمام امور معاش و معاد و سیاست و تدبیر منزل و تہذیب اخلاق اور سب قول و فعل اس جناب کے ایسی خوبی کے ساتھ تھے کہ آج تک نظیر اُن کا پیدا نہ ہوا عدالت کہ رعایت اُس کی تمام اخلاق میں ضرور ہے آپ کے عادات و اخلاق میں اس درجہ مرعی تھی کہ مافوق اُس سے متصور نہیں بالفرض اگر اور معجزات ملو میں نہ آتے تو آپ کے سچے ہونے پر گواہی آپ کی صورت و سیرت کی گدو گدو عاقل ہیں کفایت کرتے ہزاروں منکر آپ کی صورت دیکھ کر کہتے لیس هذا وجه الکذا یعنی یہ منہ جھوٹوں کا سا نہیں ہے اور بہت مخالف آپ کے اخلاق و عادات دیکھ کر ایمان لاتے۔ صاحب موابہب مغازی اور واقفی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے خنین کے دن اسقدر اونٹ اور بکریاں لوگوں کو دیں کہ صفوان بن اُمیہ نے باوجود اُس دشمنی اور عداوت کے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ ایسی بخشش پیغمبر کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ اور عمر بن ابی جہل آپ کے کمال عفو پر نظر کر کے ایمان لائے علامہ مجد الدین صراط المستقیم میں لکھتے ہیں کہ ایک یہودی کا آپ پر کچھ قرض آتا تھا اُس نے تقاضا کیا فرمایا صبر کر ابھی وعدہ کا دن نہیں آیا اُس نے کہا اے اولاد عبد المطلب جھوٹ تمہارا ہمیشہ ہو گیا صحابہ یہ بے ادبی دیکھ کر عزم اور کئے قتل پر آمادہ ہوئے آپ نے اُن کو روکا اور فرمایا حکم کرنا چاہئے یہودی نے کہا اے خدا کے سچے رسول میں پیغمبروں کی سب نشانیاں آپ میں پاتا تھا صرف یہی بات باقی تھی کہ پیغمبر سے جس قدر جہل ہے ادنیٰ کے ساتھ پیش آتے ہیں وہ اُس کے مقابلہ میں عفو اور حلم کرتا ہے سو اس بات کی آزمائش کیلئے یہ بے ادبی مجھ سے واقع ہوئی اور یہ صفت بھی آپ میں پائی اب مجھے آپ کی پیغمبری میں کچھ شک نہ رہا اور میں ایمان لایا۔ جب عبد اللہ بن ابی کہ منافقوں کا سردار اور بڑا دشمن سید البراء کا تھا واصل جہنم ہوا آپ نے بدرخواست اُس کے بیٹے کے کہ مسلمان کامل تھے اپنا تمیہ مبارک اُس کے گفن کی واسطے عنایت فرمایا تن آدرا اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی یہ حال دیکھ کر ہزار آدمی ابن ابی کی قوم سے مسلمان ہو گئے۔ اسے عزیز جو شخص تعصب کو چھوڑ کر آپ کے حالات اور اخلاق و عادات میں بنظر انصاف فکر کرے بے تامل آپ کی نبوت و رسالت پر ایمان لاوے اس لئے کہ وہ جناب ایسے لوگوں میں کہ بکریاں چرانے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے اور عقلا زمانہ اُن کو وحشی سمجھتے تھے پیدا ہوئے اور انہیں میں پرورش پائی نہ کبھی طلب علم کے لئے باہر گئے اور نہ کسی دانشمند کی صحبت میں بیٹھے نہ پڑھانہ لکھانہ کسی نے آپ کی تادیب و تہذیب میں سعی کی بلکہ لو کہیں ہی میں یتیم اور یتیم ہو گئے یا اس ہمہ ایک کتاب عجیب و غریب فصاحت و بلاغت و متانت میں عظیم الشان اور منظر جمہ علوم و حکمت کو متضمن اور تمام مصالح معاش و معاد کو شامل کہ فصحاء عالم اور دانایان زمانہ بر تقدیر اجتماع اور اتفاق اُسکی ایک جھوٹی سی سورۃ کے معارضہ سے عاجز و مجبور ہوئے خلق پر پیش کر کے علی الاعلان دعویٰ کیا ان اجتمعت الجن والانس علی ان یا تو امثل هذا القرآن لایاتہ من بملہ ولو کان بعضهم بعض طہیر یعنی اگر

جن انسان مگر مثل اس قرآن کا کہنا چاہیں نہ کہہ سکیں اور اگرچہ بعض اُن کا بعض کی مدد کرے سوا اس کے انواع علوم کہ ایک شہد اُن کا کتب متداولہ میں مذکور ہے آپ کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوئے اور مصالح خلق میں وہ قواعد اور ضوابط مقرر فرمائے کہ مخالفین بھی اُن کی خوبی سے انکار نہیں کر سکتے۔ ظاہر شرع کی تفصیل سے تمام عقلا اور فقہا عاجز ہیں دقائق و اسرار احادیث کون بیان کر سکتا ہے اگر سلم تسلیم یا اسکی مانند کسی چھوٹی سی حدیث کی تفصیل کیجاوے ایک دفتر لکھنا پڑے۔ ہر ذی عقل جانتا ہے کہ یہ کمالات کسب سے حاصل نہیں ہو سکتے اور انصاف ساتھ ایسے اخلاق و عادات کے بے تعلیم الہی اور تادیب غیبی محالات سے ہے آپ فرماتے ہیں ادبنی دینی فاحسن تادیبی ترکہین سے وہ جناب ایسے اخلاق و عادات کے ساتھ جذب تھے کہ کوئی شخص ہزاروں برس کی ریاضت و مشقت کے بعد ایک شہد اُن کا حاصل نہیں کر سکتا حلیمہ کہتی ہیں کہ آپ بچپن میں بھی سب بد خصلتوں سے کہ بچوں میں ہوتی ہیں مجتنب رہتے اور جو چیز ہاتھ میں لیتے بسم اللہ کہہ کر سیدھے ہاتھ میں لیتے اگر لڑکے آپ کو کھیلنے کیلئے بلاتے فرماتے مجھے کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا ہے بھوک پیاس کی کبھی شکایت نہ کرتے اکثر اوقات چاہ زمزم پر تشریف لیجاتے اور اُسی کے پانی پر قناعت فرماتے ایک روز حلیمہ نے مہرہ پانی کا بار دفع نظر کیواسطے اُس جناب کے گلے میں ڈالا آپ نے اُتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ میرا محافظ و نگہبان میرے ساتھ ہے اور ہمیشہ شرک کی رسموں اور کفر کی مجلسوں سے احتراز فرماتے اگر کفار اچھا نا کسی ایسی تقریب میں آپ کو بلاتے تشریف نہ لیجاتے بلکہ خلق کی صحبت و مخالفت سے نفرت کرتے خلوت و تنہائی پسند فرماتے غایہ حرام میں جا کر عبادت کرتے یہاں تک کہ منصب رسالت پر سرفراز ہوئے پھر تو نور نبوت سے آپ کے اخلاق و عادات کو اور بھی رونق حاصل ہوئی اور ہدایت ازلی کے روز ولادت سے درپردہ آپ کی مرہی تھی ظاہر اور بر ملا تربیت فرمانے لگی یہاں تک کہ سب خوبیوں میں اُس جناب کو کمال حاصل ہوا۔ اور کوئی دقیقہ تہذیب و تکمیل کا باقی نہ رہا اور یہ کمال عنایت پروردگار کی اس امت بابرکت پر ہے **فَ فِيهَا رَحْمَةٌ مِنَ اللَّهِ لَنَنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ قَفْظًا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا نَفَضُوا مِنْ حَوْلِكَ أُمَّتَ كَوَلَا زَمَ هِيَ كَسَبِ اخْلَاقَ وَعَادَاتِ** میں اپنے پیغمبر کی پیروی کریں اور اتباع سنت ملحوظ رکھیں تا سعادت ابدیہ اور دولت سرمدیہ حاصل ہو اور یہ ایک فوز عظیم ہے خدائے کریم اپنے فضل عظیم سے اس فقیر کو اور سب مسلمانوں کو توفیق عنایت فرمائے پوشیدہ نہ رہے کہ وہ جناب کسی وقت اور کسی حالت میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے اس لئے کہ امر و نہی و بیان احکام شرع اور وعدہ و وعید اور ترغیب و ترہیب اور دعا و سوال بلکہ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا چلنا پھرنا اور تمام افعال و اقوال اُس جناب کے صرف خدا ہی کیواسطے تھے اور باوجود اس کے اگرچہ بظاہر ان امور میں مشغول ہوتے مگر باطن آپ کا ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہتا اور کوئی کام آپ کو ذکر الہی سے مانع نہ ہوتا و نعم باقیل سے ادھر مخلوق کا شامل اُدھر اللہ سے واصل ✽ خواص اُس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشرود کا۔ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل اشیاء یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے یہاں تک کہ عالم خواب میں بھی دل مبارک انتظار وحی میں بیدار رہتا یہی وجہ ہے کہ آپ کا وضو سونے سے نہ جاتا اور جو کچھ خواب میں

دیکھتے پیدہ صبح کی طرح ظاہر ہوتا اسے عزیز جیلے لیلے یہ بات ثابت ہے کہ اُن کی ارواح طیبہ جسم سے نکل کر شاہنشاہ کی سیر کرتی ہیں اور یاس میٹھے فالوں کو اصلاً خبر نہیں ہوتی تو اگر خواب آپ کی حکم بیداری کا رکھے اور جو کچھ اُس حالت میں دیکھیں بعینہ ظہور میں آوے اور سوتے میں دل مبارک بیدار اور پروردگار کی یاد میں مشغول رہے کیا بعید ہے اور آپ خدا کی بندگی سے نہایت رغبت رکھتے شب و روز عبادت میں مشغول رہتے خصوصاً نماز کو تمام عبادت سے زیادہ عزیز سمجھتے اور فرماتے میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ بعض اوقات پائے مبارک نماز کی کثرت سے سوچ جاتے علی الخصوص نماز تہجد سفر و حضر میں ترک نہ کرتے اور باوجود اس بات کے کہ اُمت پر فرض نہیں ہے اُس کی مدامت پر نہایت تحریریں و ترغیب فرماتے اور نماز میں ایسی آواز سینہ مبارک سے محسوس ہوتی جیسے دنگ جوش مارتی ہے اور اس عبادت کو نہایت خشوع اور خضوع کیساتھ ادا کرتے اگر تنہا ہوتے قرأت دراز کرتے اور جو امامت کرتے مقتدیوں کے لحاظ سے جلد ادا فرماتے اور جو شخص نماز میں اس قدر دیر لگاتا کہ مقتدیوں پر ناگوار ہوتا اُس سے نہایت ناخوش ہوتے کسی نے ایک صحابی کی شکایت کی کہ وہ نماز بہت دیر میں پڑھتے ہیں اس قدر غضبناک ہوتے کہ کبھی ایسے نہ ہوتے تھے اور فرمایا بعض تمہارے لوگوں کو بھگانے والے ہیں اور فرماتے جو شخص نماز پڑھاوے سبک کرے کہ مقتدیوں میں ضعیف اور بوڑھے اور حاجتمند ہوتے ہیں اور جو تنہا پڑھے اُسے اختیار ہے چاہے جس قدر دراز کرے اگر اتنا نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سن لیتے اور اُسکی ماں مقتدیوں میں ہوتی نہایت تعجب کے ساتھ تمام فرماتے بشارت قربان اپنے مولیٰ کی رحمت و عنایت کے کہ اس قدر تکلیف بھی اُمت کیلئے گوارا نہ فرماتے اور افضل عبادات کو باوجود اُس ذوق و شوق کے بلحاظ مقتدیوں کے جلد ختم کرتے ایسے ہر بان پیغمبر سے امید واثق ہے کہ قیامت کے دن ہماری تکلیف و مصیبت گوارا نہ فرمائیں گے اور جناب الہی سے شفاعت کر کے عذاب ووزخ سے بچالیں گے تمہیں یہاں سے ظاہر ہوا کہ واعظوں اور کتاب خوانوں کو سامعین کا لحاظ ضرور ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کو کہ بمنزل آپ کے وعظ کے تھا دراز نہ کرتے اور شیخ عطاء اللہ اسکندری تاج العروس میں لکھتے ہیں کہ وہ بات اختیار کر جس پر نفس مدد کرے اور خوشی سے بجالائے اور امام غزالی فرماتے ہیں کہ عابد کو جس وقت عبادت میں مزاح لے اور سونے یا مزاح کی طرف دل رغبت کرے ان کاموں میں مشغول ہونا اُس عبادت سے کہ کلفت اور ملال کیساتھ کیجائے بہتر ہے اور یہ عذر کہ ہم پڑھنے کے شائق اور رسول اللہ کے عاشق ہیں گناہ سے بدتر ہے اگر تمہارا دعویٰ سچا ہوتا تو تم کتاب خوانی کو تحصیل جاہ و شہرت کا ذریعہ نہ کرتے اور اس کام پر خلق سے اجرت نہ لیتے اور جاہلوں کے خوش کرنے کے واسطے جھوٹے قصے دل سے گڑھ کر یا اردو فارسی کی کسی غیر معتبر کتاب میں دیکھ کر بیان نہ کرتے اور لوگوں کو رولانے کیلئے محفل میلاد کو کہ خوشی اور سرور کے لئے موضوع ہے مرثیہ خوانی اور تعزیت کی مجلس نہ ٹھیراتے اور تمہارے پڑھنے سے کوئی شخص نہ گھبرا تا عاشق کی بات تو ہر دل پر اثر کرتی ہے اور عوام کا رونا تمہارے پڑھنے کی تاثیر سے نہیں بلکہ ان جھوٹے قصوں اور بے اصل روایتوں کی وجہ سے ہے دیکھو جس وقت دبیرانیتس کے مرثیہ سنتے ہیں دیواروں سے سر پھوڑتے ہیں اور خدا و رسول کے کلام سے اُن کے

دل اصلاً متاثر نہیں ہوتے اصل یہ ہے کہ جس بات میں شیطان کا دخل نہیں ہوتا نفس سرکش اُسکی طرف رغبت نہیں کرتا نعوذ باللہ من شرہ لطف یہ ہے کہ بعض صاحب خود اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم یہ قصے اور اشعار پڑھنا چھوڑ دیں اور کسی عالم کی تصنیف پڑھیں تو لوگ خوش نہوں انصاف تو یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے عالمی ہمت ہیں کراہوں کے مزے کیلئے اپنی جان کو بلا میں ڈالتے ہیں صحیح حدیث میں ہے مَنْ شَسَّ مِنْ كَذِبٍ عَلَى مَتَعِدٍ اَفْلَيْتَبَوَّعٌ مَّقْعَدُهُ فی النار جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر افرا کرے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا رکھے اللہ تعالیٰ اُن کو اور سب مسلمانوں کو شیطان اور نفس کی پیروی سے بچا دے اور اپنی اور اپنے رسول کے کلام کی محبت اور اتباع سنت کی توفیق عنایت فرما دے۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں شاید خدائے کریم مسلمان بھائیوں کو اس کے بیان سے نفع پہنچا دے عادت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی کہ زکوٰۃ لینے میں دونوں طرف کی رعایت کرتے نہ اہل مال کو نقصان پہنچاتے اور نہ اُس سے کم لیتے کہ فقیروں کو نقصان پہنچے اور ماہ رمضان میں ذکر و تلاوت و صدقہ و خیرات کی کثرت کرتے کبھی طے کا روزہ رکھتے یعنی دو دو تین تین دن افطار نہ کرتے مگر اُمت کو بسبب کمال شفقت و رحمت کے اس فعل سے منع فرماتے اور کہتے مَنْ لَسْتُ مِثْلُكُمْ اِنِ ابَيْتَ عِنْدَ رَبِّي يَصْعَمُنِي وَلِيَسْقِيَنِي میں تم جیسا نہیں رات کو اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلا دیتا ہے اور پلا دیتا ہے اور روزہ کے افطار میں تعجیل کی تاکید فرماتے اور ارشاد کرتے کہ مَنْ سَمَّ طَا لَوْكَ ہمیشہ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک روزہ جلد افطار کرینگے رَبِّ الْعِزَّتِ جل جلالہ فرماتا ہے کہ افطار میں جلدی کرنے والا مجھے اپنے بندوں میں زیادہ پیارا ہے اور طاسح کھانے میں تاخیر کرتے اور فرماتے مَنْ سَمَّ رَسْمِيْ كَهَاؤُكَ سحور میں برکت ہے اور اُس وقت چھوڑے کھانا دسٹ رکھتے اور افطار کیلئے بھی فرماتے کہ رَوْزَةُ دَارِ تَمِيْنٍ ترچھوڑوں سے افطار کرے اگر ترنہ ملیں خشک کھائے اگر خشک بھی نہ ملیں پانی سے روزہ کھولیں قائدہ وجہ اس کی اطباء قلوب پر تو بخوبی ظاہر ہے کہ حکیم مطلق نے مدینہ کے چھوڑوں کو تریاق سموم اور دافع جملہ امراض و ہموں کیا حدیث سے ثابت ہے عجوبہ عالیہ کہ مدینہ کے چھوڑوں کی ایک قسم ہے کہ تمام بیماریوں سے شفا ہے اور ناشتا اُس کا تریاق کا فائدہ بخشتا ہے اور دوسری حدیث میں وارد ہے جو شخص صبح کو مدینہ کے ساتھ چھوڑا کھالے تمام دن زہر اور جادو اُس پر اثر نہ کرے لیکن فائدہ اُس کا اطباء مدینہ کے طور پر یہ ہے کہ خلوہ کے وقت معدہ طعام کو اچھی طرح قبول کرتا ہے پس اُس حالت میں شیریں چیز کھاتا بدن کو زیادہ نفع بخشتا ہے اور تمام قویٰ اور حواس خصوصاً قوت باصرہ کو کہ یہ نسبت اور قوتوں کے شیرینی سے زیادہ منتفع ہوتی ہے بہت فائدہ پہنچاتا ہے اور جو کہ ملک حجاز میں سوا چھوڑا ہے کے اور شیرینی نہیں ہوتی اور طبیعت اُس ملک کے لوگوں کی اُس سے پرورش پاتی ہے تو استعمال اُس کا اُن کیلئے زیادہ نافع اور اُن کے حال کے زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم بحقیقة الحال مِنْهُ الْمُبْدِعُ وَالْمَالِكُ الْمَسْأَلُ اور افطار کے وقت پڑھتے اَللّٰهُمَّ لَكَ صَمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ افطرت اور بعض روایات میں یہ کلمات وارد ہیں بِنِ الْحَمْدِ لِلّٰهِ وَذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَّتَ الْاَضْرَاجُ انشاء اللہ تعالیٰ اور کبھی اس قدر نفل روزے رکھتے کہ لوگ جانتے کہ اب افطار نہ کریں گے اور کبھی اس قدر افطار

کرتے کہ لوگ گمان کرتے اب روزہ نہ رکھیں گے مگر کوئی مہینہ روزہ سے خالی نہ چھوڑتے اور نہ رمضان کے سوا کسی مہینہ میں ہمیشہ روزہ رکھتے اور یہی حال نماز کا تھا کہ نہ کوئی رات نفل نماز سے خالی چھوڑتے اور نہ تمام رات نماز پڑھتے اور شعبان میں مہینہ بہ نسبت اور مہینوں کے زیادہ روزہ رکھتے اور فرماتے ابن خزمیہ در کہ یہ ایسا مہینہ ہے جس کے رتبہ سے لوگ غافل ہیں رجب اور رمضان کے بیچ میں کہ اُس میں لوگوں کے اعمال خدا کے حضور پیش ہوتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اُس حال میں کہ میں روزہ دار ہوں عرض کئے جائیں اور شش عید کے روزوں کے لئے فرماتے ہیں کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھ کر عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھتا ہے تمام برس کے روزوں کا ثواب پاتا ہے تمثیلیہ وجہ اس کی ظاہر ہے کہ حکم من جاء بالمحسنة قلہ عشر امثالها کے ہر نیکی کا ثواب وہ گونہ ملتا ہے اور سال کے تین سو ساٹھ دن ہیں اور چھتیس کو دس میں ضرب دینے سے بھی تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں اسی وجہ سے ایام بیض یعنی تیرہویں چودھویں پندرہویں کے روزوں کی واسطے بھی ایک ایک سال کے روزوں کا ثواب موعود ہے اور ایام بیض اور روز عاشورا اور سوا روز عید کے عشرہ ذی الحجہ کے روزوں پر موانعت کرتے اور سوا سال حج کے عرفہ کے دن ہمیشہ روزہ رکھتے اور یہ روزہ روز عاشورائے افضل ہے کہ اُس سے سس سال بھر کے گناہ اور اس سے دو برس کے ایک برس پہلے اور ایک برس آئندہ کے بخشے جاتے ہیں اور صوم دہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا پسند فرماتے عبداللہ بن عمرو عاص نے ہر چند الحاج کی کہ جمعہ میں روزہ رکھنے کی قوت بہت ہے صوم داؤد سے زیادہ اجازت نہ ہوئی فائدہ داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اس لئے ایسے روزہ کو صوم داؤد کہتے ہیں اور دو شنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ کے لئے پسند فرماتے اور اکثر اوقات گھر والوں سے پوچھتے کچھ کھانے کے لئے ہے اگر نہ ہوتا روزہ رکھ لیتے اور عورت کو بے اجازت شوہر کے نفل روزہ رکھنے سے منع کرتے اور جمعہ کی تخصیص روزہ کے لئے مکروہ سمجھتے کہ وہ دن عید کا ہے اور ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کرتے جس سال انتقال فرمایا بیس دن اعتکاف کیا پھر فرمایا میں نے دو عشروں میں شب قدر کو ڈھونڈا اب فرشتہ نے کہا کہ وہ عشرہ اخیرہ میں ہے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہو عشرہ اخیرہ میں پھر کر لے اور ایک سال اعتکاف رمضان میں نہ ہو سکا شوال کے پہلے عشرہ میں قضا کیا اور ہجرت کے بعد آپ نے ایک حج کیا جسے حج الوداع کہتے ہیں اس سفر میں ستر ہزار لاکھ آدمی ہمراہ تھے مگر ہجرت سے پہلے کئی حج کئے اور جس سال حج فرض ہوا فوراً ادا کا ارادہ کیا مگر سبب بعض ضرورتوں نہیہ کے نہ جاسکے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر العجماء کر کے مکہ کی طرف روانہ کیا اور عمرہ آپ سے بعد ہجرت کے تین بار ثابت ہے مگر جو کہ سال حدیبیہ آپ نے عمرہ کا ارادہ کیا اور سبب مزاحمت کفار کے نہ ہو سکا ثواب عمرہ کا مسلمانوں کو حاصل ہوا اسکو بعض علماء نے جو تھا عمرہ شمار کیا اور قربانی ہمیشہ نماز عید کے بعد کرتے اور فرماتے سس در قربانی کرنا والا ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر ناخن اور بال کم نہ کرے یعنی چاند دیکھنے کے بعد حجامت نہ بنوائے اور ناخن اور بال نہ ترشوائے جب تک قربانی سے فراغت نہ پائے تہمدید تجب کہ لوگ اس امر سے واقف نہیں باوجود اس کے کہ صحیح حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس باب میں وارد ہے اور بعض علماء مذہب امام احمد اسی حدیث سے استدلال کر کے قص اشعار و قطع

انفکار کو ان دنوں میں حرام کہتے ہیں اور قربانی کو عید گاہ میں ذبح کرتے اور منہ اسکا قبلہ کی طرف کر کے پڑھتے اتنی وجہت
 وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلواتی وسلمی ومحیای دھاتی للہ رب
 العالمین لا شریک لہ وبذلک اموت وانا من المسلمین اللھم منک ولک عن محمد بسم اللہ اللہ اکبر
 قائمہ قربانی کرنا والا بجائے نام نامی کے اپنا نام لے اور ایک بار فرمایا ہذا عنی وعن من لم یضع من امتی میری
 طرف سے اور اُس کی طرف سے جو شخص میری امت سے قربانی نہ کرے اور ایک بار کہا اللھم تقبل من محمد وال محمد و
 امۃ محمد اور فرماتے کہ ذبح کرنے میں احسان کرو یعنی تیز ہتھیار سے ذبح کرو کہ جلد کام تمام ہو جاوے اور تکلیف نہ پہنچے
 اور ایک جانور کو دوسرے کے سامنے ذبح نہ کرو اور جب تک سر نہ ہو جائے اسکی کھال نہ اُڑھو اور قتل مجرم کیلئے بھی
 یہی حکم وارد ہے کہ احسان کرو یعنی تکلیف نہ پہنچاؤ اور تیز ہتھیار سے قس کرو اور صدقہ فطر کا نماز عید سے پہلے دیتے اور صدقہ
 ناقلہ کو بہت دوست رکھتے اور محتاج کو دیکر اسقدر خوش ہوتے جیسے خیل مال کے ملنے سے خوش ہوتا ہے اور جو کچھ خرچ کرتے
 اُسکو بہت نہ سمجھتے اور جو مانگتا اُسے دینے سے انکار نہ فرماتے بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا کہ آپ نے کبھی کسی سائل
 کے جواب میں کلام نہ فرمایا قال الفردق سے ما قال لا قطلا لا فی تشہدہ لا لولا التشہد لکان لا عۃ نعمہ
 سے نفرت لا بزبان مبارکش ہرگز نہ مگر در شہدان لا الہ الا اللہ۔ اگر موجود نہ ہوتا یا سائل کے لئے مصلحت نہ
 دینے میں سمجھتے سکوت فرماتے یا ملائم باتوں سے اُس کو ایسا راضی کر دیتے کہ دینے سے زیادہ خوش ہو جاتا اور
 دیتے وقت ہرگز یہ اندیشہ نہ کرتے کہ صبح کہاں سے آئے گا بلکہ رات کو دینا و درہم گھر میں نہ رکھتے اگر رہ جاتا ہے
 صرف کئے گھر میں نہ جاتے ایک رات چھ دینا رہ گئے تھے تمام شب بے چین رہے پچھلی رات کو کسی محتاج کو بھیج دیئے
 اور فرمایا میرا کیا حال ہوا اگر یہ دینا چھوڑ کر مر جاتا اور فرماتے اگر میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا ہو تو میں نہ چاہوں
 کہ کچھ باقی رہے سوا اُس کے کہ ادائے قرض کے لئے رکھوں جب آپ نے رحلت فرمائی ایک دن کا کھانا گھر میں
 موجود نہ تھا اور زرہ شریف آپ کی ایک یہودی کے پاس کئی سیر جو کے بدلے گرو تھی مت بھرتن سے نوے ہزار درہم
 آپ کے پاس آئے مسجد کی چٹائیوں پر رکھوا دیئے اور صبح کی نماز پڑھ کر تقسیم شروع کی ظہر کے وقت تک ایک باقی
 نہ رہا اتفاقا کسی نے سوال کیا فرمایا اب تو میرے پاس کچھ نہیں بازاریں جا کر جو چیز چاہے میرے نام سے خرید کر لا
 جب کچھ میرے ہات آئے گا ادا کر دو گا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالیٰ آپ کو آپ کی قدرت سے
 زیادہ تکلیف نہیں دیتا پھر آپ قرض کا بوجھ کیوں گوارا کرتے ہیں یہ بات پسند نہ آئی اور چہرہ مبارک پر ناخوشی کے
 آثار ظاہر ہوئے ایک انصاری نے کہ اسوقت حاضر تھے گزارش کیا کہ آپ بے تکلف دیجئے اور عرش کے مالک سے
 محتاج ہونے کا اندیشہ نہ کیجئے یہ سنکر ہنسے اور خوشی چہرہ مبارک پر معلوم ہونے لگی اور فرمایا مجھے یہی حکم ہے۔ ع
 اور صحیح بخاری میں وارد ہے کہ ایک عورت نے اپنے ہاتھ سے چادر سی کر حضرت کو بھیجی اور التجا کی کہ میری بیوی آئندہ ہے
 کہ آپ اسے اور محسن کر میں نے آپ کی واسطے اپنے ہاتھ سے سی ہے اور کنارے بہت ستھرے لگائے ہیں آپ کو اسوقت
 چادر درکار بھی تھی اُس سے لے کر ادھی ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ چادر مجھے عنایت کیجئے کہ اس کے

کنارے بہت اچھے فوراً عنایت کی جب آپ مسجد سے اٹھ گئے یا روں نے اسکو ملامت کی کہ حضرت نے یہ چادر کمال ضرورت اور رغبت کیساتھ اوڑھی تھی تو نے کیوں مانگ لی کیا تو نہیں جانتا کہ آپ سائل کا سوال رد نہیں کرتے اس نے کہا میں نے چادر اوڑھنے کیلئے نہیں مانگی بلکہ اپنے کفن کیلئے لی ہے کہ آپ نے پسند فرمائی تھی اور دل مبارک کو اچھی لگی تھی تمہو ابن فارس لکھتے ہیں کہ غزوہ حنین میں کسی عورت نے آپ کے حضور ایک شعر پڑھا اور دو دھپینا آپ کو ہوا زن میں ذکر کیا تمام مال ہوا زن کا کہ قیمت پانچ لاکھ کا تھا اور لوٹ میں آیا تھا انکو پھیر دیا حصہ صفوان بن امیہ کہتے ہیں کہ حضرت نے مجھے دیا جو دیا ایک وقت میں آپ کو سب سے زیادہ دشمن جانتا تھا مجھے اس قدر دیا کہ آپ کو سب سے زیادہ چاہنے لگا اس نے کہا کہ میں ایک سائل کو اس قدر بکریاں دیں کہ دو پہاڑوں کے بیچ میں گھس چکھڑی تھیں اس نے اپنی قوم سے جا کر کہا اے قوم ایمان لاؤ مجھ ایسی عطا کرتے ہیں کہ فقیری سے اصلاً نہیں ڈرتے بت ایک لڑکے نے عرض کیا میری ماں آپ سے جہ مانگتی ہے فرمایا ایک ساعت کے بعد آنا پھر اگر عرض کیلئے جہ جو آپ پہننے ہیں عنایت کیجئے اسی وقت عنایت کیا حالانکہ دوسرا جہ آپ کے پاس نہ تھا جب ناز کا وقت آیا اور بلال نے اذان کہی برہنگی کے عذر سے مسجد میں نہ جاسکے اصحاب گھبرا کر خدمت والا میں حاضر ہوئے اور اس حال کو دریافت کر کے نہایت پریشان خاطر آیتہ کریمہ آئی لا یجمعہ احد مغلولة الى غنقل ولا تبسطها کل البسط فتقعد ملوما محسورا خلاصه مطلب یہ ہے اے میرے حبیب تم بخل نہ کرو مگر اس قدر بات نہ کہو لو کہ تمہارے بدن پر کپڑا نہ رہے یہاں تک کہ باہر نکلنے اور اصحاب کی ملاقات سے معذور ہو جاؤ حنین کے دن سائلوں نے اس قدر هجوم کیا کہ آپ مجبور ہو کر درخت سے بھڑ گئے اور لوگ ردائے مبارک اُتار لیگئے فرمایا میری چادر مجھے دو اگر بقدر اس درخت کی ٹہنیوں کے چار پائے میرے پاس ہوں سب تم کو بانٹ دو اور تم مجھے بخیل اور کذاب اور جبان نہ پاؤ گے اکثر اوقات اپنا کھانا محتاج کو کھلاتے اور آپ بھوکے رہ جاتے اور خیرات اور عطا اُس جناب کی کئی طرح پر بھی بطریق مہربانہ یا ابرار ذمہ کے کسی سے سلوک کرتے اور کبھی بطریق صدقہ یا ہدیہ کے دیتے اور کبھی مال خرید فرماتے اور اسکی قیمت ادا کر کے مال بھی بیچنے والے کو بخشے ایک بار مہس جابر رضی اللہ عنہ نے ایک انٹ پیش کش کیا فرمایا بیچ ڈال عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اونٹ آپ کا ہے فرقیتم اسکی آپ سے کیا لوں مہس آپ نے وہ اونٹ ان سے مول لیا اور انھیں کو بخش دیا اور کبھی قرض لیتے اور اس سے بہتر عنایت کرتے چنانچہ مہس ابورافع کہتے ہیں آپ نے ایک شخص سے نو عمر اونٹ قرض لیا جب اونٹ صدقہ کے آئے مجھ سے فرمایا کہ ایک بچہ اونٹ کا آسے دے میں نے کہا یا رسول اللہ ان میں سات برس سے کم کا اونٹ نہیں ہے فرمایا یہی دیے کہ ہتر آدمیوں میں وہ شخص ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے اور کبھی چیز مول لیتے اور قیمت سے زیادہ بائع کو دیتے اور ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے بہتر بدلہ عنایت کرتے۔ غرض کہ جس صورت سے ہو سکتا سخاوت کرتے اور خلق کو فائدہ پہنچاتے اور باوجود اس سخاوت و عطا کے محتاجوں کی اس قدر خاطر کرتے کہ دینے سے زیادہ آپ کی باتوں سے خوش ہوتے اور خلق کو قتال و مقال سے سخاوت کی ترغیب و تحریص کرتے یہاں تک کہ سخت بخیل آپ کا حال دیکھ کر سخی ہو جاتا بلکہ جو شخص آپ کی خدمت اور صحبت میں رہتا تھوڑے دنوں میں اس صفت کا کمال اُس کو حاصل ہو جاتا اور تمام

اخلاق اور افعال اور عادات اور احوال اُس کے نہایت شائستہ ہو جاتے اور رمضان میں اور دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے صحیح روایت میں آیا ہے کہ جب جبرئیل آپ سے ملاقات کرتے آپ با درسل سے زیادہ خیرات فرماتے یعنی جس طرح ہوا جب چلتی ہے ہر چیز کو اور ہر جگہ پہنچتی ہے اسی طرح جب جبرئیل رمضان میں ذور قرآن کے لئے آپ کے پاس آتے اثر آپ کی جود و سخاوت کا ہر جگہ پہنچتا اور آپ کی عادت تھی کہ اپنے نفس کے واسطے کسی پر غصہ نہ کرتے اور ہر شخص خصوصاً سائل کے بے موقع بات پر تحمل کرتے اور جس کسی سے آپ کی جناب میں کچھ قصور ہوتا یا جود قدرت کے معاف فرماتے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں دس برس آپ کی خدمت میں رہا کبھی کسی خطا پر ہوں نہ فرمایا آپ ایک اعرابی نے چادر مبارک اس زور سے کھینچی کہ اُس کا نشان کندھے پر بن گیا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کچھ دو آپ نے اُس کی طرف دیکھ کر ہنس دیا اور جو کچھ حاضر تھا عنایت کیا ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کو عادل نہیں پاتا فرمایا دیکھ میرے بعد کون عدل کرے گا جب چلا صحابہ سے ارشاد کیا اے بلالو حنین کے دن ایک انصاری نے کہا میں اس تقسیم کو خدا کے واسطے نہیں دیکھتا فرمایا اللہ میرے موسیٰ (علیہ السلام) بھائی پر رحم کرے کہ اس سے زیادہ ایذا دینے لگے اور صبر کیا جس یہودی نے آپ کو زہر دیا تھا جب اُس نے اقرار کر دیا کہ میں نے آپ کے قتل کیلئے یہ حرکت کی تھی صحابہ نے اُس کو قتل کرنا چاہا آپ نے چھوڑ دیا اور یہ امر صرف اپنے حقوق میں تھا خدا کے حق میں نرمی نہ کرتے اور ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی مگر آپ نے اُس پر کچھ تہدید نہ کی۔ ایک اعرابی سائل کو کچھ عنایت کیا پھر فرمایا میں نے تجھ سے بھلائی کی اُس نے کہا آپ نے کچھ بھلائی نہیں کی صحابہ نے چاہا کہ اُسے بے ادبی کی سزا دیں آپ نے منع کیا اور اُس کو اور کچھ دیا پھر اُس نے کہا آپ نے مجھ سے بھلائی کی خدا آپ کو جزائے خیر دے فرمایا اگر میں تم کو منع نہ کرتا تو تم اُسے قتل کرتے اور وہ دوزخی ہو جاتا مدینہ کے لونڈی غلام پانی برتن میں آپ کے پاس لاتے اور درخواست کرتے کہ آپ ان میں اپنا ہات ڈالیں آپ اُن کی خاطر سے جاڑے کی شدت میں بھی انکار نہ کرتے اور اُن کے برتنوں میں ہات ڈال دیتے سوا جہاد کے آپ نے کبھی کسی شخص کو نہ مارا اور اپنے نفس کی واسطے کسی کو ایذا نہ پہنچائی اور غصہ نہ فرمایا خداوند کریم آپ کی نرم خوئی کی تعریف فرماتا ہے اور مسلمانوں پر اپنا احسان جتلاتا ہے قہما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفسوا من حولك بسبب رحمت الهی کے تو نرم ہو اُن کے لئے اور جو سخت دل ہوتا تو تیرے آس پاس سے پریشان ہو جاتے اور بعض اوقات صحابہ نے درخواست کی کہ کفار کے ہلاک کی دعا کیجئے فرمایا میں لعنت کہنے والا مبعوث نہ ہوا بلکہ میں رحمت ہوں ہدیہ کی گئی یعنی میں لعنت اور بددعا کے واسطے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت کے لئے آیا ہوں اور باوجود اس قرب و منزلت اور علوم و مرتبت کے کہ پیغمبروں کے سردار اور معصوموں کے پیشوا اور ازل وابد میں مامون العاقبتہ اور مبشر با انواع کرامت تھے زمین و آسمان اور آدم و عالم اُن کے واسطے پیدا ہوا اور مرتبہ محبوبیت مطلقہ اور شفاعت کبریٰ کا انھیں دیا گیا خدا کے خوف سے اس قدر کانپتے کہ اگر تمام عالم کا خوف جمع کیا جاوے اُن کے خوف سے برابر نہ ہو سکے غم عالم کا آپ کے دل میں تھا مگر اثر حزن و ملال کا چہرہ مبارک پر ظاہر نہ ہوتا ہمیشہ کشادہ رو اور بشاش

اور منشرح القلب اور شادان نفس اور منبسط الخاطر نظر آتے اگر اصحاب آخرت کی باتیں کرتے آپ بھی آخرت کی باتیں کرتے اور جو کھلنے پینے اور دنیا کی باتیں کرتے آپ بھی اس قسم کی باتیں کرتے تھے اور شعر پڑھتے اور ہنستے آپ بھی اُنکے ساتھ ہنستے اکثر اوقات تبسم فرماتے اور کبھی ضحک کہ نواجذ شریفہ ظاہر ہوتے مگر قبضہ آپ سے ہرگز ثابت نہیں اور رونے میں بھی آواز بلند نہ ہوتی ہاں نمازیں ایک آواز جوش و خروش دیگر کے مانند باطن سے سنی جاتی اکثر خدا کے خوف سے یا اُسکی محبت و شوق میں سماع قرآن یا نماز شب میں یا امت کیلئے روتے ایک بار نماز میں روتے تھے اور کہتے تھے اللہم تعدنی ان لا تعد بھمد وانا فیہم وھم یستغفرون ونحن نستغفرک خدایا تو مجھ سے وعدہ کرتا ہے یہ کہ تو اُن پر عذاب نہ کرے گا جب تک میں اُن میں ہوں اور وہ استغفار کرتے ہیں اور ہم بھی استغفار کرتے ہیں اور اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم اور اپنے نواسے یعنی حضرت زینب کے بیٹے کی وفات اور زید اور جعفر اور ابن رواحہ کی شہادت پر بھی رونا آپ سے ثابت ہے اور کبھی دوستوں سے مزاح فرماتے مگر کوئی بات بے موقع اور فحش اور جھوٹ اور لغو زبان پر نہ لاتے ایک دن کسی سے فرمایا ت و میں تجھے اونٹ کے بچے پر سوار کروں گا اُس نے کہا بچے پر کس طرح چڑھ سکوں گا فرمایا ہر اونٹ اونٹ کا بچہ ہے۔ اپنی پسو بھی بے بن صغیر رضی اللہ عنہا سے کہا کوئی بچہ عیسا بہشت میں نہ جائے گی یہ سن کر وہ بہت بیقرار ہوئیں اور رونے لگیں فرمایا جوان ہو کر بہشت میں جائے گی کیا تو نے نہ سنا کہ خدا نے فرمایا ف انا انشاناھن انشاءً فجعلناھن ابکا دا کسی عورت نے عرض کیا میرا شوہر آپ کو بلاتا ہے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جس کی آنکھ میں سپیدی ہے وہ گھر جا کر شوہر کی آنکھیں چیر کر دیکھنے لگی اُس نے کہا کیا دیکھتی ہے کہا مجھے حضرت نے خبر دی ہے کہ تیری آنکھ میں سپیدی ہے کہا سپیدی سب کی آنکھ میں ہوتی ہے تب ایک بار ناہر بن خرام کو پیچھے سے آکر دبوچ لیا انھوں نے کہا تو کون ہے مجھے چھوڑ دے منہ پھر کر دیکھا تو حضرت تھے اپنی پیٹھ ہلانے لگے تا بدن مقدس سے اچھی طرح مس ہو فرمایا اس غلام کو کوئی مول لیتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں متاع کا سدھوں مجھے کون خریدیگا فرمایا مگر تو خدا کے نزدیک کا سدھ نہیں تذلیل انھیں زاہر کیلئے وارد ہے زاہر بادیہ نشین ہمارا ہے اور ہم اُسکے شہری ہیں کہ وہ گاؤں کی چیزیں آپ کے لئے لاتے اور آپ انھیں شہر کی چیزیں خرید دیتے و اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں لوگوں سے باتیں کرتا تھا اور میرے مزاج میں چھل تھی کہ لوگوں کو ہنساتا تھا آپ نے میری خاطرہ میں لکری چھوائی میں نے کہا مجھے بدلہ دیجئے فرمایا لے عرض کیا میں برہنہ تھا آپ نے پیرہن شریف اتارا میں نے کشع مبارک کو چوم کر کہا یا رسول اللہ میرا ہی مطلب تھا خطابی مدینہ میں ایک شخص تھا کہ آپ سے اکثر ہنسا کرتا باز اسے ہر چیز خرید لاتا اور بطور ہدیہ حضور میں پیش کرتا جب آپ قبول کر لیتے مالک مال کو خدمت شریف میں بلا لاتا اور کہتا کہ تیرا مال حضرت کے طرف میں آیا ہے آپ سے قیمت لے لے آپ تبسم فرماتے اور قیمت اُسکی ادا کرتے ایک دن انس کے بھائی کو کہ خرید سال تھا چڑیا سے کھیلتے دیکھا اُسکی کنیت ابو عمیر مقرر کی اور فرمایا یا ابا عیوب ما فعل النقیب ایک دن انس ترہ تک حبشو عربی میں غمرہ کہتے ہیں لائے اُس دن سے ان کی کنیت ابو غمرہ تھیرا دی عبدالرحمن بن ابی کو بہت چاہتے تھے انھیں ابوہریرہ کہنے لگے ایک شخص کو عورتوں کے مجمع میں کھڑا دیکھا فرمایا کیا کرتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں بدکار نہیں مگر اپنے مکرش گھوٹے

کو تسکین دیتا ہوں پھر جب اُسکو دیکھتے فرماتے اب بھی وہ گھوڑا سرکشی کرتا ہے یا نہیں ایک اعرابی نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنا چاہا اُس وقت چہرہ مبارک متغیر تھا صحابہ نے اسے روکا کہ ہم رنگ مبارک بچاوتے ہیں اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو قسم اُس کی جس نے اُن کو سچ کیساتھ بھیجا ہے میں اُن کو بے ہنسائے نہ مانوں گا پھر آپ سے کہا یا رسول اللہ ہم نے سنا ہے کہ مسیح دجال لوگوں کو بھوک کے وقت شریک دیگا میں اُس سے پرہیز کروں یہاں تک کہ بھوک سے ڈبلا ہو کر مر جاؤں یا اُسے کھا کر خوب موٹا ہو جاؤں پھر کہا امنت باللہ وکفرت بہ اس بات کے سننے سے آپ کو ہنسی آئی یہاں تک کہ نواجذ شریفہ ظاہر ہوئے اور فرمایا خدا تجھے اُس سے اُس چیز کے ساتھ بے پرواہ کر دیگا جس کے ساتھ مسلمانوں کو بے پرواہ کرے گا۔ صحیحین میں منقول ہے کہ آپ اشجع الناس تھے دنیا میں آپ سے زیادہ کوئی بہادر پیدا نہ ہوا جنگ حنین میں سب لشکر میدان سے ہٹ گیا ابو بکر و عمر و علی اور سفیان بن حارث وغیرہم حیدر صحابہ آپ کے پاس رہے کفار نے آپ کو تھوڑے آدمیوں کے ساتھ دیکھ کر ہلکا کیا اور چار طرف سے تیروں کا مينہ برسا دیا اُس وقت وہ جناب بے خوف و ہراس حملہ کرتے اور فرماتے انا اللہی لا کذب انا ابن عبد المطلب جب کافر بہت قریب آگئے آپ سواری سے اترے اور مٹھی بھر خاک اُن پر پھینک کر فرمایا مشاہدۃ الوجوہ سب کی آنکھوں میں پہنچی اور منہ اُن کے پھر گئے فرغزدہ نجد میں وہ جناب ایک درخت پر اپنی تلوار لٹکا کر سو رہے کسی گنوار نے تلوار اٹھا کر آپ پر حملہ کیا اور کہا کہ اب تم کو کون بچائے گا فرمایا اللہ ابو بکر اسمعیلی اپنی صحیحین میں نقل کرتے ہیں کہ ہم اُس سے ایسا خوف ہراس اُس کے دل پر غالب ہوا کہ تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی ہم اس ایک روز اہل مدینہ کو ایک آواز سے خوف پیدا ہوا لوگ آواز پر چلے آپ ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر سب کے آگے بڑھ گئے جب لوٹے فرمایا خوف نہ کرو میں نے کچھ نہ دیکھا اور اُس گھوڑے کو دریا پایا اسی طرح جو سخت معاملہ پیش آتا حضرت سب سے آگے ہوتے اور سب پہلے دشمن پر وار کرتے تب مولیٰ علی کہتے ہیں جب لڑائی سخت ہوتی ہم آپ کی پناہ پکڑتے اور آپ سب سے بڑھ کر دشمنوں سے مقابلہ فرماتے بڑا بہادر ہم میں وہ تھا جو لڑائی کے وقت حضرت کے قریب ہوتا کہ آپ سب زیادہ دشمن سے قریب ہوتے تھے اور وجہ اس جرات کی ظاہر ہے کہ آپ تقدیر پر یقین کامل رکھتے تھے اور وہ کایقین آپ کے برابر نہیں کہ اُس قدر جرات کر سکیں روایت ہے کہ جنگ بدر میں آپ کے پاس ایک تلوار تھی اُس پر یہ شعر لکھا تھا فی الجہن عادی فی الاقبال مکرمۃ و المدعو بالجہن لا ینجیہ عن القدس۔ نامردی میں عار ہے اور بڑھنے میں بزرگی اور آدمی نامردی سے قضا و قدر سے نہیں بچ سکتا اور کوئی شخص غصہ کی وقت آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکتا اور اُس جناب کے عتاب کی تاب نہ لاتا جس وقت آپ کو غصہ آتا دونوں ابرؤں میں ایک رگ جسے رگ ہاشمی کہتے نظر آتی اس وقت کسی کو بات کرنے کی مجال نہ ہوتی اور آپ کے زور و قوت کو کوئی پہلوان نہ پہنچتا بڑے بڑے زبردستوں کو اُس جناب نے زیر کیا دکت فرکانہ نام ایک پہلوان کہ بڑا کشتی گیر اور نہایت زبردست تھا لوگ دور دور سے کشتی لڑنے آتے وہ سب کو بچھاڑتا ایک دن آپ کو ملا فرمایا اے رکابہ تو خدا سے کیوں نہیں ڈرتا اور میری فرمانبرداری کس لئے نہیں کرتا عرض کیا تمہارے دعویٰ کا گواہ ہے فرمایا اگر میں تجھے بچھاڑوں تو تو مسلمان ہو جائے گا اُس نے اقرار کیا آپ نے اُسے

پچھاڑ دیا کہا ایک بار اور زور رکھیے اسی طرح تین بار گرایا کہا ان شانڈ عجیب بے شک آپ کی شان عجیب ہے
فرموا ایک روز ابوالاسد جمحی سے کہ بڑا زور مند اور پہلوان تھا یہاں تک کہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہوتا لوگ اس چمڑے
کو چار طرف سے کھینچتے چمڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا سر اس کا پاؤں اپنی جگہ سے نہ ہلتا فرمایا مسلمان ہو جا عرض کیا اگر آپ
مجھے پچھاڑیں تو میں مسلمان ہو جاؤں آپ نے اسے زمین پر گرایا مگر وہ بدقول ایمان نہ لایا اور وہ جناب دنیا سے
نہایت بے رغبت تھے اس کی عیش و عشرت کی طرف اصلاً التفات نہ کرتے اور فرماتے بل ت جہ مانی و
الدنيا وما انا والدنيا الا كراکب استغل تحت شجرة ثم دراح وتركھا یعنی مجھے دنیا سے کیا کام ہے
اور میری اور دنیا کی یہ مثال ہے جیسے ایک سوار سایہ درخت کے تلے ٹھہرا اور اسے چھوڑ کر چلا گیا اور دعا کرتے تھے
اللهم احببني مسكيتا وامتنی مسكينا واحشرنی فی ذمرة المساكين الہی مجھے مسکین رکھو اور مسکین مارا نہ مسکینوں
کے گروہ میں اٹھا اور فرماتے فقیری میرا پیشہ ہے جو اسے دوست رکھے گا وہ میرا پیارا ہے علی اے بلال فقیری کو
ڈھونڈ اور اس بات میں کوشش کر کہ نہ مرے تو مگر محتاج غ ایک دن آپ نے بات سے کسی چیز کو مٹایا صحابہ
نے گذارش کیا یہاں کوئی چیز نہیں آپ کسے بٹالتے ہیں فرمایا دنیا میرے پاس آتی ہے اور اپنے نفس کو مجھ پر عرض کرتی
ہے اس کو بٹاتا ہوں غ ایک شب عائشہ نے آپ کے نیچے نرم بچھونا بچھایا رات بھر کو میں لیتے رہے صبح کو فرمایا
اس بچھونے کو لے جاؤ اور وہی کملی لاؤ شیخ قنی اللہ تعالیٰ نے اسرافیل کو آپ کے پاس بھیجا کہ چاہو پیغمبری اور
بادشاہت اختیار کرو اور چاہو پیغمبری اور بندگی فرمایا مجھے بندگی منظور ہے بادشاہت مطلوب نہیں بل ت
ایک بار جناب الہی سے پیغام آیا اے محمد اگر کہو تو مکہ کے پہاڑ تمہارے لئے سونے کے ہو جائیں عرض کیا نہیں
اے رب ایک دن مجھے بھوکا رکھ کر تیرے حضور میں عاجزی کروں اور دوسرے روز بیٹ بھر کر کھلا کر تیرا شکر
بجلاؤں بل و ثوبان کہتے ہیں کہ فاطمہ نے حسنین کو گھنپنا بنایا اور دروازہ پر ٹاٹ کا پردہ لٹکایا آپ ناخوش
ہوئے جب جناب سیدہ کو یہ خبر پہنچی پردہ بھاڑا اور گھنپنا اتار کر حضرت کے پاس بھیج دیا آپ نے مجھ سے
فرمایا اے ثوبان یہ گھنپن فلاں شخص کو دے آج مجھے منظور نہیں کہ میری آل دنیا کا مزا اٹھاوے م م س ایک بار کچھ
کفار قید ہو کر آئے فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ بات چلی پیستے پیستے تھک گئے تھے یہ خبر سن کر حضرت کے پاس گئیں کہ شاید
میرا حال دیکھ کر کوئی لونڈی عنایت فرمائیں آپ اس وقت تشریف نہ رکھتے تھے جب یہ حال سنا فاطمہ کے گھر گئے
اور فرمایا سونے کے وقت تین تیس بار سبحان اللہ اور تین تیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہہ لیا
کر کہ خادم سے زیادہ تیرے کام آئے گا۔ بس ایک دن ازواج مطہرات نے تنگی معاش کی خشکیت کی آپ اس قدر
ناخوش ہوئے کہ مہینہ بھر ان کے پاس نہ گئے حکم آیا یا ایہا النبی قل لا زواجکم ان کنتن تردن الحیوة
الدنيا و زینتها فتعالین امتعنن واسرحکن سرا حاحمیلان وان کنتن تردن اللہ ورسولہ
والدار الاخرة فان اللہ اعد للحسنات منکن اجرا عظیما اے نبی اپنی عورتوں سے کہہ کہ اگر تم دنیا کی
زندگی اور اس کی آرائش کا ارادہ کرتی ہو تو آؤ میں تم کو چھوڑ دوں اچھا چھوڑنا اور جو خدا اور اس کے رسول

اور دار آخرت کا ارادہ کرتی ہو تو بے شک خدا نے تم میں سے نیکی کرنے والوں کے لئے بڑا اجر تیار کیا ہے آپ نے پہلے عائشہ صدیقہ سے یہ مضمون بیان فرمایا انہوں نے کہا میں نے خدا و رسول کو اختیار کیا پھر سب نے اُنکی پیروی کی اور دنیا کی طلب سے ہات اٹھایا صحیح عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک روز میں نے حضرت کے پیٹ پر ہات پھیرا بھوک کسب سے گڑھایا گیا تھا یہ حال دیکھ کر مجھے رونا آیا عرض کیا میری جان آپ پر قربان اگر آپ پیٹ بھر کھائیں کیا نقصان ہو فرمایا اے عائشہ میرے اولوالعزم بھائی پیشی کر گئے اور خلعت کرامت کے مستحق ہوئے اگر میں دنیا کا لطف اٹھاؤں اُنکا مرتبہ کس طرح پاؤں تب آپ فرماتے ہیں جس قدر میں خدا سے ڈرتا ہوں کوئی نہیں ڈرتا اور جو کچھ میں نے خدا کی راہ میں اٹھایا کسی نے نہ اٹھایا بارہا تین رات دن مجھے پیٹ بھر کھانا میسر نہ ہوا تب اور جس قدر میں خدا کی راہ میں ڈرایا گیا کوئی نہ ڈرایا گیا اور جس قدر ایندھا میں نے اٹھائی کسی نے نہ اٹھائی تیس دن تک مجھے اور بلال کو کھانا نہ ملا مگر بہت تھوڑا کہ بلال اپنی بغل میں چھپا لاتا تم س عائشہ فرماتی ہیں تمام عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی پیٹ بھر کے نہ کھائی اور کپڑے آپ کے پیوندوں کی کثرت سے منہ کی ماتم ہو گئے تھے تم بعض دنوں میں جبینہ بھراگ نہ جلتی تب اگر کوئی انصاریہ کچھ بھیج دیتی کھالیتے نہیں تو پانی اور چھوڑے پردن کاٹ دیتے محبت الدین طبری رات کو جب بھوک حضرت پر غلبہ کرتی بار بار مسجد میں جاتے اور نماز پڑھتے تھے جب انتقال ہوا تین سال صاع جو کے بدلہ زرہ شریف آپ کی ایک یہودی کے پاس گروہی رخ اور آپ کے تینوں کپڑے دس درہم سے زیادہ کے ہوتے تھے بعض اوقات اس قدر میلے ہو جاتے کہ تیلیوں کے کپڑوں سے مشابہت رکھتے تھے کبھی اہل بیت سے پوچھتے کچھ کھانے کو موجود ہے عرض کرتے یا رسول اللہ آپ گھر کے مالک ہیں مالک کو اپنے گھر کا حال خوب معلوم ہوتا ہے آپ کیا لائے تھے جو ہم پکاتے یہ سنکر تبسم فرماتے اور باہر چلے جاتے رخ ابو رافع کہتے ہیں ایک دن کوئی مہمان آپ کے گھر آیا کچھ موجود نہ تھا مجھ سے فرمایا فلاں یہودی کے پاس جا اور تھوڑا آٹا قرض لائیں نے اُس سے آٹا مانگا کہا خدا کی قسم جب تک حضرت میرے پاس کوئی چیز گروہ نہ کریں گے میں نہ دوں گا میں نے حال عرض کیا فرمایا خدا کی قسم میں زمین و آسمان میں امین ہوں اگر وہ دیتا میں مار نہ لیتا خیر میری زرہ لے جاؤ اور اُسے رہن کر کے آٹا لاؤ آیت اُنی لا تمدن عینیک الی ما تمنیٰ بہ اذولجا منہم ذہوق الحیوة الدنیا لنفتنہم فیہ و ذوق دلت خیر و البقی یعنہا اے محمد مت دراز کر اپنی آنکھیں اُس متاع کی طرف جو ہم نے اُن کو دی جوڑے میں اُن سے آرائش زندگی دنیا کی تاہم اُن کو اُس میں آزماویں اور تیرے رب کا رزق بہتر اور باقی تر ہے تب ابو ہریرہ کہتے ہیں ایک دن آپ بے وقت گھر سے نکلے ناگاہ ابو بکر و عمر بھی آگئے فرمایا تم اس وقت کیوں باہر آئے عرض کیا بھوک کے مارے فرمایا مجھے بھی بھوک نے اس وقت گھر سے نکالا تب ابو طلحہ کہتے ہیں ہم نے آپ کے سامنے بھوک کی شکایت کی اور پتھر پیٹ سے کھول کر دکھائے ہمارے پیٹ پر ایک ایک پتھر بندھا تھا اور آپ کے شکم مبارک پر دو بندھے تھے کہتے ہیں کہ غزوہ خندق میں صحابہ کرام پیٹ سے پتھر باندھ کر خندق کھودتے ایک دن حضرت نے کپڑا شکم مبارک سے اٹھایا تین پتھر بندھے

تھے معلوم ہوا کہ تین دن سے کچھ نہیں کھایا اور خندق کھودنے میں یاروں کے شریک ہیں ایک روز ابن عمر سے
 سب فرمایا اسے عمر کے بیٹے میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا اگر میں خدا سے قیصر و کسریٰ کا ملک مانگتا بیشک مجھے
 عنایت فرماتا مگر میں ایک دن کھاتا ہوں تو دوسرے دن فاقہ کرتا ہوں اسے ابن عمر کیا حال ہو گا جب تو ان لوگوں
 کو دیکھے گا کہ سال بھر کا کھانا جمع کریں گے اور یقیناً ان کے ضعیف ہوویں گے سب عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں
 نے حضرت کو دیکھا کہ چٹائی پر لیٹے ہیں نشان اُس کا بدن مبارک پر بن گیا ہے اور چھوڑے کی چھال کا تکیہ سر ہانے
 رکھا ہے یہ حال دیکھ کر مجھے رونا آیا عرض کیا یا رسول اللہ قیصر و کسریٰ کیسے ناز و نعمت میں ہیں اور آپ خدا کے رسول
 اس تکلیف و محنت میں ہیں فرمایا اسے عمر اُن کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہے سب وہ لوگ اپنی نیکیوں
 کا بدلہ دنیا میں پا چکے ایک بار کسی عورت نے ایک نرم بچھونا آپ کو بھیجا فرمایا اسے عائشہ یہ کیا ہے عرض کیا فلاں
 عورت نے آپ کیلئے بھیجا ہے فرمایا اس کو اُس کے پاس بھیج دے خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو خدا سونے اور
 چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ کر دے سب نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ تم با فراغت کھاتے پیتے ہو اور میں نے تمہارے
 پیغمبر کو دیکھا ہے کہ انھوں نے بے مزا خراب سوکھے چھوڑے بھی پیٹ بھر کر نہ کھائے سب ابو دردا کہتے ہیں تم دنیا میں
 مبتلا ہو گئے چاٹیاں کھاتے ہو اور بے سالن کے لطف نہیں سمجھتے دن کے کپڑے رات کے کپڑوں سے علیحدہ بناتے
 ہو حضرت کے وقت میں یہ بات نہ تھی سب ابو ہریرہ ایک قوم پر گزرے کہ بکری کا بھنا گوشت کھا رہے تھے آپ سے
 بھی کھانے کیلئے کہا فرمایا میں کیسے کھاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور پیٹ بھر کر خوشی روٹی
 کبھی نہ کھائی سب ایک دن فاطمہ ایک مکڑا روٹی کا لائیں پوچھا کیا ہے عرض کیا ایک روٹی پکائی تھی بے آپ کے نہ کھائی
 گئی فرمایا اسے فاطمہ تین دن بعد یہ مکڑا مونہ میں گیا ہے سب مسروق سے منقول ہے کہ آپ نے عائشہ سے فرمایا
 اسے عائشہ دنیا محمد اور آل محمد کے لائق نہیں اللہ تعالیٰ ملو العزم پیغمبروں سے اس لئے راضی ہے کہ انھوں نے اپنی
 خواہشوں کو روکا اور دنیا کی تکلیفوں پر صبر کیا اور مجھ سے بھی وہی چاہتا ہے جو اُن سے چاہا اور حکم کرتا ہے صبر کر صبرا
 ملو العزم پیغمبروں نے صبر کیا امام غزالی کیلئے سعادت میں لکھتے ہیں کہ جب مال غنیمت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں
 بکثرت آنے لگا ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے کہا اے باپ میرے آپ اچھا لباس پہنئے اور بار بار یک
 کپڑے سلوائیے آپ نے فرمایا اے بیٹی عورت اپنے شوہر کا حال خوب جانتی ہے کیا تجھے یاد نہ رہا کہ نبی ہیں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اہل و عیال کو وہ سرے وقت کھانا میسر نہ ہوا فتح خیبر تک آپ نے پیٹ بھر کر چھوڑے کبھی
 نہ کھائے ایک روز خوان کھانے کا سامنے لائے نہایت خراب تھا آپ کو کراہت آئی فرمایا اے اٹھا لو ہم کھانا زمین
 پر رکھ کر کھالیں گے ہمیشہ دوسری کھلی بچھاتے ایک دن کسی نے چار تہہ کر کے بچھا دی فرمایا امام سے رات کی نماز میں
 خلل پڑتا ہے کپڑے جب میلے ہو جاتے گھر میں دھو لیتے بلال اذان کہتے مگر آپ اُن کے سو کھنے تک باہر نہ آسکتے کہ
 دوسرا جوڑا پاس نہ تھا ایک روز دوسرا کپڑا نہ پایا ایک ہی کپڑے سے تمام بدن لپیٹ کر باہر تشریف لائے یہ کہہ کر
 عمر رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے سب عمران بن حصین کہتے ہیں کہ میں حضرت

کے ساتھ فاطمہ کے گھر گیا آپ نے دروازہ پر آواز دی فاطمہ نے کہا تشریف لائیے فرمایا اور وہ بھی جو میرے ساتھ ہے عرض کیا یا رسول اللہ ایک پرانا مکمل میرے پاس ہے بدن چھپاتی ہوں تو سر کھل جاتا ہے آپ نے اپنا تہبند اُن کو دیا اُسے اوڑھ کر ہم کو بلایا آپ نے فاطمہ سے فرمایا اے فرزند عزیز کیا حال ہے عرض کیا سخت بیمار ہوں اور بھوک کی سختی میں گرفتار آپ روئے اور فرمایا بے صبری نہ کریں نے بھی تین دن سے کچھ نہیں کھایا ہے اور میں تجھ سے خدا کو زیادہ پیارا ہوں اگر چاہوں تو خدا مجھے دے مگر میں آخرت اختیار کرتا ہوں پھر اپنا ہاتھ فاطمہ کے کندھے پر رکھ کر فرمایا مجھے بشارت ہو کہ تو بہشت میں سب عورتوں کی سیدہ ہے مریم اور آسیہ اپنے زمانہ کی سردار تھیں اور تو تمام عورتوں کی سردار ہے بہشت میں تم تینوں کو مکلف مکان ملیں گے کہ کسی شغل اور غل اور رنج کو اُن میں دخل نہ دیں گے اے فاطمہ غنیمت سمجھ کر میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو دنیا میں بندہ اور آخرت میں سردار ہے حکمت تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں کہ اگر سردار عالم صلی اللہ علیہ وسلم دو تہند اور مالدار ہوتے لوگ آپ کے یاروں اور فرمانبرداروں پر بدگمانی کرتے کہ شاید یہ لوگ بطیع مال و دولت کے آپ کی اطاعت کرتے ہیں اُسے عزیز نعمت و راحت ہر کسی کو دیتے ہیں مگر بلا مصیبت دوستوں کیلئے مخصوص ہے اے گشتہ اسیر در بلایت + آنکس کہ زبند دم ولایت + جز جان و دل و جگر نہ بینم + در گردش چرخ آسیات + عشاق جہاں شدند دالہ + در عالم عز و کبریا بیت کسی نے حضرت سے پوچھا بلا کس پر زیادہ آتی ہے فرمایا پیغمبروں پر شیخ موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ زمین پر سو رہا ہے اور اینٹ سرہانے رکھی ہے عرض کیا الہی تو اپنے نیک بندوں کو اس قدر تکلیف میں رکھتا ہے جواب ہوا اے موسیٰ جس کی طرف ہم متوجہ ہوتے ہیں دنیا کو ہر طرح اُس سے دور کرتے ہیں۔

ع اے موسیٰ اگر فقیری تیرے پاس آئے کہہ مرحبا بشعار الصالحین شیخ فضیل بن عیاض اپنے نفس سے کہتے ہیں کہ تو بھوک کی کیا شکایت کرتا ہے اللہ نے محمد اور اُن کے آل و اصحاب کو بھوک میں مبتلا کیا ہے شیخ محمد بن فضل کہتے ہیں اُسے بشارت ہے جو صبح کو بھوکا اُٹھے اور رات کو بھوکا سوئے اور خدا سے راضی رہے حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کو نمازیوں اور صدقہ دینے والوں اور حاجیوں کی واسطے میزان کھڑی کریں گے اور اُن کو ثواب تول تول کر دیں گے اور مصیبت والوں کو اس قدر ثواب دے تو لے دیں گے کہ جو لوگ دنیا میں آرام سے رہے آرزو کریں گے کاش ہمارے گوشت قینچیوں سے کترے جاتے کہ ہم بھی اُن کے برابر ثواب پاتے دامننا یوفی الصابرون اجرهم بغير حساب اے عزیز جس قدر رعایت زیادہ دنیا کی اسی قدر بلا و مصیبت زیادہ ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مراد ادا و سردار محبوباں تھے اسلئے دنیا کی تکلیف و مصیبت اُن پر جب زیادہ تھی باوجود اس کے ہر وقت اور ہر حال میں خدا کا شکر بجالاتے رات کو کمال سوز و گداز نماز میں مشغول اور دن کو خلق کی رہنمائی اور ہدایت اور امور متعلقہ رسالت میں مصروف رہتے اور اوقات عزیز اپنے طب روحانی اور معالجہ امراض قلبی میں صرف کرتے مگر کبھی تبعا طب جسمانی اور علاج بدنی کی بھی طرف التفات فرماتے تو صریح واضح ہو کہ مرض و قسم ہے قلبی اور قلبی مرض گناہوں کی تاریکیوں کو کہتے ہیں کہ اُنکے سبب سے ثبات و استقامت دل کہ صحت اُسکی

ہے جاتی رہتی ہے اور غلبہ اور دوام اُن کا معرفت اور ذوق ذکر کہ حیات حقیقی ہے زائل کرتا ہے اسوقت آدمی مردہ سے بدتر ہو جاتا ہے **ف انک لا تسمع الموتی اور ف ولا انت سمع من فی القبور** اسی موت کی طرف اشارہ ہے اور جو کہ اس بیماری کا ضرر بیماری بدن کے ضرر سے سخت تر ہے کہ وہ موت کے بعد زائل ہو جاتا ہے اور یہ ہمیشہ رہتا ہے مقصود بالذات دین میں معا لجمہ دل کا اور اصلاح باطن کی مفسد معنوی سے قرابا یا سب پیغمبر اور رسول اسی معا لجمہ اور اصلاح کے لئے بھیجے گئے لیکن آپ کی شریعت اس امر میں اتم اور اکمل اور افضل و اشمل ہے جو تحقیق اور تفصیل اور انضباط اور تنقیح اسکی اس شریعت میں ہے کسی شریعت و ملت میں نہیں حفظ صحت دل اور ازالہ امراض باطن کے لئے آپ نے ہزاروں قاعدے اور سیکڑوں ضابطے ایسے مقرر کئے کہ کسی دین و مذہب میں نہیں پائے جاتے اور اس وجہ سے کہ امراض جسم عبادت کو مانع ہیں گاہ گاہ اُن کے ازالہ کی طرف بھی توجہ فرماتے مگر جو کہ نظر اس فن کی طرف طبعاً واقع تھی اکثر اوقات اُن بیماریوں کے علاج پر کہ ملک عرب میں کثیر الوقوع ہیں اقتضار کرتے اور وہاں کے باشندوں اور آپ دہوا خصوصاً اہل مدینہ کے مزاجوں اور احوال کی رعایت فرماتے چنانچہ بخاری کیلئے ٹھنڈا پانی پینا اور اُس سے نہانا مفید کہتے اس لئے کہ اُس ملک کے لوگوں کو اکثر حیات شربت حرارت آفتاب سے حمی یومی کی قسم سے عارض ہوتے اگرچہ بشرط نیت خالص اور اعتقاد صحیح اور یقین طلق اور عدم موانع مثل خبث باطن کے اور لوگ بھی اُن سے منتفع ہوتے ہیں ہاں کبھی کسی وجہ سے بعض علاج بطور کلیت اور عموم کے ارشاد کرتے مگر امتناع اُن قواعد و ضوابط سے یہی اخلاص اور یقین مریض پر موقوف ہے کہ معا لجمہ اطباء نظر غالباً حدس اور تجربہ اور استقرار ناقص پر کہ مشا خطر ہے مبنی ہے وہاں یقین شرط نہیں بلکہ وہ یقین کے قابل نہیں اور طب نبوی وحی الہی اور نور نبوت اور کمال عقل سے صادر ہے جو شخص بصدق نیت اور اخلاص قلب اور یقین کامل اور قبول تام کے اُس پر عمل کرے قطعاً فائدہ اٹھائے اور جس کے دل میں شک اور شبہ ہے وہ یقیناً اُس سے منتفع ہوگا بلکہ عجب نہیں کہ اُس کی بیماری بڑھ جاوے چنانچہ ایک شخص کو دست آتے تھے اُس کے بھائی سے کہا شہید پلا دے اُس نے پلایا دست زیادہ ہو گئے حال عرض کیا ارشاد ہوا شہید اور بلا تیسری یا چوتھی بار میں جب اُس نے شکایت کی کہ دست زیادہ ہوتے جاتے ہیں فرمایا صدق اللہ و کذب بطن اخیک یعنی اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے کہ شفا قبول نہیں کرتا فائدہ شاید اُس کو بد مضمی کے دست آتے تھے اور آپ بار بار واسطے اخراج مواد فاسدہ کے شہید پلانے کا حکم کرتے تھے جب اس قدر کہ دفع مرض کو کافی ہو پلو اچکے اور دست بند ہوئے اُسکو فساد باطن پر متنبہ فرمایا چنانچہ جب وہ اس ارشاد سے متنبہ ہوا اور شک اور شبہ کو اپنے دل سے دور کیا اُسی علاج سے دست موقوف ہو گئے بخاری اور مسلم نے اس قصہ کے آخر میں روایت کیا فیر عمر یعنی پھر وہ اچھا ہو گیا پس طب نبوی نفع و ضرر میں قرآن سے مشابہت رکھتی ہے کہ قرآن مجید امراض قلبی کو دور کرنے والا ہے لیکن جو شخص اُس پر یقین نہیں کرتا اُس کی بیماری زیادہ ہو جاتی ہے **قال اللہ تعالیٰ وننزل من القرآن ما هو شفا و دوحۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خساراً** تمذئیل آپ کا کلام اکثر اوقات کمال جامع ہوتا اسی لئے

جو قواعد و ضوابط اس فن کے زبان مبارک سے صادر ہوئے ہر ایک قاعدہ آن میں سے تمام فن طب کو جس میں سیکھیں
 حکماء یونان اور لاکھوں دانایان عالم نے برسوں خواص کیا اور ہزاروں کتابیں اُس میں تالیف کیں جامع اور متضمن ہے
 نقل ہے کہ علی بن حسن بن واقد سے کسی نصرانی طبیب نے کہا کہ تمہاری کتاب اور پیغمبر نے طب کا کچھ بیان نہ کیا جواب
 دیا کہ پروردگار نے آدھی آیت میں تمام طب کو جمع فرمایا کلو واشربوا ولا تسرفوا کہ سب بیماریاں کھانے پینے
 کی بے اعتدالی سے پیدا ہوتی ہیں آدھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں المعدة بيت الداء والحمية رأس
کل داء واعط کل بدن ما عودته تن تب نصرانی نے کہا ما تروک کتابکم ولا تنبیکم لجا الینوس طبنا
 بے شک تمہاری کتاب اور پیغمبر نے جالینوس کے لئے طب نہ چھوڑی فی الواقع تمام قانون بو علی سینا اور مؤلفات
 محققین حکماء اگر اُس آیت اور اس حدیث کی تفصیل اور تشریح کہا جائے لائق اور سچا ہے اکثر اوقات علاج آپکا ادویہ
 اور اذکار اور آیات کے ساتھ ہوتا اور کبھی مفردات ادویہ طبعی یعنی اجزاء جادوی و نباتی و حیوانی اور کبھی دونوں کی ترکیب
 سے علاج کرتے مگر معالجہ آپ کا مرکبات و معاجین کے ساتھ نہ ہوتا کبھی واسطے دفع سورت دوا یا کسی اور غرض صحیح
 کے کوئی چیز زیادہ کرتے اور عمدہ چیز جو اُس زمانہ کے بیماروں کو کمال نفع کرتی آپ کی بیمار پرسی اور عیادت تھی اکثر بیمار آپ کی
 صورت دیکھتے ہی اچھے ہو جاتے اور جو صحت مقدر ہوتی آپ کی تشفی اور تسلی دینے سے مرض گھٹ جاتے اور آداب
 عیادت کہ احادیث میں وارد ہیں الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح میں مذکور ہیں اگر مریض مرجانا اُس کے جنازہ کے
 ساتھ جلتے اور نماز جنازہ کی پڑھاتے اور اُس کے لئے استغفار کرتے اور درحقیقت ایسی موت ہزار زندگی اور صحت
 سے بہتر ہے اور جس مسلمان کے گھر لڑکا پیدا ہوتا آپ کے پاس لاتا آپ اُس کے حق میں برکت کی دعا کرتے اور
 چھوڑے یا کچھ اور شیرینی چٹاتے اور کبھی اپنا تنھوک اُس کے مونہ میں ڈالتے چنانچہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ
 کے مونہ میں ڈالا اور یہ ایسی نعمت تھی جس کا بیان نہیں ہو سکتا البورایع کہتے ہیں میں نے حضرت
 کو حسن کے کان میں اذان کہتے دیکھا فأندره عمر ابن عبدالعزیز کہتے ہیں دہنے کان میں اذان اور بائیں
 میں اقامت کہی ست اور لڑکے کا نام ساتویں دن رکھتے اور عقیقہ بھی اُسی دن سنت ہے تذئیل بعض
 ختنہ کو بھی ساتویں دن سنت کہتے ہیں اور بعض سات اور بعض نو اور بعض دس برس کی عمر میں سنت جانتے
 ہیں مکحول شامی کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسحق علیہ السلام کا ساتویں دن اور اسمعیل علیہ السلام کا تیرہویں
 برس ختنہ کیا اس لئے اولاد اسمعیل علیہ السلام میں تیرہویں برس ختنہ کرتے ہیں حم ابن عباس رضی اللہ عنہما
 فرماتے ہیں کہ صحابہ بعد بلوغ کے یعنی بعد اس کے کہ لڑکا قوی ہو جاتا قبل از بلوغ شرعی ختنہ کرتے اصل یہ ہے
 کہ ختنہ ایسے وقت کہ لڑکے پر تکلیف کم ہو بہتر ہے اور اچھے نام کو پسند کرتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ سب ناموں سے عبد اللہ
 اور عبدالرحمن کو زیادہ دوست رکھتا ہے اور سب ناموں سے سچے حارث اور ہمام اور سب سے بُرے
 حرب اور مرہ اور خدا کے نزدیک سب سے خوار زیادہ شاہنشاہ ہے اور یسار اور افلح اور اس قسم کے ناموں سے
 منع فرماتے کہ اگر کوئی پونچھے گا یسار ہے اور وہ اُس وقت نہ ہوگا کہیں گے نہیں ہے اور اس کلام میں بد فالی ہے

اور کبھی بُرے نام کو بدل دیتے چنانچہ عاصیہ بنت عمر کا نام جمیلہ رکھا اور اسی طرح ام المومنین برہ کو جویریہ اور اجزم کو زردہ اور حرب کو اسلام اور مضطجع کو منبعث اور بنو زنبہ کو بنو زبہ اور شعب الفضلہ کو شعب الہدیٰ سے بدلا اور حزن سے کر سید بن سید کے دادا تھے کہا تیرا نام سہل ہے ہم آنکھوں نے کہا میں اپنے باپ کا رکھا نام نہیں بدلتا سید کہتے ہیں اسی سبب سے سختی اور شدت آج تک ہم میں باقی ہے اور اُمت کو تاکید فرماتے کہ نام لڑکوں کے اچھے رکھو کہ قیامت کے دن نام لے کر پکارے جائیں گے اور کبھی تعبیر خواب نام سے اخذ کرتے چنانچہ ایک بار تم آپ نے خواب میں دیکھا کہ عقبہ بن رافع کے گھر آپ کے اور اصحاب کے لئے چھوڑے لائے ہیں تعبیر دی کہ رفعت و عاقبت انھیں حاصل ہوگی عاقبت کو عقبہ سے اور رفعت کو رافع سے اخذ کیا اور سہل بن عمرو سے کہ روز حدیبیہ کفار کی طرف سے سوال و جواب کے واسطے آئے پوچھا تیرا کیا نام ہے عرض کیا سہل فرمایا اب کام ہمارا سہل ہوا اور جس راہ اور منزل کا نام اچھا نہ ہوتا اُس کی طرف جانے سے ہم ہمیز فرماتے اور ارشاد کرتے کہ پیغمبروں کے نام پر نام رکھو اور کبھی کسی کی کنیت مقرر کرتے چنانچہ عائشہ کی کنیت ام عبد اللہ اور مولیٰ علی کی ابو تراب مقرر کی۔ فائدہ اس کنیت میں ارباب تصوف نے اشارات و دقیقہ اور نکات بلیغہ ذکر فرمائے ہیں ایک اُن میں سے یہ ہے کہ تراب اہل توحید و فنا کے وجود سے اشارہ ہے اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سلاسل طریقت کی اصل اور مقتدا اور مرجع اور منتهی ہیں یعنی مٹی سے یہ خاک مراد نہیں بلکہ وہ لوگ کہ جیتے جی مر گئے اور بسبب نفس کشی کے خاک ہو گئے مراد ہیں کہ وہ آپ کے فروغ اور پیر و اور تربیت یافتہ ہیں اور آپ اُن کے اصل اور مربی اور شیوا خواجہ باقی باللہ قدس سرہ من حاصل اس خطاب گویم و مضمون ابو تراب گویم و خاک اندر جاتے کہ مرید و بستی بخندائے خود پیر دند و سر حلقہ خاکیاں علی بود و سر سلسلہ جہانیاں علی بود۔ اور وہ جو بعض صوفیہ سے واقع ہے اُدھر من التراب و علی ابو التراب سو ادب سے خالی نہیں مقام پیغمبروں کا اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ کسی کو اُن پر ترجیح دیجائے۔ ہاں یہ کنیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کمال بزرگی اور علوم مرتبہ پر دلالت کرتی ہے مع اور اجازت اس امر کی بھی کہ اپنے بیٹے کا نام محمد رکھیں اور اسکی کنیت ابو القاسم کریں حضرت علی کے خصائص سے ہے چنانچہ آنکھوں نے بعد وفات سید کائنات کے حضرت محمد بن حنفیہ کو اس نام اور کنیت سے مشرف کیا اور وہ کنیت اور کنیت شریفہ کے جمع کرنے کی اجازت نہ تھی بلکہ صحیح حدیث میں جسے ابو داؤد و بخاری اور مسلم نے روایت کیا داؤد ہے تسبیحوا باسمی ولا تکنوا بکنیتی یعنی اپنے لڑکوں کو میرے نام سے سبھی کر دو اور میری کنیت سے دور رہو مگر تسبیح باسم شریف جائز بلکہ مستحب ہے جیسا کہ لفظ حدیث سے ظاہر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں تکلف نہ کرتے جو میسر ہوتا کھا لیتے اور کھانے سے پہلے اور اُس کے بعد دونوں ہات بند دست تک دھو لے اور فرماتے **ت و بركة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده** یعنی کھانے سے پہلے اور اُس کے بعد وضو کرنا موجب برکت طعام ہے تنبیہ اس جگہ کئی امر قابل بیان کے ہیں اول حدیث میں وضو سے ہات دھونا اور کئی کرنا مراد ہے کہ وضو لغت میں بمعنی حسن و نظافت کے آتا ہے ہاں وضو مصطلح قبل از طعام افضل اور بہتر ہے۔

دوم طعام ایک عمدہ نعمت ہے اور اُس سے پہلے بات دھونا تعظیمِ نعمت اور بعد اُس کے موجب مغفرت چنانچہ آیا ہے کہ وضو قبل از طعام فقر کو دور کرتا ہے اور بعد اُس کے گناہانِ صغیرہ کو اس لئے کہ سنتِ حسنہ ہے و ان الحسنات یدفعن السيئات ہجومِ جنب کو بے بات دھوئے اور کلی کئے کھانا مکروہ ہے نہ حائض کو کذا فی فتاویٰ قاضیخان یہ چہارم طوطاوی حاشیہ در مختار میں لکھا ہے کہ ہاتھوں کو رومال وغیرہ سے نہ پونچھے تا اثر دھونے کا کھانے کے وقت باقی رہے حطّ اور دوسرے شخص سے بات نہ دھلوائے کہ غسلِ یدین قبل الطعام حکمِ وضو میں ہے بیچم جمع میں فاقہ پہلے لڑکے اور جوان اپنے بات دھوئیں پھر بوڑھے اور یہ ادب اس ملک میں متروک ہے اور آپ کی عادت تھی کہ کھانا دسترخوان پر رکھ کر کھاتے خوان پر رکھ کر کھانا آپ سے ثابت نہیں مگر جو تکبر کیلئے نہ ہو جائز ہے اور کبھی زمین پر رکھتے کہ تواضع سے قریب تر ہے اور اسی طرح چھوٹے چھوٹے برتنوں میں کئی طرح کھانا رکھ کر جیسا اہل تکلف و تنعم میں مروج ہے نہ کھاتے اور کھانے کے وقت تکیہ نہ لگاتے اور فرماتے انما انا عبد اکل کما یا کل العبد واجلس کما یجلس العبد جزا میں نیست کہ میں بندہ ہوں کھانا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں اور بیٹھتا ہوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں فائدہ کھانے کے وقت مستون یہ ہے کہ ہیئتِ ادب اس طرح جیسے کوئی دو چار لقمے کھانے کے لئے بیٹھتا ہے بیٹھے کہ حجم کر بیٹھنا بہت کھانے والوں کی عادت ہے اور لیٹ کر یا کھڑے ہو کر یا چار زانو یا تکیہ لگا کر کھانا بہتر نہیں عمل مگر تفکیر ہر طرح روا ہے اور فرماتے سن کہ جب رات کا کھانا رکھا جاوے اور نماز برپا کی جائے تو رات کے کھانے سے ابتدا کرو یعنی پہلے کھانا کھا لو جب نماز پڑھو شرح عین العلم ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ اتباعِ سنت میں یکتائے عالم تھے قرأتِ امام کی سنتے لیکن کھانے سے نہ اٹھتے اور وجہ اُس کی ظاہر ہے کہ کھانے میں نماز کا خیال رہنا نماز میں کھانے کا خیال رہنے سے بہتر ہے اور کھانے سے پہلے یہ دعا پڑھتے اللھم اجعلھا نعمة مشکورة تصل بھا نعمة الجنة۔ رخ اور تنہا کھاتے جمع کے ساتھ کھانا پسند فرماتے و اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے ارشاد ہوا اکتھے ہو کر کھایا کرو اور خدا کا نام ذکر کرو تا تمہارے لئے کھانے میں برکت کی جائے اور ابن ماجہ کی حدیث میں وارد ہے کہ جمع ہو کر کھاؤ اور متفرق نہ ہو کہ تحقیق برکت ساتھ جماعت کے ہے اور بہت گرم کھانا نہ کھاتے اور فرماتے کہ وہ بے برکت ہے ہم کو خدا نے آگ نہ کھلائی پس اُسے ٹھنڈا کرو اور ماہضہ بر قناعت فرماتے احياء العلوم میں مرقوم ہے کہ اگر روٹی تیار ہو سالن کا انتظار نہ کرے کہ مقصود کھانے سے حفظِ قوت ہے نہ تنعم اور بہت کھانے کو پسند نہ کرتے اور کہتے ان کہ حق تعالیٰ نے کوئی برتن پیٹ سے بڑا پیدا نہ کیا جب آدمی کو کھانے کی ضرورت ہو اسے تین حصہ کرے ایک حصہ کھاوے اور ایک پانی کے واسطے چھوڑے اور ایک حصہ سانس کے آنے جلنے کے لئے خالی رکھے اور شروع کے وقت بسم اللہ کہتے اور فرماتے سن کہ بے شک شیطان اپنے لئے کھانے کو حلال کرتا ہے اس سے کہ خدا کا نام اُس پر نہیں لیا جاتا یعنی جو شخص کھانے سے پہلے بسم اللہ نہیں کہتا شیطان اُس کے ساتھ کھاتا ہے لیکن اگر بھول جائے تو بعد کھانے کے بسم اللہ فی اولہ و آخرہ کہے کہ اس کے کہنے سے وہ ملعون

نے کر دیتا ہے اور عین العلم میں ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا بہتر لکھا ہے اور ترمذی نے بسند حسن صحیح روایت کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوبیاروں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ایک اعرابی آیا اور دو لقمہ میں سب کھانا کھا گیا فرمایا اگر وہ بسم کہتا تو یہ کھانا تم کو کفایت کرتا۔ ترمذی سیل اکثر فقہا سمیعہ کو کھانے سے پہلے مستحب اور بعض اہل محدثین واجب کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اگر جماعت سے ایک آدمی بسم اللہ کہے کافی نہیں بلکہ ہر شخص کو کہنا چاہئے کذا فی المرقاۃ اور باؤاز بلند کہنا اولیٰ ہے تاہل مجلس کو بھی یاد آجائے اور فرماتے ہیں بائیں ہات سے نہ کھائے کہ بیشک شیطان بائیں ہات سے کھاتا ہے۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں کہ بسبب زخم یا بیماری یا کسی عذر کے داہنے ہات سے نہیں کھا سکتا تو بائیں ہات سے کھانا مضائقہ نہیں رکھنا در نہ مکروہ ہے مرقاۃ یہاں تک کہ بعض علما داہنے ہات سے کھانا واجب جانتے ہیں اسی طرح دو انگلیوں اور ایک انگلی کے ساتھ کھانا کج عادت متکبروں کی ہے اور چار یا پنج انگلیوں کے ساتھ کھانا کہ عادت حریصوں کی ہے بے ضرورت کے چاہئے مستحب یہ ہے کہ تین انگلیوں سے کھائے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر اوقات تین انگلیوں سے کھاتے اور سس م فرماتے کل معایلیک یعنی اپنے سامنے سے کھا کہ جب کھانا ایک طرح کا ہے تو پھر از حد ہر اذہرات دوڑانا بے فائدہ اور کمال حرص پر دلالت کرتا ہے ہاں اگر کھانا کئی طرح کا ہو تو ہر جانب سے کھانا مضائقہ نہیں رکھنا اور ارشاد کرتے جہت می کہ پیالے کے کناروں سے کھاؤ بیچ میں سے نہ کھاؤ کہ برکت اُس کھانے میں جو کاسہ کے بیچ میں ہے نازل ہوتی ہے فائدہ جو کہ وسط افضل اور اعدل موضع ہے پس نزول خیر و برکت کے لئے احق اور اولیٰ ہے اور باقی رکھنا اُس کھانے کا کہ محل برکت ہے آخر تک مناسب ہے اس قیاس پر روٹی کا بھی بیچ میں سے کھانا بہتر نہ ہو گا بلکہ کناروں سے کھانا چاہئے اور کناروں کو چھوڑ دینا اسراف میں داخل ہے مگر اور جو کوئی شخص ایسا موجود ہو کہ اُن کو کھالے تو جائز ہے لیکن ترک اولیٰ ہے اور پکے گوشت کو چھری سے کاٹنا پسند نہ کرتے اور فرماتے ق و کہ وہ فعل اہل عجم کا ہے یعنی تکبر اور تنزہ پر دلالت کرتا ہے اور اشعۃ المعانی میں لکھا ہے کہ نہی تنزیہی اُسی صورت میں ہے کہ گوشت نرم ہو ورنہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ آپ نے گوشت چھری سے کاٹا ہے اور ابن جبان کی حدیث میں آیا ہے کہ روٹی کو چھری سے نہ کاٹو فائدہ کہ منافی اُس کی تعظیم کے ہے اسی وجہ سے قانک دان روٹی پر رکھنا یا برتن سیدھا کرنے کے لئے روٹی کی آڑ لگانا بھی ممنوع ہے ابوالقاسم صفاء کہتے ہیں ضیانت میں سوا اس بات کے کچھ نیت نہیں پاتا کہ لوگوں کو روٹی پر نمک دان رکھنے سے منع کروں گا اور یہ بھی آداب اکل سے ہے عمل کہ روٹی کو دو دونوں ہات سے توڑے ایک ہات سے توڑنا عادت متکبروں کی ہے اور ٹوٹی روٹی کو پہلے کھالے جب دوسری توڑے غ و اور گرم کھانے میں پھونک نہ مارے بلکہ عمل شندھا ہونے تک ٹوٹا کر کھائے کہ موجب مزید برکت ہے لیکن طحاوی کہتے ہیں کہ آواز کے ساتھ پھونک مارنا منہی عنہ ہے مطلقاً ممنوع و مکروہ نہیں اور کھانے کو نہ سونگھے کہ عادت یہاں تک کی ہے عمل اور کھاتے وقت داہنے بائیں نہ دیکھے اور جو

لقمہ ہات سے گرجائے عل آئے اٹھا کر کھائے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے طحطاوی میں وجہ سے نقل کیا ہے کہ گرے لقمہ کو چھوڑ دینا سراف میں داخل ہے پہلے گرے لقمہ کو کھائے کہ حدیث میں آیا ہے جس قوم نے روٹی کی تحقیر کی خدا نے اُن کو بھوک میں مبتلا کیا اور کسی قسم کی سبزی مانند پودینہ وغیرہ کے دسترخوان پر رکھے شرح عین العلم کہ حضرت فرماتے ہیں اپنے دسترخوانوں کو سبز کرو کہ وہ شیطان کو ہکالتا ہے اور مروی ہے کہ جس دسترخوان پر ترکاری ہوتی ہے فرشتے اُس پر حاضر ہوتے ہیں اور غ آداب الصالحین امیر المؤمنین علی کرمہ اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ کھانا تمک سے شروع اور تمک پر ختم کرے اور کھانے کے وقت حکایات صالحین اور اچھی باتیں کرے نہ چپ رہے اور نہ یہودہ بکے لھکذا فی شرح العلم آداب الصالحین اور پانی بہت نہ پیئے کہ معدہ کو مضر ہے غ اور خرما وغیرہ طاق کھائے کہ خدا طاق ہے اور گٹھلی اور اسی طرح ہر چیز کا سفل کھانے کے برتن میں نہ ڈالے اور ہات میں نہ لئے بلکہ ہتھیلی کی پشت پر رکھ کر پھینک دے اور کھانے کو بُرا نہ کہے سس م اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھانے کو برا نہ کہتے پسند آنا کھالیتے در نہ چھوڑ دیتے نووی یہ بات کہنا کہ تمک بہت ہے یا کم ہے یا شور یا پتلا ہے یا گاڑھا ہے تعیب ہے مگر ملا علی قاری بعض علما سے نقل کرتے ہیں کہ اگر تعیب پکانے والے کی طرف سے ہے تعیب مضائقہ نہیں رکھتی اور گرم کھانا نہ کھائے حدیث میں ہے انه غیری بركة وان الله لم یطعمنا فادرا اور چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ جو شخص پیتا ہے سونے اور چاندی کے برتن سے پلاتا ہے اپنے پیٹ میں آگ دوزخ کی تنبیہ سلائی اور سرمہ دانی اور جھم اور آئینہ اور اسی طرح سونے چاندی کی ہر چیز استعمال میں لانا حرام ہے مگر تانبہ اور تیل کے برتن میں کھانا پینا مکروہ نہیں اور عبارت در مختار کی کہ کراہت پر دلالت کرتی ہے بے قلعی پر محمول ہے یا مراد مکروہ سے ترک اولیٰ ہے اس لئے کہ لکڑی اور پتھر کے برتن میں کھانا پینا مسنون اور تواضع سے نہایت مناسبت رکھتا ہے اور استعمال شیشہ اور بلور اور عقیق اور چینی کے برتنوں کو بے کراہت دوا ہے اور اسی طرح اُس برتن سے پینا کھانا جس میں چاندی کی میخیں یا پھول وغیرہ لگے ہوں اگر چاندی موہبہ لگانے کی جگہ نہ ہو جائز ہے طحطاوی اور کھڑے ہو کر اور چلتے میں نہ کھا دے عالمگیری اور ننگے سر کھانا بہتر نہیں اور تاریکی میں کھانے کو بھی اچھا نہیں کہتے سس م اور اگر کھنی کھانے میں پڑ جائے اُس کو دوبارہ غوطہ دے کر پھینک دے کہ اُس کے ایک بازو میں بیماری اور دوسرے میں دوا ہے تذئیل اور عادت اُس کی یہ ہے کہ پہلے بیماری کے پر کو ڈالتی ہے اور بعد کھانے کے سس م اپنے ہات کو یعنی انگلیوں کو چاٹے یا چٹوائے سس حضرت فرماتے ہیں تم نہیں جانتے کہ کون سے میں یعنی کھانے کے کس جزو میں برکت ہے اور برتن کو بھی چاٹ لے کہ رزین کی حدیث میں آیا ہے کہ کاسہ کہتا ہے خدا تجھے دوزخ سے آزاد کرے جیسا اُس نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اُس لئے کہ جس برتن میں کھانا لگا رہتا ہے اُس کو شیطان چاٹتا ہے اور قا کھانے کے بعد کاغذ سے انگلیاں رگڑنا مکروہ اور روٹی سے رگڑنا موجب اُس کی اہانت کا ہے بغوی نے

ہم صحابہ میں مرفوعاً روایت کیا اکو مو الخیز فان الله انزلہ من برکات السماء یعنی روٹی کی تعظیم کرو کہ خدا نے
 اُسے آسمان کی برکتوں سے نازل فرمایا اور بعض احادیث میں دارد ہے کہ جو روٹی کی تعظیم کرتا ہے وہ خدا کی تعظیم
 کرتا ہے اس لئے کہ تعظیم نعمت شکر منعم اور اُس کی تعظیم ہے اور ٹکڑے روٹی کے کہ دسترخوان پر جمع ہو جائیں
 کھائے ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں جابر سے نقل کیا کہ جو شخص گرا ہوا کھانا کھاوے زندگی فراخی کے ساتھ
 کرے اور فقیری اور برص اور جذام سے محفوظ رہے اور اُس کی اولاد حماقت اور بلادیت سے روکی جائے۔
 شرح عینی العلم اور دسترخوان اُٹھانے سے پہلے نہ اُٹھے کہ عادت متکبروں کی ہے اور دانتوں میں خلال
 کرے لیکن غنج جو کھانا دانتوں سے زبان کی اعانت سے نکلے کھائے اور جو خلال سے نکلے پھینک دے علی
 اور غرارہ کرے عالمگیری اور چوب رجحان و انار اور سینکد سے خلال کرنا مکروہ ہے اور بید سیاہ اور درخت
 تلخ سے بہتر طحطاوی اور بعد کھانے کے پہلے بوڑھوں کے ہات دھوائے کہ حدیث میں ہے جو ہمارے بوڑھے
 کی توقیر نہ کرے ہم سے نہیں قفا اور بھوسی سے جس میں آٹا نہ ہو ہات دھونا جائز اور آٹے سے ترک ولی اور صابن
 اور آشنان سے بہتر اور جب کھانے سے فارغ ہو خدا کی حمد بجالائے **مَنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ** فرماتے ہیں
 خدا اُس بندہ سے راضی ہوتا ہے جو ایک نوالہ کھاتا ہے اور ایک گھونٹ پیتا ہے اور اُس پر خدا کا شکر بجالاتا
 ہے **تَمْرُ السَّعَادَاتِ** میں ہے جب آپ کھانے سے فارغ ہوتے فرماتے **الحمد لله الحمد اکثیر اطیبا مبارکاً**
فیہ غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربنا اور کبھی فرماتے **الحمد لله الذی اطعم من الطعام**
وسقی من الشراب وکسی من المعری وهدی من الضلالة وبقصر من العمی وفضل علی کثیر من
خلق تفضیلاً الحمد لله رب العالمین اور کبھی کہتے **الحمد لله الذی اطعم وسقی وسوغ** ایک بار دودھ
 لے کر فرمایا جو شخص کوئی چیز کھاوے کہے **اللهم اذقنا خیرا منه** اور جو دودھ پیوے کہے **اللهم بارک**
لنا فیہ وزدقنا منه اور اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ ماکولات میں دودھ سے بہتر کوئی چیز نہیں اور آداب
 شرب سے یہ ہے کہ آنخورہ داہنے ہاتھ سے پکڑے **سَسْ** کہ شیطان بائیں ہاتھ سے پیتا ہے اور صحیحین
 میں ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت تیمان کو ہر چیز میں دوست رکھتے یہاں تک کہ
 کنگھی کرنے اور جوتہ پہننے میں **دوم علی ہات برتن** کے نیچے رکھے **سوم علی پینے** سے پہلے پانی کو دیکھ لے
 تاخس مونہہ میں نہ جائے چہارم تین گھونٹ میں پئے ہر بار کوزہ کو مونہہ سے جدا کرے کہ تم رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم تین گھونٹ میں پیتے تھے اور فرماتے کہ اس طرح پانی پینا خوب سیراب کرنے والا اور
 تند رستی بخشنے والا اور گوارا تر ہے **ق** اور ایک سانس میں پینا طریق شیطان کا ہے پنجم **جہد برتن** میں
 سانس مارنے اور پھونکنے سے منع فرماتے **اشعۃ لمعات** کہ تنفس پانی میں فعل بہائم کا ہے ششم
 نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سانس کے شروع میں **بسم اللہ** اور آخر میں **الحمد** کہتے اور اچھا میں لکھتے
 ہیں پہلی سانس میں **بسم اللہ** اور اُس کے آخر میں **الحمد** اور دوسری میں **بسم اللہ الرحمن الرحیم** اور آخر میں **الحمد**

رب العالمین اور تیسری کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اُسکی انتہا میں الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم اور بعد فراغ کے الحمد للہ الذی جعلہ عذابا فراتا برحمته ولم يجعلہ ملحا اجاجا بذنبنا کہتے اور دودھ پینے کے وقت یہ دعا پڑھے اللھم بادلک لنا فیہ وزدنا منہ کرا نعمت صلی اللہ علیہ وسلم ہی دعا پڑھتے ہفتم غ اگر ڈکار آدے مونہ کو کوزہ کی طرف سے پھیرے ہشتم حدیث میں ہے مٹی کی پانی جو سوچو سنا اور مونہ بھر کر نہ پیو کہ مونہ بھر کر پینے سے درد جگر ہوتا ہے نہم کنز العباد ولسونے کے بعد اور حالت اضطرار اور انکار اور چلنے میں اور بعد کھانے میوہ کے پانی نہ پیئے اور آب دریا اور آب چاہ کو جمع نہ کرے لیکن گھڑے ہو کر پینے میں اختلاف ہے اور دلائل طرفین متعارض مسلم کی حدیث میں آیا کوئی تمہارا حالت قیام میں نہ پیئے پس اگر بھول جائے تو کر دے اور ترمذی نے بسند صحیح انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت نے گھڑے ہو کر پینے سے تنفر فرمایا کسی نے پوچھا کھانے کا کیا حکم ہے کہا وہ زیادہ سخت ہے۔ اور بروایت صحیحہ حضرت اور خلفاء اربعہ سے ثابت ہوا کہ انھوں نے بحالت قیام پانی پیا علما نے وجہ تطبیق کی یہ قرار دی کہ نبی تنزیہی ہے اور فعل حضرت کا واسطے بیان جواز کے یا آب زمزم اور بقیہ وضو کے پینے پر معمول ہے دہم عالمگیری مشک کے مونہ سے اور اسی طرح گھڑے وغیرہ سے مونہ لگا کر نہ پیئے اگر چھوٹا برتن نہ ہو تو بات سے پینا چاہئے یا ز دہم قاری اگر بے مانگے کوئی شخص پانی دے رد نہ کرے کہ تعظیم نعمت کے خلاف ہے لیکن اگر نہ لے تو دینے والے کو مبالغہ اور اصرار کرنا نہ چاہئے دوا ز دہم مسلمان کے جھوٹے کو متبرک سمجھ کر پیئے کہ جھوٹا مسلمان کا خصوصاً علما و مشائخ کا امراض قلبی سے شفا اور تواضع سے شمار کیا گیا ہے قط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنے بھائی کا جھوٹا بیٹا تواضع سے ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے سقایہ کا پانی واسطے حاصل کرنے مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت کے پیتے تیز دہم جب پانی پیئے یا اور کوئی چیز پیئے یا کھائے تو کسی قدر برتن میں چھوڑ دے کہ مروی ہے جس طعام اور شراب کیلئے پس خوردہ نہیں آس میں بھلائی نہیں چھار دہم بقیہ پیلے داہنی طرف والے کو دے کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف ایک اعرابی اور بائیں طرف صدیق اکبر تھے آپ نے سہی پی کر اس کا بقیہ اعرابی کو دیا ہر چند عمر رضی اللہ عنہ نے گزارش کیا کہ ابو بکر کو دیجئے بسبب کمال عدل و انصاف کے منظور فرمایا اور ارشاد ہوا الا یمن قال یمن یعنی داہنی طرف والا اولیٰ اور اسبق ہے فائدہ بموجب اس قاعدہ کے بات دھلانے والے کو بھی داہنی طرف سے دھلانا اور جو کسی وجہ سے وسط مجلس سے شروع کرے تو اُسکے داہنے طرف کی رعایت کرنا مناسب ہے اور مجمع میں رعایت افضل کی لازم ابن عساکر نے ابو ادریس خولانی سے مرسل روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کھانا رکھا جاوے تو چاہئے کہ امیر قوم یا صاحب طعام یا بہتر قوم کا شروع کرے تذئیکل بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ آپ نے گوشت اونٹ اور بکری اور مرغی اور جباری اور خرگوش اور بھلی اور عنبر بھری کا اور خرما تر اور خشک اور دودھ اور لسی اور دودھ شہید

پڑا ہوا اور روٹی خرما اور زیت اور سرکہ اور پیہ گداختہ کے ساتھ اور خرما خیار کے ساتھ اور جگر گو سفند بریاں کر وہ اور گوشت خشک اور کدو پختہ اور پیسیر اور شرید اور خرما مسکہ اور زیت اور خرما بوزہ کے ساتھ تناول فرمایا اور سرکہ اور گوشت سے رغبت رکھتے اور بعض کھانے کی تعریف بھی کرتے مگر جو میسر آتا کھا لیتے کسی چیز کو رد اور اُس کی مذمت نہ فرماتے اگر نہ ملتا صبر کرتے اور پتھر پیٹ سے باندھتے اور جس کے گھر کھانا کھاتے اُس کے لئے یہ دعا کرتے اللھم بارک لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وادھمہم اور فرماتے جو شخص کسی کے گھر کھائے پیئے پھر اُس کے لئے دعا کرے حق مکافات سے بری ہو جائے اور فرماتے ہیں جب کھانا کھاؤ اُس کو خدا کی یاد سے ہضم کرو اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ کھانے کے بعد سونے سے دل سخت ہوتا ہے اور صحیحین میں مروی ہے کہ فرمایا اپنے مشکوں کے مونسہ کو بند کرو اور خدا کے نام کو یاد کرو اور اپنے برتنوں کو ڈھکو اور خدا کا نام یاد کرو یعنی رات کو سوتے وقت پانی کا برتن کھلانہ چھوڑو اور اُس کے ڈھکے وقت بسم اللہ کہو یا بھلہ جناب قولاً وفعلاً ذکر الہی کی ترغیب میں مشغول رہتے اور ہر کام کو خدا کے نام سے شروع اور اُس کے نام پر ختم کرتے جب کوئی مرغوب چیز حاصل ہوتی الحمد للہ رب العالمین اور جو کوئی امر مکروہ واقع ہوتا الحمد للہ علی کل حال فرماتے اور جس طرح کا کپڑا میسر ہوتا پہنتے تکلف کو پسند نہ فرماتے اور جامہ شہرت سے منع کرتے اور ارشاد کرتے کہ جو شخص جامہ شہرت پہنے گا اُسے جامہ مذلت پہنائیں گے کہ اُس میں آگ لگ جائے گی۔ تنبیہ جامہ شہرت دو قسم ہے ایک یہ کہ عمدہ کپڑا واسطے تفاخر کے پہنے اور جو بہ نیت اظہار نعمت حق کے پہنے جائز ہے دوم گدڑی یا زکین لباس واسطے اظہار فقر اور زہد کے اختیار کرے بالجلہ مدار کار نیت پر ہے ترک تجمل بسبب خست طبع یا اظہار فقر و زہد کے مذموم اور بقصد زہد و تواضع کے محمود ہے اور تزئین اور لباس فاخر پہننا بقصد تکبر و تفاخر و اسراف کے ممنوع اور واسطے اظہار نعمت الہی اور ستر خال یا کسی اور غرض صحیح کے جائز حدیث میں ان اللہ جمیل محب الجمال اللہ جمیل ہے جمال کو دوست رکھتا ہے اسی وجہ سے طریق صوفیہ کا اس باب میں ایک صورت پر نہیں کسی نے امام ابوالحسن شاذلی پر اعتراض کیا کہ آپ فقیر ہو کر اچھا لباس پہنتے ہیں فرمایا اے شخص یہ سیرت میری بزبان حال اس مقال کے ساتھ مترجم ہے الحمد للہ الذی اغنانی بفضلہ شکر اُس خدا کو جس نے مجھے اپنے فضل سے غنی کیا اور یہ لباس تیرا بزبان حال کہتا ہے اعطونی شیئاً من دنیا کم مجھے اپنی دنیا سے کچھ دو مگر مرید کے حق میں ترک تجمل و تزئین بہتر ہے بعد تکمیل کے عینی نیت پائے اُسکے مطابق کرے کہ اکثر بزرگوں نے ابتداء امر میں اُسکو ترک کیا ہے جناب غوث الثقلین پچیس برس تک بغداد کے جنگلوں میں بے زاد و راحل پھرتا رہے اس عرصہ میں ستر عورت سے زیادہ لباس میسر نہ تھا پھر حکم ہوا اچھا لباس پہنا کرو چنانچہ ایک دینار گز کا کپڑا پہنتے اور فرماتے یہ کفن میت کا ہے کہ ہزار موت کے بعد میسر ہوا ہے اور شریعت میں بھی مردے کو کفن اچھا دینا چاہئے مگر علامت صدق نیت کی یہ ہے کہ اگر کسی وقت اچھا لباس موجود نہ ہو تو موٹا کپڑا پہننے سے پاکش کرے یہی آپ سے منقول ہے کہ ایک روز بہت گراں بہا کپڑا خرید کر جبہ قطع کر لیا کسی قدر کم ہوا پر اسے کبیل کا پیوند لگوا یا اور ہمارے مولیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی بھی عادت کریمہ اس امر میں یہی تھی کہ اگر اچھا لباس میسر ہوتا پہنتے ورنہ موٹا اور پھٹا پہن لیتے اور اکثر اوقات آپ کے کپڑوں میں پوند لگے ہوتے اور سفید رنگ کو دوست رکھتے اور فرماتے سفید پہنو کہ وہ پاکیزہ تر اور پاکیزہ تر ہے اور اُس میں اپنے مردوں کو کفناؤ اور سفید کے بعد سبز رنگ کو دوست رکھتے اور کبھی سیاہ بھی پہنتے اور قمیص کو پسند کرتے اور عمامہ قبلہ رو کھڑے ہو کر باندھتے اور اُس کا ایک سرا چھوڑتے اور ارشاد کرتے عمامہ باندھو تا عقل و بزرگی زیادہ ہو مسلمانوں کو ہر بیچ کے بدلے قیامت کو ایک نور دیا جائے گا اور ایک حدیث میں آیا عمامہ کو لازم پکڑو کہ سنت ملائکہ ہے اور سرا عمامہ کا اکثر بیٹھ کے پیچھے اور کبھی داہنی طرف چھوڑتے اور کبھی بے سرا چھوڑے باندھتے اور تحقیق یہ ہے کہ ارسال عذیہ مستحب اور منن زوائد سے ہے کہ اُس کے کرنے میں ثواب ہے اور ترک میں گناہ نہیں جیسا آپ کے تمام ملائیں و مطاعم اور قیام و قعود کے لئے مقرر ہے اور نئے کپڑے کا نام مقرر کرتے اور پہننے کے وقت یہ دعا پڑھتے اللھم لک الحمد البسہ واسئلک خیرہ وخیر ما صنع لہ اور یہ دعا بھی منقول ہے

اللھم لک الحمد انت کسوتی هذا اسئلک خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ وشر ما صنع لہ اور نیا کپڑا اکثر جمعہ کے دن پہنتے اور داہنی طرف سے ابتدا کرتے اور کلاہ لاطیہ یعنی سر سے چھٹی چوٹی ٹوٹی اکثر پہنتے اور کلاہ ناش بھی یعنی سر سے بلند کہ مشائخ میں مروج ہے کبھی کبھی آپ نے پہنی ہے اور سُرخ اور زرد رنگ کو مردوں کیلئے منع فرماتے سُرخ کپڑے کیلئے وارد ہے کہ یہ لباس کفار کا ہے اسے مت پہنو اور ایک روایت میں آیا ہے اسے جلا دو قائدہ اکثر علماء کے نزدیک معصوم حرام ہے اور شیخ قاسم حنفی مہری کہتے ہیں کہ حرمت رنگ کیوجہ سے ہے نہ بسبب کشوم کے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر سینے کے بعد رنگ کیا ہے حرام اور جو رنگ کر کے سیاہ جائز بعض کہتے ہیں اگر خوشبو اُسکی شامل ہو گئی ہے تو مباح ہے ورنہ حرام اور بعض کے نزدیک محفل میں پہننا نادرست اور گھر میں جائز لیکن مختار مذہب حنفی میں کراہت ہے اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ آپ سُرخ حلہ پہنتے تھے مراد اُس سے منقطع ہے نہ سُرخ خالص اور دشمن کپڑے کا بھی یہی حکم ہے حدیث میں ہے جو دنیا میں حریر پہنے گا آخرت میں نہ پہنے گا ایک بار حریر کو داہنے ہات میں اور سونے کو بائیں میں لے کر فرمایا یہ دونوں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں لیکن جوڑوں کی کثرت سے زبیر اور عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خارش ہو گئی تھی اُن کو حریر پہننے کی اجازت ہوئی اور صاحبین لڑائی میں پہننا اُس کا جائز سمجھتے ہیں کہ تمہارا اُس بہا ترکم کرتا ہے اور آدمی مخالف کو حبیب نظر آتا ہے لیکن امام اعظم کے نزدیک مطلقاً حرام ہے مگر چار انگشت تک بطور سنجا ف یا گوشے کے جائز ہے اور معلم اور پوستین جس کے اطراف میں سندس لگا تھا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہنی ہے اور معلم بھی پہنا ہے اور آپ کے جبہ کی آستین نہ تنگ ہوتی نہ فراخ مگر جبہ رویہ کہ آستین اُسکی تنگ ہوتی ہے آپ نے سفر میں پہنا ہے اور وضو کے واسطے اتارا ہے لیکن صحابہ مشائخ فقہدین جبہ وسیع پہنتے تاکفار کی نظروں میں حقیر نہ معلوم ہوں کہ بسبب ریاضت کے لاغر ہو گئے تھے اور آستین جبہ کی فراخ رکھتے کہ وضو کے وقت نہ ہو اور جب کہ شعار صالحین سے ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مقدس کی جیب سینہ مبارک پر رہتی بعض ناواقف اس کو بدعت اور بعض فقہا بسبب

مشابہت زنان عجم کے مکروہ کہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس باب میں احادیث صحیحہ وارد ہیں ہاں شق جیب کتفین پرورد
ہے تہبند شریف بالائے ناف سے فوق کعبین ہوتا فائدہ یہاں سے ثابت ہوا کہ ناف عورت میں داخل ہے اور جو لوگ
اس دلیل سے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کی ناف چومی ہے اسے عورت سے خارج کرتے ہیں قول اُن کا
خلاف تحقیق کے ہے اور کپڑا لٹکانے کو مکروہ سمجھتے اور فرماتے کہ جو شخص تکبر سے کپڑا زمین پر لٹکاتا چلے گا خدا اُس پر
قیامت کے دن نظر رحمت نہ کرے گا فائدہ بعض علماء کہتے ہیں کپڑے سے ازار مراد ہے کہ دوسری حدیث میں
تصریح ہے کہ شب نصف شعبان یعنی شب برات خدائے تعالیٰ سب کو بخشا ہے مگر ماں باپ کو ناراض کرنے والا اور
شرابی اور ازار لٹکا کر چلنے والا نہیں بخشا جاتا لیکن صحیح یہ ہے کہ کسی کپڑے کو لٹکا کر چلنا درست نہیں اور چاندی کی مہر
داہنے ہات اور کبھی بائیں جھنگلیا میں پہنتے کندہ اُس کا یہ تھا محمد رسول اللہ اور یہ ہر آپ کے بعد شیخین اور اُن
کے بعد امیر المومنین عثمان کے پاس تھی اُن کی خلافت میں معقب خادم کے ہات سے چاہ اریں میں گر پڑی ہر چند
تلاش کیا نہ ملی کہتے ہیں جس قدر تفرقہ اور اختلاف کہ آپ کی آخر خلافت میں اور اُن کے بعد واقع ہوا بسبب اس
مہر کے گم ہونے کے تھا خدائے تعالیٰ نے اُس مہر میں مانند ہر سلیمان کے ایک تاثیر رکھی تھی جس کے سبب موجب
انتظام امر ریاست کی تھی تذئیل ترجمہ شرح وقایہ میں کافی اور قاضیخان سے نقل کیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہر عقیق کی پہنی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ مبارک ہوتی ہے اور بعض روایات میں اس قدر زیادہ ہے
کہ محتاجی کو دور کرتی ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص عقیق کی مہر بنوائے اور اس پر یہ عبارت کندہ کرے دما تو فیقی
الابا للہ خدا اُس کو ہر بھلائی کی توفیق دے اور دونوں فرشتے اُسکو دوست رکھیں مگر محدثین کو ان حدیثوں کی صحت
میں کلام ہے اور انگوٹھی یا مہر سونے یا لوہے یا پتھر کی حرام ہے اور صحیح یہ ہے کہ مہر چاندی کی مرجع خلافت یعنی عالم یا
قاضی کے لئے جائز ہے اور وہ کو ترک اولیٰ ہے کذا فی فتاویٰ قاضیخان واللہ اعلم والکافی اور روایات صحیحہ
ثابت ہوا کہ ہمارے مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موزہ پہنتے اور اُس پر مس کرتے یہاں تک کہ بعض علماء کہتے ہیں سنی ہونے
کی علامتیں تین ہیں ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بعد پیغمبروں کے سب آدمیوں سے افضل سمجھے اور عثمان اور
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھے اور مس موزہ کا جائز چلنے اور سنت موزہ پہنتے میں یہ ہے کہ اسے حجاز کا حالت
تعود میں پہنتے اور اتارنے کے وقت بھی بیٹھ جائے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تنگے
پاؤں بازار کو جالتے اور ترکاری وغیرہ خرید کر اٹھالائے اسی لئے حضرت بشر حافی نے ہمیشہ تنگے پاؤں پہننا اختیار کیا
اور بعض شعراء نے کہا سہ گنجے کر زمین و آسمان طالب دوست + گردن گری برہنہ پایاں دارند۔ لیکن صحیح یہ ہے
کہ یہ امر حضرت سے بعد نبوت کے ثابت نہیں قبل نبوت کے تکلیف و عسرت کی حالت میں واقع ہوا ہے پس جس کو
بسبب عسرت کے جو تا میسر نہ ہو اُس کے حق میں تنگے پاؤں پہننا مضائقہ نہیں رکھتا اور نہ بدعت ہے اور جو تا پہننا سنت
اور حضرت کے تعلین مقدس پر دو ال تھے مولانا عبدالرحمن جامی فرماتے ہیں سہ ادیم طائفی تعلین پاکن + شرک از خشیہا
ماکن۔ اور آپ کے بال تمام سر پر تھے مگر سوار حج کے حلق آپ سے ثابت نہیں اور اکثر صحابہ کرام حج اور عمرہ کے سوا حلق نہ کرتے

عالمگیری میں طحاوی سے نقل کیا ہے کہ حلق بھی سنت ہے اور ائمہ ثلثہ آسے سنت کہتے ہیں اور روضہ زندگی میں بھی اُسے سنت لکھا ہے مگر ملا علی قاری اور حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ حلق سیمائے خوارج سے ہے اور اتباع مولیٰ علی کا خلاف فعل نبوی سنت نہیں ہو سکتا مگر حج اور عمرہ میں قصر سے حلق افضل ہے کہ پروردگار عالم نے محققین کو مقصرین سے پہلے ذکر کیا اور عالمگیری اور کافی میں بھی اُسے افضل لکھا اور سنت حلق میں یہ ہے کہ پہلے داہنی طرف کے بال مونڈائے بعد یث الصبیحین وفی فقه القدیر هو الصواب وان کان خلاف المذهب وصرح العینی فی شرح البخاری انه هو الصحيح من مذهب ابی حنیفہ ملتقط میں امام اعظم سے نقل کرتے ہیں کہ ایام حج میں میں نے حلق کرایا حلاق نے تین جگہ میری خطا پکڑی ایک یہ کہ میں قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھا کہا قبلہ کی طرف ہنر کر کے بیٹھو دوسرے میں نے بائیں طرف سے بال مونڈنا چاہے کہا پہلے داہنی طرف سے مونڈنا چاہئے تیسرے جب میں بعد فراغت کے اٹھا کہا اپنے بالوں کو دفن کرو اور موئے مبارک کبھی نرمہ گوش اور کبھی دوش مقدس تک پہنچتے اور اس حد سے متجاوز نہ ہوتے اور بالوں میں کنگھی کرتے اور کبھی عائشہ سے کنگھی کراتے اور مانگ نکالتے اور تیل ڈالتے اور فرماتے من کان له شعر فلیکرمہ جس کے بال ہوں وہ ان کا اکرام کرے یعنی پریشان اور میل نہ رکھے اور جس کے بال پریشان اور میل نظر آتے اُس سے ناخوش ہوتے مطالب المؤمنین اور نصاب الاحتساب میں لکھا ہے کہ بالوں کو پریشان رکھنا بدعت اور جو گیان ہنود سے مشابہت رکھتا ہے اور شب دروز بالوں کی خدمت میں مصروف رہنا بھی پسند نہ فرماتے تو سطا اور اعتدال کو دوست رکھتے ریش مبارک بقدر قبضہ کے رہتی غرائب مفتاح اگر بڑھ جاتی کہ کراتے پتھ وہ جو وظائف النبی میں نقل کیا کہ آپ کی دائرہ چار انگشت کی تھی یعنی از روے خلقت کہ کبھی زیادہ نہ ہوتی صحیح نہیں اور قول قاضی کا شفا میں کہ آپ کی دائرہ انبوہ تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی پڑی سینہ از جانب عرض پر محمول ہے تنبیہ علما کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے نہایت میں لکھا ہے کہ قبضہ سے زیادہ کا کتر وانا واجب ہے اور بعضوں کے نزدیک ارسال لمحیہ اور اسکو بحال خود چھوڑنا مستحب ہے اختار النودی وعلیہ الفتویٰ الحمیدیۃ مفتاح النجاۃ اور نزہۃ الارباب بدشی میں لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی دائرہ گھنی اور طویل تھی کذا ذکرہ النودی فی التہذیب و ذکر ابن عبد اللہ فی الاستیعاب والعسقلانی فی الاصابۃ فی توجہ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ انہ کان کثیرا لمحیۃ عظیمہا شیخ عبد الحق مارج میں لکھتے ہیں کہ امیر المؤمنین عمر و عثمان وعلی رضی اللہ عنہم کے دائرہ بڑی تھی اور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حلیہ میں بھی وارد ہے کان طویل لمحیۃ وعریشہا اور حدیث میں آیا اعفوا لمحیۃ مارج الثبوتہ میں لکھا کہ ارسال لمحیہ موجب حسن وجمال ہے خصوصاً جبکہ گردہ ہو اور بعضوں کے نزدیک کتر وانا اور بڑھانا دونوں جائز اور علما و مشائخ کے لئے بڑھانا بہتر بلکہ سنت ہے اور حسن بصری در قتادہ زائد علی القبضہ کا تراشنا مکروہ کہتے ہیں اور بعضوں کے نزدیک ارسال لمحیہ اگر اعتدال سے متجاوز نہ ہو جائز ہے لیکن قبضہ زائد کو کم کرنا مستنون و مستحب ترمذی میں ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائرہ کو طویل اور عرض سے لیتے تھے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ خفت لمحیہ آدمی کی سعادت سے ہے غرائب میں ہے

کہ ابن عمر اور ایک جماعت صحابہ تابعین سے ماتحت القبضہ کو کم کرتے تھے اور حدیث اعقوا اللہ سے جواب دیتے ہیں کہ بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حج اور عمرہ میں اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑتے اور جو بال اس سے بڑھتے انھیں لے ڈالتے اور عمل راوی خصوصاً ابن عمر جیسے متبع سنت کا خلاف اپنی روایت کے دلیل نسخ ہے یا عقو سے یہ مراد ہے کہ داڑھی کو مٹھی سے کم نہ کرو کہ حرام ہے اور موجب تشبیہ اہل عجم چنانچہ دوسری حدیث میں ہے کہ مسلم نے روایت کی اسی مضمون کی طرف اشارہ فرمایا جند الشارب واعقوا اللہ خالفوا المجوس امام محمد ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے عقو کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں ہو قدر کھا حتی تکثرت و تکثرت اور یہ بات اسی طرح مخالفت عجم کے قدر قبضہ سے حاصل ہو سکتی ہے اور آثار میں بعد نقل ابن عمر کی اثر کے کہتے ہیں وہ ناخذ جامع صغیر میں ہے وہ اخذ علماءنا الثلاثة وفي الغرائب واستحسنه الشعبي وابن سيرين بزاز میں ہے کہ زائد قبضہ کو تراشنا چاہئے اور اختیار شرح مختار میں ہے کہ تقصیر زائد قبضہ کا سنت اور طول قاحش خلاف زینت ہے امام غزالی احياء العلوم میں لکھتے ہیں کہ طول مفرط چہرہ کو بد نما اور عیب کرنے والوں کی زبان کو دراز کرتا ہے نفعی کہتے ہیں عجب ہے عاقل سے کہ داڑھی کو متوسط نہیں کرتا کہ تو وسط سب چیزیں محمود ہے اسی لئے کہتے ہیں جس قدر داڑھی بڑھتی ہے عقل گھٹتی ہے ابو عمرو سے منقول ہے جسکو بلند قامت کوتاہ سر عریض اللحية دیکھو اسکی حماقت کا حکم دو اقوال وباللہ التوفیق یہ اطلاق باطل ہے اور داڑھی کے بڑھانے میں کچھ قباحت نہیں البتہ زائد علی القبضہ کو ترشوانا اولیٰ ہے واللہ اعلم وعلمہ اتمد احکم تذئیل اس جگہ چند باتیں قابل بیان کے ہیں اول بالوں کو بے فائدہ نوچنا یا ابتدائے جوانی میں اکیر کرنا تا بے ریش معلوم ہو کر وہ بے کیمیا سعادت میں لکھا ہے کہ یہ جہالت ہے خدا کے بعض فرشتے بھی تسبیح کہتے ہیں سبحان اللہ الذی ذین الرجال باللہ والنساء بالذی واثب وفي رواية بالقرون والذی واثب دوم کہ دمازی لحد جب بقدر مسنون یعنی قبضہ کے ہو جائے تو اسکو بڑھانے کیلئے استعمال روغن کا نہ چاہئے اور مراد یہ ہے کہ اس غرض کیلئے بے فائدہ اور عبت میں داخل ہے ورنہ استعمال روغن کا حضرت سے ثابت ہے کہ سیبجی فانتظر سوم سیاہی کے ساتھ خضاب کرنا مکروہ ہے حدیث میں آیا ہے عل کہ وہ خضاب دوزخیوں کا ہے لیکن مطلق خضاب بہتر ہے تم سن آپ نے ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو روئے فتح مکر دیکھ کر فرمایا غیر واحد الشیب واجتنبوا السواد اس بڑھاپے کو بدلو اور سیاہی سے بچو اور خضاب سرخ و زرد کے لئے فرمایا عل یہ دونوں خضاب سلیمین و یونس کی ہے اور یہ بھی آیا کہ بہتر اس چیز کا جس سے بڑھاپے کو تغیر کریں حنا اور کتم ہے یعنی دونوں کو ملا کر خضاب کرنا بہتر ہے ورنہ کتم صرف میں کلام ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ان دونوں چیزوں کو ملا کر خضاب کرتے لیکن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خضاب کرنا ثابت نہیں اور وہ جو محمد بن عقیل نے اس سے نقل کیا کہ میں نے حضرت کے بالوں کو مضروب دیکھا مراد اس سے یہ ہے کہ آپ نے روغن خوشبو جس میں نردی اور سرخی تھی لگایا تھا اس سے موٹے مبارک مضروب معلوم ہوتے تھے ورنہ حضرت خضاب کو نہ پہنچے تھے صرف انیس بال ریش مبارک میں سپید ہوئے تھے چہارم سپید بال چنانکہ وہ ہے ابو داؤد

نے مرفوعاً روایت کیا لا تفتقوا الشیب فانہ نودا المسلم بڑھاپے کو مت اکھیڑو کہ وہ مسلمان کا نور ہے امام مالک نے موطا میں روایت کیا ہے کہ اول ابراہیم علیہ السلام نے پیدہ کی کو دیکھا عرض کیا اے رب یہ کیا ہے جو اب ہوا تیرا وقار غرض کیا جب زردنی وقاد پروردگار میرے زیادہ کر میرے لئے وقار لیکن مطالب المؤمنین میں امام محمد سے نقل کرتے ہیں لا بأس بہ اور امام اعظم سے بھی ایک روایت عدم کراہت میں آئی ہے مگر مختار حرمت ذکر کرتے ہیں لیکن جو اہر اخلاطی میں ذکر کیا کہ تنف شیب ترئین کیلئے مکروہ اور ترئیب عدد کے لئے مکروہ نہیں واللہ اعلم۔ پنجم مرقاة اور مطالب المؤمنین میں مذکور ہے کہ عقدہ تصغیف ریش یعنی پیچھا کرنا اس کا مکروہ ہے ششم بحر الفوائد اور خزائنہ الروایات میں مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ اگر داڑھی کا بال گر پڑے اسے کاٹ ڈالو وسیلۃ الطاہرین میں لکھتے ہیں تا سحر سے مامون و محفوظ رہو ہفتہ عین العلم میں لکھا ہے کہ زلفیں بڑھا کر داڑھی میں ملانا مکروہ ہے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم قص شارب کرتے اور فرماتے بل استہجو اپنے شارب سے نلے ہم میں سے نہیں انتباہ شارب موئے بروت یعنی اوپر کی مونچھ کے بالوں کو کہتے ہیں اُن کا کم کرنا مسنون اور غیر مجاہدین کو بڑھانا ممنوع اور رسم مشرکین ہے خزائنہ الروایات اور مضمرات میں مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ قیامت کو جب سجدہ کا حکم ہوگا جس کے شارب دراز ہوں گے یو ہے کی میخوں کی طرح ہو جائیں گے کہ سجدہ کی قدرت نہ پائے گا لیکن مقدار قص میں اور اس کے حلق اور قص میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حلق بدعت ہے اور قصر سنت مگر قصر میں مبالغہ کرے نہ اسقدر کہ مثلہ معلوم ہووے واللہ اعلم تہنیل شارب کے دونوں کناروں کے بال بڑھانا جائز کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دنبالہ شارب دراز رہتے تھے کذا ذکرہ الغزالی فی الاحیاء والشیخ فی شرح سفر السعاده اور شرح ہند، فقہ شافعی میں لکھا ہے کہ اُن کا تراشنا بھی درست ہے روی البیہقی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ کان یقصہما وکذا ذکرہ الذکشی تو کھما واللہ اعلم اور آپ موئے بینی دور کرتے اور جہ موئے عانہ نورہ سے دور کرتے اور ناخن ترشواتے اور مستحب یہ ہے کہ ہر ہات میں مسبحہ سے شروع کرے اور ابہام پر ختم پھر ہر پاؤں میں خنصر سے شروع کرے اور ابہام پر ختم کرے کہ اس میں مسبحہ نہیں ہے اور ابتداء یہین کرے ایثار العلوم اور غرائب میں لکھا ہے کہ داہنے ہات کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور اس کے ابہام پر ختم اس طرح کہ مسبحہ دست راست سے اُسکی خنصر اور خنصر دست چپ سے اُس کے ابہام تک کے پھر ابہام دست راست کا ناخن تراشے پھر خنصر بائیں دست سے شروع اور خنصر بائیں دست پر ختم کرے اور آپ بغل کے بال اکھیڑتے غزالی کہتے ہیں حلق جائز اور تنف اولی ہے کہ سنت انبیاء ہے شرح مشارق میں لکھا ہے کہ حلق ابط کا سنت ہونا ثابت نہیں بلکہ سنت تنف ہے کہ حلق سے بال کرٹے ہوتے ہیں اور بغل میں بدبو آنے لگتی ہے نووی کہتے ہیں جو تنف پر قدرت رکھے اُسکو تنف افضل ہے اور امام شافعی کہتے ہیں میں جانتا ہوں کہ تنف ابط سنت ہے مگر درد کی طاقت نہیں رکھتا۔ تہنیل یہ سب کام ہر ہفتہ میں جمعہ کے دن مستحب ہیں اور چالیس دن سے زیادہ تاخیر اُن میں مکروہ ہے کس حضرت قص شارب اور تقسیم اظفار ہر جمعہ کو قی قوت جمعہ سے پہلے کرتے اور موئے

زہار میں دن اور نفل کے بال چالیس دن سے زیادہ نہ رکھتے کذا فی مجمع البحار نووی کہتے ہیں جس وقت بڑھ جاویں اُس وقت دور کرنا مستحب ہے لیکن اس مدت سے تجاوز نہ کرے قنیمہ میں ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک بار افضل اور پندرہ روز بعد اوسط اور چالیس دن بعد جائز اور اس سے زیادہ توقف کرنا ممنوع تذہیب مثل خزائنہ الروایات میں تاتار خانہ سے نقل کیا کہ اگر ابرو کے بال بسبب کثرت کے نظر کو مانع ہوں یا آنکھ میں گرتے ہوں کترنا چھنا آن کا درست ہے ورنہ حرام کہ حدیث میں ابرو چھنے اور چنوانے والے پر لعنت آئی ہے مسئلہ مقرونۃ الحاجبین کو دونوں ابرو کے بیچ میں کے بال زیبائش کے لئے دور کرنا جائز نہیں کذا فی غایۃ التوضیح شرح جامع الصحیح۔ مسئلہ حادیہ میں ہے رخساروں کا جو بال زیبائش ریش میں ہرج کرتا ہے اُس کا لینا درست ہے لکن کذا فی خزائنہ الروایات ونقل ابن ہانی عن الامام احمد انه اخذ من حاجبیه وعارضیه ودفی للضمات لاباس باخذ الحاجبین وشعور وجھہ ما لم یشبه المخنث مسئلہ عالمگیری میں لکھا ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک حلق کے بال منڈوانے میں کچھ مضائقہ نہیں اور مطالب المؤمنین میں ہے کہ منڈانا نہ چاہئے بلکہ کسی حکمت سے دور کرے مسئلہ شرح سفر السعاده میں ہے کہ سینہ اور پیٹھ کے بال لینا ادب کے خلاف ہے اور بات بچاؤں کے بال لینے میں اختلاف ہے لیکن مانع یہ ہے کہ ترک کرے مسئلہ عورتوں کو ریش و برودت کے بال دور کرنا مستحب ہے واللہ اعلم وعلیہ اتمموا حکم اور بروایت صحیحہ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالوں میں کنگھی کرتے اور روغن ڈالتے اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ مانگ نکالتے اور آئینہ دیکھتے اور مسواک کرتے اور اُسے فطرت سے تمنا کرتے صحیح مسلم میں مرفوعاً منقول ہے کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں قص شارب۔ اعقار لیجہ مسواک۔ استنشاق قص اظفار۔ ہر اجم کا دھونا۔ تنف ابط۔ حلق عانہ۔ استنجار راوی کہتا ہے دسویں چیز میں بھول گیا شاید مضمضہ ہو گا کہتے ہیں کہ مسواک کی فضیلت میں چالیس حدیثیں وارد ہیں یہاں تک کہ اگر کسی بستی کے سب لوگ مسواک کو ترک کریں اُن پر جہاد۔۔۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ جناب سفر میں مسواک اور سرمہ دان اور آئینہ اور شاذ اور قینچی اور سوئی دھاگا اپنے ساتھ رکھتے اور سوتے وقت اور نماز تہجد اور نماز صبح سے پہلے مسواک کرتے اور رات کو سرمہ لگاتے عین العلم میں ہے کہ ہر آنکھ میں تین سلامتیاں اور بعض روایت میں آیا ہے کہ بائیس میں دو سلامتیاں لگاؤ اور حدیث روایت کرتے ہیں کہ سوتے وقت اشد کو اختیار کرو کہ وہ نظر کو زیادہ کرتا ہے اور بالوں کو اگاتا ہے شایع کہتے ہیں میں نے ایک مہتمم سے سنا ہے کہ اشد سرمہ اصفہانی کو کہتے ہیں لیکن کثرت سرمہ واسطے ترشہ کے جائز نہیں اور حضرت خوشبو لگاتے اور سونگتے اور پسند کرتے ابن حجر اور جمعہ کو استعمال خوشبو اور غسل کی واسطے خاص کرتے مگر حرام میں نہانا آپ ثابت نہیں اور حدیث اندہ دخل حمام جحفۃ بالاتفاق موضوع ہے کہ حضرت کے زمانہ میں حمام نہ تھے بعد فتح بلاد عجم کے عرب میں اُن کا رواج ہوا لیکن آپ نے اُنکے بننے سے خبر دی تھی اور عورتوں کو بلا ضرورت علاج کے اُن میں جانے سے منع فرمایا تھا واللہ اعلم بختم مکان بنوانا اور اینٹ پر اینٹ رکھوانا آپ سے ثابت نہیں بلکہ اس فعل کو ناپسند فرماتے ایک انصاری نے نقل بنایا تھا آپ اُدھر سے نکلے دریافت کیا کہ کس کا محل ہے لوگوں نے اُس کا نام بتایا اسی اشار

میں وہ بھی آیا اور سلام کیا آپ نے منہ پھیر لیا جب اُسے معلوم ہوا کہ آپ میرے محل بنانے سے ناخوش ہوئے اُس مکان کو کھود کر زمین کے برابر کر دیا عین العلم میں لکھا ہے کہ جو شخص مکان سات گز سے اونچا بناتا ہے فرشتہ کہتا ہے اے فاسق کہاں تک اونچا کرے گا پس بہ نیت تبعد صرف اُس مقدار پر کر گری اور سردی کو دفع کر کے قناعت کرے اور اُس میں ایک جگہ واسطے وضو اور غسل کے اور ایک مکان واسطے ضیافت جہانوں کے بنائے کہ وہ زکوٰۃ بیت اور دار الحرب نہ رہے کہ اُس میں وعید وارد ہے اور صحن مکان کو صاف رکھے لیکن نقش و نگار نہ کرے اور دیوار گیری نہ لگائے کہ عادت متکبروں کی ہے اور یہ مکان کی اتوار کے دن لگا دے اور بعد تعمیر کے آیتہ الکرسی اور سورۃ اخلاص پڑھ کر اندر جا دے کہ موجب فراغت رزق ہے اور رات کو دروازہ مکان کا بسم اللہ کہہ کر داہنی طرف سے بند کرے اور مکان کے پردوں کو چھوڑ دے اور آگ کو بجھا دے اور سوتے وقت وضو کر لے تاجھونی خواہوں سے محفوظ رہے مگر جنب کو وضو کرنا مسنون ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت جنابت میں کبھی بے وضو کئے آرام نہ فرمایا تہنیکل اور آداب خواب سے یہ ہے کہ سوتے سے پہلے اور اٹھنے کے بعد سواک کرے کہ طریقہ سلف صالح ہے اور سوتے وقت نیت رات کو اٹھنے کی اور ارادہ عبادت کا مصمم کرے کہ اگر نہ اٹھے گا اواب اٹھنے اور عبادت کا پائے گا اور وصیت کا غنیمت رکھ کر سر جانے رکھ لے شاید موت صبح تک فرصت نہ دے اور گناہوں سے توبہ اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے کہ موجب فلاح و نجات ہے اور بچھونا نرم اور با تکلف واسطے غلبہ نوم اور قصد ترقی کے اختیار نہ کرے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نرم بستر پر آرام نہ فرماتے ایک دن کسی نے کملی چار تہہ کر کے بچھا دی تھی رات بھر کر دھیں لیتے رہے نیند نہ آئی اور بچھونے کو جھاڑ لے اور سوتے اور اٹھتے وقت خدا عز وجل اور موت کو یاد کرے اور آیتہ الکرسی اور خواتیم بقرہ اور شہد اللہ الاسلام تک اور اللہکمالہ واحد یعقلون تک اور ان دیکم اللہ الذی خلق السموات والایہ اور دس آیتیں سورہ کہف کے اول سے اور دس اُس کے آخر سے اور معوذتین اور اخلاص پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونک لے پھر ہاتھوں کو مونہ اور بدن پر پھیرے اور قبلہ کی طرف مونہ کر کے سو دے اور اگر بُری خواب دیکھے بائیں طرف تھوک دے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ کر وٹ بدل لے پھر ہوا اللہ لا شریک لہ کہے کہ حدیث سے ثابت ہے اور اگر بعد اسکے دو رکعت پڑھے اور کچھ خیرات کرے تو بہت بہتر ہے اور جو اچھی خواب دیکھے تبرخہ خواہ کے سامنے بیان کرے ہر کسی سے نہ کہے اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کہ یہ چلنے میں یہ تھی کہ دوڑ کر اور چھپٹ کر اور اگر اور اتر کر چلنے آدھ فرماتے علی جو اپنے جی میں بڑائی کرے اور چلنے میں اترا دے خدا سے ملے در حالیکہ خدا اُس پر غضبناک ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حمام میں نہانا ثابت نہیں بلکہ حمام عرب میں آپ کے بعد بنے ہیں اور آپ نے اُن کے بننے کی خبر دی تھی اور یہ بات اُس جناب کی پیشین گوئیوں میں شمار کی گئی لیکن صحابہ کرام میں کبھی کبھی یہ نیت نظافت یاد کرنے ظلمت لحد اور حرارت دوزخ کے نہایا کرتے اور حضرت کی عادت تھی کہ اکثر اوقات دو زانو قبلہ رو دونوں ہات زانوؤں پر رکھ کر بیٹھتے اکڑوں اور سرین پر بیٹھنا اچھا نہیں اور مجلس میں پاؤں پھیلا کر

مسکن سے پہلے و من
ترتے ما فاسقہ
جبھی چھینٹتے دھڑ
کر کے سورہ سہبت
چ

اور یاروں سے بڑھ کر نہ بیٹھتے اور کنارہ مجلس پر یا جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے بالائینی اور صدر محفل کا ارادہ نہ فرماتے اور فرماتے کوئی شخص کسی مجلس میں نہ بیٹھے مگر ذکر الہی کیساتھ نہ بیٹھے یعنی کسی مجلس کو خدا کی یاد سے خالی نہ چھوڑے اور جب مجلس سے اٹھتے فرماتے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ اور جو کوئی آپ کو پکارتا اُس کے جواب میں بییدٹ فرماتے یعنی حاضر ہوں اور ہر شخص سے اُس کی زبان میں اور اُس کی سمجھ کے موافق کلام کرتے اور کبھی لغو اور فحش اور کوئی بات بے محل زبان مبارک پر نہ آتی اور کوئی بات آپ کی فائدہ اور حکمت سے خالی نہ ہوتی اور مرضی الہی کے خلاف کوئی بات نہ کرتے تمام قول و فعل اُن کے خدا کی مرضی کے مطابق ہوتے اور آداب مجلس کی رعایت فرماتے اور کلام آپ کا فصیح مبین جامع روشن و موجز مختصر غیر غفل، بلا فضول و تقصیر مسلسل ہوتا نہ ایسا متصل کہ سامع ایک کلمہ کو دوسرے سے جدا نہ کر سکے اور نہ ایسا منقطع جیسے بعض لوگ توڑ توڑ کر باتیں کرتے ہیں اکثر اوقات سمجھانے کے واسطے ایک بات کو تین بار اعادة کرتے اور بے ضرورت کے کلام نہ فرماتے اکثر سبک رہتے اور چلا کر بات نہ کہتے اور نہ بہت آہستہ کہ سامع کی سمجھ میں نہ آدے اور تھوڑی عبارت میں بہت معنوں بیان فرماتے اور عربی زبان کو دوست رکھتے اور فرماتے کہ بولی اہل بہشت کی عربی ہے اور صحابہ سے امر جہاد اور کاموں میں مشورہ کرتے اور ہر وقت اپنی اُمت کی غمخواری اور شفاعت میں مصروف رہتے اور ہر کام میں اُمت کے لئے آسانی دوست رکھتے یہاں تک کہ نماز تراویح کو صرف اسی خیال سے ترک کیا کہ مبادا اُمت پر فرض ہو جاوے اسی طرح جس دو امر میں اختیار دیئے جاتے آسان کو اختیار فرماتے اور رشتہ داروں سے بہت سلوک کرتے اور قطع رحم کو مکروہ سمجھتے اور ہر ایک سے یہاں تک کہ بچوں سے بھی ابتدا سلام کرتے اور محتاجوں اور شکستہ حالوں کو سلام کرنے میں عار نہ رکھتے اور فرماتے کہ نزدیک تر اور اولیٰ تر خلق میں خدا سے وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے اور مجلس اور گھر میں آتے جاتے وقت سلام کرتے اور فرماتے کہ آنے کا وقت جانے کے وقت سے سزا دار زیادہ نہیں ہے اور ارشاد کرتے اگر دو شخصوں میں درخت حائل ہو جاوے پھر یا ہم ملیں تو چاہئے کہ ایک دوسرے کو سلام کرے اور فرماتے اگر سلام کو فاش کر دے تو ہمیں محبت پیدا ہوگی اور لوگ بے ایمان کے بہشت میں نہ جاویں گے اور ایمان حاصل ہوگا جب تک خدا کے لئے آپس میں محبت نہ رکھیں گے اور دو چیزوں کو بہتر اور افضل فرماتے ایک کھانا کھلانا دوسرے ہر واقف ناواقف کو سلام کرنا اور گھر میں تشریف لاتے تو اس طرح سلام کرتے کہ جاگتے سُن لیتے اور سوتے بیدار نہ ہوتے اور فرماتے سلام کلام سے مقدم ہے کسی سے کھانے کے لئے نہ کہ جو جب تک وہ سلام نہ کرے اور فرماتے سلام سوال سے پہلے ہے جو سلام سے پہلے سوال کرے اُس کا سوال قبول نہ کرے اور جو سلام نہ کرتا اُسے مکان میں آنے کی اجازت نہ دیتے اور فرماتے اذن نہ دو اُسے جو سلام نہ کرے ایک بار اکارہ بن جبل بے سلام کے اندر چلے آئے فرمایا پھر چلا اور سلام کر کے آ اور جو شخص آپ سے کسی کو سلام کہہ دیتا اُس کو پہونچا دیتے ایک روز جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ خدیجہ کو میرا سلام پہنچائیے اور اُن کو بشارت دیجئے کہ اُن کے لئے بہشت میں جواہر کا مکان تیار ہے کہ نہ اُس میں غل ہے نہ خصومت اور نہ تعب

اور نہ مشقت اور جو شخص آپ کو سلام کرتا اسی طرح یا اُس سے بہتر طور پر فوراً رد کرتے اور جواب اس طرح دیتے کہ سلام کر نیوالا سن لے اور اشارہ پر اکتفا نہ کرتے اور جس کو آپ سلام کرتے السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرماتے ایک شخص آیا اور کہا السلام علیک آپ نے جواب دیا اور فرمایا عشقہ اُسکو دس نیکیاں حاصل ہوئیں دوسرے نے السلام علیک ورحمۃ اللہ کہا اُس کو بیس نیکیوں کی بشارت دی تیسرے نے السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا فرمایا ثلثون اُس کو تیس نیکیاں حاصل ہوئیں چوتھے نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ و مغفرتہ کہا فرمایا ادبعون حکذا یکون الفضائل اُسکو چالیس نیکیاں حاصل ہوئیں اور فضائل اسی طرح حاصل ہوتے ہیں اور لفظ علیک السلام کو پسند نہ فرماتے کہ یہ تحیت مردوں کے لئے مخصوص ہے اور جواب میں بھی علیک السلام نہ کہتے بلکہ وعلیک السلام واد کے ساتھ فرماتے تا قبول سلام پر دلالت کرے فائدہ بعض علما فرماتے ہیں کہ جو شخص واؤ کے ساتھ جواب نہ دے واجب اُس کے ذمہ باقی رہے اور بعضوں کے نزدیک واجب ساقط ہوتا ہے لقول عز وجل قالوا سلاماً قال سلاماً مگر ترک واؤ کا ترک اولیٰ ہے واللہ اعلم اور اہل کتاب کو سلام کرنا پسند نہ فرماتے بلکہ منع کرتے اور اُن کے جواب میں فقط علیکم کی اجازت دیتے اور جس کسی کے گھر میں جانا چاہتے پہلے سلام کرتے اور فرماتے کہ جو شخص بے اجازت کسی کے گھر کو بھانکے گھر والوں کو اُس کی آنکھ پھوڑنا مباح ہے ولادیدۃ ولاقصاص اور فرماتے تین بار اذن طلب کرنا چاہئے اگر گھر والے اذن دیں اندر جاوے ورنہ پھر جاوے ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ کیا میں اپنی ماں سے بھی اجازت لیا کروں حالانکہ میں اُسکے ساتھ ایک گھر میں رہتا ہوں فرمایا ہاں کیا تو چاہتا ہے کہ اُس کو برہنہ دیکھے مگر جس کو گھر والے آدمی بھیج کر بلا دیں اُسکے حق میں یہ بلاناہی یا اذن ہے اور جس کو بادشاہ اور سردار اجازت دے کہ جسوقت چاہے دربار میں یا دیوان خاص میں چلا آوے اُس کے حق میں بھی یہ اجازت کافی ہے جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سردار دو عالم نے اجازت دی تھی اور فرماتے جو اُس سے پوچھے تو کون ہے میں نہ کہے بلکہ اپنا نام بتا دے اور آپ کی عادت تھی کہ اگر کسی جگہ مشورہ یا دوسری تقریب کے واسطے خلوت فرماتے دروازہ پر آدمی متعین فرماتے تا کہ کسی کی بے اذن کے نہ آنے دے اور چھینک کے وقت بات یا کپڑا مونہ پر رکھ لیتے تا آواز زیادہ نہ نکلے اور فرماتے خدائے تعالیٰ چھینک کو دوست اور جمہی کو مکروہ رکھتا ہے مگر سخت چھینک شیطان کی طرف سے ہے اور فرماتے جمہی شیطان کی طرف سے ہے اُسے روکنا چاہئے اور جو شخص اُس میں مبالغہ کرتا ہے اور مونہ پر زیادہ کھولتا ہے شیطان اُس پر ہنستا ہے اور فرماتے جسے جمہی آوے چاہئے کہ مونہ پر ہاتھ رکھ لے ورنہ شیطان گھس جاتا ہے اور فرماتے جسے چھینک آوے الحمد للہ کہے اور بھائی مسلمان کہ حاضر ہوں اور میں یرحمک اللہ کہیں پھر وہ یرحمکم اللہ ویصلح بالکم کہے اور جو عاقل حدیث بحال لائے اُسے یرحمک اللہ نہ کہیں بلکہ بعض علماء کے نزدیک زجر اور توبیخ کے واسطے الحمد للہ کہنا چاہئے اور فرماتے کہ تین چھینک پر یرحمک اللہ کہیں اگر زیادہ آویں تو زکام کے سبب سے ہیں اور ثابِت ہوا کہ جعفر بن ابی طالب جب حبشہ کے سفر سے آئے حضرت نے اُن سے معاف کیا اور اُن کی آنکھوں میں

بوسہ دیا اور صحابہ کرام بھی جب سفر سے آتے آپس میں معافہ کرتے تذلیل یہاں سے ثابت ہوا کہ معافہ سنت ہے اور تخصیص اُسکے جواز و استحباب کی مسافر کے لئے محض ہے اصل ہے اصول فقہ میں صرف اُن احکام کو جو خلاف قیاس ہے مورد پر مقتصر کیا ہے اور تخصیص اُس کی بروز عید مبطل سنت نہیں کہ تخصیص سے کوئی چیز سنت سے خارج نہیں ہو جاتی اور جو شخص آپ کا کام کرتا اُس کے حق میں دعا کرتے ایک روز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وضو کیلئے رات کے وقت پانی لا دیا اُنکے حق میں دعا کی اللھم فقہہ فی الدین وعلمہ التاویل خدا یا اسے دین میں الشہدہ کر اور تاویل سکھا اور ایک رات ابو قتادہ نے اپنے نہیں آپ کا نیکہ بنایا اُن کے حق میں حفظت اللہ فرمایا اور ربیعہ بن کعب آپ کی خدمت میں رہتے ایک دن اُن سے فرمایا مانگ جو تیرا جی چاہے عرض کیا بہشت میں آپ کی رفاقت مجھے نصیب ہو فرمایا یہ کام بہت بڑا اور دشوار ہے اور کچھ مانگ عرض کیا یہی آرزو ہے فرمایا کہ سجدہ کی کثرت سے میری مدد کر یعنی نماز بہت پڑھا کر کہ اس مرتبہ کی قابلیت تجھے حاصل ہو۔ فائدہ یہ فرمانا اس طور پر تھا جیسے طبیب جہرمان بیمار سے کہتا ہے کہ میں تیرا علاج کرتا ہوں تو پرہیز کر تا میرا علاج اثر کرے اور فرماتے جس نے محسن کو کسی احسان کے عوض جزا لے لیا اللہ خیدا کہا اُس نے تعریف اور ثنا اُس کی انتہا کو پہنچائی اور ہوا اور مسلمان اور زمانہ کو گالی دینے سے منع کرتے اور حکایت ینہ اور گرمی کی بھی اسی قسم سے ہے اور جاہلیت کے طریقوں سے منع فرماتے اور ارشاد کرتے کہ کوئی عورت دوسری عورت کی خوبی اور تعریف اپنے شوہر سے بیان نہ کرے اور قسم بہت نہ کھاؤ کہ اس سے دل پر غفلت اور سختی طاری ہوتی ہے اور کبھی کسی کام کی قسم کھاتے اور جو اُس کے کرنے میں نفع سمجھتے کفارہ دے کر کرتے اور فرماتے لوجہ اللہ سوال نہ کرو یعنی کسی کو کسی کام کیلئے خدا کا واسطہ نہ دو اور مدینہ کو شرب نہ کہو امام مالک کہتے ہیں جو شخص مدینہ کو شرب کہے قابل تعزیر ہے اُس کو چاہئے دس بار طابہ کہے اور کمان باران کو قوس قزح کہنے سے منع فرماتے اور واسطے یاد رہنے کسی کام کے مہر میں دعا کا باندھ لیتے جیسا کہ اس زمانہ میں دستور ہے کہ اس غرض کے واسطے بند میں گرہ لگا لیتے ہیں اور لڑائی میں زہ اور خود اور ترہ اور خوشن اور کبھی دو زہ پہنتے اور یہاں سے ثابت ہوا کہ اسباب عادیہ کی مباشرت مقام توکل کے متنافی نہیں اور سب چیز سے زیادہ اپنی ازواج مطہرات اور خوشبو کو دوست رکھتے جو شخص آپ کو خوشبو دیتا قبول فرماتے اور صحابہ کو اُس کے رد کرنے سے منع کرتے اور خشکو فحشا کو اور سب خوشبوؤں سے زیادہ مشک کو پسند فرماتے اور غالبہ کہ ایک خوشبو مرکب اور مشک آپ نے سونگھا ہے اور عود اور کافور کا بخور کیا ہے اور فرماتے خدا نے میری لذت خوشبو اور عورتوں میں رکھی ہے اور ٹھنڈک میری آنکھوں کی نماز میں ہے۔ اور اکثر ایک شب میں نو بیبیوں اور بیویوں بعض روایات کے گیارہ ازواج سے قربت کرتے اور اس امر میں نہایت قوی تھے اس لئے چار سے زیادہ نکاح آپ کیلئے جائز ہوئے اگرچہ بعض علما کے نزدیک عورتوں کے معاملہ میں رعایت مساوات کی اس جناب پر واجب نہ تھی اور یہ امر آپ کے خصائص سے ہے مگر بسبب کمال فضل و مروت کے سب باتوں میں اُن کو برابر رکھتے کہ اہل کرم و فضل مروت کو کالواجب سمجھتے ہیں مگر موانست اور محبت میں کہ اختیار بشر سے باہر ہے البتہ فرق کرتے اور باوجود اضطراب کے

میرزا محمد بن محمد
بوسہ دینا

جناب باری میں عذر کیا کرتے کہ خدایا جس بات میں مجھے اختیار ہے اُس میں ان سب کو برابر رکھتا ہوں اور جس میں اختیار نہیں رکھتا اُس میں مجھ پر ملامت نہ فرما اور وجہ اس عذر کی یہ تھی کہ اہم المومنین عائشہ صدیقہ سے زیادہ خصوصیت اور محبت رکھتے اور ازدواج کے پاس ایک رات اور اُن کے پاس دو رات رہتے کہ حضرت سودہ نے اپنی باری اُن کو بخش دی تھی اور جس بات کی وہ خواہش کرتیں اگر اُس میں کچھ حرج شرعی نہ ہوتا فوراً منظور فرماتے اور جس برتن سے پانی پیتیں اُن کے ہاتھ سے برتن لیکر اُن کے مونہہ لگانے کی جگہ پر اپنا مونہہ رکھتے اور پانی پیتے اور اگر مونہہ سے ہڈی کا گوشت چھٹاتیں وہ ہڈی اُن سے لے لیتے اور اُن کے مونہہ لگنے کی جگہ سے گوشت تناول فرماتے اور کبھی اُن پر کلیہ لگا کر اور کبھی سر مبارک اُن کی گود میں رکھ کر قرآن پڑھتے اور ایام حیض میں انار کے اوپر سے اُن کے ساتھ معاللقہ کرتے اور روزہ میں اُن کا بوسہ لیتے اور اُن کے کیلنے کے لئے انصار کی لڑکیوں کو بلا تے مگر سق عائشہ کہتی ہیں ایک بار حبش عید کے دن صحن مسجد میں بازی کرتے تھے آپ میرے حجرہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور مجھے اپنی چادر سے چھپا کر اُن کا تماشا دکھایا میں نے اپنا مونہہ آپ کے کان اور کندھے پر رکھ لیا اور تماشا دیکھنے میں مشغول ہوئی جب تک میں کھڑی رہی آپ اُسی طرح کھڑے رہے اور دو بار سفر میں آپ نے اُن سے مسابقت کی ایک بار وہ آگے نکل گئیں دوسری بار آپ آگے نکل گئے اور فرمایا ہذا ابذلک جیسے کہتے ہیں ہم تم برابر ہوئے اور ایک بار دونوں دروازے سے نکلتے نکلے ایک دوسرے کو۔۔۔۔۔ تھا کہ میں آگے نکل جاؤں اور فرماتے جبریل میرے پاس کسی عورت کے لحاف میں سوا لحاف عائشہ کے نہیں آتے عائشہ کہتی ہیں مجھے وہ ملا جو کسی عورت کو نہ ملا وحی میرے بستر پر آتی اور انتقال حضرت کا میری گود میں ہوا اور بعد انتقال کے میرے حجرہ میں دفن ہوئے۔

لطیفہ محبت اسی کو کہتے ہیں کہ حالت حیات میں اور بعد وفات کے اُن کا ساتھ نہ چھوڑا اور اُن کو بسبب کمال محبت کے تمیز فرماتے تمیز اُس عورت کو کہتے ہیں جس کا رنگ بہت سُرخ ہو اور فرماتے اُدھا علم اس حیرا کے پاس ڈھونڈو۔ تنبیہ اس جگہ سے علم حضرت عائشہ کا خیال کرنا چاہئے لکھا ہے کہ عائشہ صدیقہ سے زیادہ علم کسی عورت کو عنایت نہ ہوا چاروں خلیفوں کے وقت میں فتویٰ دیتیں اور اُن کے فتویٰ پر اکثر عمل ہوتا اور جو جس مسئلہ کو مشکل سمجھتے عائشہ صدیقہ سے حل کرتے موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں میں نے کسی کو عائشہ سے زیادہ فصیح نہ پایا ایک بار آپ نماز پڑھتے تھے اور عائشہ اس طرح لیٹی تھیں کہ اُن کے پاؤں آپ کے اور قبضہ کے بیچ میں تھے جب آپ سجدہ میں جانا چاہتے اشارہ فرماتے کہ وہ پاؤں اپنے سمیٹ لیتیں اور جب سر اٹھاتے پھر پھیلا دیتیں مگر بسبب کمال عنایت کے اُن کو اس بات سے منع نہ فرماتے بخاری اور مسلم روایت کرتے ہیں کہ مرض الموت میں بار بار فرماتے کل میں کہاں ہوں گا آخر لوگ سمجھ گئے کہ عائشہ کے حجرہ میں جانا چاہتے ہیں اور آپ کو وہاں لے گئے آپ فرماتے ہیں کہ جبریل میرے پاس عائشہ کی تصویر لائے اور کہا کہ یہ دنیا اور بہشت میں آپ کی زوجہ ہے عائشہ فرماتی ہیں کہ جبریل میری تصویر حریر میں لپیٹ کر لائے اور کہا یہ تمہاری زوجہ ہے اور میری بریت میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں اور محمد کو خدا نے پاک کیا اور رزق کریم کا وعدہ دیا اسے عزیز جس قدر عید کہ قصہ افک میں وارد ہوئی کفر کے

سوا کسی فعل پر نہیں پائی جاتی یہاں تک کہ جو لوگ اس تفسیر میں ساکت رہے نہ انھوں نے بہتان اٹھانے والوں کی تکذیب کی اور نہ تصدیق اُن پر بھی عتاب ہوتا ہے اور کس غضب و قہر کے ساتھ ارشاد ہوتا ہے لولا اذ سمعتموه ظن المؤمنین والمومنات بانفسهم خيرا وقالوا هذا افك مبین اس سے زیادہ کیا ہے کہ باوجود حد شرعی کے وبال اُس فعل کا باقی رہا جس کی شامت سے مسطح بن اثاثہ اندھے اور حسان بن ثابت اندھے اور ایابج ہو گئے والذی تولى کبرۃ منهم لہ عذاب عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بزرگی عائشہ کی عورتوں پر ایسی ہے جیسے بزرگی ثرید کی سب کھانوں پر بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابوداؤد عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا اے عائشہ جبرئیل تجھے سلام کہتا ہے میں نے کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ایک بار ازواج مطہرات نے باہم مشورہ کیا کہ جو بدیہ حضرت کے پاس آتا ہے برابر تقسیم ہوا کرے اس لئے کہ لوگ حضرت کی رضامندی سمجھ کر جس دن عائشہ کی نوبت ہوتی اکثر بدیہ بھیجتے ام سلمہ نے اس باب میں آپ سے گفتگو کی فرمایا عائشہ کے مقدمہ میں مجھے ایذا نہ دے ام سلمہ نے عرض کیا پناہ خدا کی اُس بات سے جس سے آپ ناراض ہوں پھر ازواج مطہرات نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اس غرض کیلئے بھیجا آپ نے فرمایا اے فاطمہ کیا تو دوست نہیں رکھتی جس کو میں دوست رکھتا ہوں عرض کیا میں اُسے دوست رکھتی ہوں جسے آپ دوست رکھیں فرمایا میں عائشہ کو دوست رکھتا ہوں تفرئیل اس لئے اُن کو محبوبہ رسول اللہ کہتے ہیں مسروق تابعی جب حدیث اُن سے نقل کرتے کہتے حدثنی الصدیقة بنت الصدیق حبیبۃ رسول اللہ المبراة من السماء نکاح کیا اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ شوال --- میں کنیت اُن کی ام عبد اللہ وفات اُن کی سال ۵۸ ہجری میں نماز پڑھی اُن پر ابو ہریرہ نے کہ معاویہ کی طرف سے مدینہ میں عامل تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن سائر امہات المؤمنین القرض آپ حضرت صدیقہ پر کمال عنایت فرماتے اور سب ازواج میں اُن سے زیادہ خصوصیت رکھتے مگر اور ازواج مطہرات سے بھی ہمیشہ کشادہ رو رہتے اور ہر روز عصر کی نماز کے بعد اُن کے گھر جاتے اور احوال اُن کا پوچھتے شب کو جس کی باری ہوتی اُس کے گھر آرام فرماتے اور فرماتے خیدکم خیدکم لاهلہ وانا خیدکم لاهلی بہت اچھا تم میں وہ ہے جو اپنے اہل سے بہت اچھا ہے اور میں تم سب میں اپنے اہل سے بہت اچھا ہوں حجۃ الوداع میں فرمایا مرد اپنی عورت کا حق پہچانے عورتوں کے ساتھ سلوک اور احسان کرو اور خدا سے اُن کے معاملہ میں ڈرو یعنی بے جا تکلیف نہ دو اور آپ کی عادت تھی کہ جب سفر کو تشریف لے جاتے امہات المؤمنین میں قرعہ ڈالتے جس کے نام قرعہ پڑتا اُس کو ساتھ لیجاتے اور سفر سے رات کو دولت خانہ میں نہ آتے اور کبھی کسی لڑکے کو اپنے پیچھے سواری پر سوار کرتے اور اکثر اونٹ اور گھوڑے پر سوار ہوتے اور اپنی آستین سے گھوڑے کا مونہہ پونچھتے اور گھوڑے کی سواری کو پسند کرتے اور فرمایا کہ بھلائی گھوڑے کے پیشانی سے بندھی ہے اور خچر عرب کے ملک میں کم تھا ایک خچر مقوقش بادشاہ اسکندریہ نے بطریق ہدیہ کے آپ کو بھیجا تھا اُس پر سوار ہوا کرتے اور سوا اُس کے کئی خچر اور تھے ایک کا نام فضہ تھا جسے فروہ بن عمرو نے بھیجا تھا اور ایک ابن العلاء نے اور ایک رمیس دومتہ البعلی

نے پیشکش کیا تھا اور آپ کے پاس سو بکریاں تھیں اگر سو سے زیادہ ہو جاتیں ذبح کر لیتے اور گیارہ لونڈیاں اور تتالیس غلام تھے لیکن آدھے سے زیادہ آزاد کر دیئے تھے اور فرماتے جو شخص ایک غلام یا دو لونڈیاں آزاد کرے دوزخ کی آگ سے آزاد ہو جاوے اور ہر عضو بدن اُس کا اسکے ایک عضو کو کرے اور پیغمبری سے پہلے ایک شخص کی بکریاں چرانے پر مقرر ہوئے اور فرماتے کہ سب پیغمبروں نے بکریاں چرائی ہیں ممکنہ شاید اس میں حکمت یہ تھی کہ ریاست چوہانی سے مشابہت رکھتی ہے اور اس فعل سے تواضع اور غنچواری اُمت کی عادت ہوتی ہے اور دوبار حضرت خدیجہ کی طرف سے تجارت کا اسباب ملک شام کو لے گئے اور آپ کی برکت سے اُنکو بہت فائدہ حاصل ہوا اور آپ اوروں کو ہدیہ بھیجتے اور ہدیہ قبول کرتے اور اُس کے بدلے اُس سے بہتر چیز عنایت فرماتے اور ضیافت کھاتے اور اوروں کی ضیافت کرتے اور سفارشن کرتے اور اوروں کی شفاعت قبول فرماتے اور کبھی کسی مصلحت کے لئے سمت سفر کو پوشیدہ رکھتے مگر اس اخفا میں جھوٹ بات زبان پر نہ لاتے جیسے وقت ارادہ فتح مکہ کے خیمہ شریف خیبر کی طرف نصب فرمایا تا بال فعل خبر فاش نہ ہو اور دشمن تیاری سے غافل رہیں اور کبھی کسی طرف کا ارادہ کرتے اور دوسری طرف کی راہ اور منزلوں کی کیفیت اسی غرض کے لئے لوگوں سے دریافت فرماتے اور یہ امر سلف کے بادشاہوں اور دانائوں میں بھی شائع تھا کہ سکندر کہ باشرقیات حرب داشت و درخیمہ گویند در غرب داشت۔ اور شاعروں سے اپنی تعریف اور ثنا سنتے اور اُن کو انعام اور خلعت دیتے اس لئے کہ وہ انعام سچی بات کا صلہ تھا اور اپنی مدحت سے اس وجہ سے کہ وہ مادی کے اخلاص اور ایمان پر دلالت کرتی نہایت خوش ہوتے اور جو کہ امیروں اور بادشاہوں کی تعریف جھوٹ سے خالی نہیں ہوتی اس لئے اُس سے منع فرماتے اور فرماتے مدح کرنے والے کے مونہ میں خاک جھونک دو اور فقر و مساکین اور محتاجوں اور ضعیفوں کی صحبت میں اکثر بیٹھتے اور بہ نسبت اغنیاء کے ان پر زیادہ مہربانی فرماتے اس لئے فقر و صحابہ اپنی محتاجی اور مسکینی کو غنیمت سمجھتے سے رقیباں را ازین معنی خبر نیست کہ سلطان جہاں بااست امشب۔ اور عاجزوں سے عاجزی اور رانڈوں اور یتیموں کی دلجوئی اور ضعیفوں کی مدد فرماتے یہاں تک کہ معراج کی صبح ایک یہودی کی لونڈی کا بوجھ اپنی پیٹھ پر اٹھا کر اُس کے گھر پہنچا دیا یہودی نے جو اُس جناب کو اس حال سے دیکھا عرض کیا شاید رات آپ کو معراج ہوا فرمایا تو نے کس طرح جانا عرض کیا میں نے اگلی کتابوں میں دیکھا ہے کہ آخر زمانہ کے پیغمبر معراج کی صبح ایک منکر کی لونڈی کا بوجھ اٹھا کر اُس کے گھر پہنچا دیں گے تو جیمہ شاید وہ یہودی مکہ میں بتقریب تجارت یا کسی اور کام کے لئے آیا ہو گا ورنہ سکونت یہود کی مدینہ میں تھی اور معراج مکہ میں واقع ہوئی یا مراد معراج روحانی ہے کہ قبل اور بعد ہجرت کے بارہا اُس جناب کو حاصل ہوئی اور آپ کی رافت و رحمت کی یہ کیفیت تھی کہ جانوروں کی تکلیف بھی آپ سے نہ دیکھی جاتی اور جو اتفاقاً کسی کی حضرت پر دعا زبان مبارک سے صادر ہوتی فرماتے **اللھم عافی بشار فمّن دعوت علیہ فاجعل دعای** وحصۃ خدایا میں آدمی ہوں پس اگر کسی پر بددعا کروں تو میری دعا کو اس کے حق میں رحمت کر دے اور آپ کی عادت تھی کہ جس سے مصافحہ کرتے ہاتھ اپنا نہ ہٹاتے جب تک دوسرا نہ ہٹاتا اور جس کے پاس بیٹھتے نہ اٹھتے جب تک وہ نہ اٹھتا

اور کافروں سے خدا کی راہ میں جہاد کرتے اور مال غنیمت بحال عدالت مجاہدین کو تقسیم فرماتے اور امر جہاد میں وہ قواعد تو لاؤ فعلاً آپ سے صادر ہوئے کہ آپ سے پہلے کسی نے کئے بھی نہ تھے اور غصہ کے وقت حکم کرتے اور جن سے وعدہ کرتے وفا فرماتے ایک شخص نے آپ سے کچھ خرید کیا اور کہا کہ باقی قیمت اسی جگہ حاضر کروں گا تین دن تک بھول گیا چوتھے دن یاد آیا جا کر دیکھا تو حضرت کو اسی جگہ بیٹھا پایا فرمایا تو نے مجھے تکلیف میں مبتلا کیا کہ میں تین روز سے اسی جگہ تیرے انتظار میں بیٹھا رہا اور بخاری کی روایت میں وارد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنواری پردہ نشین سے بھی زیادہ حیا دار تھے اور آپ کی چال کمال خوبی اور اعتدال کے ساتھ تھی باوجود اس کے صحابہ ساتھ جھپٹتے چلتے تھے اور سفر میں سب صحابہ کے پیچھے رہتے تھے اور بیماروں اور ضعیفوں کی خبر گیری کرتے تھے جس کو سواری کی حاجت ہوتی سواری عنایت فرماتے اور کبھی اپنے پیچھے بٹھالیتے اور حضر میں بھی یاروں کو اپنے پیچھے نہ چلتے دیتے اسلئے کہ آپ اُن کے نگہبان تھے اور کبھی وجہ اس کی یہ بیان فرماتے کہ میری بیٹھ فرشتوں کے لئے چھوڑ دو کہ فرشتے آپ کی نگہبانی اور خدمت کے لئے آپ کے پیچھے چلتے تھے اور جو بات آپ کو ناگوار ہوتی اثرنا خوشی کا چہرہ منور پر ظاہر ہو جاتا بلکہ دونوں بہوؤں کے بیچ میں غصہ کے وقت ایک رگ باریک جسے رگ ہاشمی کہتے نظر آتی اُس وقت کوئی شخص آپ کے رعب و ہیبت سے دم نہ مار سکتا اور قرض لیتے لیکن کمال خوشی کیساتھ ادا کرتے اور کبھی جو لیتے اُس سے بہتر دیتے اور اُس کے حق میں دعا فرماتے اور کہتے کہ قرض کا بدلہ ہی ہے کہ ادا کرے اور خدا کا شکر توفیق ادا پر بحال ادا اور اگر قرض خواہ سختی کرتا تحمل کرتے ایک انصاری کا آپ پر قرض آتا تھا اُس نے مانگا فرمایا اس وقت موجود نہیں وہ چاہتا تھا کہ کچھ کہے فرمایا زبان کو روک اور اچھی بات کے سوا کچھ نہ کہنا کہ میں سب قرض داروں سے بہتر ہوں پھر اُسے اُس کا قرض عنایت کیا اور اُسی قدر بطور انعام کے دیا ایک روز ایک قرض خواہ نے سخت تقاضا کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے ڈانٹنا چاہا آپ نے اُن کو روکا اور ہر ایک کی اُس کے مرتبہ کے لائق تعظیم کرتے ایک بار جلیلہ سعدیہ خدمت مبارک میں آئیں آپ نے اُن کے لئے اپنی چادر بچھائی لیکن کسی محتاج کو بسبب اُس کے فقر کے ذیل نہ سمجھتے اور نہ کسی بادشاہ سے بسبب اُس کے جاہ و حشمت کے ڈرتے اور آپ کی تواضع کا یہ حال تھا کہ جب مدینہ کی لونڈی غلام یا لڑکوں پر لگتے اُن کو سلام کرتے بل ایک لونڈی مدینہ کی لونڈیوں سے آپ کا ہات پکڑ کے جہاں چاہتی لے جاتی ایک عورت نے عرض کیا مجھے آپ سے کچھ کام ہے راہ میں بیٹھ گئے اور جب تک وہ باتیں کرتی رہی بیٹھے سنتے رہے ایک روز کوئی مسافر آپ کے پاس آیا آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا فرمایا میں بادشاہ نہیں ہوں ایک قرشیہ عورت کا بیٹا ہوں ابن عباس کہتے ہیں میں نے آپ کو ناقہ صہبا پر سوار رمی جہاد کرتے دیکھا نہ آپ کے ساتھ ضرب تھی اور نہ طرد اور نہ ایک اور آپ اپنے یاروں اور گھروالوں سے کسی کام میں امتیاز و دست نہ رکھتے اپنے ہاتھ سے کپڑوں میں پیوند لگاتے اور نعلین مقدس کا ٹھیلے اور گھر میں جھاڑو دیتے اور بکریاں دوہ لیتے اور کپڑوں میں اگر کوئی چیز لگ جاتی اپنے ہاتھ سے دھو ڈالتے اور گھروالوں کی خدمت کرتے اور مسجد کے بنانے میں بنفس نفیس شریک ہوئے اور عز و احباب میں تیسرے فائق پتھر پیٹ سے باندھے یاروں کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک ہوئے ہر چند

جو کچھ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ سب

صحابہ نے روکا پذیرا نہ فرمایا طبری موصی سفر میں بکری ذبح کرنے کی ٹھہری ایک صحابی نے کہا کہ ذبح کرنا اس کا میرے ذمہ ہے دوسرے نے کہا میں گوشت بناؤں گا تیسرے نے کہا میں پکاؤں گا فرمایا میں لکڑیاں جمع کر لاؤں گا عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم کافی نہیں آپ کس لئے تکلیف اٹھاتے ہیں فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم کفایت کرو گے مگر خدا تعالیٰ اُس کو دوست نہیں رکھتا جو یاروں سے اپنا امتیاز چاہتا ہے **تذئیس** امام اعظم رحمہ اللہ اپنے شاگرد رشید امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو وصیت کرتے ہیں

چوتھا باب احسان نبوی کے بیان میں قال الله تعالى وما ارسلناك الا رحمة للعالمين۔

مدارک میں لکھا ہے کہ رحمة مفعول لہ ہے یا حال ای ذا رحمة ب ق قال علیہ السلام انما انا رحمة مہداة پہلی صورت میں معنی آیت کے یہ ہیں کہ خلق پر ہماری بڑی مہربانی ہے جو ہم نے تم کو نبی کر اور ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا اور دوسری تقدیر پر یہ معنی ہیں اسے محمد نہ بھیجا ہم نے تم کو مگر مہربان سارے جہان پر اور عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں کہ ہر فرد اُس کا وجود صانع پر عالم ہے اور اس کے کسی خاص اسم و صفت کا منظر ہے اور اجناس والواع اُس کے اسماء کلیہ اور صفات اطلاقہ کے منظر ہیں باعتبار انہیں الواع واجناس کے صیغہ جمع کا واقع ہوا اور تغلیباً للعالم لریا اور نون کے ساتھ آیا گیا اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ جو شے ہمارے کسی اسم و صفت کی منظر ہے وہ تمہاری رحمت سے بھی بہرہ ور ہے اسے عزیز عالم امکان میں کوئی چیز ایسی ہے کہ آپ کی رحمت سے مستفیض نہ ہو کالات موجودات کے وجود پر متفرع ہیں اور وجود عالم کا آپ کے طفیل سے ہے اگر آپ نہ ہوتے عالم نہ ہوتا لولا ان لما خلقت الدنیا اور جب افراد عالم مریود نہ ہوتے کالات بھی اُن کے عالم ظہور میں نہ آتے نہ زمین کو فراخی حاصل ہوتی نہ آسمان کو بلندی نہ چاند سورج کو روشنی نہ دیا کو صفائی نہ آگ کو چمک نہ ہوا کو لطافت نہ آدم کو خلافت نہ ابراہیم علیہ السلام کو خلعت نہ موسیٰ علیہ السلام کو ہمکلامی نہ داؤد علیہ السلام کو خوش بیانی نہ سلیمان علیہ السلام کو حکومت نہ نوح علیہ السلام کو رقت نہ ادریس علیہ السلام کو رفعت نہ ایساں علیہ السلام کو عزت نہ ایوب علیہ السلام کو صبر نہ یحییٰ علیہ السلام کو شکر نہ عیسیٰ علیہ السلام کو زہد نہ یوسف علیہ السلام کو جمال نہ فرشتوں کو قرب نہ پیغمبروں کو نبوت نہ اولیاء کو کرامت نہ مسلمانوں کو جنت جسے جو نعمت حاصل ہوئی آپ ہی کا صدقہ ہے **وما ارسلناک الا رحمة للعالمین** اسے محمد نہ بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت سارے جہان کے لئے ماں باپ اولاد کے حق میں رحمت ہیں کہ ہزار محنت و مشقت سے اُن کو پرورش کرتے ہیں اور بادشاہاں عادل رعیت کے حق میں رحمت ہیں کہ اُن کی آسائش کے واسطے طرح طرح کی تدبیریں کرتے رہتے ہیں اور مرشدان کامل مریدوں کے حق میں رحمت ہیں کہ اُن کو راہ راست بتاتے ہیں اور مطلوب حقیقی سے ملاتے ہیں اور فقرا و مساکین اغنیاء کے حق میں رحمت ہیں کہ یکمال امانت اُن کا مال اصلی گھڑ تک پہنچاتے ہیں اغنیاء فقرا و مساکین کے حق میں رحمت ہیں کہ اپنا مال اُن کو کھلاتے ہیں اور اطباء بیماروں کے حق میں رحمت ہیں کہ اُن کا علاج کرتے ہیں اور اقویاء ضعیف کے حق میں

رحمت ہیں کہ مصیبت کے وقت اُن کے کام آتے ہیں اور علما اپنے شاگردوں کے حق میں خصوصاً اور عوام زمانہ کے حق میں عموماً رحمت ہیں کہ تعلیم و تدریس و غلط و تذکیر و امر معروف و نہی منکر میں مشغول رہتے ہیں اور پیغمبر اپنی قوم کے لئے رحمت ہیں کہ اُن کو ہدایت کرتے ہیں اور کفر و ضلالت سے نجات بخشتے ہیں مگر ذات پاک ہمارے مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور انبیاء کے حق میں ارشاد ہوتا ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اُس کی قوم کے تا وہ لوگ بآسانی اُس کی بات سمجھیں اور اُس سے فائدہ حاصل کریں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے وما ارسلنا الا رحمة للعالمین نہ بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت سارے جہان کے لئے تاکہ تمام عالم تمہاری ذات پاک سے فائدہ اٹھاوے فاموضہ ایک روز آپ نے جبریل امین سے پوچھا کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے رحمة للعالمین کہا تمہیں میری رحمت سے کیا فائدہ حاصل ہوا عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے انجام سے ڈرتا تھا جب آپ پر قرآن اُترا اور پروردگار نے اس میں میری تعریف کی ذی قوت عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین خوف میرا زائل اور اپنی عاقبت پر مجھے اطمینان حاصل ہوا جو آدم علیہ السلام پر جب عتاب ہوا رات دن روتے اور فریاد کرتے مگر توبہ اُن کی قبول نہ ہوتی ایک روز عرض کیا الہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے میرا قصور معاف فرما حکم ہوا اے آدم تو ہمارے جناب میں بڑا شفیع لایا اگر محمد کے طفیل سے تمام عالم کے گناہ بخشواتا ہم بخش دیتے بقیامت کے دن نوح علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ ہم نے تمہیں خلق کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے بھیجا تھا تم نے حکم ہمارا اُن کو پہنچایا یا نہیں عرض کریں گے الہی میں نے تیرا حکم اُن کو پہنچایا اور تیرے غصہ سے ڈرایا مگر وہ اپنی سرکشی اور شرارت سے باز نہ آئے قوم کے لوگ کہیں گے ہم ان کو نہیں جانتے نہ یہ ہمارے پاس گئے اور نہ حکم تیرا ہمیں سنایا علام الغیوب ارشاد کرے گا اے نوح تمہارا کوئی گواہ ہے عرض کریں گے خدایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اس حال سے واقف ہے اُس وقت اُمت محمدی بلائی جائے گی اور حضرت نوح پیغمبر کی گواہی دے گی۔ اُمت نوح عرض کرے گی الہی یہ ہمارے زمانہ میں نہ تھی اس حال سے کیونکر واقف ہوئی اُمت مرحومہ جواب دے گی کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حال تمہارا ہم سے بیان فرمایا اور اپنی کتاب میں ہم نے لکھا یا پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور اپنی اُمت کی تعدیل اور تصدیق فرمائیں گے کہ بیشک میری اُمت سچی ہے اور اُمت نوح کی جھوٹی ہے اُس وقت وہ مردود لا جواب ہو جائیں گے اور حضرت نوح علیہ السلام اُن کے انکار اور اعتراض سے نجات پائیں گے اسی طرح یہ اُمت مرحومہ ہر پیغمبر کی گواہی دے گی اور آپ اُس کی تصدیق فرمائیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ شُهَدَاءَ اور اسی طرح ہم نے کیا تم کو بیچ کی اُمت یعنی بہتر بہ امتوں سے کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور پیغمبر تم پر گواہ ہو گایں پیغمبروں کو آپ کی ذات پاک سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ آپ اور آپ کے پیرواں کی گواہی دیں گے اور اُن کی تصدیق اور اُن کے دشمنوں کی تکذیب کریں گے اور فرشتوں کو یہ فائدہ ہوا کہ آپ پر درود بھیجتے ہیں اور بسبب اُس کے رحمت الہی کی مورد ہوتے ہیں آپ فرماتے

ہیں جو محمد پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدا تعالیٰ اُس پر دس بار اپنی رحمت نازل فرماتا ہے اور ارواح کو یہ فائدہ حاصل ہوا کہ آپ نے اُس عالم میں اُن کو ہدایت فرمائی اور راہ معرفت دکھائی پس دین فطری ہر شخص کا اسلام ہے بعض اس پر قائم رہتے ہیں اور بعض تقلید آبا یا بسبب انہماک فی الدنیا کے کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسوقت پھر شریعت اُن کو ہدایت کرتی ہے جو تسلیم کرتا ہے نجات پاتا ہے اور جو نہیں مانتا اپنے پاؤں سے دوزخ میں جاتا ہے اور زمین کو آپ کے وجود باوجود سے یہ فائدہ ہوا کہ کفر و شرک سے پاک ہوئی اور نوران کا چار طرف اُس کے پھیل گیا جہاں بت خانے تھے مسجدیں بن گئیں جس جگہ ناقوس بجتے تھے اذانیں ہونے لگیں۔ خدا کا نام اُس پر ہر جگہ پکارا جاتا ہے نماز روزہ اور ریاضت و عبادت کا ہر طرف چرچا ہے۔ آنجا کہ بود نعرۂ فریاد شرکاں ۛ اکنوں خروش نفۃ الشداکبر است۔ لوگ غول کے غول بیٹھ کر خدا کی یاد کرتے ہیں فرشتے رحمت کے آسمان سے اترتے ہیں انوار اُس عالم کے اُس پر نزول فرماتے ہیں ہزاروں نیک کام اُس پر کئے جاتے ہیں اور آسمانوں کو یہ فائدہ ہوا کہ اب شیاطین اس پر نہیں جاسکتے فرشتے اُن کو آگ سے بھگا دیتے ہیں اسے عزیز تمام عالم دوست و دشمن اُس جناب کی رحمت سے بہرہ ور ہیں یہاں تک شیطان کو بھی آپ کی ذات پاک سے یہ فائدہ ہوا کہ ایک عالم بسبب آپ کے کفر و شرک سے بچا اگر آپ ہدایت نہ فرماتے یہ لوگ بھی اُسکے بہکانے سے کفر و شرک میں مبتلا ہوتے اور وبال ان کے اعمال کا بھی اُس ملعون کے سر پر رکھا جاتا کہتے ہیں جب حضرت پیدا ہوئے حکم ہوا قارون کا بوجھ اُس کے سر سے اتار لو تا وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم نہ رہے منافقوں کے حق میں رحمت آپ کی یہ ہے کہ آپ کا کلمہ پڑھ کر جان و مال اپنا بچا لیتے ہیں اور قتل و غارت سے محفوظ رہتے ہیں اور کافروں کے حق میں رحمت آپ کی یہ ہے کہ بسبب آپ کے استیصال سے محفوظ رہے لگے پیغمبروں کے وقت میں جو لوگ کفر و سرکشی کرتے فوراً ہلاک ہو جاتے نوح علیہ السلام کی قوم طوفان میں غرق ہوئی اور عاد کو ہوا اڈا لے گئی ثمود اور اصحاب مدین پر جبرئیل علیہ السلام نے ایک چنگھاڑ ماری کہ سب مر گئے اور اصحاب رس زمین میں دھنس گئے لوط علیہ السلام کی قوم کو جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پردوں پر اٹھا کر آسمان کے نزدیک کیا اور وہاں سے اُلٹ دیا فرعون کو دریائے نیل میں ڈبو دیا اور قارون زمین میں دھنس گیا بنی اسرائیل میں ایک قوم بندر اور عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت سے ایک جماعت سُور ہو گئی شداد کوک سے ہلاک ہوا اور ابرہہ کے لشکر کو ایک قسم کے پرند جالوردوں نے ہلاک کیا آپ کے وقت کے کافر طرح طرح کی سرکشی کرتے ہیں مگر حکم ہوتا ہے مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ اللَّهُ انْزِلْ فِيهِمْ عَذَابًا تَرَوْهُ گا جب تک اسے رحمت عالم تو اُن میں ہے اور اس جگہ ایک شبہ ہے کہ اکثر اذیان میں گزرتا ہے کہ آپ کی شریعت میں جہاد فرض ہے اور قتل و غارت قبر و غضب سے ناشی ہوتا ہے نہ رحمت و شفقت سے جواب اُس کا یہ ہے کہ وہ جناب روزِ بعثت سے وقت وفات تک خلق کی ہدایت و رہنمائی اور نصیحت و خیر خواہی میں مشغول رہے یہی چاہتے تھے کہ جس طرح ہو سکے لطف و نرمی یا جبر و تہدید سے خلق کو راہ پر لائیں اور دوزخ

سے نجات دے کر بہشت میں پہنچائیں۔ جہاد سے یہ غرض نہ تھی کہ ملک و مال ہاتھ آدے یا کافروں سے اُن کی ایذا رسانی اور اہزار کا بدلہ لیا جاوے بلکہ یہ مطلب تھا کہ کسی طرح خلق خدا عذاب دوزخ اور اُس عالم کی مصیبتوں سے نجات پاوے۔ العجب من قوم لقادون الی الجنة بالسلاسل آپ فرماتے ہیں تم پر دانہ کے مانند آگ پر گرے پڑتے ہو اور میں تمہارا کمر بند پکڑے روک رہا ہوں فَاَقْلَبُوا وَحْشٰی لَا تَكُوْنُوْنَ فِتْنَةً وَّیَكُوْنُ الَّذِیْنَ كَلَّمٰ بِذٰلِہِ اسی واسطے کہتے ہیں کہ دوزخ کو پیدا کرنا عین رحمت ہے کہ خلق اگر بہشت کے لالچ میں نہ آوے گی اس سے ڈر کر گناہوں کو چھوڑ دے گی باپ جب اپنے بیٹے کو بیجا کام میں مصروف دیکھتا ہے طرح طرح سے تنبیہ کرتا ہے اور استاد شفیق مار مار کر شاگردوں کو پڑھاتا لکھاتا ہے تنبیہ باپ اور استاد کی بیٹے یا شاگرد کے حق میں عین رحمت ہے نہ دشمنی و عداوت مگر باپ اور استاد جب اپنے بیٹے یا شاگرد کو نصیحت کرتا ہے اور وہ اُس نصیحت کو عداوت جانتا ہے اور اُس احسان کے عوض اس کی دشمنی اور ایذا پر کمر باندھتا ہے تو اُس وقت وہ ناصح شفیق اُس محسن کش احمق کی شکل سے بیزار ہو جاتا ہے اور اُس کی نصیحت اور خیر خواہی سے دست بردار ہوتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اُن کو نصیحت کرتے اور جس قدر آپ مہربانی فرماتے وہ مردود زیادہ بیزار ہوتے جاتے ہر وقت مذمت اور عداوت اور ایذا اور جنگ اور جدال کے ساتھ پیش آتے لیکن آپ اُن کی نالائقی باتوں اور ایذا رسانی اور تمرد و سرکشی پر اصلاً التفات نہ فرماتے اور اُن کی بھلائی اور نجات ہی چاہتے سب ایک بار صحابہ نے گزارش کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ خدا مشرکوں کو غارت کرے فرمایا میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ رحمت کے واسطے بھیجا گیا ہوں سب ایک دن عرض کیا یا رسول اللہ ثقیف کے تیروں نے ہم کو جلادیا ان پر دعا کیجئے کہا خدا یا ثقیف کو ہدایت فرما م م س طفیل بن عمرو دوسری نے اپنی قوم کی شکایت کی اور اُن کے حق میں بددعا چاہی فرمایا اللھم اھد دوسا دات بھم خدا یا دوس کو ہدایت فرما اور اُن کو یہاں لے آ کر جنگ اُحد میں کافروں نے آپ کے چچا امیر حمزہ کو شہید کیا اور دندان مقدس کو سنگ ستم سے توڑا آپ خون چہرہ مقدس سے پاک کرتے تھے اور کہتے تھے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون خدا یا میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ نہیں جانتے ہیں م م س فرجب آپ طائف کو تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں کو نصیحت کی مگر انھوں نے ہرگز نہ مانا اور اپنے غلاموں اور نو جوانوں سے اس قدر پتھر پھکوائے کہ پاؤں آپ کے خون سے رنگین ہو گئے م م س جبرئیل آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اے محمد خدا تعالیٰ نے تمہاری قوم کا کلام سنا اور اُن کے ظلم و ستم کو دیکھا فرشتہ پہاڑوں کا تمہاری خدمت میں بھیجا ہے جو چاہئے اُسے حکم دیجئے پھر اُس فرشتے نے آپ کو سلام کیا اور کہا اے محمد خدا نے تعالیٰ نے مجھے آپ کا فرماں بردار کیا ہے اگر آپ حکم دیں تو دونوں پہاڑ مکہ کے اٹھا کر اُنکے سر پر ماروں کہ یہ سب ہلاک ہو جائیں فرمایا میں نہیں چاہتا کہ یہ لوگ ہلاک ہوں بلکہ امیدوار ہوں کہ خدا نے تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے جو اُس کی وحدانیت کا اقرار کریں اور اُس کی بندگی بجالائیں بشارت

اسے امت محمد تم کو بشارت ہو کہ تمہارے مولیٰ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کا ہلاک ہونا گوارا نہیں کرتے تمہارا
دور رخ میں جانا اور ہلاک حقیقی میں مبتلا ہونا کب گوارا فرمائیں گے یہ دوستانہ را کجا کئی محروم ہو تو کہ باد دشمنان
نظر داری۔ اور احسانات آپ کے خاص اس امت پر کہ حصر اور شمار سے زیادہ ہیں۔ دو قسم ہیں۔ اول
مخصوص بہ بعض افراد جیسے قتادہ کی بھوٹی آنکھ اور معاذ بن غفران کا ٹوٹا ہوا آپ کی دعا سے اچھا ہو گیا
اور عبدالرحمن بن عوف کے مال اور انس بن مالک کے مال و عیال میں برکت ہوئی اور ابو بکر کو سانپ نے کاٹا آپ نے
لعاب دہن لگا دیا نہ ہرنے اثر نہ کیا اور جابر کا بہت قرض تھوڑے خرموں سے ادا کر دیا اور مانند ان کے کہ ایک شمشیر
اُس کا ذکر معجزات میں آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ دوسری قسم تمام افراد امت کو شامل ہے کہ پروردگار عالم نے
بطیفیل آپ کے اس امت کو روز ازل بہترین امم لکھ دیا اور اُس کا مرتبہ سب امتوں سے زیادہ کیا۔ ہزاروں
کرامتیں اور نعمتیں آپ کے سبب سے ہم کو حاصل ہوئیں اور لاکھوں شرافتیں اور بڑائیاں اس جناب کے صدقہ
میں ہم کو ملیں بہشت اُن کے سبب سے ہاتھ آئی اور دور رخ سے بوسیلہ اُن کے رہائی پائی اجماع ہمارا حجت ہوا
اذان و اقامت و نماز پنجگانہ بایں ہیئت اور سورۃ فاتحہ اور آئین اور ماہ رمضان اور روز جمعہ اور دوام غلبہ اور
تیمم اور بہت خوبیاں اور کمالات طفیل آنحضرت کے ہمارے واسطے خاص ہوئے اور بہت پاک چیزیں جو اگلی
امتوں پر حرام تھیں ہمارے لئے حلال ہوئیں بلکہ عزت ابدی اور نعمت الہی ہم پر تمام ہوئی اور چارے
دین میں کسی طرح کی تنگی نہ رہی قیامت کے دن انشاء اللہ تعالیٰ اعضائے وضو ہمارے نورانی ہوں گے
اور ہم سب امتوں سے اونچے مکان پر بیٹھیں گے اور ہماری گواہی سے پیغمبر اپنے منکروں اور دشمنوں
پر غالب آئیں گے اور صدقہ اور خیرات کا ثواب بعد مرنے کے اسی امت کو پہنچتا ہے اور خطا و نسیان
و اکراہ پر اُن سے مواخذہ نہیں ہوتا اور قحط و خف و مسخ و دبا و غام سے محفوظ و مامون ہے اور سوان کے
ہزاروں خوبیاں اور بزرگیاں اس امت کو آپ کے طفیل سے عنایت ہوئیں کہ اگلی امتوں سے کسی کو نہ ملیں اور
سب سے بڑی دولت جو اس امت کو عنایت ہوئی آپ کی شفاعت ہے اس سے زیادہ مہربانی اور عنایت کیا ہوگی
کہ وقت ولادت سے روز وفات تک ہم گنہگاروں کی شفاعت اور غمخواری میں مشغول رہے ہم آرام سے سوتے
ہیں اور آپ ہماری بخشش کے لئے رات کو جاگتے ہم عیش و عشرت میں مشغول رہتے ہیں اور وہ جناب
ہماری فکر میں گریاں و ملول رہتے ہیں اور اب بھی ہماری شفاعت اور خیر خواہی میں مصروف ہیں ہر دو شنبہ
اور پنجشنبہ کو ہمارے اعمال جناب کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں نیکیوں پر شکر کرتے ہیں اور گناہوں کو
بخشتاتے ہیں آپ فرماتے جیلوتی خیر لکم و مہاتی خیر لکم میرا جینا اور مرنا تمہارے لئے بہتر ہے
قیامت کے دن عمامہ سر مبارک ہے اُتاریں گے اور بکمال عجز و نیاز جناب باری میں عرض کریں گے
رب امتی امتی اللہ عزوجل فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حرص
علیکم بالمومنین رؤف رحیم بیشک آیا تمہارے پاس وہ رسول جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے

تمہاری بھلائی پر حریص ہے مسلمانوں پر مہربان ہے جس وقت وہ رحمت عالم پیدا ہوئے پروردگار کو سجدہ کیا اور امتی فرمایا اور جس وقت آپ کو قبر مبارک میں اتارا ہونٹوں کو جنبش تھی فضل یا تقم بن عباس نے لب ہائے مبارک سے کان لگا کر سنا کہ آہستہ آہستہ فرماتے تھے رب امتی امتی شب معراج جس وقت مرتبہ قاب قوسین اودائی سے مشرف ہوئے اُس وقت بھی ہم کو دعا و سلام کے ساتھ یاد فرمایا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین روایت ہے کہ جب مولیٰ علی نے صدیق اکبر کو قبر میں اتارا بے اختیار ایک نعرہ مارا لوگوں نے سبب پوچھا فرمایا میں نے وہ دیکھا جو تم کو نظر نہ آیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ابو بکر کی قبر پر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں الہی میری امت کے بوڑھوں کو بطفیل ابو بکر کے بخش دے۔ ایک بار حکم آیا کہ امت کی بخشش تمہارے رات کے جاگنے پر موقوف ہے یعنی اگر آدھی امت کی بخشش چاہتے ہو آدھی رات اور جو چوتھائی کی تو چوتھائی اور جو تہائی کی تو تہائی اور جو ساری امت کی بخشش منظور ہے تو ساری رات جاگو آپ نے تمام رات جاگنا اور نماز میں کھڑا رہنا اختیار کیا یہاں تک کہ پائے مبارک پر درم آگیا اب ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک رات حضرت رات بھر کھڑے اور اس آیت کو پڑھتے رہے ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم اگر تو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور جو تو ان کو بخش دے تو بیشک تو غالب ہے حکمت والا صبح مسلم میں ہے ایک روز آپ نے یہ قول ابراہیم علیہ السلام کا پڑھا رب انہن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فانه غفور الرحیم خدایا انھوں نے بہت لوگوں کو بہکا دیا پس جس نے میری پیروی کی وہ میرے ساتھ ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک تو ہی بخشنے والا ہے رحم کر نیوالا اور یہ قول عیسیٰ علیہ السلام کا پڑھا ان تعذبہم فانہم عبادک الایۃ پھر کہا اللھم امتی امتی اور رونے لگے خطاب آیا سترضک فی امتک ولا نسوءک بیشک ہم تجھے تیری امت کے معاملہ میں راضی کر دیں گے اور غمگین نہ کریں گے تفسیر عزیزی میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ولسوف یعطیک ربک فترضنی بیشک تجھے تیرا رب اس قدر دے گا کہ تو اُس سے راضی ہو جاوے گا آپ نے فرمایا میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک اپنی امت کے ایک ایک آدمی کی بہشت میں داخل نہ کروں گا نقل ہے کہ امام محمد باقر مسجد کو فرمیں وعظ کہتے تھے اثنا بیان میں فرمایا اسے کو فیو تم کہتے ہو کہ یہ آیت زیادہ رحمت کی ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمة اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ هو الغفور الرحیم کہ اے میرے گنہگار بندو اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو بیشک خدا سب گناہ بخشتیتا ہے بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے اور ہم اہل بیت کے نزدیک یہ آیت زیادہ رحمت کی ہے ولسوف یعطیک ربک فترضنی قریب ہے کہ تجھے تیرا رب اس قدر دے گا کہ تو راضی ہو جاوے گا اس آیت میں حضرت سے راضی کرنے کا وعدہ کرتے ہیں اور آپ راضی نہ ہوویں گے جب تک سب امت کو نہ بخشوائیں ہدایت اے عزیز مقام محبت اس قسم کی باتوں کی گنجائش رکھتا ہے علاوہ بریں وہ جناب مامور بشفاعت ہیں اور اصرار بندہ مامور کا مولیٰ کے امر پر خایت

انقیاد اور کمال فرمانبرداری پر دلالت کرتا ہے اگر بادشاہ کسی خاص مقرب کو حکم دے کہ ہمارے حضور میں گنہگاروں کی شفاعت کیا کرے اور وہ مقرب اُس کام میں اصرار کرے اور اُن کے بخشوانے کے لئے الحاج دزاری کرتا رہے عقل سلیم کے نزدیک یہ فعل اُس کا طریقہ رضا و تسلیم کے خلاف نہیں بلکہ عین تعمیل حکم ہے بعض علما اس مطلب کو نہ پہنچے ظاہر پر نظر کر کے اس لفظ سے منکر ہوئے حالانکہ خدا کے کریم امیراہیم علیہ السلام کی نسبت فرماتا ہے بجا دلنہائی قوم لوط ہم سے جھگڑنے لگا لوط کی قوم کے حق میں دیکھو مجاہدہ نہ راضی ہونے سے کہیں زیادہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہم گنہگاروں کا ہات آپ کے ہات میں دیا اور ہماری مغفرت آپ کی شفاعت پر موقوف کی آپ ہماری شفاعت میں کس طرح اصرار نہ کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولوا انهم اذا ظلموا انفسهم

جاؤں فاستغفر واللہ واستغفر لهم الرسول لوجود واللہ توابا رحیما اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں پھر تیرے پاس آویں پھر خدا سے بخشش چاہیں اور بخشش چاہے اُن کے لئے رسول تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں تمثیلیہ اس آیت سے تین مطلب نہایت نفیس ثابت ہوئے اول وعدہ قبول شفاعت کہ اگر تو انکی بخشش چاہے گا تو ہم انکو بخش دیں گے دوم تو سل مقبولان خدا سے موجب حصول مدعا ہے جو بات اُن کے وسیلہ اور واسطہ سے حاصل ہوتی ہے بے اس کے نہیں ہو سکتی چنانچہ لفظ جاؤں اس مضمون کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونا مغفرت میں اثر تمام رکھتا ہے سوم یہ آیت پروردگار کے کمال عنایت پر دلالت کرتی ہے کہ ہم کو ایسے مہربان پیغمبر کی اُمت میں کیا پھر ہماری محبت اور ہماری مغفرت کی خواہش اُن کے دل میں پیدا کی پھر اُن سے وعدہ کیا کہ اگر تم گنہگاران اُمت کے لئے استغفار کرو گے تو میں اُن کی توبہ قبول کروں گا اور اُن پر رحم فرماؤں گا چنانچہ وہ جناب بمقتضای اُس محبت کے ہمارے لئے ہر روز ستر بار استغفار کرتے اور خدا کی مہربانی سے امید واثق ہے کہ اپنے فضل و کرم سے اُن کی استغفار ہمارے حق میں قبول فرما دے اور ہمارے گناہ بخش دے کہ کریم جس سے وعدہ کرتا ہے وفا فرماتا ہے ولنعم ما قیل سے اللہ کریم است و رسول او کریم + صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم رخ ایک روز پروردگار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کیا الہی میری اُمت کا حساب میرے تعلق کر کہ سوا میرے اُن کے گناہوں سے کوئی خبردار نہ ہو حکم آیا اے محمد وہ تیری اُمت اور میرے بندے ہیں میں تجھ سے زیادہ اُن پر مہربان ہوں یعنی میں کب چاہوں گا کہ تو ان کے گناہوں سے خبردار ہو آپ حساب لوں گا اور بخشدوں گا رخ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کو منادی ندا کرے گا اے اُمت محمد میں نے اپنا حق تم کو معاف کیا تم اپنے حق ایک دوسرے کو معاف کرو اور ہرشت کو چلے جاؤ اے عزیز اگرچہ گناہ حد سے بڑھ گئے مگر فتویٰ لا تقنطوا من رحمة اللہ سب گناہ گاروں کے واسطے کافی دوائی ہے اور معجز ولا تياسوا من روح اللہ سب مغلسوں کیلئے دستاویز کمال بخشنے والا موجود ہے پھر ہر اس کس بات کا ہے اگر تو خرابات ہو میں قید ہے ملائکہ معصومین مصلائے قدس پر بیٹھے تیرے حق میں استغفار کرتے ہیں و يستغفرون لمن فی الارض اور جو تو لوٹ معصیت سے آلودہ ہے

دیا کرم کے تیرے پاک کرنے کیلئے بہہ رہے ہیں اس لطف و کرم کو دیکھ کر تو ظلم کرتا ہے اور دوسرے فضل ہوتا ہے
 ان دینت لذ و مغفرة للناس على ظلمهم ایک بار عتاب کرتے ہیں تو میں مرتبہ ہر بانی فرماتے ہیں اور جو
 ایک بات خوف کی سنلتے ہیں تو دس طرح تیرے دل مجروح پر مرہم تشریف کا رکھتے ہیں کبھی کہتے ہیں فبذی عبادی انی
انذا الغفور الرحیم میرے بندوں کو خبر دے کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں اور کبھی فرماتے ہیں ان الله يغفر الذنوب
 جميعا بے شک اللہ سب گناہ بخشتیتا ہے کبھی ارشاد ہوتا ہے كتب ربکم على نفسه الرحمة تمہارے پروردگار
 نے رحمت کو اپنے اوپر مقرر کیا اور کبھی کہتے ہیں وسعت رحمتی کل شیئی یعنی میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا
 غ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو بہت روؤ اور تھوڑا ہنسو اور روتے
 اور ماتم کرتے ہوئے جنگل کو نکل جاؤ حکم آیا میرے بندوں کو اس قدر کیوں ڈراتا ہے اور میری رحمت سے اُن کو
 کیوں نا اُمید کرتا ہے غ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کی رحمت سو حصہ ہے ایک حصہ دنیا
 میں اور تنانوے آخرت میں اس دن کوئی ہلاک نہ ہو گا مگر جو دنیا میں ہلاک ہوا غ اس روز خدا اپنے بندوں
 پر اس قدر رحمت کرے گا کہ شیطان بھی بار بار گردن اٹھا کر دیکھے گا کہ شاید آج مجھے بھی بخش دیں گے اور
 میرے گناہوں سے بھی درگزر فرمائیں گے غ ایک اعرابی نے حضرت سے عرض کیا کہ قیامت کے دن حساب بندوں
 کا کون لے گا فرمایا خدائے تعالیٰ اعرابی یہ شکر ہنسا اور کہنے لگا خدائے تعالیٰ کریم ہے اور کریم جب قدرت پاتا
 ہے معاف فرماتا ہے اور جب حساب کرتا ہے سختی نہیں کرتا آپ نے فرمایا اعرابی فقیہ ہے سچ کہتا ہے خدا سے
 زیادہ کوئی کریم نہیں غ کسی لڑائی میں ایک لڑکا قید ہو کر آیا اسے دھوپ میں کھڑا کیا ماں اس کی خیمہ سے نکل
 کر دوڑی اور گود میں اٹھا کر چماتی سے لگا لیا صحابہ یہ حال دیکھ کر بے چین ہوئے آپ نے فرمایا خدائے تعالیٰ
 تم پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے اس بات کو سن کر ایسے خوش ہوئے کہ کبھی ایسے خوش نہ ہوئے تھے۔ اسے عزیز
 انصاف کر کہ ایسے مالک مہربان کی نافرمانی کرنا اور اُس کا حکم نہ بجالانا کیسی سخت بے جانی ہے اگر تیرے اس
 احسان فراموشی پر اُس نے نظر کی یقین جان کہ تیرا ٹھکانہ کہیں نہ رہا کہ جس طرح رحم و کرم اُس کا ہے انتہا ہے قہر و
 غضب بھی اُس کا نہایت نہیں رکھتا فرشتے مقرب اور پیغمبر اولو العزم اُس کے خوف سے تھراتے ہیں اور بڑے
 بڑے عارف و عالم اُس کے قہر سے بید کی طرح کانپتے ہیں آدم علیہ السلام ایک خطا پر دو سو برس روئے عمر بھر
 شرم سے آسمان کی طرف موہ نہ کیا اگر تمام عالم کے آنسو جمع کئے جاویں آدم علیہ السلام کے آنسو زیادہ نکلیں
 حضرت داؤد پیغمبر ہمیشہ آدمی رات عبادت کرتے اور آدمی رات سوتے جب سے خطا میں مبتلا ہوئے
 سونا یک قلم موقوف کیا جب کھانا کھاتے اس قدر روتے کہ آنسو کھلنے میں مل جاتے روتے روتے آنکھوں میں
 ناسور ہو گئے تھے اور آنسوؤں کے بہنے سے رخساروں میں غار بڑ گئے تھے غ جب روزِ نوہ کا آتما منادی
 ندا کرتا آج داؤد اپنے حال پر روتے جاتے ہیں جس کو نوہ اُن کا سننا ہو جنگل کو جائے آدمی بستیوں سے
 اور پرندے گھونسلوں سے اور وحشی جنگلوں سے اور دام و دہ پہاڑوں سے آتے آپ اول اپنے مالک

اللہ عزوجل سے
 ہر اچھا کام
 رکھنا چاہیے

خوف کا بیان
 ۱۶۷
 ۱۶۸

کی شنا کرتے پھر بہشت و دوزخ کا ذکر فرماتے اور اپنی خطا پر اس قدر روتے کہ لوگ اُن کے رونے پر روتے روتے مر جاتے ایک دن ہزار آدمی مر گئے اور دونوں دنیاں آپ کو پکڑے رہتیں کہ اعضا بدن کے خوفِ خدا سے بکھر نہ جائیں غ یحییٰ بن ذکریٰ علیہما السلام جنگل میں جا کر رویا کرتے ایک روز حضرت ذکر یا آپ کے پیچھے گئے دیکھا کہ پیاس سے بیتاب ہیں اور پانی بات میں لے ہوئے کہہ رہے ہیں الہی قسم تیری عزت کی جیت تک تو مجھے میرا شھکانا نہ بتلا دے گا پانی نہ پیوں گا اور اس قدر روتے کہ مونہہ کا گوشت گل کر گر پڑا حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے خوف سے شب و روز کانپا اور رویا کرتے جب نماز کو کھڑے ہوتے جوشِ دل کی آواز ایک میل تک جاتی ایک روز جبریل علیہ السلام پیام لائے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے ابراہیم اس قدر کیوں روتا ہے کہیں تو نے مٹا کہ دوست دوست کو آگ میں جلائے کہا اے جبریل جو وقت اپنی خطا پر نظر کرتا ہوں سب دوستی بھول جاتا ہوں۔ صدیق اکبر باوجود اس قرب و منزلت کے کہا کرتے کاش ابوبکر کا دنیا میں نام و نشان نہ ہوتا اور فرماتے اے لوگو روؤ اور جو رونانہ آئے ہر روز دل کو رونے پر متوجہ کرو ایک رات نماز میں قرآن پڑھتے تھے جب اس آیت پر پہنچے ان اللہ اشتد علی من المؤمنین انفسهم داموا لهم بان لهم الجنة اس قدر رونے کہ صبح ہو گئی اور آنسو آنکھ سے جاری تھے کسی نے پوچھا آپ اس قدر کیوں روتے ہیں فرمایا کہ بہشت ہماری جان و مال کی قیمت ہے شاید قیامت کے روز پروردگار تعالیٰ اس جنسِ ناکارہ کو کہ جس میں ہزاروں عیب اور نقصان ہیں حکمِ خیار عیب رد فرما دے اور وہ قیمت کامل کہ اس بیع کی حیثیت سے کروڑوں درجہ زائد ہے عنایت نہ کرے کیسا خسارہ ہو۔ شعر۔
قدسی ندانم چوں شود سودا کے بازار جزا نہ او نقد آمد ز ش بکف من جنس عصیاں در بقل۔ غ عین خطاب کہ مصداق لو کان بعدی نبی لکان عہد میں قرآن منکر اکثر ہے ہوش ہو جاتے کہ لوگ اُن کی عبادت کو آتے اور روتے روتے اُن کے منہ پر دو خط سیاہ پڑ گئے تھے اکثر فرمایا کرتے کاش عمر پیدا نہ ہوتا ایک روز راہ میں جاتے تھے کوئی شخص قرآن پڑھ رہا تھا جب اس آیت پر پہنچا ان عذاب و دہشت لواقع بیشک تیرے رب کا عذاب واقع ہو گا پھر سے گر پڑے اور یہ ہوشی میں سراپنا دیوار سے پھوٹنے لگے لوگ اُٹھا کر گھر لے گئے مہینہ بھر تک بیمار رہے غ مفسور بن مخزمہ قرآن سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے ایک روز کسی نے یہ آیت پڑھی۔ یوم نحشور المتقین الی الرحمن وفدا و نسوق المجرمین الی جہنم و ردنا رو کر فرمایا میں متقی نہیں مجرم ہوں ایک بار پھر سنا دے اُس نے پھر پڑھی ایک بیخ ماری اور انتقال فرمایا غ عطار سلمیٰ نے خوفِ الہی سے چالیس برس آسمان کی طرف نظر نہ کی ایک دن نگاہ اٹھ گئی دہشت سے گر پڑے عطا کہتے ہیں اگر آگ بھڑکائی جائے اور منادی ندا کرے کہ جو اس آگ میں گر جائے ہمیشہ کوفنا ہو اور حساب روز قیامت سے نجات پائے واللہ مجھے ایسی خوشی ہو کہ آگ میں گرنے سے پہلے شادی مرگ ہو جائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی عصمت سے زمین و آسمان آراستہ ہوا اور خطبہ سلطنت دارین اُن کے نام نامی پر پڑھا گیا خدا کے عدل سے اس قدر ڈرتے کہ اگر ایک ذرہ اُن کے دروغ کا خلق پر چمکتا کسی کے دل میں خوشی کی بونہ آتی ہر روز ستر یا سو بار کلاہ خواہگی سر سے

نہ نکسور نہ جاتھل
میں سن

آہستہ آہستہ اور ہزار ہزار عجز و نیاز سے استغفار کرتے سے جگر خوں می شود زیریں یاد مارا + تراستغفار حق فریاد مارا + اے عزیز تو نے سنا کہ پیغمبروں اور صدیقوں کا خدا کے خوف سے کیا حال تھا تجھے یاد جو اس خطا کاری اور رویا ہی کے کس بات پر اطمینان ہے کہ قہار مطلق کی نافرمانی کرتا ہے اور اُس کے قہر و غضب سے نہیں گزرتا عمر تیری تیس سے متجاوز ہوئی مگر عاقبت کی کچھ فکر نہ کی وقت وہ آیا کہ آب دیدہ سے وضو کر کے بکمال عجز و زاری اپنے مالک سے عرض کر الہی تو غفار ہے اور میں گنہگار گنہگار کا ٹھکانہ میرے دوسرے سوا کہاں ہے الہی اب یہ رویا ہرے در پر آ پڑا محروم مت رکھا اگر تو اُس کو محروم کرے گا کہیں کا نہ رہے گا سہ اللہی عبدک العاصی اقاتک + مقدرا بالذنوب قد دعالت + فان تراحم فانت لذات اهل + وان تقدر فمن يبرح سواک۔

اگرچہ مجھ سے بندگی نہ ہوئی مگر تیرا بندہ ہوں تیری بے نیازی سے خائف اور تیری بندہ نوازی کا شرمندہ ہوں الہی اگرچہ طاعت میری ناقص ہے مگر تو اجر کامل عنایت فرما کہ تو کریم ہے اور کریم دینے کے وقت نقصان خدمت پر نظر نہیں کرتا الہی میرے گناہوں پر نظر نہ کر اپنے فضل و کرم کو دیکھ کہ اُن سے کہیں زیادہ ہے ایک قطرہ تیرے دریائے کرم کا ہزاروں دفتر معصیت کے دھو سکتا ہے سہ گناہ من اگر از حد بیرون است + ہزاراں بار زان فضلت فزون است + اگر باشد دودھ و خرم گناہم + توانی سوختن از برق آہم + اگر باشد ز عصیاں صد کتابم + توانی شستن از چشم پر آہم۔ الہی اگرچہ گناہ میرے حد سے بڑھ گئے ہیں لیکن تیرے رحم و کرم کے سامنے کچھ حقیقت نہیں سہ خدا یا رحمت دریائے عام است + وزان جا قطرۃ ما تا تمام است + اگر آلائش خلق گنہگار + فرو شوئی از ان دریائے یکبار + نہ گرد تیرہ آن دریا زمانے + و زور روشن شود کار جلانے۔ الہی تو فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم جب تک تو مجھ سے دعا کرے گا اور بخشش کی امید رکھے گا میں تیرے گناہ بخشا رہوں گا اگر تو زمین کے برابر گناہ کرے گا میں زمین کے برابر بخشش کروں گا اور جو تیرے گناہ زمین سے آسمان تک پہنچیں گے اور پھر مجھ سے بخشش چاہے گا میں بخشش دوں گا سو میں نے بہت گناہ کئے اب شرمندہ ہو کر تیرے در پر حاضر ہوا ہوں اور تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور امید بخشش کی رکھتا ہوں الہی میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن دو شخص دوزخ سے نکلے جائیں گے تو فرماوے گا جو ان پر گزرا ان کے فعل کا بدلہ تھا میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا ان دو کو پھر دوزخ میں لے جاؤ ایک دوزخ دوزخ میں کو دپڑے گا دوسرا کھڑا رہے گا حکم ہوگا انہیں پھر لاؤ اور سب اس شبانی اور توقف کا دریافت کرو جو دوزخ میں گر پڑے گا کہے گا خدا یا اس قدر تکلیف و مصیبت نافرمانی کے سبب سے اٹھا چکا اب بھی تعمیل حکم میں تاخیر کرتا دوسرا عرض کرے گا الہی میں تجھ سے یہ توقع نہ رکھتا تھا کہ دوزخ سے نکال کر پھر دوبارہ مجھے ڈالے گا حکم ہوگا انہیں بہشت میں لیجاؤ ہم نے قصور دونوں کا معاف کیا میرے رب میں بھی تجھ سے یہ امید نہیں رکھتا کہ تو با وصف اس فضل و کرم کے مجھ سے گناہوں پر مواخذہ کرے گا الہی میں نے کیسیا نے سعادت میں دیکھا ہے کہ کسی نے سحلی بن اکثم کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ جناب باری نے تم سے کیا کیا کہا جب میں گیا مجھ سے فرمایا اے شیخ تو نے یہ یہ کام کیا اُس وقت کمال ہر اس اور خوف مجھ پر غالب ہوا۔

عرض کیا مجھے عبدالرزاق نے زہری سے اور آنھوں نے انس سے اور آنھوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آنھوں نے جبریل سے اور جبریل نے تجھ سے خبر دی کہ تو فرماتا ہے انا عند ظن عبدي بی میں بندہ سے وہ کام کرتا ہوں جو کچھ بندہ مجھ سے امید رکھتا ہے اور میں تجھ سے امید رحمت و کرامت کی رکھتا تھا نہ یہ کہ مجھے جناب میں سخت پکڑے گا فرمایا جبریل نے سچ کہا میرے پیغمبر نے سچ کہا انس نے سچ کہا زہری نے سچ کہا عبدالرزاق نے سچ کہا تجھ پر ہم نے رحم کیا یعنی کہتے ہیں پھر رحمت و کرامت کا خلعت مجھے عنایت ہوا اور بہشت کے خادم میرے سامنے کھڑے ہوئے اُس وقت مجھے ایسی خوشی ہوئی کہ کبھی نہ ہوئی تھی سوائے میرے مولیٰ اور اے میرے مالک اے میرے پالنے والے اے مجھ کو انواع نعمت و کرامت سے نوازنے والے اے رحیم اے کریم اس گنہگار و سیاہ بندہ نے یہ روایت ایک عالم کی کتاب میں دیکھی اور یہ بات تیرے رحم و کرم سے کچھ بعید نہیں معلوم ہوتی کہ تو سب چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے میں بھی تجھ سے رحم و کرم کی امید رکھتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تو مجھے جناب میں سخت نہ پکڑے گا یعنی بنی اکثم کی طرح مجھے خلعت کرامت و رحمت کا عنایت کر اور دوزخ سے نجات دے کہ مجھ کو بہشت میں داخل فرماتا مجھے بھی ان کی طرح خوشی حاصل ہو و ذالک هو الفوز الکبیر و انت علی ما تشاء قدير۔

نصحا حکم جی

باب پنجم خصائص شریفہ کے بیان میں۔ بادشاہوں کا دستور ہے کہ جب کسی کو اپنی عنایت سے مخصوص فرماتے ہیں تو اُس کو ایک خاص معاملہ کے ساتھ جس سے اس کی قدر و کثرت ہر شخص کے نزدیک بڑھ جاوے ممتاز کرتے ہیں اسی طرح پروردگار عالم نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خلق سے ہمزیہ عنایت سے مخصوص کر کے اپنی خاص ہر بانیوں کے ساتھ مشرف کیا اور سب پیغمبروں کے صفات اُس ذات با برکات میں جمع کر کے ہزاروں کمالات کے ساتھ کہ بالا صالت کسی کو حاصل نہ ہوئے مخصوص فرمایا ازاں محل شہرت تمامہ تاقعہ کہ جناب باری نے روز اول سے آپ کو محبوبیت و عنایت سے مخصوص و مختار کیا اور نام نامی آپ کا اپنے اسم گرامی کے ساتھ عرش پر اور بہشت کے دروازوں اور پردوں اور سدرہ اور طوبی کے پتوں پر لکھا اور ذکر آپ کا اپنے ذکر کے ساتھ اذان و اقامت و خطبہ و تشہید میں مقرون کیا اور قرآن مجید میں جس جگہ کوئی امر اہم اپنی طرف نسبت کیا حضرت کی طرف بھی منسوب فرمایا اطیعوا اللہ والرسول میری اللہ علیکم ورسولہ۔ احب الیکم من اللہ ورسولہ۔ الا ان اغتھم اللہ ورسولہ من فضله۔ انھم کفروا یا اللہ ورسولہ۔ اذا دعوا الی اللہ ورسولہ۔ امنوا یا اللہ ورسولہ۔ وان کنتن تردن اللہ ورسولہ۔ قل الانفال للہ وللرسول۔ واذان من اللہ ورسولہ۔ ان اللہ برئ من المشرکین ورسولہ۔ ولا یحرمون ملحمہ اللہ ورسولہ۔ وانھم رضوا ما اتھم اللہ ورسولہ۔ میثقتنا اللہ ورسولہ۔ اباللہ وایاتہ ورسولہ۔ ان الذین یجادون اللہ ورسولہ۔ یوادون من حاد اللہ ورسولہ۔ ما افاع اللہ علی رسولہ من اهل القری قللہ و للرسول ولذی القری کذبوا اللہ ورسولہ۔ حارب اللہ ورسولہ۔ مخافون ان یرحیف اللہ

علیہم ورسولہ - هذا ما وعدنا الله ورسوله - ومن يقنت متكلن لله ورسوله - ان الذين
 يؤذون الله ورسوله - انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله - ذالک بانهم شاقوا الله و
 رسوله - ينصرون الله ورسوله - ولو كانوا يؤمنون بالله والنبي - فامنوا بالله ورسوله النبي
 الامی - واطيعوا الله ورسوله ان كنتم مومنین - ومن يطعم الرسول فقد اطاع الله - انما
 وليكم الله ورسوله - واطيعوا الله والرسول - اذا نصحوا الله ورسوله - سیری الله عملکم و
 رسوله - يؤمنون بالله ورسوله - صدق الله ورسوله - اطعن الله ورسوله - اذا قضی الله
 ورسوله امرا - ومن یعص الله ورسوله - لتؤمنوا بالله ورسوله - ومن لم یؤمن بالله
 ورسوله - یدعی الله ورسوله - وان تطيعوا الله ورسوله - انما المؤمنون الذين آمنوا
 بالله ورسوله - ومن یتول الله ورسوله - لا تخونوا الله والرسول - ومن یشاقق الله
 ورسوله - سیؤتینا الله من فضله ورسوله - من محاد الله ورسوله - فان له نار جهنم
 ومن یطعم الله ورسوله ویتخشی الله ویتقه فاولئک هم الفائزون - ووم وقت ولادت
 با سعادت فارس کی آگ کہ ہزار برس سے جلتی تھی اور مجوس اُسکی پرستش کرتے تھے بچہ گئی تا ظاہر ہوا کہ کفر کی آگ حضرت
 کے سبب بجھ جائیگی کہنا او قد داناء للعرب اطفالها الله سو ہم دریا سادہ خشک ہوا اور سادہ کے جنگل میں پانی
 بے شمار بہا نکلتے اس میں اشارہ یہ تھا کہ ایمان کے دریا آپ کے سبب سے جاری ہوں گے اور کفر کے دریا خشک
 ہو جائیں گے یا بنی اسرائیل کہ ہمیشہ زیر سایہ صحاب عزت رہے ذلیل اور مقہور ہو جائیں گے اور بنی اسمعیل کہ
 سدا علیہم اور یکس رہے حکومت و ریاست زمین کی پائیں گے چہارم اُس روز سب بادشاہوں کے تخت
 الٹ گئے اور یہ بات آپ کی کمال ہیبت اور عظمت پر دلالت کرتی ہے پیچھے چودہ برج بادشاہ ایران
 کے محل کے گریٹے لطیفہ اس میں یہ اشارہ تھا کہ چودہ بادشاہ اُسکی اولاد میں بہ منزل تمام سلطنت کریں گے
 آخر کار ملک اُس کا امت محمدی کے قبضہ میں آئے گا چنانچہ حضرت عمر کی خلافت میں لشکر ایران کو شکست فاش
 ہوئی اور تین بیٹیاں یزدگرد بادشاہ کی قید ہو کر آئیں اور حضرت عثمان کی خلافت میں کما نبغی استیصال اُس کا
 ہو گیا اور وہ ایک اسامان کے ہات سے مارا گیا اور ملک اُس کا مسلمانوں کے قبضہ میں آیا ششم جس رات
 والدہ شریفہ حامل ہوئیں فرشتوں نے شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑا اور تخت ابلیس کا دریا میں ڈال دیا اور
 چالیس روز اُس پر عذاب کیا اور بعد ولادت با سعادت کے علم کہانت دنیا سے جاتا رہا اور آسمان شیطانوں
 کے ہات سے محفوظ ہوا - ہفتم آپ کے ساتھ ایک نور عجیب و غریب ظاہر ہوا کہ اُس کی روشنی میں اہل مکہ
 نے مکانات ملک شام کے دیکھے - ہشتم اُس وقت ستارے زمین کی طرف اس قدر جھکے تھے کہ دیکھنے
 والوں کو گمان ہوتا تھا شاید ہمارے سر پر گر پڑیں گے نکتہ صراحت میں یہ ہے کہ حکومت اور ریاست اُس
 جناب کی زمین میں منحصر نہ تھی بلکہ اجرام علویہ بھی آپ سے علاقہ رکھتے ہیں اور اُس جناب کی طرف رجوع کرتے

ہیں اور یہ بھی سمجھا گیا کہ وجود باوجود اُس مولود مسعود کا واسطہ ربط عالم سفلی با عالم علوی ہے نہم عمنس آپ ختنہ کے یعنی بیہیت محتون پیدا ہوئے مگر ولید بن مسلم نے ابن عباس سے اور ابن عبد البر نے تمہید میں روایت کیا کہ عبد المطلب نے ساتویں دن اُس جناب کا ختنہ کیا ابن قیم کہتے ہیں کہ محتون پیدا ہونا حضرت کے خصائص سے نہیں ابن درید نے نقل کیا کہ آدم اور ادریس اور نوح اور سام اور لوط اور یوسف اور موسیٰ اور سلیمان اور ہود اور شعیب اور یحییٰ علیہم السلام بھی محتون پیدا ہوئے ہیں کذا فی المواہب دہم آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے کر دینا و ما فیہا سے انقطاع کلی رکھتے تھے۔ شعر کیف تدعو الی الدنیا ضرورۃ من دلولہ لم تخرج الدنیا من العدم۔ یا زوہم ولادت کے وقت آپ کی آنکھوں میں سرمہ غیب کا لگا ہوا تھا اور ہمیشہ سرمہ لگا معلوم ہوتا کہ اذیل واللہ اعلم دوا زوہم ضہ قبل از حمل شریف قریش قحط عظیم میں مبتلا تھے جب آمنہ حامل ہوئیں ایسا منہ برسا کہ نہریں جاری ہو گئیں اور درخت سرسبز و شاداب ہوئے اور ہر طرف فراغت و برکت قریش پر نازل ہوئی چنانچہ اُس سال کا نام سنتہ الفتح والا تہاج رکھا اور اسی طرح جب آپ بنی سعد میں تشریف لے گئے قحط اُن کا جاتا رہا اور تمام قبیلہ آسودہ ہو گیا۔ سینہ دہم آپ نے پیدا ہوتے ہی خدا کو سجدہ کیا لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ فرمایا تا ظاہر ہو کہ عنایت ازلی مرنی اُس جناب کی ہے چہار دہم جس وقت آپ پیدا ہوئے عبد المطلب خانہ کعبہ میں تھے دیکھا کہ بیت اللہ نے مقام ابراہیم میں سجدہ کیا اور بزبان فصیح کہا الحمد للہ اب مجھے خدا نے بتوں کی نجات سے پاک کیا اور قبل نامی ایک بت کہ کعبہ میں رکھا تھا اور سارے بت روئے زمین کے اونڈھے گر پڑے تا ظاہر ہو کہ آپ کے سبب سے بت پرستی موقوف ہو جائے گی اور خدا پرستی جاری ہوگی۔ یا نردہم جب آپ کھڑے ہوتے یا چلتے قدریسا باوجود کمال اعتدال کے سب سے زیادہ بلند نظر آتا اور جب مستند ارشاد و ہدایت پر جلوہ فرماتے تمام جماعت میں سر مبارک اونچا معلوم ہوتا کسی طرح سے غیرت الہی نے آپ کا ہمسریہ نہ کیا شانزدہم حکیم ترمذی آپ کے بدن مقدس کا سایہ نہ تھا کہ جناب باری نے کسی شے کو نظیر و مماثل اُس جناب کا بنایا نہ تھا۔ لطیفہ ظاہر ہے کہ نور کا عکس نور ہوتا ہے سایہ اُس جسم منور کا وہ نور ہے کہ اہل بصیرت کی آنکھوں میں اور بیدار دلوں کے دلوں میں چمک رہا ہے غیرت الہی مقتضی اس امر کی نہ ہوئی کہ جس جگہ لوگوں کے قدم پڑتے ہیں وہاں سایہ آپ کا پڑے۔ ہ ازاں بالاتر اند پائیہ اوچہ کہ اقتدر تیرہ پا سایہ او۔ علاوہ ہر سر سایہ آدمی کا پیر و اُس کا ہوتا ہے او پیر و اُس جناب کا ایسا پست حوصلہ نہیں کہ مانند دنیا طلبیوں کے عالم فانی کی طرف میل کرے رغبت اُسکی ملک باقی کی طرف ہے مقتدر ہم ابر قبل از نبوت آپ کے سر مبارک پر سایہ کرتا لطیفہ معلوم نہیں کہ حافظ حقیقی اپنے محبوب کے تن نازنین کو حرارت آفتاب سے بچاتا تھا یا آفتاب اُس جہر انور کی تاب نہ لا کر مونہ پنا نقاب ابر میں چھپاتا تھا خورشید اُس نور مقدس کے حضور حکم سایہ کا رکھتا ہے اور سایہ مقابل نور کے نہیں آسکتا ہے ہیبت آفتاب از نور او شد در حجاب چہ سایہ را باشد حجاب از آفتاب۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس

طرح بادشاہان عالم سفلی کے سروں پر چتر اس عالم کا ہوتا ہے اُس رئیس عالم علوی کے سرانور پر چتر اس عالم کا کہ سحاب رحمت سے عبارت ہے نہایت زیبا ہے ہیچ دھم آپ کے پسینہ سے خوشبو مشک کی آتی بلکہ جس سے مصافحہ کرتے یا جس کے سر پر ہاتھ رکھتے اُس کے ہاتھ اور سر سے خوشبو آنے لگتی اور جس گلی سے تشریف لے جاتے جبکہ جاتی لوگ خوشبو سے جانتے کہ ہمارے حضرت اس راہ سے تشریف لے گئے تو زدم فخر الدین الرازی کبھی کبھی جسم نازنین پر نہ بیٹھتی کہ گزر اُس کا اکثر نجاست پر ہوتا ہے اور وہ جسم مظهر الوشا ظاہری اور باطنی سے پاک اور منزہ ہے بستم حجازی پچھر وغیرہ جانوروں موزی نے آپ کو کبھی ایلا نہ دی اور جوں آپ کے بالوں اور کپڑوں میں نہ پڑتے اور وہ جو محدثین نے روایت کیا ہے کہ آپ اپنے کپڑوں کی جوں دیکھا کرتے تھے مطلب اُس کا یہ ہے کہ اگر اور کے کپڑوں کی جوں چڑھ جاتی نہ یہ کہ آپ کے کپڑوں میں پیدا ہوتی۔ بست دوم شمع کا رو پشت برابر ہوتا ہے اس لئے آپ سامنے اور پس پشت کی چیز کو یکساں دیکھتے بست سوم بچہ پیر کیجا ستر آپ کا ظاہر نہ ہوتا اگر اچانا ہو جاتا تو فرشتے چھپا دیتے بست چہارم آپ کے بول و برازیں الصلا بدو نہ آتی جس جگہ قضاے حاجت تھے زمین براز آپ کا نکل جاتی اور خوشبو مشک کی اُس جگہ سے آتی ام ایمن نے بول آپ کا پانی سمجھ کر پی لیا آپ کو خبر ہوئی فرمایا تیرا پیٹ کبھی نہ دکھے گا مدارج النبوة میں لکھا ہے کہ خون آپ کا عبد اللہ بن زبیر اور مالک بن سفیان نے پیا ہے تنبیہ یہاں سے ثابت ہو کہ فضلات آپ کے پاک تھے عدنی نے شرح بخاری میں لکھا ہے کہ آپ کا بول براز نجس نہ تھا اور اس قول کو امام اعظم کی طرف نسبت کیا ہے واللہ اعلم بست پنجم آپ کے بالوں سے خوشبو کی لپٹیں آتیں اور چمکتے رہتے جس بیمار کو بال آپ کے دھو کر پانی پلا دیتے فوراً اچھا ہو جاتا ق ک خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کی ٹوپی میں چند موئے مبارک حضرت کے تھے کہ اُن کی برکت سے ہر میدان میں غالب رہتے اور ہر لڑائی میں فتح پاتے ایک لڑائی میں وہ ٹوپی گر پڑی خالد رضی اللہ عنہ نے سخت حلہ کیا کہ بہت آدمی مارے گئے صحابہ نے اس بات پر انکار کیا خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ حلہ ٹوپی کی واسطے نہیں کیا بلکہ اس لئے کہ اُس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال تھے تا برکت اُن کی میرے پاس سے نہ جاتی رہے اور وہ دولت بے بہا مشرکان ناپاک کے ہاتھ نہ پڑے بست ششم م اسی طرح اسماء بنت لہی بکر کے پاس آپ کا جبہ مقدس تھا اُسے دھو کر پانی جس بیمار کو پلاتیں فوراً شفا پاتا اور لعاب دہن مبارک کی بھی یہی تاثیر تھی جس بیمار کے بدن پر لگا دیتے اچھا اور جس کھاری کنوئیں میں ڈالتے میٹھا ہو جاتا غار ثور میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے کاٹا آپ نے لعاب دہن مقدس لگا دیا فوراً آرام ہو گیا اور امام شافعی کو خواب میں عنایت ہوا اُس روز سے حافظہ اُن کا ایسا صحیح ہو گیا کہ کبھی کوئی بات نہ بھولی بست ہفتم استعاب میں لکھا ہے کہ جب والدہ حضرت علی کی مرگ آپ اُن کی قبر میں لیٹے اور قمیص مبارک اپنا اُن کے کفن کے لئے عنایت کیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے پہلے کبھی ایسا نہ کیا تھا فرمایا ابو طالب کے بعد اُن سے زیادہ نیکی مجھ سے کسی نے نہ کی قمیص اس لئے پنھیا یا کہ اُن کو بہشت کا حلہ لے اور قبر میں اس لئے

یسا کہ اُن پر آسانی رہے اسے عزیز آثار و تبرکات مقبولانِ خدا کو وسیلہ شفا ٹھہرانا اور ذریعہ فلاح و نجات اور فتح اور نصرت کا سمجھنا اور بکمال ادب و تعظیم اُن کی زیارت کرنا اور بے ادبی سے بلا اور آفات کا نازل ہونا قرآن و حدیث و آثار صحابہ و تابعین اور اسلاف صالحین سے بخوبی ثابت ہے صحیح روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمہ کے پاس موٹے مبارک چاندی کے ڈبہ میں تھے اکثر مریض اُن کے پاس جاتے اور موٹے مبارک دھوکہ پانی پیتے سب مالک نے حضرت کو بلا کر اپنے گھر میں نماز پڑھوائی تا اُس جگہ نماز پڑھا کریں اور مسجد بنا دیں امام نووی کہتے ہیں یہاں سے ثابت ہوا کہ آثار صالحین سے تبرک جائز ہے اور ثابت ہوا کہ آپ نے حج و داع میں حلق کرایا م س اور داہنی طرف کے سب بال ابو طلحہ کو دیئے اور بائیں طرف کے اور لوگوں کو تقسیم کئے تو ریشی کہتے ہیں کہ وجہ تقسیم کی یہ تھی تا برکت اصحاب میں باقی رہے اور باعث تذکرہ اور یادداشت کا ہو گیا اشارہ فرمایا کہ میں قریب تر اس جہان سے رخصت ہوں گا اور تخصیص ابو طلحہ کی اس لئے ہے کہ وہ قبر مبارک کھودیں گے مطلق بن علی کہتے ہیں کہ بیعت کے وقت ہم نے حضرت سے وضو کا بچا پانی مانگ لیا اور عرض کیا کہ ہمارے ملک میں ایک بیتخانہ ہے کہ ہمارا معبد تھا فرمایا اپنے کنشت کو توڑو اور اُس کی زمین کو اس پانی سے چھڑکو اور وہاں مسجد بناؤ عرض کیا شہر ہمارا دور ہے اور گرمی سخت ہے فرمایا اس میں اور پانی ملا لو کہ یہ زیادہ نہ کرے گا مگر پاکی ملا علی قاری کہتے ہیں کہ اس حدیث سے بقیہ وضو آپ کا آب زمزم کی طرح شہروں میں لے جانا ثابت ہوا اور آپ کے وارثوں یعنی علما و صلحا کا بقیہ وضو بھی یہی حکم رکھتا ہے رع ابو ایوب انصاری کے اہل و عیال کا سد آپ کے سامنے سے اٹھا لیتے اور آپ کے مونہہ اور انگلی لگنے کی جگہ کو تبرک سمجھ کر چاہتے اور ثابت ہوا کہ صحابہ لعاب دہن مبارک کو دفع مرض کے واسطے بدن میں لگاتے اور شفا پاتے بل انس رضی اللہ عنہ نے قدح شریف نکالا لوگوں نے پانی اس میں پیا اور سروں اور مونہوں کو لگایا اور حضرت پر درود پڑھی م اسمارنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے جب حضرت کا نکالا اور کہا ہم اسے دھو کر پانی بیماروں کو شفا کے لئے پلاتے ہیں م س انس کہتے ہیں حضرت نے روز نحر حجامت بنوائی اور بال اپنے صحابہ کو تقسیم کرائے جب عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے حضرت سے بیعت کی اپنے سیدھے ہاتھ سے شرم گاہ کو نہ چھوا فاپس تعظیم آپ کے مشاہد و اسباب و امکنة و معابد اور اُس کے جسے حضرت نے چھوا آپ ہی کی تعظیم ہے جیسا غفاری نے عصا حضرت کا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھین کر توڑنے کے واسطے اپنے گھٹنوں سے لگایا اسی روز اُس کے گھٹنوں میں زخم بڑ گیا کہ کل کر گز پڑے اور اسی مرض میں مر گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو صحابہ دوڑ کر پانی کو لیتے تھے اس اشتیاق کے ساتھ گویا آپس میں کٹ مریں گے اور جب تھوکتے یا ناک صاف کرتے اپنے ہاتھوں پر لیتے اور مونہوں پر ملتے اور جب کوئی بال گرتا تو ہاتھ لے جاتے امام مالک مدینہ میں سوار ہو کر نہ نکلتے فا حفظہ کے سر پر حضرت نے ہاتھ رکھا اور برکت کی دعا کی جس بکری یا آدمی

کے درم ہوتا حضرت کے ہاتھ لگنے کی جگہ اُس کے درم پر چھو دیتے فوراً آرام ہو جاتا علامہ سمہودی نے تاریخ مدینہ میں لکھا ہے کہ مسجد بنی ظفر میں ایک پتھر ہے اُس پر حضرت بیٹھے تھے لوگ قصد کر کے وہاں آتے ہیں اور بانجھ عورت کو اُس پر بٹھاتے ہیں یونس بن محمد کہتے ہیں جو عورت اُس پر بیٹھتی تھی اکثر حاملہ ہو جاتی تھی استیفاء اور مرقات میں ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے وقت موت کے وصیت کی کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قمیص اور موئے مبارک اور ناخن شریف ہے اسی دن کے واسطے رکھ چھوڑے تھے جب حجاجوں کو قمیص کو میرے کفن کے بیچ میں اور موئے مبارک اور ناخن شریف کو میرے مونہ اور انگھول میں رکھنا اگر کوئی چیز نفع کرے تو یہ ہوگی اور بیشک خدائے تعالیٰ غفور و رحیم ہے تعریف اے عزیز مقام عبرت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ باپ یزید کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص اور ناخن اور موئے مبارک تبرک سمجھ کر اپنی قبر میں رکھوائیں اور وہ پلید رسول اللہ کے نواسہ کو کس رنج و تکلیف کے ساتھ فہید کرائے اور اُن کے اہل بیت پر کیسے کیسے ظلم و ستم کرے کہ زبان قلم اُن کے بیان سے قاصر ہے من یمدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد کہتے ہیں کعب بن زہیر کہ مشاہیر شعراء عرب سے ہیں بسبب اس کے کہ حضرت اور ابو بکر صدیق کی ہجو لکھتے تھے فتح مکہ کے روز حکم اُن کے قتل کا نافذ ہوا مگر ہاتھ نہ آئے جب حضرت مدینہ کو تشریف لے گئے یہ بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوئے دن کو چلتے رات کو چھپ رہتے ایک روز آپ مسجد شریف میں تشریف رکھتے تھے یکبارگی مسجد کے دروازہ پر پہنچ کر کعب نے کہا میں کعب ابن زہیر ہوں اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ اور قصہ بانث سعادہ نعت میں کہا تھا پیش کیا آپ خوش ہوئے اور ردائے مقدس عنایت کی اور اس شعر میں شعر ان الرسول النار یستضاء بہ ۴ دھارہ من سیوف الہند مسلول۔ یہ اصلاح فرمائی کہ نار کی جگہ نور اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ مناسب ہے۔ معاویہ اُس ردائے دس ہزار دینار دیتے رہے کعب نے قبول نہ کیا کہ میں حضرت کا تبرک نہ بچوں گا اُن کے بعد اُن کی اولاد سے تیس ہزار کو لے لی سبیل الہدیٰ والرشاد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابیسی رضی اللہ عنہ کو اپنے عصا کا ٹکڑا عنایت کیا اور فرمایا اپنے ساتھ رکھو کہ اُس کے پتے سے تجھے قیامت کے دن پہچانوں گا بعد مرنے کے وہ عصا اُن کی قبر میں رکھا گیا اور اُسی کتاب میں ہے کہ مدینہ کا نام شافہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ مٹی مدینہ کی شفا ہے ہر درد سے اور وہاں کے خبار کے حق میں بھی صحیح حدیث آئی ہے اور ابن سدی نے ذکر کیا کہ مدینہ کے نام لکھ کر اپنے پاس رکھنا تپ کو دور کر دیتا ہے اور اُسی کتاب میں ہے کہ جن مکانات میں حضرت نے دعا مانگی وہاں دعا مستجاب ہوتی ہے اور جو مدینہ کی زمین کو تراکھے وہ گمراہ ہے امام مالک نے فتویٰ دیا تیس درہ مارنے اور قید کرنے کا اور کہا اگر دن مارنے کے لائق ہے جو مدینہ کی زمین کو کھدے اچھی نہیں ہے حالانکہ حضرت اس میں مدفون ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ہم ابو سعید بن معلی کہتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا کہ حضرت نے مجھے پکارا بعد نماز کے آپ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ

میں نماز پڑھتا تھا اس لئے جواب نہ دے سکا فرمایا کیا خدا تعالیٰ نے نہ فرمایا استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم الله تعالیٰ فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ہم دو شخص طائفی مسجد نبوی میں چلا کے باتیں کرتے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوا کر فرمایا تم کہاں رہتے ہو عرض کیا طائف میں فرمایا اگر تم مسافر نہ ہو تو میں تمہیں مارتا کہ تم حضرت کی مسجد میں چلا کے باتیں کرتے تھے اس ابو ہریرہ کو نہانے کی حاجت تھی آپ کی خدمت سے اٹھ گئے اور نہا کر پھر آئے پوچھا کہاں گئے تھے عرض کیا مجھے نہانے کی حاجت تھی اس حالت میں آپ کے پاس بیٹھنا خوش نہ آیا قی عبدالرحمن بن ابی قراہ سے منقول ہے کہ حضرت نے ایک روز وضو کیا اصحاب نے پانی وضو کا اپنے مونہوں سے ملا فرمایا کس چیز نے تم سے یہ کام کرایا عرض کیا خدا اور رسول کی محبت نے د اور جب وفد عبدالقیس خدمت عالی میں آئے جلدی اپنی سوار یوں سے اتر کر آپ کی طرف دوڑے اور آپ کے بات پاؤں چومنے لگے جلد ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے آپ کا تھوک اپنے سینہ سے ملا اس دن سے کوئی بات نہ بھولا اس میں نے دیکھا کہ حضرت حجامت بنواتے ہیں اور جو پانی گرتا ہے صحابہ ہاتھ میں لیتے ہیں زمین تک نہیں جانے دیتے تب کسی لڑائی میں غنیمت آئی عمر رضی اللہ عنہ نے تین ہزار اپنے بیٹے عبداللہ کو اور ساڑھے تین ہزار اسامہ بن زید کو دیئے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کسی لڑائی میں اسامہ نے مجھ سے سبقت نہ کی وجہ ترجیح کی کیا ہے فرمایا اس کا باپ زید تیرے باپ سے اور وہ مجھ سے حضرت کو زیادہ عزیز تر تھا میں نے حضرت کی محبت کو اپنی محبت سے ترجیح دی اور منقول ہے کہ ایک دن ابن عمر رضی اللہ عنہما بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک شخص ازار ٹخنوں کے نیچے لٹکائے آتا ہے فرمایا کہ اسے لاؤ کہ تعذیر اور تنبیہ کیا جائے جب قریب آیا معلوم ہوا کہ اسامہ بن زید کا بیٹا ہے بسبب ادب کے سر جھکا لیا معالم التنزیل میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین شخص مسجد شریف میں بحث کرتے تھے ایک کہتا کہ سقاہ حاج اور ایک کہتا عمارۃ مسجد الحرام اور ایک کہتا جہاد فی سبیل اللہ افضل ہے حضرت عمرؓ نے ان کو نکلوا دیا کہ حضرت کی قبر شریف کے پاس آواز بلند نہ کرو حفظ التوسل میں لکھا ہے کہ معاویہ یا مروان نے منبر شریف کو اس ارادہ سے کہ ملک شام میں لے جائیں ہاتھ لگایا اسی وقت آفتاب چھپ گیا اور ایسی تاریکی ہو گئی کہ تارے دن کو نظر آنے لگے حافظ سخاوی نے قول بدیع میں اور عمر بن حفص سمرقندی نے رونق المجالس میں لکھا کہ شہر بلخ میں ایک سوداگر بڑا مالدار اور ذی وقار تھا سوا دولت دنیا کے تین موٹے مبارک بھی اُس کے پاس تھے جب مراسب مال دونوں بیٹوں نے تقسیم کر لیا ایک ایک موٹے مبارک بھی دونوں کے حصہ میں آیا ایک باقی رہا بڑے نے اُسے کاٹنا چاہا چھوٹا اُس بے ادبی پر راضی نہ ہوا اُس نے کہا اگر تجھے حضرت سے محبت ہے سب مال باپ کا مجھے دے تینوں موٹے مبارک تولے لے اُس نے اس بات کو غنیمت سمجھا اور باپ کے ترکہ سے دست بردار ہوا میریت آن کس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند + فرزند و عیال و خاتمان را چہ کند قطعہ ماہرچہ داشتیم فدائے تو کردہ ایم + جاں را اسیر بند ہوائے تو کردہ ایم +

ما کردہ ایم ترک خود و ہر دو کون نیز چہ اینہا کہ کردہ ایم برائے تو کردہ ایم۔ القصہ چند روز میں سب مال بڑے کا تلف ہو گیا اور چھوٹا مال دنیا سے بھی مالا مال ہوا جب اُس کا انتقال ہوا بعض بزرگوں سے حضرت نے خواب میں فرمایا جسے کچھ حاجت ہو اُس کی قبر پر جائے اور اُس کے وسیلہ سے دعا مانگے جو شخص اُس کی قبر پر جاتا مراد اپنی پاتا رفتہ رفتہ تعظیم اُس کی اس مرتبہ کو پہنچی کہ لوگ اُس راہ سے سوار ہو کر نہ نکلتے ابن ابی الجوزا کہتے ہیں ایک مدینہ میں قحط پڑا لوگوں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے حال عرض کیا فرمایا قبر مبارک کی چھت میں سوراخ کرو جب آسمان قبر شریف کو دیکھے گا مینہ برسے گا اور یہ بھی وارد ہے کہ ایک بار حضرت عمر کی خلافت میں قحط پڑا آپ نے عباس رضی اللہ عنہ کو بسبب رشتہ داری حضرت کے وسیلہ استسقاء کیا خوب مینہ برسا ہم ایک شخص نے چادر شریف حضرت سے مانگ لی لوگوں نے طعن کیا کہ حضرت کو حاجت تھی تو نے کیوں مانگی اُس نے کہا میں نے اوڑھنے کے واسطے نہیں مانگی بلکہ اپنے کفن کے لئے لی ہے سہل رضی اللہ عنہ راوی حدیث کے کہتے ہیں کہ اُس کا کفن اُسی چادر سے ہوا۔ امام مالک بسبب ادب کے مدینہ شریف میں سوار ہو کر نہ نکلتے اور پرانی عمارتوں کو چومتے اس امید پر کہ شاید حضرت کا ہاتھ وہاں پہنچا ہو شاہ ولی اللہ صاحب انقاس العارفين میں فرماتے ہیں میرے والد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو موئے مبارک عنایت فرمائے آپس میں لپٹے رہتے ہیں جب درود پڑھا جاتا ہے ہر ایک جدا کھڑا ہو جاتا ہے تین منکروں نے امتحان چا با دھوپ میں لے گئے بے موسم کے بادل کا ٹکڑا آگیا ایک نے توبہ کی دو نے کہا قصہ اتفاقیہ ہے پھر لے گئے پھر بادل آگیا دوسرے نے توبہ کی تیسرے نے نہ مانا نہ بارہ لے گیا فوراً بادل نے سایہ کیا وہ بھی تائب ہوا ایک بار مجمع عظیم میں زیارت کے لئے اُن کو نکالنا چاہا قفل صندوق کا ہرگز نہ کھلا ایک شخص اُس مجمع میں ناپاک بیٹھا تھا اُس کی شامت سے زیارت میسر نہ ہوتی تھی جب وہ اُٹھ گیا قفل آسانی سے کھل گیا قافلہ ایک شخص کی صورت حضرت سے کچھ مشابہت رکھتی معاویہ رضی اللہ عنہ اُن کی تعظیم کیواسطے اپنے تخت سے اُٹھتے اور اُن کو تخت پر بٹھا کر آپ سامنے اُن کے دو زانو بیٹھتے اور ایک پر گنہ اُن کو جاگیر دیا مودریجی نام ایک سید تھے کہ اُن کے بدن پر خاتم نبوت کے مشابہ کچھ تھا لوگ اُس مقام کی زیارت کرتے اور درود پڑھتے قاضی احمد بن فضلہ کہتے ہیں جب سے میں نے سنا کہ حضرت نے کمان ہاتھ میں لی اُس دن سے بے وضو کمان نہ چھوئی تنہیب التہذیب میں لکھا ہے کہ سہل بن عبد اللہ قسری نے ابو داؤد صاحب صحیح سے کہا اپنی زبان نکال جس سے حضرت کی حدیث پڑھی ہے کہ میں بوسہ دوں ابو داؤد نے زبان نکالی اُنھوں نے بوسہ دیا محمد باوی جامع البعرات میں لکھتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو موئے مبارک حضرت کے لیکر تبرکات اپنے گھر میں رکھے ناگاہ آواز آئی کہ گھر میں اُن بالوں کے پاس کوئی شخص بیت خوش آواز تلاوت قرآن کی کرتا ہے حضرت سے حال عرض کیا فرمایا اے ابو بکر کیا تو نہیں جانتا کہ فرشتے میرے بالوں کے پاس جمع ہوتے ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں شفا کے قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قبر

شریف پر ہاتھ پٹا رکھتے اور اپنے مونہ سے ملتے اور عینٹی میں لکھا ہے کہ آپ کے قدح شریف سے پانی پینا تبرک میں داخل ہے۔ **بست و شتم** امام ابوالحق بن حاج سے ابن عساکر وغیرہ نے نقل کیا کہ خبر دی مجھے قاسم بن محمد نے ابو جعفر احمد سے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک طالب کو مثال نعل شریف کی دی ایک دن اُس نے مجھ سے کہا اس مثال کی عجیب برکت ہے میری بیوی کو ایسا درد عارض ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوئی میں نے اس مثال کو درد کے مقام پر رکھا اور کہا کہ الہی مجھے اس مثال کی برکت دکھا دے اُسی وقت آرام ہو گیا قاسم بن محمد کہتے ہیں تجربہ کیا گیا کہ جو اسے پاس رکھتا ہے باغیوں کی بغاوت اور دشمنوں کے غلبہ اور شیطان کے شر اور حاسد کی آنکھ سے محفوظ رہتا ہے اور حاملہ عورت درد زہ کی شدت میں اگر اُسے سیدھے ہاتھ میں لے فوراً مشکل اُس کی آسان ہو جاوے شرف الدین کہتے ہیں سحر و نظر سے امان ہے۔ امام ابن جہد فرماتے ہیں یہ مثال جس گھر میں ہو وہ گھر نہ جلے جس مال میں ہو چوری نہ جائے جس جہاز میں ہو نہ ڈوبے جس قافلہ میں ہو نہ لٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اور بہت اماموں نے ایسا ہی لکھا ہے کہ جس حاجت میں اُسے توسل کیا گیا وہ حاجت برآئی اور جس سختی میں اُسے وسیلہ پکڑا آسان ہو گئی۔

اے دل و دیدہ خاک تعلینت رشتہ بجاں شر اک تعلینت

شیخ ابن حبیب الہی کہتے ہیں میں نے اپنے پیوڑے پر کسی دولہے نہیں جانا تھا مثال کو رکھ دیا فوراً آرام ہو گیا تلبانی کہتے ہیں میں جہان بیخوار تھا سخت طوفان اٹھا کہ اہل تجربہ نجات سے نالوس ہوئے میں نے مثال شریف نا خدا کو دی اُس نے بتو سل اُس کے خدا سے دعا کی جہاز محفوظ رہا تا وقتوں نے اُس کو میری کرامت سمجھا اسی طرح اپنے اور بزرگوں کی بہت سی حکایتیں نقل کیں اور قاضی عیاض وغیرہ محققین نے مثال اُس نعل مبارک کی جو عائشہ صدیقہ پھر ان کی بہن ام کلثوم کے پاس تھی لکھی ہے اور کتاب الاکتفا فی مغازی المصطفیٰ والسرائۃ الخلفاء اور کتاب نتیجۃ المحب المصمیم اور کتاب خدمۃ نعل القدم المحمدی میں جو مثال نعل مقدس کا ائمہ سلف سے بخوبی ثابت کیا مواہب میں لکھا جو شخص مثال نعل مبارک کی اپنے پاس رکھے باغیوں کی بغاوت اور شیطان کی شرارت اور حاسد کی نظر سے محفوظ رہے **ہذا والله اعلم وعلیہ اتعدوا حکم لیست** انہم علی بن برہان الدین محدث انسان العیون میں اور امام سبکی قصیدہ تائید میں اور حافظ زہری جنبلی تلمیذ ابن القیم اور حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری اور ابن خطیب محدث اپنے قصیدہ میں اور صاحب فتح المتعالی شیخ حافظ محدث شیخ محمد بن احمد متولی مصری شافعی سے اور وہ ابن شیع اور نیشاپوری سے نقل کرتے ہیں کہ سخت پتھر پر آپ کے قدم کا نشان بن گیا اور ریت پر نظر آیا اور یہ امر بہشت مجموعی آپ کے لئے مخصوص ہے اگرچہ جزا دل اُس کا حضرت آدم کی نسبت منقول ہے اور حضرت ابراہیم کے لئے مخصوص ہے علاوہ بریں یہ معجزہ حضرت آدم اور حضرت ابراہیم سے ایک ایک بار ثابت ہوا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہا وقوع میں آیا امام علی بن برہان الدین انسان العیون میں اور امام ابو بکر عربی شرح مؤطا میں لکھتے ہیں کہ صخرہ بیت المقدس

عجائب قدرت الہی سے ہے کہ ہوا میں معلق ہے جنوب کی طرف اُس پر نشان حضرت کے قدم کا ہے کہ اُس پر پاؤں رکھ کر آپ براق پر سوار ہوئے تھے اور دوسری طرف فرشتوں کی انگلیوں کا نشان ہے کہ جب وہ آپ کی ہدایت و غفلت سے جنوب کی طرف جھکنے لگا تو فرشتوں نے دوسری طرف پکڑ کر روک لیا اور مانند اسی کے حافظہ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی معراج مسجع میں لکھتے ہیں اور یہ تو حافظ ابو نعیم اور ابن جوزی نے بھی نقل کیا کہ سنگ بیت المقدس نرم ہو گیا آپ نے براق اپنا اُس سے باندھا لوگ اُسکی زیارت کرتے ہیں اور تلمسانی صاحب فتح المتعال لکھتے ہیں میں نے مکہ شریفہ میں اُس قبہ میں کہ زمزم کے قریب ہے نشان ایک قدم کا دیکھا لوگ اُسے حضرت کے قدم شریف کا نشان کہتے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جن پہاڑ پر آپ بکریاں چراتے تھے نشان آپ کے قدم کے بن جاتے تھے صاحب فتح المتعال کہتے ہیں کہ میں نے تریٹ سلطان ابو نصر قاتیبائی پر ایک پتھر دیکھا کہ اُس میں نقش قدم شریف کا پایا لوگ اُس کی زیارت سے فوائد اور برکات حاصل کرتے ہیں صاحب قرۃ الناظر لکھتے ہیں کہ آپ کے نعلین شریفین کا نقش پتھر پر ہو گیا اور مواہب لدنیہ اور جذب القلوب الی دیار المحبوب میں ہے کہ مسجد بغداد میں ایک پتھر پر آپ کے بغلہ شریفہ کے سم کا نشان بن گیا اسی سبب اُس کو مسجد البغلہ کہتے ہیں اور لوگ اُس نشان کی زیارت کرتے ہیں اور یہ دونوں اثرات قدم آدم و ابراہیم علیہما السلام سے عجیب تر ہیں اور یہ بھی جذب القلوب میں مطری سے نقل کرتے ہیں کہ اُسی مسجد میں دوسرے پتھر پر اثر آپ کی کہنی کا واقع ہے اور ایک پتھر پر نشان انگلیوں کا ہے اور جامع المعجزات میں ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ شب غار آپ کے قدموں کا پتھر پر اس طرح نشان بن گیا گویا مٹی پر چلتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس پتہ سے کفار ہم کو ڈھونڈھ لیں گے فرمایا مٹا دے میں نے مٹا دیا خدا کے حکم سے مٹ گیا اسے عزیز یہ دوسرا معجزہ ہے ورنہ نقش پتھر کا کہیں مٹنے سنا ہے مگر افسوس کا مقام ہے کہ پتھر سخت اثر آپ کے قدم کا قبول کرے اور انسان باوجود علم و دانش کے آپ کے حکم پر نہ چلے و لتعم ما قیل ہ سگے و نہاتے کہ دروغا صیت نیست + بزاد می داں کہ از و منفعت نیست۔ سیم تصرف عالم علوی میں آپ کے لئے مخصوص ہے چنانچہ بادل آپ کے اشارہ سے جمع ہوا اور ہٹ گیا اور آپ کی دعا سے منہ برسا اور چاند آپ کی انگلی سے دو پارہ ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ اقتربت الساعة وانشق القمر وان یروا یتعجبوا ویتقوا سمیر مستورا اور وہ جو بعض روایت میں وقوع اس قلعہ کا منیٰ میں اور بعض میں بیچ مکہ کے وارد ہوا مناقض نہیں اُس لئے کہ منیٰ بھی مکہ ہی میں کہلاتی ہے مقصود یہ ہے کہ یہ معجزہ قبل ہجرت کے واقع ہوا اور وہ جو بعض گمراہ کہتے ہیں اگر یہ امر واقع ہوتا تمام عالم کو معلوم ہو جاتا اہل تاریخ اور باب تنجیم کہ نقل امور غریبہ اور واقعات عجیبہ میں اصرار رکھتے ہیں یا ضرور اس کو نقل کرتے محض بے محل اور بانگ بے ہنگام ہے کہ حالات کو اکب تمام کرۂ زمین سے یکساں نسبت نہیں رکھتے کسی ملک میں چاند پہلے طلوع کرتا ہے اور کہیں پیچھے اور کہیں ایک صفت پر ہوتا

ہے اور دوسری جگہ خلاف اُس کے کبھی چاند میں اور کسی قوم میں پہاڑ حائل ہوتا ہے اسی لئے کسوف بعض شہروں میں پایا جاتا ہے اور بعض میں نہیں اور بعض جگہ ناقص اور بعض جگہ کامل نظر آتا ہے اور یہ معجزہ رات کو واقع ہوا کہ لوگ اُس وقت گھروں میں سوتے ہیں اور جو میدان میں ہوتا ہے وہ کسی کام میں مشغول ہوتا ہے اور وہ ایک امر آتی تھا بل مارتے میں ختم ہو گیا اُس وقت نگاہ آسمان پر ہونا کیا ضرور ہے اور اگر بعض نے دیکھا ہو اور اُس پر اعتماد نہ کیا ہو کیا بعید ہے جو شخص اس قسم کی عجیب بات کہ آنی ہو دیکھتا ہے قصور اپنی نگاہ کا سمجھتا ہے اور جو اُسے اپنے دیکھنے پر فی الجملہ اعتماد بھی ہوتا ہے تو خیال اس امر کے کہ لوگ اُسے نادان کہیں گے دوسرے سے نہیں کہتا ہے علاوہ بریں خرق عادت قدر ضرورت سے تجاوز نہیں کرتا صرف ان منکروں پر جو خواستگار معجزہ ہوتے ہیں ظاہر ہوتا ہے دیکھو معجزہ عیسوی کہ ایجاد موتی اور برابر ابرص واعلیٰ تھا ضرورت سے متجاوز نہ ہوا ورنہ سب مردے اُس زمانہ کے زندہ ہو جاتے اور تمام اندر سے اور کوڑھی شفا پاتے اور اس جگہ ایک نکتہ عجیب ہے کہ عادت الہی اس طور پر جاری ہے کہ جب نبی کسی قوم کو معجزہ دکھاتا ہے اور قوم انکار کرتی ہے غضب الہی اُن پر نازل ہوتا ہے رحمت الہی مقتضی اس امر کی نہ ہوتی کہ اگلی قوموں کی طرح اس زمانہ کے لوگوں کو ہلاک کرے صرف وہ ہی متمرد و سرکش جو حضرت سے اُس وقت مقابلہ کرتے تھے جنگ بدر وغیرہ میں ہلاک ہوئے اس لئے اور معجزات محسوسہ آپ کے قدر ضرورت سے زیادہ ظاہر نہ ہوئے اور معجزہ عقلیہ یعنی کتاب الہی واسطے اس بات ثبوت کے کافی ہے کہ اصل تمدنی عقلی ہے فافہم واللہ اعلم۔

سیکم محبوبیت مطلقہ کہ آپ باعتبار جملہ صفات و جہات کے ہر زمانہ میں تمام خلایق بلکہ خود خالق کے محبوب ہیں مثلاً عالم سے بسبب علم کے اور زاہد سے بسبب زہد کے اور حسین سے بسبب حسن کے اور عادل سے بسبب عدل کے محبت ہوتی ہے اور آپ کے جملہ صفات ظاہری و باطنی و اختیاری و غیر اختیاری متساویۃ الاقدام ہیں حسین سے اُس وقت تک محبت رہتی ہے جب تک حسن باقی ہے جب حسن جاتا رہتا ہے محبت بھی جاتی رہتی ہے اور آپ کی ہر صفت کمال نوال سے منزہ و مبرا بلکہ یو مافیو ما ترقی پر ہے وللأخرة خیلک من الاولیٰ اور بعض اشخاص سے معاصرین محبت رکھتے ہیں نہ لاحقین اور بعضوں سے لاحقین محبت رکھتے ہیں معاصرین مگر آپ سے ہر وقت اور ہر زمانہ میں اہل ایمان کو محبت رہی ہے اور اسی طرح بعض اشخاص سے اس لئے کہ اپنے دوست ہیں محبت اور اس جہت کہ دشمن سے ملتے ہیں کدورت ہوتی ہے مگر آپ کی ذات پاک میں کوئی جہت منافی محبوبیت کی نہیں بعض لوگوں سے بعض خلق کو محبت ہوتی ہے اور بعض کو نہیں مگر اُس جناب سے تمام جن ہر فرشتے اور انسان بلکہ وحش و طیر محبت رکھتے ہیں سوائے اُن کے جن کو جناب باری نے روز ازل بد نصیب کیا اور لوح محفوظ میں جہنمی لکھ دیا اسے عزیز خلق کا کیا ذکر ہے خود خالق اُن سے محبت رکھتا ہے غور کر کہ کس محبت سے اُن کے شہر و وطن کی قسم کھاتا ہے (یا دفرماتا ہے) لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد لا زاد ہے یعنی میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اس لئے کہ تو اس شہر میں رہتا ہے فائدہ

ابن عباس کہتے ہیں میں نے نہ سنا کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے شہر اور عمر کی قسم یاد فرمائی ہو۔ عارِج میں ہے یہ قسم ایک سرکنوں ہے کہ کوتاہ بینوں کی نظر اُس کے ادراک سے قاصر ہے جو لوگ پاک نظر راز و نیاز عاشق و معشوق سے واقف ہیں کیفیت و لذت ان باتوں کی اُٹھاتے ہیں تمہو عمر رضی اللہ عنہ حضرت کے عرض کرتے ہیں بانی امت و امی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بزرگی آپ کی خدا کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ آپ کی زندگی کی اور آپ کے شہر کی قسم یاد فرمائی الاخر بعض کہتے ہیں لا نافیہ ہے یعنی اگرچہ یہ شہر کمالِ معظم و مکرم ہے مگر جو اس کے رہنے والوں نے مجھے نکال دیا تو اب یہ شہر قابلِ قسم کھانے کے نہ رہا دانا یا ان رموزِ مؤدّت اور واقفانِ اسرارِ عشق و محبت اس مقام پر ایک نکتہ عجیب بیان کرتے ہیں جس سے معنی بلا تا مل مطابق لفظ کے ہو سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ چاہنے والا اپنے محبوب کی سچی قسم کھانا بھی نہیں گوارا کرتا گویا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم اس شہر کی قسم نہیں یاد فرماتے اس لئے کہ تو اس میں رہتا ہے اور یہ شہر تجھ سے نسبت رکھتا ہے یوسف علیہ السلام کو دودھ پیتے بچہ کی گواہی اور موسیٰ علیہ السلام کو پتھر کے کپڑے لیجانے اور عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی گویائی بخشنے سے دشمنوں کی بدگمانی اور بدظنی سے پاک کیا عائشہ صدیقہ پر جب بہتان اُٹھا خود گواہی دی اگرچہ ہوتا تو ایک ایک درخت اور پتھر ان کی طہارت پر گواہی دیتا مگر منظور یہ تھا کہ اپنے پیارے کی بیوی کی طہارت پر خود گواہی دوں ہر شخص اُس کی رضا چاہتا ہے اور وہ محمد کی رضا چاہتا ہے ولسوف يعطيك ربك فترضى فلنولينك قبلة ترضاها اسے عزیز غور کر کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے سوا اُن کے کس کی زندگی کی قسم کھائی ہے لعنوا انهم لفي سكرتهم يعمهون اور کس کے شہر کی زمین اپنی طرف نسبت فرمائی السم تکتن ارض الله واسعة فتهاجروا فيها کس کی محبت کو اپنی محبت کے ساتھ ذکر کیا اور کس کی طاعت کو اپنی طاعت سے مقرون فرمایا اور کس کی بیعت کو اپنی بیعت کہا اور کس کے ہات کو اپنا ہات قرار دیا یہاں تک کہ آپ کے فرمانبرداروں کو اپنا محبوب فرمایا قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله عائشہ صدیقہ آپ سے عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ میں تمہارے رب کو دیکھتی ہوں کہ تمہاری خواہش و مراد میں خستائی کرتا ہے یعنی وہ ہی کام کرتا ہے جس میں آپ کی خوشی دیکھتا ہے اور ابن عباس اور ابن ابی الجوزا تا بھی کہتے ہیں کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو زیادہ بزرگ و پیدا کیا اور سوا آپ کے کسی کی عمر و حیات کی قسم نہ کھائی اسے عزیز اثر اسی محبت کا ہے کہ ایک عالم اُس جناب پر شہید ہے صحیح روایت سے ثابت ہوا کہ جب خدا نے تعالیٰ کسی بندہ سے محبت رکھتا ہے جبرئیل کو حکم ہوتا ہے کہ میں اُس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی دوست رکھ جبرئیل بموجب حکم کے اہل آسمان و زمین کو ندا کرتے ہیں کہ فلاں بندہ خدا کا پیارا ہے سب اُس سے محبت رکھیں پس خلق کے دل میں اُس کی محبت پیدا ہو جاتی ہے ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے خالص دوست اور خلیل اپنا کیا اسی سبب سے تمام جہاں اُن کا معتقد ہو گیا یہاں تک کہ کفار بھی اُن سے محبت رکھتے ہیں۔

اور اُن کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں آپ کو کمال مرتبہ خلعت محبوبیت کا عطا فرمایا اور تمام خلق سے برگزیدہ کیا اس لئے ایک عالم اُن پر شیفتہ ہے اور ایک جہان دل از دست دادہ ہزاروں مشتاق درد بھراں سے تڑپتے ہیں اور کروڑوں مجبور غم فراق میں سر پٹکتے ہیں کوئی تپش دل سے سیلاب کی طرح بیتاب ہے اور کوئی خیال وصال میں بے خود و خواب کسی کی آنکھوں سے دریائے اشک جاری ہے اور کسی کو درد جدائی سے زندگی بھاری کوئی تڑپتا ہے اور کوئی روتا ہے کوئی فرط حسرت سے جان کھوتا ہے کسی کا رونا دل خلق کا ہلاتا ہے کوئی نقش ہستی اپنا لوح دنیا سے مٹاتا ہے کوئی اُس کے تصور میں گریاں ہے اور کوئی اُس کی یاد میں نالاب سر و گلزار اُس کے قدم بھوکی یاد میں بہار و خزاں سے آزاد ہے اور طائر چن اُس کی ہوائے محبت میں خانماں برباد پروانہ اُس کی جھلک شمع میں پاتا ہے جو اس پر نثار ہوتا ہے تندر و اُس کی چمک چاند میں دیکھتی ہے کہ فراق اُس کا اُسے ناگوار ہوتا ہے اُن کے اشارہ پر ہزاروں بے ملان محبت نے سراپے سر میدان کٹا دیئے اور اُن کی محبت میں صد ہا جاں نثاروں نے گھر اپنے کٹا دیئے سیکڑوں دل فگار گھس بار چھوڑ دینا و دولت سے مونہ موڑ اُس کے کوچہ میں آپڑے اور لاکھوں جاں باز اُس کے شوق میں محمد محمد کہتے جان سے گزر گئے صدیق اکبر نے تمام مال و متاع آپ کی محبت میں صرف کر دیا۔ یہاں تک کہ گندمی تکبہ کے لائق کپڑا گھر میں نہ نکلا کملی میں کانٹے لگائے جب وقت جاں نثاری کا آیا گھر بار مال و دولت زن و فرزند عزیز و قریب شہر و وطن چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو لئے غارتیرہ و تار میں بے دھڑک چلے گئے اور اُسے صاف کر کے سوراخ اُس کے اچھن کے کپڑوں سے بند کئے ایک سوراخ باقی رہا اُس پر اپنا انگوٹھا رکھ دیا اور آپ کو بلایا آپ نے اُن کے زانو پر آرام فرمایا اُس سوراخ میں ایک سانپ مدت سے بہ تمنائے دیدار سید ابراہیم رہتا تھا ہر چند ابو بکر کے انگوٹھے پر اُس نے سر اپنا گرڈا مگر آپ نے اس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے پاؤں اپنا نہ ہٹایا اُس نے انگوٹھے میں اس زور سے کاٹا کہ اُن کے آنسو نکل کر حضرت کے چہرہ مقدس پر پڑے آپ بیدار ہوئے حال پوچھا عرض کیا آپ نے اپنا تنوک وہاں پر لگا دیا زہر نے کچھا اثر نہ کیا مگر بعض علماء کہتے ہیں آخر عمر میں اثر اُس کا ظاہر ہوا اور اسی صدمہ سے انتقال فرمایا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت مسلمان ہوئے مرنے پر مستعد ہو کر مجمع کفار میں باذان بلند اذان کہی اور حضرت کے انتقال کے دن ایسی بے ہوشی ہو گئی کہ حدادہ مسجد پر تلوار لیکر آ بیٹھے کہ جو شخص کہے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اُسے قتل کروں گا عثمان غنی کی اُس دن شدت غم سے زبان بند ہو گئی مولیٰ علی کئی دن بے خواں رہے جس روز حضرت نے مدینہ کو ہجرت کی بے خوف و خطر حضرت کے بستر پر سو رہے یہ خیال نہ کیا کہ کفار حضرت کے قتل پر مستعد ہیں شائد اُن کے شبہ میں مجھے مار ڈالیں بلال امیہ کے غلام تھے جب مسلمان ہوئے امیہ اُن کا دشمن ہو گیا دھوپ میں گرم ریت پر لٹاتا اور کانٹے بدن میں چھوٹا اور کوڑے مارتا اور کہتا اب کبھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ

لینا جب پھر ہوش آنا کہتے احد احد خدا ایک ہے اور ایک کو پکارتا ہوں پھر وہ ظالم اسی طرح اُن کو ایذا دیتا بیان تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مول نے کر آزاد کیا ضمہ جس روز انتقال فرماتے تھے عورت اُن کی کہنے لگی وا کہ دیا۔ بڑی سختی کا وقت ہے فرمایا واطربا۔ بڑی خوشی کا وقت ہے کہ اب ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے یاروں سے ملیں گے۔ عبداللہ بن زید انصاری اپنے باغ میں میوہ چننے تھے کہ حضرت کے انتقال کی خبر پہنچی جناب باری میں دعا کی الہی میں تیرے حبیب کے پاس سے ابھی آیا ہوں نہیں چاہتا کہ اُن کے قدم دیکھ کر دوسرے کا مونہہ دیکھوں میری آنکھوں کو اندھا کر دے کہ نظر میری روئے اغیار پر نہ پڑے دعا اُن کی قبول ہوئی اور مینائی جاتی رہی۔ بغوی میں فتاویٰ کلبی واحدی صاحب لباب بن ابی الزبیا نقل کرتے ہیں۔ ثوبان مولیٰ (غلام) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک روز آپ کی خدمت میں آئے رنگ اُن کا متغیر تھا اور آثار رنج و ملال کے چہرہ سے نمایاں آپ نے اسباب پوچھا کہا یا رسول اللہ مجھے درد ہے نہ بیماری مگر جس وقت آپ کو نہیں دیکھتا ہوں بے تاب ہو جاتا ہوں کل قیامت کے دن اگر بہشت میں بھی جاؤں گا اپنے اعمال کے موافق مرتبہ و مقام پاؤں گا آپ کا مکان تمام جہان سے بلند ہوگا وہاں کس طرح پہنچوں گا جس وقت آپ کی صورت نہ دیکھوں گا بہشت سے کیا لطف حاصل ہوگا اُن کی تسکین و تسلی کے لئے آیتہ اتری اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک ذقیقا استبشار اے محبوب بشارت ہو کہ یہ قصہ تم کو وصل دائم کی خبر داتا ہے اُن کی حدیث میں آیا ہے من احبنی کان معی فی الجنة جو مجھ سے محبت رکھے گا بہشت میں میرے ساتھ ہوگا اور صفوان بن قدامہ کی روایت میں وارد ہوا المدع مع من احب منقول ہے کہ بعد وفات کے جناب سیدہ قمریہ پاک پر گئیں اور مٹی قبر شریف کی سونگھ کر کہا ما ذاعلی من شمع تریۃ احمد + ان لایشہد مدی الزمان غوالیا + صبت علی مصائب لوانہا + صبت علی الایام صون لیا لیا کیا لازم ہے اُس پر جو سونگھے مٹی قبر شریف کی یہ لازم ہے کہ ایک مدت تک خوشبو میں نہ سونگھے، ڈالی گئیں مجھ پر وہ مصیبتیں کہ اگر دنوں پر ڈالی جاتیں تو ہو جاتیں راتیں پھر اصحاب سے کہا تمہارے دل نے کس طرح گوارہ کیا کہ تمہارے پیغمبر پر مٹی ڈالی کہا حکم خدا سے مجبور تھے لکھا ہے کہ اس واقعہ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں سواروئے کے کچھ کام نہ تھا یہاں تک کہ روتے روتے انتقال کر گئیں ابن اسحق کہتے ہیں انصار میں ایک عورت تھی شوہر اور باپ اور بھائی اُس کے جنگ احد میں شہید ہوئے جب اُسے خبر پہنچی کہا حضرت کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا حضرت بخیریت ہیں کہا اب جو مصیبت ہے آسان ہے روز آحد جس وقت منادی نے واسطے تیاری لشکر کے ندا کی حنظلہ بن راہب اپنی عورت سے جماع کرتے تھے آواز منادی کی سکر ایسے بے تاب ہوئے کہ بے نہایتے لشکر کے ساتھ ہوئے اور کمال جرأت و دلادری سے لڑ کر شہید ہوئے آپ نے فرمایا حنظلہ کو فرشتے غسل دیتے ہیں دریافت کیا تو فی الواقع نہانے کی حاجت میں شہید ہوئے

تھے خمر جنگ احد میں جس وقت شیطان نے پکارا الا ان محمد اقد قتل خبردار ہو بیشک محمد شہید ہوئے یہ خبر سن کر مسلمان لیے سرا سمد اور بے حواس ہو گئے کہ آپس میں لڑنے لگے اور کئی مسلمان مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے نصر بن حارث انصاری نے جب یہ خبر سنی بے تابانہ کفار کے لشکر میں گھس گئے اور ستر زخم کھسا کر شہید ہو گئے زخموں کی کثرت سے نعش اُن کی پہچانی نہ جاتی تھی اُن کی بہن نے انگلی کے نشان سے پہچانی خمر اُحد کی لڑائی میں عمرو بن معاذ شہید ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی ماں کے پاس تعزیت کے لئے گئے ادھنوں نے کہا یا رسول اللہ خدا آپ کو سلامت رکھے تو مجھے بیٹے کا غم نہیں ہے قاتل ایک عورت نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھے زیارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر منور کی گرا دیجئے آپ نے قبر شریف کو کھولا اس قدر بے تاب تھی کہ روتے روتے دم نکل گیا صحابہ کرام کا یہ حال تھا کہ جب آپ سے کلام کرتے کہتے ہائی انت واحی ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور بعد وفات جب آپ کا ذکر سنتے روتے اور کمال خشوع سے بدن اُن کے کانپنے لگتے طبرسی نے مجمع البیان میں انا فقہنا کی تفسیر میں لکھا کہ عروہ بن مسعود کفار کی طرف سے سوال و جواب کے واسطے آیا آپ کے یاروں کو دیکھا کہ آپ کے حکم پر دوڑتے ہیں اور آب وضو پر اس طرح گرتے ہیں گویا تلواروں سے کٹ کر مرجائیں گے اور جب آپ کلام کرتے ہیں خاموش ہو جاتے ہیں اور بسبب ادب کے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے جب اپنی قوم کے پاس گیا کہا خدا کی قسم میں بادشاہان روم و حبش و ایران کے دربار میں گیا مگر کسی بادشاہ کے مصاحبوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں سے ادب و تعظیم میں بہتر نہ پایا سہل بن عبد اللہ کہتے ہیں ابوالیوب سختیانی جب حضرت کا ذکر سُن سکتے اس قدر روتے کہ ہم اُن پر رحم کرتے اور عبد الرحمن بن قاسم کا یہ حال ہو جاتا گویا رنگ اُن کے بدن کا کسی نے نچوڑ لیا اور بات نہ کر سکتے اور عبد اللہ بن زبیر ذکر شریف آپ کا سن کر اس قدر روتے کہ آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہتے اور نہ ہری لیے بے ہوش ہو جاتے گویا ہم اُن کو اور وہ ہم کو نہیں پہچانتے اور صفوان ابن سلیم اس قدر روتے کہ لوگ اُنھیں روتا ہوا چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور قتادہ جب حدیث سنتے بے اختیار چیخنے لگتے فی الواقع یہ لوگ مصداق اُس حدیث کے تھے م کہ زیادہ چاہنے والے مجھ کو میری امت سے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آویں گے ایک اُن کا دوست رکھے گا کہ اپنے اہل اور مال کے بدلے مجھے دیکھے یعنی یہ آرزو کرے گا کہ جو روپے مال و اسباب جاتا رہے مگر کسی طرح حضرت کا جمال مبارک نظر آجائے ض ابو خثیمہ غزوہ تبوک میں کسی عذر سے نہ گئے اُن کی عورت نے کہ نہایت حسینہ و جمیلہ تھی سایہ میں فرش مکلف بچھایا اور چھوارے اور ٹھنڈا پانی اُن کے سامنے رکھا ابو خثیمہ نے کہا کہ سایہ گھنا اور چھوٹے تازہ اور پانی ٹھنڈا اور عورت خوبصورت میرے لئے موجود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لو اور دھوپ میں ہیں یہ کہہ کر اونٹ پر سوار ہوئے اور بے تابانہ لشکر کی طرف دوڑے جب متصل فرج کے پہنچے اور آہٹ اُن کی گوش مقدس میں آئی فرمایا کن ابو خثیمہ ابو خثیمہ ہو جا اور ابو خثیمہ

نے سامنے آکر سلام کیا آپ خوش ہوئے اور اُن کے حق میں دعا کی خیر جب ابن رواحہ کی انگلی جنگ موتہ میں مجروح ہوئی کہا اے نفس اگر محبت مال کی تجھے لڑنے نہیں دیتی تو میں نے وہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسہ کیا اور جو فکر عورتوں کی تجھے روکتی ہے تو اُن کو طلاق دی خیال لونڈی غلام کا اگر مانع ہے تو اُن کو میں نے خدا کی راہ میں آزاد کیا اب دنیا سے تجھے کچھ علاقہ نہ رہا وقت وہ آیا کہ راہ دوست میں جان بازی کر اور سراپنا کٹایہ کہہ کر شکر کفار پر حملہ کیا اور یہاں تک لڑے کہ شہید ہو گئے ابو داؤد نے روایت کیا کہ ایک انصاری نے محل بنایا تھا آپ اُدھر سے گزرے پوچھایہ محل کس کا ہے لوگوں نے اُس کا نام لیا اسی اثنا میں وہ بھی آیا اور حضرت کو سلام کیا آپ نے اُس کی طرف سے مونہ پھیر لیا اُس نے صحابہ سے آپ کی ناخوشی کا سبب پوچھا لوگوں نے حال بیان کیا اُسی وقت اُس نے محل اپنا کھو ڈالا سچ ہے عاشق کے نزدیک محبوب کی خوشی پر جان دینا آسان ہے گھر کھو دنا اور مال لٹانا کیا مال ہے واسے بر حال مدعیان محبت کہ آپ کو عاشق رسول اللہ کہتے ہیں اور اوروں سے کہلواتے ہیں مگر شب و روز سنت حضرت اور شریعت کا خلاف کرتے ہیں قول وہ ہے اور فعل یہ ہے نہیں جانتے کہ محبت زبان سے ظاہر نہیں ہوتی بے پیروی سنت دعویٰ محبت بے جا ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ہ تعصى الا لله وانت تقظہر حجه

هذا العمري في القياس بدیع و لو كان حبك صادقا و لا طعته ان المحب لمن يعجب مطيع - اے عزیز تو شب و روز خلاف شرع میں مصروف رہتا ہے اور حرام حلال کی مطلق پرواہ نہیں رکھتا محبوب کچھ فرماتا ہے اور تو کچھ کرتا ہے اور پھر دعویٰ عشق و محبت تف بریں دعویٰ غلط ذرا اگر بیان میں مونہ ڈال اور خدا اور رسول سے شرماء کیا کرتا ہے اور کیا کہتا ہے اگر تجھ کو محبت اُس جناب کی ہوتی تو سب کام سنت کے مطابق کرتا اور باوجود اس کے آپ کو تقصیر دار اور گنہگار سمجھتا اور خوف خدا اور اندیشہ روز جزا سے کانپتا رہتا ہمت تیری شب و روز تحصیل مال و جاہ میں مصروف ہے اور ایک پیسہ صرف کرنا ناگوار عاشق کو جاہ و دولت سے کیا غرض اور مال دنیا سے کیا علاقہ ہے تو کہ در بند خویش تن باشی و عشق بازی دروغ زن باشی کسی نے حضرت سے عرض کیا کہ مجھے آپ سے محبت ہے فرمایا سمجھ کر کہتا ہے پھر اُس نے وہ ہی عرض کیا فرمایا تو فقیری کے لئے مستعد ہو جا کہ میرے دوست پر تنگ دستی اس طرح دوڑتی ہے جیسے اہلہ اپنی منہائی کی طرف دوڑتا ہے۔ تنبیہ اس حدیث سے یہ غرض نہیں کہ کسی محب حضرت کے پاس مال نہیں ہوتا بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ مال سے کچھ کام نہیں رکھتا ہر چند کہ مال دار ہے مگر مال اُس کے نزدیک بیکار ہے صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ جو شخص دعویٰ عشق کا کرے اور غیر محبوب سے علاقہ رکھے جھوٹا ہے من الطفت الی غیدنا قلیس منا عاشقی کیا ٹھہری ایک کھیل ٹھہرا تیرا منہ اور یہ دعویٰ حلوا خوردن را رو باید آئینہ ہاتھ میں لے اور خوب غور سے دیکھ عاشقی ایک طرف تیرے مونہ پر نور ایمان کا بھی کچھ اثر ہے یا نہیں کیا عاشقوں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں جیسی تو کرتا ہے عاشق تو سوا اپنے معشوق کے کسی سے کام نہیں رکھتا اور دنیا و مافیہا کی طرف اصلا نظر

نہیں کرتا مراد اُس کی مراد محبوب ہے جو کام کرتا ہے معشوق کی مرضی کے مطابق کرتا ہے اگر اس کے سر پر آہ جلا دیں یا اُس کے گوشت کو قلعیوں سے کتریں تو بھی خلاف رائے محبوب کے دم نہ مارے بعض صوفیہ کہتے ہیں جو شخص اپنی مراد پر قدم رکھے اُس کے ایمان میں کلام ہے غور کر کہ تیرے قول و فعل طریقہ سنت پر واقع ہوتے ہیں یا خواہش نفس پر اس دعویٰ غلط سے درگزر اور ایمان کی فکر کر کیا عجب کہ قیامت کے دن یہ جھوٹا دعویٰ تیرے مونہ پر مارا جاوے افسوس صد افسوس کہ تو رسول اللہ کی سرکاری جھوٹ بولتا ہے اور خدا سے نہیں شرماتا دیندار بن کر دنیا کماتا ہے اور عاشق رسول بن کر خلق کو دام تزییر میں لاتا ہے مقصود اصلی نفس سرکش کا اس جیلہ سے یہ تھا کہ لوگ تیری تعظیم کریں اور تجھ کو حضرت کا عاشق جائیں اور در و در ملکوں میں تیری شہرت ہو اور مجلسوں میں تیری تعریفات پڑھی جائیں تاکہ تجھ کو مسند فرعون پر بٹھا دے اور زنا رد دعویٰ انا الطیب انا الطاهر تیری گردن میں ڈالے اور اُس کلام سے جس کے ہر مصرعہ اور فقرہ سے دعویٰ عشق ٹپک رہا ہے خلق کو پھانسنے اور خود پرستی تجھے تعلیم کرے زمین و آسمان تیرے حال پر افسوس کرتے ہیں اور تو خوش ہوتا ہے کہ فلانی کتاب میری چھپ گئی اور خوب مشہور ہوئی اور قلاں دیوان میرا ملکوں میں پہنچا اس شہرت کو اپنے کلام کا صلہ سمجھ اور ثواب آخرت کی توقع نہ کر من کان یزید حدث الاخرة الخ تو اس کلام کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے بلکہ کہتا ہے ہم اس کے صلہ میں بہشت بھی نہ لیں گے اور کسی قدر گناہ کریں عذاب و دوزخ اور حشر کی سختیوں سے محفوظ رہیں گے اس لئے کہ ہم رسول اللہ کے مداح و عاشق ہیں کیا غضب ہے کہ دعویٰ تیرا یہود سے بھی بڑھ گیا وہ تو اسی قدر کہتے ہیں کہ چند روز سے زیادہ ہم دوزخ میں نہ رہیں گے کہ پیغمبروں کی اولاد میں ہیں اور اُن سے علاقہ رکھتے ہیں نعوذ باللہ من شرمور

النفسنا ومن سیدئات اعمالنا من یهدی اللہ فلا مضل له ومن یضللہ فلا ہادی له۔ حکایت ابن عساکر نقل کرتے ہیں آپ نے ایک گدھے سے نام اُس کا پوچھا عرض کیا یزید بن ابی شہاب کا خدا نے میری نسل میں ساٹھ گدھے پیدا کئے اور اُن پر ہمیشہ پیغمبر سوار ہوتے رہے اب اُس نسل میں ہوا میرے اور پیغمبروں میں سوا آپ کے کوئی باقی نہیں امیدوار ہوں کہ آپ کی سواری میں رہوں اور میں ایک یہود کے پاس تھا کہ قصداً اُسے گرا دیتا وہ مجھے مارتا اور بھوکا رکھتا آپ نے اُس کا نام یعفور رکھا جسے بلایا چاہتے اُسے بھیج دیتے دروازہ پر اپنا سر راتا جب صاحب خانہ باہر آتا اشارہ کرتا کہ تجھے حضرت یاد فرماتے ہیں جس روز حضرت نے رحلت فرمائی اُس کو مفارقت کی تاب نہ آئی کنوئیں میں گر کر مر گیا ابن ابی الجوزا کہتے ہیں ایک سال مدینہ میں قحط پڑا لوگوں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حال تباہی و خرابی خلق کا بیان کیا فرمایا روضہ مبارک کی چھت میں سوراخ کرو ورا دی کہتا ہے سوراخ کرتے ہی اس قدر مینہ برساکہ جنگل ہرے ہو گئے اور اونٹ موئے یہاں تک کہ اشغال کا نام عام العتق رکھا تکتہ سوراخ کرنے میں یہ بھید تھا کہ جس وقت آسمان قبر مبارک کو دیکھے گا اس قدر روئے گا کہ دریا جاری ہو جائیں گے لاندہ اسی طرح ایک بار آپ نے بہت اونٹ قربانی کئے کہتے ہیں ہر اونٹ کمال شوق سے دوڑتا کہ پہلے بھی کو قربان

کریں بطریق متواتر مروی ہے کہ جب جماعت کی کثرت ہونے لگی مگر خطبہ کے لئے تیار ہوا جس وقت حضرت نے منبر پر قدم رکھا ستون مسجد شریف کا کہ جس پر تکیہ لگا کر خطبہ پڑھتے تھے آپ کی جدائی سے رونے لگا۔ اسٹن حنا نہ از ہجر رسول و بانگ میزد چھوار باب عقول و گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون و گفت جانم از فراق گشتہ خوں و تکیہ است من بودم از من تاختی و بر سر منبر تو مسند ساختی۔ آپ نے یہ حال پر طلال اُس کا دیکھ کر اپنے سینہ سے لگایا آپ فرماتے ہیں اگر میں تسکین اُس کی نہ کرتا قیامت تک اسی طرح رونا رہتا داری نے روایت کیا کہ پھر آپ نے اُس ستون سے کہا اگر تو کہے تو تجھے تیرے باغ میں لگا دوں کہ پھر تجھ میں برگ و بار آئیں اور جو تو کہے بہشت میں پہنچاؤں کہ دوستان خدا تیرا میوہ کھائیں اُس نے بہشت کو اختیار کیا آپ نے فرمایا قد اختار دار البقاء علی دار الفناء آخرت کو دنیا پر اختیار کیا مگر قاضی عیاض نے روایت کیا کہ آپ نے اُسے منبر کے تلے دفن کر دیا۔ اُس ستون کو رادفن کر داند رزمیں و تا جو مردم حشر یا بدروز دیں و تابدانی ہر کہ را یزداں بخواند و از ہمہ کار جہاں بیکار ماند و ہر کہ را باشد زیزداں کار و بار و یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار ضحہ جب خلافت عثمان میں مسجد کشادہ ہوئی ابی ابن کعب اسے اکھڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اس سفر اٹھنے نے روایت کیا وہ رونے لگا آپ نے اپنے پاس بلایا زمین کو چیرا حضرت کے پاس آیا پھر حکم ہوا کہ اپنی جگہ پر چلا جا فوراً چلا گیا۔ حکایت کسی نے امام شافعی سے کہا کہ مجھے حضرت عیسیٰ کا یعنی مردوں کا زندہ کرنا نہایت عجیب تھا فرمایا رونا ستون کا حضرت کے فراق میں اُس سے زیادہ عجیب و غریب تھا اور یہ صحیح ہے اس لئے کہ مردہ ایک وقت میں ذی روح تھا صورت انسانہ کی صلاحیت نفس ناطقہ کی رکھتی ہے موجود ہے بخلاف لکڑی خشک کے کہ اصلاً صلاحیت حیات کی نہیں رکھتی اور کبھی روح حیوانی مستفیض بھی نہوئی اور اس قصہ میں بیمار ان محبت کیلئے بڑی بشارت ہے کہ فرشتوں اور جنہ ذوق سے چوب خشک ہمناری جانناں سے برومند ہوئی جو آدمی حضرت کی محبت میں جان و مال قربان کرے گا آپ کے دیدار سے کس طرح محروم رہے گا ابوالفاسم بغوی نقل کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ حسن بصری جب حدیث ستون کی بیان کرتے روتے اور کہتے جو آدمی کہ حضرت کی محبت سے بے بہرہ ہے سو کھی لکڑی سے بدتر ہے اے عزیز حیف ہے کہ چوب خشک آپ کی محبت میں نالاں و گریان ہے اور انسان کہ اشرف المخلوقات ہے اس دولت سے بے بہرہ رہے محبت آپ کی فرض ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لن یومن احدکم حتی ان اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ لکن واسطے تاکید نفی کے آتا ہے مگر شاریں حدیث نے نفی ایمان کو نفی کمال ایمان پر اور محبت کو محبت اختیاری پر محمول کیا ہے شیخ احمد سیامانی کہ تبع بدعت اور اتباع سنت میں نظیر اپنا نہیں رکھتے فرماتے ہیں کہ جو شخص باختیار حضرت سے معاذ اللہ عداوت رکھے بالا جماع معذور نہیں تو یہ تقیید محبت میں کس طرح صحیح ہوگی پس شاریں حدیث سے عذرا منظر قبول کرنا بس بعید ہے قسطلانی کہتے ہیں کہ اگر آدمی بسبب احسان کے کسی سے محبت رکھے تو حضرت سے محبت رکھنا

لائق تر ہے کہ آپ نے ہم کو دوزخ سے بچایا اور بہشت کی راہ پر لگایا اور جو بوجہ حسن کے محبت رکھے تو بھی آپ ہی سے محبت رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جہان سے زیادہ حسن ظاہری و باطنی آپ کو عنایت فرمایا ہے ہم حسن و جمال بے نہایت داری + ہم لطف و کرم بحد غایت داری + ہم حسن ترا مسلم و ہم احسان + محبوب کوئی کہ ہر دو آیت داری - اللہم صل علی محمد و آلہ قد رحمنہ و جمالہ - سی و دوم رسالت عامہ شیخ عبدالحق دہلوی تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں کہ ہمارے حضرت جن و انس پر مبعوث تھے اس لئے آپ کو رسول الثقلین کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا اور جن بھی عالمین میں داخل جنت ہے ابن مسعود کہتے ہیں کہ شب جن یعنی جنس جنات جن ایمان لائے میں حضرت کے ہمراہ تھا آپ نے ایک خط کھینچ دیا اور مجھ سے فرمایا اس سے باہر نہ نکلتا اور قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوئے اب ناگاہ ایک گروہ نے شیعہ بنان سے کہ سب اقوام جن سے زیادہ ہیں یا نصیبین کے جنوں سے کہ اشرف و سادات جنات کے ہیں کہ سب نزول شہاب اور سلب کہانت کا ڈھونڈتے پھرتے تھے گرد آپ کے هجوم کیا اور اس قدر اندھیرا ہو گیا کہ مجھے حضرت معلوم نہ ہوتے تھے اور ایک ہولناک آواز پیدا ہوئی جس کے سننے سے مجھے حضرت کی تکلیف کا اندیشہ پیدا ہوا جب وہ چلے گئے آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اندھیرا بسبب اُن کے هجوم کے تھا اور آواز کی وجہ یہ تھی کہ اُن کے آپس میں لڑائی ہوئی تھی اُس کا مقدمہ میرے حضور میں پیش ہوا میں نے فیصلہ کیا قال اللہ تعالیٰ قل ادھی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یهدی الی الرشید فامنا بہ ولن نشارك برینا احد ابلكہ تمام وحش و طیر و جمادات و نباتات آپ کی اطاعت و تصدیق کرتے جس درخت کو بلاتے فوراً حاضر ہوتا اور آپ کو سجدہ کرتا ہر جاؤ لدعوته لا شجار سا جده + تمشی الیہ علی ساق بلا قدم + اور بآواز فصیح کہتا السلام علیک یا رسول اللہ آپ فرماتے ہیں کہ ہر پیغمبر خاص اپنی قوم پر بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث ہوا ایک روز ایک پتھر پر گزرے اور علی مرتضیٰ بھی ہمراہ تھے ناگاہ اُس نے بآواز فصیح کہا ہذا محمد سید الانبیاء و ہذا علی سید الاولیاء ابوالاٹمة الطاہرین یہ محمد ہیں سردار پیغمبروں کے اور یہ علی ہیں سردار ولیوں کے باپ ائمہ ظاہرین کے کس آپ فرماتے ہیں ایک پتھر قبل از نبوت مجھے سلام کیا کرتا میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں ایک بھیڑیے نے بکری کو پکڑا چرواہے نے چھڑا لیا بھیڑیے نے کہا تو خدا سے نہیں ڈرتا کہ میرا رزق مجھ سے چھینتا ہے چرواہا اُس کے بولنے سے متعجب ہوا۔ بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ عجیب یہ بات ہے کہ تو بکریاں چگاتا ہے اور اُس پیغمبر کی خدمت میں نہیں جاتا جس سے زیادہ کسی کا مرتبہ نہیں وہ یہاں سے قریب جہاد کر رہے ہیں اور بہشت کے لوگ اُس وقت اُن کے یاروں کی لڑائی دیکھ رہے ہیں چرواہے نے کہا اگر میں جاؤں تو بکریاں کون چرائے بھیڑیے نے کہا تیری بکریوں کی میں حفاظت و نگہبانی کروں گا چوپان بکریاں سپرد بھیڑیے کے کر کے آپ کی خدمت میں آیا اور ایمان لایا جب لوٹ کر گیا

بکریوں کو سلامت پایا فابوسفیان اور صفوان نے ایک بھیڑیے کو دیکھا کہ ہرن کے پیچھے دوڑا ہرن بھاگ کر زمین حرم میں داخل ہوا بھیڑیا بسبب حرمت و ادب حرم کے لوٹ گیا ابوسفیان و صفوان نے کہا سبحان اللہ بھیڑیا بھی حرم کی تعظیم کرتا ہے بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درخ کی طرف بلا تے ہو اور وہ تمہیں بہشت کی طرف بلا تے ہیں اسی طرح سو سمار نے آپ کی پیغمبری پر گواہی دی اور سنگریزوں نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح کی کبوتر نے آپ کی حفاظت کے لئے دروازہ غار پر اتر دے دیئے اور مکڑی نے جال اتانا بکری اور اونٹ نے آپ کی تعظیم کی اور شیر نے آپ کے غلام کی چوکی دی باقی رہا عالم ارواح و ملائکہ سو مطالع المسرات اور درمنصور میں لکھا ہے کہ محققین کے نزدیک آپ کی رسالت ملائکہ کو بھی شامل ہے علامہ تاج الدین سبکی اسی قول کو ترجیح دیتے ہیں اور جو کہ بھقی نے اس امر سے انکار کیا اور علامہ جلال الدین محلی اور امام فخر الدین رازی نے اس پر اجماع نقل کیا مقبول نہیں بلکہ اکثر علماء اہل برطعن کرتے ہیں شیخ عبد الجلیل مصری مولیٰ علی سے نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں بھی دعوت و نصیحت کرتے ہیں شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں اس روایت سے معنی دو حدیث کے حل ہوئے ایک بعثت الی الناس کافہ کہ میں کافہ اہل زمان میں منحصر جانتا تھا اب معلوم ہوا کہ تمام اولین و آخرین مراد ہیں دوسری کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد کہ میں اس ثبوت کو صرف علم الہی میں منحصر سمجھتا تھا اب ثابت ہوا کہ خارج میں بھی ہے انتہی تنبیہ خ یہاں سے معلوم ہوا کہ روح مبارک قبل از وجود بھی متصف برسالت تھی اور بعد انتقال کے بھی متصف ہے گویا یہ صفت لوازم روح مقدس سے یعنی طباع و جود جود سے ہے اور یہی سبب ہے کہ احوال امت کا آپ پر غرض کیا جاتا ہے اور درود و سلام اور پیام اُن کا آپ کو پہنچتا ہے اور اسی وجہ سے آپ کو یعسوب الارواح کہتے ہیں یعسوب ایک شعل کلاں ہے کہ سب شعل طیر و سیر میں اُس کے تابع ہیں اسی طرح آپ بھی ارواح و ملائکہ کے مطاع ہیں اور سب آپ کے مطیع ہم قرآن مجید ناظر ہے کہ عالم ارواح میں پیغمبروں سے آپ کی تصدیق اور مدد پر عہد لیا گیا قال اللہ تعالیٰ واذلخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمة ثم جاعکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ اور خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ پیغمبر آئے جو تمہاری پیغمبری اور کتابوں کی تصدیق کرے تو تم اُس پر ایمان لانا اور اُس کی مدد کرنا پھر ارشاد ہوا اقدرتم و اذختم علی ذالکما صری کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا ذمہ لیا قالوا قد ونا عرض کیا ہم نے اقرار کیا قال فاشہدوا فرمایا ایک دوسرے پر گواہ رہو و اذما معکم من الشاہدین تمہیں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں ب ابن عباس کہتے ہیں کہ آدم اور اُن کے بعد جو پیغمبر آیا اُس سے حضرت کی تصدیق اور مدد پر عہد لیا گیا اور ہرن بھی نے اپنی قوم سے عہد لیا کہ اگر تم زمانہ حضرت کا پانا تو اُن کی مدد کرنا اور اُن پر ایمان لانا اور عیسیٰ علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ اے عیسیٰ تو مع

اپنی امت کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا عرش کو جب میں نے پیدا کیا ہلتا تھا اُس پر نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا کہ اُس نام کی برکت سے ہلنا اُس کا موقوف ہوا اور ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے سب آپ فرماتے ہیں کیف اختتم اذا نزل فیکم ابن مریم واما مکہ منکم اور آپ کی شریعت پر عمل کریں گے اگرچہ احکام اور فتاوے اُن کے بسبب غموض و غلط فہمی میں کتاب و سنت کے خلاف معلوم ہوں گے اجتہاد عیسوی کو اجتہاد حنفی پر قیاس کرنا چاہئے کہ جب اوروں کا ذہن وہاں پر نہ پہنچ سکا اُس جناب کو صاحب الرائے کہنے لگے امام شافعی کچھ مرتبہ اُن کا جانتے تھے کہ کہتے ہیں الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفہ اور وہ جو خواجہ محمد پارسلے نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مذہب حنفی پر عمل کریں گے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ بسبب و فور علم اور کثرت خوض کے اجتہاد ابو حنیفہ کا اجتہاد عیسوی سے اکثر مطابق ہوگا اور سوا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور انبیاء جیسے حضرت الیاس اور خضر کہ زندہ ہیں پیروی آپ کی کرتے ہیں اور حضرت ادیس نے عالم حیات ظاہری میں اور اور پیغمبروں نے دوسرے عالم میں شب معراج آپ کی تصدیق اور تعریف کی اور بیت المقدس میں آپ کے پیچھے نماز پڑھی یہاں تک کہ شیخ الانبیاء خلیل خدا ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن آپ سے کہیں گے اے محمد میری دعا اور اولاد ہوا آج مجھے اپنی امت میں داخل کر لو آپ فرماتے ہیں انا سید ولد آدم میں اولاد آدم کا سرکار ہوں اور سید متبوع ہوتا ہے پس سب پیغمبران کے تابع ہیں می اور فرماتے ہیں لو کان موسیٰ حیاً وادب نبوتی لاینبغی دنی روایۃ قی بل ما دسعه الا اتباعی یعنی اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور زمانہ میری پیغمبری کا پاتے سوا میری فرمانبرداری کے کچھ نہ کر سکتے بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ منصب نبوت میں اصل تھے گویا پیغمبروں کو آپ سے وہ نسبت تھی جو صوبوں اور وزیروں کو بادشاہوں سے ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ حکم خلیفہ کا اصل کے سامنے باقی نہیں رہتا آپ آمد و تیمم برخواست دیکھو قرآن نے توریت و انجیل کو منسوخ کر دیا پیغمبر اُس آفتاب ہدایت سے نسبت ستاروں کی رکھتے ہیں کہ اُس سے نور حاصل کر کے اوروں کو راہ بتاتے ہیں اور اُس کی غیبت میں لوگ اُن سے راہ پاتے ہیں اور فائدہ اُٹھاتے ہیں جس وقت آفتاب نکلتا ہے تمام عالم میں صرف اُسی کا حکم جاری ہوتا ہے کسی کا دخل نہیں رہتا ولنعلم ما قیل سے فاذہ شمس فضل ہم کو اکبھا۔ یظہرون النوار ہا للناس فی الظلمۃ حتی اذا اطلعت فی الکون عمھذا ہا العالمین و احیت سائر الایم یا مثال اس کی یہ ہے کہ مثلاً بادشاہ نے ایک ملک اپنے محبوب کو بخشا اور بنظر مشقت سفر و غربت کے پہنچنا محبوب کا منظور نہ ہوا اس لئے ایک صوبہ واسطے انتظام اس ملک کے متعین کیا جب اُس نے انتقال کیا دوسرا بھیج دیا اس طرح مدت تک صوبہ آتے رہے اور انتظام ملک اور باغیوں کی تنبیہ و تہدید میں مشغول رہے اور اُس محبوب کی شوکت و صولت اور عزت و مرتبہ لوگوں سے بیان کرتے رہے اتفاقاً پچھلے صوبہ سے رعیت نے بہت سرکشی کی یہاں تک کہ اُس کے قتل پر

مستعد ہوئے اور باغی تمام ملک پر مسلط ہو گئے بادشاہ اس حرکت سے کمال غضب ناک ہوا اور اُس صوبہ کو اپنے پاس بلا لیا اور محبوب کو حکم دیا کہ اب وہ ملک بہت سرکش ہو گیا تو خود جا کر اپنے حسن تدبیر سے سرکشوں کو مطیع و فرمانبردار اور جو تیری اطاعت نہ کرے اُسے ذلیل و خوار کر جب محبوب اپنے دار الحکومت میں آیا ایک جہان نے غاشیہ طاعت اُس صاحب دولت کا اپنے دوش پر اٹھایا اور اُس کی طاعت و فرمانبرداری کو ذریعہ نجات اور رستگاری کا اور اُس کی نافرمانی کو سبب ذلت و خواری کا سمجھا اور جس بدبخت نے اُس کا کہنا نہ مانا تہ تیغ اور ذلیل و خوار ہوا جب انتظام ملک بخوبی ہو گیا فرمان واجب لا ذعان بارگاہ سلطان سے بنام اُس کے صادر ہوا کہ اب تم ہمارے حضور میں آؤ کہ ارکان سلطنت تمہاری زیارت کے مشتاق ہیں صرف تمہارے مصاحب اور ارکان ریاست انتظام کے لئے کفایت کرتے ہیں حسب الحکم ارکان دولت خصوصاً اپنے وزیر اعظم پر ملک چھوڑ کر آپ بادشاہ کی طرف روانہ ہوا مختصر حال پیدائش آدم سے رحلت سرور عالم تک اسی مثال پر قیاس کرنا چاہئے مگر ان مثالوں سے عدم استقلال نبوت انبیاء سابقین کا نہ سمجھنا چاہئے اس لئے کہ وہ اپنے زمانہ میں منصب نبوت میں مستقل تھے اور اس آیت میں ایک شبہ ہے کہ آخر اُس عہد کا اُس وقت ظاہر ہوتا کہ انبیاء سابقین زمانہ آپ کا عالم حیات میں پاتے اور آپ کی تصدیق و تائید کرتے جواب اس شبہ کا ضمن کلام سابق میں مجملاً موجود ہے اور تفصیلی یہ ہے کہ حیات انبیاء کو اور ان کے قیاس نہ کرنا چاہئے اُن کے واسطے بعد اس انتقال ظاہری کے حیات ابدی ثابت ہے پس جو تصدیق کر اُن سے شب معراج بیت المقدس اور آسمانوں پر واقع ہوئی کفایت کرتی ہے علاوہ بریں عالم حیات ظاہری میں بھی تمام انبیاء آپ کی تصدیق اور لوگوں کو اُن کی اتباع اور فرمانبرداری کی وصیت کرتے رہے اور یہ وصیت عین تائید اور ترویج آپ کے دین متین کی ہے بہت یہود و نصاریٰ انبیاء سابقین کی پیشینگوئی کو آپ کے صدق دعویٰ کی دلیل کامل سمجھ کر ایمان لائے اور اُن کے مسلمان ہونے سے دین کو ترقی اور مسلمانوں کو قوت حاصل ہوئی بس اور چار پیغمبر یعنی حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر اور حضرت الیاس کے بعد آپ کی بعثت کے زندہ رہے انھوں نے اس زمانہ میں بھی آپ کی تصدیق کی اور حضرت خضر اور عیسیٰ سے تائید اس دین کی کما حقہ واقع ہوئی اور ہوگی علامہ ناصر الدین یوسفی اس آیت کی تفسیر میں لفظ اولاد کو مساف مقدم نبیین کا ٹھہراتے ہیں یعنی اولاد انبیاء سے کہ بنی اسرائیل ہیں آپ کی تصدیق اور مدد پر عہد لیا گیا فقیر کے نزدیک اس تقدیر سے لفظ امر یا خبر کو رسول سے پہلے مقدم ماننا بہتر ہے کہ مشتاق انبیاء سے ثابت رہے ابن عباس کی روایت سے کہ سابق مذکور ہوئی پیغمبروں سے عہد لینا ثابت ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب تمہاری کتابوں اور صحیفوں میں ذکر اُس پیغمبر کا آوے تو تم اُس کی تصدیق اور اُس کی مدد کرنا یعنی اپنی امتوں کو اُس کے حال سے آگاہ کرنا کہ جب اُس کا زمانہ پائیں ایمان لائیں یا یہ کہا جائے کہ ایسی جگہ وقوع ضرور نہیں دیکھو کہ یہ لیغفرلک اللہ ما تقد من ذنبک وما اتق

یا وجود عصمت انبیاء کے صیغہ ماضی کیساتھ واقع ہے بخلاف اس مقام کے کہ جملہ شرطیہ محتمل الوقوع ہے کبھی بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب کو ایک قسم کی خصوصیت کے ساتھ ممتاز فرماتا ہے اور اُس سے مقصود صرف عزت بڑھانا ہوتا ہے نہ وقوع اُس کا جیسے بعض مصاحبوں اور وزیروں کے واسطے حکم ہوتا ہے کہ ہم نے تین خون تجھے معاف کئے حالانکہ بادشاہ جانتا ہے کہ ایسے شخص جذب سے ایک خون بھی واقع نہ ہوگا یا کبھی بعض وزراء کے لئے صوبوں اور سرداران ملک کے نام حکم جاری ہوتا ہے کہ جب وہ تمہارے پاس آئے تو اُس کے حکم کو میرا حکم سمجھو اور اُس کی طاعت میری طاعت جانا تو اگرچہ وہ وزیر کبھی دار الخلافت سے باہر نہ جلتے ہاں اس قسم کی باتوں سے عزت اُس مصاحب اور وزیر کی لوگوں کے دلوں میں زیادہ ہوتی ہے سو یہاں بھی صرف اپنے محبوب کی عزت بڑھانا مقصود ہے گو انبیاء زمانہ آپ کا نہ پائیں بہر تقدیر اس آیت سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ آپ منصب نبوت میں اصل ہیں اگر اور پیغمبر زمانہ آپ کا پاتے تصدیق اور تائید آپ کی کرتے سبی وسوم۔ مقام محمود قال اللہ تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں اٹھا دے یعنی وہ مقام عنایت فرما دے جو تعریف کیا گیا ہے اور تو اُس میں خدا کی تعریف کرے گا اور لوگ تیری تعریف کریں گے ست آپ فرماتے ہیں مجھے ایک کپڑا بہشت کے کپڑوں سے پہنا جائے گا پھر میں عرش کے داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ کوئی شخص سودا میرے اُس جگہ نہ کھڑا ہوگا اور دائی کی حدیث میں اس طرح وارد ہوا کہ میں خدا کی داہنی طرف ایسی جگہ پر کھڑا ہوں گا کہ اگلے اور پچھلے مجھ پر غبطہ کریں گے یعنی بڑے بڑے مقرب تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی وہاں تک پہنچتے بعضے کہتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ جناب حضور الہی میں عرش کے قریب نور کی کرسی پر اور ایک روایت میں ہے کہ خدا تعالیٰ کیساتھ عرش معلیٰ پر بیٹھیں گے اُس وقت آپ بادشاہ حقیقی کی جناب میں وزیر کے مانند ہوں گے کہ تمام حساب و کتاب و عفو و مواخذہ اُس دن کا آپ کی رائے اور خوشی پر ہوگا جو عرض کریں گے پروردگار منظور فرمائے گا اور جس کی بخشش چاہیں گے اُسے بخش دے گا اور بواسطہ آپ کے دریائے فیض الہی بڑے زور شور سے جاری ہوگا آپ سب کو مرتبے اور مقامات بہشت کے تقسیم کریں گے یہ خلق پر کھل جائے گی روز حساب و وہ جو پیش حق ہے تو قیر رسول و کیوں نہ جاوے اُس میں امت بے گماں و حق نے کی ہے غلہ جاگیر رسول۔ بعض کہتے ہیں مقام محمود سے مراد مقام شفاعت ہے کہ اُس وقت بڑے بڑے مقرب فرشتے اور اولوالعزم پیغمبر ہیبت الہی سے کانپتے ہوں گے اور آدم سے عیسیٰ تک سب انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی کہیں گے مگر آپ دستگیری خلق کی فرمائیں گے اور سب اگلے پچھلے آپ کی شفاعت سے نجات پائیں گے بعضے کہتے ہیں ست قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُس جناب کو ایک نشان عنایت فرمائے گا کہ آدم اور اولاد آدم اُس کے نیچے ہوں گے اُس وقت مرتبہ و مقام آپ کا تمام اہل محشر پر ظاہر ہوگا اور سب دوست دشمن آپ کی تعریف کریں گے اسی لئے اُس نشان کو لواء الحمد اور اُس مقام کو محمود کہتے ہیں سبی و چہارم لواء احمد۔ اکثر ملکوں کا دستور ہے کہ

نشان سردار فوج کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ سب سے آگے چلتا ہے حضرت بھی کوئی لشکر کسی طرف بھیجتے نشان سردار کو عنایت فرماتے اُس روز وہ جناب سب پیغمبروں کی پیشوائی اور سرداری کریں گے اور تمام انبیاء اُن کے پیچھے چلیں گے یہ فردا لو اے حمد بدست محمد است و متبوع اوست و جملہ جہانش متابع است۔ آپ فرماتے ہیں ست اذا کان یوم القیمة کنت امام النبیین و خطیبہم و صاحب شفاعتہم غیر خود یعنی قیامت کے دن میں پیغمبروں کا پیشوا اور خطیب اور صاحب اُن کی شفاعت کا ہوں گا اور یہ بات کچھ نذر کی راہ سے نہیں کہتا یہ ہمہ انبیاء در پناہ تو اند و مقیم در بارگاہ تو اند و تو ماہ منیری ہمہ اختر اند و تو سلطان ملکی ہمہ لشکر اند۔ سہی و پیچہم وسیلہ اور وسیلہ لغت میں آسے کہتے ہیں جس کے ساتھ کسی بزرگ سے نزدیکی ڈھونڈیں اور کبھی بمعنی منزلت اور مقام کے آتا ہے اور یہاں بھی معنی مراد ہیں کما لا یخفی عس امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے وسیلتی عند ربی شفاعتی لکم وسیلہ میرا اپنے رب کے نزدیک شفاعت میری ہے تمہارے لئے مط شیخ ابو محمد عبد الحلیل قسری رحمۃ اللہ علیہ شعب الایمان میں لکھتے ہیں کہ وسیلہ وہ مقام ہے کہ جناب الہی میں حضرت کو حاصل ہوگا کہ جو کچھ کسی کو ملے گا آپ ہی کے واسطے سے ملے گا قاضی عیاض ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ وسیلہ ایک درجہ ہے بہشت میں اعلیٰ سب درجوں سے ت آپ فرماتے ہیں میرے لئے خدا سے وسیلہ طلب کرو صحابہ نے عرض کیا وسیلہ کیا ہے فرمایا ایک بڑا مقام ہے بہشت میں کہ سوا ایک شخص کے کسی کو نہ ملے گا اور امید رکھتا ہوں کہ وہ شخص میں ہی ہوں.....

..... سہی و ششم کثرت اسماء تا کثرت صفات پر دلالت کرے قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ اسمائے شریفہ کا متضمن مع ہونا آپ کے اخصائے سے ہے آدمی کو چاہئے کہ اُن کے معنی پر نظر کرے کہ عظمت و محبت اُس جناب کی اُس کے دل میں بڑھے اللہم ادرقنا منہا حظاً وافراً و نصیباً کاملاً مؤلف لال الخیرات نے قریب دو سو اسم کے اور بعضوں نے سات سو چوبتر اسم جمع کئے اگر معانی سب کے تفصیل لکھے جائیں دفتر عظیم مرتب ہو لہذا صرف چند لطائف نفیسہ کہ اشہر اسماء شریفہ اعنی محمد سے متعلق ہیں لکھے جاتے ہیں و بواللہ استعین و هو نعم المعین۔

لطیفہ اولیٰ یہ نام مقدس پروردگار تعالیٰ و تقدس کے نام سے ہم اشتقاق ہے شعر و شق لہ من اسبہ لیجلہ و قدوالعرش محمود و هذا محمد۔ حمد سے چار اسم مشتق ہیں۔ محمود کہ جناب باری نے اپنے اور اپنے حبیب میں مشترک رکھا تا کہ آپ کے کمال محمودیت پر دلالت کرے اگرچہ دونوں محمودیت میں فرق ہے۔ دوسرے حمید کہ معنی فاعلیت اور مفعولیت کو جامع تھا اپنے لئے خاص فرمایا کہ مقابلہ میں دو نام اپنے محبوب کو عنایت فرمائے احمد و محمد تا پہلا معنی فاعلیت پر اور دوسرا مفعولیت پر دلالت کرے گویا اس معنی کی طرف اشارہ ہوا کہ اے میرے حبیب اگر میں حمید ہوں یعنی تعریف کیا گیا تو تم احمد ہو بہت تعریف کرنے والے کہ تمہارے برابر میری تعریف کوئی نہیں کر سکتا اور جو میں حمید ہوں یعنی تعریف کرنے والا

تو تم محمد ہو بکثرت اور بار بار تعریف کئے گئے کہ تمہارے برابر میں کسی کی تعریف نہیں کرتا الغرض اُس جناب کو حمد سے ایسی نسبت تامہ ہے کہ محمودیت میں کوئی اُن کے برابر ہے اور نہ حامدیت میں اُن کا کوئی ہمسرا سی لئے تین نام آپ کے اُس سے مشتق ہیں محمود احمد محمد اور آپ کے مقام کا بھی نام مقام محمود ہے اور آپ کے نشان کا نام لوا الحمد اور آپ کی کتاب بھی اسی سے شروع ہے الحمد للہ رب العالمین اور لقب آپ کی امت کا بھی اگلی کتابوں میں حامدین ہے اور آپ بھی حمداً لہی کو دوست رکھتے اور ادروں کو تاکید فرماتے کہ جو بات پسند آئے اُس پر الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات اور جو نا پسند اور مکروہ معلوم ہے اُس پر الحمد للہ علی کل حال کہو یہاں تک کہ آپ کی شریعت میں چھینک پر بھی الحمد للہ کہنا مستحب ہے اور جو شخص بے سننے والے کو اُس کے حق میں دعا کرنا اور یرحمک اللہ کہنا واجب ہے قیامت کے دن آپ جناب ہ باری کی اس قدر حمد و ثنا کریں گے کہ کسی مخلوق نے نہ کری ہوگی اور آپ کی ازل سے ابد تک ایسی تعریف ہوئی کہ کسی کی نہ ہوئی ہوگی عرصات محشر میں تمام اگلے اور پچھلے مخالف اور موافق آپ کی تعریف کریں گے اُس وقت یہ نسبت بخوبی ظاہر ہو جائے گی اور محمودیت اور حمدریت اور حامدیت آپ کی آفتاب محشر سے زیادہ چمکے گی لطیفہ ثانیہ ہر چند کہ یہ نام نامی علم ذات ہے مگر اجمالاً جامع جمیع صفات ہے اس لئے احمد حامد سے بے محمود علیہ کے واقع نہیں ہوتی اور ہر فرد حمد کے واسطے ایک محمود یہ بھی ضرور ہے خواہ وہ محمود علیہ ہو یا غیر اُس کا پس جس شخص کیلئے افراد حمد بکثرت ثابت ہیں بالضرور صفات محمود علیہا بھی اُس کے بکثرت ہوں گے کما لا یخفی وکیف لا وہو المحمود فی الدنیا والاخرۃ بالصفت کاملۃ والاخلاق الفاضلۃ من العلم والحکمۃ والنبوۃ والرسالۃ والزہد والکرم والنجاء والسعۃ وغیرہا فطابق الاسم المسمی وناسب اللفظ المعنی لطیفہ ثالثہ اس نام مبارک میں چار حرف ہیں اور مقرب فرشتے بھی چار ہیں جبرئیل - میکائیل - اسرافیل - عزرائیل علیہم السلام اور پیغمبر صاحب شرائع بھی سوا حضرت کے چار ہیں نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام اور خلفاء راشدین بھی چار ہیں ابو بکر و عمر و عثمان و حیدر رضی اللہ عنہم اور عمدہ عبادات مقصودہ بھی چار ہیں نماز روزہ حج زکوٰۃ اور سلسلہ حضرات صوفیاء کے بھی چار ہیں نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ اور مہتممیت کے بھی چار ہیں ابو حنیفہ - شافعی - مالک - احمد بن حنبل عناصر کہ ترکیب انسان کی اُن سے ہے چار ہیں پانی - مٹی - آگ - ہوا - اور وجود ہر شے کا چار علتوں پر موقوف ہے۔ علت مادی - علت صوری - علت قاعلی اور علت غائی - جہات عالم بھی چار ہیں - شرق - غرب - جنوب - شمال - اور دریا بہشت کے بھی چار ہیں - دریائے شہد - دریائے شیر - دریائے آب - دریائے شراب - بہشت کی نہروں بھی چار ہیں - زنجبیل - سبیل - حقیق - نسیم - سدرۃ المنتہی کی جڑ سے بھی چار نہروں جاری ہیں - نیل - فرات - سحان - صبحان - اور فرض وضو کے بھی چار ہیں - منہ دھونا - ہاتھ کہنیوں تک دھونا - پاؤں ٹخنوں تک دھونا - چوتھائی سر کا مسح کرنا - اور روزہ میں بھی چار فرض ہیں نیت کرنا - جاع سے بچنا - کھانا نہ کھانا - پانی نہ پینا - اور غسل مسنون بھی چار ہیں - غسل جمعہ - غسل احرام - غسل عید الفطر - غسل عید الفضا -

اور آٹھ بہشت ہیں چار سراہیں۔ دار الحیوان۔ دار الخلد۔ دار المقام۔ دار السلام۔ اور چار باغ جنت الفردوس جنت النعیم۔ جنت العدن۔ جنت المادنی اور لا الہ الا اللہ کہ حصن امان ہے اُس میں بھی چار کلمے ہیں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ مفتاح خزائن قرآن ہے اُس میں بھی چار کلمے ہیں اور زکوٰۃ بھی چار قسم کے جانوروں میں جاری ہے اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ گھوڑا۔ اور اٹھانے والے عرش کے بھی چار ہیں اور یہ نام مبارک قرآن میں بھی چار جگہ دار ہے محمد رسول اللہ۔ ما کان محمد ابدا احد۔ وما محمد الا رسول۔ نزل علی محمد۔ اور بنی آدم میں چار گروہ افضل ہیں پیغمبر صلیقی۔ شہید۔ صالحین۔ اور صحت حج کی بھی چار باتوں پر موقوف ہے اسلام۔ احرام۔ عرفات میں کھڑا ہونا۔ وقت پر حج کرنا اور جو کلمات کہ خدا کو بہت پیارے ہیں وہ بھی چار ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور اگر میم مشد کو باعتبار تلفظ کے دو حرف کہا جائے تو یہ نام نامی پانچ حرف پر مشتمل ہو جائے اور اس عدد کے خصائص سے ہے کہ جذر اس کا حقیقہ اور مکعب ماہیہ آتا ہے اور علی ہذا القیاس جہاں تک ضرب دیں حاصل ضرب میں یہ عدد بعینہ محفوظ رہتا ہے اور اراکان تعلیم نماز بھی پانچ ہیں دو سجودے تیسرے قیام چوتھا رکوع پانچواں تعدہ اور زکوٰۃ دو۔ درہم پر پانچ درہم ہے اور بیس دینار پر نصف دینار کہ وزن میں پانچ درہم ہوتا ہے اور سبب فرضیت حج کے بھی پانچ ہیں اسلام قربت بلوغ عقل استطاعت اور اشرف اعضا بھی پانچ ہیں ایک سرد و آنکھیں ایک دل ایک ناک اور سور میں قرآن کی جن کے اول میں لفظ الحمد للہ کا واقع ہے وہ بھی پانچ ہیں اور اوقات نماز اور کلمات اذان اور اہل عبادت پیغمبر صاحب شرائع معہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جو اس خمسہ ظاہرہ اور باطنہ اور انگشتان انسان اور حضرات خمسہ اور کلیات خمسہ اور اقسام برہان بھی پانچ ہیں لطیفہ رابعہ خدا تعالیٰ نے جس طرح اپنے اسماء حسنی سے ایک ایک اسم بعض پیغمبروں کو عنایت فرمایا اسی طرح آپ کے نام: ن سے ایک ایک حرف بعض انبیاء کے نام میں چنانچہ یم آدم اور ابراہیم اور اسمعیل اور موسیٰ اور سلیمان اور مسیح اور اسموئل اور ارمیا علیہم السلام کے نام میں اور حا نوح اور صالح اور یحییٰ اور اسحق علیہم السلام کے نام میں اور دال داؤد اور آدم اور ہود اور ادریس علیہم السلام کے نام میں داخل ہے لفظ میں اس چہ نام دل کشا ہست این کہ موسیٰ و مسیح و افسر خود کردہ انداز یم ملک آرائے او و این کہ اسمست این کہ نوح و یحییٰ و اسحق را و فیض حمد و حلم و حشمت داد انداز جائے او و تا بہ ہمیش نام ابراہیم و آدم شد تمام و چون سلیمان کرد اسمعیل در دل جائے او و دال نامش گو در آخر ہود ہادی آمدہ و سینہ ادریس و آدم شد مگر یادائے او و حضرت داؤد کز جنبش دو عالم بر صداست و از ہمیں یکے ذریت یافت سر تپائے او و لطیفہ خامسہ یم آپ کی محبوبیت اور محمودیت اور مصطفائی کی طرف اور حا حادیت اور حمایت امت کی اور دال دعوت کی طرف اشارہ کرتی ہے اس قیاس پر یہ اسم شریف آپ کے دو سو تینتالیس صفات کا کہ دو سو آن میں مصدر یم اور چونتیس مصدر بجا اور نو مصدر بدال ہیں اجمال ہے گویا ہر حرف اس کا مثل حروف مقطعات معنی متعددہ پر دال ہے بجائی چہ نامست این کہ در دیوان ہستی و بد و نگر فتنہ ناسے پیش دستی

چون نام اینست نام او را چہ باشد و مکرم تر بود از ہر چہ باشد - یا ہم اول - سے باعتبار اعداد چالیس برس اور
 حا سے حکومت اور میم ثانی سے ملک آخرت اور دال سے دنیا مراد ہے تو گویا اس مضمون کی طرف اشارہ
 ہے کہ اُس جناب کو چالیس برس کی عمر میں حکومت دنیا و آخرت کی اور ریاست دونوں جہان کی عنایت
 ہوئی اور عدد دونوں میم کے استی اور حا کے آٹھ اور دال کے چار ہیں کہ مجموع اُن کا بانو سے ہے گویا اُن
 بانو سے چیزوں کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے لئے خاص فرمائیں تیس سیپارے قرآن کے اور
 تیس روزہ رمضان کے اور سترہ رکعت نماز پنجگانہ کی اور دو وزیر اہل آسمان سے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام
 اور دو وزیر اہل زمین سے ابوبکر و عمر اور چار اہل عبا علی فاطمہ حسین و حسن اور سب سے یعنی سورہ فاتحہ یا ہم سے
 دونوں جگہ مالک اور حا سے باعتبار اعداد کے بہشت جنت اور دال سے دنیا مراد تو گویا یہ اشارہ ہے کہ مالک
 حقیقی نے اپنے حبیب کو آٹھوں بہشت اور ملک دنیا کا مالک کیا اور میم ثانی کی توسیط اور تشدید میں بھی ہیکتہ
 ہے کہ اُس جناب کو دونوں عالم سے علاقہ ہے شہیدی کہتے ہیں شعر آدم و حوا اللہ سے قائل دھر مخلوق میں شامل و خواں
 اُس برزخ کبریٰ میں تھا حرف مشددا کا - مگر تقدم حا کا اور تاخر دال کا صریح دال ہے کہ توجہ اُس جناب کی
 اُس عالم کی طرف ہے اگر ہدایت اہل دنیا کی آپ سے متعلق نہ ہوتی تو دنیا میں قدم نہ رکھتے اور اُس کی طرف
 اصلا متوجہ نہ ہوتے شعر و کیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من و لولاء لہم تخرج الدنیا من العدم
 لطیفہ سادسہ مادہ صورت آدم علیہ السلام یعنی مٹی اُن کی چالیس روز خمیر کی گئی اور بہشت آٹھ ہیں اور
 مراتب حضرات اولیا کے چالیس کراصناف اشرف ارباب ولایت کو درجات اربع ولایت میں کہ ہدایت و
 نہایت و ظہور و بطون سے عبارت ہیں ضرب دینے سے چالیس حاصل ہوتے ہیں اور جملہ سفلیات عناصر اربع
 سے مرکب ہیں گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہوا کہ سسلی اس اسم پاک کا باعث تخمیر طین آدم اور موجب رونق
 جنت اور مرجع ارباب ولایت اور سبب پیدائش دنیا اور مافیہا کا ہے شاید امیر حسن علانی سنجرئی مولف فوائد الفوائد
 میں اس رباعی سے یہی مضمون مراد لیا رباعی یک حرف تو چل صباح عالم را نور و یک حرف تو بہشت خلد
 را مایہ حور و حرف سیومی چہل دلی را دستور و زان چہار چہار رکن عالم معمور - اس صورت میں
 وجہ تقدم میم اور تاخر دال کی یہ ہے کہ آدم اشرف المخلوقات اور عناصر سفلیات ہیں - لطیفہ سابعہ یہ نام
 مبارک ازل سے آپ کے لئے خاص ہے مگر بعض لوگوں نے یہ بات شکر کہ زمانہ نبی آخر الزمان کا قریب ہے
 نام پاک اُن کا محمد ہو گا اپنی اولاد کا نام محمد رکھا اور عجائب قدرت الہی سے یہ کہ اُن میں سے کسی نے دعویٰ نبوت
 کا نہ کیا منہ محمد بن عدی و محمد بن ابیخضر اور محمد بن اسامہ اور محمد بن برار و محمد بن حارث و محمد بن خزاعی و محمد
 بن خولی و محمد بن یحیی و محمد بن قصی و محمد بن مسلمہ و محمد بن ضرمان تعمری و محمد بن حرمان جعفی ان میں سے محمد بن مسلمہ اور
 محمد بن برار مسلمان ہیں اور محمد بن عدی کے اسلام میں اختلاف ہے لطیفہ ثامنہ یہ نام مقدس اول واشہر اسمائے
 مطہرہ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے دو ہزار برس آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے آپ کا نام محمد رکھا ازل و اقصا

و کلمہ طیب و کلمہ شہادت میں بھی یہی نام واقع ہے اور بہشت کے ہر محل اور کھڑکی اور پردے اور سدرہ کے ہر پتے اور ساتوں آسمان کے ہر مکان بلکہ عرش معلیٰ پر یہی نام لکھا ہے جب زمانہ آپ کی ولادت کا قریب ہوا آپ کی والدہ شریفہ اور جد امجد سے خواب میں کہا گیا کہ وہ مولود مسعود جب پیدا ہو تو اُن کا نام محمد رکھنا مزین الجنات میں لکھا ہے کہ جب عبدالمطلب نے آپ کا یہ نام رکھا لوگوں نے کہا کیا سبب ہے کہ تم نے اپنے فرزند کیلئے نیا نام تجویز کیا جو تمہارے باپ دادا میں کسی کا نہ تھا فرمایا اس لئے کہ خالق آسمان پر اور خلق زمین میں اُسکی صفت و ثنا کرے اور جو اُنھوں نے آرزو کی اُسی طرح واقع ہوا اور اُس نام کے عجائبات سے یہ ہے کہ موسیٰ و ہارون میں بعض صلحاء نے ایک دانہ انگور کا دیکھا اُس پر یہ نام نامی بخط قدرت لکھا تھا مطر اور بعض بزرگوں نے پتھر پر یہ صیغہ درود کا بخط قدرت لکھا یا اللہم صل علی محمد و محمد و اولادک الی الاخرہ موسیٰ اور بعض نے پرانے پتھروں پر یہ مضمون لکھا دیکھا محمد تقی مصلح سید امین صاحب فتح المتعال کہتا ہے ملک فارس میں میں نے کسی عورت کے پاس ایک پتھر دیکھا اُسکی ایک طرف لا الہ الا اللہ اور دوسری طرف محمد رسول اللہ بخط قدرت لکھا تھا۔ دو چند سونا اُس پتھر کے بدلے دیتا رہا مگر اُس عورت نے قبول نہ کیا اور اس نام کے خصائص سے یہ ہے کہ محمد نام کا کوئی شخص جس مشورہ میں شریک ہوتا ہے اُس میں برکت ہوتی ہے اور جس گھر میں رہتا ہے برکت اُسکی کبھی نہیں جاتی جب تک وہ اُس میں رہتا ہے کہتے ہیں جس شخص کا نام محمد ہو گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی شفاعت کریں گے اور بہشت میں لیجائیں گے لکھا قال شعر دان لی ذمۃ منہ بتسمیتی + دھوا دنی الخلق بالذم۔ اور مواہب لدنیہ میں انس سے مرفوعاً روایت کیا کہ دو شخص قیامت کے دن خدا کے حضور میں کھڑے ہو دیئے اُن کو بہشت کا حکم ہو گا عرض کریں گے کس عمل سے ہم مستحق بہشت کے ہوئے حکم ہو گا تحقیق میں نے قسم کھائی ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہو گا اُسے دوزخ میں نہ ڈالوں گا اور محدثین نے جو اس بات پر طعن کیا مراد اُن کی یہ ہے کہ یہ مضمون حدیث سے ثابت نہیں نہ یہ کہ فی نفسہ غلط ہے اسلئے کہ اگر پروردگار نے اس نام نامی میں یہ تاثیر رکھی ہو کیا بعید ہے غور کرو کہ جب عرش خدا اس نام کی برکت و تاثیر سے قائم ہو گیا تو یہ تاثیر اُس سے زائد نہیں کہ عقل سلیم قبول نہ کرے سبب و ششم ہر نبوت کہ مثل ستارہ صبح کے دوش مقدس یا پشت مبارک پر چمکتی تھی۔ حجت ک اور اُس پر بال اس یا خال مجتمع تھے اور اُس کے ظاہر میں لکھا تھا تو جہہ حیث شدت فانک منصو در باطن میں مرقوم تھا ان اللہ وحد لا شریک لہ تاریخ نیشاپوری میں لکھا کہ اُس میں گوشت سے مکتوب تھا محمد رسول اللہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں کہتے ہیں کہ اس بات میں کچھ ثابت نہ ہوا اور اُس کی شکل میں روایات مختلفہ وارد ہیں بخاری و ترمذی نے روایت کیا کہ مانند زجر جملہ یعنی کلمہ جملہ عروس کے ست یا مانند بیضہ کبک کے تھی اور بعض روایات میں آیا کہ مانند خال نیاہ کے تھی لیکن درحقیقت یہ اختلاف نہیں بلکہ ہر راوی نے بقدر اپنے فہم کے تشبیہ و تمثیل دی ہے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ وقت ولادت کے موجود تھی یا نہیں روایت بنزاز کی امر اول پر دلالت کرتی ہے اور ابو نعیم نے

ابن عباس سے روایت کیا کہ بعد ولادت کے فرشتے نے تین بار آپ کو آس پانی سے کر آپ کے غسل کے لئے لائے تھے ہلایا اور پارہ حریر سے ایک مہر کہ مانند زہرہ کے چمکتی تھی اور بیضہ مکننہ کے ہمشکل تھی نکال آپ کے دوش مقدس پر لگائی اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ مہر نبوت آپ کے خصائص سے ہے یا نہیں اکثر علماء آپ کیلئے خاص کہتے ہیں۔ ولتعم باقیل سے گرچہ شیریں دہناں بادشہا تندولے و اولیہاں جہان است کہ خاتم با دست مگر مواہب لدنیہ میں بروایت حاکم وہب بن منبہ سے اور پیغیروں کیلئے بھی نقل کیا مطالع المسرات میں لکھا ہے کہ خاتم نبوت آپ کی صفات کمال و علامات نبوت سے شمار کی گئی اگرچہ اور پیغمبر کیلئے بھی ثابت ہے مگر اُن کے سیدھے ہاتھ میں ہوتی تھی بیٹھ میں مقابل مدخل شیطان کے ہونا آپ کے خصائص سے ہے اس واسطے کتاب شعیاء اور اگلی کتابوں میں آپ کا وصف اسکے ساتھ وارد ہوا انتہائی ملخصاً اور اُس کے ثبوت میں نکتہ یہ تھا کہ نوشتہ کے آخر میں واسطے مزید اعتبار کے مہر کر دیتے ہیں آپ پر دفتر رسالت و نبوت ختم ہوا اس لئے مہر عالم غیب کی پشت مقدس پر ثبت ہوئی تا معلوم ہو کہ یہ نوشتہ ابتداء سے انتہا تک خدا ہی کی طرف سے ہے اسی وجہ سے آپ کو خاتم النبیین کہتے ہیں کہ آپ سید انبیاء و مرسلین ہیں آپ کے سبب سے اُن کی پیغمبری اور کتابوں کا اعتبار بڑھا اور ایک عالم نے اُمت بآلہ و ملائکہ و کتبہ و دسلہ پڑھا شہیدی شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اُس سے و نہ تنہا فخر عالم فخر تھا اپنے اب و جد کا۔ مسی و مقتم حوض کوثر بخاری اور سلم نے روایت کیا کہ مسافت اُس کی پھینک کی راہ اور کنارے اُس کے برابر پانی اُس کا چاندی سے سفید اور مشک سے خوشبودار زیادہ ہے جس کے حلق میں جائے بھوک پیاس سے ہمیشہ کو محفوظ رہے اور بعض روایت میں آیا کہ پانی اُس کا برف سے سرد اور شہد سے شیریں تر ہے آنحورہ اُس کے جیسے آسمان کے تارے اُس میں دو پرناں بہشت سے اترتے ہیں ایک سونے کا دوسرا چاندی کا ابو حاتم کی روایت میں وارد ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا ایک نہر دیکھی کہ اُس پر خیمہ یا قوت اور موتی اور زبرجد کے کھڑے تھے اور سبز پرند اُس کے گرد بیٹھے تھے جبرئیل نے کہا یہ کوثر ہے کہ تمہارے رب نے تم کو دی ہے برتن سونے اور چاندی کے اُس پر رکھے تھے ایک برتن اُس سے بھر کر پیا شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا اور یہی نے روایت کیا کہ اُس آسمان پر ایک چشمہ ہے جسے سلبیل کہتے ہیں کوثر اور نہر الرحمت اُس سے نکلی ہیں اور قرطبی کے نزدیک آپ کو دو حوض عنایت ہوں گے ایک صراط سے پہلے اور ایک بعد اترنے کے دونوں کا نام کوثر ہے بعض کہتے ہیں کہ کوثر ایک نہر کا نام ہے جس کے کنارے یہ حوض واقع ہے حاکم اور ترمذی نے مرفوعاً روایت کیا کہ سب سے پہلے فقراء و ہاجرین حوض پر پہنچیں گے مسلم کی حدیث میں ہے کہ میں لوگوں کو وہاں آنے سے روکوں گا جس طرح دودھ کا مالک دودھ سے روکتا ہے یعنی اور اُمتوں یا نامستحقوں کو اُس پر نہ آنے دوں گا اور وہ جو ابن ابی الدنیا نے بسند صحیح حسن بصری سے مرفوعاً روایت کیا کہ مہربی کو ایک حوض دیا جائے گا کہ اپنے حوض پر کھڑا ہو کہ اپنی اُمت کو جمع کرے گا اور پیغمبر آپس میں مباحات کریں گے کہ پیر و کس کے زیادہ ہیں۔ اور ترمذی کی

روایت سمر بن جندب سے مویدا اس کی ہے کچھ منافی اس تخصیص کے نہیں اس لئے کہ یہاں کلام حوض کوثر میں ہے نہ مطلق حوض میں اگرچہ اور پیغمبر کو بھی حوض عنایت ہوگا مگر حوض کوثر کہ جس میں دو پرندے بہشت کے آتے ہیں آپ کے لئے مخصوص ہے اور قرطبی کہتے ہیں کہ اس بات پر یقین کرنا چاہئے کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو اس حوض سے کر و صف اسکا احادیث صحیحہ میں وارد ہوا خاص کیا منقول ہے کہ موی علی حوض کوثر کے ساتی ہوں گے اور موی علی سے منقول ہے کہ جس کے دل میں ابوبکر و عمر کی محبت نہ ہوگی اسے ایک قطرہ آب کوثر کا نہ دوں گا سہی و شتم آپ تھوڑی عبارت میں یہ مطلب کمال فصاحت و بلاغت سے بیان فرماتے اور ہر شخص سے اس کی زبان میں کلام کرتے آپ فرماتے ہیں کہ میں فصیح تر عرب کا ہوں اور اہل جنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لغت میں گفتگو کریں گے ان ایک روز عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کبھی مکہ سے باہر تشریف نہ لے گئے یہ فصاحت کہاں سے حاصل کی فرمایا لغت اسمعیل کہ جہاں سے کم ہو گیا تھا خدا تعالیٰ نے مجھے بتلا دیا اور شاید قول شریف ادبخی ربی فاحسن قادیبی سے بھی یہی مراد ہے عورت کو ادب بھی کہتے ہیں آپ کے کلمات جامعہ سے ہے

موس انما الاعمال بالنیات مو اسلم تسلم مو السعید من وعظ بغیرہ مو المرء مع من

احب بل مویس الخیر کالمعاشنة مو والمجالس بالامانة مو تترك الشر صدقة مو الحیاء من

الایمان مو سید القوم خاد مهم مو المستشار مو تمن مو الندم مو الداعی الی

الخیر کفاحله مو قلة العیال احد الیسارین مو النساء حیالة الشیطان مو الرضاع بغیر

الطباع۔۔ استعینوا علی الخواتم بالکتمان۔۔ الانسان حریص علی ما منع۔۔ المؤمن کاللسان

المشط و حبك الشیء یعنی ویصم المؤمن من امنه الناس۔ پہلی حدیث سے ہزاروں جزئیات

فقہیہ مستنبط ہیں اگر تفسیر و تحقیق اسکی کی جائے ایک کتاب علیحدہ لکھنا پڑے۔ اور حدیثوں کو بھی اسی پر قیاس کرنا

چاہئے۔ سہی و نہم ت آپ کا شیطان مسلمان ہو گیا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ میں آدم پر دو

باتوں میں بزرگی دیا گیا اس کی عورت نے اسے گناہ کی رغبت دلائی اور میری عورت یعنی خدیجہ نبکی پر مددگار

ہوئی دوسرے اس کے شیطان نے اسے بہشت سے نکالا اور میرا شیطان میرا فرمانبردار اور مطیع ہو گیا۔ اور یہ

بھی ثابت ہے کہ بطن نخلہ میں جو جن کہ ایمان لائے ان میں ایک بیٹا ابلیس کا بھی مسلمان ہوا ہر چند کہ سب انبیاء

معصوم ہیں گناہ کبیرہ ان سے صادر نہیں ہوتا مگر ابلیس ان کے معاملہ میں اس قدر دخل رکھتا ہے کہ کبھی

لفزش کرتا ہے جیسا کہ قصہ آدم علیہ السلام سے ظاہر ہے۔ اور کبھی ان کے جسم میں کسی قسم کا تصرف کرتا ہے جیسا

حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ سے ثابت ہے مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح اس ملعون کے شر سے

محفوظ ہیں بعض روایت میں وارد ہے کہ واقعہ شق صدر میں فرشتے نے ایک نقطہ سیاہ خون آلود دل مبارک

چیر کر نکالا اور آپ کو دکھا کر کہا کہ یہ حصہ شیطان کا ہے آپ کے جسم سے اب اسے آپ پر کسی طرح کی قدرت

نہ رہی یہاں تک کہ آپ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا بیشک دیکھا کہ شیطان میری سی صورت

ہیں بنا سکتا اور وجہ اس امتناع کی یہ ہے کہ آپ اسم بادی کے منظر اور شیطان اسم مفضل کا منظر ہے اور دونوں منظروں میں غایت تضاد واقع ہے پس صورت مخصوصہ ایک ضد کی دوسری ضد سے کس طرح تعلق ہو سکے چہل لقب آپ کا اُمی ہے اور یہ لقب شریف دلیل ساطع اور برہان قاطع آپ کی نبوت کلیہ کے باہر اہمیت کے انواع علوم زبان مبارک سے بیان فرمائے کہ باہر علم حدیث پر بخوبی ثابت ہے نظم قلم و لوح بودش اندر دست و ناں نقر سودا ز قلم انگشت و آنکہ شق قمر کند چو قلم و بقلم گزیرد دست چہ غم۔ اور اس لقب مبارک میں یا نسبت کی ہے یعنی منسوب بأم گویا اصل ولادت پر ہیں کہ نہ پڑھانہ لکھا یا منسوب بأم القری کہ نام مکہ کا ہے بمعنی مکی یا منسوب بأم القرآن کہ نام سورہ فاتحہ کا یعنی وہ شخص جس پر سورہ فاتحہ نازل ہوئی یا منسوب بأم الکتاب کہ لقب لوح محفوظ کا ہے یعنی آپ نے نہ کسی سے پڑھانہ لکھا بلکہ سب علم لوح محفوظ سے حاصل کیا نظم فیض ام الکتاب پروردش و لقب امی خدا ازاں کردش و لوح تعلیم ناگزیر قلم بہر و ہم ز اسرار لوح دادہ خبر و بر خط اوست انس و جان را سر و گرنخو اندر است خط ازاں چہ ضرر و و نعم باقیل و خاکی و براوج عرش منزل و اُمی و کتاب خانہ در دل و چایک قدم بسیط افلاک و والا گہر محیط لولاک۔ اور یہ اسم مقدس آپ کا بہت مشہور ہے قرآن میں بھی مذکور ہے اور حصول شرف زیارت میں دخل تمام رکھتا ہے یہاں تک کہ کہتے ہیں جس عمل میں یہ اسم نہ ہو اسے زیارت آپ کی حاصل نہیں ہوتی باقی رہا یہ امر کہ باوجود اہمیت کے آپ نے اپنے ہاتھ سے بطریق اعجاز کچھ لکھا بھی ہے یا نہیں بعض نقی اور بعض ثابت کرتے ہیں واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب چہل و حکم پروردگار تقدس و تعالیٰ نے آپ کو عبد اللہ فرمایا لہما قام عبد اللہ یدعوہ کا دوا یكونون علیہ لبداء بہتلاف اور انبیاء کے کہ اُن کیلئے نعم العبد اور عبد اشکور و وارد ہوا محققین کہتے ہیں ہر بندہ کو ایک اسم الہی سے کسی طرح کی نسبت ہوتی ہے اور جب وہ نسبت وہب یا کیا کامل ہو جاتی ہے تو اسے اُس اسم کی طرف اضافت کرتے ہیں اور اللہ علم ہے واسطے اُس ذات پاک کے کہ جامع جمع صفات کی ہے اُس کی طرف اضافت صریح دلالت کرتی ہے کہ جس طرح اوروں کو بعض صفات الہیہ سے نسبت ہے آپ کو ذات پروردگار سے علاقہ ہے اور اُس کے ساتھ تمام صفات سے بھی مناسبت حاصل ہے بلکہ قطع نظر اضافت کے مضاف بھی آپ کے خصائص سے ہے اس لئے کہ ہر شخص عبدیت اور معرفت ربوبیت میں آپ کا طفیلی ہے اور آپ کی ذات اس باب میں اصل اور اس صفت یعنی عبدیت سے کوئی صفت برتر نہیں کہ اصل سب مراتب و مقامات کی ہے پیغمبروں نے بندگی سے مرتبہ نبوت و رسالت حاصل کیا اسی واسطے تشہید میں بھی وصف عبدیت رسالت پر مقدم واقع ہوا اور جس جگہ پروردگار تعالیٰ کو کمال شرف اور قرب منزلت حضرت کا بیان فرمانا منظور ہوتا ہے آپ کو اسی وصف کیساتھ یاد فرماتا ہے اوحی الی عبدہ ما اوحی اور سبحان الذی اسرئ بعبدہ لیسلمن المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الی علی دقاق کہتے ہیں کوئی چیز عبودیت سے شریف تر اور مسلمان کے لئے کوئی نام بندہ سے بہتر نہیں موفخر الدین رازمی ابو القاسم انصاری نقل

کرتے ہیں کہ جب وہ جناب شب معراج اعلیٰ درجہ پر پہنچے حکم آیا یا محمد تم تنزلک عرض کیا اس سبب سے کہ میں تجھ سے نسبت بندگی کی رکھتا ہوں اُسی کے مطابق آیتہ آئی سبحان الذی اسریٰ بعبدہ چہل و دووم وہ جناب سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور سب سے پہلے آپکی شفاعت قبول ہوگی جو آپ فرماتے ہیں کہ میں سردار طاقاؤم کا ہوں اور خدا کے نزدیک اُن کا بڑا اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا اور اول شافع ہوں اور اول مشفع اور اول زمین سے نکلوں گا اور اول مجھی کو حکم سجدہ کا ہوگا میں احمد ہوں میں محمد ہوں میں خدا کا پیارا اور اُس کا پیغمبر ہوں چہل و سوم اول آپ قبر سے باہر نکلیں گے اُس وقت ستر ہزار فرشتے آپ کی جلو میں ہوں گے دابنہ ہاتھ میں ہاتھ صدیق اکبر کا اور بائیں میں عمر فاروق کا ہوگا اس شان و تجل سے جنت البقیع کو تشریف لے جائیں گے جس وقت وہاں کے مردے اپنی قبروں سے اٹھیں گے پہلے نگاہ اُن کی آپ ہی کے جمال مبارک پر پڑے گی نہ بے قسمت اُس صاحب دولت کی جو اس نعمت سے مشرف ہو خداے کریم اپنے فضل عظیم سے اس فقیر کو بھی یہ نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ عنایت فرما دے۔ بیت روز عشر کہ من از خواب گراں برخیزم + بردخ آں مہتاباں نگراں برخیزم چہل و چہارم اول وہ بقصد شفاعت سجدہ کریں گے چہل و پنجم اول وہ سر اپنا بفرمان الہی اٹھائیں گے چہل و ششم اول اُن کو مراتب و مناصب ملیں گے چہل و ہفتم اول وہ اُمت کو ساتھ لے کر پل صراط سے گزریں گے چہل و ہشتم اول آپ دیدار الہی سے مشرف ہوں گے۔ چہل و نہم اول اُن سے میثاق لیا گیا پنجاہ ہم اول آئندوں نے جواب الست بدیکم میں بلی کہا پنجاہ و یکم اول وہ بعد نفعہ کے سر اٹھائیں گے پنجاہ و دووم اول وہ بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے اور فقراء اُمت کے ساتھ سب سے پہلے بہشت میں جائیں گے اللہ تعالیٰ نے شب معراج آپ سے وعدہ کیا کہ بہشت سب پیغمبروں پر حرام ہے جب تک تو اُس میں نہ جائے اور سب اُمتوں پر حرام ہے جب تک تیری اُمت داخل نہ ہوئے۔ س آپ فرماتے ہیں میں بہشت کے دروازہ پر قیامت کے دن آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا فرشتے کہے گا کون ہے میں کہوں گا محمد عرض کرے گا مجھے یہی حکم تھا کہ تم سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں پنجاہ و سوم اول وہی حضور الہی میں بلائے جائیں گے اور کلام کریں گے طہراتی نے حذیفہ سے روایت کیا کہ خدا تعالیٰ لوگوں کو ایک زمین میں جمع کرے گا وہاں کوئی بات نہ کرے گا پھر حضرت سب سے پہلے بلائے جائیں گے جواب دیں گے لبیک و سعدیک والخیر فی یدیک والشیر لیس الیک والمہدی من ہدیت وعیدک بین یدیک ویک الیک ولا ملجاء منک الا الیک تبارکت وتعالیت سبحانک رب البیت حذیفہ فرماتے ہیں اسی مقام کو محمود کہتے ہیں اور ابن منذر کہتے ہیں اس حدیث کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے اور رجال اس کے ثقات ہیں کذا فی المواہب اللدنیہ پنجاہ و چہارم آپ اول مخلوقات ہیں جو آپ فرماتے ہیں میں اول موجودات ہوں جب میں پیدا ہوا اُس وقت نہ پانی تھا نہ مٹی نہ جسم نہ آدم جو ایک روز کسی نے آپ سے پوچھا کہ پہلے کیا پیدا ہوا فرمایا نور میرا اور خدا تعالیٰ نے میرے نور سے تمام مخلوقات کو ظاہر کیا

جو ایک بار مولیٰ علی سے فرمایا اے ابوالحسن بے شک محمد رسول رب العالمین کا اور خاتم النبیین اور قائم
الغیر المجملین اور سردار تمام انبیاء و مرسلین کا ہے میں پیغمبر تھا اور آدم درمیان مٹی اور پانی کے بے شک میں
مسلمانوں پر مہربان اور گنہگاروں کا شفیع ہوں سب اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں سب پیغمبروں سے پہلے پیدا ہوا
اور سب کے بعد خلق پر بھیجا گیا فائدہ شاید اس میں یہ نکتہ تھا کہ امت آپ کے اخلاق اور احوال اگلی امتوں کے
دیکھ بھال کر کمالات اولین و آخرین حاصل کرے اور جن باتوں سے لگے لوگ ہلاک ہوئے اور ان پر عتاب ہوا
بچتے رہے یا یہ بھید تھا کہ دین آپ کا دائم و باقی ناسخ سب شرائع و ادیان کا ہے اگر ظہور آپ کا اور پیغمبروں سے پہلے
ہوتا ان کی شریعت ظاہر نہ ہوتی اور دین ان کا رواج نہ پاتا بلکہ درحقیقت ختم نبوت ایک کمال مستقل ہے کہ اس سے
بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں اس واسطے یہ کمال بھی پروردگار تقدس و تعالیٰ نے آپ کیلئے خاص فرمایا پنجہ و پنجم اور آپ
کو خاتم النبیین کہا قال اللہ تعالیٰ ما کان محمد اباً احد من رجا لکھ و لکن رسول اللہ و خاتم
النبیین و کان اللہ بکل شیء علیہما علاوہ بریں جس طرح پہلا اسم یعنی اول ایک اسم الہی کی مظہریت پر
دلالت کرتا ہے اس اسم یعنی آخر سے دوسرے اسم کی مظہریت ثابت ہوتی ہے اور ان دونوں کے اجتماع سے
ایک معنی عجیب پیدا ہوتے ہیں کہ جس طرح پروردگار سب شے کو محیط ہے کہ اول بھی وہ ہی ہے اور آخر بھی وہی ہے
اسی طرح سب اس کے کہ ایک پر تو اس احاطہ کا اس جناب پر بھی واقع ہوا ہے وہ جناب بھی نبوت و رسالت کو
محیط ہیں کہ اول النبیین بھی وہ ہی ہیں اور آخر النبیین اور خاتم النبیین بھی وہ ہی ہیں اور جو اس لفظ کو موجب
قرأت عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خاتم النبیین بفتح تاء پر ہیں تو ایک اور خاصہ آپ کا ثابت ہوتا ہے پنجہ و پنجم
کہ سوا آپ کے یہ لقب بھی کسی کو حاصل نہ ہوا مگر اس اعتبار بڑھتا ہے اور آپ کے سبب سے پیغمبروں کا اعتبار
زیادہ ہوا اور ہر سے زینت ہوتی ہے اور آپ انبیاء کی زینت ہیں مکالمات مختلف پنجہ و پنجم اللہ تعالیٰ ہمیشہ
آپ کی نگہبانی فرماتا اور فرشتوں کو آپ کی حفاظت کیلئے اور لڑائیوں میں آپ کی مدد کے لئے بھیجتا جبرئیل و
میکائیل آپ کے داہنے بائیں کھڑے ہو کر اُحد کی لڑائی میں دشمنوں سے لڑے ہیں اور ہزاروں فرشتے بدر اور
اُحد اور خندق اور حنین اور بنی قریظہ میں مدد کو آئے ہیں جب آپ غزوہ خندق سے لوٹ کر فتح و نصرت کے
ساتھ مکان تشریف لائے اور ہتھیار بدن مقدس سے جدا فرمائے جبرئیل امین ہتھیار باندھے حاضر ہوئے اور
عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہتھیار کھول ڈالے اور فرشتے ہتھیار باندھے مستعد کھڑے ہیں جلد تشریف لے
چلے اور یہود بنی قریظہ کو محاصرہ کیجئے ایام محاصرہ میں کسی نے عرض کیا کہ میں نے ایک سوار قریظہ کے
قلعہ کی طرف جاتے دیکھا فرمایا وہ جبرئیل تھا کہ ان کے قلعوں میں زلزلہ اور ان کے دلوں میں رعب ڈالنے
گیا ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ جو فرشتے جنگ بدر میں آپ کے ہمراہ ہو کر لڑے ان کو ملائکہ بدر میں کہتے ہیں اور
سب فرشتے ان کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں جب کوئی دشمن آپ کو ایذا دینا چاہتا اکثر فرشتے بیچ
میں حائل ہو جاتے اور اس کے شر سے آپ کو بچاتے ایک بار ابو جہل نے یہ کیفیت اپنی آنکھوں سے

دیکھ لی اور کہا کہ یہ شخص بڑا جادوگر ہے میں اس سے نہ جیتوں گا جب میں نے اس کی طرف قصد کیا خندق
 آگ کا اپنے اور اُس کے بیچ میں حائل دیکھا کہ اُس کے کنارے پر فرشتے کھڑے تھے اور ایک اثر دہائے
 مہیب مجھ پر دوڑا اگر میں ہٹ نہ آتا تو آگ میں جل جاتا اور وہ اثر دہائے مجھے نگل جاتا ایک بار اُس ملعون
 نے قسم کھائی کہ جب میں محمد کو نماز پڑھتے دیکھوں گا ایذا دوں گا اتفاقاً ایک روز دیکھ لیا پتھر اٹھا کر
 سر مقدس پر مارنا چاہا حکم الہی سے پتھر اُس کے ہات میں چپٹ گیا اور ہات اُس کے گلے میں طوق
 ہو گیا ایک مخزومی کافرنے جو وہاں موجود تھا بے ادبی کا اعادہ کیا فوراً اندھا ہو گیا کہ آپ اُس کو ہرگز نظر
 نہ آئے آیت کریمہ انا جعلنا فی اعناقہم اغلالاً فہی الی الاذقان فہم مقمحوں وجعلنا من بین
 ایدہم سدا ومن خلفہم سدا فاغشینا ہم فہم لا یبصرون اس قصہ کے بیان میں
 نازل ہوئی ب جب حکم ہوا کہ قریش کو پھونک اور جلا عرض کیا الہی وہ میرا سر کچل ڈالیں گے ارشاد ہوا
 میں نے تجھے اس لئے بھیجا کہ تجھے اور تیرے سبب سے اوروں کو آزمائوں اور تجھ پر وہ کتاب نازل کی کہ ہرگز
 نہ مٹے گی اُسے سوتے اور جلتے پڑھ اور اُن پر لشکر بھیج ہم اُن سے پانچ حصہ زیادہ تیرے مددگار بھیجیں
 گے تو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اپنے دشمنوں سے مقابلہ کر اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ کو دشمنوں کی طرف
 سے اندیشہ ہوا حکم آیا واللہ یحصل من الناس خدا تمہیں اُن کے شر سے محفوظ رکھے گا اُس دن سے
 آپ نے پہراچو کی موقوف کیا کہ میں نے خدا کی نگہبانی پر کفایت کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان تصبروا و
 تتقوا دیا تو کم من نور کم هذا ایسہد کم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین
 وقال اللہ تعالیٰ انا کفینا لک المستہزئین اور فرماتا ہے فسیکفیکم اللہ وهو السميع العليم
 پنجاہ و ہشتہم معیت کرادراک اُس کا احاطہ عقل سے دراپے بلکہ بطفیل اُن کے یہ رتبہ علیا حضرت صدیق
 اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل ہوا ہے قال اللہ تعالیٰ ثانی اثین اذہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تمرن
 ان اللہ معنا ض جب مشرکین دروازہ غار پر پہنچے صدیق اکبر اُن کو دیکھ کر غلگین ہوئے فرمایا تو اُن دو
 شخصوں سے کیا گمان رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ جن کا تیسرا ہے پنجاہ و نہم آپ میں چالیس مرد ہشتی کی قوت
 تھی اس لئے آپ کو ایک وقت میں چار عورت سے زیادہ درست تھیں چنانچہ بعض اوقات گیارہ یا بارہ
 ازواج مظہرات سوا سراسری کے جمع ہو گئیں ست اور ہر مرد ہشتی کو سو مرد دنیا کے برابر قوت دیجائے گی
 اس حساب سے آپ کو قوت چار ہزار آدمیوں کی حاصل تھی اور خوارق عادت سے ہے کہ آپ اکثر اوقات
 گرسنگی میں مبتلا رہتے اور شکم مبارک پر پتھر باندھتے اور اُس حالت میں ایک شب میں سب ازواج مظہرات
 سے مباشرت کرتے شصتم اب خندق کی لڑائی میں باد صبا آپ کی مدد کو بھیجی گئی کہ سب ڈیرے نیچے
 کافروں کے گرا دیئے اور اُن کو کچھ نظر نہ آتا تھا لاچار ہو کر بھاگ گئے شصت و یکم خود خدا تعالیٰ نے
 آپ کا نکاح زمین بنت جحش سے عرش معلیٰ پر کیا فلما قضی زید نہا وطراً و وجنکھا منقول ہے جب

آپ نے زینب کے پاس پیام نکاح کا بھیجا کہا میں اپنے خدا سے مشورہ کر کے جواب دوں گی پھر دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی اللھم ان رسولک یخطبونی فان کنت لہ اھلاً فزوجنی منه خدا یا رسول تیرا مجھ سے نکاح کیا چاہتا ہے اگر میں اُس کے لائق ہوں تو تو اُس سے میرا نکاح کر دے آیت نازل ہوئی فلما قضیٰ ذیل الاخر یعنی جب زید اُس سے حاجت روا کر چکا تو ہم نے تیرا نکاح اُس سے کر دیا بعد نزول اس آیت کے حضرت نے زینب سے خلوت کی انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ خطبہ نہ گواہ فرمایا خدا نکاح پڑھانے والا ہے اور جبریل گواہ ہے ض اس روز سے زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام ازواج مطہرات سے فخر کیا کرتیں کہ تمہارے نکاح تمہارے اولیا نے کئے اور میرا نکاح میرے خدا نے اور اس نکاح سے ایک بڑا حرج دفع ہوا اگر یہ نکاح واقع نہ ہوتا تو کوئی شخص اپنے متبنی کی عورت سے نکاح نہ کر سکتا اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ متبنی وارث نہیں ہو سکتا اور شرع میں عقد متبنی کچھ اعتبار نہیں رکھتا شخصیت و دوم نکاح بلا ہر و شہود کے آپ کے لئے خاص ہے وان امرأة مومنة وھبت نفسها للنبی الی قوله تعالیٰ خالصة لک من دون المومنین چنانچہ بقول شعبی زینب بنت خزیمہ ام المساکین انصاریہ اور بقول قتادہ میمونہ بنت الحارث اور بقول ضحاک و مقاتل و علی بن حسین ام شریک بنت جابر اسدیہ اور بقول عروہ بن زبیر خولہ بنت حکیم سلیمہ اسی صورت سے آپ کی خدمت میں آئیں اور شاید نکتہ اس جواز کا یہ ہے کہ آپ مسلمان مردوں اور عورتوں کے مولیٰ اور سب آپ کی لونڈی غلام ہیں اور مولیٰ کو اپنی لونڈی سے بے ہر صحبت کرنا درست ہے شخصیت و سوم ع جس کھاری کنوئیں میں آپ کا تھوک ڈالتے شیریں ہو جاتا اور جو پھر اُس کنوئیں کا پانی پیتا سیر ہو جاتا اور دودھ نہ مانگتا گویا اُس کا پانی آب زمزم کی تاثیر پیدا کرتا ایک بار کئی بچے شیر خواہ آپ کے پاس لائے گئے آپ نے لعاب دہن اپنا اُن کے مونہ میں ڈالا اس قدر سیر ہو گئے کہ تمام دن دودھ نہ مانگا اور یہ امر عاشرہ کے دن اہل بیت کے بچوں کے ساتھ بھی واقع ہوا اور خیر کے روز مولیٰ علی کی آنکھیں دکھتی تھیں تھوڑا لعاب دہن اُن کی آنکھوں میں ڈالانی الفور چمھی ہو گئیں اور پھر کبھی نہ دکھیں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیا سے تھے زبان آپ کی چوسی فوراً پیاس جاتی رہی اور دن بھر پانی کی خواہش نہیں ہوئی۔ حدیث کے روز وہاں کا کنواں لشکر کی کثرت سے خالی ہو گیا آپ کو خبر ہوئی ایک کلی اُس کنوئیں میں ڈالی کہ یکا یک اُس میں جوش آیا اور پھر تمام لشکر نے پانی بھرا مگر پانی اُس کا کم نہ ہوا اور ایک کنوئیں میں آب دہن شریف ڈالا اُس کے پانی سے مشک کی خوشبو آنے لگی اور انس بن مالک کا کنواں کھاری تھا ایک قطرہ لعاب دہن کا اُس میں ڈال دیا ایسا شیریں ہو گیا کہ مدینہ میں کوئی کنواں اُس سے میٹھا نہ تھا اس واسطے آپ کے دہن کو منہل اور منع معجزات کہتے ہیں کہ صد ہا معجزات اُس کے کتب و سیر میں مذکور ہیں شخصیت و چہارم ع آپ کی بغلوں میں بال نہ تھے شخصیت و پنجم اور آپ کو کبھی جاہی نہ آئی شخصیت و ششم اور کبھی احتلام نہ ہوا کہ احتلام شیطان کی طرف سے ہے اور حضرت اُس کے فساد و شر سے محفوظ و معصوم تھے شخصیت و ہفتم اور آپ کے خواب حکم بیداری کا رکھتے تھے

ہر چند ظاہر میں آرام فرماتے مگر دل مقدس انتظار و وحی میں بیدار رہتا اس لئے وضو آپ کا سونے سے نہ جاتا
 شخصیت و مشتم اور جس جاؤ پر سوار ہوتے سب سے آگے اور تیز چلتا اگرچہ سست قدم ہوتا شخصیت و نیم
 اور جب تک سوار رہتے یید اور پیشاب نہ کرتا ہفتادہ اذان ہفتادہ ویکم اور اقامت ہفتادہ و دوم اور
 نماز پنجگانہ بایں بیعت ہفتادہ و سوم اور سورہ فاتحہ ہفتادہ و چہارم اور آمین ہفتادہ و پنجم اور ماہ
 رمضان ہفتادہ و ششم اور سجدہ صلاۃ آپ کیلئے مخصوص ہے ہفتادہ و ہفتم اور ساعت جمعہ بھی
 آپ کو عنایت ہوئی کہ جو امتی آپ کا اسوقت دعا مانگتا ہے بیشک قبول ہوتی ہے بلکہ ہفتادہ و ششم روز جمعہ بھی
 آپ کو اور آپ ہی کی امت کو عنایت ہوا دوسری امت پر یہ دن مقرر نہ تھا علما کہتے ہیں یہ دن ازل سے
 بزرگ ہے کہ آدم اس میں پیدا ہوئے اور نفعہ اور صعقہ اور بہت سے امور عظیمہ واقع ہوئے اور واقع ہوں گے
 مگر یہود و نصاریٰ نے اپنی بدبختی سے اس کو نہ پہچانا اور ہفتہ اور اتوار اختیار کیا اسی سبب سے تعظیم اس کی ان سے
 نہ ہو سکی اور بلائے آسمانی ان پر نازل ہوئی جب نوبت اس امت بابرکت کی آئی عنایت ازلی نے کہ ان کے حال
 پر ہے فرمادیا یا ایہا الذین امنوا اذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللہ و ذکر
 البیعت تا ماتند اور امتوں کے غلطی اور خرابی میں نہ پڑیں اسے عزیزیہ امت محبوب کی ہے یہاں امتحان کی
 جگہ امتحان اور آزمائش کی جگہ احسان منظور ہے اور وہ مالک مختار ہے جس پر چاہے فضل کرے وھو
 ذوالفضل الکبیر و علی من یشاء قدر حضرت فرماتے ہیں جبرئیل میرے پاس ایک دن ایک سپید
 لائے اور کہا یہ دن جمعہ کا ہے کہ تمہارا رب تمہیں عنایت فرماتا ہے اور اسے تمہاری امت کیلئے عید ٹھہراتا ہے
 اس میں ایک ساعت ہے کہ جو شخص اسوقت دعا کرے اگر مقصوم کے مطابق ہے قبول ہوا اور جو نہیں تو اس
 سے بہتر فائدہ اس کے لئے ذخیرہ کیا جائے یعنی آخرت میں ثواب پادے کہ وہ دعا کے قبول ہونے سے بہتر
 ہے اور یہ دن سب دنوں کا سردار ہے ہم اسے سیدالایام کہتے ہیں اس لئے کہ جنت میں ایک جنگل نہایت خوشبودار
 ہے کہ جمعہ کے دن پروردگار اعلیٰ علیین سے اپنی کرسی پر وہاں نزول فرماتا ہے اور تجلی کرتا ہے کہ بہشتی اس
 کے دیدار سے مشرف ہوں اور اس دن کو یوم المزید بھی کہتے ہیں کہ نعمت اہل بہشت کی اس روز زیادہ ہوگی
 یعنی دیدار الہی سے کہ سب نعمتوں سے عمدہ ہو اسی دن مشرف ہوا کریں گے ہفتادہ و نیم شب قدر تفسیر
 معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کسی نے ذکر کیا کہ نبی اسرائیل میں ایک شخص
 نے ہزار ہینے خدا کی راہ میں ہتھیار باندھ کر جہاد کیا آپ متعجب ہوئے اور جناب الہی میں عرض کیا الہی تو نے
 میری امت کو سب امتوں سے عمر اور اعمال میں کم رکھا خطاب آیا انا انزلناک فی لیلة القدر یعنی
 اسے حبیب ہمارے اور اسے خاص بندے ہمارے ہم نے تیری امت کو بزرگی اور کرامت عطا فرمائی کہ
 ان کی ہدایت کے لئے قرآن مجید شب قدر میں اتارا و ما ادرك ما لیلة القدر اور تو نے شب قدر
 کو کیا سمجھا لیلة القدر وخیر من الف شهر شب قدر ہزار ہینے سے بہتر ہے یعنی جو ثواب

کہ اُس اسرائیلی کو ہزار عیدینہ کی عبادت میں حاصل ہوا تیری امت کو اُس ایک رات کی عبادت میں بہتر اُس سے حاصل ہوگا اور صرف یہی فائدہ نہیں بلکہ تمہاری امت کے لئے اُس رات میں اور فائدے بھی ہیں تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ کہ اترتے ہیں فرشتے اور روحیں اُس رات اپنے رب کے حکم سے ہر خیر و خوبی کیساتھ سلام ہے یہ اُس وقت تک ہے کہ فجر طلوع کرے حدیث میں آیا ہے ب کہ جو شخص اُس رات قیام کرتا ہے یعنی بیدار رہتا ہے اور عبادت کرتا ہے خدا کے لئے اُس کے اگلے گناہ معاف فرماتا ہے اور ب کبھی کہتے ہیں کہ اُس رات فرشتے ہر مسلمان سے جو عبادت میں مشغول ہوتا ہے سلام علیک کرتے ہیں اور اہل کمال سے مصافحہ کرتے ہیں اُس وقت بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور آنسو بے اختیار جاری ہوتے ہیں آدمی کو چاہیئے جس وقت یہ آثار دیکھے یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ ارْنَاكَ عَفْوٌ يُجِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي اور نکتہ اس رات کے پوشیدہ رکھنے میں یہ ہے کہ عباد اُس کی طلب میں سال بھر جاگیں اور گناہوں سے بچتے رہیں یا یہ فائدہ ہے کہ فاسق اُس میں گناہ کر کے ہزار عیدینہ کے گناہوں میں مبتلا نہ ہوں کہ دفع ضرر جلب نفع سے بہتر ہے ت مجاہد کہتے ہیں کہ شیطان بھی اُس رات بدی سے باز رہتا ہے۔ ہشتاد۔ م ع آپ حلیمہ کے گھر تھے کہ فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے ہشتاد دو حکم اور چاند آپ سے باتیں کرتا اور کہتا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ہشتاد دو دوم اور کبھی بستر پر پاخانہ پیشاب نہ کرتے اور بچپن میں بھی ہشتاد دو سوم کبھی بھوک پیاس کی شکایت نہ کرتے اکثر اوقات چاہ زمزم پر جاتے اور اُس کے پانی پر تمام دن قناعت فرماتے ہشتاد دو چہارم اور ستر مقدس آپ کا اُس زمانہ میں ظاہر نہ ہوتا اگر کھل جاتا فرشتے چھپا دیتے نظم۔

برہنہ نہ ہوتا بدن آپ کا جو ہوتا تو دیتے فرشتے چھپا د ملائک جھولاتے تھے جھولا مدام و صلہ ہر دم اُن سے کرتے کلام ہشتاد و پنجم بعض علما کے نزدیک کتابیہ سے آپ کو نکاح کرنا جائز نہ تھا چنانچہ قولہ تعالیٰ دامدۃ مومنة اس پر دلالت کرتا ہے اور بعض نے قولہ عز وجل اللاتی ہاجرن معک کو بھی ساتھ اسلمن معک کے تفسیر کیا ہے۔ نماز تہجد خاص آپ پر فرض ہوئی فاقلة لک من دون المومنین سنتیں فجر کی اور صلاۃ ضحیٰ اور مسواک آپ پر واجب ہے شعر کہتا اور بہ نیت شعر خوانی پڑھنا اور صدقہ واجبہ کھانا آپ پر حرام تھا۔ اسرائیل تین برس آپ کی خدمت میں رہے۔ ملک الموت نے رحلت کے وقت خدمت شریف میں عرض کیا اگر اجازت ہو روح مبارک قبض کی جائے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اکثر جگہ آپ کو القاب کے ساتھ یاد کرتا ہے بخلاف اور انبیاء کے کہ اُن کا نام لیتا ہے یا ادم اسکن انت۔ یا نوح اھبط بسلام منا۔ یا ابراہیم قد صدقت الرویا۔ یا موسیٰ انی انا اللہ۔ یا داود انا جعلناک خلیفۃ۔ یا عیسیٰ بن مریم انت قلت للناس۔ ولنعم ما قیل۔ یا آدم انت یا پدر انبیاء خطا۔ یا ایہا النبی خطاب محمد است۔ تنبیہ جو عظمت اور بزرگی اُس جناب کی اس خطاب سے سمجھی

جاتی ہے ظاہر ہے کہ جس طرح ہم معتقدین کی نام نہیں لیتے بلکہ اُن کو القاب کیساتھ یاد کرتے ہیں اور مولو مخلص صاحب اور
میاں صاحب اور حافظ صاحب اور شاہ صاحب کہتے ہیں وہی قاعدہ یہاں بھی پایا جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے
کبر و دروغ کے نزدیک اُس جناب کی بزرگی اور بڑائی اس مرتبہ کو پہنچی کہ خود مالک حقیقی نام لے کر اُن سے کلام
نہیں کرتا بلکہ واسطے اظہار اُس عظمت کے اُن القاب کیساتھ کہ جو کمال بڑائی اور عظمت پر دلالت کرتے ہیں
اُن سے خطاب کرتا ہے۔ نہ بائبل میں خطابی الہی مخصوص یا نبیا تھا اگر اچاناً امت سے خطاب کیا جاتا بلطف
یا ایھا المساکین مخاطب ہوتے بخلاف آپ کی اُمت مرحومہ کے کہ قرآن شریف میں اٹھاشی جگہ بہ تشریف یا ایھا
الذین مشرف ہوئی اور اسی طرح تسمیہ بمسلمین خصائص اُمت مرحومہ سے ہے ملۃ ابیکم ابراہیم صومحکم
المسلمین من قبل۔ آپ کی امت کو خدا تعالیٰ نے گواہ اپنا قرار دیا م سحت حضرت بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ
نکلنا لوگوں نے اُس کدخ کی فرمایا واجب ہوئی پھر دوسرا نکلا اُس کی مذمت کی فرمایا واجب ہوئی عرض کیا
یا رسول اللہ کیا واجب ہوئی فرمایا پہلے مردے کی تم نے تعریف کی اُس کے بہشت اور دوسرے کی مذمت کی
اُس پر دو رخ واجب ہوئی تم خدا کے گواہ ہو زمین میں بلق جو مسلمان مرنے والے اُس کے ہمسایہ اُس کی
مدح و ثنا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم نے گواہی تمہاری اُس کے حق میں قبول کی اور جو بدی اُس کی تم پر
ظاہر تھیں اپنے فضل و کرم سے بخش دیں سعید بن منصور روایت ابن ابی حاتم کعب احبار کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ
کسی امت کو حاصل نہ فرمایا جس طرح پیغمبروں کو اُن کی اُمتوں پر گواہ ٹھہرایا اس اُمت کو بھی اُن پر گواہ کیا لتکو نوا
شہدا علی الناس پیغمبروں کو فرمایا دعا کرو قبول کروں گا ان کو بھی ارشاد ہوا ادعونی استجب لكم
پیغمبروں کو حکم ہوا بلغوا ولا حرج ان سے بھی فرمایا وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔
اجماع آپ کی اُمت کا حجت ہے آپ فرماتے ہیں لا تجتمع اُمتی علی الضلالة گویا اُمت آپ کی اجماع اور اتفاق
کی صورت میں حکم ایک پیغمبر کا رکھتی ہے کہ جس طرح قول نبی کا قطعی ثبوت اور واجب التسليم ہوتا ہے وہ ہی
فائدہ اُن کا اتفاق و اجتماع بنتا ہے۔۔۔۔۔ اُمت آپ کی کثیر تعداد میں سب امتوں سے زیادہ ہے آپ
فرماتے ہیں انی کشیر الانبیاء تبعائ یہاں تک کہ دو تہائی بہشتی اس امت کے ہوں گے اور ایک تہائی سب امتوں سے
آپ فرماتے ہیں ضدہ انی لا رجوان تکونوا ثلاثی اهل الجنة میں امیدوار ہوں کہ تم دو تہائی اہل بہشت
کے ہو۔۔۔۔۔ مشن قیامت کو آپ کی امت کے اعضائ وضو چکتے ہوں گے۔۔۔۔۔ مشن اور چونچے اُن
کے لڑکین میں مر گئے اُن کے سامنے دوڑتے ہوں گے۔۔۔۔۔ اور نماز عشا خاص آپ پر اور آپ کی
اُمت پر فرض ہوئی طحاوی نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا کہ نماز فجر کی اول حضرت آدم نے اور
اسحق نے ظہر اور عزیز نے عصر اور داؤد نے مغرب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا پڑھی۔۔۔۔۔
بلکہ بعض خطا اور نسیان اور اگر اس امت سے مواخذہ نہیں۔۔۔۔۔ اور قیامت کے دن
آپ کی امت بلند مکان پر ہوگی ہر آپ فرماتے ہیں انا وامتی علی بل۔۔۔۔۔ قنی چار ار

تے سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اہل محشر سراپنا جمعہ کا لو اور آنکھیں اپنی بند کر لو کہ فاطمہ بیٹی محمد کی پل صراط سے گزر فرماتی ہیں پھر آپ ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں پل صراط سے اس طرح گزر فرمائیں گی جیسے بجلی چمک جاتی ہے۔۔۔۔۔ آپ کے ذکر مولد میں یہ تاثیر ہے جو کہ جس گھر میں پڑھا جاتا ہے برس روز تک وہاں خیر و برکت اور سلامتی اور عافیت اور رزق کی وسعت اور مال کی کثرت رہتی ہے اسی واسطے مکہ مدینہ و مصر و شام و یمن کے لوگ ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں اور جب مہینہ ربیع الاول کا آتا ہے خوش ہوتے ہیں اور لباس فاخر پہنتے ہیں اور زینت و تہنل ظاہر کرتے ہیں اور کپڑے انواع خوشبو سے معطر کرتے ہیں اور طح طرح سے سامان خوشبو کا بہم پہنچاتے ہیں اور خیرات زیادہ کرتے ہیں اور سماع قرأت مولد میں اہتمام تمام رکھتے ہیں اور اسے فوز عظیم اور موجب ثواب جزیل سمجھتے ہیں۔ شیخ عبدالحق دہلوی ما ثبت من السنۃ میں لکھتے ہیں کہ ہمیشہ سے اہل اسلام ماہ ربیع الاول میں محفلیں کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور بسبب کثرت خیرات اور پڑھنے حال ولادت اور انظار سرور و فرحت کے اُن کے لئے برکات ظاہر ہوتے ہیں اور حافظ امام ابن جوزی محدث اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں کہ اہل حریم شریفین اور مصر و یمن و شام اور تمام ملک عرب کے لوگ مجلس مولد کیا کرتے ہیں اور ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور اچھے کپڑے پہنتے ہیں اور انواع زینت کے ساتھ محفلیں کرتے ہیں خوشبو اور سرمہ لگاتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے بنگمال خوشی و شادمانی اس ماہ مبارک میں صرف کرتے ہیں اور مولد پڑھنے اور سننے میں اہتمام مانع رکھتے ہیں اور اس عمل سے اجر جزیل اور فوز عظیم حاصل کرتے ہیں اور تجربہ کیا گیا ہے کہ بہ برکت مولد شریف کے تمام سال خیر و برکت اور سلامتی اور عافیت اور فراخی رزق اور زیادتی مال اور دولت اُن کو حاصل ہوتی ہے۔۔۔۔۔

----- اور محمد بن علی دمشقی سبیل الہدئی والرشاد میں حافظ ابو النخیر سخاوی سے نقل کرتے ہیں کہ عمل مولد شریف قرونِ ثلثہ کے بعد پیدا ہوا زان بعد چار طرف اہل اسلام ہمیشہ بڑے شہروں میں ماہ مولد میں اطعام و صدقات اور اظہار سرور اور کثرت خیرات میں جہد بلیغ کرتے ہیں اور مولد پڑھنے میں اہتمام کرتے ہیں اور سیرکت اس عمل کے فضل عظیم اُن پر ظاہر ہوتا ہے اور حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ حاکم اربل بڑے تکلف محفل مولد میں کیسا کرتا ابن دجیہ نے ایک رسالہ اُس کے لئے بیان مولد میں لکھا اور اماموں نے کہ اُن میں سے حافظ ابو سامہ استاد امام نووی کے ہیں اس بات کو پسند فرمایا ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس فعل میں رُغم شیطان اور مضبوطی ایمان کی ہے علامہ ابن طغرل کہتے ہیں کہ مجاہد پیغمبر نے مولد کی خوشی میں ویسے کئے ان میں سے ہمارے

استاد الاستاذ - - - - - ہیں اور صاحب سبیل الہدی جمال الدین عجمی اور یوسف بن علی شامی اور منصور بشار اور ابو موسیٰ زہرہ ہونی کے واقعات اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عمل شریف سے راضی ہونا اور خواب میں اُن سے تاکید کرنا نقل کر کے لکھتے ہیں کہ امام ابن بطالاح نے فتویٰ دیا کہ کھلانا پلانا اور سنوانا بطور مشروع اور پڑھنے والے کو مولد کی خوشی میں دینا جائز ہے اور کرنے والا ثواب پاتا ہے اور یہ کھلانا پلانا فقرا کے لئے خاص نہیں مگر فقیروں کو کھلانے پلانے میں ثواب زیادہ ہے اور حافظ قسطلانی مواہب لدنیہ میں ابن جوزی سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص محفل کرتا ہے مقصد اُس کے جلد حاصل ہوتے ہیں اور سال بھر امن میں رہتا ہے خدا اُس پر رحم کرے جو اس مہینے کی رات کو عید پُراوے یعنی اُن میں سامان خوشی کا بہم پہنچا دے اور یہ بھی انھیں سے نقل کرتے ہیں کہ جب ابوہب سے کافر جس کی مذمت میں سورہ تبت نازل ہے بدولت خوشی میلاد شریف کے ہر دو شنبہ کو تخفیف عذاب کی ہو جاوے تو غور کیا جائے اُس مسلمان کا حال جو بصدق دل اور خلوص نیت آپ کی ولادت کی خوشی کرے بدلا اُس کا یہی ہے کہ خدائے کریم اپنے فضل عظیم سے اُس کو جنات نعیم میں داخل کرے۔ شیخ نصیر الدین فرماتے ہیں یہ اجتماع مستحسن ہے کہ قاصد اور فاعل اُس کا ثواب پاتا ہے اور اجتماع صالحین کا واسطے ذکر خدا اور پڑھنے درود اور کھانے طعام کی ثواب دو چند کرتا ہے اور امام ظہیر الدین فرماتے ہیں کہ یہ اجتماع حسن ہے اگر کرنے والے کو مسلمان کا جمع کرنا اور حضرت پر درود پڑھنا اور پڑھوانا مقصود ہے اور امام نصیر الدین مبارک کہتے ہیں کہ جائز ہے اور اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اگر نیت اچھی رکھتا ہے اور حافظ ابو سامہ استاد امام نووی کے فرماتے ہیں کہ تائید اس کی مستحسن و مندوب ہے فاعل اُس کا تعریف کیا جائے اور شیخ امام علامہ صدر الدین بن عمرو جزیری اور امام حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ کے پیدا ہونے کے دن ہر سال صدقہ و خیرات کرے اور زینت و خوشی کا سامان بہم پہنچاؤ تو قطع نظر احسان کے فعل سے محبت و تعظیم و اجلال حضرت کی فاعل کے دل میں اور شکر گزاری پروردگار کی اس بات پر کہ بسبب پیدا کرنے رحمتہ للعالمین کے اس پر احسان کیا سمجھی جاتی ہے اور مروج اس فعل کے ملک عادل ابو سعید مظفر بن زین الدین بادشاہ مصر و شام ہیں کہ ماہ ربیع الاول میں ہر سال محفل کیا کرتے اور لاکھ دینار اُس میں صرف کرتے اور بڑے بڑے عالم اور صوفی ان کی مجلس میں جمع ہوتے ابن حلیکان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ جب شیخ ابو الخطاب بن وجیہ نے کتاب التنویر فی مولد البشیر والتذکرہ تصنیف کی ملک مظفر نے ہزار دینار سرخ انگو عنایت فرمائے اور حافظ ابن حجر نے اصل اس فعل کی سنت سے اس طرح ثابت کی کہ جب حضرت مدینہ میں تشریف لے گئے اور یہود کو دیکھا کہ عاشورہ کے دن اس سبب سے کہ اُس دن فرعون غرق ہوا اور حضرت موسیٰ نے نجات پائی روزہ رکھتے تھے فرمایا کہ ہم بہ نسبت تمہارے موسیٰ کے ساتھ اجاق میں پس آپ نے بھی روزہ رکھا اور یاروں کو بھی حکم دیا اور جب روزہ عاشورہ اس وجہ سے کہ وہ وصول نعمت اور دفع نقمت کا تھا روزہ کے لئے خاص ہوا تو یہی حال اس دن کا کہ حضرت کی ولادت سے زیادہ کوئی نعمت نہیں اور شیخ جلال الدین

ابو الفضل عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی شرح سنن ابن ماجہ میں کہتے ہیں کہ یہی نبی نے روایت کیا کہ حضرت نے پیغمبر ہونے کے بعد اپنا عقیقہ کیا حالانکہ عبدالمطلب نے ساتویں دن ولادت سے عقیقہ آپ کا کر دیا تھا پس یہ عقیقہ واسطے اظہار شکر یعنی ولادت اور رحمۃ للعالمین ہونے کے تھا تو ہم کو بھی واسطے اظہار شکر کے آپ کی ولادت کے دن خوشی کرنا اور جمع ہونا اور کھانا کھلانا مستحب ہے انتہی ملخصاً اور امام جلال الدین عبدالرحمن بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ وجود ہمارے پیغمبر کا موجب نجات ہے یعنی روز ولادت کو جمعہ کے دن پر قیاس کرنا چاہئے کہ اُس دن دوزخ کی آگ نہیں دھکاٹی جاتی اس لئے وہ دن کثرت خیرات کے لئے مخصوص ہوا اور جبکہ خود حضرت نے اسی سبب سے کہ ولادت و نبوت دو شنبہ کے دن واقع ہوئی اُس دن روزہ رکھا تو ہم کو ماہ مولد میں خوشی کرنے سے کون مانع ہے اور احمد بن خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں کہ جمعہ کا دن بسبب ولادت آدم علیہ السلام کے ایسی ساعت کیساتھ مخصوص ہوا کہ جو شخص اُس وقت دعا مانگے قبول ہو پس خیال کرو مرتبہ دو شنبہ کا جس میں حضرت پیدا ہوئے مگر اس لئے کہ وجود باریہ آپ کا عالم کیواسطے رحمت ہے فلانے اُس دن کثرت عبادت کی امت کو تکلیف نہ دی اور حضرت نے بھی بخوف فرضیت اُس دن زیادہ عبادت نہ کی جس طرح نماز تراویح ترک فرمائی مگر اس طرف اشارہ فرمایا اُس دن روزہ رکھے کہ جیسا کہ صحیح مسلم سے ثابت ہے اور امام جلال الدین عبدالرحمن بن عبد اللہ نے فرمایا کہ آپ کی ولادت نے دو شنبہ کو بزرگ کر دیا اور وجود باریہ حضرت کا اپنے پیروں کے حق میں موجب نجات تھا تو جو شخص آپ کے پیدا ہونے کی خوشی کرتا ہے تمام ہوتی ہیں نعمتیں اُس کی اُس شخص پر جس نے اسے ایجاد کیا اور یہ دن جمعہ سے مشابہت رکھتا ہے کہ آگ دوزخ کی اُس دن دھوکا نہیں جاتی پس مناسب ہے کہ اُس دن بھی خوشی اور جو میسر ہو خرچ کریں اور مسلمانوں کو کھانا کھلائیں شاہ ولی اللہ محدث فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں کہ میں اُس مجلس میں کہ مولد مقدس میں ہوتی ہے حاضر تھا اور قصہ آپ کی ولادت کا پڑھا جاتا تھا ناگاہ کچھ انوار اُس مجلس سے بلند ہوئے غور کرنے سے دریافت ہوا کہ وہ اسرار رحمت الہی اور انوار اُن ملائکہ کے کہ ایسی مجلسوں میں حاضر ہوتے ہیں تھے اور ابن جوزی محدث رسالہ مولد میں لکھتے ہیں کہ کسی مسلمان کی پرورش میں ایک یہودیہ منکرہ متعصبہ رہتی تھی ایک روز اپنے شوہر سے بولی اس مسلمان کا عجیب حال ہے کہ جب یہ ہمینہ آتا ہے بہت مال اپنا خرچ کرتا ہے اور طرح طرح کے کھانے پکاتا ہے اور فقیروں کو کھلاتا ہے اُس نے کہا یہ ہمینہ اُس پیغمبر کی ولادت کا ہے اُن کے پیدا ہونے کی خوشی کرتا ہے یہودیہ نے اس بات کو پسند نہ کیا رات کے وقت خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جمال تشریف رکھتے ہیں اور اُن کے یار گردیشہ ہیں یہودیہ نے آپ کے یاروں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے کہا اگر میں کچھ عرض کروں تو آپ جواب دیں گے کہا ہاں پھر اُس نے بڑھ کر حضرت کو سلام کیا اور کہا یا رسول اللہ فرمایا لبیک اے خدا کی نونڈی یہودیہ روئی اور عرض کیا آپ مجھے کس طرح جواب دیتے ہیں حالانکہ میں اُن کے دین پر نہیں فرمایا مجھے معلوم ہے کہ خدا تجھے ہدایت کرے گا یہودیہ

[illegible]

ذکر ولادت ماہ ربیع الاول میں کرنا اور اس مہینہ میں سامان خوشی کا بہم پہنچانا کیا بیجا ہے ولادت با سعادت ایک عمدہ نعمت ہے کہ باقتضائے کرمیہ **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** تحدیث اور اظہار اُس کا ہم کو لازم اور لازم تخلیہ میں متصور نہیں بلکہ جس قدر اجتماع زیادہ اظہار زیادہ تو اجتماع حسن ہوا اور اجتماع تداعی سے زیادہ ہوتا ہے تو تداعی بھی مطلوب شارع کے مناسب اور مستحسن ٹھہرے کہ وسائل حسن و قبح میں تابع مقاصد کے ہیں علاوہ انہی ذکر ولادت عیسیٰ علیہ السلام قرآن میں بتفصیل موجود اور خبر حضرت کے پیدا ہونے کی اگلی کتابوں میں مذکور ہے خود ہمارے حضرت نے اپنا نسب نامہ اور بعض امور متعلقہ ولادت بیان فرمائے ولدت من نکاح لامن سقاح اور فرمایا **انا دعوتہ ابراہیم و بشارۃ عیسیٰ رؤیا امی** التي رأت حین وضعتنی وقد خرج لہا نور اضاء لہا منہ قصور الشام۔ رواہ احمد والبیہقی رویا سے اُس خواب کی طرف اشارہ ہے جو والدہ حضرت نے ایام حمل شریف میں دیکھے بلکہ اس مجلس میں جو واقعات پڑھے جاتے ہیں صحابہ سے تابعین و ہکذا محدثین اور مورخین تک پہنچے اور انھوں نے اپنی کتابوں میں لکھے اسے بدعت اور غیر مشروع سمجھنا نہ جتنوں نے پڑھنا روایات موضوعہ اور اشعار نامہ شروع کا کہ مولد خواتن نے سامعین کے خوش کرنے یا رولانے کے لئے اختیار کیا ہے ہم بھی جائز نہیں کہتے اور ایسی مجلس کو مستحب نہیں جانتے باقی رہی تخصیص نہ کر مولد کی ماہ ربیع الاول کے ساتھ سو قطع نظر اُس سے کہ اُس کے بطلان سے اصل مجلس کا بطلان نہیں ہوتا ہم اصل اُس کے بوجہ متعددہ شرع سے ثابت کر چکے اور ایک عمدہ اصل یہ ہے کہ حدیث صحیح میں جسے ابو داؤد و نسائی بیہقی ابن ماجہ احمد بن حنبل ابن جہان حاکم ابن ابی عاصم نے روایت کیا اور منذری نے حسن اور حاکم اور ابن خزیمہ اور ابن جہان اور نووی نے صحیح کہا یہ مضمون وارد ہے کہ جمعہ تمہارے دنوں میں زیادہ بزرگ ہے کہ آدم اُس میں پیدا ہوئے اور اُسی دن روح اُن کی قبض ہوئی اور اُس میں نفقہ اور صعقہ ہے پس اُس دن مجھ پر درود بہت بھیجو کہ درود تمہاری مجھ پر عرض کی جاتی ہے صحابہ نے کہا اور بعد آپ کی وفات کے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر پیغمبروں کا بدن کھانا حرام کیا ہے جس حالت میں دن جمعہ کا بسبب ولادت آدم کے کثرت درود کے لئے خاص ہوا تو ماہ ربیع الاول کہ ماہ ولادت ختم الرسالت ہے واسطے کثرت درود و تلاوت و صدقہ خیرات کے بالاولیٰ خاص ہوگا دوسری طرح تقریر مدعا کی یہ ہے کہ حدیث مذکور اور بہت احادیث مامتد حدیث نسائی خیر یوم فیہ طلعت الشمس یوم الجمعة فیہ خلق آدم و فیہ ادخل الجنة اور مامتد مسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الاثنين فقال فیہ ولدت و فیہ انزل علی و غیرہا شاہد عدل ہیں کہ وقت کو ولادت انبیاء سے شرف حاصل ہوتا ہے اور اوقات متبرکہ میں اہتمام حنات کا زیادہ چاہئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان میں تلاوت و سخاوت زیادہ کرتے اور ثواب عبادت کا بھی ماہ مبارک رمضان میں زیادہ ہوتا ہے پس ماہ ربیع الاول کو کہ ماہ ولادت سرور انبیاء ہے کثرت صدقہ و تلاوت درود کے لئے خاص کرنا لائق اور بیجا ہے باقی رہا مسئلہ قیام سوید جعفر برزنجی نے

عقد الجواہر میں استحان واستحباب اُس کا ائمہ ذوی الرائے والروایات کی طرف نسبت کیا ہے اور کافر علماء حریم شریفین و مصر و روم و شام کھڑے ہوتے ہیں اسے مستحب و مندوب جانتے ہیں علامہ ابن حجر مولد کبیر میں جائز اور بدلتی بدعت مستحبہ کہتے ہیں شیخ عثمان حنفی مدرس مسجد حرام نے خاص اسباب میں رسالہ لکھا اور چاروں مذہب کے علما اور مفتیوں نے تسلیم کر کے اپنے مواہیر سے مزین کیا سوائے چند ہندیوں کے کسی کو اُس کے استحباب میں کلام نہیں اگر خلاف مانعین کا معتبر اور انعقاد و اجماع کو مانع ہوتا ہم مجوزین کے سوا داعظم ہونے میں شک نہیں اور حدیث میں سواد اعظم کی پیروی کا حکم اور مخالفت جماعت پر وعید وارد ہے پس یہ عمل بلکہ عمل مولد ہیئت کذا فی مع الاجتماع والتداعی مطلوب شارع اور مستحب ہوا و ہوا المطلوب عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں ما راہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن بستان میں کریمہ و من یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما قولی و نصلہ جہنم و ساعت مصیرا میں سبیل مومنین کو تو ارث مسلمین کیساتھ تفسیر کر کے کتابت علم جائز رکھی ہدایہ میں لکھا ہے کہ جس پر نص وارد نہ ہو لوگوں کی عادت پر چھوڑا جائے اور اُس میں اور اکثر کتب معتبرہ فقہ میں بہت مسائل عادت پر محمول کئے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب درباب حال کھڑے ہوں تو اُن کی موافقت کرے اور جو نہ کھڑا ہو مفسد ہے اگر رواج اہل اسلام کا حدیث احاد کے خلاف پایا جاوے حدیث میں تاویل کرے اور رواج نہ چھوڑے انتہی خصوصاً تعظیم اور توہین میں رواج کو کمال اعتبار ہے عرب میں باپ کو لٹ و منک و بٹ کے ساتھ خطاب کرتے ہیں ہندوستان میں جو باپ کو تو کہے بے ادب ہے اور عادت و رواج حریم شریفین سے استناد تو نہایت شائع ہے امام ابو یوسف اور شافعی باتباع حریم اذان وقت سے پہلے جائز جانتے ہیں کذا فی الکافی شرح الوافی عینی شرح کنز اور کافی میں ہے الاستراحة علی خمس تسلیحات یکرہ عند الجہود لانه خلاف عمل الحرمین دیکھو جمہور نے مخالفت حریم کی مکروہ سمجھی غانیہ میں ہے لا یتحب ذالک خلاف الحرمین ہدایہ میں ہے و کذا بین الخامسة والوتر لعادۃ اہل الحرمین تحفہ برہہ میں ہے کہ بعض روایات میں جو زیارت قبور کی نماز جمعہ سے پہلے مانعت وارد ہے بے اصل ہے کہ عادت حریم کے خلاف ہے دیکھو بمقابلہ عادت اہل الحرمین کے روایت کو رد کرتا ہے بلکہ اُس کی مخالفت کو بے اصلی روایت کی علامت اور معیار قرار دیتا ہے فتاویٰ

مجمع البرکات x x x x x x x x x x x x

کہ جب اہل مدینہ خیبت سے پاک ٹھہرے تو اُن کی پیروی ہم کو ضرور ہے کہ مدینہ دار ہجرت اور مدفن حضرت اور مہبط وحی اور مقرر اسلام بھی امام نووی کہتے ہیں کہ جس جائز کی حلت حرمت میں نص وارد نہ ہو اُس میں عرب کے تو نگروں سلیم الطبع کی عادت معتبر ہے اور ہر زمانہ میں اُن کے اختلاف اکثر اور بر تقدیر مساوات قریش کا اعتبار کیا جائے اے عزیز اہل حریم خصوصاً اہل مدینہ کے مناقب احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدح و ثنا کریں اور اُن کی تعظیم و تکریم و حفظ حرمت کی وصیت فرمادیں اور

بے حرمتی کرنے والے کے حق میں وعید شدید وارد ہو اور علماء دین سلفاً و خلفاً اُن کی عادت اور رواج معتبر اور حجت سمجھیں اور اُن کے قول و فعل سے استناد کریں ہر آئینہ اتباع اُن کا ہم کو لازم ہے اور جس فعل کو علماء و مشائخ اُن بلاد کے باتفاق مستحب و مستحسن جان کر باہتمام تمام بجالا دیں اُس کے مستحب و مستحسن ہونے میں کیا کلام ہے حدیث لا تقوموا لی ما یقوم الا عاجم سے یہ مراد ہے کہ جس طرح اہل عجم تکبر کے ساتھ بیٹھتے اور اُن کے نوکر دست بستہ سامنے کھڑے ہوتے ہیں یہ ہیئت میرے لئے نہ اختیار کرو چنانچہ دوسری حدیث میں صاف

اور مجھ سے ایسی تعظیم نہ چاہو علامہ ابن حجر جو ہر منظم میں لکھتے ہیں کہ تمام انواع تعظیم جن میں شرک فی اللہ و بیت نہیں حضرت رسالت کے لئے مستحب و مستحسن ہیں عالمگیری اور فتح القدیر میں لکھا ہے کہ مدینہ کے قریب پہنچ کر سواری سے اترنا اور پیادہ چلنا مستحسن ہے اور جو چیز ادب و اجلال میں زیادہ دخل رکھتی ہے بہتر ہے امام نووی فرماتے ہیں قیامی والعزیز من الحق و ترک الحق ما لا یستقیم فہل احد له عقل و لب و معرفة یرا ان فلا یقوم امام ابو ذر کریمؓ یا یحییٰ مصریؓ جنہی کہتے وان ینتھض الاشرف عند سماعہ قیاماً صفوفاً و اجثیاً علی الרכب امام مالک بسبب تعظیم قبر شریف کے مدینہ میں سوار نہ ہوتے بروایت بخاری سلم ثابت کہ وفد عبدالقیس آپ کو دیکھ کر سوار یوں سے اترے اور آپ نے اُن پر انکار نہ فرمایا۔ ولنعم ما قیل و اذا المظاہر بلغنا محمداً فظہروہن عن الرجال بلکہ جذب القلوب میں مٹی تربت مبارک کی منہ سے ملنا جائز رکھا عالمگیری میں اختیار شرح مختار سے لکھا ہے کہ حضرت کے پاس اس طرح کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور دیوار پر ہاتھ نہ رکھے کہ اُس مقام کی عظمت کے خلاف ہے جذب القلوب میں ہے داہنا ہاتھ بائیں پر رکھے

فوائد الدرایہ شرح ہدایہ میں ہے غیر خدا کے لئے قیام اور اخذ یدین اور انحناء کے ساتھ خدمت جائز ہے مگر سجدہ جائز نہیں مفتاح میں نووی اور بغوی اور خطابی سے نقل کرتے ہیں کہ تعظیم بقیام واسطے رئیس فاضل اور والی عادل اور عالم کے مستحب ہے بقولہ علیہ السلام قوموا الی سیدکم الخرجہ الشیخان اور قیام طلحہ کا کعب بن مالک اور قیام حضرت کا واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُن کا واسطے حضرت کے بروایت ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی ثابت امام نووی فرماتے ہیں کہ خود حضرت کا کھڑا ہونا اور انصار کو حکم کرنا اور آپ کے ساتھ ہی قیام ہونا اور مقرر رکھنا اور ایک جماعت کا اُسے اختیار و پسند کرنا بخوبی ثابت اور مؤید اس کا وہ جو شرع میں وارد کر شخص کی اُس کے مرتبہ کے لائق تعظیم کریں اور علماء اور بوڑھوں اور دینداروں کی توقیر خفا و قاضی عیاض میں مرفوعاً روایت ہے جو میری اولاد کو دیکھ کر کھڑا نہ ہو خدا اُسے ایسی بیماری میں مبتلا کرے جس کی دوا نہ ہو ابو داؤد و ابو درداء سے نقل کرتے ہیں کہ فرشتے اپنے بازو طالب علم کے لئے بچھاتے ہیں درختار میں لکھا ہے کہ روٹی کا چومنا جائز بلکہ بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے سبحان اللہ عالم اور بوڑھے اور خشک روٹی

کی تعظیم شرع میں وارد ہو اور مانعین حضرت کی تعظیم میں کلام کریں نہیں جانتے کہ ابلیس کا سجدہ تعظیمی کے انکار نے کیا حال کیا جب سجدہ تعظیمی حضرت آدم کیلئے جائز ہوا قیام تعظیمی سید عالم کیلئے کس طرح جائز ہو گا باوجود اس کے ہر تعظیم حضرت کی عالم پر فرض اور مطلوب حضرت اہدیت ہے قال اللہ تعالیٰ تعذروا وتوقدوا پس قول صاحب سیرت شامی کا بدعتہ لا اصل لہ باوجود اس کے کہ مراد اُس کی بدعت حسنہ ہے چنانچہ لفظ قد جدت عاۃ المجہدین اس کی طرف اشارہ ہے بمقابلہ اس ثبوت کے ذکر کرنا بڑی شرم کی بات ہے اُن کے نزدیک اصل نہ ہونے سے واقع میں نہ ہونا لازم نہیں آتا صاحب سیرت شامی وہی شخص ہے جنہوں نے مجلس میلاد کو بڑے زور شور سے ثابت کیا ہے قول اُن کا مجلس مولد میں تسلیم نہ کرنا اور مسئلہ قیام میں دلیل ٹھہرانا نری ہٹ دھرمی ہے بالفرض اگر یہ فعل قرون ثلثہ میں نہ پایا جاتا تاہم اس وجہ سے کہ کوئی معذور شرعی یا عقلی لازم نہیں آتا جائز ہوتا علمائے بہت امور کہ قرون ثلثہ کے بعد راجح جائز اور مستحب بلکہ بعض واجب ٹھہرے اور اطلاق لفظ صاحب کا جناب اہدیت پر قرون ثلثہ میں شائع نہ تھا باوجود اس کے تقویۃ الایمان میں اس کا الزام کیا صحابہ و تابعین کو اعلاء کلمۃ اللہ و جہاد باعداء اور اشاعت فرائض و واجبات و روایت علم حدیث اور اصلاح امور کلیہ سے فرصت نہ تھی کہ ان مستحکات کی طرف متوجہ ہوتے اس لئے کتابت علم اُس زمانہ میں نہ ہوئی اور جہاد سیفی اور سنانی نے مناظرہ لسانی کی فرصت نہ دی جب اُن کے حسن سعی سے یہ امور کمال کو پہنچے مجتہدین امت استنباط جزئیات اور علماء ملت تالیف کتب دین و تردید مخالفین کی طرف متوجہ ہوئے اُن کی کوشش سے دین کو اور بھی رونق حاصل ہوئی متاخرین نے جو ان امور سے تھے فرصت پائی وقائق و اشارات و لطائف و نکات شرع میں فکر کی اور جس بات کو اصول سے موافق اور وقت کے مناسب پایا رواج دیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تعانداریوں اور عاملوں پر گناہات کو معاملات میں ہزاروں جزئیات اس قسم کے جن کی تصریح دستور العمل میں نہیں پیش آتی ہیں اور وہ اس وجہ سے کہ بادشاہ نے صاف صریح حکم نہ دیا اور کسی نے ارکان ریاست سے یہ خاص کام نہیں کیا ملام و مطعون نہیں ہوتے بلکہ اگر فعل اُن کا قواعد ریاست اور مراد شاہی کے مناسب ہوتا ہے مورد تحسین ہوتے ہیں اور انعام پاتے ہیں اور جو حکم صریح یا مقصود اصلی کے خلاف ہوتا ہے عتاب کئے جاتے ہیں فعل ہر شخص کا استعداد اور حوصلہ کے موافق ہوتا ہے اگر اراکین ریاست اس سبب سے کہ امور کلیہ پر امور یا بسبب بلندی استعداد و حوصلہ کے عہدہ کام میں مشغول ہیں اس طرف متوجہ نہ ہوئے فاعل اُس کا مستحق ذمہ اور مورد نفرین نہیں غایت مافی الباب یہ کہ افعال اراکین افضل اور احسن ہوتے جس نے علم فعل قرون ثلثہ کو قبیح کی دلیل ٹھہرایا اس بھید کو نہ پہنچا اور یہ کیا ضروری ہے کہ جو کام سلف نے نہ کئے ہم کو بھی اُن کی توفیق نہ دی جائے اور فیض الہی اُن سے تجاوز نہ کرے وذلالت فضل اللہ یوقیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم باقی رہا یہ اعتراض کہ جناب مجلس میں تشریف نہیں رکھتے تعظیم صورت ذہنیہ کی بے معنی ہے جواب اُس کا یہ ہے کہ محسوسیت معظم وقت تعظیم شرط نہیں ورنہ عبادت کی غایت

تعظیم ہی کبھی صحیح نہ ہو بلکہ کعبہ کا کہ جہت توجہ ہے محسوس و مشاہد ہونا ضروری نہوا اور جو موجودیت نفس الامری میں کافی ہے وہ مانحن فیہ میں بھی متحقق ہے صاحب صورت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ موجود بلکہ اصل موجودات ہیں اور تعظیم ذوالصورت کی ہے نہ صورت کی صورت تو مرآۃ ملاحظہ ہے جس طرح کعبہ سجد حقیقی نہیں بلکہ جہت توجہ ہے عالم تصور میں بھی بعض معاملات مثل حضوری کے ہوتے ہیں حضرات صوفیہ نے تصور شیخ اسی غرض کیلئے مقرر کیا اور علامہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا کہ یوسف علیہ السلام بسبب تصور یعقوب علیہ السلام کے فساد زینحاسے محفوظ رہے دیکھو یوسف علیہ السلام کو صورت ذہنیہ سے شرم آئی اور وہ شرم گناہ مانع ہوئی اور قصہ هزار و معاویہ اور کھڑا ہونا حضرت شیخ الشیوخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شیخ علی کے سامنے دو گواہ عادل اس مدعا کے ہیں بالجمہ جب قیام اور اسی طرح تداعی اور اجتماع اور ذکر و ولادت با سعادت کا حسن ثابت ہوا اور تلاوت قرآن و صدقہ و اطعام طعام اور درود کے استحباب و استحسان میں مانعین کو بھی کلام نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ مجلس میلاد انھیں امور مستحبہ سے عبارت ہے اور مجموع امور مستحبہ مستحب ہوتا ہے مانعین کلیت کبریٰ میں دو طریق سے کلام کرتے ہیں اول ضرور نہیں کہ سب کیفیتیں اجزاء کی مرکب ہیں باقی رہیں شرح عقائد میں ہے انما یکون مع الاجتماع ما لا یکون مع الانفراد کقوة الجبل المولف من الشعرات انتہی جواب اُس کا یہ ہے کہ مرکب حقیقی میں صفات حقیقیہ متضادہ اجزاء کی بدل جاتی ہیں مثلاً ایک جز درجہ ثالث میں حار اور دوسرا اسی درجہ میں بار دہے تو بعد ترکیب و اختلاط بسبب کسود و انکسار کے مرکب حرارت کو برودت میں معتدل ہوگا نہ کیفیات مشترکہ بین الاجزاء کہ مرکب اسود اور اسود سے اسود اور احسن اور احسن سے حسن ہوگا و علی ہذا القیاس اور مرکب اعتباری کہ عقل احاد متبائنۃ الوجود سے بنظر ایک مناسبت کے ہیئت اجتماعی انتزاع کرتی ہے اس وجہ سے کہ تحقیق اُس کا صرف لحاظ عقل میں ہے اُس کیلئے خارج میں کوئی صفت ثابت نہیں ہوتی بلکہ اجزاء موجودات متبائنہ اپنی اسی کیفیت پر جدا جدا موجود رہتے ہیں اور یہ قول کہ مرکب حسن و قبیح سے قبیح ہے ایک کلام ظاہری ہے کہ بعد تدقیق کے قبیح جز کی طرف راجع ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص ریشمین کپڑے پہن کر قرآن پڑھے تو قرآن کا ثواب اور ریشمین لباس کا گناہ ہوگا اور جو حسن ایک جز کا عقلاً یا نقلاً عدم مقارنت جز ثانی کے سلسلہ مشروط ہے تو جز اول بھی حسن نہ رہے گا پس قبیح مرکب کے پہلی صورت میں ایک جز اور دوسرے میں دونوں کی طرف راجع ہے نہ یہ کہ باوجود حسن اجزاء کے مرکب قبیح ہو گیا اور مانحن فیہ اس قسم سے نہیں کہ اُس میں کوئی جز قبیح نہیں تو اس جگہ مرکب کیلئے کوئی صفت حقیقی سوائے صفت اجزاء کے خارج میں ثابت نہیں البتہ بنظر صفات مشترکہ کے بسبب شدت یا نیا دت کے اجزاء کے ساتھ حاصل ہوتے ہیں جس کے رد سے کہتے ہیں بانوں کی رسی میں وہ قوت ہوتی ہے جو ہر بان میں نہیں ہوتی اور بسبب اسی نسبت کے صفات اصافیہ اجزاء کے مجموع میں بدل جاتے ہیں مثلاً ہر واحد افراد انسان سے ایک گھر میں داخل ہو سکتا ہے اور مجموع افراد نہیں سما سکتے کہ حجم مجموع کا حجم ہر واحد سے بالبداهت زائد ہے مگر یہ تغائر حکمین مفید مدعا ہے اس کے

روسے کہتے ہیں کہ جو کیفیت اس ہیئت اجتماعی میں حاصل ہوتی ہیں حالت انفراد میں نہیں ہوتی بالجلہ انکار کلیت کبریٰ کا محض مکابر ہے اور ثبوت صغریٰ کا سابق گزرا فتما التقریب وحصل المدعا والحمد لله علی ذلک تنبیہ واضح ہو کہ یہ سب تقریر اثبات استحقاق کے لئے ہے اصل جواز کا ثبوت ہمارے ذمہ نہیں کہ اصل اشیا میں

روزہ طے کا یعنی روزہ پر روزہ رکھنا آپ کے لئے خاص ہوا اگر کوئی اور رکھنا چاہتا منع کرتے اور فرماتے کہ میں تم جیسا نہیں رات کو میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہ مجھے کھلا دیتا ہے پلا دیتا ہے اور حقیقت رات کے وقت پروردگار کے پاس ہونے کی اور اس کھانے پینے کی یاد دہانتے ہیں یا ان کا خدا مگر بعض علما کہتے ہیں کہ ہر رات بہشت کا طعام و شراب آپ کے واسطے پروردگار کے پاس سے آتا کہ اسکی قوت سے طے کا روزہ رکھتے اور دنیا کے کھانے پانی کی طرف التفات نہ فرماتے اور اسے صوم وصال اور طے کا روزہ اس لئے کہتے ہیں کہ بہشت کا کھانا پانی مفطر صوم نہیں اس لئے کہ وہاں کی چیزوں پر احکام تکلیف جاری نہیں شق صدر شریف کے روز سونے چاندی کے برتنوں میں فرشتے پانی لائے اور آپ کے دل اور سینہ کو اس سے دھویا حالانکہ استعمال دنیا کے سونے چاندی کے برتنوں کا حرام ہے ابن منیر تصریح کرتے ہیں کہ طعام و شراب معتاد سے روزہ ٹوٹتا ہے اور جو چیز بطریق خرق عادت غیب سے آئے اس کے کھانے پینے سے روزہ نہیں جاتا اور بعض علما طعام و شراب سے اس جگہ قوت کہ اس کو لازم ہے مراد لیتے ہیں یعنی ہر چند کہ میں بھی کچھ کھانا پیتا نہیں مگر خدا تعالیٰ مجھے ایسی قوت عنایت فرماتا ہے کہ قائم مقام کھانے پینے کے ہو جاتی ہے یا مراد سیری و سیرانی ہے کہ بے کھانے پینے کے اس جناب کو حاصل ہوئی اور بھوک پیاس نہ ستائی اور ابن قیم کتاب ہدیٰ میں اور ابن رجب لطائف میں نقل کرتے ہیں کہ مراد اس سے غذائے روحانی یعنی معارف و لذات مناجات و فیضان لطائف الہیہ ہے کہ دل مبارک کو حاصل ہوتی ہے اور روح مقدس کو لذت و نفس نفیس کو خوشی اور آنکھ کو روشنی بخشی کوئی شاعر اپنے معشوق سے اونٹوں کا حال اس کے شوق میں بیان کرتا ہے شعر لہا احادیث من ذکرائک تغشما ۛ عن الشراب و تلہیما عن الزاد ۛ لہا بوجہک نور استغنی بہ ۛ ومن حدیثک فی اعقابہا حد ۛ اذا اشتکت من کلال السیر و اصدھا ۛ روح القلب فیحیی عند ميعاد - یعنی تیری یاد ان اونٹوں کو ایسی باتوں میں مشغول رکھتی ہے کہ جس کے سبب سے کھانے پینے کی پرواہ نہیں رکھتے اور تیرے پر تو رخ سے ان کو ایک نور حاصل ہوتا ہے کہ اس کی روشنی میں راہ چلتے ہیں اور احتیاج چاند سورج اور شعل کی روشنی کی نہیں رکھتے اور تیری یاد ان کے پیچھے حدیٰ کرنے والی ہے کہ جب ماندگی راہ سے شکایت کرتی ہیں تو ان کو خوشی اور شادی کا وعدہ دیتی ہیں کہ آج وعدہ سے پھر زندہ ہو جاتے ہیں اور جو لوگ نیش فصل اور نوش وصل کے مزہ سے خبردار اور عشق و محبت کے تجربہ کار ہیں ان پر یہ بات بخوبی ظاہر ہے

[illegible]

تک کہ عمدہ طاعات اور افضل عبادات یعنی نمازیں پانچوں وقت پڑھی جاتی ہے بلکہ امام شافعی کے نزدیک تعدہ اخیرہ میں واجب ہے اور اللہ صلی علی محمد کما صلیت علی ابراہیم سے اصل صلوٰۃ مانند اصل صلوٰۃ ابراہیم کی مطلوب ہے نہ کیفیت و کمیت اُس کے مانند کیفیت و کمیت صلوٰۃ ابراہیم کی کہ بقاعدہ علم بیان دونوں صلوٰۃ میں مساوات تا ترجیح صلوٰۃ ابراہیمی کے صلوٰۃ محمدی پر لازم آئے جیسے کہ یہ انا ارسلنا الیہ کما ارسلنا الی نوح میں تشبیہ نفس رسالت محمدی کے ساتھ نفس رسالت نوح علیہ السلام واقع ہے نہ اُس کی کیفیت کے کیفیت رسالت نوح علیہ السلام کے ساتھ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح سجدہ فرشتوں کا ظاہر میں حضرت آدم علیہ السلام کی طرف واقع ہوا مگر درحقیقت قبلہ اُن کا نور محمدی تھا کہ آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر تھا اسی طرح اگرچہ ظاہر میں ابراہیم علیہ السلام مورد اس کرامت کے ہوئے لیکن حقیقت میں مورد اُس کا وحی نور پاک تھا کہ اُن کی پشت میں بھی موجود تھا اور استقلال حضرات انبیاء کا اس کرامت میں کہ اور ولی پر اُن کے نام کے ساتھ اور اُن پر بے ذکر نام کسی دوسرے کے جائز ہے منافی اس تقریر کا نہیں اس لئے کہ آپ کی ذات مجمع کمالات اس استقلال کا واسطہ ہو سکتی ہے جیسے مرتبہ نبوت اُن کو استقلالاً حاصل ہے مگر آپ اس مرتبہ میں اصل ہیں کما صرح بہ الامام الاجل حجة الاسلام محمد غزالی نور اللہ مرقدہ کہ ہر حال یہ تو بخوبی ثابت ہوا کہ کمال اس کرامت کا اور کثرت اُس کی آپ کے لئے مخصوص ہے کوئی نبی ولی اُس میں شریک نہیں اس قدر یہی مناسبت باب سے کفایت کرتی ہے اب ہم بیان اُس کا نہایت اختصار کے ساتھ چند فصلوں میں لکھتے ہیں وحسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المعین ونعم الکفیل پہلی فصل آیتہ کریمہ ان اللہ وملائکتہ یصلون الاخریٰ تفسیر میں۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما بے شک خدا اور فرشتے اُس کے درود بھیجتے ہیں پیغمبر پر اے ایمان والو درود بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کر اِنَّ واسطے تحقیق و تقریر معنی جملہ کے آیا ہے لیکن اس جگہ تاکید و تقریر کی حاجت نہیں اس لئے کہ وہ اشکار مخاطب کے مقابل میں واقع ہوتی ہے اور یہاں خطاب اہل ایمان سے ہے پس دخول اِنَّ کا اور جملہ ہونا مستند کا اس جگہ محض واسطے اظہار اہتمام شان اُس حکم کے ہے اور فعلیت جملہ کے واسطے افادہ تہجد و ترقی کے ہے کہ روز بروز رحمت و عنایت پروردگار تقدس و تعالیٰ کی اُن کے حال پر زیادہ ہوتی جاتی ہے جس طرح آپ کے اور کمالات کو بھی یوماً فیوماً ترقی حاصل ہوتی ہے وللاخترۃ خیر الذین من الاولیٰ اور صیغہ ماضی کا باوجود اس کے کہ تحقیق وقوع پر دلالت کرتا ہے واسطے تو ہم انقطاع کے ترک کیا گیا علاوہ بریں صیغہ مضارع اس آیت میں زیادتی ترغیب و تشویق کا فائدہ بخشا ہے کہ صیغہ ماضی سے حاصل نہیں ہوتا حدیث میں آیا ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو جائے گناہ اُس کے بخشے جائیں پس کس قدر فائدہ حاصل ہوگا اُس شخص کو کہ درود اُس کی درود ملائکہ یا صلوٰۃ خدا سے موافق ہو جائے اور ذکر فرشتوں کا بھی پھر اضافت اُن کی خدا کی طرف بلکہ اس تمام کلام کی تقدیم امر پر اسی فائدہ کے واسطے ہے کہ اگر بادشاہ اپنی رعایا

اور لشکر کو کسی کام کا حکم کرتا ہے اور لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ نقطہ ایک بار تعمیل اس حکم کی واجب ہے پھر ہم مختار ہیں تو اکثر لوگ اس میں دوسری بار کاہلی کرتے ہیں اور جو جانتے ہیں کہ تمام مقربان بادشاہی اکثر اس کام میں مشغول رہتے ہیں اور اسے بادشاہ کی خوشنودی کا سبب سمجھتے ہیں بلکہ خود بادشاہ بہ نفس نفیس اس کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو شوق و رغبت اور بڑائی اور عظمت اس کی سب کے دل میں زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کی کنکریں اپنی عزت اور سعادت جانتے ہیں مرط فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں تقدیم اس جملہ کی امر پر درود کی افضلیت پر صاف صریح دلالت کرتی ہے کہ ہر عبادت میں ابتداء امر واقع ہوا مگر اس امر میں پہلے اپنے اند فرشتوں کے فعل سے خبر دی پھر مسلمانوں کو حکم کیا۔ اور اللہ ذات جامع جمیع کمالات کا علم ہے اور بعضوں کے نزدیک اسم اعظم ہے علماء کہتے ہیں کہ لفظ اللہ اصل آگ تھا ہمزہ کو حذف کر کے اس کے عوض لام تعریف کا لائے اور الہ دراصل دلاہ تھا کہ مشتق ہے ولہ سے بمعنی حیرت کے پس نصیب بندہ کا اس نام پاک سے یہ کہ آپ کو بحر حیرت میں غرق کرے اے عزیز راہ مولیٰ سراسر حیرت بلکہ حیرت در حیرت ہے جس نے اس میں قدم رکھا آپ کو اور تمام عالم کو گم کیا بلکہ اس راہ میں راہ کو بھی دیکھنا گمراہی ہے جو نہیں جانتا وہ سب کچھ کہتا ہے اور جو جانتا ہے وہ کچھ نہیں جانتا اور جو کسی وقت کچھ جانتا ہے تو زبان پر نہیں لاتا من عرف اللہ کل لسانہ اور جس طرح راہ معرفت اس کی عبارت و اشارت سے دراپے اسی طرح حقیقت عجائب غرائب و نکات و لطائف اس کے نام نامی کے بھی ادراک و ہم و خیال سے منزہ اور احاطہ تحریر و تقریر سے زیادہ ہیں ولوان مافی الارض من شجرة اقلام والبحر ممدہ من بعدہ سبعة امحرمانفدت کلمت اللہ باقی رہا لفظ اللہ کہ ثنا و دعا خصوصاً درود کے شروع میں اکثر وارد ہوتا ہے اصل اس کی نزدیک خلیل اور سیبویہ اور نصر بن کے یا اللہ ہے حرف نداء محذوف ہوا اور عوض اس کے میم مشدہ آیا شیخ حسن بھری فرماتے ہیں کہ اللہ سب دعاؤں کا مجموعہ ہے اور نصر بن سمیل کہتے ہیں جس نے اللہ کہا گویا تمام اسماء الہی کے ساتھ خدا کو یاد کیا اور بعضے اسے اسم اعظم جانتے ہیں واللہ اعلم وحلمہ اتم واحکم۔ قوله تعالیٰ وَمَلَائِكَتُهُ ملائکہ جمع ملک کی ہے اور فرشتے جو ہر نوزائیدہ بیسطہ ہیں گناہوں اور شہوات کی تاریکیوں سے پاک کھانے پینے سونے سے منزہ نہ مرد ہیں نہ عورت جس کام پر خدائے تعالیٰ نے انہیں مقرر کر دیا اس پر قائم ہیں اور طرح طرح کی شکل بنا سکتے ہیں خدا کی تسبیح اور یاد سے جیتے ہیں شمار ان کا سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا مگر متدرک میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس قدر وارد ہوا کہ تمام مخلوق دس حصے ہیں ایک حصہ باقی خلق اور نو حصہ فرشتے اور طہرانی نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور طبری نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ساتوں آسمان میں ایک پتیلی کے برابر بھی جگہ فرشتے سے خالی نہیں اور بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے سب فرشتوں کو ایک بار پیدا نہیں کیا بلکہ اب بھی پیدا ہوتے ہیں بعض ان کے عرش کے اٹھانے اور بعض آسمانوں کے دروازوں اور بعض بہشت

اور دوزخ اور بعض دریاؤں اور بعض پہاڑوں اور بعض ابراہیمینہ اور بعض ارحام اور بعض نطفوں اور بعض تصویر نطقہ اور بعض نفخ روح اور بعض ہواؤں کے ہلانے اور بعض نباتات کے اگانے اور بعض ستاروں اور بعض کتاب اعمال پر مقرر ہیں اور بعض مسلمانوں کی دعا پر آمین اور بعض منتظر ناز کے حق میں دعا اور بعض آن عورتوں پر جو اپنے شوہروں کو چھوڑ دیتی ہیں لعنت کرتے رہتے ہیں يفعلون مایومنون ان کی شان ہے اور بعض معرفت الہی اور اس کے جلال میں مستغرق اور ماسوائے قاریغ ہیں انھیں مقررین کہتے ہیں یسبحون اللیل والنہار لا یفتنون ان کے حال کا بیان ہے تفسیر طبری میں امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عدد ان فرشتوں کا کہ آدمی پر موکل ہیں پوچھا فرمایا ہر آدمی کے ساتھ دس فرشتے رات کو اور دس دن کو رہتے ہیں ایک داپنے اور ایک بائیں اور دو آگے پیچھا دو دونوں کندھوں پر اور دو دونوں پہلو پر اور ایک پیشانی پر کہ تو اضع کرنے والے کو بلند اور تکبر کرنے والے کو پست کرتا ہے اور دسواں سانپ کو منہ میں گھسنے نہیں دیتا اور طبرانی کی حدیث میں آیا کہ ہر آدمی پر ایک سو ساٹھ فرشتے موکل ہیں واللہ اعلم قوله تعالیٰ یصلون لفظ صلوٰۃ لغت میں بمعنی دعا اور عرف شرع میں بمعنی نماز اور درود کے آتا ہے اور مناسبت دعا اور درود میں ظاہر ہے کہ دعا تحصیل مقصد کے لئے داعی سے واقع ہوتی ہے اور مصلی بھی صلوٰۃ سے جمیع مقاصد جمیلہ اور مطالب جلیلہ ظاہر اور باطناً جمع کرنا چاہتا ہے اور کبھی یہ لفظ بمعنی رحمت اور استغفار اور معرفت اور ثنا کے بھی آتا ہے اور آیت میں ان سب معنی کے ساتھ تفسیر کیا گیا ہے ابو الغالیہ کہتے ہیں کہ صلوٰۃ خدا بمعنی ثنا اور صلوٰۃ ملائکہ بمعنی دعا کے ہے یعنی خدا فرشتوں کے سامنے اپنے پیغمبروں کی مدح و ثنا کرتا ہے اور فرشتے دعا یعنی زیادتی اُس ثنا کی جناب الہی سے طلب کرتے ہیں حافظ ابن حجر اسی قول کو پسند فرماتے ہیں اور یہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز کی قسم سے ہے مگر یہ کہ دعا کو بھی معنی اصطلاحی کہا جائے اور سعید بن جبیر اور شیخ شہاب الدین قرانی اور ابو موسیٰ اور میضادی اور ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں صلوٰۃ خدا کو بمعنی مغفرت اور رضا کا اور امام رازی اور سفیان ثوری بمعنی رحمت فرماتے ہیں۔ مادر دی کہتے ہیں کہ یہ لفظ بہت معنوں پر آتا ہے مگر اس جگہ صلوٰۃ الہی سے اُس کی رحمت اور صلوٰۃ ملائکہ سے استغفار اور صلوٰۃ مومنین سے دعا مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ رحمت اپنے پیغمبر پر نازل فرماتا ہے اور فرشتے اُن کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں اے مسلمانوں تم بھی دعا کرو اور بخشش اور رحمت اُن کے واسطے خدا سے مانگو قوله تعالیٰ علی النبی لفظ علی دعا کے صلہ میں واسطے ضرر کے آتا ہے اور رحمت اور صلوٰۃ کے ساتھ فائدہ لام کا بخشش ہے اور لام عہد کا ہے کہ آپ وصف نبوت میں لیے مشہور اور ہر شخص کے ذہن میں معبود ہیں کہ ذہن ہر مخاطب کا آپ کی طرف متبادر ہوتا ہے یا واسطے جنس کے ہے اور مطلق فرد کامل کی طرف متصرف ہوتا ہے اور نبی فیصل ہے بمعنی مفعول ما خود نبوت سے اور معتل لام ہے بمعنی بلند شدن و بركت در زمین بلند اور وہ بلند اور مشرف ہوتا ہے تمام خلق سے یا ما خود ہے نبار جموز اللام سے بمعنی خبر و پیامبر کے

بعض کہتے ہیں نبی اور رسول میں تساوی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نبی عام اور رسول خاص ہے تفسیر قاضی میں منقول ہے کہ کسی نے حضرت سے عدد انبیاء کا دریافت کیا فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار پھر عرض کیا کہ ان میں رسول کس قدر ہیں ارشاد ہوا تین سو تیرہ اور جن کے نزدیک رسول کا صاحب کتاب ہونا شرط ہے وہ ایک سو چار پیغمبروں کو رسول جانتے ہیں اس لئے کہ عدد کتابوں کا ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث میں بھی وارد ہے شکستہ اور اس جگہ اس لفظ کے اختیار کرنے میں یا وجود اس کے کہ مرتبہ خاص یعنی رسالت بھی قطعاً و یقیناً آپ کے لئے ثابت ہے ایک فائدہ جلیلہ ہے کہ جب ایسی نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ آپ کی نبوت کے مقابلہ میں واقع ہے تو کمالات مرتبہ رسالت کے کہ نبوت سے بہت بلند و بالا ہے کس درجہ اشرف و اعلیٰ ہوں گے مصرعہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا یہ لفظ اس امت مرحومہ کے خصائص سے ہے اور ان کے کمال و فضل و بزرگی اور درود کی عظمت اور بڑائی پر دلالت کرتا ہے کہ خود مالک حقیقی درود پڑھنے والوں کے ایمان کی گواہی دیتا ہے اور ان کو ایمان دلانے کہتا ہے اور یہ بھی اس لفظ سے سمجھا جاتا ہے کہ درود پڑھنا ایمان کا مقتضی ہے اس لئے کہ جب کسی سے کوئی بات طلب کرتے ہیں تو اسے مناسب مطلوب کیساتھ متصف کر کے خطاب کرتے ہیں جیسے معرکہ جنگ و جدال میں سپاہیوں سے کہتے ہیں اے بہادر و وقت جانبازی اور جرأت کا ہے اور سخی سے تحریص سخاوت کو وقت کہتے ہیں کہ اے کریم یہ موقعہ دینے کا ہے قولہ تعالیٰ صلوا علیہ اس جگہ کئی بحثیں ہیں بحث اول درود واجب ہے یا مستحب اور بر تقدیر وجوب کس قدر واجب ہے حافظ ابو عمر بن عبد البر کہتے ہیں کہ امر اس آیت میں بالاجماع وجوب پر محمول ہے اور ابن جریر طبری نے استحباب پر اجماع کا دعویٰ کیا قاضی عیاض اور حافظ ابن حجر کہتے ہیں مراد طبری کی یہ ہے کہ ایک مرتبہ سے زیادہ مستحب ہے ورنہ قول اس کا اجماع کے خلاف ہے کہ اجماع وجوب پر منعقد ہے مگر مقدار میں اختلاف ہے امام مالک اور امام اعظم اور سفیان ثوری اور ابو بکر رازی اور اوزاعی کے نزدیک تمام عمر میں ایک بار واجب ہے قاضی عیاض ابن عبد البر سے نقل کرتے ہیں کہ یہی مذہب جمہور کا ہے اور امام شافعی اور ابن الموارم الکی کے نزدیک ہر قعدہ اخیر میں واجب ہے یہی نے عامر بن شرجیل سے نقل کیا ہے کہ جو شخص نماز میں درود پڑھے اس کو چاہئے کہ نماز کو اعادہ کرے۔ نسخ اور طحاوی اور علیہ اور ابوالواستحق سفرائینی اور ابو حامد اسفرائی اور ایک جماعت کا شافعیہ اور حنفیہ سے صومرط اور طرسوسی اور ابن العربی اور فاکہانی اور لجمی کا مالکیہ سے اور ابن بطہ کا حنبلیہ سے یہ مذہب ہے کہ وقت ذکر اور استماع نام نامی کے اگرچہ ایک مجلس میں کئی بار ہو درود شریف ہر مرتبہ اور کرخ کے نزدیک ایک بار اور بعض کے نزدیک تین بار واجب ہے شمس الثمہ پرخسی کہتے ہیں قول طحاوی کا اجماع کے خلاف ہے اور صحیح قول کرخ کا ہے صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ نقل اجماع تمام ہو قول کرخ کا راجع ہے ورنہ قول طحاوی کا اختیار

کرنا بہتر ہے شاندا امام سرخسی نے وجوب سے فرضیت سمجھی اور مراد اُس سے معنی مصطلح ہے تحفہ اور محیط رضی اللہ عنہ میں مذکور ہے قول طحاوی کا صحیح ہے اس لئے تارک صلوٰۃ پر دعا ساتھ رُغم اور ابعاد اور شقاوت کیساتھ وارد ہے اور اُس کو نخل اور جفا کے ساتھ وصف کیا ہے اور ایسی وعید ترک پر ساتھ لیسے امور کے علامات وجوب سے ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ جو خدا کا نام سنے اور ثنا ترک کرے اُس کے ذمہ کچھ نہ رہے اور اگر وقت استماع نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درود نہ پڑھے اُس کے ذمہ دین باقی رہے اور اس جگہ ایک عمدہ نکتہ فقیر کے ذہن ناقص میں گزرتا ہے کہ امر بصلوٰۃ و سلام باب تفصیل سے کہ خاصہ اُس کا تکثیر ہے وارد ہوا تا تکثیر صلوٰۃ و سلام پر دلالت کرے واللہ اعلم بحکث ثانی اختلاف ہے اس امر میں کہ فائدہ درود کا کس طرف راجع ہے ابوالعباس قشیری اپنی تفسیر میں مصلیٰ اور مصلیٰ علیہ دونوں کی طرف راجع کہتے ہیں اور ابوالعباس مہرود اور ابن فرحون قرطبی اور شیخ سیوسی فقط مصلیٰ کی طرف راجع فرماتے ہیں جلیبی کہتے ہیں کہ مقصود درود سے تقرب الی اللہ بامثال امر اور ادائے حق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ عزالدین ابن سلام فرماتے ہیں کہ ہماری صلوٰۃ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن کی شفاعت نہیں بلکہ ہم کو حکم ہے کہ حق ہر شخص کا ادا کریں اور حقوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر استغناء نہیں کہ تمام عمر میں ایک شمع اُن کا ادا کر سکیں پس ہم خدا کی تعلیم سے اُسی طرف رجوع کرتے ہیں کہ الہی تیرے حبیب کے حقوق اور احسانات کا بدلا ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا تو ہی اپنے فضل و کرم سے ہماری طرف سے اُن کو جزائے خیر دے اور اپنی رحمت کا ملہ اُس جناب پر نازل فرما۔ اے سیدنا نام درود جناب تو پر در زبان ماست مہ و سال و صبح و شام پر نزدیک تو چہ تحفہ فرستیم باز دور پر در دست ماست ہمیں یک صلوٰۃ والسلام۔ اور قاضی ابوبکر بن عزیزی فرماتے ہیں کہ درود سے فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ قطع امثال امر الہی اور محب حضرت رسالت اور خلوص نیست اور نصوص عقیدت کہ باعث رفع درجات اور دفع بلیات ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے اور مطالع المسرات میں بعض علماء سے منقول ہے کہ درحقیقت یہ اختلاف نہیں ابوالعباس قشیری نے عموم فضل و کرم الہی پر نظر کر کے اور اردوں نے ادب کی رعایت فرمائی۔ بحث ثالثہ سوا حضرت کے اور لوگوں پر بھی درود جائز ہے یا نہیں مرط بعض علماء را نبیاء پر استقلالاً اور صحابہ و علماء و مشائخ و صلحا پر تبعاً جائز رکھتے ہیں اور اس بات پر رد عوی اجماع کا کرتے ہیں اور بخاری اور طبری اور ابوثور اور اسحق اور داؤد اور یوں پر بھی مطلقاً جائز جانتے ہیں بدلیل قول سبحانہ صل علیہم و صل علی علیہم اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا اللھم جعل صلوٰۃ علی و رحمت علی سعد بن عبادۃ علاوہ بریں صلوٰۃ بمعنی رحمت کے بھی آیا ہے اور دعا بلفظ رحمت غیر انبیاء کے لئے شائع ہے بقول قاضی عیاض ائمہ کیواسطے لفظ غفران و رضوان اور بعض علماء کے نزدیک حضرت کیواسطے درود اور صحابہ کے لئے رضوان مخصوص ہے اور مسلمانوں کیواسطے دعا بلفظ رحمت کرنا چاہئے میرے نزدیک اگرچہ درود اور رحمت و غفران و رضوان

اُس راہ کو جس سے آپ نے گزر فرمائی اور اُس شے کو جسے آپ نے ہاتھ لگایا دیکھتے وقت اور آداب یہ ہیں کہ بدن کپڑے نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک کر کے اور خوشبو ملکر یا پاس رکھ کے با وضو و بقبیلہ دو زانو بیٹھے اور یکمال خشوع اور خضوع دل کو جناب احدیت اور حضرت رسالت کی طرف متوجہ کرے اور نام جناب باری اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یکمال تعظیم زبان بر لائے اور معافی کلمات درود کے سمجھتا جائے جب کلمہ غیبت پر پہنچے آپ کو بسبب گناہوں اور آلودگی کے درگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دور جانے اور جب کلمہ خطاب پر آئے آپ کو خس و خاشاک کے مانند وہاں حاضر سمجھے اور تصور اُس جناب کی صورت پاک کا کہ آخر عمر میں تھی ذہن میں جائے اور امتثال امر الہی اور اداے حق نبوی کا قصد کرے معاذ اللہ اپنا احسان نہ سمجھے۔ بیت منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیں کئی بہ منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت۔ بلکہ اپنی اس درود پڑھنے اور اُس جناب کی طرف متوجہ ہونے کو حضرت کی عنایت تصور کرے بیت بلبل زادب یا بہند در صف گلزار بہ تا گل یہ طلب گاری اولب بکشاید۔ اور اُسے اپنی صلاح اور فلاح کا عمدہ سبب جانے اور پڑھنے کے لئے بوقت معین ایک عدد متعین کرے اور حتی الوسع اُسے فوت نہ ہونے دے اگر اچانک فوت ہو جائے دوسرے وقت پڑھ لے اور بعد ختم کے دعا اپنے مقاصد مطالب خصوصاً اس وظیفہ کی قبولیت کی یکمال الحاح و انکسار ملنے کہ امید اجابت کی ہے اللھم وفقنا لذلک ولما تحب وقرضی واجعل اخرتنا دعا قیمة امرنا خیرا من الاولی۔ بحث سا دس آل محمد سے درود کے صیغوں میں شافعی کے نزدیک وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے زید بن ارقم سے کسی نے پوچھا صدقہ کن پر حرام ہے کہا آل علی آل جعفر آل عباس آل عقیل اور کتب فقہ میں آل حارث کو بھی داخل کیا اور امام شافعی بنو المطلب پر بھی حرام جانتے ہیں امام احمد کہتے ہیں کہ اس جگہ آل سے اہل بیت مراد ہیں یعنی ازواج مطہرات اور وہ لوگ جن پر صدقہ حرام ہے اور بعض تخصیص اولاد فاطمہ اور بعض تعمیم قریش اور بعض تعمیم تمام امت کے قائل ہیں ابن العزلی اس مذہب کو ازہری اور امام مالک کی طرف نسبت کرتے ہیں اور نووی ترجیح دیتے ہیں قاضی حنین اتقیامی امت مراد لیتے ہیں بدلیل قولہ آل محمد کل تقی کے جسے طرانی اور دیلمی اور ابن مردویہ اور عقیلی اور حاکم اور بیہقی بسند ضعیف انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں اور بدلیل اس بات کے کہ انبیاء سے سوائے زہد اور تقویٰ اور کچھ ورثہ نہیں باقی رہتا پس وارث ان کے نہ ہونگے مگر اتقیا کذا فی مطالع المسرات۔ بحث سابع۔ بعض علما کہتے ہیں کہ جو شخص اس طرح اللھم صل علی محمد عدد دکن او کذا درود بھیجتا ہے اُس کو ثواب اُس عدد کا حاصل ہوتا ہے یعنی جو شخص مثلاً اللھم صل علی محمد الف مرتبہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُس کو ہزار درود کا ثواب عنایت فرماتا ہے اور ابن عرفہ کہتے ہیں اس قدر ثواب تو نہیں حاصل ہوتا مگر ایک درود کے ثواب سے زیادہ ملتا ہے۔ شیخ زورق کہتے ہیں کہ یہ امر باعتبار احوال اور اشخاص

[illegible]

ہے اور یہ فضل و عنایت اس امت بابرکت پر اُس صاحب دولت کے بدولت ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورنہ ہم کب لائق اس عنایت اور مستحق اس کرامت کے تھے جس ردت فی بلن م شیخ ق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے خدائے تعالیٰ اُس پر دس بار اور ایک روایت میں ہے مس بل ستر بار درود بھیجتا ہے اور نسائی اور دارمی اور احمد اور حاکم اور ابن جبان نے بالفاظ متقارہ ابو طلحہ انصاری سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدائے تعالیٰ اُس پر دس درود بھیجتا ہے اور جو ایک سلام بھیجتا ہے اُس پر دس سلام بھیجتا ہے ن فی المجلد ابو القاسم فی الترغیب و فی المستدر عمر بن نيار کی حدیث میں آیا کہ جو شخص میری امت سے باخلاص دل مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس درود بھیجتا ہے اور اُس کے دس درجہ بلند کرتا ہے اور اُس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اُس کی دس بدیاں محو فرماتا ہے نسائی اور طبرانی اور بیہقی اور ابن ابی عاصم نے مانند اسکے ابو بردہ بن نيار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ورجالہ ثقاة اے عزیز یہ تو ایک بڑی نعمت ہے کہ پروردگار تعالیٰ اس بندہ ناپسند آلودہ معصیت پر دس بار رحمت اپنی نازل فرمائے اور اُسے اپنے سلام سے مشرف کرے اور دس درجہ اُس کے بلند کرے اور دس نیکیاں اُس کے نامہ اعمال میں لکھے اور دس گناہ اُس کے بخشنے ایک نگاہ لطف اُس کی بہات دین و دنیا کو کفایت کرتی ہے اور ادنی عنایت اُسکی سب مطالب و مقاصد کے لئے کافی ہے اگر تمام عمر کی عبادت کے صلہ میں ایک بار بھی بندہ کو یہ دولت بے نہایت ہاتھ آئے دین و دنیا کے لئے کافی دوائی سمجھے۔ ہر روز زلف تو موئے پسند است و فضولی می گنم یونے پسند است۔ شیخ عبدالحق کہتے ہیں کہ جب میں مکہ سے مدینہ شریفہ کو چلا شیخ عبد الوہاب متقی نے فرمایا اس راہ میں کوئی عبادت بعد فرائض کے درود کے برابر نہیں تم سب اوقات اپنے اسی میں صرف کیجیو میں کہا کوئی عدد معین ہے فرمایا یہاں عدد تعین نہیں اتنا پڑھو کہ درود کے رنگ میں رنگ جاؤ اور اُس میں مستغرق ہو جاؤ اودی ضیاء مقدسی مطن فی شیخ ل ابن شایین آپ فرماتے ہیں کہ درود مجھ پر صراط پر نور ہے اور جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر خط استی بار درود بھیجے اشی برس کے گناہ اُس کے بخشنے جائیں حضرت صحابہ نے کہا یا رسول اللہ درود کس طرح بھیجیں فرمایا کہوا اللهم صل علی محمد و علیٰ ونبیہ ورسولک النبی الامی اور ل فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر پڑھ کر اٹھنے سے پہلے کہے اللهم صل علی محمد النبی الامی و علی الہ وسلم تسلیماً اشی برس کے گناہ اُسکے بخشنے جائیں اور اشی برس کی عبادت کا ثواب اُس کے واسطے لکھا جائے فائدہ گناہوں سے صفا مراد ہیں نہ کبار اور نہ خمش صفا ترک ہی بھی اخلاص قلب اور مقبولیت درود سے مشروط ہے گویا یہ عمل شریف اور تمام حسنات ازالہ سینات میں حکم دوا کار کھتی ہیں کہ جس طرح تاثیر دوا کی شرائط استعمال اور توجہ طبیب اور عدم موانع پر موقوف ہے اسی طرح اُن کی تاثیر بھی بے عنایت الہی رعایت اور رعایت آداب شرائط اور انعام

موانع ظاہر نہیں ہوتی بلکہ جس طرح بد پرہیزی سے بیماری بڑھ جاتی ہے کہ علاج پذیر نہیں رہتی اسی طرح گناہوں کی کثرت دل سیاہ کرتی ہے اور جب سیاہی اُس کو گھیر لیتی ہے کوئی چیز یہاں تک کہ قرآن بھی نفع نہیں بخشتا ولایزید الظالمین الانضام اسے عزیز گناہ حقیقت میں ایک آگ ہے جب وہ آگ دل میں بھڑکتی ہے دوزخ کی طرف کہ بمنزلہ اس کے چیز کے ہے بالبطع میل کرتی ہے اور آدمی کو کھینچ کر لے جاتی ہے اور یہ حرکت نہایت تیزی کے ساتھ ہوتی ہے اُس وقت کوئی قاسر اس کو نہیں روک سکتا اس لئے آدمی کو چاہئے کہ حسناات کی تاثیر پر بھروسہ کر کے گناہوں میں مبتلا نہ ہو کیا ضرورت ہے کہ تریاق جس کے پاس موجود ہو وہ سانپ کے منہ میں انگلی دیا کرے کہ ضرر گناہ کا یقینی اور زوال اُس کا ظنی ہے ہاں جس قدر ہو سکے بامید بخشش اُن گناہوں کی کہ اچاناً واقع ہو جائیں اور بلند ہونے درجوں اور مرتبوں اور حاصل ہونے دین و دنیا کی مرادوں اور مقصدوں کے اور اُن صعبتوں کے ساتھ کہ صحیح حدیثوں اور معتبر روایتوں میں وارد ہوئے برعایت اُن کی ترکیب و شرائط کے درود کی کثرت کرے اللھم وفقنا لذلک بماہ نیک المصطفیٰ وجیبہ المجتبیٰ ادرق عسل سیات مطن دہوری سمی ابو بکر بن ابی سہم ح مل اور فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو شخص درود زیادہ پڑھے گا قیامت کے دن ہر مکان میں محمد سے زیادہ نزدیک ہوگا جو جمعہ کے دن یا رات محمد پر درود بھیجتا ہے خدا تعالیٰ سو حاجت اُسکی روا کرتا ہے ستر آخرت اور تیس دنیا میں اور اُس درود پر ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے کہ میری قبر میں پہنچاتا ہے جیسے تمہارے پاس ہدیہ لایا جاتا ہے اور اُس کا نام اور نسب اور قوم مجھے بتلاتا ہے میں اسے صحیفہ سند میں نگاہ رکھتا ہوں مل اور فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات محمد پر درود بہت بھیجو کہ بے شک تمہاری درود مجھے پہنچتی ہے میں تمہارے حق میں دعا اور استغفار کرتا ہوں فی حصہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن محمد پر درود بہت بھیجو کہ وہ دن مشہود ہے فرشتے اُس روز حاضر ہوتے ہیں جو بندہ محمد پر درود بھیجتا ہے اُس کی درود مجھے پہنچتی ہے جہاں کہیں کے ہوں لوگوں نے پوچھا اور وفات کے بعد فرمایا وفات کے بعد بھی کہ زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا حرام ہے فی سعید بن منصور حم ق ل ق می فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن محمد پر درود بہت بھیجو ق می صم ق ک کہ جو امتی میرا محمد پر جمعہ کے دن درود بھیجتا ہے اُس کی درود محمد کو پہنچتی ہے ق می پس جس کی درود زیادہ ہے محمد سے نزدیک زیادہ ہے اور فی فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن محمد پر درود بہت بھیجو کہ جبرئیل نے محمد سے کہا پروردگار فرماتا ہے اہل زمین سے جو مسلمان تم پر ایک بار درود بھیجتا ہے میں اور میرے فرشتے اُس پر دس درود بھیجتے ہیں ق در حص مل ح ک صم فرماتے ہیں کہ جمعہ تمہارے دنوں میں زیادہ بزرگ ہے کہ آدم اُس دن پیدا ہوئے اور اُسی دن روح اُن کی قبض ہوئی اور اُس میں نفخہ اور صغہ ہے بس اُس دن محمد پر درود بہت بھیجو کہ تمہاری درود میرے حضور میں عرض کی جاتی ہے صحابہ نے کہا کہ بعد آپ کی رحلت کے فرمایا بے شک زمین پر پیغمبروں

کا بدن کھانا حرام ہے فائدہ مندری نے اس حدیث کی تحمیں اور حاکم اور ابن خزیمہ اور ابن جہان اور نووی نے تصحیح کی ابن دجہ اسے صحیح محفوظ اور حافظ عبد الغنی حسن صحیح کہتے ہیں اور سخاوی قول بدیع میں اسکی اسناد میں ایک علت ابو حاتم سے نقل کر کے کلام دارقطنی و خطیب سے رفع کرتے ہیں فائدہ ان حدیثوں سے دو امر ثابت ہوئے ایک یہ کہ اوقات متبرکہ میں اہتمام حشرات کا زیادہ کرنا چاہئے دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک میں زندہ ہیں اور درود ہماری اُن کے حضور میں عرض کی جاتی ہے آپ خوش ہوتے ہیں اور ہمارے حق میں دعائے استغفار کرتے ہیں اور آپ کی دعا اور استغفار ایک نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ ہے جسے یہ دولت بے نہایت کہ سلطنت ہفت کشور سے بہتر ہے تمام عمر میں ایک بار بھی میسر ہو دو نوں جہان کی خوبیاں اُس کو حاصل ہوں اور دنیا اور آخرت کی سب آفتوں سے نجات پائے نظم اگر جملہ جہانم ختم گیرند + نترسم گر نگہدارم تو باشی + زشادی درجہ عالم نگہم + اگر یک لحظہ غم خوارم تو باشی۔ اور ترغیب اہل السعادات فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر سلام کرتا ہے فرشتہ سلام اُس کا مجھے پہنچاتا ہے کہ اے محمد فلاں بیٹا فلاں کا آپ پر سلام بھیجتا ہے اور کہ فرماتے ہیں کہ خدا کے سیاح فرشتے میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں فائدہ ہر چند کہ فقط سلام تحیت کا واجب ہے اور اُس کے جواب میں اہتمام تمام رکھتے مگر آپ کی رحمت و عنایت سے امید واثق ہے کہ غریبان امت کو بعد انتقال کے بھی جواب سلام سے شرف فرما دیں بلکہ سخاوی نے قول بدیع میں اور دہلی نے مسند الفردوس میں اور صنائے مختار میں اور ابوالواشح نے اپنی کتاب میں بعض صحابہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص اپنے بستر پر اگر سورۃ ملک پڑھے پھر چار بار یہ کلمات کہے اللھم رب المحل والمحرّم ورب الرکن والمقام ورب المشعوالجہام بحق کل ایتھانزلتھا فی شہرمضان بلغ روح محمد تحیۃ وسلاماً اللہ تعالیٰ دو فرشتے متعین کرے کہ میرے پاس آکر عرض کریں اے محمد فلاں بن فلاں آپ کو سلام ورحمۃ اللہ کہتا ہے اُس کے جواب میں کہوں فلاں بن فلاں پر میری طرف سے سلام اور خدا کی رحمت اور اُس کی برکتیں یعنی وعلیکم السلام کہتا ہوں حل ابن ابی الدنیا سلیمان بن ہبیم کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ لوگ جو آتے ہیں اور سلام بھیجتے ہیں آیا آپ اُن کے سلام سے واقف ہوتے ہیں۔ فرمایا ہاں اور میں اُن کے سلام کا جواب دیتا ہوں نظم یا نبی اللہ السلام علیک + انما الفوز والفلاح لدیک + بسلام آدم جواہم دہ + مرہے بردل خراہم نہ + ہر یک نظر حقہ یا قوت + روح را کام بخش دل را قوت + زاری من شنو تکلم کن + گریہ من نگر تبسم کن + رحم کن بر من و فقیری من + دست دہ بہر دستگیری من + گردہ رفتم براہ سنت تو + ہستم از عاصیان امت تو۔ سلام علی خیر الانام سید حبیب الہ العالمین محمد بشیر نذیر ہاشمی مکرم عطوف رؤف من یشی باحمد اے عزیز اس سے زیادہ اور دولت و نعمت کیا ہوگی کہ تمام پیغمبروں کے سردار اور خدا کے پیارے اس مشیت خاک بے بضاعت کو جواب سلام کا دیں اور اُس

کے حق میں دعا و رحمت و برکت کی کریں اگر تمام عمر کی محنت و مشقت کے صلہ میں ایک بار بھی یہ دولت ہاتھ آئے رنج عظیم اور نفع کثیر ہے ہیئت صد سلامت می فریسم بر تو اسے فخر کرام ہے تاکہ آید یک علیکم در جواب صد سلام۔ فرد بہر سلام مکن رنجہ در جواب آن لب ہے کہ صد سلام مرا یک جواب از تو بس است۔ اسے عزیز یہ دولت بے نہایت تو ایک طرف ہے مسب صادق اگر اپنے محبوب کی ادنیٰ توجہ و التفات پر جان اپنی قربان کرے بجائے اور اس کی خوشی میں گھر اور باہر ملک و مال اپنا لٹا دے تو وہ اسے جاں میدہم در آرزو ہے اسے قاصد آخر باز گو ہے در مجلس آن ناز میں حرفے گرازا میرود فائدہ ایک شخص نے کسی عالم سے پوچھا کہ ایک وقت میں کروڑوں آدمی اکناف عالم اور اطراف زمین کے حضرت کی خدمت تحفہ سلام بھیجتے ہیں آپ ان کے سلام کا کس طرح جواب دیتے ہیں جواب دیا شعر کا الشمس فی وسط السماء و نورھا یغشی البلاد مشارقا و مغارباً یعنی جیسے آفتاب سچ آسمان میں ہوتا ہے اور نور اس کا مشرق اور مغرب کے سب شہروں کو ڈھانپ لیتا ہے اسی طرح ہزاروں لاکھوں آدمی ایک وقت میں اس آفتاب پہر نبوت سے مستفیض اور ان کے سلام سے مشرف ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں ب بہت نزدیک مجھ سے وہ لوگ ہیں جو کثرت مجھ پر درود بھیجتے ہیں اہل ذوق کے نزدیک یہ حدیث فضیلت مصلیٰ میں کفایت کرتی ہے کہ قرب نبوی سارے کمالات کو شامل ہے اور قرب الہی کو بھی مشتمل کرامتی کو جس قدر قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوگا اتنا ہی خدا سے زیادہ نزدیک ہوئے گا اور مطلقا اعمال الصفا فی فضل الصلوٰۃ علی المصطفیٰ حافظ دیما علی فی عمل الیوم واللیلۃ فرماتے ہیں جو شخص کہے اللھم صل علی روح محمد فی الاحیاء وصل علی جسد محمد فی الاجساد وصل علی قبر محمد فی القبور اللھم بلغ روح محمد منی تحیۃ و سلاماً مجھے خواب میں دیکھے یہ سیغہ حرمین شریفین میں اس غرض کے واسطے بہت مروج ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی مفاخر الاسلام سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن یہ درود پڑھے اللھم صل علی محمد و النبی الامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے یا اس مکان کو دیکھے جو بہشت میں اس کے واسطے تیار ہے اور جو ایک بار میں میسر نہ ہو پانچ جمعہ تکرار کرے بفضل الہی وہ چیز نظر آئے کہ اسے خوشی بخشنے اور یہ ترکیب بھی لکھتے ہیں کہ شب جمعہ دو رکعت ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد پچیس بار سورہ اخلاص اور سلام کے بعد ہزار بار یہ درود پڑھے صلی اللہ علیہ النبی الامی اور تیسری ترکیب جس کو بہت محبوب کہتے ہیں یہ ہے کہ جمعہ کی رات دو رکعت ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ بار آیتہ کرسی اور گیارہ بار سورہ اخلاص پھر سو بار یہ درود پڑھے اللھم صل علی محمد و النبی الامی و آلہ و سلم اگر ایک بار میں زیارت سے مشرف نہو یتن جمعہ کرے انشاء اللہ تعالیٰ چوتھی باری حاجت نہو اللھم ادرقنا فائدہ رویت دو قسم ہے ظاہری اور باطنی اور ظاہری بھی دو قسم ہے خواب میں اور بیداری میں اور بیداری میں بھی دو قسم ہے عالم حیوۃ مرئی میں اور بعد اسکے وفات کے زیارت اس جناب کی عالم بیداری میں ہم خفتہ بختوں کو کہاں نصیب ہے

پہنی تسم اس کی نوجوانی پر تمام ہو چکی اور دوسری قسم ادبیائے عظام کے لئے مخصوص ہے خوشا طالع وزہے قسمت
 اس کی جسے خواب میں بھی وہ جمال جہاں آرا نظر آ جاوے ہیئت نشان بخت بیداری است آن خواب ذکر دروی
 بینم آن ماہ جہان تاب فائدہ آخری اجل من الاولیٰ جانا چاہئے کہ جس طرح درود شریف کی برکت سے
 زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں حاصل ہوتی ہے اسی طرح اس کی کثرت سے رویت باطنی بھی
 میسر ہو سکتی ہے یہاں تک کہ باطن مصلیٰ جمال مبارک کا آئینہ ہو جائے اور جب کمال اس دولت بے نوال
 کا حاصل ہوتا ہے اس وقت کسی حال میں صورت مبارک دیدہ بصیرت سے غائب نہیں ہوتی ظاہر اس کا
 اگر کسی اور طرف مصروف بھی ہو جاتا ہے مگر باطن ہر وقت اور ہر حال میں آپ کی زیارت سے مشرف رہتا
 ہے اور یہ اول سے افضل ہے کہ رویت بصر و خیال مخالفت و ہم سے پاک نہیں ہو سکتی بلکہ رویت بصر
 رویت بصیرت کے توابع و لواحق سے ہے کہ جب صورت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طالب کی چشم بصیرت
 میں ہر وقت مستقر اور منطبق رہتی ہے آئینہ بصر و خیال بھی کدورات و ہم سے صاف ہو جاتا ہے اور اکثر وہ
 جمال دلربا خواب میں نظر آتا ہے و ماہوالا نود علی نود اور اس جگہ طالبان رویت کو ادب کی رعایت ضرور
 ہے کہ اس نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ یعنی انطباع و انقاش صورت کریمہ اور حصول زیارت مقدسہ کو تہیہ چاہئے
 جذب محبت کا نہ جلنے بلکہ عنایت محبوب کی سمجھیں کہ ذرہ آفتاب کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکتا اور قطر
 ناپید دریا کو نہیں کھینچ سکتا بلکہ اپنے اختیار سے اس تک پہنچ نہیں سکتا ہاں اگر آفتاب عالمتاب اپنی عنایت
 سے ذرہ ناپید پر پر تو انگن ہو بید نہیں اور جو سلیمان بے درخواست مورنا توں کی اس کے حال زار پر
 متوجہ ہو گنجائش رکھتا ہے بلکہ بنظر انصاف ہماری آنکھ قابلیت اس نعمت کی اصلا نہیں رکھتی یہ صرف اس
 جناب کی رحمت و عنایت ہے کہ اپنی زیارت کریمہ سے مشرف فرمائیں اور جمال جہاں آرا اپنا ہم رویا ہوں
 کو دکھائیں۔ ہیئت برائے دیدن روح تو چشم دیگر م باید ذکر اس چشمے کہ من دارم جمالت را نمی شاید
 شیخ ابو جعد اللہ ساحلی کہتے ہیں کہ بزرگ ترین ثمرات اور گرامی ترین فوائد صلوٰۃ یہ ہے کہ جب آدمی برعایت
 آداب و محافظت شروط و خلوص نیت و تدبر معانی درود کی کثرت کرتا ہے محبت آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی اس کے تمام دل کو گھیر لیتی جتنا اور شجرہ طیبہ محبت بحکم المرء لمن یحب مطیع
 شجرۃ اقبال و طاعت بختا ہے اور بواسطہ اس محبت و طاعت کے بحکم المرء مع من احب اور
 بمفہوم من یطعم اللہ والرسول اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین
 والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً ان مقبولان بارگاہ الہی کی معیت
 خاصہ سے کہ سرداران کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں مشرف و ممتاز بلکہ بسبب اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے محبوبیت الہی سے کہ عمدہ کمالات اور بہترین مقاصد و مرادات ہے سرفراز ہوتا ہے پس طالب
 صادقی کو لازم ہے کہ درود کی کثرت کرے تا باطن اس کا آئینہ صورت نبویہ اور مرآت جمال

مصطفویہ ہو جائے اور جب اُس صورت کریمہ کو آئینہ دل میں جلوہ گر پائے اُس کے استقرار میں اہتمام تمام اور سعی بلیغ بجا لائے اور اُس صورت مقدسہ کو تمام معاملات اور مراقبات قلبی و قالبی میں پیش نظر رکھے اور کسی وقت چشم بصیرت سے غائب نہ ہونے دے کہ نسبت تمام اُس جناب سے حاصل ہو اور وصل دائم میسر شعر ہمنشیم بخیاں بود آسودہ دلم + کایں وصالے است کہ در پے غم ہجر اش نیست اور عشاری فرماتے ہیں کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں سنتا ہوں اور جو دور سے بھیجتا ہے تو خدا ایک فرشتہ کو متعین کرتا ہے کہ اُس کی درود پہنچاتا ہے اور اُس کے دین و دنیا کے کام درست کرتا ہے اور میں قیامت کے روز اُس کی شفاعت کروں گا اور گواہی دوں گا اور ل ابن شاہین فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر درود بھیجے میں اُس کی قیامت کے دن شفاعت کروں فائدہ یہ دولت گنہگار ان اُمت کے حق میں کفایت کرتی ہے جس کے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُسے کس بات کا غم ہے شعر غم نخورد آنکہ شفیعش توئی + پایہ وہ قدر رفیعش توئی + حاصل اینست ز طاعت مرا + ہست امید شفاعت مرا۔ اور شیخ حافظ احمد بن موسیٰ بسند ضعیف فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز صبح کے بعد کلام کرنے سے پہلے سو بار مجھ پر درود بھیجے خدا کے تعالیٰ سو حاجتیں اُس کی روا فرمائے تیس دنیا میں اور ستر کو جمع رکھے یعنی آخرت کے لئے عرض کیا یا رسول اللہ درود کس طرح پر چاہئے فرمایا ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور شیخ ل فرماتے ہیں جو شخص ایک دن میں پچاس بار درود پڑھے گا قیامت کے دن میں اُس سے مصافحہ کروں گا اور می مل ابو سعید فی شرف المصطفیٰ فرماتے ہیں جو شخص چاہتا ہے کہ خدا کو اپنے سے راضی پائے اُسے چاہئے کہ درود کی کثرت کرے اور ع منقول ہے کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام - - - - - اور منقول ہے کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ دو شخصوں کے حال سے ہنستا ہے یعنی اُن کے کام سے خوش اور اُن سے راضی ہوتا ہے ایک وہ شخص کیاروں کے گھوڑے سے بڑے گھوڑے پر دشمن کا سامنا کرے سب شکست کھائیں اور وہ قائم رہے اگر مارا جائے شہید ہو اور جو بیچ جائے تو خدا تعالیٰ اُس سے ہنستا ہے یعنی راضی ہوتا ہے دوسرا وہ شخص کہ رات کو خلق سے چھپ کر اُٹھے اور اچھی طرح وضو کر کے خدا کی تحمید اور تمجید اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور قرآن مجید کو گھونٹے پس خدا تعالیٰ اُس کے ساتھ ہنستا ہے یعنی اُس سے راضی ہوتا ہے اور فرماتا ہے اس بندے کو دیکھو کہ میرے سوا کسی کو نہیں دیکھتا ہے اور ابن جوزی فی کتاب الوفا فرماتے ہیں کہ جبرئیل نے مجھے خدا کا پیام دیا کہ جو تم پر ایک درود بھیجتا ہے میں اور میرے فرشتے اُس پر دس درود بھیجتے ہیں اور وہ درود کہ عرش تک پہنچتی ہے جس فرشتے کی طرف سے گزرتی ہے وہ کہتا ہے صلوا علی قائلہا کما صلی علی النبی صل اللہ علیہ وسلم اس کے کہنے والے پر درود بھیجو جیسے اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔

ابو خصص عمرو بن عبد المجید العالی فی المجالس المکیہ ایک روز حضرت نے فرمایا جو حجۃ الاسلام اور جہاد کرے چار سو حج کا ثواب پاوے جو لوگ طاقت حج اور جہاد کی نہ رکھتے تھے دل ان کے نہایت پزیردہ ہو گئے حق تعالیٰ نے اپنے رسول پر وحی بھیجی کہ جو شخص تم پر درود بھیجے چار سو غزوہ کا ثواب پاوے اور ہر غزوہ کا ثواب چار سو حج کے برابر ہو اور میری ق فرماتے ہیں جو بندہ عرفہ کے پچھلے موقف میں وقوف کرے پھر تسبیح فاتحہ اور تسبیح اہل بیت صلی اللہ علیہ وسلم علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت وبارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم اذک حید مجید اور تسبیح اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ ولا شریک لہ لہ الملك ولہ الحمد بیدہ الخیر بھیجی دینیت و دھو علی کل شیء قدیر کہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماوے اے میرے فرشتے کیا بدلہ میرے اس بندے کا کہ اس نے میری تسبیح اور تہلیل اور ثنا کہی اور میرے پیغمبر پر درود بھیجی اے فرشتے گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا اور میں نے شفاعت اسکی قبول کی اگر سب اہل موقف کی شفاعت کریگا ہر آئینہ میں قبول کروں گا اور فی صم فرماتے ہیں جو شخص ہر روز تین بار اور ہر شب تین بار میری محبت و شوق کیساتھ مجھ پر درود بھیجے خدا پر حق ہے کہ اُس دن رات کے گناہ اُس کے بخش دے اور ابو القاسم فی الترغیب فرماتے ہیں کہ سیاح فرشتے خدا کے جب ذکر کے حلقوں یعنی ذاکرین کی مجلسوں پر گزرتے ہیں ایک دوسرے سے کہتا ہے بیٹھو پس جب وہ دعا کرتے ہیں یہ آمین کہتے ہیں اور جب وہ درود بھیجتے ہیں یہ بھی اُن کے ساتھ درود پڑھتے ہیں اور جب فارغ ہوتے ہیں آپس میں کہتے ہیں ان کو خوبی اور خوشی ہو کہ بخشے گئے اور صاحب فی المنظم ایک روز فرمایا قیامت کے دن تین شخص عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن اُس کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تین شخص کون ہیں فرمایا جو میری عملیں اُمت کا غم دور کرے اور جو سنت کو زندہ کرے اور جو مجھ پر درود بہت بھیجے اور شیخ سند عطار ل ن بسند ضعیف فرماتے ہیں کہ جو دو شخص آپس میں خدا کے واسطے محبت رکھتے ہیں اور ملاقات دھت مہافتہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں جدا ہونے کے پہلے اگلے اور پچھلے گناہ اُن کے بخشے جاتے ہیں اور ابو العالی فرماتے ہیں جس کے پاس صدقہ نہ ہو وہ یہ درود پڑھے اللہ صلی علی محمد وعلی آلہ ورسولہ وصل علی المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات کہ اُس کے حق میں زکوٰۃ ہے اور سلمان نیکی سے سیر نہیں ہوتا جب تک بہشت میں نہ پہنچے اور فی می ابو موسیٰ مدہی ایک دن فرمایا آج کی رات میں نے عجیب ماجرا دیکھا کہ ایک شخص میری اُمت سے پہل صراط پر کبھی چوتڑوں سے پھلتا ہے اور کبھی گھٹنوں سے چلتا ہے ناگاہ اُس کے درود نے ہاتھ اُس کا پکڑا اور سیدھا کھڑا کر کے اُس کو صراط سے اتار دیا اور شیخ فرماتے ہیں خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ اُس کا بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں جب کوئی شخص مجھ پر محبت کے ساتھ درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ پانی میں غوطہ کھا کر اپنے پر جھاڑتا ہے

خدا تعالیٰ ہر قطرہ سے کہ اُس کے پروں سے چمکتا ہے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کرم قیامت تک درود پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتے ہیں اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فرماتے ہیں جو مجھ پر ایک درود بھیجے اللہ اور فرشتے اس کے آٹھ سو بار دس درود بھیجیں پس بندہ چاہے بہت بڑھے اور چاہے کم اور اخبار و آثار سے ثابت ہوا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حجاج اور جہاد سے زیادہ ثواب اُسے حاصل ہوتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گناہ اُس کے بخشنے جائیں اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرتبے اُس کے بلند ہوتے ہیں اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ برکتیں اُس کو اور اُسکے بیٹے پوتوں کو حاصل ہوتی ہیں اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قیامت کے ہولوں سے محفوظ رہے گا اور۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سایہ عرش کا اُس کو ملے گا اور ابن ابی الدنیا پہ نیک اعمال کا بھاری ہوگا اور شیخ خوریس بہشت میں اُس کو زیادہ ملیں گی لی نمیری ل فرماتے ہیں کہ محدثین جب قیامت کے دن آئیں گے ان کے ساتھ ان کی دو اتیں ہوں گی خدا تعالیٰ قرآن کا تم اہل حدیث ہو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھتے تھے روزانہ ہر طرف بہشت کے اور فرماتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ جو شخص کتاب میں درود لکھتا ہے درود اُس کی ہمیشہ جاری رہتی ہے جب تک میرا نام اُس کتاب میں رہتا ہے ابن قیم امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جو شخص کتاب میں درود لکھتا ہے صبح وشام فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں جب تک حضرت کا نام اُس کتاب میں باقی رہتا ہے اور شیخ صمم فرماتے ہیں کہ درود پڑھنا غلام کے آزاد کرنے کے برابر ہے اور ابو القاسم صدیق الکبریٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درود غلام کے آزاد کرنے سے بہتر ہے ترمذی فی الجامع امیر المؤمنین عمر فرماتے ہیں کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان روکی جاتی ہے جب تک تو اپنے پیغمبر پر درود نہ بھیجے اور بلند ہونے نہیں پاتی ست ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نماز پڑھتا تھا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمرواں تشریف رکھتے تھے پس بیٹھ کر خدا کی تحریف وثنا شروع کی پھر حضرت پر درود بھیجی پھر اپنے واسطے دعا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سل تعطہ سل تعطہ سوال کر تجھے دیا جائے گا سوال کر تجھے دیا جائے گا تقی بن مخلد مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ اگر یاد خدا میں ہرج نہ پڑتا تو میں بیشک نزدیک خدا کی درود کے ساتھ ڈھونڈتا اس لئے کہ میں نے حضرت سے سنا کہ جبریل نے خدا کی طرف سے انہیں پیام دیا کہ جو شخص تم پر دس درود بھیجے گا میری ناخوشی سے مامون ہو جائے گا اور شیخ فرماتے ہیں جو شخص حضرت پر اس طرح درود پڑھے صلوات اللہ وعلیہ وسلم وانبیاء ودرسلہ وجیم خلقہ علی محمد وآل محمد وعلیہم السلام قیامت کو حضرت کے گردہ میں اُٹھے گا اور حضرت اُس کا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ بہشت میں لے جائیں گے اور ل شیخ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ نماز چاشت کو سفر و حضر میں نہ چھوڑوں اور بدوئے وتر اور درود کے نہ سوؤں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اپنی مجلسوں کو حضرت پر درود

بھیجئے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے زینت دو کعب الاجار کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اے موسیٰ کیا تو چاہتا ہے کہ مشرک پیاس سے محفوظ رہے عرض کیا ہاں یا رب حکم ہوا تو درود بہت بھیجا کر محمد پر صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ جب اہل حدیث قیامت کے دن خدا کے حضور میں حساب کے لئے جائیں گے حکم ہوگا بہشت میں داخل ہو کہ تم پیغمبر پر درود بہت بھیجتے تھے۔ شیخ ابو محمد خیر کتاب شرف المصطفیٰ سے لکھتے ہیں کہ احمد بن موسیٰ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں جو شخص اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد واهل بیتہ تنو بار کہے خدا تعالیٰ سو حاجتیں اُسکی روا کرے اُن میں تیس دنیا میں۔ ابن قدیک کہتے ہیں جو شخص حضرت کی قبر کے پاس کھڑا ہو کر یہ آیت پڑھے ان اللہ وملتکته یصلون علی النبی یا ایہما الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیا پھر ستر بار کہے صلی اللہ علیک یا محمد ایک فرشتہ اُس کا نام لے کر پکارے اے فلاں حاجت تیری ضائع نہ گئی اور دعا تیری قبول ہوئی تلمسانی نیشاپوری سعید بن عطار و عطار فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ درود تین بار صبح کو اور تین بار شام کو پڑھے مطہر شیخ محقق ترغیب اہل السعادات اللہم صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الاخرین وصل علی محمد فی النبیین وصل علی محمد فی المرسلین وصل علی محمد فی الملاء الاعلیٰ الی یوم الدین اللہم اعط محمد الوسیلة والفضیلة والشرف والدرجة الرفیعة وابعثہ مقاما محمودا اللہم انی امنت ب محمد ولم ادرہ فلا تحرمنی فی الحیوة ورویتہ وادرزقتی صحبتہ وتوفنی علی ملتہ واستقنی من حوضہ شرا بما مرئیا سائقا ہنیئا لا یظماء بعدہ ابد انک علی کل شیء قدیر اللہم بلغ روح محمد منا تحیة وسلاما اللہم کما امنت بہ ولم ادرہ فلا تحرمنی فی الجنة ورویتہ جزا اس کے گناہوں کی اوکھڑ چلے اور نقش اُس کی خطا اُس کا نام اعمال سے مٹ جاوے اور امیدیں اُس کی حاصل ہوں اور شہادہ پر غالب رہے اور نیکیوں پر توفیق دیا جائے اور بہشت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے مشرف اور ممتاز ہو انتہی اور یہ صیغہ دلائل الخیرات میں بھی تھوڑے تغیر کے ساتھ مذکور ہے واللہ الموفق والمحبب انہ سمیع قریب تیسری فصل ان لوگوں کی مذمت میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام منکر درود نہیں پڑھتے۔ فی طبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کے پاس میں ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا بیشک بہشت کی راہ سے بہک گیا فائدہ اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور حسن اور ابو نعیم نے علیہ میں نقل کیا اور جب ناسی درود راہ جنت بھولنے والا ہوا تو درود بھیجنے والا سالک راہ بہشت ٹھہرا گویا بہشت کی راہ یہی ہے کہ آدمی پیغمبر پر درود بھیجے می فرماتے ہیں جس کے پاس میرا ذکر آوے اور مجھ پر درود نہ بھیجے دوزخ میں جاوے اور ت صحیح بخاری فی التاریخ سعید منصور فی سنتہ اسمعیل قاضی فرماتے ہیں بخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور مجھ پر درود نہ بھیجے نسائی طی سنن کبریٰ اور احمد نے اپنی مسند اور طبرانی نے معجم کبیر اور بیہقی نے دعوات اور ابن ابی عاصم نے کتاب الصلوٰۃ اور ترمذی نے ترغیب اور

حاکم نے بسند صحیح مستدرک میں مانند اس کے روایت کیا اور نہری کی روایت میں قتادہ سے مرسلہ وارد ہے کہ ظلم میں سے ہے یہ بات کہ کسی کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور حصص فرمایا ہے خاک آلودہ ہونا کہ اس کی جس کے پاس میرا ذکر آدے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے مخ اسمعیل قاضی ح نئی بخاری فی بر الوالدین بیہقی فی شعب الایمان ایک دن حضرت صحابہ کو اپنے منبر کے قریب کھڑا کر کے پہلے زینے پر چڑھے اور آمین فرمایا پھر دوسرے اور تیسرے زینے پر بھی لفظ کہا صحابہ نے عرض کیا کہ آج ہم نے آپ سے وہ سنا جو کبھی نہ سنا تھا فرمایا جبرئیل نے آکر مجھ سے کہا دو رہو جو یعنی خیر و برکت سے وہ شخص جس نے رمضان کو بلیا اور نہ بخشا گیا میں نے کہا آمین جب میں دوسرے زینے پر گیا کہ دو رہو اور ہلاک ہو وہ شخص جس نے آپ کا ذکر سنکر درود نہ پڑھا میں نے کہا آمین جب تیسرے زینے پر گیا کہا دو رہو وہ شخص جس نے ماں باپ یا ان میں سے ایک کو پایا اور آنکھوں نے اُسے ہرشت میں نہ پہنچایا میں نے کہا آمین اور صم اسمعیل قاضی قاسم بن اصبح فرماتے ہیں اس قدر آدمی کو بخل کا فی ہے کہ میرا ذکر سنکر درود نہ بھیجے اور جز ایک روایت میں وارد ہے بخیل وہ ہے جو میرا ذکر سنکر درود نہ بھیجے اور شقاوت میں مبتلا ہو جائے صم ابو ذر کی حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو میرا ذکر سنکر درود نہ پڑھے فائدہ ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو ایسی سعادت اور دولت سے محروم رکھے اس سے زیادہ بخیل کون ہے بخیل یہ چاہتا ہے کہ جو میرے پاس ہے کہیں نہ جا دے اور اس سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے اور یہ شخص چاہتا ہے کہ میرے نفس کو بھی کسی طرح کی خوبی اور بھلائی حاصل نہ ہو بخیل اپنا مال عزیز جسکو ہزار شقت سے جمع کیا نفس پر صرف کرنا نہیں چاہتا اس کے پاس سے نہ کچھ مال جاتا ہے نہ کچھ ہرج ہوتا ہے صرف زبان ہلاتا بھی نفس کے فائدے کے لئے گوارا نہیں کرتا اور آسے حسرت و آفت میں مبتلا کرتا ہے نسائی عمل الیوم واللیلۃ میں اور سعید بن منصور اپنی سنن میں اور دینوری مجالس میں اور ضیاء مقدسی مختارہ میں اور بخاری بخاری میں اور بیہقی شعب الایمان میں اور ترمذی ترمذی میں اور اسمعیل قاضی اور ابن سکوال اور ابن شاہین ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو قوم کسی مجلس میں مجھ پر درود نہیں بھیجتی قیامت کو جب درود پڑھنے والوں کا ثواب دیکھیں گے وہ مجلس ان پر حسرت ہوگی اگرچہ ہرشت میں داخل ہوں حکایت ل ابو سلیمان محمد بن حسین کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا اے ابو سلیمان جب میرا ذکر حدیث میں آتا ہے تو صلی اللہ علیہ وسلم لکھتا ہے اور وہ سلم چھوڑ دیتا ہے اور اس میں چار حرف ہیں ہر حرف کے بدلے دس نیکی ہیں پس تو چالیس نیکی ترک کرتا ہے حکایت ل حسن بن موسیٰ حضرت فی معروف بایں عجیبہ کہتے ہیں کہ میں بسبب تعجیل کے حدیث کیساتھ درود نہیں لکھتا تھا ایک رات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں تجھے کیا ہوا جو ابو عمر اور طبری کی طرح مجھ پر درود نہیں بھیجتا اس وقت سے عہد کیا کہ آپ کے ذکر کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور لکھا کروں گا۔ حکایت

ابن صلاح اور رشید عطار حمزہ کتانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت کے ذکر کے ساتھ صرف صلی اللہ علیہ
 لکھتا تھا ایک روز آپ نے خواب میں مجھ سے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے کہ درود تمام نہیں کرتا یعنی ساری نہیں لکھتا
 ہے اور وسلم چھوڑ دیتا ہے اُس کے بعد پھر میں نے کبھی وسلم ترک نہیں کیا چونکہ فصل اُن لوگوں کی حکایات
 میں جن کو درود کی برکت سے عمدہ مرتبے اور مقامات حاصل ہوئے۔ حکایت عس
 جعفر بن عبد اللہ کہتے ہیں میں نے حافظ ابو زرعہ کو خواب میں دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ آسمان پر نماز پڑھتے
 تھے پوچھا تمہیں یہ مرتبہ کس طرح حاصل ہوا کہا میں نے ہزاروں حدیثیں اپنے ہاتھ سے لکھیں اور ہر حدیث کے
 ساتھ لکھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص مجھ پر ایک درود بھیجتا
 ہے رب تبارک و تعالیٰ اُس پر دس درود بھیجتا ہے حکایت مسط شیخ ابو العباس بن مندیل تحفۃ المقاصد
 میں روایت کرتے ہیں کہ کسی نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا پوچھا تم سے خدائے تعالیٰ نے کیا کیا فرمایا
 رحمت کی اور بخش دیا کہا کس عمل کے سبب سے فرمایا بسبب اُس درود کے کہ پڑھا کرتا تھا اللھم صل
 علی محمد عد د من صلی علی محمد عد د من لھم یصل علیہ وصل علی محمد کما امرت ان تصلی علیہ
 وصل علی محمد کما تحب ان یصلی علیہ وصل علی محمد کما ینبغی الصلوۃ علیہ اور اس حکایت کو بیہقی
 نے بھی روایت کیا حکایت سدی طحاوی عبد اللہ بن حکم کہتے ہیں میں نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا
 حال اُن کا پوچھا فرمایا خدا تعالیٰ نے بخش دیا اور رحم کیا اور بہشت میں مجھ پر اس طرح پچھا در کی جیسے دو لہجے
 پر کرتے ہیں پھر کسی نے مجھ سے کہا یہ مرتبہ تمہیں اُس درود کے سبب سے ملا جو تم نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے
 صلی اللہ علی محمد عد د ما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون حکایت سخاوی قول
 بدیع میں لکھتے ہیں کہ ابن بیان اصہبانی نے حضرت کو خواب میں دیکھا عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنے چچا
 کے بیٹے محمد بن ادریس شافعی کو کسی چیز سے مخصوص کیا فرمایا میں نے اُس کے لئے خدائے دعا کی کہ اُس کو حساب
 میں ماخوذ نہ کرے اس لئے کہ وہ محمد پر ایسی درود بھیجتا تھا جو کسی نے نہیں بھیجی ہے اللھم صل علی محمد کما
 ذکرہ الذاکرون وصل علی محمد کما غفل عن ذکرہ الغافلون حکایت درمنضود میں لکھا ہے کہ
 بنی اسرائیل میں ایک اسراف کرے والا تھا لوگوں نے اُسکے مرنے کے بعد جنازہ اُس کا نہ اٹھایا اور اُس کو غسل نہ دیا۔
 موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے غسل دے کہ جنازہ کی نماز پڑھ کہ ہم نے اُسکو بخش دیا سبب اس عنایت کا دریافت
 کیا جواب آیا کہ اس نے ایک دن توریت کھولی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا دیکھ کر اُن پر درود پڑھی
 اُس درود کی برکت سے ہم نے اسے بخش دیا حکایت ل ن سفیان ثوری کہتے ہیں میں نے حج میں ایک
 جوان کو دیکھا کہ جب قدم اٹھاتا تھا یا رکھتا تھا یہ درود پڑھتا تھا اللھم صل علی محمد وصل علی آل محمد مجھ سے
 بولا تم کون ہو میں نے کہا سفیان ثوری کہا عراقی میں نے کہا ہاں کہا خدا کو تم نے کس طرح پہچانا میں نے کہا اس وجہ
 سے کہ وہ رات کو دن اور دن کو رات میں پینھاتا ہے اور پچھ کو اُس کی ماں کے پیٹ میں تصویر فرماتا ہے۔

کہا اے سفیان تم نے خدا کو جیسا چاہئے نہ پہچانا میں نے کہا تم نے کس طرح پہچانا کہا نسخ عزم کیساتھ کہ جب میں نے کسی کام کا عزم کیا اور اُس کے خلاف واقع ہوا سمجھا کہ میرا کوئی خدا ہے جو میرے کام کی تدبیر کرتا ہے میں نے کہا کثرت درود کی وجہ کیا ہے کہا کہ حج میں میری ماں میرے ہمراہ تھی مجھ سے کہا کہ مجھے خانہ کعبہ کے اندر پہنچا دے میں نے پہنچا دیا ناگاہ اُس کا پیٹ پھول گیا اور مونہ کالا ہو گیا یہ حال دیکھ کر میں بہت غمگین ہوا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر جناب الہی میں عرض کیا اے رب تو ایسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اُسکو جو تیرے گھر میں آتا ہے یہ بات کہتے ہی ایک ابراہیم کی طرف سے اٹھا اور ایک مرد سفید پوش نے آکر اپنا ہاتھ میری ماں کے مونہ اور پیٹ سے ملا فی الفور اچھی ہو گئی اور وہ آفت دور ہوئی جب اُس شخص نے جانے کا ارادہ کیا میں نے دامن اُسکا پکڑ کر عرض کیا آپ کون ہیں کہ اس مصیبت میں ہماری خبر لی فسرایا میں محمد ہوں نبی تیرا صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عرض کیا مجھے کچھ وصیت کیجئے فرمایا ہر قدم کے اٹھاتے اور رکھتے وقت مجھ پر درود بھیجا کہ کذا فی القول البدیع حکایت شیخ ابو حفص عمر بن حسین سمرقندی کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا عرفات و منیٰ میں ہوا درود کے اور کچھ نہیں پڑھتا سبب اس کا اُس سے پوچھا کہا میرا باپ بیاج کھاتا تھا مرے ہی اُس کا منہ گدھے کا سا ہو گیا مجھے نہایت غم ہوا اور اسی رنج میں روتے روتے سو گیا ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تیرا غم دور کیا اُسی حال میں باپ کے مونہ کو جو دیکھا تو ماتہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ چمکتا پایا پھر تو میں بے اختیار حضرت کے قدم پر گر اور باجواد یافت کیا فرمایا تیرا باپ سود کھاتا تھا اور مونہ سود کھانے والے کا دنیا یا آخرت میں گدھے کا سا ہو جاتا ہے مگر وہ سوتے وقت سو بار درود بھی پڑھا کرتا تھا جب اُس پر یہ حالت گزری اُس فرشتہ نے کہ احوال امت مجھ سے کہا کرتا ہے اُس کے حال سے خبر دی میں نے خدا سے اُس کی شفاعت کی اور قبول ہوئی وہ شخص کہتا ہے جب میں خواب سے بیدار ہوا ہاتھ نے پکار کر کہا کہ تیرے باپ کو درود دے اس آفت سے بچا لیا اُسی وقت سے میں نے عہد کر لیا کہ کسی حال اور کسی وقت درود کو نہ چھوڑوں گا حکایت ایک شخص کو اُس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا حال اُس کا پوچھا کہا جب مجھے قبر میں رکھا منکر نکیر سوال و جواب کے واسطے آئے اُن کے سوال کا جواب مجھے یاد نہ آیا اُس وقت سمجھا کہ میں دنیا سے ایمان کے ساتھ آیا اور یہ صدقہ دل پر گزرا کہ بیان نہیں کیا جاتا ناگاہ ایک شخص سفید کپڑے پہنے خوشبو لگائے میری قبر میں آیا اور منکر نکیر کا جواب مجھے سکھایا جب اُس آفت سے نجات پائی اُس سے کہا تو کون ہے کہ ایسے وقت سخت اور عالم تنہائی میں محمد بیکس کی مدد فرمائی اُس نے کہا میں تیری درود ہوں مجھے حکم ہے کہ قیامت تک تیرے پاس رہوں اور ہر مصیبت میں تیری مدد کروں حکایت شیخ نمیری اور ابن سکواں نقل کرتے ہیں کہ اہل شیراز سے کسی شخص نے ابو العباس احمد بن منصور کو اُن کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ جامع خیر کی محراب میں حلقہ مکلف پہنے اور جزاؤں تاج سر پر رکھے کھڑے ہیں پوچھا تمہارا کیا حال ہوا فرمایا خدا تعالیٰ

نے مجھے بخش دیا اور بہشت میں داخل کیا اس لئے کہ میں درود بہت پڑھا کرتا تھا حکایت سخاوی اور ابن سکوال حکایت کرتے ہیں کہ کسی نے ابو حفص کا غزی کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا رحمت کی اور بخشید اور بہشت میں داخل کیا پوچھا کس سبب سے فرمایا جب میں خدا کے حضور میں گیا فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کے گناہوں اور درود کا حساب کرو درود میرے گناہوں پر غالب ہوئی ارشاد ہوا اسی قدر کفایت کرتا ہے اس سے محاسبہ نہ کرو اور بہشت میں لیجاؤ یہ حکایت ابن حجر کی نے بھی لکھی ہے حکایت قول بدیع میں نقل کیا کہ ایک عورت نے خواب میں اپنی بیٹی کو سخت مصیبت اور عذاب میں مبتلا دیکھا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حال بیان کیا فرمایا صدقہ دے اتفاقاً خواجہ حسن بصری نے اُسی روز اُس کی بیٹی کو خواب میں دیکھا کہ ایک مکلف تخت پر بیٹھی ہے اور جڑاؤ تاج سر پہ رکھا ہے متعجب ہو کر اُس سے کہا کہ تیری ماں نے حال تیرا اس کے خلاف بیان کیا تھا اُس نے کہا ماں میری سچ کہتی ہے ہم بستر آدمی عذاب میں گرفتار تھے ایک شخص ہماری قبروں کی طرف سے گزرا اور اُسی نے ایک درود پڑھ کر خواب اُس کا ہم کو بخشید خدا تعالیٰ نے اُسی ایک درود کی برکت سے ہم سب کو عذاب سے نجات دی اور اس قدر ثواب کرتے دیکھتے ہو میرے حصہ میں آیا حکایت شیخ محمد بن سعید بن مطرف کہتے ہیں کہ میں سوئے وقت سو بار درود پڑھا کرتا تھا ایک روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اپنا مونہہ آگے لا کر میں آسے چوموں اس لئے کہ تو اس مونہہ سے درود پڑھا کرتا ہے میں نے اپنا مونہہ اس قابل نہ سمجھا مگر یہ اس حکم عالی و خوارہ اپنا حضرت کے سامنے کیا آپ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا جب بیدار ہوا تمام گھر اپنا مشک کی خوشبو سے معطر پایا اور آٹھ دن تک میری عورت کو اُس رخسارہ سے جسے حضرت نے چوما تھا مشک کی خوشبو آتی رہی۔ حکایت ابن سکوال نے نقل کیا کہ مسطح نام ایک شخص امر دین میں سستی رکھتا تھا کسی نے اُس کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا حال اُس کا پوچھا کہا میں ایک حدیث پوچھنے محدث کے پاس گیا تھا جب اُس نے حدیث پڑھی حضرت پر درود بھیجی میں نے بھی چلا کر کہا صلی اللہ علیہ وسلم میری آواز سن کر تمام مجلس نے درود پڑھی اُسی وقت ہم سب یعنی تمام اہل مجلس بخشے گئے حکایت شیخ حافظ عبد الغنی بن سعید ابو بکر بن مبارک سے ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا ابوبکر صبح ایک مرد بہشتی تیرے پاس آئے گا تو اُس کی تعظیم بجالانا صبح کو شبلی ابوبکر کے پاس آئے ابوبکر تعظیم کو اُٹھے اور ان کو گود میں لے کر پیشانی پر بوسہ دیا رات کے وقت پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے ابوبکر خدا تجھے عزت دے جیسی تو نے اُس مرد بہشتی کی تعظیم کی عرض کیا یا رسول اللہ شبلی کو یہ مقام کس عمل سے حاصل ہوا فرمایا کہ وہ پانچوں وقت نماز کے بعد یہ آیت لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ قَاتُوا فَاَنْتُمْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ پڑھتا ہے پھر محمد پر درود بھیجتا ہے اور محمد بن عمر کی

روایت میں آیا کہ بعد اس آیت کے تین بار کہتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم یا محمد حکایت درمنفود میں لکھتے ہیں کہ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ کو کسی جنگل میں درندوں نے گھیرا جب کچھ بن نہ آیا درود کی کثرت کی درود پڑھتے ہی درندے بھاگ گئے اور اُن کے شر سے نجات حاصل ہوئی حکایت خضر شاہ عزیر اللہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ مجھ سے دوسو داگروں نے کہا آپس میں بھائی تھے عظیم آباد میں نقل کیا کہ ہمارے باپ کے اولاد نہ ہوتی تھی کسی فقیر صاحب سے التجا کی انہوں نے فرمایا کہ کروڑ بار درود مدت غیر معین میں پڑھو اور پڑھنے والوں کی کمال خاطر داری اور دلجوئی کرو ہمارے باپ نے ایسا ہی کیا خدا تعالیٰ نے درود کی برکت سے ہم دونوں فرزند اُس کو عنایت فرمائے۔ حکایت اخبار الاخیار میں نقل کرتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ہر رات میں ہزار بار درود پڑھتے تھے جب نکاح کیا تین شب نہ پڑھ سکے کسی سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ بختیار کاکی کو میرا سلام پہنچا اور میری طرف سے کہو کہ ہر رات تو مجھے جو تحفہ بھیجا کرتا تھا تین رات سے نہیں بھیجا حکایت محمد بن مالک کہتے ہیں کہ میں ایک روز ابو بکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک مرد شکستہ حال آیا شیخ نے اُسے کمال تعظیم سے بٹھایا اُس نے کہا آج میرے لڑکا ہوا ہے اور قدرے روغن و شہد درکار ہے ابو بکر کہتے ہیں اُس وقت میرے پاس کچھ نہ تھا اُسی فکر میں سو گیا ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مجھ سے فرمایا کہ علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا کر اُس کو میرا سلام پہنچا اور یہ بتا دے کہ تو ہر شب جمعہ سوتے وقت مجھ پر درود پڑھا کرتا ہے آج کی رات سات سو بار پڑھنے پایا تھا کہ خلیفہ نے بلایا اور اُس کے پاس سے اُکر تو نے عدد کو تمام کیا ہمارے حکم سے مولو کے باپ کو سو دینار دے کہ اپنے صرف میں لادے ابو بکر خواب سے بیدار ہو کر اُس شخص کے ساتھ علی بن عیسیٰ کے پاس گئے اور اُس سے حال خواب کا بیان کیا اُس نے ایک توڑا منگا کر سو دینار اُس شخص کو دیئے اور ہر چند زیادہ دیتے رہے اُس نے انکار کیا کہ میں حضرت کی اجازت سے زیادہ نہ لوں گا اور سو دینار شیخ کو دیئے شیخ نے لینے میں ہذر کیا وزیر نے کہا یہ حق تمہاری خوشخبری پہنچانے کا ہے پھر سو اور دیئے کہ یہ صلہ تمہارے یہاں تک آئے گا ہے اسی طرح ہزار دینار اُن کو عنایت کئے حکایت جذب القلوب میں جمع الجوامع سے نقل کیا کہ کسی مرد صلح پر تین ہزار درم قرض تھے قاضی نے ایک ہیمنہ کی مہلت دی جب اُس نے کہیں ٹھکانہ نہ دیکھا درود پڑھنے میں مشغول ہوا آخر ہیمنہ حضرت نے خواب میں اُس کو حکم دیا کہ علی بن عیسیٰ وزیر سے جا کر میری طرف سے کہہ کہ تین ہزار دینار دے مرد بون نے بیدار ہو کر سوچا کہ اگر وزیر مجھ سے دلیل میرے سچے ہونے کی طلب کرے گا تو میں کیا جواب دوں گا اُس روز نہ گیا دوسرے دن بھی وہی خواب دیکھا تیسرے دن آپ نے فرمایا اگر وہ حجت چاہے تو اُس سے کہنا کہ تو ہر روز نماز صبح کے بعد سورج نکلنے سے پہلے ہزار بار درود پڑھا کرتا ہے اور اس حال سے کوئی واقف نہیں مرد صلح کہتا ہے میں اُس کے پاس گیا اور حال خواب کا بیان کیا وزیر نہایت خوش ہوا اور مجھے تین ہزار دینار عنایت کئے کہ قرض میں دے۔ اور

تین ہزار واسطے خرچ اہل و عیال کے اور تین ہزار واسطے سرمایہ تجارت کے اور دیئے اور قسم دی کہ مجھ سے ملاقات کیا کرنا اور جس بات کی حاجت ہو بے تکلف کہہ دینا جب میں تین ہزار دینار قاضی کے پاس لے گیا اور اُس سے حال بیان کیا اُس نے کہا میں قرض اپنے پاس سے ادا کروں گا قرض خواہ نے سنکر کہا کہ وزیر اور قاضی سے میں مستحق تر ہوں میں نے قرض اپنا تجھے چھوڑ دیا قاضی نے کہا کہ میں نے جو مال خدا کے واسطے نکالا اب اُسے واپس نہ کروں گا پس وہ شخص درود کی برکت سے قرض سے بھی پاک ہوا اور اس قدر مال کثیر اپنے گھر لے گیا حکایت سخاوی ابو عبد الرحمن معری سے نقل کرتے ہیں کہ کسی نے خلا بن کثیر کی نزع کے وقت ایک رقعہ اُن کے سر ہانے سے پایا اُس میں لکھا تھا ہذہ براءة من النار لخلاد بن کثیر یہ برأت نامہ دوزخ سے ہے خلا بن کثیر کے واسطے لوگوں سے پوچھا کہ کون سا عمل کیا کرتے تھے کہا ہر جمعہ کو ہزار بار یہ درود اللہم صل علی محمد النبی الامی پڑھتے تھے حکایت فاکہانی نے فجر منیر میں شیخ صالح موسیٰ صریح سے نقل کیا کہ میں کشتی پر سوار تھا ناگاہ ایک ہوا جسے قلابیہ کہتے ہیں اور جہاز اُس سے کم نجات پاتا ہے اُنھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خواب میں فرمایا کہ اہل جہاز سے کہہ ہزار بار یہ پڑھیں اللہم صل علی محمد صلوٰۃ تنجینا بہا من جمیع الاہوال والافات وتقضی لنا بہا جمیع الحاجات وتطہرنا بہا من جمیع السيئات وترفعنا بہا عندک اعلیٰ الدرجات وتبلغنا بہا اقصى الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوۃ و بعد الممات جب میں بیدار ہوا اہل کشتی سے حال کہا تین تنو بار کے قریب یہ درود ہم نے پڑھی ہوگی کہ ہوا ساکن ہوئی اور کشتی ڈوبنے سے بچ گئی شیخ محمد الدین فیروز آبادی نے یہ حکایت نقل کی حکایت شیخ شریف عبد اللہ بن مکی سے نقل کرتے ہیں کہ ابو الفضل قومانی مجھ سے کہتے تھے کہ میرے پاس ایک شخص خراسان سے آیا اور اُس نے ظاہر کیا کہ مدینہ شریفہ کی مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں جب تو ہمدان کو جائے ابو الفضل بن زریک سے میرا سلام کہنا میں نے سبب اس عنایت اور ہر بات کا دریافت کیا فرمایا کہ وہ ہر روز تنو بار یا زیادہ محمد پر درود بھیجتا ہے اللہم صل علی محمد النبی الامی و علی آل محمد جزی اللہ محمد و آلہ صلی اللہ علیہ وسلم عنا ما ہوا ہلہ پھر اُس نے مجھ سے اس صیغہ کی اجازت لی اور قسم کھائی کہ میں حضرت کے بتلانے سے پہلے تمہیں اصلاً نہیں جانتا تھا ہر چند میں اُسے کچھ دیتا رہا قبول نہ کیا اور کہا میں حضرت کی رسالت پر اجرت نہیں لیتا اور ایسی عمدہ چیز کو حطام دنیا کے بدلے نہیں بیچتا حکایت ل محمد بن یحییٰ کرمانی کہتے ہیں کہ ہم ابو علی بن شادان کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ ایک جوان اجنبی آیا اور سلام علیک کر کے ابو علی بن شادان کو پوچھا ہم نے اُن کی طرف اشارہ کیا کہا اے شیخ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حکم دیا کہ ابو علی بن شادان کی مسجد میں جا اور جب اُس سے ملاقات ہو تو میرا سلام اُسے پہنچا ابو علی یہ بات سنکر بہت روئے اور کہا کہ میں اپنے میں کوئی عمل موجب اُس عنایت کا نہیں پاتا سوا اس کے کہ حدیث شہر شہر کر پڑھتا ہوں اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے درود کی کثرت کرتا ہوں راوی کہتا ہے کہ ابو علی نے

اس واقعہ کے ذوق میں دو تین مہینے کے بعد انتقال کیا رولیت میں منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کے اعمال تو لے جائیں گے اور پہلے بد اعمال کا گراں ہوگا فرشتے عذاب کے اُسے پکڑیں گے اُس وقت وہ گنہگار خوف سے کانپنے لگے گا اور چار طرف دیکھے گا کوئی مددگار اور غمخوار نظر نہ آئے گا ناگاہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور فرشتوں سے فرمائیں گے اُسے کہاں لئے جاتے ہو اعمال اس کے میرے سامنے تو لو فرشتے حسب الحکم اعمال اُس کے پھر تو لیں گے آپ ایک پرچہ کاغذ کانٹیکو کے پلہ میں رکھ دیں گے پلہ نیکیوں کا جھک جائے گا اور وہ گنہگار اُس عذاب سے نجات پائے گا کہ گامیری جان آپ پر قربان آپ کون ہیں کہ اس مصیبت کے وقت میں میری خبر لی اور حیات ابد مجھے بخشی فرماتے کہیں گے یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ پرچہ وہ ہے جس میں تو نے درود لکھا ہے اللہم صل علی محمد وآلہ وبارک وسلم - - - - - پروردگار تقدس و تعالیٰ نے ایسا رعب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمایا کہ رُج تک کسی بادشاہ جلیل القدر کو حاصل نہ ہوا قال علیہ السلام نصرت بالرعب مسيرة شهر اور اثر اسی ہیبت کا تھا کہ وقت ولادت با سعادت کے محل بادشاہ ایران کا پھٹ گیا اور چودہ برج اُس کے گر پڑے اور بادشاہان عالم کے تحت اُلٹ گئے اور اسی ہیبت اور اجلال کا پر تو تھا کہ پہنچی بادشاہ روم یا فارس کا حضرت عمر کو دیکھ کر کانپنے لگا اور آبار اور اجداد حضرت کے ہر زمانہ میں معزز و موقر رہے کہتے ہیں جب لشکر ابرہہ کا مکہ کے قریب پہنچا عبد المطلب قریش کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے ناگاہ نور مبارک اُن کی پیشانی میں بشکل ہلال نمودار ہوا عبد المطلب نے قریش سے کہا غالباً ہم اپنے دشمنوں پر غالب ہوں گے پھر ابرہہ کے پاس گئے ابرہہ بہ اُن عداوت اُنکی تعظیم کیلئے اُٹھا اور اونٹ اُن کے پھیر دیئے آخر پروردگار نے اُسکو مع لشکر ہلاک کیا۔ - - - - - اجتماع کمالات سابقین کہ جناب باری نے تمام کمالات اگلے پیغمبروں کے بلکہ اعلیٰ اور افضل اُن سے ذات جامع الکمال میں جمع کئے اور فضیلت اجتماع کی انفراد پر ظاہر ہے سے خط سبز و لب لعل و رخ زیبا داری و حسن یوسف دیم عیسیٰ ید بیضا داری و خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات و انچہ خوباں چہ دارند تو تنہا داری۔ مثلاً آدم علیہ السلام کو خلعت صفوت بخشا ان الله اصطفیٰ آدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ محبوبیت کہ صفوت کو بکلی متضمن ہے عنایت فرمایا قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی يحببکم الله وقول تعالیٰ لا اقسّم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد آدم علیہ السلام کو نام حیوانات اور جمادات کے سکھائے و علم آدم الاسماء کلھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اُن کی تمام اُمت کے نام بتائے م اور مشارق و مغارب زمین کے دکھائے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا بتایا آدم علیہ السلام کو مسجود ملائک کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب غلامی کیا۔ آدم علیہ السلام کو بہشت میں رکھا یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش بریں پر بلایا اور مقام قرب سے مشرف فرمایا آدم علیہ السلام کو خلافت زمین کی بخشی اِنی جاعل فی الارض خلیفۃ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم علوی میں تصرف کی قدرت دی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْتَشَقَّ الْقَمَرُ ادریس علیہ السلام کو آسمان پر بلایا و دفعناہ مکانا علیہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام قاب قوسین اودانی سے شرف فرمایا فکان قاب قوسین اودانی نوح علیہ السلام کے سبب سے انسانوں کو طوفان سے نجات بخشی فانجیناہ والذین معہ فی الفلک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے کافروں کو عذاب سے ہلک دی وما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم صالح علیہ السلام کی اذنی کو اپنی طرف منسوب کیا غزہ ناقۃ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کی زمین کو اپنی زمین فرمایا الم تکتن ارض اللہ واسعة فتہاجروا فیہا یوشع علیہ السلام کی دعا سے سورج کو روکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اسکو مغرب ہوٹایا ابراہیم علیہ السلام کو خلعت خلعت سے شرف فرمایا واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع خلعت و محبوبیت کیا عس بن موسلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب باری نے اپنے پیغمبر کو پیام بھیجا اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تمہیں حبیب کیا اور تم سے بہتر کسی کو نہ پیدا کیا خلیل کو ملکوت آسمان سے مطلع کیا و کذلک نذری ابراہیم ملکوت السموات جس جگہ خلیل کی نظر پہنچی وہاں حبیب کا قدم پہنچا ثم دئی فتدئی خلیل نے خود تمنا و وصل کی انی ذاہب الی ربی سیہدین حبیب کو خواب سے جگا کر دولت و صل عنایت فرمائی سبحان الذی اسرئ بعبدہ لیلہ خلیل پر ایک بار آگ کو گزرا کیا قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم حبیب کے واسطے بار بار آتش حرب و قتال کو بجھا دیا کلمہ اوقدنا نادا للعباد اطفأھا اللہ خلیل کو ایک حجت عنایت ہوئی جس سے کافر مغلوب ہوئے و تلت حجتنا انیناھا ابراہیم علی قومہ نرفع درجات من نشاء حبیب کو چھ ہزار چھ سو چھیا سٹھ آیتیں دیں کہ تمام عالم کے کافر اُن کے مثل ایک آیت بھی نہ کہہ سکے وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔ خلیل نے ہدایت طلب کی سیہدین حبیب کو بے طلب عنایت ہوئی و یہدیث ربك صراطا مستقیما خلیل نے مغفرت کی طبع کی و اطعم ان یغفر لی ربی حبیب کو بے طبع یہ دولت دی گئی لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك و ما تاخر خلیل نے دعا کی ولا تخزنی یوم یبعثون حبیب کو بے دعا بشارت دی یوم لا یمخزئ اللہ النبی والذین معہ خلیل نے فرمانبرداروں کو اپنے ساتھ کیا فمن تبعنی فانه منی حبیب نے گنہگاروں کو اپنے سایہ عنایت میں لیا شفاعتی لاهل الکباثر خلیل نے خدا کی قسم کھائی تا اللہ لا یکدن اصنامکم خدا نے حبیب کی قسم کھائی لعمرك انہم لفی سکر و ہم یسہون خلیل نے خلعت سے مقام خدمت پایا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی حبیب نے محبت سے مقام شفاعت حاصل کیا عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا خلیل کو تشریف خلعت سے بعد ابتلا کے مشرف کیا حبیب کو ابتدا کے کار میں مرتبہ محبوبیت سے ممتاز فرمایا خلیل کے گھر فرشتے مہمان آئے ہل اتیک حدیث صیف ابراہیم المکر مین حبیب کے شہر پر واسطے نگہبانی اور چوکیداری کے فرشتے متعین ہوئے مگر مہم علی انقاب

المدينة ملائكة لا يدخلها الطاعون ولا الدجال موسى عليه السلام سے کوہ طور پر کلام کیا اور اُسے سب پر ظاہر کر دیا فلما اتھا نودی ان یورث من فی النار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بلا کر اسرار حقیقت سے خبردار کیا اور اُس راز کو سب سے چھپایا فكان قاب قوسین او ادنی فادحی الی عبدہ ما ادحی کلیم کو یہ بیضا عنایت ہوا واضمید لک الی جناحک فتخرج بیضاء من غیر سوء عجیب کا سینہ انوار معرفت سے روشن کیا المفسر شرح لک صد رت کلیم کیلئے پتھر سے پانی جاری ہوا فانفجرت منه الثنتا عشرة عینا عجیب کی انگلیوں سے اس قدر پانی نکلا کہ تین سو آدمی نے پیا اور وضو کیا مکما اخرجہ الشیخان عن النس تنبیہ یہ معجزہ ہمارے پیغمبر خدا کا معجزہ موسویہ سے زیادہ عجیب ہے پتھر سے اکثر پانی نکلتا ہے اور نہریں جاری ہوتی ہیں وان منها لما یشتقی فیخرج منه الماء اور گوشت سے اس قدر پانی کا جاری ہونا محالات عادیہ سے ہے تمذہیل بعضے علماء کہتے ہیں کہ سب پانیوں سے آب زمزم افضل ہے کہ شب معراج سینہ مقدس اُس سے دھویا گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ آب کوثر افضل ہے اس لئے کہ چاہ زمزم حضرت اسمعیل علیہ السلام کو دیا گیا اور حوض کوثر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت ہوا اور تحقیق یہ ہے کہ سب پانیوں سے وہ پانی افضل ہے جو حضرت کی انگلیوں مبارک سے جاری ہوا کلیم کے لئے عالم سفلی میں دریا پمٹ گیا فاضرب لہم طریقا فی البعد سببا عجیب کے لئے عالم علوی میں چاند دو ٹکڑے ہوا اقتریبة الساعة والنشق القمر کلیم نے خدا کی رضا ڈھونڈی عجبت الیلک رب لترضی خدا نے حبیب کی رضا مندی چاہی فلنولینک قبلة ترضها کلیم کا عصا سانپ ہو گیا فاذا ہی حیة تسعی حبیب کے یاروں کی لاشیاں تاریکی میں روشن ہوئیں سم ت اُس کہتے ہیں اسید بن حصیر اور عباد بن بشیر حضرت سے باتیں کرتے تھے کہ رات ہو گئی اور نہایت تاریکی تھی حضرت کے پاس سے اٹھتے ہی ایک کی لاشی روشن ہوئی جب راہ دونوں کی متفرق ہوئی دوسرے کی بھی لاشی روشن ہو گئی یہاں تک کہ دونوں صاحب اپنے اپنے گھر اُن لاشیوں کی روشنی میں پہنچ گئے یوسف علیہ السلام کو حسن بے مثال عنایت ہوا کہ اُن کے عشق میں زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹے قلما داینہ اکبر وہ قطعن اید یھن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جمال با کمال عنایت ہوا کہ جس کی محبت میں مردان عرب نے سر اپنے سر میدان کٹا دیئے لکن الرسول والذین امنوا جاہدا وایاموالھم وانفسھم یوسف علیہ السلام کو خواب میں چاند اور سورج اور ستاروں نے سجدہ کیا انی دایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر دایتھم فی ساجدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درختوں نے ظاہر میں سجدہ کیا کما ورد فی الاخبار سلیمان علیہ السلام کا جنوں کو فرمانبردار کیا ومن الجن من یعمل بین یدیه باذن ربہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے فرشتوں کو لڑائی میں بھیجا مکما اخرجہ الشیخان عن سعد بن ابی وقاص سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مطیع کیا و سلیمان الدیمج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطے براق بھیجا کہ ہوا سے زیادہ تیز رفتار تھا اور خندق کی لڑائی میں ہوا کو آپ کی مدد کے لئے بھیجا کہ تمام لشکر کفار کا تہہ و بالا کر دیا۔

آپ فرماتے ہیں نصرت بالنصبا سلیمان علیہ السلام کیلئے اصف بن برخیا تخت بلقیس کا اٹھالایا قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اقبل بہ قبل ان یرتد الیث طرقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانکاح زینب بنت جحش کے ساتھ خود پروردگار نے کیا فلما قضی فزید منها وطرا ورجلکھا سلیمان علیہ السلام کو تمام دنیا کی بادشاہت بخشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطنت قبول نہ فرمائی اور بندگی اختیار فرمائی جسکے بدلے سرداری اہل محشر اور اہل جنت کی حاصل ہوئی۔ داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا نرم ہوا اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں خشک لکڑی ہری ہو گئی یہ امر اُس سے کچھ کم نہیں محقق کامل محمد بن محمد حنفی تلمیذ امام ابو محمد طلال بخاری ریاض الناصحین میں لکھتے ہیں کہ ایک یہودی حضور عالی میں ایک پتھر لایا اور کہا اے محمد یہ پتھر داؤد پیغمبر کے پتھروں میں سے ہے آپ نے ہاتھ میں لیا موم کی طرح نرم ہو گیا یہ یہودی یہ معجزہ دیکھ کر فوراً مسلمان ہوا اگر کسی پیغمبر کو ایک ام اور کسی کو دو تین اسم اپنے اسماء شریفہ سے دیئے مثلاً اسمعیل واسحق کو علیم اور حلیم اور ابراہیم کو حلیم اور نوح کو شکور اور موسیٰ کو کریم اور یوسف کو حفیظ اور یحییٰ اور عیسیٰ کو بر فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انہتر اسم اپنے اسماء شریفہ سے عنایت کئے حکم رحیم۔ سلام۔ مومن۔ مہمن۔ عزیز۔ جبار۔ فتاح۔ حلیم۔ دافع۔ مصیم۔ بصیر۔ عدل۔ خیر۔ حلیم۔ عظیم۔ غفور۔ شکور۔ علی۔ حفیظ۔ حثیب۔ کریم۔ رقیب۔ مجیب۔ واسع۔ حکیم۔ شہید۔ حق۔ وکیل۔ قوی۔ متین۔ ولی۔ حمید۔ ماجد۔ اول۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن۔ بر۔ عفو۔ رؤف۔ مستطیع۔ غنی۔ معطی۔ نور۔ ہادی۔ رشید۔ صبور۔ قاسم۔ حافظ۔ ذو القوۃ۔ ذو الفضل۔ کفیل۔ شاکر۔ قریب۔ مبین۔ برہان۔ منیب۔ کافی۔ عالم۔ نصیر۔ صادق۔ احد۔ اکرم۔ منیر۔ وافی۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں گویا ثی عنایت فرمائی اور اُن سے حضرت مریم کی پان پر گواہی دلوائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہ کی پاک اور طہارت کی خود گواہی دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اندھے اچھے ہو جاتے اور کوڑھی شفا پاتے یدعی الاکفہ والا برص باذن اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر کی خاک کو یہ تاثیر بخشی کہ جو بیمار اپنے بدن پر لگائے فوراً شفا پائے اور آپ کی زیارت پر جو شخص دعا صحت کی کرے بیماری اُس کی جاتی رہے سید سمہودی اور احمد بن عبد الحمید سندھی نقل کرتے ہیں کہ شہر غناطہ میں ایک شخص کو ایسی ہلک بیماری عارض ہوئی کہ سب اطباء اُس کے علاج سے عاجز ہوئے ناچار اُس نے ایک عرضی حضرت کو لکھی راوی کہتا ہے جس وقت اُس کی عرضی روضہ مقدس پر پڑھی گئی اُسی وقت اُس مریض کو شفا حاصل ہوئی حرر معاذ بن عفرہ کی حوررت کو برص تھی آپ سے التجا کی آپ نے اپنا ہاتھ موضع برص پر لگا دیا فوراً آرام ہو گیا یہ مسیح (علیہ السلام) کی جویاں میں وہ تیرے ہاتھ میں ہے۔ بڑائی اُس سے تجھے جان لاکھ بات میں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے زندہ کئے عازرا اور ابن العجوز اور منت العاشر اور سام بن نوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کروڑوں دل مردہ زندہ کئے جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زندہ کیا تھوڑی دیر میں پھر مر گیا جس ولی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ کیا اُس کو حیات ابدی سے مشرف کر دیا کہ کبھی نہ مرا علاوہ بریں زندہ کرنا مردوں کا بھی آپ سے ثابت ہے

بغوی نے شرح السنہ میں اور ابن عبد البر نے استیعاب میں اور ابن جوزی نے کتاب الوفا میں حزام بن ہشام سے اُس نے اپنے دادا حش بن خالد سے کہ ام مہجد کے بھائی ہیں روایت کیا کہ آپ نے ام مہجد کے خیمہ میں ایک بکری دیکھی فرمایا اس کا کیا حال ہے عرض کیا کمزوری کے سبب بکریوں کے ساتھ نہ جاسکی فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے عرض کیا اس میں دودھ دینے کی طاقت کہاں ہے فرمایا اگر اجازت دے تو میں اُسے دو ہوں۔ عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر اُس کے دودھ دیکھئے دودھ لیجئے آپ نے اپنا ہاتھ اُس کے تھنوں سے لگایا اور خدا کا نام لے کر دعا کی اُسی وقت بکری نے دودھ دینے کے لئے اپنے پاؤں پھیلا دیئے اور جگالی کر کے دودھ اُتار لائی آپ نے ایک بڑا برتن جو ایک قوم کا پیٹ بھر دے موندہ تک بھر کر دو ہا یہاں تک کہ جھاگ برتن سے باہر نکلے اور اُم مہجد اور اپنے ساتھ والوں کو پیٹ بھر کے پلایا پھر وہ برتن بھر کر دودھ دو ہا اور دودھ اُس کے تھنوں میں باقی رہ گیا مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ وہ بکری عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک جیتی اور دودھ دیتی رہی جب اُن کے وقت میں قحط پڑا دودھ عالم سے عنقا ہو گیا مگر اُس کا دودھ دینا موقوف نہ ہوا سواد بن قارب جاہلیت میں کاہن تھے تین دن اُن کے جن نے حضرت کے پیغمبر ہونے کی اُن کو خبر دی اور فرمانبرداری کی تاکید کی۔ مازن بن عمرو سے روایت ہے میں نے ایک

جنت کے پیٹ میں سے یہ کلمات سنے یا مازن اسمع تسرطہم خیر و بطن شریعت نبی من مصر
بدین اللہ اکبر فدع نحن من جحد تسلیم من حد سقا اسے مازن سکر خوش ہو خیر ظاہر ہوئی اور شر
پوشیدہ ایک پیغمبر اولاد مصر سے مبعوث ہوا پس ہم کو چھوڑ دے کہ ہم پتھر ہیں تا تو آتش دوزخ سے محفوظ
رہے اور دوسری باریہ کلمات سنے اقبل الی و اقبل لقمع مالا یجمل هذا نبی مدرسہ بوجی منزل ----

----- ایک دن آپ نے عباس رضی اللہ عنہ کیلئے دعا کی جو کھٹ اور
دلہیز سے آمین کی آواز آئی عبد اللہ بن جحش کی تلوار لڑائی میں ٹوٹ گئی آپ نے اُنکو ایک لکڑی دی کہ تلوار کا کام دیتی
تھی اور جنگ بدر میں عکاسہ بن محصب کی تلوار ٹوٹ گئی اُنکو بھی ایک لکڑی عنایت ہوئی کہ تلوار کی طرح کاٹ کرتی
صل یہودی قرینہ نے آپ کے قتل کا مشورہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا اور یہی ارادہ اُنکے قتل و تخریب کا سبب
ہوا غلبی اور طرسوسی اپنی تفسیروں میں اور یہی اور ابو نعیم نقل کرتے ہیں کہ آپ نے خندق میں ایک پتھر کو جس کے
توڑنے سے سب صحابہ عاجز ہوئے ریزہ ریزہ کر دیا اس سلمہ بن اکوع کہتے ہیں حنین کے روز جب کفار نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر هجوم کیا آپ نے پتھر سے اُنکو فرمایا شاہت الوجہ اور مٹھی بھر خاک اُن پر پھینکی وہ
سب کافروں کی آنکھوں میں پھنچی اور اُن کو شکست ہوئی اسی طرح جنگ بدر میں مٹھی بھر کنکریاں پھینکیں کہ سب
کفار کی آنکھوں میں پھنچیں ایک درخت چھوڑے گا آپ نے اپنے ہاتھ سے لگایا خدا نے اُس کے پھل میں تریاق
سے زیادہ تاثیر رکھی کہ جو صبح کے وقت اُس کو کھائے دن بھر نہرا اور جاو اُس پر اثر نہ کرے اور یہ تاثیر ان درختوں
میں کہ اُس کی گٹھلی ہے ہیں اب تک موجود ہے اہل مدینہ ان کو عجمہ عالیہ کہتے ہیں آپ فرماتے ہیں عجمہ عالیہ
ہر بیماری سے شفا ہے اور اُس کا ناشہ تریاق ہے یعنی تریاق کا فائدہ بخشا ہے دے خیر میں ایک یہودیہ
نے بکری کا گوشت بھون کر اور اُس میں نہر ملا کر حضرت کی خدمت میں بھیجا آپ نے صحابہ کے ساتھ تھوڑا سا
نوش کیا پھر فرمایا اپنے ہاتھ اٹھاؤ اور یہودیہ کو بلا کر کہا کہ تو نے اس بکری میں نہر ملا یا ہے اُس نے عرض کیا
آپ سے کس نے کہا فرمایا اس گوشت نے جو میرے ہاتھ میں ہے فرمایا ہاں خدا کے رسول میں نے یہ خطا اسلئے
کی کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو نہرا اثر نہ کرے گا اور جو پیغمبر نہیں ہیں تو آپ کے ہلاک ہونے سے ہمیں چین ملے گا۔
آپ نے قصور اُس کا معاف کر دیا کسی نے ایک ہتھیار آپ کے پاس بطریق ہدیہ کے بھیجا اُس پر گرس کی صورت
بنی تھی آپ نے ہاتھ اپنا لگایا فوراً محو ہو گئی سس م جابر کا اونٹ تھک گیا آپ نے اُسکو کوڑا مارا اُس وقت
سے وہ سب اونٹوں سے تیز چلنے لگا پھر آپ نے اسے خرید کیا اور قیمت اُسکی دے کر جابر کو بخش دیا قتادہ کے
چہرہ کو ہاتھ لگایا آپ کے ہات کی برکت سے یہ روشنی اور صفائی اُن کے چہرہ میں پیدا ہوئی کہ ہر چہرہ کا عکس
اُس میں نظر آنے لگا۔ سب عقبہ بن ابی معیط کے مونہ پر تھوکا اُس کے گال جل گئے اور وہ داغ عمر بھر باقی رہا۔
فتح مکہ کے دن جس وقت آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اُسکے چار طرف بت رکھے دیکھے جس کے مونہ کی طرف
سے اشارہ کیا چٹ اور جکی پیٹھ کی طرف سے اشارہ کیا مونہ کے بل گر پڑا فرماتے تھے قل جاء الحق و ذہق الباطل

ان الباطل کان ذہوقاً حدیثیہ کے دن لشکر کو پانی کی حاجت ہوئی آپ کی انگلیوں سے پانی نہر کی طرح جاری ہوا کہ تین سو اور ایک روایت میں پندرہ سو آدمیوں نے پانی پیا اور وضو کیا راوی کہتا ہے کہ ہزاروں ہوتے تو وہ پانی کفایت کرتا جب آپ غار ثور میں تشریف لے گئے کھڑی نے غار کے دروازہ پر جالاتانا اور کیو تر نے انٹے دیئے کفار تلاش کرتے ہوئے غار پر پہنچے خدائے تعالیٰ نے اُن کو اندھا کر دیا ہر چند ڈھونڈا کئے آپ اُن کو نظر نہ آئے اسی طرح شب ہجرت کفار بارادۃ قتل حضرت برسات صلی اللہ علیہ وسلم در دولت پر جمع ہوئے آپ آیہ کریمہ واذا قدرنا القرآن جعلنا بینک و بین الذین لایؤمنون بالآخرۃ حجاباً مستوراً پڑھتے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور کسی کافر کو نظر نہ آئے معراج کی صبح جب قوم نے قصہ اسرا سے انکار کیا پروردگار نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے کر دیا کہ آپ نے اُس کے سب نشان منکروں کو بتائے اور اُن کے سوالات کے جواب دیئے اسی رات اور تین مرتبہ اُس سے پہلے فرشتوں نے سینہ مبارک کو چاک کیا اور علم و ایمان سے بھر دیا کچھ درد محسوس نہ ہوا اور وہ زخم فوراً بھر گیا اب ایک روز آپ دو کتابیں بغل میں دابے باہر تشریف لائے اور فرمایا ایک میں بہشتیوں کے اور دوسری میں دوزخیوں کے نام ہیں اُن سے گفتیں نہ بڑھیں لکھا ہے کہ مشارق و مغارب زمین کے آپ کو دکھائے گئے اور خبر دی گئی کہ اس قدر زمین جو آپ نے دیکھی ہے آپ کی اُمت کے قبضہ میں آوے گی بموجب اس وعدہ کے اس امت کی سلطنت اول مشرق یعنی بلاد ترک سے آخر مغرب یعنی بحر اندلس اور بلاد بربر تک پہنچی ایک بکری پر کہ ابھی بکرا اُس کے پاس نہ گیا تھا ہاتھ رکھا آپ کے ہاتھ کی برکت سے دودھ دینے لگی شرح منبہ میں امیر الحاج نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود کو بکریاں چراتے دیکھا کہا کہ اسے لڑکے کچھ دودھ ہے عرض کیا ہے مگر میں امین ہوں یعنی یہ بکریاں حیر پاس امانت ہیں ان کا دودھ نہیں دے سکتا فرمایا ان میں کوئی بکری ایسی ہے جس پر نہ نہیں پھاندا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسی بکری حاضر کی آپ نے اُس کے پستان کو چھوا فوراً دودھ اُتر آیا پھر اُس کو دودھ کر آپ پیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بلا یا پھر پستان سے ارشاد کیا اقلص فقلص ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہوئے آپ نے اُن کو اپنے سینہ سے لگایا ض ایک یہودی نے امتحاناً ان تاروں کے نام جنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب میں سجدہ کیا تھا حضرت سے پوچھے فرمایا اگر میں بتا دوں تو تو ایمان لائے اقرار کیا آپ نے باعلام جبریل علیہ السلام بتا دیئے ابو طلحہ کے گھوڑے پر کہ نہایت سست رو تھا سوار ہوئے مدینہ کے سب گھوڑوں سے تیز رو ہو گیا سہ تو مرادل ذہ و دلیری میں ۴ رو بہ خویش خوان و شیریں ہیں۔ قی محمد بن عطیہ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک گونگے لڑکے سے جس نے کبھی کلام نہ کیا تھا پوچھا میں کون ہوں اُس نے زبان فصیح عرض کیا آپ خدا کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم حرم معقب یمانی نقل کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں ایک بچہ کہ اُسی روز پیدا ہوا تھا آپ کے پاس لایا گیا اُس سے فرمایا میں کون ہوں اس بچے نے کہا انت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رسول اللہ ہیں سرور المحزون ایک قوم نے شکایت کی کہ ہمارے کنوئیں کا پانی نہایت

کھاری ہے آپ نے تھوڑا لعاب دہن مبارک اُن کو عنایت کیا اُس کے ڈالتے ہی وہ کنواں نہایت شیریں ہو گیا
ست اور انس کا کنواں بہت کھاری تھا آپ نے لعاب دہن مبارک اُس میں ڈالا ایسا شیریں ہو گیا کہ مدینہ
میں کوئی کنواں اُس سے زیادہ شیریں نہ تھا ایک روز دودھ پیتے کئی بچے آپ کے پاس لائے گئے آپ نے
تھوڑا تھوڑا تھوک اپنا اُن کے مونہ میں ڈالا ایسے سیر ہو گئے کہ دن بھر دودھ نہ مانگا امام حسن رضی اللہ عنہ
پیا سے تھے زبان مبارک اپنی اُن کے مونہ میں دی چوستے ہی پیاس جاتی رہی اور دن بھر پانی کی خواہش
نبوئی ایک کنوئیں میں لعاب دہن مقدس ڈالا اُس کے پانی سے مشک کی خوشبو آنے لگی سو اُن کے بہت
معجزات لعاب دہن مبارک کے کتب احادیث السیر میں منقول ہیں اسی واسطے دہن مقدس کو منہل اور منبع معجزات
کہتے ہیں حجر اسود کی نسبت فرمایا کہ قیامت کے دن اس پتھر کو آنکھیں اور زبان دیں گے کہ اپنے چومنے والے کی گواہی
دے گا اور پتھر پانی میں نہیں ڈوبتا اور آگ میں نہیں جلتا تذلیل ایک روز ابن علیم رحمۃ اللہ علیہ محدث نے
مسجد حرام میں یہ حدیث بیان کی ابو طاہر لمحد کہ غلّاء فرقہ ہمدویہ سے تھا سکر ہنسنے لگا پھر آگ منگا کر حجر اسود کو
آگ میں ڈالا نہ جلا پانی میں ڈالا پھول کی طرح قائم رہا متحیر ہو کر بولا اب مجھے یقین ہوا کہ یہ دین ہمیشہ رہے
گا۔ ست ابو ہریرہ کہتے ہیں میں تھوڑے چھوڑے حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میرے لئے ان میں برکت کی دعا کیجئے آپ نے دعا کر کے فرمایا انھیں اپنے توشہ دان میں رکھو اور جس
قدر درکار ہوں بات ڈال کر نکال لیا کہ مگر توشہ دان کو نہ جھاڑنا میں نے اُن چھوڑوں سے کئی اونٹ خدا کی
راہ میں بھر دیئے اور ہمیشہ ہم کھایا کھئے مگر وہ کم نہ ہوئے اور میں اُس توشہ دان کو کبھی جدا نہ کرتا تھا یہاں تک
کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز گر پڑا کہتے ہیں اُس کے گرنے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نہایت غمگین
ہوئے یہ شعر اُن کا اس بات میں مشہور ہے للناس همدوی فی اليوم همان فقد الجواب وقتل الشیخ
عثمان رضی اللہ عنہ لوگوں کو آج ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں گم ہونا توشہ دان کا اور قتل ہونا حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کا کسی لڑائی میں لشکر کا توشہ تمام ہو گیا فرمایا بقیہ توشہ جمع کر دو پھر برکت کی دعا کر کے اُسکو تقسیم
کر دیا تمام لشکر کے لئے کافی ہوا اس اُم مالک رضی اللہ عنہا ایک برتن میں آپ کو روغن بھیجا کرتیں اُس برتن
میں ایسی برکت ہو گئی کہ جب اُن کی لڑکی سالن مانگتی اُس میں سے روغن نکال کر اُن کو دیتیں اور روغن کم نہ ہوتا
ایک بار پھر روغن نہ پایا آپ سے حال عرض کیا فرمایا شاید تم نے پھوڑ لیا عرض کیا ہاں فرمایا اگر نہ پھوڑتیں تو
ہمیشہ اُس سے روغن نکلا کرتا ص ایک شخص نے آپ سے سوال کیا آدھا بو جھاؤنٹ کا اُس کو عنایت ہوا
وہ اور اُس کی عورت اور مہمان اُسی غلّ میں سے کھاتے تھے مگر وہ کم نہ ہوتا تھا ایک دن اُس نے ناپنا ناپتے ہی
تمام ہو گیا آپ کو خبر ہوئی فرمایا اگر تو نہ ناپتا تو وہ غلّ ہمیشہ رہتا اور تم اُسکو کھایا کرتے فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں ایک روز میں بھوک کی شدت سے مرنے کے قریب پہنچا اور کسی نے مجھ کو کچھ نہ دیا یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ
عنہ سے اپنا حال کہا اُنھوں نے بھی التفات نہ کیا ناگاہ ایک شخص دودھ کا پیالہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس لایا میں دیکھ کر نہایت خوش ہوا کہ یہ پیالہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت کریں گے آپ نے مجھ سے فرمایا اصحاب صفہ کو بلا لائیں نے کہا بہت آدمیوں کو یہ پیالہ بھر دو دھکیا کفایت کرے گا کاش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عنایت کرتے تو میرا پیٹ بھر جاتا مگر تعمیل حکم ضرور تھی ناچار اُن کو بلا لایا آپ نے مجھ سے فرمایا اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیالہ ہات میں لے کر سرے سے یاروں کو بلانا شروع کریں نے سرے سے سب کو بلایا اور کانسہ دو دھکا ویسا ہی بھرا رہا پھر ارشاد ہوا اب تو پی میں نے پیا پھر فرمایا اور پی پھر پیا پھر فرمایا اور پی پھر پیا یہاں تک کہ میں نے عرض کیا اُس کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا اب میرے پیٹ میں ٹھکانہ نہ رہا جابر رضی اللہ عنہ کے والد بیت قرظ اور تھوڑے خرما چھوڑ کر قرظ خواہوں نے اُن کو گھیرا آپ اُن کے گھر تشریف لے گئے اور خرما کے انبار پر اپنا قدم رکھا اور قرظ خواہوں کو دینا شروع کیا سب قرظ ادا ہو گیا اور انبار ویسا ہی رہا قاضی ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ کی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابو بکر صدیق کی دعوت کی اور دو آدمیوں کے لائق کھانا پکوا یا آپ نے اُس کھانے سے ایک شواہی آدمی کو پیٹ بھر کھلایا اور جس نے وہ کھانا کھایا فوراً ایمان لایا محقق دہلوی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مالک نے اُن کو ایک سو پانچ تولہ سونے پر مکاتب کیا اور شرط کی کہ تین سو درخت چھوڑے کے لگا دیں جب تک اُن میں پھل نہ آئے آزاد نہ ہوں آپ نے تین سو درخت چھوڑے کے اپنے ہات سے لگائے اسی برس سب میں پھل آئے مگر ایک درخت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا اُس میں پھل نہ آیا آپ نے اُسے اکھیر کر اپنے ہات سے لگایا وہ بھی بار آور ہوا پھر انڈے کے برابر سونا مال غنیمت سے سلمان رضی اللہ عنہ کو دیا کہ اسے دس کر آزادی حاصل کر سلمان رضی اللہ عنہ نے گزارش کیا کہ چالیس اوقیہ سونا چاہئے اس سے کیا ہوگا آپ نے زبان مبارک اُس پر پھیر دی اور برکت کی دعا کی تو لا تو پورا چالیس اوقیہ نکلا سلمان رضی اللہ عنہ آزاد ہوئے اور عمر بھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے ایک بار آپ نے چار سیر جو سے انشی آدمیوں کا پیٹ بھر دیا اور ایک بار انشی آدمیوں سے زیادہ کو تھوڑے جوؤں سے جنکو انس رضی اللہ عنہ اپنے ہات میں اٹھا لائے تھے پیٹ بھر کے کھلا دیا غزوہ خندق میں جابر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بھوکا پایا پونے چار سیر آٹا جو کھانا کھلا اور ایک سچہ بکری کا ذبح کیا پھر حضرت سے کہا میں نے تھوڑا کھانا آپ کے لئے پکوا یا ہے آپ نے باواز بلند فرمایا اسے اہل خندق جابر رضی اللہ عنہ تمہاری ضیافت کرتا ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے کہا جب تک میں نہ پہنچوں ہانڈی چولہے سے نہ آتا رہیں اور آٹا نہ پکا دیں پھر آپ اُن کے گھر تشریف لے گئے اور آٹے اور ہانڈی میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر اُن سے ارشاد کیا کہ ایک روٹی پکانے والی بلا لے اور ہانڈی چولہے پر رہنے دے اور اُس میں سے گوشت نکال کر برتنوں میں بھرنا اور لوگوں کو کھلانا شروع کیا ہزار آدمی کو آٹا پونے چار سیر آٹے اور تھوڑے سالن سے پیٹ بھر کھلا دیا اور ہانڈی چولہے پر ویسا ہی جو خش مارتی رہی اور آٹا ذرا کم نہ ہوا ایک دن تھوڑے چھوڑے سے کہ جن کو ایک آٹھا لائی تھی سارے لشکر کا پیٹ

بھردیا اور اسی قدر چھوڑے بچ رہے ایک بار عمر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ چار سو سوار کو ان چھوڑوں سے توشہ دے
 عمر رضی اللہ عنہ نے ان چھوڑوں سے سب کو توشہ دیا اور بچ رہے اور ایک بار ایک لشکر کا سب توشہ کم ہوا آپ نے
 بقیہ کو جمع کر کے برکت کی دعا کی پھر لشکر نے اُس کو اپنے برتنوں میں بھرنا شروع کیا تمام لشکر کے برتن بھر گئے
 غزوہ تبوک میں ایک خشک کنوئیں میں کلی ڈالی اس قدر پانی ہو گیا کہ تمام فوج نے سیراب ہو کر پیا اور چاہ
 حدیبیہ میں پانی کا قطرہ نہ تھا آپ کے کلی ڈالتے ہی پانی نے جوش مارا ڈیڑھ ہزار آدمی نے کئی دن تک پیا
 اور جب تک لشکر وہاں ٹھہرا رہا پانی اُس کا کم نہ ہوا یہود کو ارشاد ہوا اگر تم سچے ہو تو مرنے کی آرزو کرو لیکن
 تم اُس کی ہرگز آرزو نہ کرو گے ہر چند چاہتے تھے کہ موت کی آرزو کو زبان پر لا دیں تا حضرت کی خبر کو
 جھوٹا کریں مگر نہ کر سکے کہتے ہیں کہ کھانا آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرتا یہاں تک کہ جو لوگ اُس وقت حاضر
 ہوتے اُس کی تسبیح کی آواز سنتے عبد اللہ بن سلام کہ یہود مدینہ کے بڑے عالم تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خبر سنکر ملنے کو آئے اور آپ سے تین سوال کئے کہ پہلی علامت قیامت کی کیا ہوگی اور پہلی غذا بہشتیوں کو
 کیا ملے گی اور کیا دھڑے کہ لڑکا کبھی باپ کی صورت ہوتا ہے اور کبھی ماں کی فرمایا پہلی نشانی قیامت کی ایک لگ
 ہے کہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانکے گی اور پہلا کھانا بہشتیوں کا مچھلی کا جگر ہے کہ کباب کر کے کھلایا جائیگا
 اور جب نطفہ ماں کا غالب آتا ہے لڑکا ماں کے مشابہ اور جب باپ کا غالب آتا ہے اُس کے مشابہ ہوتا ہے
 عبد اللہ بن سلام یہ جواب سنکر مسلمان ہو گئے اور کہا اگلی کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے پھر عرض کیا یا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود بڑے جھوٹے ہیں اگر میرے اسلام کی خبر پائیں گے جھک کر اکیس گے میں چپ کر بیٹھتا
 ہوں آپ اُن سے میرا حال پوچھیں اس اتنا میں یہود بھی حاضر ہوئے آپ نے پوچھا تم میں عبد اللہ بن سلام کیا آدمی
 ہے عرض کیا خیدنا و ابن خیدنا و سیدنا و ابن سیدنا ہمارا بہتر اور بہتر کا بیٹا اور ہمارا سردار اور سردار کا
 بیٹا عبد اللہ بن سلام یہ کلام سنکر کلمہ پڑھتے باہر آئے یہود سخت عکین ہوئے اور کہنے لگے شرفنا و ابن شرفنا
 ہمارا بدتر اور بدتر کا بیٹا ہے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اسی بات سے ڈرتا تھا
 ق و ایک میت کے اہل نے آپ کی ضیافت کی اور بکرے کا گوشت پکایا آپ نے مونہ میں رکھتے ہی فرمایا مجھے
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بکری بے اذن مالک کے لی گئی ہے تعقیق کے بعد یہی بات نکلی فا ایک بار آپ نے یہ آیت
 پڑھی ما قد رد اللہ حق قدرہ پھر فرمایا جبار اپنی بڑائی کرتا ہے کہ میں ہوں جبار میں ہوں جبار میں ہوں
 کبیر المتعال یہ وعظ سنکر منبر کلہ پھٹنے لگا سب عکرمہ بن ابی جہل فتح مکہ کے روز دریا سے شور کی طرف بھاگ گئے
 ناگاہ کنار دریا سے ایک ہوا انھی عکرمہ نے کہا اگر اس بلا سے نجات پاؤں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
 لاؤں اُسی وقت ہوا ختم گئی اور عکرمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے پھر ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ نے آپ کا لعاب دہن اپنے سینہ سے ملا اُس دن سے کبھی کوئی بات نہ بھولے تین ہزار حدیث
 اُن سے وارد ہیں گویا نصف شریعت ہم کو اُن کے واسطے سے پہنچی ہے امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

آٹھ سو سے زیادہ صحابہ تابعین کہ ان میں ابن عباس اور ابن عمر اور جابر اور انس رضی اللہ عنہم ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کہتے ہیں کہ صلنامہ حدیبیہ میں حسب درخواست سہل بن عمرو کے لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام مبارک کے ساتھ سے محو کر کے بن عبد اللہ اپنے ہاتھ سے لکھ دیا باوجود اس کے کہ آپ لکھنا نہ جانتے تھے مگر معتبر یہ ہے کہ جب سہل بن عمرو نے گزارش کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھئے اگر ہم آپ کو خدا کا رسول جانتے زیارت کعبہ سے مانع نہ ہوتے آپ نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے کہ صلنامہ کے کاتب تھے فرمایا اس لفظ کو محو کر کے بن عبد اللہ لکھ دو انہوں نے عرض کیا میں لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز محو نہ کروں گا آپ نے صلنامہ ان سے لے کر اپنے ہاتھ سے محو کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بن عبد اللہ لکھوا دیا واللہ اعلم وعلیہ السلام ولاحکم من عمر بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد خطبہ پڑھا پھر ظہر پڑھ کے پھر عصر تک پھر عصر پڑھ کر غروب آفتاب تک خطبہ پڑھتے رہے اس روز قیامت تک کا سب حال بیان کر دیا زیادہ علم ہم میں اس کو ہے جس کو زیادہ یاد رہا جس جنگ بدر میں فرمایا یہ فلاں کا مقتل ہے اور یہ فلاں کا جس جگہ آپ نے ہاتھ رکھا تھا کسی نے وہاں سے تجاویز کیا یعنی ہر شخص اسی جگہ مارا گیا جس جگہ آپ نے ہاتھ رکھ کر بتلایا تھا ابی بن خلف نے ہجرت سے پہلے ایک گھوڑا بول لیا اور کہا اس پر چڑھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا فرمایا انشا اللہ تعالیٰ میں تجھ کو ماروں گا احد کے روز حضرت کے مقابل ہوا ایک زخم پوست خراش آپ کے ہاتھ سے اس کے بدن پر لگا چلا تا ہوا بھاگا لوگوں نے کہا اس قدر کیوں چلاتا ہے زخم کو بہت خفیف نظر آتا ہے کہا تم جانتے ہو یہ زخم کس کے ہاتھ کا ہے اگر مجھ پر تھوک دیتے تو بھی میں ہلاک ہو جاتا اور ایک روایت میں آیا کہ اس نے کہا اگر ایسا ہی زخم ان کے ہاتھ کا تمام عالم کے بدن پر لگتا ایک بھی نہ بچتا آخر اسی زخم کے صدمہ سے بلو وضع شرف میں واصل جہنم ہوئے ہستی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ زنجیر میں بندھا چلا آتا ہے اور چلاتا ہے کہ مجھے پانی دو اور ایک نگہبان اس کے ساتھ ہے وہ کہتا ہے خبردار اسے پانی نہ دینا یہ ابی بن خلف کا فرہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے مارا گیا روایت ہے کہ آپ نے عروہ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو لشکر اسلام کا سردار کیا اور حکم دیا کہ جب زید شہید ہو جاوے جعفر بن ابی طالب سرداری کرے بعد اس کی شہادت کے ابن رواحہ سردار ہوا اس کے بعد سلمان جس کو چاہیں اپنا سردار مقرر کریں عجائب قدرت الہی سے ہے کہ جس طرح زبان مقدس سے نکلا تھا اسی طرح ایک بعد دوسرے کے شہید ہوا ابی ان کی شہادت کی خبر مدینہ میں پہنچی تھی کہ آپ نے فرمایا زید نے نشان پکڑا اور شہید ہوا پھر جعفر نے لیا اور شہید ہوا۔ پھر ابن رواحہ نے پکڑا اور شہید ہوا یہاں تک کہ خدا کی تلواروں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نشان پکڑا فتیاب ہوا حنین کے مویشی کی نسبت فرمایا یہ سب غنیمت ہو جائیگی چنانچہ وہ سب مال مسلمانوں نے لوٹ لیا سب نجاشی بادشاہ حبشہ جس وقت مرے آپ نے مدینہ شریف میں یاروں سے فرمایا اٹھو تمہارا بھائی نجاشی مر گیا اور

بقیع میں جا کر اُنکے جنازہ کی نماز پڑھی قائدہ اسی جگہ سے شافعیہ جنازہ غائب کی نماز جائزہ جلتے ہیں اور حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت آپ کے اور جنازہ نجاشی کے بیچ میں سے پردہ اٹھالیا کہ جنازہ آپ کو نظر آنے لگا صہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بعض لوگ آپ سے بہت باتیں پوچھا کرتے ایک روز ناخوش ہو کر فرمایا چو چا ہو پوچھو میں جواب دوں گا ایک نے کہا میں کہاں ہوں گا فرمایا دونوں میں دوسرے نے اپنے باپ کا نام پوچھا فرمایا حذاقہ اور وہ حذاقہ کا بیٹا مشہور نہ تھا قائدہ یہاں سے ظاہر ہوا کہ مرشد اور استاد سے فضول باتیں پوچھنا بے ادبی میں داخل ہے کہ امتحان بے اعتدادی پر دلالت کرتا ہے کسی سفر میں آپ کی ادنیٰ گم ہو گئی زید بن نصیب منافق نے لوگوں سے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی خبریں بیان کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ادنیٰ کہاں ہے اسی وقت آپ نے فرمایا فلاں جگہ ہمارا اس کی درخت میں اٹک گئی ہے تلاش کیا تو وہیں پائی اور اس صحابی سے جس کے ڈیرہ میں منافق نے یہ کلمہ کہا تھا فرمایا کہ ابھی ایک منافق نے یہ بات کہی ہے میں دعویٰ نہیں کرتا کہ بے خدا کے بتائے مجھے کچھ معلوم ہوتا ہے ایک دن فرمایا کہ مکر نے اپنے جگر گوشے مدینہ کی طرف پھینک دیئے انھیں دنوں عمرو بن عاص کہ اشرف اور سردار قریش تھے اور خالد بن ولید کہ بڑے بہادر اور سپہ سالار اور رئیس اُن کے تھے بلکہ اسلام میں بھی سرداری فوج پر مامور رہتے اور عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہم کہ صاحب مفتاح کعبہ تھے مشرف بایمان ہوئے ایک بار انھیں عثمان بن طلحہ سے آپ نے زیارت کعبہ کی درخواست کی انھوں نے انکار کیا فرمایا ایک دن کعبہ کی کنجی میرے ہات میں ہوگی جسے چاہوں گا دوں گا سو فتح مکر کے دن مولیٰ علی رضی اللہ عنہ بدرشتی عثمان سے کنجی لائے اپنے وہ واقعہ عثمان کو یاد دلایا آیت ان تؤدوا الامانات الی اہلہا آپ نے کنجی اُن کو حوالہ کی اور فرمایا کہ یہ کنجی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی نہ لے گا اُس کو مگر ظالم اگرچہ یہ عثمان لا ولد مرے مگر آج تک وہ کنجی اُن کے بھائی شیبہ کی اولاد کے پاس ہے دق ایک شخص حنین کی لڑائی میں بڑی جرات اور جوا نمدی کے ساتھ لڑا یہاں تک کہ زخمی ہوا صحابہ نے اس کا حال عرض کیا فرمایا وہ دوزخی ہے لوگوں کو اس بات کے سننے سے حیرت ہوئی بلکہ نو مسلم شک اور تردد میں مبتلا ہوئے تھوڑے عرصہ میں خبر آئی کہ وہ درد کی شدت سے اپنا گلا کاٹ کر مر گیا فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد انی عبد اللہ ورسولہ یا بلال قم فاذن لایدخل الجنة الامومن وان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجو اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے گواہی دیتا ہوں کہ بیشک میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں اسے بلال کہڑا ہوا اور پکار دے کہ بہشت میں داخل ہو گا مگر مسلمان اور بے شک اللہ اس دین کی مدد فاسق سے مدد کرے گا جب نامہ نامی پرویز کے پاس پہنچا اُس نے باذان صوبہ یمن کو لکھ بھیجا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں بھیج دے باذان نے دو آدمی آپ کے پاس بھیجے کہ آپ پرویز کے پاس جاویں ورنہ وہ سخت بد مزاج ہے ملک عرب کو تباہ کر دے گا فرمایا صبح کو آنا جب صبح کو حاضر ہوئے فرمایا تم لوٹ جاؤ شیرویہ نے پرویز کو مار ڈالا انھوں نے باذان سے جا کر حال کہا باذان نے کہا اگر یہ خبر سچ ہوگی میں مسلمان ہو جاؤں گا انھیں دنوں شیرویہ کا نامہ بنام باذان پہنچا کہ میں نے پرویز کو بسبب اُس کے

ظلم کے قتل کیا تم اپنے عہدہ پر قائم رہو اور پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تعرض نہ کرو بجز ردینکھنے نامہ کے یا ذان اور ان کے دونوں بیٹے اور جواہل بین و فارس کہ اس کیفیت سے واقف تھے مسلمان ہو گئے اور یا ذان ایک عرضی اس حال کی آپ کی خدمت میں روانہ کی جس ب جب عباس بن عبد المطلب بدر کے قیدیوں میں گرفتار آئے نہ پایا کہ نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب کا فدیہ ادا کرو عرض کیا مجھے مقدور نہیں فرمایا وہ مال کیا ہوا جو ام الفضل کو سونپا اور کہا اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال فضل اور قثم اور عبد اللہ کیلئے ہے عباس نے متعجب ہو کر گزارش کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تم سچے ہو خدا کے سوا کوئی شخص پرستش کے لائق نہیں اور تم اس کے بندے اور سچے پیغمبر ہو میرے مال کا حال سوا خدا کے کسی کو معلوم نہ تھا کہتے ہیں کہ بنطوق کریمہ یا ایہا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم واللہ غفور رحیم اللہ تعالیٰ نے عباس رضی اللہ عنہ کو اس مال کے عوض بیس غلام عطا کئے کہ کم رتبہ ان کا بیس ہزار کی مضاد اور تجارت کرتا اور زمزم عنایت فرمایا کہ تمام دنیا کا مال اس کے مقابلہ میں کچھ قدر نہیں رکھتا اور مغفرت موعودہ اس سے علاوہ ہے وذلك فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم جس روز اسود بن عیینہ کذاب مدعی نبوت صنعا میں مارا گیا آپ نے مدینہ میں لوگوں کو خبر دی کہ اسود کو ایک مبارک مرد نے کہ خاندان مبارک سے ہے قتل کیا لوگوں نام پوچھا فرمایا فیروز فیروز اور صحابہ کے ایک گروہ سے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص دوزخ میں جلسے گا اس کا دانت احد کے برابر ہو جاوے گا چنانچہ ان میں سے ایک شخص مرتد ہو کر مارا گیا اور ایک جماعت سے فرمایا کہ تم سب میں پیچھے مرنے والا آگ میں ہو گا چنانچہ وہ شخص جو سب کے بعد باقی رہا آگ میں گر کر جل گیا فتح مکہ کے دن ایک مسلمان عکرمہ بن ابی جہل کے ہاتھ سے شہید ہوا آپ نے سکرۃ تنم کیا کسی نے تبسم کا سبب پوچھا فرمایا قاتل و مقتول کو دیکھتا ہوں ساتھ ساتھ بہشت میں جاتے ہیں تھوڑے عرصہ میں عکرمہ بیان لائے اور مقتول الاسلام ہوئے غزوہ خندق میں صحابہ کرام ایک پتھر کے ٹوڑنے سے عاجز ہوئے خود بدولت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے پھاڑا یا کدال اپنے ہات سے اس پر مارا تہائی ٹوٹ گیا اور اس سے ایک روشنی پیدا ہوئی جس سے عمارت ملک شام کی آپ کو نظر آئی فرمایا اللہ اکبر خدا نے مجھے شام کا ملک عطا کیا دوسری بار دوسری تہائی ٹوٹی اور ایک روشنی پیدا ہوئی جس سے فارس کی عمارت نظر آئی فرمایا اللہ اکبر خدا نے مجھے ملک فارس عنایت کیا تیسری بار میں کی عمارت نظر آئی اور وہ پتھر یا شش پاش ہو گیا فرمایا اللہ اکبر خدا نے مجھے ملک یمن بخشا چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق ملک یمن آپ کے سامنے مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور ملک شام اور فارس امیر المؤمنین عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت میں فتح ہوا جس دو شخص غیبت کر کے حضرت کے پاس آئے فرمایا تم نے گوشت کھایا ہے عرض کیا نہیں فرمایا کسی کی غیبت کی ہے جس ایک روز حجرہ میں تشریف رکھتے تھے فرمایا اس وقت وہ شخص آتا ہے کہ اس کا دل متکبر ہے اور شیطان کی آنکھ سے نگاہ کرتا ہے ناگاہ عبد اللہ بن ہبل کہ ارنق چشم تھا آیا غزوہ تبوک میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا مرحبا ابوذر کو اکیلا چلا آتا ہے اور اکیلا

ہی رہے گا اور اکیلا ہی مرے گا سو ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان کی خلافت میں موضع زبدہ میں جا رہے اور انتقال کے وقت بھی کوئی اُن کے پاس نہ تھا اتفاقاً کچھ لوگ کوفہ کے ادھر سے نکلے آتھوں نے دفن کیا ورنہ یزید بن خالد شیخ دہلوی یا زید بن خالد نام ایک شخص خیبر کے روز مرگیا فرمایا نماز اس کے جنازہ کی پڑھو مگر خود نہ پڑھی صحابہ نے سبب پوچھا فرمایا اس نے غنیمت میں خیانت کی ہے اُس کے اسباب کو دیکھا تو مال غنیمت کا پایا ایک منافق مر گیا فرمایا زمین اُسکو قبول نہیں کرتی لوگ اُسکو بار بار دفن کرتے تھے اور نعل اسکی قبر سے باہر نکلی آتی تھی سرور المؤمنین میں روایت کیا کہ ایک شخص مرتد ہو کر مشرکوں سے جا ملا فرمایا وہ مر گیا اور زمین اُسکو نہ قبول کرے گی دریافت کیا تو فی الواقع وہ مر گیا تھا اور زمین نے اُسکو قبول نہ کیا اور ایک بار کسی سفر سے تشریف لائے مدینہ کے قریب بدو محسوس ہوئی فرمایا کوئی منافق مر گیا اور فی الواقع شہر میں ایک بڑا منافق مر گیا تھا اب عزوہ خندق میں جب قریش بھاگ گئے فرمایا الاذن نفر وہم ولا یضر بنا اب ہم اُن پر چڑھیں گے اور وہ ہم پر چڑھ کر نہ آئیں گے چنانچہ کفار کو پھر بھی حوصلہ چڑھ کر نہ گئے کا نہوا یہاں تک کہ مسلمانوں نے مکہ کو فتح کیا اب جب لشکر اسلام خیبر کے متصل پہنچا فرمایا غیبر خراب ہوئی انا اذا انزلنا بسلاح قوم فساء صباح المنذین چنانچہ خیبر باوجود کمال استحکام کے فتح ہو گیا ایک روز تباہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو مظلوم مارا جائے گا چنانچہ ظالموں نے اُنکو قرآن پڑھتے میں شہید کیا اور خون اُنکا کتاب اللہ پر جاری ہوا کہتے ہیں جو وقت آپ زخمی ہوئے اس آیت پر پہنچے تھے فسیکفیکہم اللہ وہو السميع العليم ان ثابت بن قیس سے فرمایا کہ تو سعید جے گا اور شہید مرے گا اور بہشت میں داخل ہوگا سراہا ہوا چنانچہ وہ حرب بن امیہ میں کہ خلافت صدیق میں واقع ہوئی شہید ہوئے اور عمار بن یاسر سے فرمایا تجھ کو باغی گروہ قتل کریگا کہ حرب صفین میں لشکر یان معاویہ کے ہات سے مارے گئے قاطعہ زہر سے فرمایا تو سب گھروالوں سے پہلے مجھ سے ملیگی چھ مہینے بعد آپکی رحلت کے رحلت اُنکی واقع ہوئی امام حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا یہ یشامیر اسرار ہے امید ہے خدا اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کراوے چنانچہ اُنکے سبب سے حجاز اور شام کے لشکر میں صلح واقع ہوئی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو فرمایا میری امت اس کو قتل کرے گی وہ شامیوں کے ہات سے کربلا میں شہید ہوئے اور فرمایا ایک شخص کو تاہ قد سرخ رنگ کہ جس کی گردن اور ابرو پر دو تل ہوئیں گے اپنا اونٹ تلاش کرتا خدا دے شہر میں جلسے گا اور وہاں کے عجائبات دیکھے گا عبداللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ اس خبر کے مصداق ہوئے کہ اونٹ کو ڈھونڈتے ہوئے شہر کے شہر میں پہنچے اور اُسکی دیواروں اور میناروں کو دیکھ کر بہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے دیکھا کہ سنگریزوں کی جگہ جو اہر اور یا قوت پڑے ہیں مگر آدمی کا نشان نہیں ہے اور میں م فرمایا ملک حجاز میں ایک آگ لگے گی جس کی روشنی سے بصرے کی پہاڑیاں جن کا نام اعناق الابل ہے روشن ہوئیں گے۔۔۔ کہ ماہ جمادی الآخر ۳۵ھ میں مدینہ طیبہ کے متصل ایک آگ پیدا ہوئی اور چند روزہ کرغائب ہو گئی اُس زمانہ میں قطب الدین قسطلانی نے ایک سالہ معنی بہر جمل الایجاز فی الاعجاز خاص اُس حال میں شہر پر کیا اور سید سمہودی تاریخ خلاصۃ الوفا اور شیخ عبدالحق دہلوی نے جذب القلوب الی دیار المعجوب میں حال اس آگ کا مفصل لکھا اور یہ بھی وارد ہوا کہ مدینہ اس آگ سے محفوظ رہے گا یہاں تک کہ ایک پتھر نصف حرم میں اور نصف اُس سے خارج ہوگا خارج جل جائیگا اور جب داخل پر پہنچے گی سمجھ جائے گی۔

لگی سو اسی طرح واقع ہوا اور فرمایا ترک ایک شہر کو کہ مسلمانوں نے آباد کیا ہوگا اور دجلہ اُس کے بیچ میں واقع ہوگا گھیریں گے مسلمان وہاں کے تین قسم ہو جائیں گے بعض بادشاہ ترک کی پناہ پکڑیں گے اور بعض اپنا مال اور اسباب اور عیال لیکر بھاگیں گے یہ دونوں گروہ ہلاک ہونگے اور بعض ہتھیار پکڑیں گے اور لوگوں کو شہید ہو جائیں گے سو ترکان تانار نے بغداد کو کہ دجلہ اُس کے بیچ میں ہے گھیراؤ مستعصم باللہ خلیفہ اور قاضی شہر وغیرہ بادشاہ اتراک سے مل گئے اُس ظالم نے بغداد سے چل کر دوسری منزل میں اُن سب کو قتل کیا اور جو لوگ مال و اسباب عیال لیکر بھاگے تھے وہ بھی قتل ہوئے اور ایک جماعت نے لڑ کر شہادت حاصل کی مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں خبر دی کہ قاتل اُن کے سر میں تلوار مارے گا کہ دائرہ بھی پر خون ہے گا سو ابن ابی عمیر کے ہاتھ سے واقع ہوا اور فرمایا کسریٰ کے خزانے مسلمان آپس میں تقسیم کرینگے سو سعد بن ابی وقاص نے عراق دارالسلطنت کسریٰ کو فتح کیا اور خزانے اُس کے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے اور فرمایا بادشاہ فارس کے کنگن سراقہ کے ہاتھوں میں پھلے جائیں گے سو عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں پھلے گئے اور بیت المقدس کی فتح سے خبر دی کہ انھیں کی خلافت میں فتح ہوئی اور خارجیوں کے ظہور اور اُن کی مغلوبی کی اور یہ کہ اُن میں ذوالشہر ہوگا خبر دی سو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی وقت میں اہل حق نے اُن کو مغلوب کیا اور ذوالشہر کہ اُس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان سے مشابہ تھا لشکر خوارج میں پایا گیا اور منافقین کے ظہور سے خبر دی کہ وہ لوگ سلف کو برا کہیں گے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا کہ فتنہ و فساد اُن کے سبب سے بند ہے گا اور ابوذر سے کہا کہ جب تم مصر میں دو شخصوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے دیکھو وہاں سے چلے جائیو اور عدی بن حاتم سے کہا تو ایک عورت کو دیکھے گا کہ اونٹ پر سوار ہو کر تنہا حیرہ سے حج کو آوے گی اور خدا کے سوا اُسے کسی کا ڈرتے ہوگا اور اجارا الزیت پر خون بہے گا اور میری امت کے لوگ دریائے شہر میں جہاز پر سوار ہو کر جہاد کریں گے ام حرام بنت ملحان اُن میں ہوگی اور ازواج میں پہلے وہ مرے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں سو رافضی خلافت علی رضی اللہ عنہ میں ظاہر ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں انتظام خوب رہا اور مصر فتح ہوا ابوذر نے عبدالرحمن بن سرہیل بن حسنہ اُس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑتے دیکھا اور واقعہ حیرہ میں اجارا الزیت پر خون بہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمانوں نے بامارت معاویہ دریا میں جہاد کیا ام حرام اُس لشکر میں موجود تھیں سواری پر سے گر کر مر گئیں اور ازواج مطہرات سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نہایت سچی تھیں اجماع کیا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے خبر دی سو ابو لؤلؤ مجوسی نے غار صبح میں اُن کو زخمی کیا اُنسی زخم سے شہید ہوئے حدیث کہتے ہیں ہر سردار فتنہ یہاں تک کہ جس کے ساتھ میں سو آدمی بھی ہونگے اُس کے اور اُس کے باپ کے نام اور قوم سے ہم کو حضرت نے خبر دی انصار کے حق میں فرمایا میرے بعد یہ امر تم کو پیش آئے گا کہ ادروں کو تم پر ترجیح دیں گے سو یہ صورت زمان معاویہ میں واقع ہوئی اس اور فرمایا میری امت نوجوانان قریش کے ہات سے ہلاک ہوگی سو یہ امر نہید اور سلیمان بن عبدالملک اور حجاج کے ہات سے کہ عبدالملک بن مروان کا امیر الامرا تھا واقع ہوا اور بل جہاد فرمایا لوگوں پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ سب سود کھائیں گے جو نہ کھائے گا اُسکو بھی بخارا اُس کا پیچہ کا یعنی سود کے کاغذ پر گواہی کرے گا یا اُس کا کاغذ لکھے گا یا اُس کے معاملہ میں دخل دیکھا یہ حال اس زمانہ میں موجود ہے

اور بل فرمایا آخر زمانہ ایک قوم ایسی ہوگی جو ظاہر میں دوست اور باطن میں دشمن ہوئیں گے اس زمانہ میں ہزاروں آدمی اس قسم کے موجود ہیں اور قلت علم اور کثرت بخل سے خبر دی سوا اس زمانہ میں ظاہر ہے کہ بخل بہت زیادہ اور علم بہت کم ہو گیا فرمایا میری امت کا ایک گروہ خدا کے حکم پر ہمیشہ قائم رہے گا اُن کو نقصان نہ پہنچائے گا جو اُن کو چھوڑ دے گا یہاں تک کہ خدا کا حکم آوے گا اور وہ اُسی حال پر ثابت ہوئے گی اور جہ فرمایا اس امت کے آخر میں ایک قوم ہوگی کہ نہ مکی کا حکم اور نہ عراقی کی ممانعت اور اہل فتنہ سے جہاد کریں گے اور غلبہ عباسیہ اور حکومت عمر بن عبدالعزیز اور اختلاف امت اور خروج میلہ اور اسود اور مختار اور حجاج سے اور فاضل بن حجر کے آنے سے خبر دی یہ سب امور مطابق ارشاد کے واقع ہوئے قی اور فرمایا یہ دین ابتداء میں نبوت و رحمت کے ساتھ ہوا پھر خلافت و رحمت کے ساتھ ہوگا پھر بادشاہت گزرنہ ہوگی پھر فساد اور ظلم اور سرکشی پھیلے گی قی زنا کو حلال سمجھیں گے اور شراب پئیں گے اور ریشمین پئیں گے اور فرمایا یہ دین اچھی طرح جم جاوے گا یہاں تک کہ مسلمان سفر کرے گا اور خدا کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا اور فرمایا دگر وہ آپس میں لڑیں گے اور دعویٰ اُن کا ایک ہوگا اور در خبر دی کہ آخر زمانہ میں لوگ سیاہ خضاب کریں گے وہ بہشت کی بوند نہ لگیں گے اور دھم کو فتح کر دے گا م قیصر و کسری ہلاک ہوئیں گے تم اُنکے خزانے خدا کی راہ میں باؤ گے تب جب میری امت اُترا کر چلے گی اور رومی اور فارسی بادشاہوں کے فرزندان کی نوکری کریں گے اُس وقت خدا اُن کے اچھوں پر بدوں کو مسلط کرے گا دست میری امت میں جب تلوار لکھی جائیگی قیامت نہ اُٹھائی جائے گی اور بت فرمایا وہ وقت آنے والا ہے کہ اپنے دین پر صبر کرنے والا بات میں چنگاری نہ کھنے والے کے مانند ہوگا یعنی جس طرح بات میں آگ رکھنا دشوار ہے اُسی طرح اُس وقت اپنے دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا اور یہ وہی وقت ہے اور قی و فرمایا قریب ہے تمہارے مقابلہ کے لئے ایک فرقہ کافروں کا اور فرقوں کو جمع کرے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ نظر ہمارے قلت کے فرمایا نہیں تم اُس وقت میں بہت ہو گے لیکن مانند جھاگ کے اور تمہاری ہیبت دشمنوں کے دل سے جاتی رہے گی اور تمہارے دلوں میں سُستی آجائے گی اور مہم فرمایا میں فتنوں کو دیکھتا ہوں کہ تمہارے گھروں میں بارات کی طرح داخل ہوئے اور علامات قیامت میں فرمایا غنیمت دولت ہو جائے گی اور امانت غنیمت اور زکوٰۃ تاوان اور علم دنیا کیلئے سیکھیں گے اور عورتوں کی زبرداری اور مال کی نافرمانی کریں گے اور یاروں سے نزدیکی اور باپ سے دوری چاہیں گے اور مسجد میں یہودہ باتیں کریں گے اور فاسق سردار اور سفہاء اور اراذل رئیس ہو جائیں گے اور شر پر سبب خمرارت کے تعظیم کئے جائیں گے اور شراب بر ملا پیئیں گے اور پچھلے اگلوں پر لعنت کریں گے اور عورتیں آپس میں شہوت رانی کریں گی وقی اور غیر قوم کے لوگ تم پر غالب ہو جائیں گے سو یہ سب امور موجود ہیں اور اب تک نہیں ہوئے قطعاً و یقیناً ہونے والے ہیں مہم زمانہ مبارک میں ایک سال قحط پڑا جمعہ کے دن آپ خطبہ پڑھتے تھے ایک بادیر نشین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا المال وجامع العیال مال ہلاک ہوا اور عیال بھوکے ہیں ہمارے لئے دعا کیجئے آپ نے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اُس وقت بادل کا ٹکڑا آسمان میں نہ تھا دعا سے فارغ ہوئے تھے کہ گھٹا پھاڑ کی طرح اُڑی اور اُٹھ دن خوب مینہ برسا دوسرے جمعہ کو پھر اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مکان گرے جاتے ہیں اور مال ڈوب گیا ہمارے لئے دعا کیجئے آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا الہی ہمارے گزیر سنا نہ ہم پر اور جس طرف اشارہ کیا بادل اسی طرف ہٹ گیا یہاں تک کہ مدینہ پر سے مینہ کھل گیا اور وادی قتادہ میں جہینہ بھریانی جاری رہا بدر کی لڑائی میں کافروں نے پہلے سے کنوئیں پر قبضہ کر لیا تھا ناچار لشکر اسلام نے ریت پر خیمہ کیا پانی کی نہایت تکلیف تھی اور بعض لوگوں کو تہانے کی حاجت ہوئی مسلمان نہایت پریشان ہوئے آپ نے دعا کی اس قدر مینہ برساکر زمین جم کر سخت ہو گئی اور لوگوں نے وضو اور غسل کیا اور اپنے برتن پانی سے بھر لئے ایک روز مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لئے دعا کی کہ سردی گرمی کی تکلیف سے محفوظ رہیں اُس روز سے گرمیوں میں کپڑے چاڑھوں کے اور جاڑوں میں گرمیوں کے بے تکلف پہنتے تھے اور سعد بن ابی وقاص کیلئے دعا کی کہ خدا اُن کو مستجاب الدعوات کرنے اُس دن سے انھوں نے جو دعا کی قبول ہوئی اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں دعا کی اخراج منکما کنشیرا حلیباً اُنکی اولاد امجاد کی کثرت اور جن سے پاکیزہ لوگ مانند حضرات ائمہ ظاہرین اور غوث اعظم رضی اللہ عنہم کے اُن کی اولاد میں پیدا ہوئے اظہر من الشمس ہے ہند بن عتبہ کی بکریوں کیلئے دعا کی بہت زیادہ ہو گئیں ہمیشہ کہا کرتیں کہ یہ برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی تاثیر سے ہے قرآن عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی الہی اس کو دین میں دانشمند کرو تاویل سکھا دے فقہا ہت اور تفسیر دانی اُن کی اس مرتبہ کہ پہنچی کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ شیوخ صحابہ سے اُن کی تعظیم و تکریم زیادہ اور امور ملکی میں اُن سے مشورہ کرتے ایک روز اہل بدر رضی اللہ عنہم نے کہا ہمارے لڑکے اُن کے برابر ہیں انھیں ہمارے ساتھ مشورہ میں کیوں شریک کرتے ہو فرمایا اُن کو علم زیادہ ہے ایک بار آپ نے سورہ فتح کی تفسیر پوچھی کسی نے ٹھیک نہ کہی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا خدا نے تعالیٰ اپنے پیغمبر کو جلالا ہے کہ فتح مکہ کو اپنے انتقال کی علامت سمجھا اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہو اور اس سے بخشش طلب کر کہ وہ تو بہ قبول کرنے والا ہے اور سلطان المفسرین اُن کا لقب ہے نابعد صدی سے کہا کہ خدا تیرے موہبہ کو بے دنداں نہ کرے ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی اور سب دانست ثابت تھے ایک دن ام سلیم نے عرض کیا انس کے حق میں دعا کیجئے فرمایا اللہ اس کا مال اور اولاد زیادہ کر اور عمر اُس کی دراز کر اور اُسکو بخشدے اس دعا کی برکت سے اُن کے باغ میں ہر سال دوبار سیوہ آتا اور عمر اُن کی بہت ہوئی اور سو بیٹے پوتے اُنکی زندگی میں جمع ہو گئے مدارک التنزیل میں لکھا ہے کہ جب غزوہ تبوک میں صدقہ کا حکم ہوا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُدھا مال حاضر کیا فرمایا تیرے صدقہ اور بقیہ میں خدا برکت کرے لکھا ہے کہ اُن کے مال میں اس قدر برکت ہوئی کہ تیس غلام اپنی زندگی میں آزاد کئے اور سات سو اونٹ لکھ دیئے اور انتقال کی وقت بہت مال کی اہل بدر کی واسطے وصیت کی بعد اخراج وصیت چاروں عورتوں کو آٹھویں حصہ میں سے انسی انسی ہزار دے اور دعا کے وقت صرف چار ہزار تھے مالک بن ریحہ رضی اللہ عنہ کیلئے کثرت اولاد کی دعا کی اُن کے انسی لڑکے پیدا ہوئے اور عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کی کہ تجارت میں ہر روز چالیس ہزار درہم نفع کے حاصل کرتے عمر رضی اللہ عنہ کیلئے دعا کی کہ خدا اُن کے سبب سے اسلام کو قوت دے اور جو کچھ قوت دین اسلام کو اُن کے واسطے سے حاصل ہوئی ماہرین تاریخ پر بخوبی ظاہر ہے ب جنگ خندق میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کو کفار کی خبر لینے پر متعین کیا اُس رات نہایت سردی اور ہوا چلتی تھی حذیفہ کے لئے دعا

کی حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں حلقہ میں چلتا ہوں سرور المحضون ایک اونٹ سبکے پیچھے چلتا تھا اپنے دعا کی سبکے آگے سے لگا ایک روز آپ نے لشکر اسلام کی بے سرو سامانی پر نظر فرما کر دعا کی الہی یہ ننگے ہیں انھیں کپڑا دے الہی یہ بھوکے ہیں انھیں کھانا دے الہی یہ پیادے ہیں انھیں سواری دے ماوی کہتا ہے کہ ہم میں سے فتح کے بعد کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے پاس سواری اور کپڑا اور نقد اور جس نہ ہو گیا۔ روز اُحد جب لشکر اسلام مغلوب ہوا آپ ہمارے ہوں کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے کافروں نے چاہا کہ پہاڑ پر جاویں دعا کی الہی یہ قدرت نہ پاویں ہر چند تیسری پہاڑ پر چڑھنے کی قدرت نہ پائی لاچار ہو کر لوٹ گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کفر میں نہایت شدت رکھتی تھیں ایک دن انھوں نے آپ سے اس امر کی شکایت کی اور دعا چاہی فرمایا اللھم اھد ام ابی ہدیۃ خذ یا ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت کر جب ابو ہریرہ اپنے گھر گئے کو اڑ بند پائے اور نہانے کی آواز سنی اُن کی ماں نے نہانے کے بعد اُن کو گھر میں بلایا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ اشھد ان محمد رسول اللہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے کہ خوشی سے اُن کے آنسو نکل پڑے اور حضرت سے اُنکا سلام اور اسلام کا حال عرض کیا اسی طرح ثقیف کیلئے دعا کی خلیفہ ثقیف کو ہدایت فرما مسلمان ہو گئے اور دوس کے حق میں اللھم اھد دوسا دایت بہم خذ یا دوس کو ہدایت کرا ورنہ اُن کو لے آ مسلمان ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوئے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر قضا ہوئی آپ نے دعا کی سورج لوٹ آیا اور درختوں اور پہاڑوں پر دھوپ چمکی مولیٰ علی نے نماز ادا کی ص ب مضر پر قحط کی دعا کی یہ نوبت ہوئی کہ بھوک میں گئے اور سو ترا و ہڈیاں اور مردار کھا گئے ب اور ایک بار قریش پر قحط کی دعا کی نہایت گرانی ہوئی ابو سفیان نے آپ کو لکھا کہ تم رحمۃ للعالمین ہو باپ دادوں کو تلوار سے قتل کیا اور اولاد کو قحط سے ہلاک کرتے ہو دعا کرو کہ خدا قحط کو دور کرے آپ نے دعا کی تو وہ بلا دور ہوئی ص عامر بن طفیل اور ابید بن ربیعہ نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا اُن پر دعا کی الہی تو جس طرح چاہے مجھ کو اُن کے شر سے بچا اور ہر گھ سے ہلاک ہوا اور عامر طاعون الابل میں کہ اونٹوں کی وبا ہے واصل جنم ہوا ایک روز عتبہ بن ابی اسبہ کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کروں گا آپ نے دعا کی الہی اس پر ایک کتاب اپنے کتوں سے مسلط فرما عتبہ قافلہ کیسا تھکسی جنگل میں ٹھہرا تھا شیر آیا اہل قافلہ سوتے تھے ہر ایک کو سونگھ کر چھوڑ گیا اور عتبہ کو کھالیا اہل فارس کے حق میں دعا کی اللھم منقہم کن ممزق تھوڑے سے عرصہ میں سلطنت اُن کی تہہ وبالا ہو گئی ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھاتا تھا فلیما سید سے کھاتا۔ نے بہانہ کیا کہ میں سید سے نہیں کھا سکتا فرمایا اب تجھے قدرت نہ رہی اس وقت سے اپنا سید عا ہا تم ہو نہ تک نہ لیجا سکتا ایک شخص کو حضرت نے اُس کی بیٹی کے نکاح کا پیغام دیا اُس نے بہانہ کیا کہ وہ برص میں مبتلا ہے فلیما فلتک ایسی وقت کوڑھی ہو گئی شبیب بن برص شاعر اسی کا بیٹا ہے حکم بن ابی العاص نے آپ کے چلنے کی نقل کی فرمایا کذلک فکون ایسا ہی ہو جا مرتعش ہو گیا اور مرتے دم تک اسی حال پر رہا تنبیہ ہر چند مفہوم اذا اراد شیئا فانما یقول لہ کن فیکون مخصوص بحضرت اہدیت ہے مگر قاذر مطلق نے اپنے حبیب کو بھی یہ قدرت عنایت کی تھی کہ جو فرماتے وہی ہو جاتا محقق و ملوی ایک باوجود عمارت سررضی اللہ عنہ کو کفار نے آگ میں ڈالا تمنا اتفاقاً آپ اُدھر سے گزرے فرمایا یا ناد کوئی بردار سلاماً علی عمار کا علی ابراہیم اسے آگ تو عمار پر ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا جیسے ابراہیم پر ہوئی آگ فوراً بجھ گئی سراقہ

بن مالک کے گھوڑے کے پاؤں آپ کی دعا سے زمین میں دھنس گئے اور دھواں اُس کے پیچھے لگا جب آپ سے التجا کی اُس بلا سے نجات پائی فائدہ یہ معجزہ معجزہ خشف قارون کے مماثل ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ وہاں عذر اور عجز پر نظر نہ تھی اور یہاں عذر قبول فرما کر نجات کی دعا کی ست می مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک بار بعض نواحی مکہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ماہ میں جو پہاڑ اور درخت ملتا کہتا السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک پہاڑ کے قریب ہو کر نکلے اُس نے بزبان فصیح کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سردار انبیاء کے اور یہ علی کرم اللہ وجہہ ہیں سردار اولیاء کے باپ ائمہ طاہرین کے ایک روز آپ سوتے تھے ناگاہ ایک درخت زمین چیرتا آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہوا جب بیدار ہوئے اصحاب نے حال بیان کیا فرمایا یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے مالک سے مجھے سلام کرنے کی اجازت چاہی اور حاصل کی سرور المحرمین ایک دن آپ نے جناب باری میں عرض کیا قوم میری مجھ کو ڈراتی ہے کوئی نشانی مجھ کو دکھائے حکم ہوا فلاں جنگل میں جاتا اور فلاں درخت کی چٹنی کو بلاؤ مجھ کو آپ کے بلانے کے وہ شلخ درخت سے جدا ہو کر آپ کے پاس آئی اور دیر تک کھڑی رہی پھر حضرت کے حکم سے لوٹ کر درخت میں اپنی جگہ جا لگی قایم ایک دن جبریل علیہ السلام نے آپ کو غمگین دیکھا عرض کیا ہر شاد ہو تو کوئی امر عجیب دکھاؤں فرمایا نعم یعنی دکھاؤ کہا اس درخت کو بلاؤ آپ نے بلایا فوراً اپنی جگہ سے اکھڑا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر فرمایا چلا جا چلا گیا ولعمریہ ما قیل سے جاعت بلد عوتہ الاشجار مسلجۃ تہتمشی الیہ علی ساق بلا قدم ست ایک دن کسی اعرابی نے عرض کیا میں کس دلیل سے آپ کو سچا پیغمبر سمجھوں فرمایا اس سے کہ میں اس خوشہ کو بلاؤں اور وہ میری پیغمبری کی گواہی دے پھر آپ نے اُس کو بلایا وہ درخت سے جدا ہو کر آپ کے پاس آیا پھر فرمایا لوٹ جا لوٹ گیا اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لایا ایک اور اعرابی نے آپ کی پیغمبری پر گواہ مانگا آپ نے ایک درخت کو بلایا اُس نے حاضر ہو کر تین بار گواہی دی اسی طرح رکنا نہ پہلوان نے آپ کے معجزہ طلب کیا آپ نے درخت سمرو کو کہ وہاں تھا بلایا سچ میں سے چرا اور ایک ٹکڑا اُس کا اگر آپ کے اور رکنا نہ کہیں سچ میں کھڑا ہو گیا رکنا نہ نے کہا معجزہ تو خوب دکھایا اب اسے بھیج دو آپ نے فرمایا چلا جا مجھ کو حکم کے اپنی جگہ پر چلا گیا اور دوسرے ٹکڑے سے ملکر پھر درخت ہو گیا مگر رکنا نہ مسلمان نہ ہوا اور کہا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مگر کی عورتیں کہیں گی رکنا نہ کے مارے مسلمان ہو گیا اس ایک روز جنگل کو قضاے حاجت کیلئے تشریف لیگئے آؤ نہ تھی دو درختوں کی شلخ پکڑ کر انکی جگہ سے اس طرح لائے جیسے اونٹ ہمارے پر پڑنے والے کے ساتھ ہو لیتا ہے اور ان کو ایک جگہ ٹھہرا کر فرمایا آپس میں مل جاؤ فوراً مل گئے جب آپ فارغ ہوئے پھر وہ دونوں اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور ایک بار انس رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ان دو درختوں سے کہہ اٹھے ہو جاؤں اٹھتے ہو گئے جب آپ قضاے حاجت سے فارغ ہوئے اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے عارف رومی۔ ابو جہل نے کہا اگر تم سچے پیغمبر ہو تو میرے بات کی خبر بتلا دو فرمایا تیرے بات میں چھ کنکریاں ہیں من کہ کیا کہتی ہیں غور سے سنا تو ہر سنگریزہ سے کلمہ کی آواز آتی تھی ملعون نے طیش کھا کر ان کو بات سے پھینک دیا اور حضرت سے کہا تم بڑے جادوگر ہو م ایک دن آپ جبل احد پر تشریف رکھتے تھے ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی ہمراہ تھے ناگاہ پہاڑ کا پٹنے لگا فرمایا اے امد ٹھہر کہ نہیں ہے تجھ پر مگر پیغمبر اور صدیق اور دو شہید فوراً وہ زلزلہ موقوف ہو گیا۔۔۔۔۔ ایک روز آپ یاروں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی سو سمار لئے آدھر سے نکلا لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں کہا خدا کے پیغمبر

اُس نے کہا جب تک یہ سوسمارایمان نہ لاویگا میں کبھی مسلمان نہیں گا آپ نے اس سے کہا میں کون ہوں سوسمار نے کلمہ پڑھا اعرابی مسلمان ہوا اور اپنی قوم سے حال بیان کیا وہ بھی حاضر ہوئے اور ایمان لائے فاما ایک دن ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا ہرن کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے ہرن بھاگ کر حرم کی زمین میں داخل ہوا بھیڑیا پیاس ادب حرم کے بوٹ گیا انھوں نے اس حرکت سے تعجب کیا بھیڑیے نے کہا اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ کی طرف بلا رہے ہو اور وہ تمہیں بہشت کی طرف بلا رہے ہیں کسی باغ میں تشریف لیگئے دوہاں ایک اونٹ تھا آپ کو دیکھ کر رونے لگا فرمایا یہ اونٹ کس کا ہے ایک انصاری جوان نے کہا میرا ہے فرمایا تو اس چارپائے کے معاملہ میں خدا سے نہیں ڈرتا اُس نے مجھ سے شکایت کی کہ تو اُسے بھوکا رکھتا ہے اور محنت بہت لیتا ہے ایک روز حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ لشکر سے جدا رہ گئے ناگاہ جنگل سے ایک شیر نکلا اور اُن پر چھٹا انھوں نے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اپنے لشکر سے جدا رہ گیا ہوں شیر حضرت کا نام منکر سفینہ کے سامنے پلاؤ کہتے کی طرح دم ہلانے لگا اور اُن کیساتھ بولیا یہاں تک کہ اُن کو لشکر میں پہنچا کر بوٹ گیا فائدہ ابوالحارث کنیت شیر کی ہے اور سفینہ کا نام ہبران یا رومان اور انکی کنیت ابوالبحری یا ابوعبدالرحمن ہے اور اُن کو سفینہ سلٹے کہتے ہیں کہ لشکر کے پیچھے چلتے اور گرا پڑا اسباب لشکر کا اٹھا لاتے گویا خشکی کی کشتی تھے کہتے ہیں کہ سفینہ ام سلمہ کے غلام تھے انھوں نے اُن کو اس شرط سے آزاد کیا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے جدا نہ ہونا سفینہ نے کہا اگر آپ یہ شرط نہ کریں تو بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے جدا نہ ہوتا ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی باغ کو گئے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہمراہ تھے وہاں ایک بکری کھڑی تھی دیکھتے ہی آپ کو سجدہ میں گری پل اور ایک روز اونٹ نے سجدہ کیا صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانو آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم تو انسان ہیں فرمایا اپنے رب کی پرستش اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو اگر میں کسی کیلئے سجدہ کا حکم کرتا تو حکم دیتا کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے حکیمہ کہتی ہیں حضرت میری گود میں بیٹھے تھے کئی بکریاں ادھر سے نکلیں ایک بکری نے آپ کو سجدہ کیا اور سر مبارک پر بوسہ دیا کہتے ہیں ایک ہرنی صیاد نے پکڑی تھی آپ ادھر سے تشریف لے گئے ہرنی نے کہا اگر آپ مجھے چھوڑا دیں تو میں بچوں کو دودھ پلا کر پھر آؤں گی آپ نے چھوڑ دیا وہ وعدہ کے بموجب آئی آپ نے صیاد سے کہا یہ ہرنی نعمت مجھے دے اُس نے کہا ویسے ہی حاضر ہے آپ نے اسکو آزاد کیا ہرنی جنگل میں کہتی پھرتی تھی اشھدان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عبدہ ورسولہ امام بخاری سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ خیبر میں میری پنڈلی پر ایسی چوٹ لگی کہ لوگوں نے جانا سلمہ مارا گیا میں حضرت کے پاس آیا آپ نے اُس جگہ تین بار پھونک دیا جبکہ اب تک درد نہیں ہوا ام عبداللہ بن عنک کہتے ہیں میری پنڈلی ٹوٹ گئی حضرت جمال عرض کیا آپ نے اپنا ہاتھ لگا دیا ایسا آرام ہو گیا گویا کبھی درد نہ تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غار میں سانپ نے کاٹا آپ نے لعاب دہن مبارک لگا دیا تو آرام ہو گیا اور زہر نے کچھ اثر نہ کیا ایک صحابی کے ہاتھ میں ایسا غدود تھا کہ تلوار نہیں پکڑی جاتی تھی آپ نے اُس پر تھیلی کھڑک دیا وہ بات کو جکڑ دیا اسی وقت جاتا رہا جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کے مونہ پر ایسا زخم لگا کہ اُن کی آنکھ رخسار پر آ پڑی آپ نے اُس کی جگہ پر رکھ کر اپنا لعاب دہن لگا دیا اچھی ہو گئی اولاد اُن کی ہمیشہ اس بات پر فخر کیا کرتی اُن کے بیٹے

جب عمر بن عبد العزیز کی ملاقات کو گئے یہ شعر پڑھے سہ انا ابن الذی سالت علی الخد عینہ ۶ فردت بکف
المصطفیٰ اینمارد ۶ فعاتت کما کانت باحسن وجھا ۶ فیاحسن ماعین ویاحسن ملحد میں اسکا بیٹا پہلی
کر جس کی آنکھ رخسار پر رہہ آئی پھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے روکی گئی سو ہو گئی جیسی تھی خوب اچھی طرح پس
کیا اچھی آنکھ تھی اور کیا اچھا رخسارہ حارث بن اوس کی تلوار کا زخم اپنے ساتھ والوں کے ہاتھ سے کعب بن اثربہوکی
کامر کاٹتے وقت لگ گیا کسی ہمدیر سے خون نہ تھمتا تھا آپ نے دست مبارک لگا دیا فوراً آرام ہو گیا البورافع کا پاؤں ٹوٹ
گیا آپ نے دست حق پرست سے چھو دیا اچھا ہو گیا سی ایک عورت اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں لائی اور عرض کیا یا رسول
اللہ اس کو ----- ہے صبح شام اس کا اثر ہوتا ہے آپ نے اس کے سینہ پر ہات پھیرا اور دعا کی ایک چیز سیاہ پلے کے
مانند وڑتی ہوئی اس کے پیٹ سے نکل پڑی فاضلہ کے سر پر آپ نے ہاتھ رکھا اور برکت کی دعا کی اس روز سے حنظلہ
رضی اللہ عنہ جس کے موضع درم پر دست مقدس رکھنے کی جگہ سے چھو دیتے فوراً اچھا ہو جاتا شیخ نیمری جعفر فی
بل ص عثمان بن حنیف کہتے ہیں ایک اندھے نے حضرت سے اپنی نابینائی کی شکایت کی فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت
نماز پڑھ پھر کہہ اللھم انی استغثک واتوجہ الیک بنیدیک نبی الرحمة یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فقبلی لی
عن بصری اللھم شفعه فی وشفعنی فی نفسی قسم خدا کی ہم بیٹھے رہے بلکہ بہت گفتگو نہ کرنے پائے کہ وہ ایسا مینا ہو
گیا گویا کبھی اندھانہ تھا روز خیر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھیں دکھتی تھیں آپ نے اپنا تھوک ڈالا فوراً اچھی ہو گئیں
اور پھر کبھی نہ دکھیں اور معجزہ ایسا موی اور سوا اسکے اور معجزات خاصہ سابقہ اور اس کتاب کے دوسرے مواضع میں مذکور
ہیں بعض محدثین اور اہل سیر نے خاص اس باب میں کتابیں تالیف کیں اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاص کبریٰ میں
ہزار معجزے جمع کئے بعض علماء کہتے ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے سوا تین ہزار معجزے صادر ہوئے مگر تحقیق یہ ہے
کہ نقص اور استقرار انکا بہت دشوار ہے اس جگہ بعض منکر تعصب براہ مکابہ دعا اعتراض کرتے ہیں اعتراض اول احاد
معجزات حد تو اترو نہ پہنچے پس اثبات نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی جواب اسکا یہ ہے کہ احاد حالات سخاوت حاتم و عدالت
نوشیر وال بھی متواتر نہیں مگر مجموعہ وقائع انکے مورث علم ضروری ہیں فکذا اھذا علاوہ بریں بعض معجزات مانند قصہ ستون
کے بطریق متواتر مروی ہیں علامہ تاج الدین سبکی شرح مختصر ابن حاجب میں لکھتے ہیں کہ حدیث ستون کی میرے نزدیک
متواتر ہے کرخاری اور ترمذی اور ابن ماجہ اور احمد بن حنبل اور احمد بن منیع اور ابن خزیمہ اور طبرانی اور دارمی اور ابو یوسف اور
ابو الوعلی نے بر شرط مسلم اسکو روایت کیا اور ترمذی اور ابن خزیمہ نے صحیح کہا قاضی عیاض کہتے ہیں یہ حدیث مشہور
بلکہ متواتر ہے کہ ابی بن کعب اور جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابو سعید خدری اور سہل
بن سعد اور بریدہ اسلمی اور امام سلمہ اور مطلب بن ابی وداعہ سے روایت کی گئی ہے اور بعض معجزات اور غرائب واقعات
مانند واقع معراج اور نکشیر آب و طعام اور تصدیق شجر و حجر کے اگرچہ حد تو اترو نہ پہنچے مگر بطریق متعددہ اسناد صحیحہ
متصلہ کے ساتھ ان لوگوں سے جن کی وثاقت آفتاب نیمروز سے روشن تر ہے مروی ہیں چنانچہ واقعہ معراج کو بخاری مسلم
ترمذی واقفی ابن جان احمد حارث محاسنی بیہقی طبرانی برادر ابن ابی حاتم ابن سعد ابن اسحق بنوی قاضی عیاض

و غیر ہم انس بن مسعود ابن عباس عبداللہ بن عمر بن خطاب عبداللہ بن عمرو بن عباس حذیفہ سواد بن اوس مہیب رومی مولیٰ علی عمر فاروق شہاد بن اوس ثابت بنانی کعب بن مالک ابوامامہ ابوسفیان ابوذر ابوہریرہ ابوسعید خدری سمر بن جندب بریدہ اسلمی ابی بن کعب جابر بن عبداللہ ابویوب عائشہ اسماء ام بانی ام سلمہ مالک بن حصصہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور بخاری مسلم ترمذی دارمی طبرانی ابونعیم ابن ابی شیبہ یحییٰ ابوالعلی قاضی عیاض نے جابر انس عبدالرحمن بن ابی بکر علی بن اریطالب عمر بن خطاب ابوہریرہ ابویوب رضی اللہ عنہم سے بقدر مشترک یہ مضمون نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے کھانے سے بعض مرتبہ بیویوں اور بعض دفعہ سیکڑوں اور کبھی ہزاروں آدمیوں کو سیر کر کے کھلا دیا اور وہ کھانا جھڑکا اتنا ہی باقی رہا اور بخاری مسلم نسائی دارمی ابونعیم طبرانی ابن شہین ابن اسود نے جابر بن مسعود انس ابن عباس ابوالعلی مسود بن مخرمہ براہین عازب سلم بن اکبر عمران بن حصین ابورافع البوقنادہ سے یہ مضمون بقدر مشترک نقل کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ ایکٹہ لہجی پانی یا ایک خشکیرہ اور کبھی ایک آنخورد پانی سے سیکڑوں آدمی اور جانور اور کبھی ہزار آدمی سے زیادہ کو سیراب کر دیا اور وہ برتن اسی طرح بھرا رہا اور کبھی اندھے کنوئیں اور رستے چٹے سے سیکڑوں جانوروں اور آدمیوں کو پانی پلا دیا اور وہ کنواں اور چشمہ جاری رہا اور ترمذی دارمی احمد ابونعیم یزید بن یحییٰ بخاری ابن عساکر ابن سعد ابن جریر قاضی عیاض طبرانی خرائطی نے ابوہریرہ ابوسعید ابن عمر انس جابر علی مرتضیٰ عمر فاروق ابن مسعود حسن بن علی حسنین مطعم غیلا بن سلمہ علی بن مرہ مازن طاہی عباس بن مرداس عائشہ بریدہ اسماء بن زید رضی اللہ عنہم سے بقدر مشترک یہ مضمون روایت کیا کہ بعض درختوں نے اپنی جگہ سے چل کر اور بعض پتھروں نے علی روس لاشہلا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دی اور آپ کی تصدیق کی بعض احادان واقعات کے اس خاصہ میں مذکور ہیں اور باقی کتب احادیث و سیر میں مطور ہیں اور یہ معجزات و خوارق جن لوگوں سے نقل کئے گئے وہ کہتے ہیں ہمارے سامنے واقع ہوئے یا ہم نے بھی وہ کھانا کھایا اور اس ڈولہجی یا کنوئیں یا چشمہ کا پانی پیا نصف یا شعور ایسی معتبر اور مستند خبروں میں تردد کہہ کر غفل نہ دیکھا اور تعصب نادان متواتر کو کب ماننے کا جن جاہلان عرب اور تعصبان اہل کتاب کے سامنے یہ معجزات واقع ہوئے انھوں نے اپنی جان اور عزت دینا اور جو رواج و رجحان کو قید کرنا اور مال لٹوانا قبول کیا مگر تعصب اور بے انصافی کو نہ چھوڑا اور لوگ روز ازل اشقیاء میں ٹھہرے وہ قرآن کو متواتر اور اس وقت موجود ہے باوجود اس کے کہ اس کے معارضہ سے مجبور ہیں نہیں مانتے اگر اور معجزات کا تو اثر ثابت ہوگا کب مانیں گے اعتراض دوم یہ کہ پیغمبر کے معجزے اسکی کتاب سے ثابت ہوتے ہیں پس معجزات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اثبات قرآن سے چاہتے نہ دوسرے طریق سے جواب یہ اعتراض کئی وجہ سے مردود ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ کتاب صاحب کتاب ہونا ضروری نہیں بنی اسرائیل میں بہت ایسے پیغمبر گزرے جن پر کوئی کتاب نازل نہ ہوئی اور انکے معجزات اہل کتاب کے نزدیک ثابت ہیں دوسری وجہ یہ کہ معجزہ مستلزم نبوت ہے نہ نبوت مستلزم معجزہ دیکھو صحابیوں کے نزدیک بھی علیہ السلام سے جو بقول انکے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصطلاح دینے والے ہیں کوئی معجزہ صادر نہ ہوا عجب تاثر ہے کہ حضرت یحییٰ کی نبوت بے معجزہ کے تسلیم کیا دے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری معجزہ کیساتھ مشروط اور نبوت معجزہ کا صاحب قرآن سے ضرور ہو تیسری وجہ یہ کہ یہ بعض باطل ہے یہ کیا ضرور ہے کہ جو معجزہ نبی کا اُن کی کتاب میں مذکور نہ ہو اگرچہ سند صحیح متصل کیساتھ بطریق متعدد وہ مشہورہ یا متواتر ثابت ہو تسلیم نہ کیا جاوے غایت مافی الباب یہ ہے کہ بعض معجزات

بعض انبیاء کے انکی کتابوں سے ثابت ہیں سو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب خود ایسا معجزہ ہے کہ کسی نبی کا کوئی معجزہ
 اسکو نہیں پہنچتا کہ اس جناب نے بالہنہ کہ سچ میں ہے مادر پدر ہو گئے اور باتفاق کا فدا نام روز ولادت سے دعوت نبوت تک جاہلو
 اور نادانوں میں رہے نہ بھی ہاتھ میں کتاب لی نہ قلم پکڑی نہ کسی دانا اور حکیم کی صحبت پائی یکایک ایسی کتاب عجیب تل براسلوپ
 بدیع و تالیف غریب اخبار ماضیہ احوال کا مشہد و قصص انبیاء و حکایات اہم سابقہ و حقائق و معارف یقینیہ و دلائل وبراہین
 عقلیہ و احکام و شرائع و خیرات و مہربات و مواظب و نصائح و مصالح و ترغیب و ذکر الہی و رجوع الی اللہ و نصیحت تہذیب
 اخلاق و ستائش فضائل و نکویش و ذائل و سیاست و مذہب و مسائل تدبیر منزل و ذکر بے ثباتی ارکان عالم و طریق تحصیل
 عیش دائم و احوال معاد و احوال محشر و ذم دار فانی و مدح عالم باقی و بیان اسماء حسنی و صفات واجب تعالیٰ تحقیق حقائق
 سفلیہ و علویہ و تفصیل مقاصد دنیویہ و دنیویہ کو متضمن و شتمل بایں فصاحت و بلاغت و قلب مبانی و نزاکت معانی بارگاہ الہی
 سے حاصل کر کے اعلان فرمایا اور اذن عام دیا کہ اگر تمہیں اس کلام کے وحی آسانی ہونے میں شک ہے تو سب جن اور آدمی
 متفق ہو کر ایک سورت مانند اسکے کہہ لاویں اور تمام فصحا و عرب باوجود دعویٰ فصاحت و بلاغت بلکہ سب جن و انسان اس
 زمانہ سے آج تک اس کے معارضہ سے عاجز ہوئے اور ایک چھوٹی سی سورت انا اعطینا کے برابر بھی نہ کہہ سکے اور یہود کہ
 احوال انبیاء سے ماہر اور وقائع ماضیہ سے واقف تھے بآں عداوت اسکے کسی قصہ کو غلط نہ کہہ سکے اور باوجود اسکے کہ صاحب
 قرآن نے کمال طعن و تشنیع ان پر کی اور ان کے مکرو فریب پر جا بجا تنبیہ فرمائی اسکی تکذیب نہ کر سکے سیکڑوں مخالف
 اس کلام پاک کو شکر مسلمان ہو گئے اور جس نے تعصب اور حسد سے انکار کیا دل میں سمجھ گیا کہ بے شک یہ خدا کا کلام ہے
 بشرکی کیا تاب جو ایسی کتاب کہہ سکے صحیح روایت میں جمیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ میں نے حضرت کو نماز مغرب
 میں سورہ طور پڑھتے سنا جب اس آیت پر پہنچے ارحلوقوا من غیر شیئ ارحم الخالقون میرا دل اڑنے لگا اور نور ایمان
 نے اسی دن سے میرے دل میں گھر کیا ایک دن قریش نے عتبہ بن ربیعہ کو کہ فصاحت و بلاغت میں ضرب المثل اور یکتا کے
 روزگار تھا آپ کے پاس بھیجا تا قرآن سنے اور اس کی حقیقت دریافت کرے کہ سحر ہے یا کہانت یا شعر عتبہ نے آپ سے
 عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم بہتر ہو یا ہاشم تم بہتر ہو یا عبدالمطلب تم بہتر ہو یا عبد اللہ ہمارے خداؤں کو کیوں برا کہتے ہو
 اور ہمارے بزرگوں کو کس لئے گمراہ بتاتے ہو اگر سرداری چاہئے ہم تمہیں اپنا سردار بنائیں اور جب تک تم زندہ رہو ہم قریش
 تمہاری اطاعت کریں اور جو تمہارے دماغ میں غلط ہو گیا ہے تو طبیبوں سے علاج کرا دیں اور جو عورتوں کی خواہش تم کو
 اس کام پر باعث ہے تو جس قبیلہ سے تمہارا جی چاہے دس عورتیں تمہارے نکاح میں دیں اور جو مال مطلوب ہے تو اس
 قدر مال جمع کر دیں کہ تم اور تمہاری اولاد ہمیشہ کھایا کریں آپ چپ بیٹھے رہے جب اسکا کلام ختم ہوا فرمایا بسم اللہ الرحمن
 الرحیم۔ تفذیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاتہ جب اس آیت پر پہنچے فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ
 مثل صاعقۃ عاد و ثمود عقبہ خوف سے کانپنے لگا اور اپنا ہاتھ آپ کے مونہ پر رکھ کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں رحم کرنا قسم
 موقوف کرو مجھ میں سننے کی طاقت نہیں اور کئی دن گھر سے باہر نہ نکلا ابو جہل نے کہا اے موشر قریش عقبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
 روٹیوں پر مائل ہوا اور عقبہ کے پاس جا کر کہا اگر تجھ مال کی حاجت ہے تو اسقدر مال جمع کر دوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کی روشنیوں کی احتیاج نہ رہے عقبہ نے کہا قریش میں مجھ سے زیادہ کوئی مالدار نہیں لیکن میں نے کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سنا نہ وہ شعر ہے نہ کہانت نہ جادو و جوقوت انھوں نے یہ آیت پڑھی انڈ دیکھ صاعقہ مثل صاعقہ عاد و قومود مجھ کو خوف ہوا کہ کہیں آسمان سے عذاب آجائے میری رائے یہ ہے کہ تم ان سے تعرض نہ کرو اگر عرب ان پر غالب آئے تمہارا مطلب حاصل ہوا اور جو وہ غالب ہوئے تو ان کی سلطنت تمہاری سلطنت اور ان کی عزت تمہاری عزت ہے قوم نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ پر جادو کیا جب انکا اصرار حد سے گزرا آپ بھی کہنے لگا واللہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی جادوگر نہ دیکھا اور ظاہر ہے کہ یہ تاثیر بے اسکے کہ صدق اور خوبی اس کلام کی سامع کے دل میں جم جاوے ممکن نہیں اور ہر ذی عقل جانتا ہے کہ خطا و نسیان بشر کو لازم ہے کوئی شخص کسی علم میں کیسی ہی مہارت رکھتا ہو اور اتنی بڑی کتاب اسی علم میں لکھے اور بر ملا دعویٰ کرے کہ سارا عالم جمع ہو کر ایک صفحہ میری کتاب کے مانند کہلائے ممکن نہیں کہ ہزاروں لاکھوں آدمی قرآن فقرنا کو شش کریں مگر اس میں ایک غلطی بھی نہ نکال سکیں اور دانیان عالم بر تقدیر اجتماع و اتفاق ایک صفحہ بھی اس کی کتاب کا ساتھ نہ کہیں اور وہ جو ایسا ہی ہے کہ بر ملا کہتا ہے: لئن اجتمعت الجن والإنس علی ان یا تو امثل هذا القرآن لایاتون بمثلہ ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا اگر جن و انس اس باب پر جمع ہو جاویں کہ ایسا قرآن لادیں نہ لاسکیں گے مانند اسکے اور اگرچہ بعض انکا بعض کا مددگار ہو جائے اور باوجود اس دعویٰ کے کوئی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا اور تمام عالم بر تقدیر اجتماع و اتفاق کے اسکے معارضہ کی قدرت نہیں رکھتا تو یہی دلیل اس کی نبوت کیلئے کافی ہے اور اسی کو معجزہ کہتے ہیں کہ معجزہ وہ خارق عادت ہے جو مدعی نبوت منکروں کے مقابلہ میں پیش کرے اور وہ اسکے معارضہ سے عاجز ہو جاویں بالحدیث قرآن ایک عمدہ معجزہ ہے کہ باوجود اسکے اثبات نبوت کیلئے دوسرے معجزہ کی اصلا حاجت نہیں بلکہ چھ ہزار چھ سو چھیالیس معجزات کو متضمن ہے کہ منکرین نبوت ہر آیت کے معارضہ سے عاجز ہیں بعض حملہ کہتے ہیں قرآن میں ساٹھ ہزار اور بقول بعض کے چوسٹھ ہزار معجزے ہیں جسکو خدا نے کریم عقل سلیم عطا فرماتا ہے ان کو ادراک کرتا ہے ومن لم یعمل اللہ لہ نورا فمالہ من نور باقی رہی یہ بات کہ قرآن میں بعض معجزات اور خوارق عادات حضرت سید کائنات علیہ السلام والصلوة کے اجمالاً و تفصیلاً دونوں طرح سے مذکور ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شہد وان الرسول حق و جاءہم بالبینات گواہی دی انھوں نے کہ یہ خبر سچا ہے اور لے آیا ان کے پاس معجزے اور ارشاد ہوتا ہے قلما جاءہم بالبینات قالو هذا سحر مبین پھر جب لے آیا ان کے پاس معجزے کہا انھوں نے کھلا جاوے اور سورہ قمر میں فرماتا ہے اقتربت الساعة والنشق القمر وان یردوا یتقوا ویقولوا سحر مستمر قریب آئی قیامت اور شوق ہوا چاند اور جب کہتے ہیں کوئی نشانی ہو نہ پھر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ستر جادو ہے اور سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیل من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی یادکننا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ہوا الصمیم البصیر یعنی پاک ہے جو رات میں لیگیا اپنے بندے کو بڑائی والی مسجد سے پرلی مسجد کو جسکے گرد و نواح کو ہم نے برکت دی تا دکھائیں ہم اسے نشانیاں اپنی قدرت کی بیشک نہ سننے والا ہے دیکھنے والا اور فرماتا ہے وما رمیت اذ رمیت ولكن اللہ رمی یہ اس معجزہ کا بیان ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر تگریرہ عین حالت محاربہ میں کافروں پر پھینکے کہ سب کی آنکھیں میں پہنچے اور پہنچتے ہی ان کے مونہ پھر گئے۔ تذلیل بعض نادان قرآن پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں کوئی خبر آئندہ کی جسے پیشین گوئی کہتے ہیں نہیں ہے حالانکہ یہ اعتراض

محض لاطائل اور سر اسر باطل ہے کتاب سمائی میں عقلاً و نقلاً پیشین گوئی کا ہونا ضرور نہیں مگر قرآن مجید میں بہت چیزیں آئندہ کی موجود ہیں ان میں سے علامات قیامت کو کہ ابھی واقع نہیں ہوئیں مانند خروج یاجوج و ماجوج و ظہور دابة الارض کے مخالفین تسلیم نہ کریں گے لہذا بقدر اقتضائے مقام چند خبریں اس قسم کی جو واقع ہوئیں اور کسی ذی شعور نا انصاف کو ان میں جمال دم زدن نہیں لگھی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَتَذْكُرَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اَنْشَأَ اللَّهُ تَحْلِيفَيْنَ لَكُمْ وَمُقَصِّرَيْنَ لَا تَخْتَأَمُونَ دیکھو یہ پیشین گوئی یعنی فتح ہونا مکہ کا اور خوف و خطر داخل ہونا مسلمانوں کا اُس میں آفتاب یمرور سے ظاہر تر ہے بلکہ آج تک مکہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور دوسری جگہ فرمایا اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا سو مکہ کی فتح ہوتی ہے قبائل عرب جوق جوق اور فوج فوج دین اسلام میں داخل ہوئے سبحان اللہ و بحمدہ اور فرمایا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا مبین کے لفظ میں کیسی کھلی پیشین گوئی ہے کوئی ماہر فن تاریخ اسکا انکار نہیں کر سکتا کہ مکہ کی فتح ہوتے ہی تمام عرب مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اور فرماتا ہے وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَيْتَفْخِ بِحُفَّتِهِمْ فِي الْاٰخِرَةِ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مسلمان صرف مدینہ کی حکومت پر بھی مستقل نہ تھے آخر اس وعدہ کے سبب کثرت الکناف عالم اور بے مسکون میں پھیل گئے اور بڑے بڑے ملک اُنکے قبضہ میں آئے اور اب بھی جس قدر زمین مسلمانوں کے قبضہ میں ہے دوسرے کے تحت حکومت نہیں اور ارشاد ہوتا ہے سَيَهْزِمُوهُمْ وَيُجْعِلُونَ اِلٰهًا بَدَلًا وَعَدَ الْمُجْرِمُونَ مَقَابَلَتًا اور خندق اور خنین کی لڑائی میں کفار باوجود کثرت اور غلبہ کے مغلوب ہو کر بھاگ گئے اور مسلمان فتحیاب ہوئے اور فرماتا ہے دَانِ خِفْتُمْ عِيْلَةً ضَوْفَ يَغْنِيْكُمْ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ جِسْرَتِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوا اَمْرًا مِنْهُمْ وَلَا يَحْزَنْكُمْ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّكُوْنَ زَعْمًا لِّبَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ يَّصْطَلِحَ بَيْنَهُمْ وَلِيْلَ تَعْلَمُوْنَ اور آسودہ ہو جائے گی مگر خدا نے اپنے وعدہ کے موافق چند عرصہ میں اُن کو وہ ثروت اور دولت عنایت فرمائی کہ بادشاہوں کی اولاد نے اُن کی نوکری اور خدمت کی اور تمام عالم کے ملوک و سلاطین اُن کے فرمانبردار ہو گئے اور فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوا اَمْرًا مِنْهُمْ وَلَا يَحْزَنْكُمْ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّكُوْنَ زَعْمًا لِّبَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ يَّصْطَلِحَ بَيْنَهُمْ وَلِيْلَ تَعْلَمُوْنَ اور آسودہ ہو جائے گی مگر خدا نے اپنے وعدہ کے موافق چند عرصہ میں اُن کو وہ ثروت اور دولت عنایت فرمائی کہ بادشاہوں کی اولاد نے اُن کی نوکری اور خدمت کی اور تمام عالم کے ملوک و سلاطین اُن کے فرمانبردار ہو گئے اور فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوا اَمْرًا مِنْهُمْ وَلَا يَحْزَنْكُمْ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّكُوْنَ زَعْمًا لِّبَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ يَّصْطَلِحَ بَيْنَهُمْ وَلِيْلَ تَعْلَمُوْنَ

حاصل رہی اب آنکی حکومت کہیں نہیں پائی جاتی ہر جگہ ذلیل و متہور میں ظاہر میں کسی ثروت ہو مگر بسبب حرص اور بخل کے دل
اٹکے اور قوم کے محتاجوں سے بدتر حال پر ہیں اور ان سے فرمایا قَتَمُوا النُّوْتَ اَلَكُنْتُمْ صَادِقِينَ وَلَنْ يَتَمَنَّوْا اَبَدًا اِنَّمَا قَدَمَتْ
اَيَّدِيْهُمَا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِاَنْظَالِيْنِ سو باوجود اس کے کہ وہ سب شکروں سے تکذیب قرآن و عداوت صاحب قرآن میں
زیادہ مبالغہ رکھتے تھے موت کی تمنا نہ کر سکے اور ارشاد ہوا لَنْ يَجْتَمِعَ الْجَنُّ وَالْاِنْسُ عَلَىٰ يَدَيْنِ يَاقُو تَاجِمُثْلَ هٰذَا الْقُرْآنِ
لَا يَاقُو تَاجِمُثْلَهُ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا سَوَدِيْكُمْ لَوْ سَبَّ جَنُّ وَالنَّاسُ جَمْعٌ ہو کر قرآن جیسی کتاب آج تک نہ کہہ سکے
ہذا اولوان مافی الارض من شجرة اقلام والتحديد من بعده ما كُفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ
حَكِيْمٌ ۔۔۔۔۔۔ یہ امر بھی آپ کے خصائص سے ہے کہ چھ ہزار چھ سو چھیانوے آٹھ معجزے آپ کے عبارت آیات قرآن سے ہے آپ کے
بعد باقی رہے اور ہمیشہ باقی رہیں گے بخلاف اور انبیاء کے معجزات کے کہ انہیں کے زمانہ میں معدوم ہو گئے ۔۔۔۔۔۔ معراج کہ
مکہ سے لامکان کو تشریف لیگئے اور چند ساعت میں اُس جگہ کہ ارجح و طلائعہ کو رسائی نہیں پہنچے جناب باری کو پچھتم سر دیکھا اور کلام
الہی ہو واسطہ اپنے کان سے سنا نظم بدید انجہ از حد دیدن بروں بود و پیرس از نماز کیفیت کہ چوں بود و نہ چندین انجدا انجدا نہ چونی
و فرو بند از کمی لب و ز فزونی و شنید آنگاہ کلا سے با و از و معانی در معانی را ز در راز و نہ آگاہی از و کام و زباں را و
نہ ہمراہی بد و نطق و سیاں را و ز در کش گوش جاں را با در رشت و ز حرفش دست دل را کو تر انگشت و لباس فہم پہلا سے
او رنگ و سمند عقل و صحرائے اولنگ و ز گفتن بر تر است آں و ز شنیدن و زباں زیں گفتگو باید بریدن قال اللہ عز وجل
سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرَى بِعَبْدِهٖ اِنَّ يَلَاقِيْنَ الْمُسْجِدَ الْحَرَامَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا بِالْاَذَىٰ بَاَدَ كُنَّا لَخَوْلَہٗ لِيُرِيْہٖ مِنْ اٰيَاتِنَا اِنَّہٗ هُوَ
السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ یعنی ہر عیب و نقصان سے پاک ہے جو بات میں لیگیا اپنے بندہ کو بڑائی والی مسجد سے طرف مسجد اقصیٰ کے جسکے گرد و
نواح کو ہم نے برکت دی تا دکھائیں ہم اُسکو نشانیاں اپنی قدرت کی بیشک وہ سننے والا ہے دیکھنے والا قولہ عز وجل
سُبْحَانَ الَّذِيْ اور لفظ موصول اس واقعہ کی کمال عظمت پر دلالت کرتا ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ نے اُسکو تمام رحمت
میں ذکر کیا اور اپنی پاکی اور قدوسی کی دلیل قرار دیا یعنی وہ ایسا قادر اور لوٹ بھرنے والا ہے کہ چند ساعت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو کہاں سے کہاں لے گیا کہ حقول بشری اور نفوس قدسی اُسکی کیفیت ادراک نہیں کر سکتے اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ ادراک ذات کا
متعسر ہے کہ جب تک ایک فعل اذہان متوسطہ بلکہ عالیہ کے ادراک سے واپس اُس کی ذات پاک ہو اسد لولاک کے کون ادراک کر
سکتا ہے قولہ تعالیٰ اَسْرَىٰ مَکَہَ مِنْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ تک ایجانا موسوم باسری ہے اور سیر سنوآت تا اقصیٰ الغایات بھی بمعراج
بعضے کہتے ہیں معراج سے وہ سیر ہی مراد ہے جس پر ہو کر آپ تشریف لے گئے کہ معراج اسم آکر ہے مشتق عروج سے فی القاموس
المعراج والمعرج والمعراج السلم فی الفراح معراج بالکسر نردبان ومنزلیۃ المعراج قولہ عز اسمہ بعدہ اَفْصَتْ
عبدکی ضمیر کی طرف واسطے بیان عظمت مضائق کے ہے جس طرح کہتے ہیں مصاحب بادشاہ کا آنا ہے جو بڑائی اُسکی اس کلمہ کے معنی
جاتی ہے نام لینے میں نہیں اور تمام صفات سے عبدیت کو بسبب اُسکے فضیلت یا بیان علت کے اختیار فرمایا کہ نہ کوئی کسفت بندگی
کے برابر ہے اور نہ رفعت اور بلندی بے اُسکے حاصل ہو سکے سعادت انسان کی بندگی اور سرافکندگی میں ہے من تواضع للہ فہو
اللہ گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہوا کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بندگی کے عوض یہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ چند ساعت میں سچ

قوله تعالى انه هو السميع البصير بیشک وہ بندہ سننے والا دیکھنے والا ہے یعنی لوگ اس سے کو اپنی سیر پر قیاس کریں کہ جب کسی راہ کو بھولت قطع کرتے ہیں اس کے حالات خصوصاً ان عجائبات غرائب سے جو راہ سے علیحدہ واقع ہیں واقف نہیں ہوتے اور دوسرے کی بات ابھی طرح نہیں سننے اور نہیں سمجھتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس کے کہ چند ساعت میں اس راہ کو قطع کیا مگر تمام حالات اس راہ کے اور عجائبات غرائب سماعت کے ابھی طرح ادراک کر لئے جو شاہجہد لیا اور جو دیکھا اس کی ماہیت کو خوب دریافت کر لیا بلکہ یہ سننا اور دیکھنا کیا ہے انھوں نے تو خدا کا کلام ہے واسطہ سنا اور اس کا دیدار چشم سر دیکھا اور ضمیر فصل اسم ان کے بعد قصر کیلئے ہے کہ حق سننے اور دیکھنے کا یا سننا کلام پروردگار اور دیکھنا اس کے دیدار کا یا اجتماع ان دونوں کا آپ کیلئے مخصوص ہے موسیٰ علیہ السلام نے جب عرض کیا الہی مجھے اپنا دیدار دکھا حکم ہوا ان توادنی تو مجھ کو نہ دیکھ سکے گا پھر اتر تجلی کی جل گیا اور موسیٰ پر ہوش ہو کر گر پڑا خرموسیٰ صعباً محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بجمال بے کیف بے پردہ و حجاب دیکھا مگر کسی بات میں تغیر واقع

تھو اسے موسیٰ زہروش رفت بیک پر تو صفات ۴ تو عین ذات می نگری در تسمی - اور ہر چند ایک صفت اس مجموع سے یعنی کلام الہی کا سننا حضرت موسیٰ کو بھی میسر ہوا مگر کمالست بحالت دیدار سید ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے سہ موسیٰ بطور گرچہ سخن گفت با خدا ۴ بالائے عرش پایہ طور محمدت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اکثر مفسرین کے نزدیک ضمیر اقدس کی جناب باری کی طرف راجع ہے یعنی وہ ملک الحاج و زاری کو سننے والا اور انکے خشوع و خضوع کو دیکھنے والا ہے کہ باں علوم و حجت کس تواضع کے ساتھ ہر روز ستر بار استغفار کرتے ہیں اور باوجود معصومیت کے خدا کے خوف سے کانپتے رہتے ہیں پس یہ تہمہ قبول کرنے اور انعام دینے سے کنایہ ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات ہم کو نہایت پسند آئی اس لئے ایسی رفعت و کرامت عنایت کی کہ کریم جب اپنے فرمانبردار بندہ کی خدمت دیکھتا ہے مرتبہ اس کا زیادہ کرتا ہے اور ایراد لفظ غائب یعنی سبحان الذی اسری بعبدہ ۴ پھر التفات بضمائر متکلم لزیہ من آیاتنا پھر بضمائر غائب اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ایک عمدہ لطیفہ کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ارباب طریقت کے نزدیک سالک کو تین مقام پیش آتے ہیں عروج و قوف و رجوع لفظ غائب مناسب مقام اول اور ضمیر متکلم مناسب ثانی اور ضمیر غائب کہ تہمہ آیت میں ہے بمقابلہ ثالث واقع ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں یہ تینوں مقامات کہ برسوں کی ریاضت سے حاصل نہیں ہوتے طے کئے یا تعبیرات ثلاثہ حضرت کے احوال ثلاثہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اول شب اس عالم میں تھے چند ساعت میں آسمانوں اور سدرۃ المنتہی سے تجاوز کر کے بارگاہ الہی میں پہنچے اور انواع کرامت سے مشرف ہو کر رات ہی میں لوٹ آئے کہتے ہیں جب تشریف لائے بستر مبارک گم تھا اور زنجیر حجرہ مقدسہ کی ہلتی تھی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بقول صحیح بارہویں سال نبوت کے شب بست و مفتاح ماہ رجب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں تشریف رکھتے تھے کہ جبریل امین ایک طلشت زریں ایمان و حکمت سے بھر ہوا لائے اور سینہ مقدسہ چاک کر کے دل مبارک نکالا اور اسکو ایمان و حکمت سے بھر کر اسکی جگہ رکھ دیا رکھتے ہی زخم بھر گیا اور کچھ درد و غم محسوس نہوا انکھتہ سینہ مقدس کے چاک کرنے میں یہ بھید تھا کہ آپکا جو صلہ بقدر ان ترقیات و کمالات کے کہ اس رات عنایت ہوئے فرخ اور کامل ہو جائے اور دل مبارک کو ایمان و حکمت سے بھرنے میں یہ حکمت تھی کہ انوار و تجلیات و علوم و معارف کی استعداد و قابلیت اور عجائب و غرائب ملکات ملکوت کے دیکھنے سے حکیم مطلق کے کمال قدرت پر اطمینان کلی حاصل ہو چکا ہے چار بابہ گدھے سے بڑا اور خرچ سے چھوٹا جسکو براق کہتے ہیں خدمت والا میں حاضر کیا گیا تو جیسہ براق بریق سے ماخوذ ہے اسلئے کہ اسکا رنگ بہت چمکتا تھا یا براق سے کہ بجلی کی طرح کوندتا تھا یا براق سے کہ بقول بعض علماء کے رنگ اسکا ابلق تھا اور براق ایک لکڑی ہے جس میں سیاہی اور سفیدی ہوتی ہے واقعی کہتے ہیں اس کے دو پتھے جافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس بات کی کچھ اصل نہیں ہے ثعلبی بسند ضعیف ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ اس کے رخسار آدمی کے اور بال گھوڑے کے اور پاؤں اونٹ کے اور دم گائے کی اور سینہ برخ یا قوت کا تھا ابن سعد شرف المصطفیٰ میں لکھتے ہیں جب آپ اس پر سوار ہوئے میکائیل نے لگام اور جبریل نے رکاب پکڑی تکتہ میکائیل خدمت ارنایا پر ماہویں اور رندق موہبہ کے راہ سے حاصل ہوتا ہے پس دہن براق کے قریب رہنا ان کا نہایت مناسب ہوا اور جبریل رکاب تھا منے پر مقرر ہوئے کہ آپ سے نزدیک رہیں تاہر حیز کی کیفیت اور حقیقت کہ اس راہ میں نظر آئے گزارش کریں حاکم نے بسند صحیح اور بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کی کہ جب آپ نے

سواری کا ارادہ کیا براق شوخی کرنے لگا جبرئیل نے کہا اے براق تجھے کیا ہو گیا خبردار ہو کر تجھ پر کوئی شخص آنے بہتر سوانہا اس بات کے سننے سے براق کو پسینہ آگیا بعض روایات ضعیفہ میں نظر سے گزرا کہ پہلے کا پھول آپ کے اور گلاب جبرئیل اور جنیبی کا براق کے عرق سے پیدا ہوا ابن عساکر اور ابن جریر قسطلانی اور فیروز آبادی اور نووی نے تصریح کی کہ اس باب میں کوئی حدیث صحیح یا حسن وارد نہیں تو جبرئیل براق کی شوخی بسبب چالاک کی تھی کہ چالاک جانور اکثر تیز اور شوخ ہوتا ہے یا اسوجہ سے کہ آپ پہلے کوئی اس پر سوار نہ ہوا تھا اور نیا جانور اکثر شوخی کرتا ہے یا اس وجہ سے کہ بہت دن سے اس پر سواری نہ ہوتی تھی چنانچہ بعض روایت میں ہے کہ بعد العہد تھا پیغمبروں کی سواری سے اور جس جانور پر عرصہ تک سواری نہیں ہوتی شوخی کرنے لگتا ہے بعض کہتے ہیں جب حضرت جبرئیل نے اسکو تہدید کی اس نے کہا اے امین دئی الہی میں حضرت سے ایک عرض رکھتا ہوں ارشاد ہوا بیان کر عرض کیا قیامت کے روز ہزاروں براق با ساز و براق آپ کی سواری کی واسطے حاضر ہوئیں گے مبادا آپ انکی طرف متوجہ ہوں اور میں محروم رہوں آرزو یہ ہے کہ اس دن بھی آپ مجھی کو اس دولت سے مشرف فرما دیں التماس اسکا قبول ہوا اور آپ سوار ہو کر مسجد اقصیٰ کی طرف روانہ ہوئے راہ میں ایک بڑھیا ملی آپکو آواز دی آپ نے التفات نہ کیا پھر تین شخص نظر آئے انھوں نے کہا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر حضرت نے سلام کا جواب دیا اور جبرئیل سے انکا حال پوچھا جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اسکی طرف متوجہ ہوتے آپکی امت دنیا کو اختیار کرتی اور وہ تین شخص جنھوں نے آپکو سلام کیا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے لطیفہ ان پیغمبروں کی خصوصیت ملاقات کیلئے اسوجہ سے ہے کہ ابراہیم علیہ السلام آپ کے اجداد مجاہدین ہیں اس عالم میں سید عالم کو انکی اتباع کا حکم ہے قیامت کے روز وہ آپکی امت میں داخل ہونے کی تمنا کریں گے اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت آپکی شرع سے نہایت مناسبت رکھتی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آپ کے زمانہ سے قریب تھا اور بقول ان کے آپ کے اور ان کے بیچ میں کوئی پیغمبر نہ ہوا اور جبرئیل آسمان سے اترینگے حضرت کی پیروی کریں گے اور آپکی شریعت کو رواج دیں گے اور انبیا علیہم السلام نے ان میں نام کے اختیار کرنے میں شاید اس مضمون کی طرف اشارہ کیا کہ اس عالم کی سب خوبیاں اور کمالات اول سے آخر تک تمہارے لئے ثابت ہیں اور حشر کے دن بھی سب کام آپکی مرضی کے مطابق ہوں گے طہرانی اور برار کی روایت میں ہے کہ آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھے کہ کہتی کرتے ہیں ایک دن میں کیمت آنکے پک جاتے ہیں جو وقت کاٹتے ہیں اسی وقت پھر تیار ہو جاتے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے گزارش کیا یہ جہاد کروالے ہیں انکی نیکیاں سات سو تک مضاعف ہوتی ہیں اور جو کچھ خدا کی راہ میں صرف کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ فوراً عنایت کرتا وہو خیر الداذقین حکمت اس کیفیت کے دکھانے میں یہ فائدہ تھا کہ آپ پر اور آپ کی امت پر جہاد فرض ہو نہوا لا تھا اور آدمی جس کام کے انجام کی خوبی اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے اس میں زیادہ کوشش کرتا ہے اور دیکھنا آپکا بعینہ امت کا دیکھنا ہے پھر ایک طرف سے سرد ہوا بہت پاکیزہ جس میں مشک کی خوشبو آتی تھی چلنے لگی اور ایک آواز خوش سنی گئی آپ نے جبرئیل سے اس آواز کی حقیقت دریافت کی کہا یہ بہشت کی آواز ہے اس نے عرض کیا اے میرے رب مجھے عنایت فرما جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا اب بہت ہو گئی میری خوشبو اور استبرق اور حریر اور سندس اور پانی اور شہد اور دودھ اور شراب سوا ب مجھے دے جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے ارشاد ہوا تیرے لئے ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور جو شخص مجھ پر اور میرے پیغمبروں پر ایمان لا دے اور اچھے کام کرے اور شرک نہ کرے جو مجھ سے ڈرتا ہے وہ ایمان والا ہے اور جو مجھ سے سوال

کرتا ہے اسکو دیتا ہوں اور جو مجھے قرض دیتا ہے اسکو عوض دیتا ہوں اور جو مجھ پر بھروسہ کرتا ہے میں کفایت کرتا ہوں لا الہ الا انالا اخلف الميعاد وقد افلح المؤمنون وتبارك الله احسن الخالقين پھر ایک بدبو محسوس ہوئی اور ایک آواز گروہ سنی جبرئیل نے گزارش کیا یہ دوزخ کی آواز ہے اس نے عرض کیا اے میرے رب مجھے دے جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا اب بہت ہو گئیں میری زنجیریں اور طوق اور حلل اور گرمی اور صریح اور غشاق اور عذاب اور گھراؤ سواب مجھے دے جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے فرمایا تیرے لئے ہے ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافراہ اور ہر سرکش کرایمان نہ لاوے دوزخ نے کہا میں راضی ہوئی تمکنت بہشت و دوزخ کی آواز سنانے اور آپ کو اسکی کیفیت سے مطلع کرنے میں شاید یہ فائدہ تھا کہ لوگوں کا اشتیاق بہشت کی طرف زیادہ ہوا سکے کہ جب آدمی کسی کو اپنا اشتاق سنتا ہے اسکی محبت دل میں زیادہ ہوتی ہے اور رغبت اسکی طرف بڑھ جاتی ہے اور دوزخ کا حال سنکر زیادہ خائف اور اس سے بچنے کی تدبیر میں اچھی طرح مشغول ہوں کہ جب انسان دشمن کو اپنی ایذا اور ضرر کی فکر میں مصروف سمجھتا ہے بہت ڈرتا ہے اور اپنا سب وقت اُس سے بچنے کی تدبیر میں صرف کرتا ہے الغرض آپ وہاں سے روانہ ہو کر مسجد اقصیٰ میں پہنچے حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد و سلیمان علیہم السلام و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی سب نے خدا کی حمد و ثنا کی پہلے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی اتخذ فی خلیلہ واعطانی ملکاً عظیماً وجعلنی امۃ قائماً یوتہم بی و انقذنی من النار وجعلہا علی یدہا و سلاماً تمام تعریفیں اُس ذات مستجمع صفات کو لائق ہیں جس نے مجھے اپنا خلیل کیا اور ملک عظیم دیا اور کیا مجھے امت قائم کر میرے ساتھ اقتدار کی جاتی ہے اور پوجایا مجھ کو آگ سے اور کیا اسکو مجھ پر ٹھنڈا اور سلامتی اور پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا الحمد للہ الذی کلمنی تکلیماً و اصطفانی و انزل الی التورۃ وجعل ہلالہ فرعون و نجاة بنی اسرائیل علی یدی وجعل من امتی قوم یمہدون بالحق و یدہ یعدون یعنی سب تعریفیں خدا کیلئے ثابت ہیں جس نے مجھ اپنی ہم کلامی سے شرف فرمایا اور برگزیدہ کیا اور مجھ پر توریت اتاری اور فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھ پر رکھی اور میری امت میں سے ایک گروہ کو حق کی طرف ماہ دکھانے والا اور اُسکے ساتھ انصاف کرنے والا کیا پھر داؤد و خلیفہ رب و دود نے کہا الحمد للہ الذی جعل لی ملکاً عظیماً و علمنی الزبور و الان لی الحمد ید و سنخنی الجبال یحییٰ معی و الطیر و آتانی الحکمۃ و فضل الخطاب تمام تعریفیں اُس ذات پاک کیلئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو بڑا ملک عنایت کیا اور زبور سکھائی اور وہ ہے کو میرے لئے نرم اور پہاڑوں کو میرا مطیع کیا گروہ اور پرند میرے ساتھ تسبیح کرتے اور مجھے حکمت دی اور فصل خطاب دیا پھر سلیمان علیہ السلام نے فرمایا الحمد للہ الذی سنخنی الدیاح و سنخنی الشیاطین یعلمون ما شئت من محاریب و تمنا قبل و علمنی منطق الطیر و اتانی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی وجعل مملکی ملکاً طیباً لیس فیہ حساب یعنی تمام تعریفیں اُس بادشاہ حقیقی کو سزاوار ہیں جس نے ہواؤں کو میرا فرمانبردار کیا اور شیطانوں کو میرا مطیع بناتے تھے میرے حکم سے محارب میں اور تصویبیں اور سکھائی مجھے بولی پرند جانوروں کی اور دی مجھے ایسی بادشاہت کہ میرے بعد کسی کو سزاوار نہیں اور میرے ملک کو پاکیزہ کیا کہ اُس میں کچھ حساب تھا پھر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا الحمد للہ الذی جعلنی کلمۃ وجعلنی مثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن ینکون و علمنی الکتاب و الحکمۃ و التورۃ و الانجیل وجعلنی الخلق من الطین کیمۃ الطیر فانعم فیہ فیکون طیراً یدان للہ و جعلنی ابداً لا یموت و الاحی و الاحی الموتی باذن اللہ و رفعتنی و طهرتني و افاضتني

وامی من الشیطان الرحیم فلم یکن للشیطان علینا سبیل یعنی حمد و ثنا کے لائق ذات اُس قادر کبریا کی ہے جس نے مجھے کلمہ کن سے پیدا کیا مانند آدم کے کہ اُس سے کہا ہو جائیں ہو گیا اور مجھے کتاب و حکمت و توریت و انجیل سکھائی اور مجھ کو یہ قدرت دی کہ مٹی سے پرند بنا کر اُس میں پھونک مارنا وہ خدا کے حکم سے اُڑنے لگتا میں اُس کے حکم سے اندھے اور کوڑھی کو اچھا اور مردے کو زندہ کرتا اور مجھے بلند کیا یعنی آسمان پر بلا لیا اور مجھ کو اور میری ماں کو شیطان مردود کے شر سے پناہ دی کہ ہم پر اُس کا کچھ قابو نہ رہا سب کے بعد سرور دو جہاں سید عالمیان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی اور اب میں اُسکی حمد و ثنا کرتا ہوں الحمد للہ الذی ارسلنی رحمة للعالمین و کافۃ للناس بشیراً و نذیراً و انزل علی الفرقان فیہ تبیان بکلی شیء و جعل امتی امة وسطا و جعل امتی هم الاولون و هم الاخرون و شح لی صدری و وضع عنی و ذری و رفع لی ذکری و جعلنی فاتحاً و خاتماً تمام افراد حمد کی اس ذات جامع جمیع صفات کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھے بھیجا تمام جہاں کیلئے رحمت اور سب لوگوں کو بشارت دینے والا اور ڈرآنے والا اور مجھ پر فرقان اتارا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری اُمت کو سب امتوں سے بہتر اور اُن کو مرتبہ میں سب سے اول اور پیدائش میں سب سے آخر کیا اور کشادہ کیا میرے لئے میرا سینہ اور اتار لیا مجھ سے میرا جوہاں اور بلند کیا میرے لئے میرا مذکور اور کیا مجھ کو فاتح دیوان نبوت اور خاتمہ صحیفہ رسالت نکتہ جب بادشاہ کا کوئی بڑا مقرب اپنی دار الحکومت سے دار السلطنت کو جاتا ہے افسران فوج اور اراکین ریاست اُس کا استقبال کرتے ہیں سو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اُس رات حضرت احدیت کے پاس جاتے تھے حضرات انبیاء مقربان جناب الہی ہیں آپ کی پیشوائی کے لئے تشریف لائے اور زمین پر آنے کی یہ وجہ ہے کہ جس قدر مرتبہ اُس مقرب کا بادشاہ کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے اُسی قدر مسافت سے استقبال کیا جاتا ہے باقی رہا یہ امر کہ انبیاء علیہم السلام نے حمد الہی کے ضمن میں اپنے خصائل مخصوصہ کس واسطے بیان فرمائے وہ اُس کی یہ ہے کہ آدمی جب کسی کو اپنے سے بہتر حال پر دیکھے چاہئے کہ خدا کے احسانات جو اُس پر ہیں یاد کرے اور شکر اُس کا بجا لائے کہ جس پروردگار نے اُس کو ایسا مرتبہ دیا ہے میرے لائق مجھ پر بھی احسان کیا ہے یا سنت الہی ہے کہ ہر امر اہم کو کیسا ہی ظاہر ہو جوت سے ثابت کرتا ہے اس واسطے دلائل اپنی وحدانیت اور الوہیت کے ہاں کہ آفتاب نیمروز سے روشن تر بیان فرمائے اور قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام سے باوجود اس کے کہ حاکم حقیقی عالم الغیب و الشہادہ ہے تبلیغ رسالت کے گواہ طلب کئے جائیں گے سو یہاں بھی ایک امر اہم یعنی سید عالم کی تفضیل اور استحقاق امامت ثابت کرنا منظور تھا اس لئے فضائل مخصوصہ انبیاء سابقین کے اُن کی زبان سے اور خصائص شریفہ سید المرسلین کے آپ کی زبان فیض ترجمان سے بیان کرانے تا جوت آپ کی فضیلت کی ظاہر ہو اسی واسطے جو وقت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضائل و خصائص بیان کر چکے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور انبیاء علیہم السلام سے کہا اس سبب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے جب فضیلت حضرت رسالت کی انبیاء پر ثابت ہو گئی حضرت جبرئیل نے آپ کو امام کیا اور سب سے آپ کے پیچھے نماز پڑھی میت درآں مسجد امام انبیاء شد + صف پیشیاں را پیشوا شد۔ پھر پیغمبروں سے رخصت ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے جبرئیل علیہ السلام نے دو پہلے کہ ایک کو دھتھا اور دوسرے میں شراب حاضر کئے آپ نے دودھ پسند کیا جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے

حکمت اختیار کی اگر شراب پسند کرتے امت آپ کی گمراہ ہو جاتی -----
 حکمت اور دودھ میں مناسبت یہ ہے کہ جس طرح انسان ابتداء میں دودھ سے پرورش پاتا ہے پھر غلہ اور میوہ جات
 کے تغذیہ سے کمال طبعی جسم کا حاصل کرتا ہے اسی طرح ابتداء میں علم و حکمت سے کام پڑتا ہے اور اس کے واسطے سے کمال
 روح کہ معرفت الہی سے عبارت ہے میسر ہوتا ہے اور جس طرح دودھ کھانے پینے دونوں کام میں آتا ہے اسی طرح علم و حکمت سے
 دین و دنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اس واسطے علم تعبیر میں مقرر ہے کہ جو شخص خواب میں دودھ پئے آسکو علم حاصل ہو
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا -----

اور شراب خورد غفلت ہے اور غفلت فسادِ ذلالت اکثر دیکھا ہے کہ شرابی کا بعد صرمتہ اٹھتا ہے چلا جاتا ہے جب راہ ظاہر
 اُس کے نشہ میں نظر نہیں آتی راہ باطن کب نظر آئے گی اور جو ذلالت سے محبت دنیا بطریق اطلاق لازم و اوردۃ المذموم مراد
 لیں تو اُسکی مناسبت شراب سے نہایت ظاہر ہے کہ جس طرح شراب آدمی کو مدہوش کرتی ہے اسی طرح محبت دنیا انسان کو
 خدا سے غافل اور فکر آخرت سے معطل کر دیتی ہے اور جس طرح اُسکی زیادتی سے دوران سر پیدا ہوتا ہے اسی طرح جو شخص دنیا
 میں زیادہ ملوث ہوتا ہے ہمیشہ سرگرداں رہتا ہے اور جس طرح شراب کی نسبت وارد ہے کہ شراب سب برائیوں کی کنجی ہے اسی
 طرح محبت دنیا کے لئے آیا ہے کہ وہ سر یعنی مبدأ ہر گناہ کا ہے لطیفہ اسے عزیز شراب ہم شکل مراب ہے کہ جس طرح
 آدمی مراب کے پاس پہنچ کر اپنی جہالت پر متنبہ ہوتا ہے اسی طرح جو وقت شراب پی کر ہکتا ہے لوگ اُس پر ہنستے ہیں
 جب ہوش میں آتا ہے اپنی حماقت پر نادوم ہوتا ہے اور شین کے نقطوں سے سمجھا جاتا ہے کہ ندامت مراب کی آتی ہے
 اور ندامت شراب کی تینوں عالم میں باقی کہ شراب خوار دنیا میں بے اعتبار ہے اور برزخ میں ذلیل و خوار اور قیامت
 کے دن عذاب میں گرفتار لطیفہ سر شراب کا شر ہے اسلئے انجام اُس کا بدتر ہے شراب بڑا پانی ہے کہ شر اور آب سے مرکب بلکہ
 سر اس شر ہے لطیفہ عربی میں اُسکو خمر کہتے ہیں خاصے خمٹ اور میم سے مسقت اور اسے رد مرادے کہتے ہیں گویا اس
 ترکیب سے یہ مقصود ہے کہ شراب خوار خبیث اور دشمن خدا اور مردود ہے سچ ہے شراب ام الخبائث ہے جو اُسکو پیتا
 ہے مقہور اور مردود ہو جاتا ہے الغرض آپ دہاں سے روانہ ہوئے راہ میں حضرت موسیٰ کو دیکھا کہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے
 اور اس میں یہ نکتہ تھا کہ رغبت نماز کی آپ کے دل میں بڑھے اور خصوصیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اسوجہ سے ہے کہ ہمارے
 حضرت نبی اسمعیل کے سردار اور حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے سردار ہیں جب ایک سردار دوسرے کو بادشاہ کی کسی خدمت
 میں مصروف دیکھتا ہے شوق اُس خدمت کا اُسکے دل میں بھی زیادہ ہو جاتا ہے یا اسوجہ سے کہ تحفیف نماز کی درخواست حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے واقع ہوگی تو ترغیب نماز بھی انھیں کے واسطے سے مناسب تھی شرف المصطفیٰ میں لکھا ہے
 کہ جب آپ میرا آسمان کی طرف متوجہ ہوئے ایک میٹھی فردوس بریں سے لائے کہ اُسکے دہنے بائیں فرشتے تھے روضۃ الاجاب
 میں نقل کیا ہے کہ ایک بازو اُس کا یا قوت سرخ اور دوسرا زرد سبز کا اور ڈنڈا اُس کے چاندی سونے کے تھے اور
 موتی اور یا قوت اُس میں جڑے تھے آپ اُس پر اود بموجب اکثر روایات صحیحہ کے براق پر چڑھ کر پہلے آسمان پر

چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جس میں نے کہا ان کو سلام کہجئے آپ نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور کہا صبحا باخ الصالح والنبی الصالح مرحا اے اچھے بھائی اور اچھے پیغمبر تبلیغ حضرت ادریس نے جناب رسالت کو برا در صالح بلحاظ عظمت یا اخوت نبوت کہا ورنہ درحقیقت آپ ان کے اولاد امجاد میں ہیں چنانچہ بعض نے الامن الصالح روایت کیا اس طرح پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جب آگے چلے حضرت موسیٰ علیہ السلام روئے اور فرمایا یا غلام بعث یعدی یدخل الجنة من اعته اکثر ممن یدخل من اعته یہ را کا بعد میرے مبعوث ہوا اسکی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے اور ایک روایت میں آیا کہ بنی اسرائیل مجھے تمام عالم سے بزرگ سمجھتے تھے اگر یہ فضل ہوتا مضافاً نہ تھا اسکی امت بھی تو سب امتوں سے افضل ہے تلمذ شیل بعض روایات میں ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتویں آسمان میں وارد ہے شاید بعد عروج حضرت موسیٰ علی ساتویں آسمان پر چلے گئے پھر آپ ساتویں آسمان پر تشریف لیگئے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ بیت المعمور سے چڑھ لگائے بیٹھے تھے اور بیت المعمور ایک مکان ہے ساتویں آسمان میں کہ ہر روز ستر ہزار فرشتے اُسکی زیارت کرتے ہیں اور جو ایک بار زیارت کر جاتے ہیں پھر قیامت تک نہیں آتے ہیں کہتے ہیں کہ بیت المعمور محاذی کعبہ واقع ہے اگر وہاں سے کوئی چیز پھینکیں کعبہ کی چھت پر گرے گویا وہ کعبہ آسمان ہے مکنتہ شاید ابراہیم علیہ السلام اسی وجہ سے وہاں تشریف رکھتے تھے کہ انھوں نے زمین پر کعبہ بنایا خدا نے اُن کو کعبہ آسمان عنایت فرمایا یہی سچی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ساتویں آسمان پر ایک چشمہ دیکھا جسے سلسبیل کہتے ہیں اُس سے دو نہریں جاری ہیں ایک کو خرد و سری نہر الرحمتہ ابو حاتم انس سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ساتویں آسمان پر ایک نہر دیکھی کہ اُس پر موتی اور یاقوت اور زبرجد کے خیمہ تھے اور نہر پر نہر بصرہ اُسکے گرد بیٹھے تھے اور چاندی سونے کے برتن رکھے تھے جس میں نے عرض کیا یہ کوثر ہے کہ تم کو حق تعالیٰ نے عنایت کی ہے آپ نے ایک آنسو وہ اُس کے پانی کا پیا شہب

سے شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا بعض روایات میں آیا ہے کہ اُس آسمان پر آپ نے اپنی اُمت کو بھی ملاحظہ فرمایا پھر سدرۃ المنتہی کے متصل پہنچے اور وہاں کے عجائب و غرائب ملاحظہ فرمائے اور وہ ایک درخت ہے جسکی جڑ چھٹے آسمان پر اور شاخیں ساتویں آسمان پر ہیں اور بموجب بعض روایات کے جڑ اُسکی بہشت میں ہے اور ڈالیاں اُس کی ساتوں آسمانوں میں پھیلی ہیں اور پتے اُس کے ہاتھی کے کان کے مانند ہیں ہر پتہ پر ایک فرشتہ بیٹھا خدا کی تسبیح کرتا ہے اور اُس کے پھل حجر کے ٹکڑوں کے برابر ہیں اور ہر ایک شہر ہے کہ وہاں کے ٹکے بہت بڑے ہوتے ہیں اور اُس کی جڑ سے چار نہریں جاری ہیں دو بہشت کو جاتی ہیں اور دو دنیا میں آتی ہیں نیل و فرات اور اُسکو سدرۃ المنتہی اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر فرشتے اور علوم اولیا کے اُسی تک پہنچتے ہیں اور آگے نہیں جاسکتے ضد جب آپ وہاں سے چلے جبرئیل علیہ السلام بھیجے ہوئے آپ نے عذریا انھوں نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تقدم فانك اكرم على الله صی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب آگے چلے کر آپ کا رتبہ خدا کے نزدیک مجھ سے زیادہ ہے پھر حجاب زریعت کے متصل پہنچے جبرئیل نے اُس پردہ کو ہلایا اُسکے فرشتے نے کہا کون ہے جبرئیل نے کہا میں ہوں جبرئیل اور ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فرشتے نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر غیب سے ندا ہوئی صدق عبدی انا اکبر انا اکبر میرا بندہ سچ کہتا ہے میں ہی اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے فرشتہ نے کہا اللہ ہاں محمد رسول اللہ ارشاد ہوا صدق عبدی انا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا بندہ سچ کہتا ہے میں نے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے فرشتہ نے کہا حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح ندا ہوئی صدق عبدی ودعا الی عبادتی میرے بندہ نے سچ کہا اور میری عبادت کی طرف بلایا تنبیہ یہاں سے نہایت فضیلت اذان کی ظاہر ہوئی کہ پروردگار نے ہر کلمہ پر ثواب کی تصدیق کی اور اُس کو عبادت کیساتھ یاد فرمایا اور اپنی طرف اضافت کیا اور یہ ایسا مرتبہ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا نکتہ اُس رات نماز فرض ہونے والی تھی لہٰذا اذان کا اعلام نماز ہے فرضیت سے پہلے سنائی گئی تا آپ اُسکو یاد کر لیں اور اختلاف صحابہ کے وقت عبد اللہ بن زید کے جواب کو پسند کر کے اُس کو اعلام نماز کے لئے مقرر فرما دیں آپ فرماتے ہیں پھر اُس فرشتہ نے پردہ سے ہاتھ نکال کر مجھے اٹھایا جبرئیل نے توقف کیا میں نے کہا تم ایسی جگہ مجھ سے جدا ہوتے ہو عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما منا الا الله مقام معلوم لو نوت ائمة لا حرققت یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کی جگہ معین ہے اگر آگے بڑھوں جل جاؤں ابو الیاس بن سبغ شفاء الصدور میں ابن عباس سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ جب میں آگے بڑھا جبرئیل نے رخصت چاہی میں نے کہا ایسی جگہ کوئی دوست کو دوست چھوڑتا ہے عرض کیا اگر آگے جاؤں جل جاؤں بعض دعائیاں میں آیا کریں یہاں تک آپ کے سب سے پہنچا ورنہ میرا مقام سدرہ تک تھا میں نے کہا تم کو خدا سے کچھ حاجت ہے عرض کیا یہ اپنے بازو صراط پر بچھاؤں تا آپ کی امت کو سلامت اتاروں الغرض آپ جبرئیل امین سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور تشریف از حجاب جواہر نگار طے کر کے مقام مستوی میں پہنچے تو جیہہ مستوی موضع بلند کو کہتے ہیں اور یہ مقام سب مقامات سے بلند ہے اُسوقت برق برق رفتار چلنے سے عاری ہوا ورفرف سواری ہوا عرش تک پہنچا کر غائب ہو گیا تنبیہ ورفرف بچھونے کو کہتے ہیں اور وہ ایک ہنر بچھونا تھا کہ آفتاب زیادہ روشن اور تخت رجاں کی طرح اڑتا تھا پھر میں نے تشریف از پردہ طے کئے ایک پردہ سے دوسرے تک پانچ سو برس کی راہ ہے جس پردہ کے قریب پہنچا آواز آتی کون ہے فرشتہ کہتا فلاں

پردہ کا صاحب ہوں اور میرے ساتھ رسول رب العزت پھر اس پردہ کا فرشتہ اللہ اکبر اللہ اکبر بکر میرے ساتھ ہو لیتا ہے سب حجاب طے کر چکا کیلارہ گیا اسوقت خوف غالب ہوا ابو بکر کی آواز کان میں آئی کہ کہتا ہے قف یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان دینک یصلی حیران تھا کہ خدا یا ابو بکر یہاں کیوں کر آیا ناگاہ حضرت عترت سے خطاب ہوا ادن یا خیر البریدہ ادن یا الحمد ادن یا محمد نزدیک ہو مجھ سے اے بہتر خلق کے نزدیک ہو مجھ سے اے احمد نزدیک ہو مجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہزار بار ارشاد ہوا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادن منی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے قریب ہو تنبیہ اس بات کی لذت اور اس مقام کی کیفیت وہی لوگ خوب سمجھتے ہیں جو وہ درسم محبت سے آگاہی رکھتے ہیں غرض جس قدر آپ نزدیک ہوتے تھے اُدھر سے تقاضا ہوتا تھا کہ اور پاس آ یہاں تک کہ مقام دنی فتد لی تک پہنچے اور خلوت کدہ قاب قوسین اودانی میں باریاب ہوئے یہ سیر مرغ روح پہنچ کس از انبیاء زلفت آتجا کہ تو بیاں کرامت پریدہ ہر یک بقدر خویش بجائے رسیدہ است آتجا کرجائے نیست تو آنجا رسیدہ - نہ وہاں پردہ تھا نہ حجاب زمان نہ مکان نہ فرشتہ نہ انسان پروردگار کو آنکھ سے دیکھا اور کلام اسکا بے واسطہ سنا نظم چور مکتب بے نشانی رسیدہ چہ گویم کہ آنجا چہ دید و شنیدہ ورق در نوشتند و گم شد سبق و شنیدن بحق بود و دیدن بحق - قال اللہ عزوجل ثم دنی فتد لی منی اور ماوردی ابن عباس سے اور نقاش حسن بصری اور بعض مفسرین محمد بن کعب قرظی سے نقل کرتے ہیں کہ یہ ضمیر میں خدا کی طرف راجع ہیں یعنی خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ہوا پھر ان کو نزدیک ہونے کا حکم کیا اور اکثر مفسرین ان کو حضرت کی طرف راجع کہتے ہیں یعنی پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خدا سے نزدیک ہوئے اور عجز و فروتنی کہ مناسب مقام بندگی ہے بجالائے یعنی پروردگار کو سجدہ کیا اور کہا اللہ تعالیٰ جمع تحیت کی ہے کہ ملک حقیقی نام اور عظمت کاملہ اور دام بقا اور سلامت از عیوب نقائص میں شریک ہے اور یہ سب معانی اس جگہ صحیح ہیں بعضوں کے نزدیک تحیت ان الفاظ کو کہتے ہیں جو بادشاہوں کی تعظیم کیلئے بوقت تسلیم معین ہوتے ہیں اور جمع اس کی اس اعتبار سے ہے کہ ہر ملک کے بادشاہ کیواسطے الفاظ تحیت جدا ہیں میں معنی یہ ہیں کہ جو الفاظ بادشاہان عالم کی تعظیم کیلئے مقرر ہیں وہ سب بادشاہ حقیقی کیواسطے کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے لائق ہیں والصلوات یعنی سب عبادتیں اور نماز پنجگانہ یا سب نمازیں اس کے لئے خاص یا واجب ہیں یا رحمت کاملہ بلکہ مطلق رحمت خاص اس کے واسطے ثابت ہے دوسرے اول یہ کہ جو کسی پر رحم کرتا ہے و حقیقت وہ خدا ہی کا رحم ہے کہ اس کے دل میں پیدا کیا ہے پس رحم کرنا والا خدا ہے اور یہ واسطہ ایصال رحم کا ہے دوسری حقیقت رحمت کی یہ ہے کہ اپنی غرض اور غایت کو اس میں دخل نہ ہو اور یہ بات رحم الہی کیلئے مخصوص ہے کہ اس میں بندہ کو فائدہ پہنچانے کے سوا کوئی غرض و غایت نہیں بخلاف اوروں کی رحمت کے کہ یا اس سے رحم الہی یا ثواب آخرت یا دفع المرقہ مقصود ہوتا ہے والطیبات یعنی کلمات طیبات کہ ذکر خدا اور اس بہت سے جو خدا کی طرف مشتاق کیے عبارت ہے قال اللہ تعالیٰ یصعد الیہ الکلم الطیب باعمال صالحات کہ اول سے اعم اور اقوال اور افعال اور اوصاف کو شامل ہیں بعض تحیات سے عبادات قولی جیسے تسبیح اور قرات اور صلوات سے عبادات فعلی جیسے نماز اور روزہ اور حج اور طیبات سے عبادات مالی جیسے صدقہ اور زکوٰۃ مراد لیتے ہیں یعنی سب عبادات قولی و فعلی اور مالی خدا ہی کے واسطے ہیں تو جو حیمہ تقدیم تحیات کی صلوات پر اور صلوات طیبات پر اسوجہ سے ہے کہ جب آدمی دربار شاہی میں جاتا ہے بادشاہ کو سلام اور اس کی ستائش و ثنا کرتا ہے پھر بادب تمام خدمت میں کھڑا ہوتا ہے

پھر فرزند تحائف پیش کرتا ہے جب حضرت رسالت یہ آداب بجالائے حضرت عزت سے تین خلعت عنایت ہوئے خلعت سلام بمقابلہ تحیات کے اور خلعت رحمت بمقابلہ صلوات کے اور خلعت برکت بمقابلہ طہیات کے یعنی ارشاد ہوا السلام علیک یا ایہا النبی سلام تم پر اسے نبی یا اللہ تم کو سب آفتوں سے سلامت رکھے یا سلام اللہ عزوجل کا نام ہے یعنی اللہ تمہارا نگہبان ہے یا خیر اور سلامتی ہو تمہارے لئے سخاوی کہتے ہیں سلام بمعنی فرمانبرداری کے ہے تو تمام عالم تمہارا مطیع اور فرمانبردار ہوئے نبی تذلیل بعضوں کے نزدیک سلام مصلیٰ اس سلام سے حکایت ہے مگر مقبرہ ہے شرح زبیدی بکھر محیط کہ مصلیٰ الفاظ تشہید سے انتشار معنی قصد کرے اور حضرت رسالت کو وقت تسلیم کے کالمشاہد سمجھے پس تاپلی علیہی کی کہ حضرت نے صحابہ کو صیغہ خطاب اس نظر سے کہ آپ انکے سامنے حاضر تھے تعلیم فرمایا پھر وہی لفظ باقی رہا مقبول نہیں کہ وہ جمال یا کمال ہر زمانہ اور ہر حال میں نصیب عین اہل ایمان ہے علاوہ بریں ہم آپ کے غیبت کو اپنی غیبت بلکہ حضور پر بھی قیاس نہیں کر سکتے بروایات معتبرہ ثابت ہے کہ ہمارا سلام آپ تک پہنچتا ہے اور آپ جواب سے مشرف فرماتے ہیں ورحمۃ اللہ رحمت ارادہ احسان ہے لیکن یہاں نفس احسان مراد ہے کہ دعا ممکن سے متعلق ہوتی ہے اور ارادہ خدا قدیم ہے ویرکاتہ یعنی اخرونیان اور زیادتیاں خدا کی بھلائی کی کہ برکت نماز دنیا دت خیر سے عبارت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ بندہ تو ازی اپنے مالک کی دیکھی پیغمبروں اور فرشتوں اور نیک بندوں کو بھی اس خون نعمت سے ایک توشہ اور خرمین دولت سے ایک توشہ عنایت فرمایا السلام علینا سلام ہم پیغمبروں یا پیغمبروں اور فرشتوں پر و علی عباد اللہ الصالحین اور اللہ کے نیک بندوں پر تنبیہ حکیم رافضی فرماتے ہیں کہ جس کو اس سلام سے حصہ لینا منظور ہو نیکیوں کی باتیں اختیار کرے اور زاہری لکھتے ہیں کہ فاسقوں کو یہ نقصان اور عزم کفایت کرتا ہے کہ دنیا میں نمازیوں کے سلام سے انکو حصہ نہیں ملتا اور آخرت میں کوئی یا را اور رشتہ داروں کے کام نہ آئیگا مگر بعض متاخرین کہتے ہیں نیکیوں کو خاص کرنا اور گنہگاروں کو محروم رکھنا رحمتہ للعالمین کی شان سے پس بعید ہے بلکہ آپ نے بسبب کمال رحمت و عنایت کے گنہگاروں کو اپنی ذات پاک کے ساتھ ذکر کیا السلام علینا سلام ہم پر پھر نیکیوں کو یاد فرمایا و علی عباد اللہ الصالحین اور اللہ کے نیک بندوں پر فرشتوں نے جو یہ عنایت حضرت عزت کی جناب رسالت پر اور یہ رحمت آپ کی گنہگاران امت پر دیکھی ہر ایک نے خدا کی الوہیت اور آپ کی بندگی اور رسالت کی گواہی دی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدا ورسوله کرندہ کو اس مقام پر پہنچانا اور ایسی کرامتوں سے نوازنا معبود بحق اور اس طرح کی خدمت جسکی بدولت یہ مرتبہ حاصل ہوا اور ایسی رحمت و شفقت گنہگاران امت پر کہ ان کو اس دولت بے نہایت میں اپنا شریک کر لیا بندہ کامل اور سچے رسول کے سوا دوسرے سے ممکن نہیں لطیفہ نماز معراج مومنین ہے اسلئے یہ کلمات نماز میں مقرر ہوئے تا واقع معراج یا ددلاویں اور تخصیص ان کی قعود کیساتھ اس نظر سے ہے کہ یہ کلمات حضرت رسالت کے کمال قرب و منزلت کے وقت صادر ہوئے اور حالت قعود بھی مصلیٰ کی وقرو عزت پر دلالت کرتی ہے تنبیہ صیغہ تشہد میں اکثر ذاہب باطلہ کی تردید موجود ہے ضمیر خطاب اور حرف ندانے کہ السلام علیک ایہا النبی میں ہے اور ان لوگوں کے قول کو جو اس کو جائز نہیں سمجھتے اور کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ نے مذہب مشرکین کو رد کیا اور لفظ عبدا سے یہود و نصاریٰ کے مذہب کے اپنے پیغمبروں کو خفا میں لکھتے ہیں اور لفظ رسولہ سے بہت کافروں کے مذہب کے منکر رسالت میں احترام ہوا الغرض بسبب اس فرد تنی اور عاجزی اور غمگزاری کے حضرت رسالت نے

اُس مقام عالی سے بھی تجاوز فرمایا ثمہ دنیٰ یہاں تک کہ آپ میں اور پروردگار میں فرق دوکان کا یا اس سے بھی کم رہ گیا اکان قاب قوسین اودائی اشتباہ یہ مقام محبت کا ہے اور مقام محبت تیروکان کے ذکر سے آیا کرتا ہے اشتباہ عرب کی عادت تھی جب دو شخص معاہدہ کرتے دونوں اپنی کمائیں جوڑ کر یا اتفاق ایک تیراں سے چھوٹے اسوقت ٹھہرتا کہ جو ایک کا دشمن ہے وہ دوسرے کا دشمن ہے اور جو ایک کا دوست ہے وہ دوسرے کا دوست ہے اسی طرح اسی دشمن کی طرف اشارہ ہوا کہ جس طرح تم آپس میں معاہدہ کرتے ہو اسی طرح ہم میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ٹھہر گیا کہ جو اُس کا دوست ہے وہ ہمارا دوست ہے اور جو اُن کا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور جو کہ یہ معاملہ اس امر کو مقتضی ہے کہ یہ ایک دوست کا دوسرے سے مخفی نہ رہے پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اسوقت اپنے حبیب کو علم ملک ملکوت اور اسرار جبروت و لاہوت سے مطلع فرمایا فاوحی الی عیدہ ما اوحی لکما ہے کہ جب آپ عرش سے بڑھے ہیبت سے زبان میں لکنت پیدا ہوئی اسوقت پروردگار نے دست قدرت اپنا آپ کے شانوں کے بیچ میں رکھا اُس کے رکھنے سے علم اولین آخرین آپ کو حاصل ہوا اور ایک روایت مرفوعہ میں آیا کہ جب میں مقام جلال اور ہیبت میں پہنچا خوف میرے دل پر غالب ہوا ناگاہ ایک غمگین نے خوش کیا کوئی چیز اُس سے زیادہ شیریں تھی کچھ خوش فرمانے کے اگلوں بچپلوں کا علم بھگو حاصل ہوا امام ابو یعلیٰ کہتے ہیں کہ مضمونی جی یہ تھا ان الجنة حرام علی الاغنیاء حتی تدخلھا علی الامم حتی تدخلھا امتناک بیشک بہشت سب پیغمبروں پر حرام ہے جب تک تم اُس میں نہ جاؤ اور سب امتوں پر حرام ہے جب تک تمہاری امت اُس میں نہ داخل ہو اور بقول امام قشیری کے مضمون دہی یہ ہے خصصتک بمحوض الکفر فکل اهل الجنة اضیافک ولھما الخدم واللبن والعسل میں نے تم کو محوض کوثر کیساتھ خاص کیا پس سب بہشتی تمہارے جہان میں اور اُن کیلئے شراب ہے اور دو دھار شہد بعض کہتے ہیں یہ خطاب ہوا کہ مجھے تمہاری امت کا دیکھنا منظور ہے ورنہ قیامت کے دن اُن سے حساب نہ لیتا اور بہشت میں بے حساب داخل کرتا جیسی میں لکھا کہ اس طرف سے ارشاد ہوا یا محمد انا وانت وما سوی ذلک خلقتمہ لاجلک لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوں اور تو ہے اور جو اس کے ہوا ہے وہ میں نے تیرے لئے پیدا کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا یا رب انت وانا وما سوی ذلک ترکک لاجلک اے پروردگار تو ہے اور میں ہوں اور جو کچھ اس کے سوا ہے میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا یہی ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الہی تو نے ابراہیم السلام کو اپنا خلیل کیا اور ملک عظیم دیا اور موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور داؤد علیہ السلام کو بادشاہی بخشی اور یوسف کو اُن کے ہاتھ میں نرم اور پہاڑوں کو اُن کے لئے مسخر کیا اور سلیمان علیہ السلام کو بڑی سلطنت عنایت کی کرچن اور انس اور شیاطین اُن کے فرمانبردار بن گئے اور ہوائیں اُن کے محکوم کسی کو ایسی بادشاہت حاصل نہ ہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام کو توریت اور انجیل سکھائی اور مردے کے زندہ کرنے اور اندھے اور کورھے کے اچھے کرنے پر قدرت بخشی اور اُن کو اور اُن کی ماں کو شیطان برجم سے پناہ دی کہ اُن پر اُس کا کچھ قابو نہ تھا جواب ہوا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے محبوب کیا اور توریت میں تیرا لقب حبیب الرحمن مذکور ہے اور تجھے تمام جہان کو خوشخبری سنانے اور ڈرانے کیلئے بھیجا اور تیرے سینہ کو کھولا اور تیرا بوجھ تجھ سے اتار لیا اور تیرا ذکر بلند کیا کہ جس جگہ میں یاد کیا جاتا ہوں تو بھی یاد کیا جاتا ہے اور تیری امت کو سب امتوں سے بہتر کیا کہ وہ اولین اور آخرین میں ہیں ہر خطبہ میں تیری عیدیت اور رسالت کی گواہی دیتے ہیں اور اُن کے دل کتابیں ہیں یعنی آیتیں قرآن کی اور مضمون اگلی کتابوں کے اُن کو حفظ میں اور تحکو

سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور قیامت کو تیرے لئے جسے پہلے حکم کیا جائیگا اور تجھ کو سبع مثانی عنایت کیں کہ کسی پیغمبر کو نہ دیں اور تجھ کو خواتیم سورہ بقرہ خزانہ زیر عرش سے بخشیں کہ تجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں اور تجھے کو ثر اور اسلام کے آٹھ سہم یعنی ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور روزہ رمضان اور حج اور امر معروف اور نہی منکر عنایت کیا اور تجھے فاتح اور خاتم کیا سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ مضمون وحی یہ تھا اَلْمَاجِدُ لَكَ يَتِيْمًا فَاَوْيْتَكَ اَلْمَاجِدُ لَكَ ضَالًّا فَهَدَيْتَكَ اَلْمَاجِدُ لَكَ عَائِلًا فَاَغْنَيْتَكَ اَلْمَافْشِرُحُ لَكَ صَدْرًا وَوَضَعْنَا عَنكَ وَزَرَكَ الَّذِي اَنْقَضَ ظِلْمَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب تم یتیم تھے تو عبد المطلب اور ابو طالب سے تمہیں پرورش کرایا اور جب تم دریائے محبت میں مستغرق اور خود فراموش ہو گئے تو تم کو عقل کامل عنایت فرما کر رسالت و نبوت سے مشرف فرمایا تنگ دستی سے ایسا غنی کیا کہ بادشاہان عالم نے غاشیہ طاعت تمہارا اپنے دوش پر اٹھایا سینہ تمہارا کشادہ کر کے نور معرفت سے بھر دیا اٹھانا با اگر ان نبوت کا تم پر آسان کیا تحت الشری سے عرش معلیٰ تک تمہاری شہرت ہے اور بقول بعض علماء مرد ما اوحی سے نماز پنجگانہ کی فرضیت ہے اکثر محققین فرماتے ہیں کہ مضمون اس وحی کا کسی کو معلوم نہیں کہ اسرار محب اور محبوب کے اوروں پر نظام نہیں ہوتے اگر خدا کو اُن کا اظہار منظور ہوتا خود بیان فرماتا جب کہ اُس نے پوشیدہ رکھا اور فرمایا کہ وحی کی اپنے بندہ کی طرف جو وحی کی تو کس کی مجال ہے کہ اُس کو دریافت کرے الحاصل بعد حصول اس دولت کے حضرت رسالت نے جناب احدیت میں عرض کیا خدایا تو نماز پڑھنے سے بے نیاز ہے اور ابو بکر یہاں کس طرح آیا فرمایا میری صلوٰۃ رحمت ہے تیری امت پر اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ ہوا الَّذِي يَصْلِيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَا لَكُمْ لَيْحًا جَعَلَكُمْ مِنَ الظَّالِمَاتِ اِلَى الْمُنُوْرُوْكَانِ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا جَبَّ تَجَهَّ وَحُشْتُ هُوَئِيْ اِيْكَ فَرَسْتُ بِدَايَا اَسْكِيْ اَوَاْرِيَ الْوَبْكِرَى اَوَاْرِيَ مَشَاهِدَ تَهْمِيْ تَاوَهُ وَحُشْتُ جَاتِيْ رَهْتِيْ جِسْ طَرَحَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ سَعَى كُوْهُ طَوِيْرًا عَصَا كَاذَرُكِيَا تَحَا اَسَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَجَّرَ اَيْلَ كِي حَاجَتِ بَهْوَلُ كِيَا عَرْضُ كِيَا خَدَايَا تَوَدَانَا هُوَ فَرَمَا يَتِيْرُ اَصْحَابُ اَوْرَاجِيَابِ كِيْلَيْ قَبُوْلُ فَرَمَائِيْ پھر بہشت دوزخ کے ملاحظہ کا حکم کیا آپ فرماتے ہیں میں نے بہشت میں ام سلیم کو دیکھا اور بلال کے چلنے کی آواز سنی اور سات محل دیکھے پوچھا کس کے واسطے ہیں فرمایا عمر بن الخطاب کیلئے کہتے ہیں جب آپ نے دوزخ کو دیکھا رو کر جناب الہی میں عرض کیا الہی مجھ کو اس کے دیکھنے کی تاب نہ آئی امت کے لوگوں سے کہ نہایت ضعیف ہیں ان عذابوں کا تحمل کب ہو سکے گا خدایا تو نے مجھ کو اُن کا پیشوا کیا اور اُن کا ہات میرے ہات میں دیا شرم میری تیرے ہات سے ہے جب عجز اور الحاح حد سے گزرا پروردگار عالم نے قبول شفاعت اور مغفرت امت کا وعدہ کیا پھر غلعت مراجعت عنایت ہوا اور آپ نے بامتناہی امر الہی عالم بالا سے اس طرف رجوع فرمائی راہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا تم پر کیا فرض ہوا فرمایا پچاس وقت کی نماز موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ہرگز ادا نہ کر سکے گی میں نے بنی اسرائیل کو خوب آزمایا ہے آپ پھر جلیسے اور تخفیف چاہئے آپ بمشورۃ موسیٰ علیہ السلام پھر گئے دس نمازیں معاف ہوئیں چالیس باقی رہیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا چالیس بھی بہت ہیں آپ پھر جادیں اور پھر سے تخفیف کی درخواست کریں اسی طرح کئی بار مدد و رفت میں پینتالیس وقت کی نماز معاف ہوئی صرف پانچ وقت کی باقی رہی اور حکم ہوا کہ یہ شمار میں پانچ ہیں مگر جو ان کو ادا کرے گا پچاس کا ثواب پائے گا اور تیری امت سے

جو شخص نیکی کا ارادہ کرے گا اسکو ایک نیکی کا اور جو ایک نیکی کرے گا اسکو دس کا ثواب ملے گا اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے گا
 ماخوذ نہ ہو گا اور جو بُرائی کرے گا ایک ہی بُرائی اُس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی جب حضرت موسیٰ کے پاس آئے انھوں نے
 کہا پانچ نمازیں بھی بہت ہیں آپ اور تخفیف چاہیں فرمایا میں نے اپنے رب سے اس قدر مانگا کہ اب مجھے اُس سے شرم آتی ہے
 پھر اسماعیل کی سیر کرتے اور وہاں کے عجائب و غرائب ملاحظہ فرماتے ہوئے زمین پر تشریف لائے زمین القصص میں عمار بن
 یاسر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ یہ آمد و رفت تین ساعت میں اور بقول ابن اسحق اور وہب بن منبہ چار ساعت میں
 واقع ہوتی کہتے ہیں جب آپ آئے زخیر حجرہ مقدسہ کی ہلتی پائی اور گرمی بستر مبارک کی زائل نہ ہوئی تھی تبیلیدہ ظاہر ہے کہ
 یہ واقعہ اُس عالم سے علاقہ رکھتا ہے اور وہاں کا ہر کام تھوڑے عرصہ میں ہو سکتا ہے جبریل علیہ السلام ایک آن میں آسمان سے زمین
 پر آتے ہیں عزرائیل علیہ السلام ایک لے قت میں صدارہ افواج مشرق میں اور صدارہ مقرب میں قبض کرتے ہیں اے عزرائیل انسان کی نظر ایک
 آن میں آسمان تک پہنچتی ہے اُس جسم مبارک نے ہزاروں درجے نظر سے لطیف تر ہے اگر تین یا چار ساعت میں آسمانوں سے
 تجاؤز کیا کیا تعجب ہے آفتاب یاں جسامت کہ ایک چھپا سٹھ مثل زمین اور چوتھائی اور آٹھواں حصہ اُسکا اور بعضوں کے
 نزدیک ایک سو بیسٹھ اور بقول افضل المہندین خیث الدین حمید کاسی تین سو چھپیس مثل اُس کا ہے ایک ساعت میں
 کس قدر مسافت طے کرتا ہے غ ایک روز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے پوچھا آفتاب لوٹ گیا عرض کیا لا اثم
 یعنی نہیں ہاں فرمایا یہ کیا عرض کیا جس وقت لا کہا تھا نہیں لوٹا تھا اس کلمہ کے تمام ہونے تک پانسو برس کی راہ قطع کر گیا
 اور ماہتاب آفتاب بھی زیادہ سریع السیر ہے لا اشمس ینبغی لہا ان یدرک القمر پس اگر ماہ آسمان نبوت خورشید
 فلک رسالت چند ساعت میں لامکان تک گئے اور لوٹ آئے کیا بعید ہے باقی رہا یہ امر کہ فلاسفہ کے نزدیک آسمان خرق
 والقیام قبول نہیں کرتا تو تجاؤز اُس سے کس طرح ممکن ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ یہ مسئلہ عدم قبول حرکت اینیہ پر مبنی ہے
 مسلمان کہ فلک اس حرکت کو قبول نہیں کرتا مگر اس سے امتناع اُس کا اجزاء فلک کے لئے لازم نہیں آتا اگر ہم فرض کریں
 کہ جزو فلک ایسے دائرہ پر جس کا مرکز مرکز عالم ہے حرکت کرے تو حرکت اُسکی تحت و فوق کی طرف کہ فلک سے محدود ہیں واقع
 نہ ہوگی اور تقدیم اُن کی تحدود کے فلک پر لازم نہ آئے گی اور یہ جواب کہ کلام حرکت طبعی میں ہے محض ناتمام ہے اسلئے کہ
 بطلان قاسر پر کوئی دلیل قائم نہیں علاوہ بریں آمد و رفت ملائکہ آسمان کے زمین پر اتفاق عقلاً ثابت ہے اور روشنی
 آفتاب کی چوتھے آسمان سے بلکہ مشتری کی چھٹے آسمان سے زمین تک پہنچتی ہے پس اگر وہ جسم نورانی کہ کہ روڑوں درجہ ملائکہ اور
 آفتاب مشتری سے لطیف تر ہے بے خرق آسمان اُس سے تجاؤز کرے کیا استحلال لازم آوے المدعاجب اس مہر سپہ نبوت نے
 صبح کورات کا ماجرا بیان فرمایا کفار ہنسنے لگے اور بعض ضعیف الاسلام مرتد ہو گئے کہ جس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنا
 نور تصدیق کی اور لقب بصدیق ہوئے معالم التنزیل میں ہے کہ آپ نے مراجعت کی وقت جبریل سے کہا میری قوم اس واقعہ
 کی تصدیق نہ کرے گی عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں کہتے ہیں ابو جہل نے آپ سے
 عرض کیا کہ آپ یہ حال اوروں کے سامنے بھی کہہ دینگے فرمایا کہ ہونگا اُس نے سب قریش کو ملایا آپ نے حال بیان فرمایا انھوں
 نے نہایت تعجب کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا تمہارے یا مدگان کرتے ہیں کہ وہ رات بیت المقدس کی سیر کر آئے

ہیں فرمایا اگر وہ فرماتے ہیں تو سچ ہے بلکہ ۔۔۔۔۔ ساعت میں ساتوں آسمان کی سیر کر آیا بیشک میں یقین کروں گا ۔۔۔۔۔

پھر قریش آپ کے پاس جمع ہوئے اور ان لوگوں نے کہ ۔۔۔۔۔ اے تحریت المقدس کی صفت حضرت سے استفادہ کی

آپ نے بیان فرمائی ایک جگہ تامل واقع ہوا جب شیل امین نے حضرت المقدس کو اپنے پروں پر اٹھا کر بیت عقیل کے پاس رکھ دیا

پھر قریش نے اپنے قافلوں کا حال پوچھا فرمایا قافلہ بنی فلال کا اونٹ منزل روحا میں گم ہو گیا ہے لوگ اُس کو ڈھونڈتے پھرتے

ہیں اور تمہارا خاص قافلہ میں نے تعیم میں دیکھا ہے کل اُسے گا کفار دوسرے دن شیلوں پر چڑھے قافلہ نظر آیا بہت خوش ہوئے

کہ اب کوئی دم میں آفتاب نکلتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل جھوٹا ہوتا ہے اس اثنا میں ایک نے کہا وہ آفتاب نکلا دوسرے

نے کہا وہ قافلہ آیا پھر جو باتیں آپ کے سنی تھیں اہل قافلہ سے دریافت کیں انہوں نے آپ کی تصدیق کی قریش کو سخت راست

ہوئی و خسر هنالك الكافرون يريدون ان يطفئوا نورا لله باقوا هم واللہ متمذون ولا دلوكم المشرکون

نکتہ پروردگار عالم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج لوح و قلم بہشت و دوزخ اور تمام عجائب ملک ملکوت

اور غرائب جبروت و لاہوت ملاحظہ کرائے اور اپنے حضور میں بلا کرا سوا قدرت اور ذاتی حکمت ظاہر فرمائے کہ آپ خدا

کے محبوب تھے اور محبوب کو محب کے اسرار پر مطلع اور اُس کے ملک خزانہ اور فرج و ظفر سے واقف ہونا ضرور ہے نکتہ

اس واقعہ سے نفوس قدسیہ اور اجرام فلکیہ کی تکمیل منظور تھی کہ جس طرح سفلیات اسکال میں آپ کے محتاج ہیں علویات بھی

اُس محتاج استغادہ اور استغاضہ کرتے ہیں لطیفہ شوق رہبر کامل اور محبت مواصلت کو مقننی ہے جب اشتیاق آپ کا

کامل ہوا اور عشق حقیقی انتہی کو پہنچا دولت وصل باحقائی اور تواضع مستلزم رفعت اور موجب عنایت ہے جب بندگی حد

کو پہنچی انتہا کی بلندی کہ مافوق اُس سے بندہ کیلئے متصور نہیں حاصل ہوئی خاتمہ یہ واقعہ آخر مباحثہ اور آخر خصائص کو

حتمین ہے مبحث اول طبری اور حنفی اور سنی کہتے ہیں کہ معراج ماہ شوال میں ہجرت سے ایک برس پانچ مہینہ

پہلے اور بعضوں کے نزدیک نبوت سے ڈیڑھ برس بعد اور بقول قاضی عیاض و قرطبی و نووی نبوت سے پانچویں برس اور

سید جمال الدین محدث اکثر علماء کے نزدیک ماہ ربیع الاول سال دوازدہم میں واقع ہوئی مگر حافظ عبد العلی مقدسی اور

ابن حرم نے بارہویں برس کے شب بست و معتم ماہ رجب اختیار کی اور یہی صحیح ہے اسی طرح ایک روایت میں شب جمعہ

دار ہے اور بعض شب شنبہ میں کہتے ہیں اور ابن وجہ شب دو شبہ اختیار کرتے ہیں اور یہی معتبر ہے مبحث دوم ترمذی نے

انس سے اُمتوں نے ابوذر سے مرفوعاً روایت کیا کہ میرے گھر کی چھت پھٹی اور واقدی کی روایت میں ہے شب ابی طالب

اور بخاری کی روایت میں حطیم یا حجر اور ان کی دوسری روایت میں بیت اللہ کے قریب سے واقع ہوئی شفا میں اہلانی بنت

ابیطالب سے منقول ہے کہ حضرت اُس رات میرے گھر میں تھے حافظ ابن جریران روایات میں اس طرح تطبیق کرتے ہیں کہ

آپ اُس رات اہلانی کے گھر تھے اور ان کا گھر شعب ابی طالب میں ہے اُسکی چھت پھٹی اور فرشتے اُترے اور اضافت اُسکی

اپنی طرف ہجرت سکونت کے ہے پھر فرشتے آپ کو مسجد حرام میں لے گئے پھر آپ حطیم یا حجر کے قریب براق پر سوار ہوئے

روایت ابن اسحق کی حسن بصری سے مرسلان تھیں اس تطبیق کی ہے کہ جبریل آپ کی خدمت میں آئے پھر آپ کو مسجد میں لائے

اور براق پر سوار کیا مبحث سوم شرف المصطفیٰ اور روضۃ الاجاب اور بیہقی اور ابن اسحق کی روایات میں آیا کہ آپ نے

سیرھی پر عروج فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل میرا ہات پکڑ کر لے گئے اور بعض روایات میں وارد ہے کہ انھوں نے آپ کو اپنے پروں پر بٹھایا اور اکثر احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ براق پر سوار ہو کر تشریف لے گئے تطبیق مسجد حرام یا بیت المقدس سے چلتے وقت جبرئیل نے آپ کا ہات پکڑ کر براق پر سوار کیا اور براق نے سیرھی پر عروج کیا ہو گا اور شاید کسی جگہ جبرئیل نے آپ کو اپنے پروں پر بٹھایا ہو گا مبحث چہارم بل ت حذیفہ براق کے باندھنے سے انکار کرتے ہیں مگر ابن کثیر اور حقی نے اس کو ثابت کیا اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ جبرئیل امین نے اس پتھر میں کہ باب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پڑا تھا سوراخ کیا اور براق کو اس سے باندھا تنبیہ باب محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کے اس دروازہ کو جس سے آپ تشریف لگے تھے کہتے ہیں اور سوراخ کرنے سے سوراخ کا کھولنا مراد لیتے ہیں کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ اور نبی غیر علیہ السلام بھی اپنے براق اسی حلقہ سے باندھتے تھے مبحث پنجم اسی طرح حذیفہ رضی اللہ عنہ نماز بیت المقدس سے انکار کرتے ہیں اور جہور کے نزدیک ثابت ہے ہاں اس باب میں کہ وہ نماز جماعت کیسا تھے یا بلا جماعت اور فرض تھی یا نفل اور بر تقدیر فرضیت عشا تھی یا صبح اور جو نفل تھی تو دو رکعت تھی یا چار رکعت اختلاف ہے قسطلانی کہتے ہیں جو پیش از عروج کہتا ہے عشا اور جو بعد از مراجعت کہتا ہے صبح اختیار کرتا ہے یہی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اور جبرئیل نے دو رکعت بے عبادت کے پڑھیں اور برائے کی روایت میں ہے کہ اذان و جماعت کیساتھ آسمان پر پڑھی اور آدم اور نوح علیہما السلام مقتدیوں میں تھے اور آغاز قصہ میں مذکور ہے کہ بیت المقدس میں ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سلیمان اور داؤد علیہم السلام کی امامت کی تطبیق ظاہر اول آپ نے اور جبرئیل نے بیت المقدس میں تحیت المسجد ادا کی پھر نماز تہجد کر آپ پر فرض تھی جماعت انبیاء کیساتھ پڑھی پھر ملا علی میں بیٹھیں اور غزوان کی امامت کی جب بیت المقدس میں آئے شکر کے نفل پڑھے ابن کثیر تصریح کرتے ہیں کہ بیت المقدس میں قبل از عروج اور بعد از رجوع نماز پڑھنا ثابت ہے اور یہ بھی وارد ہو کہ ق شب معراج آپ نے بیت المعمور اور زرق فی مدین اور مولد عیسیٰ علیہ السلام میں بھی نماز پڑھی ہے مبحث ششم انام احمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آپ خانہ سے فارغ ہوئے دو برتن کر ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد پیش کئے گئے برائے کی روایت میں ہے تین برتن ایک میں دودھ دوسرے میں شراب تیسرے میں پانی اور روضۃ الاجاب میں ہے دو پیلے کہ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب اور بخاری کی حدیث میں آیا جب سدرۃ المنتہی تک پہنچے تین برتن کر ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شہد تیسرے میں شراب حاضر کئے گئے تطبیق روضۃ الاجنب میں لکھا اور قسطلانی نے حافظ عماد الدین بن کثیر سے نقل کیا کہ برتن دو بار پیش ہوئے ایک بار مسجد اقصیٰ میں اور دوسری بار متصل سدرہ کے باقی رہا اختلاف روایات ان کی تعداد میں سو صاحب روضۃ الاجاب نے یہ توجہ کی ہے کہ بعض رواۃ نے اختصار کیا ورنہ نظر عدد انہار سب چار برتن مناسب ہیں میں کہتا ہوں یہ توجہ محض ریگہ ہے اور طریق تفصیلی بعض روایات کی ترجیح میں منحصر ہے مبحث ہفتم مسلم کی روایت میں آیا کہ بہشت میں چار نہریں دیکھیں نیل اور فرات اور سیحان اور صحن اور بعض روایا میں وارد ہو کہ آسمان دنیا پر دو نہریں دیکھیں جبرئیل نے کہا نیل اور فرات یا کہا ان کی اصل ہیں تطبیق بعض کہتے ہیں کہ اصل ان کی آسمان پر ہونا اور وہاں سے ان میں پانی کا آنا ممکن ہے مگر صحیح یہ ہے کہ وہ نہریں زمین کے نیل و فرات سے مغائر ہیں کہ آسمان دنیا سے نکل کر بہشت کو گئی ہیں مبحث ہشتم سبیلی اور ادن

القام الاوراح

کے استاد شیخ ابوبکر بن عربی اور امام ثوری فرماتے ہیں کہ اسرار دو بار واقع ہوا ایک بار خواب میں اور ایک بار بیداری خواب میں
آپ کو معراج ہوئی اور جو خواب میں دیکھا تھا نبوت کے بعد بیداری میں دیکھا جس طرح واقعہ حدیث پہلے خواب میں دیکھا پھر اسی طرح
بیداری میں واقع ہوا لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الْوَقَا بِمَا نَحَقَ كَتَدَّ خَلَقَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ انْشَاءَ اللَّهُ آمِينَ مُحَمَّدٌ مَحْفُوفٌ
رُؤْسُهُمْ وَمُقَصَّرِينَ محقق دہلوی کہتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ معراج بیداری میں جسم کیساتھ کیا اور خواب میں روح کیساتھ بار بار
حاصل ہوا لیکن اسکی تعداد کسی دلیل قطعی سے متعین نہیں ہو سکتی پہلا خاصہ شوق صدر کہ صحیح بخاری اور غفرار قاضی کی حدیثوں
میں اگر اسکا وارد ہوا اور حافظ ابن حجر نے ان لوگوں پر جو اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں طعن کیا دوسرا خاصہ براق یا ساز و براق پر سوار ہونا
ہر چند اور انبیا کا براق پر سوار ہونا ثابت ہے مگر ابن حجر کہتے ہیں کہ اس براق پر سوا حضرت کے کوئی شخص سوار نہ ہوا اور وہ جو
احادیث میں وارد ہے کہ جبریل نے کہا کہ پہلے اس سے تو انبیاء کی فرمانبرداری کرتا تھا اور میں نے اپنے دابہ کو اس سے باندھا
جس سے اور پیغمبر بھی اسے باندھتے تھے اور تھا بعد العہد پیغمبروں کی سواری سے کہ کوئی اس پر یا م قدرت میں سوار نہ ہوا تھا
اس کی تاویل کرتے ہیں کہ مراد اس سے نوع براق ہے نہ خاص وہ براق لیکن یہ تاویل صحیح نہیں بلکہ سبیلی نے حزم کیا کہ اسی
براق پر سوار ہوتے تھے مگر ابن ولکام کیساتھ آنا اس کا آپ کیلئے مخصوص ہے تیسرا خاصہ ابن سعد نے شرف المصطفیٰ
میں روایت کیا کہ جب حضرت سوار ہوئے جبریل نے رکاب اور میکائیل نے لگام پکڑی اور روایت امام احمد کی کہ جبریل اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی پیٹھ پر تھے منافی اس کے نہیں جائز ہے کہ رکاب تمام کر آپ کو سوار کرایا ہو پھر آپ بھی سوار
ہوئے ہوں مگر تاویل ابن حجر کہتے ہیں کہ اس سے مراد کھینچنا یا ہنگانا براق کا ہے اس لئے کہ معراج حضرت کی تکریم کے لئے ہے
اس میں شریک ہونا غیر مناسب نہیں معلوم ہوتا اس جگہ مقبول نہیں حافظ ابن حجر کہتے ہیں صحیح حدیث ابن حبان کی وارد ہے کہ
جبریل نے آپ کو براق پر سوار کیا اور خود ردیف تھے اور عمارت نے اپنی مستند میں روایت کیا کہ جبریل کے پیچھے سوار ہوئے چوتھا خاصہ
بیت المقدس اور زمین اور آسمان پر اپنے پیغمبروں کی امامت کی اور وہ جو جنتی نے ابوسعید خدری سے روایت کیا کہ جبریل نے اور
آپ نے بیت المقدس میں دو رکعت نماز جماعت پڑھی سو اس نماز کے ہی شاید تحتہ المسجد ہو یا پنجواں خاصہ آپ نے
جناب باری کو ظاہر کی آنکھ سے دیکھا کہ اس عالم میں یہ امر کسی کو نصیب ہوا اور نہ ہو گا ام المؤمنین عائشہ نے اس کا انکار کیا مفا
اور جب مسروق نے کہا اے ام المؤمنین کیا ہمارے حضرت نے اپنے رب کو دیکھا فرمایا تو نے وہ بات کہی جسے منکر میرے بدن کے
بال کھڑے ہو گئے جو شخص تین باتوں کا دعویٰ کرے جھوٹا ہے جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پروردگار کو دیکھا وہ جھوٹا ہے
کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار اور جو کل کی بات بتائے وہ جھوٹا کہتا ہے وما تدري
نفس ما اذا تكسب غدا اور جو کہے کہ حضرت نے رسالت میں سے کچھ چھپایا وہ جھوٹا ہے یا ايها الرسول بلغ ما انزل
اليك ليكن جبريل كود و بار بیشک دیکھا اور یہی قول عبد اللہ بن مسعود اور ابو ہریرہ سے مشہور ہے اور سعید بن جبیر توقف کرتے ہیں
قرطبی اس مذہب کو اکثر محققین سے نقل کر کے ترجیح دیتے ہیں کہ دلائل طرفین معارض ہے اور علیات سے نہیں کہ دلیل ظنی
پر کفایت کریں مگر انس اور ابن عباس اور جہور صحابہ تابعین اور امام المسلمین ابو الحسن اشعری اور ان کے اتباع کہتے ہیں کہ
حضرت نے اپنے پروردگار کو بچشم سر دیکھا اور اب اس مذہب پر متاخرین کا اجماع و اتفاق ہو گیا جلال مروری کسی نے امام احمد بن

قبیل سے پوچھا کہ آپ عائشہ کے قول سے کیا جواب دیتے ہیں فرمایا حضرت کا ارشاد میرے نزدیک عائشہ کے قول سے زیادہ ہے آپ فرماتے ہیں انی روایت دینی میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا اور ابن عباس کہتے ہیں کہ بیشک حضرت نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور وہ جواب ابن عباس سے ابو العالیہ نے تفسیر کریمہ ماکنہ فی القواد ما دأئی میں نقل کیا کہ آپ نے جناب باری کو دوبارہ چشم دل دیکھا وہاں علاوہ اس روایت کے مراد ہے چنانچہ طبرانی کی روایت میں تصریح ابن عباس سے وارد ہے کہ دوبارہ دیکھا ایک بار ساتھ دل کے اور ایک بار ساتھ آنکھ کے شیخ محی الدین نووی کہتے ہیں کہ عائشہ نے نہ حدیث سے تمسک کیا نہ اس باب میں حضرت سے کچھ روایت فرمایا اجتہاد صرف اُن کا ایسے معاملہ میں مقبول نہیں کہ مرتبہ حضرت کا قیاس سے بالاس ہے جائز ہے کہ حضرت کو وہ مقام ملے جو عقل اور قیاس میں نہ آوے خصوصاً شب معراج کہ وقت خلوت خاص کا ہے اور روایت الہی اُس عالم میں ممکن ہے توقف اُسکا آخرت پر کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں کیا سیحی فانتظر چھٹا خاصہ جسم کے ساتھ ساتوں آسمان اور بیت المعمور بلکہ سدرۃ المنتہی سے تجاوز فرما کر لامکان پر پہنچے اس باب میں بھی عائشہ صدیقہ سے ایک روایت وارد ہے کہ میں نے اپنے بستر سے بدن حضرت کا گم نہ کیا اس لئے بعض علما نے کہا کہ معراج فقط روح کے ساتھ واقع ہے اور یہ اختلاف دوسرے اختلاف پر مبنی ہے جو کہتا ہے کہ بیداری میں واقع ہوئی وہ جسم کے ساتھ تسلیم کرتا ہے اور جو خواب میں کہتا ہے وہ صرف روح کیساتھ کہتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اسرا مکہ سے بیت المقدس تک بیداری میں ساتھ جسم کے تھی اور آگے اُس سے خواب میں ساتھ روح کے اور شاید اس قائل نے وقوع دونوں کا دورات میں تجویز کیا ورنہ بعد سیر بیت المقدس کے استیلاء خواب کا سیر سموات کیلئے بے معنی ہے ہاں اس تجویز سے جواب عائشہ صدیقہ کے قول کا تجویزی ہو سکتا ہے کہ اسرا ہجرت سے پہلے واقع ہے اور عائشہ کو ہم بستی حضرت سے بعد ہجرت کے محال ہوئی بلکہ اُسی رات عروج جسم شریف کا آسمانوں سے واقع ہوا اور عائشہ اُس وقت تک ہم بستر ہوئی تھیں کہ اس حال سے واقف ہو تیں شاید وہ کسی اور معراج کی نسبت کہ بعد از ہجرت واقع ہوئی ہو فرماتی ہیں اس لئے کہ عالم خواب میں آپ کو بارہا حاصل ہوئی لیکن یہ دونوں مذہب معجز نہیں جہاں ہر سلف و خلف کے نزدیک یہ سیر اور عروج دنیا سے دنی فتنہ کی تک عالم بیداری میں بدن شریف کے ساتھ ثابت ہے عمر بن الخطاب اور ابن مسعود اور عبداللہ اور ابن عباس اور جابر اور ابو ہریرہ اور انس بن مالک اور مالک بن معن و ابو جریجہ بدی صحابہ سے اور حسن اور براءؓ اور مجاہد اور کلثمہ اور ابن جریج اور سعید بن مسیب اور ابن عباس اور سعید بن جبیر اور ضحاک و مسروق و قتادہ کا تابعین کے یہی مذہب ہے قال اللہ تعالیٰ سبحان الذی اسری بعبداً اگر صرف روح مبارک کو لیجاتا بروح عمدہ فرماتا تو اسے سبحانہ ما زاد فی البصر وما طعن فی البصر جہانی کی صفت ہے اور پروردگار تقدس و تعالیٰ اُس کی نفی فرماتا ہے اور یہ باتیں کہ آپ براق پر سوار ہوئے اور انبیاء کی امامت کی اور جبرئیل نے آسمان کے دروازے آپ کے لئے کھلوائے اور فرشتوں نے خوب دریافت کر کے کھولے اور درفرف پر سوار ہو کر حجاب قطع کیے سیر جہانی پر دلالت کرتے ہیں اس میں کوئی معذور عقلی و شرعی لازم نہیں آتا کہ جس کے سبب سے ضرورت تاویل کی ہو۔ انصوص شمل علی غلو ہر مامتی امکان قاعدہ مسلمہ ہے ساتواں خاصہ اُس رات خالق کا مناسبت آپ کو بہشت و دوزخ کی سیر کرائی یہ بات بھی اور پیغمبروں کو غایت نہ فرمائی آنکھوں خاصہ خدا سے ہمکلامی اگرچہ یہ دولت حضرت موسیٰ

[illegible]

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی امت سے جو میری زیارت کو آیا اسے میں بخشا لوں گا اور جو نہ آیا اس کی آپ شفاعت کریں اور بخشنا لیں کہتے ہیں اس دن حاجی لوگ کعبہ کے پردوں سے لپٹے ہوئے اور اس کے ساتھ بہشت میں جائینگے اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو مسلمان دوزخ سے نجات پائینگے وہ ان مسلمانوں کیلئے جو دوزخ میں رہ جائیں گے خدا تعالیٰ سے اس طرح شفاعت کریں گے جیسے کوئی حق اپنے حق ثابت کیلئے اس سے جس پر حق آتا ہے جھگڑتا ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ بہشتی لوگ اپنے اہل و عیال کا حال فرشتوں سے پوچھیں گے وہ کہیں گے اپنے اپنے مکانات میں کہ ان کے اعمال کے موافق ہیں پہنچے کہیں گے میں بے ان کے لذت و آرام نہیں آئیں ہمارے پاس پہنچا دو فرشتے جناب الہی سے اجازت لیکر ان کے اہل و عیال کو ان سے ملا دیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الحقنا بہم ذریتہم وما التھم من عملہم من شیء جواب وقا شفاعت پانچ قسم ہے ایک واسطے دفع ہول اور شدائد موقف کے جہو و راسی کو مقام محمود کہتے ہیں دوسرے ایک قوم کو بے حساب داخل کرنے کیلئے تیسرے مستحق عذاب کو عذاب سے بچانے کیلئے چوتھے دوزخیوں کو دوزخ سے نکالنے کیلئے پانچویں رفع درجات اہل جنت کیلئے اور قاضی عیاض نے چھٹی قسم یعنی تخفیف عذاب کی واسطے اور کئی جیسے البوطالب کیلئے واقع ہوگی اور بعضوں نے اور تیسری بھی ذکر کریں از بخلا آپ ایک قوم کیلئے لائق اعمال کی شفاعت کریں گے اور ایک گروہ کے حساب میں بشفاعت اس جناب کے کی جاوے گی اور ایک جماعت کی واسطے تفصیلات اور تفصیلات عبادات سے اعراض کیا جائے گا اور اہل اعراف کہ نیکی بدی ان کی برابر ہے سبب شفاعت کے بہشت میں داخل ہوئیں گے اور بچے مشرکوں کے ان کی شفاعت سے اپنے ماں باپ کی ہمراہی سے نجات پائیں گے اور بعض لوگ آپ کی شفاعت سے بے حساب کے بہشت میں داخل کئے جائیں گے یہاں تک کہ بعضوں کے نزدیک شفاعت کی قسمیں میں تک پہنچتی ہیں امام نووی فرماتے ہیں کہ دوسری اور پانچویں قسم حضرت کیلئے مخصوص ہے میں کہتا ہوں کہ گیارہویں قسم کی خصوصیت بھی آپ کے ظاہر ہے اور اول قسم کی خصوصیت تو بالفاق علماء اور بحديث صحیح ثابت ہے کہ جبریل اہل محشر درازی مصیبت سے تنگ آئیں گے اس وقت باید شفاعت آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں گے اور وہ ان کی نفسی کے کچھ جواب پائیں گے لکن لیکن حکمت الہی مقتضی اس امر کی ہوگی کہ اول لوگ اور پیغمبروں کے پاس جائیں گے اور سب کا یوں اور نا آئید ہو کہ آخر میں حضرت کا واسن پھر میں کہ سب پر ظاہر ہووے کہ یہ دولت اسی جناب کی واسطے خاص ہے اگر وہ پیغمبر بھی اس میں شریک ہوتے انکار کرتے اور آپ کی فضیلت تمام عالم کو معلوم ہو کہ جس کام سے سب مقربان الہی نے انکار کیا آپ نے بے تکلف انجام دیا جواب دوم آپ فرماتے ہیں ست کر قیامت کے دن پیغمبروں کا سردار خطیب صاحب انکی شفاعت کا ہوں یعنی اس روز کوئی پیغمبر ---

-- کے دم در مارے گا جب میں دروازہ شفاعت کا کھولوں گا اور --- پیش دستی اور سبقت کروں گا اور وہ لوگ بھی شفاعت ---

--- ایک بادشاہ جبار قاہر کے حضور میں گنہگار غلام اور رعیتی اس کے پکڑے آویں اور کوئی امیر وزیر بسبب بیعت سلطانی کے ان کی شفاعت دکر سکے گا ناگاہ محبوب اس بادشاہ عرش بارگاہ کا دربار میں آوے اور پیاری پیاری باتوں سے بادشاہ کو رحم کی طرف متوجہ کرے جبکہ اور ارکان دولت مزاج حضرت کا بخشش کی طرف متوجہ پاویں اپنے اپنے توسلوں کی بقدر اپنے مرتبہ اور بہت کے سفارش کریں درحقیقت یہ شفاعت اثر اس کی شفاعت کا اور یہ سفارش ایک پر توہ اس کے سفارش کا ہے بلکہ حقیقت میں حقیقت شفاعت کی اس کے لئے مخصوص ہے کہ الایضاً جواب سوم ہو کہ کتابہ کے شفاعت

آپ کیلئے خاص ہوا اور انبیاء اور علماء اور شہداء و صلحا اپنے اپنے متوسلوں کی آپ کے حضور میں شفاعت کریں اور فعلیت اس امکان کی دو گواہ سے ثابت ہے اول یہ کہ قول اس جنابک وصاحب شفاعت ہم اس معنی کو بھی متحمل ہے دوسرے وارد ہے کہ جب اہل مشرق آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے مایوس ہو کر حضرت کی خدمت میں آئیں گے عرض کریں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدائے مجھ کو اور اول اور آخر میں مغفورا و راحم اور خاتم النبیین ہو اگر تم نے جواب دیا تو ہمارا کہیں ٹھکانہ نہ رہا آپ فرمائیں گے میں ہی ہوں آج شفاعت کیلئے یعنی آج شفاعت کرنا میرا ہی کام ہے پھر آپ جناب الہی میں سجدہ کریں گے حکم ہو گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائیگی اور مانگو تم کو دیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ آپ سر اٹھا کر عرض کریں گے الہی جبرئیل نے تیرے۔۔۔۔۔ مجھے وعدہ دیا تھا کہ تو مجھے قیامت کے دن راضی اور خوش کرے گا سو میں اس وعدہ کا ایفا چاہتا ہوں ارشاد ہو گا جبرئیل نے سچ کہا تھا میں بیشک نہیں راضی اور خوش کروں گا اور شفاعت تمہاری قبول فرماؤں گا پھر آپ اپنے ہاتھ سے بہشت کا قفل کھول کر لوگوں کو اس میں داخل کریں گے اور اپنی امت کے حال پر متوجہ ہوئیں گے تو معلوم ہو گا کہ اس وقت جو تھائی آپ کی امت سے ہیں اور ابھی ہزاروں آدمی دوزخ میں جل رہے ہیں اس وقت بسبب کمال شفقت کے نہایت غمگین ہوئیں گے اور جناب الہی میں عرض کریں گے خدایا میری امت کو دوزخ سے نجات دے حکم ہو گا جس کے دل میں جو برا بیان ہے اسے نکال لے اور آپ کی پیروی کر کے اور پیغمبر بھی اپنی اپنی امت کی شفاعت کریں گے پھر آپ حکم جناب الہی فرشتوں کے ساتھ دوزخ پر تشریف لے جا کر فرمائیں گے اے یارو اپنے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو یاد کرو اور بتے بھلاؤ کہ فرشتے آگ سے نکالیں شہید تشر آدمی کی اور حافظہ دس کی اور علماء و اولیاء اپنے مرتبوں کے موافق صد ہا ہزار آدمی کی شفاعت کریں گے اور فرشتے اُن کے کہنے کے موافق لوگوں کو آگ سے نکالیں گے اس شفاعت میں بلکہ سب جگہ گنہگار ان اہلبیت پہلے نجات پائیں گے پھر آپ شفاعت کریں گے حکم ہو گا جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو دوزخ سے نکال لو پھر اصحاب اور علماء اور اولیاء موافق ارشاد کے اپنے اپنے متوسلوں کو دوزخ سے نکلوائیں گے پھر آپ شفاعت کریں گے حکم ہو گا جس کے دل میں ذریعہ ایمان ہو اسے بھی نکال لو اسی طرح بہت خلق کو دوزخ سے نکال لیں گے صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جو کسی سے توسل نہ رکھتے تھے اور سوا کلمہ گوئی کے کچھ نیکی نہ کرتے تھے آپ انکی شفاعت کریں گے حکم ہو گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بخشش اُن کی شفاعت پر نہیں صرف میری رحمت پہنچے قسم اپنی عزت و جلال و کبریا ئی و عظمت کی کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے میں اسے بخش دوں گا اس جگہ سے قول صاحب تقویٰ تہ الایمان کا بخوبی باطل ہوا حیث قال تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کلا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا اور بادشاہ کے آئین کو سراور آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر وار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں چاہتا اور رات دن اسی کا مونہہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرماتا ہے سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کر سکتا کہ کہیں لوگوں کے دل میں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جائے سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اسکی سفارش کا نام کر کے اس چوڑی کی تقصیر معاف

کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس واسطے نہیں کی کہ اس کا قراتی ہے یا آشنا یا اسکی حمایت اس نے اٹھائی ہے بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی جو چور کا حمایتی بنکر اسکی سفارش کرتا تو آپ بھی چور ہو جاتا اسکو شفاعت بالاذن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروا تھی سے ہوئی تھی سوائے کی جناب میں اس قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اس کے ہی معنی ہیں اور چند سطر کے بعد کہتا ہے وہ بڑا غفور رحیم ہے سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دے گا اور سب گناہ اپنی رحمت سے بخش دیگا اور جھکو جائے گا اپنے حکم سے اسکا شفیع بنا دے گا انتہی کلام نصف ماہر علم دین پر بخوبی ظاہر کہ کلام اس علامہ زمان کا قواعد دین تین اور اصول شرع ہیں اور عقائد اہل اسلام اور تصریحات سلف کرام سے کس درجہ خلاف ہے تو کہ کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں دھونڈتا پناہ دھونڈتا بھی دوسم ہے ایک یہ کہ دوسرے ہم جنس کی پناہ دھونڈتے کہ جس کی حمایت سے بادشاہ کے غضب سے محفوظ رہے اور بادشاہ بسبب اسکی حمایت کے غضبیلانی کی قدرت نہ کہے سو اس قسم کی حمایت پروردگار کے مقابل میں بیشک محال ہے لیکن لفظ امیر وزیر کا مناسب اس قسم کے نہیں کہ ان سے پناہ پکڑنا اور حمایت چاہنا اس امید پر اور اس غرض کیواسطے نہیں ہوتا بلکہ وہ دوسری قسم ہے کہ ان مقربان سلطانی کے وسیلہ سے حال نارائنا حضور میں عرض کرے شاید اسکی عاجزی اور خرساری پر کہ بسبب کمال شرمندگی اور دوسیا ہی اور خوف و محبت بادشاہی کے اس کے حضور میں دم نہیں مارتا اور اس سے کہتا ہے کہ تم حال میرا حضور میں عرض کرو بادشاہ کو رحم آئے یا ان مقربان کے خوش کرنے اور عزت بڑھانے کیلئے اس کے حضور سے درگزر فرمائے اور یہ قسم ثابت ہے اسی کو شفاعت کہتے ہیں کریمہ دلوانہما اذ ظلموا انفسہما جاولا اسی قسم کے توسل کی طرف اشارہ کرتی ہے اور حدیث صحیح سے جسے شیخین نے روایت کیا تبصرہ ثابت ہے کہ لوگ قیامت کی سختی سے تنگ آ کر پیچوں کے پاس جائیں گے آخر حضرت کی شفاعت سے نجات پائیں گے یہی کہتے ہیں کہ آیت کریمہ لا تملك نفس لنفس شيئا شفاعت کی نفی نہیں کرتی کہ جسطرح دنیا میں بعض آدمی اپنے نفس اور متعلقوں سے زور و قوت کے ساتھ دوسرے کے اضرار کو روک سکتے ہیں یہ بات قیامت کے دن نہ ہوگی اور شفاعت اس بات سے نہیں کہ وہ تو شفاعت کرنا والے کی عاجزی ہے اس کے آگے جس سے شفاعت کرے قولہ لکڑائین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کر سکتا کہ کہیں لوگوں کے دل میں قدر اس آئین کی نہ گھٹ جائے اول لفظ نہیں کر سکتا جناب احدیت کی نمایاں نہیں يفعل ما يشاء و بحکمہ ما يريد و هو علی کل شئی قدیر اس کی شان ہے اس کے افعال علت و سبب سے غایت اور غرض پر موقوف نہیں نہ کوئی امر وہاں مانع ہو سکتا ہے نہ کوئی بات اس پر واجب شرح موافق کے یا تجویز موقوف کے چھٹے حصہ کے آٹھویں مقصد میں تصریح اس کی موجود ہے حتیٰ کا اہلسنت کے مذہب میں کفر کا بخشنا جانا عقلاً جائز ہے معتزلہ ممنوع عقلی کہتے ہیں اہلسنت ان کے مذہب کی تردید کرتے ہیں جیسا کہ شرح عقائد نسفی اور خیالی سے ظاہر ہے ان صاحب کی بیباکی دیکھو کہ لایسلی عما یفعل بھول گئے اور کفش برداری معتزلہ کی کرنے لگے کہ کہتے ہیں کہ اگر گھبراہٹ عذاب بخشنے جائیں تو وعید میں خلف واقع ہوا اور خدا کی بات بدل جائے اور جواب ان کا یہ ہے کہ آیات عفو بکثرت میں اگر آئیں آیات وعید کا منحصص قرار نہ دیں تو کلام میں تناقض لازم آئے مطلب آئین کا یہ ہے کہ گنہگاروں کو عذاب ہو گا سو ان کے جھکو اپنے فضل سے بخشا اور جبکہ اس آئین میں عفو بھی ہے اور سزا بھی ہے اور صاف لکھا ہے کہ جسے ہم چاہیں گے بخش دیں گے تو عفو سے قدر آئین کی

کیوں گھٹے کی لطف یہ ہے کہ یہ بنگلہ وار آیت کریمہ ان اللہ لا یغفر ان یشرب بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء کے بیان میں لکھا ہے کہ باقی گناہ اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے معاف کرے چاہے سزا دے وہی اللہ معاذ اللہ اس جگہ بے سببے گزرتے نہیں کر سکتا دوسرے وہ جیلہ وحوالہ سے پاک ہے اس کے فعل پر کون حرف رکھ سکتا ہے لایسک عمل الفعل تیسرے اسی حدیث سے ثابت کہ بعد شفاعت کے ایک جماعت کو محض بے سبب بخشد یگانا اس وقت قدر آئین کی نہ گھٹے کی شفاعت کو رعایت آئین جیلہ مغفرت کرنا پھر اس آئین کو توڑ دینا بادشاہان مجازی کو زرب نہیں دیتا بادشاہ حقیقی کب تجویز کرے گا تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کثیراً دوسری حدیث بخاری و مسلم کی زیادہ مصرح ہے جس میں بعد ذکر شفاعت یونین کے موجود کہ خدا تعالیٰ فرمائے گا فرشتوں نے شفاعت کی اور پیغمبروں نے شفاعت کی اور مسلمانوں نے شفاعت کی اور نہ باقی رہا مگر رحم الراحمین پھر ایک ٹھہری دوزخ سے بھر گیا اور ایسے لوگوں کو نکالے گا جنہوں نے کبھی بھلائی نہ کی اور یہ بھی وارد ہوا کہ جب وہ دوزخ سے نکلیں گے جل کر کوئلے ہو گئے ہوں گے پھر انہیں نہر الحیوۃ میں ڈالے گا کہ موتی کے مانند چمکنے لگیں گے ہشتی کہیں گے یہ اللہ کے آزاد کئے ہوئے ہیں داخل کیا اس نے ان کو بہشت میں بے کسی عمل بے کسی چیز کے کہے کہ چمکے ہوں قولہ سو اس امیر نے اس چور کی شفاعت اس واسطے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا الا جو اس شخص نے جیلہ سازی کو معاذ اللہ شفاعت کی تقریب ٹھہرایا اور جو درحقیقت تقریب شفاعت اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس کی نفی کی سچ فرمایا حضرت عمر نے م م س بدور سافرہ اس امت میں ایک قوم ہوگی کہ شفاعت کی تکذیب کریگی

جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنوے گا خدا کی قدرت سے کون انکار کر سکتا ہے مگر صرف ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت عامہ کا اذن ہوا اور آپ وعدہ ہو گیا کہ یہ منصب عمدہ تم کو عنایت ہو گا عسی ان یتخلف ربک مقلاً ثم یثقل ولسوف ینعینک ربک فترضی اعطیت خمساً لم یعطون احد قبل حدیث عرصات میں کس تصریح سے وارد ہے کہ سب پیغمبر اس روز نفسی نفسی کہیں گے اور آپ بے تامل فرمائیں گے انا لہا میں ہوں شفاعت کیلئے اور کریمہ من خلقی

یشفع عندہ الا باذنه اور ما من شفیع الا من بعد اذنه اور لا یشفعون الا لمن ادقضى اور لا یشفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن له میں اذن کے یہ معنی نہیں کہ خاص ہر مہر گنہگار کیلئے اس وقت حکم دیا جاوے اور الا لمن ادقضى سے سلمان مراد ہیں کفار کی شفاعت مرضی نہیں اور نہ کوئی کرے گا مگر امثال الوطالب کی واسطے تخفیف عذاب کے رضائے الہی خلاف نہیں بغیر خاتون میں جسکو صاحب تنبیہ الغافلین من ذلک مدعا کی جانا ہے اسی قدر لکھا ہے والمعنی لا یشفع عندہ احد الا باذنه وادادہ ظاہر ہے کہ نبی و اولیاء کو کوئی کام بے اجازت و رضائے مولیٰ نہیں کرتے اور وہ جو حدیث شفاعت میں واقع ہے فاستاذن علی دینی فیادن فی شارحین کہتے ہیں مقام قرب میں داخل ہونے کا اذن چاہو گا کہ اذن فرمائیے گا اس مضمون کی خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں کہ بطریق صحیح مروی ہے تصریح کر دی فاستاذن علی دینی فیادن پس یا استیذان دخول وارد ہے کہ سنون اور آداب سے نہ استیذان شفاعت کیا وہم واللہ اعلم اور پیغمبر ایک ہی

قبلہ کی طرف نماز پڑھتے رہے یا امر بھی آپ کیلئے مخصوص ہے کہ آپ بیت المقدس اور کعبہ کی طرف نماز پڑھیں اور برکت دونوں قبلوں کی حاصل کی اسی واسطے آپ کو امام القبلتین کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلق عظیم عنایت فرمایا اور حسن ظاہری اور

باطنی عطا کیا کہ آپ کی صورت و سیرت دیکھ کر ہزاروں منکر اقرار کرتے ہیں ہذا وجہ الکذا بین یہ ہونہ جہولوں کا سا نہیں ہے یہ سب باتیں جو اس باب میں شمار کی گئیں ایک شمس آپ کے خصائص ظاہرہ کا ہے اور خصائص باطنیہ جسے قرب دائم اور عرفان اتم اور انوار و تجلیات کہ بمصداق کریمہ والاخوة خیرات من الاولیٰ روز بروز بڑھتی جاتی ہیں اور وہ احوال مسقاہ جو اس جناب کے حامل ہوتے اور ہوتے ہیں اور ہونے کے حوالہ سے ہر ایک کا مطالعہ ہم دیکھ رہے ہیں وہاں سے ہر ذوقہ ملایح قدر ربح تو ہونے عقل راہ یا بدونی ہمہ ہے برد۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو مرتبہ اور مقام آنکھوں کی کسی کو حاصل ہوا اور جو عنایت کہ ان کے ابد تک اُن کے حال پر ہے کسی جن و کثرت و پیغمبر نہیں۔ سیرت قبائے سلطنت ہر دو کون تشریفی است کہ جز بقامت اقبال دے نیاید است۔ قَاتَ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ بعض کہتے ہیں عسر سے وہ تکلیف اور تنگدستی مراد ہے جو کہ میں آپ پر اور آپ کے باروں پر گزرتی تھی اور یسر سے وہ فراغت اور آسودگی کہ مدینہ سکینہ میں اُس جناب اور اصحاب کو حاصل ہوئی معالمت میں لکھا ہے کہ ایک دن کافروں نے آپ سے کہا کہ اگر تم نے مال حاصل کرنے کے لئے یہ نیا طریق نکالا ہے تو تم اس سے باز آؤ اور ہم سے جس قدر مال چاہو لو آپ اس بات پر نہایت غمگین ہوئے خدا تعالیٰ نے آپ کی تسکین اور تسخنی کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی یعنی یہ کافر کیا مال دکھاتے ہیں ہم ایسی فحش تم کو عنایت کریں گے کہ تمام عرب تمہارے قبضہ میں آجائے گا اور تمہاری امت کے لوگ روم اور ایران کے خزانے بائیں گے اور قاضی بیضاوی عسر کو سینہ کی تنگی اور بارگراں اور قوم کی گمراہی اور اُن کی ایذا رسانی اور یسر کو شرح اور وضع اور قوم کے ماہ پاک اور فرمانبردار ہو جانے کیساتھ تفسیر کرتے ہیں بعض کہتے ہیں عسر سے جہاد کی مشقت اور یسر سے فتح و نصرت مراد ہے ہر چند کہ تم کو تجھیز و جوش اور لشکروں کی مدد میں بہت دقت حاصل ہوتی ہے مگر فتح و نصرت بھی اُنکے ساتھ ہی لگی ہے اور ظاہر ہے کہ جب یتیموں نعمتیں یعنی شرح صدر اور وضع دوز اور رفع ذکر کا بیان ہو چکا تو اب اُس امر کی طرف جس کی برکت سے ایسی عمدہ نعمتیں کہ تمام فضائل اور کمالات کو شامل اور جملہ مراتب اور مقامات کو جامع ہیں۔ حاصل ہوئیں ارشاد کیا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے فان مع العسر یسرا یعنی یہ سب خوبیاں اور نعمتیں تم کو ان سختیوں اور مشقتوں کی وجہ سے حاصل ہیں جو تم نے ہماری راہ میں اٹھائیں اسلئے کہ تحقیق ہر سختی کیساتھ آسانی یعنی اُس سختی کے بوجھ اٹھانے کی طاقت کہ عین اُس سختی کی حالت میں ہماری درگاہ سے عنایت ہوتی ہے اور یہ آسانی اُس جناب کو سینہ کی کشادگی اور حوصلہ کی فراخی کے سبب میسر ہوتی کہ ہر کمال کو یاد و حد پیش آنے اوزاع مزاعم اور اقاسم موانع کے باحسن وجہ حاصل فرماتے اور ہر سخت کام کو یاد و جود طرح طرح کی سختیوں اور آفتوں کے بے تکلف انجام کو پہنچاتے اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا تحقیق اس مشکل کیساتھ دوسری آسانی بھی ہے اور وہ دوسری آسانی مرتبوں کی بلندی ہے اس لئے کہ آدمی اگر خدا کی عظمت و عظمت صیبتوں پر صبر کرتا ہے اور بڑے بڑے دشوار کاموں پر مستقل رہتا ہے تو حق تعالیٰ اُس صبر و استقلال کی وجہ سے مرتبہ اور درجے اُس کے بلند فرماتا ہے اور جو بندہ ایک خوش کرنے کیلئے اپنے نفس پر سختی اور مشقت گوارہ کرتا ہے قدر و قیمت اُس کی اُن کے نزدیک زیادہ ہوتی ہے اور حق اُنکا اس پر ثابت ہوتا ہے اور یہی امر اُس کو صبر و تحمل پر باعث ہوتا ہے دنیا دار جاہ و منزلت کی توقع پر طرح طرح کی مشغلیں دنیا کے معاملہ میں اٹھاتے ہیں اور دریندار ثواب آخرت اور نعمت جنت کی امید پر شب و روز عبادت و ریاضت میں

مشغول رہتے ہیں اور اس جگہ کئی امر قابل بیان کے ہیں امر اول یہ ہے نا اس آیت میں واسطے بیان علیت اور تصریح سبب مابعد کے ہے چنانچہ ضمن تفسیر میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا یعنی خدا تعالیٰ نے آپ کے سینہ کو کھولا اور پھر آپ کا اتار دیا اور ذکر آپ کا بلند کیا اسلئے کہ وہ اپنے بندوں کو ہر سختی کیساتھ آسانی عنایت فرماتا ہے اور ہر نیکی کیساتھ فراخی بخشتا ہے اور اس مقام پر پریشہ کہ ترتیب سبب موجب مقول نہیں بلکہ سبب سبب پر مرتب ہوتا ہے وار د نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ذکر سبب ذکر سبب کو اقتضا کرتا ہے ہاں یہ قسمہ باعتبار نفس الامر کے وارد ہو سکتا ہے کہ نظر دقیق انشراح صدر کے بعد کے درود مصیبت اور قوت و تحمل کے سبب پر حکم کرتی ہے اس لئے ابتداء امر میں خدا تعالیٰ محض فضل و کرم سے مقبولان بارگاہ کے سینوں کو ایک طرح کی فراخی عنایت فرماتا ہے کہ اُس سے تحمل و مصائب کی استعداد دُنکے دل میں پیدا ہوتی ہے پھر وہ اس استعداد کے موافق بیماری بھاری کاموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُن کو اپنے دُش ہمت پر اُٹھا کر نہایت کو پہنچاتے ہیں اور اُن کے صلہ میں بڑے بڑے درجے اور مرتبے اور دونوں جہان میں عزت اور ناموری حاصل کرتے ہیں اور جواب اُس کا یہ ہے کہ جس طرح اصل شرح صدر درود عشر اور حصول یسر کے استعداد کا موجب ہے اس طرح کمال اُس کا مشقت کے درود اور اُس کے اُٹھالینے سے حائر اور اُس کا سبب ہے قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص مشقت زیادہ اُٹھاتا ہے سینہ اُس کا زیادہ کشادہ ہو جاتا ہے چنانچہ جو لوگ جنگ و بیکار کی سختی ایک بار اُٹھا لیتے ہیں اُن کے دل سے خوف اور ڈر نکل جاتا ہے اور لڑنے پر دلیر ہو جاتا ہے اسی طرح جب مقبولان الہی اپنی استعداد کے موافق ذہنی شرح صدر کی وجہ سے اُن کو حاصل ہوتی ہے کسی کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُسے بڑی محنت و مشقت سے انجام کو پہنچاتے ہیں سینہ اُن کا زیادہ کشادہ ہو جاتا ہے اور حوصلہ اُن کا بڑھ جاتا ہے اُس وقت استعداد دوسرے کام کی کو پہلے سے زیادہ بھاری ہے کمال کی حد کو پہنچتی ہے چنانچہ یہ ترتیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بھی جو وضعنا عند ذرک کی تفسیر میں مذکور ہوئی ظاہر ہے کہ ہر پچھلا واقعہ اور معاملہ اُن میں سے بہ نسبت اپنے باقبل کے سخت تر ہے پس ہر مرتبہ انشراح صدر کا سوا مرتبہ اولی کے معاملہ سابقہ کا سبب اور معاملہ لاحقہ کا سبب ہے اور کمال اس نعمت معنی شرح صدر کا درود عشر اور حصول یسر سے متاخر اور اُن پر مرتب ہے اور اس تقریر سے یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ کمال حقیقی نعمت شرح صدر اور اسکے دونوں فروغ یعنی وضع و ذر اور رقع ذکر کا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں منحصر ہے کہ جس قدر مصیبتیں راہ دین میں اُس جناب پر گذریں کسی پیغمبر اور رسول کو پیش نہیں آئیں آپ فرماتے ہیں مَا اَوْذَى نَبِيٍّ مِثْلَ مَا اَوْذَيْتُمْ مِثْرَةً بَرَّابَرٍ كَوْنِيْ بِنَبِيٍّ زَايِدًا يُّوْا كِيَا اَوْ اَصْلَ هُوْنًا مِّثْلَ شَرْحِ صَدْرِكَ اَوْ يَرْهَ هُوْنًا وَنَعِ وَذَرِ اَوْ رَفَعَ ذِكْرَكَ اَوْ يَخْجُوْنِيْ ظَاهِرًا اَوْ اَعَالِيْ هِمَّتْ كَوْجُوْ سَخْتِ كَامٍ كَمْ مِشْ اَتَا هَاجَ سِيْنَهٗ كِيْ كَشَادَ كِيْ اَوْ حَوْصَلَهٗ كِيْ فَرَاخِيْ سَ اَسَانٍ مَّعْلُوْمٍ هُوْتَا هَاجَ يُّبَا نَسْكَ يَادِ جُوْدَا اَوْ اَعَزَّ مَزَا جَمٍ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ اَصْلِيْ عَطِيَهٗ كَمَالِ ذَاتِيْ اَنَسَانٍ كَا هَمِيْ بَلْ كَجِسْمِ كُوْ اِپْنِے كَامِ كِيْلَے پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ رُحْ طَرَحِ كِيْ مَشَقَّتُوْنَ كَ اَوْ مَوَانِعِ كَ اَسْكُوْ حَالِ كَ كَ اِنِّنَا اَمْشَالٍ مِّثْرِيْ عَزَّتْ اَوْ زَمَانِ حَالٍ وَاسْتَقْبَالَ مِّثْرِيْ كَمَالِ شَهْرَتٍ پِيْدَا كَرْتَا هَاجَ اَوْ يَرْهَ بَاتِ مِثْرِيْ ظَاهِرًا هُوْتِيْ كَ رِيْعَمَتِ ا

سے نہ گھبرائے اور جسے سعادت و عزت سے محروم رکھنا چاہتے ہیں اُسکے سینہ کو تنگ اور حوصلہ کو پست کرتے ہیں کہ ہرگز اس راہ کی طرف خیال نہیں کرنا اور جو کرتا ہے تو اولیٰ تکلیف سے گھبرا کر اپنے ارادہ سے باز رہتا ہے اکثر بد مذہب دین اسلام کی حقیقت کا اقرار کرتے ہیں اور جو اُس سے کہا جاتا ہے کہ پھر تم کس لئے اس اچھے دین کو اختیار نہیں کرتے تو کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے مذہب کو چھوڑ دیں اور دین اسلام اختیار کریں تو ہمارے جو دیچے ہم سے چھٹ جائیں اور دوست آشنا دشمن ہو جائیں یا کہتے ہیں کہ اگر ہم مسلمان ہو جائیں تو ہمارے عزیز قریب ہم کو گھر سے نکال دیں یا ہمارے ہم مذہب ہم پر طعن و تشنیع کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَمَنْ يَرْدِ اللَّهُ اَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يَرِدْ اَنْ يَضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَانَمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ حَبَّ جُذَامٍ** خدا تعالیٰ راہ دکھاتا ہے اُسکے سینہ کو اسلام کیلئے کشادہ کرتا ہے اور جسے گمراہ کیا چاہتا ہے اُس کے سینہ کو ایسا تنگ کرتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھتا ہے اور دم کلمہ مع عرب کے لفت میں مقارنت کے واسطے اور ساتھ کے معنی پر آتا ہے اور اُسے تنگی اور فراخی کے زمانہ کا ایک ہونا سمجھا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک چیز ایک اعتبار سے آسانی ہو جیسے کہتے ہیں کہ بیماری اور تنگ دستی اگرچہ فی نفسہ مصیبت ہے مگر مسلمان کے حق میں آسانی ہے اس لئے کہ بیماری سے اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور مغلسی سے آخرت کے حساب کتاب میں آسانی اور چوری اور لوٹے اور حاکم کے تاوان سے بے فکری ہوتی ہے اور کافروں سے لڑ کر اپنا سر کٹانا اگرچہ بڑا دشوار کام ہے مگر ثواب کی امید اور بہشت کی توقع اُسکو آسان کر دیتی ہے پس ہر مصیبت یا صاحب مصیبت پر شاق ہوتی ہے مگر دوسرے اعتبار سے اُسکے حق میں آسانی اور فائدہ کا سبب ہو سکتی ہے اور یا خالق ہی نہیں ہوتی پہلی صورت میں اجتماع ضدین زمانہ واحد میں ہے مگر دوا اعتبار سے اور یہ ممنوع نہیں اور دوسری صورت میں اجتماع ضدین سے نہیں بلکہ فقط آسانی پائی جاتی ہے اہل بیت طریقت فرماتے ہیں کہ طالب اپنے مولیٰ کے کسی مصیبت سے دل تنگ نہیں ہوتے بلکہ اس نظر سے کہ وہ مصیبت اُنکے محبوب اُن پر نازل فرمائی ہے محفوظ و سرور رہتے ہیں اور اس مصیبت سے لذت اٹھاتے ہیں اگلے مفسروں نے اس بات کی طرف توجہ نہ فرمائی اس لئے اُن کو اس تکلیف و تاویل کی حاجت ہوئی مگر مع اگرچہ عرب کی زبان میں مقاربت کے لئے آتا ہے مگر جو ایک چیز دوسرے چیز کے بعد حاصل ہوتی ہے اُس نزدیک کی کو بھی ملنا کہتے ہیں اور مع کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور دنیا کی سختی سے اگرچہ دوازہ ہوا آخرت کی آسانی سے بہت نزدیک ہے گویا دونوں ملے ہوئے ہیں اور اُن کا ایک ہی زمانہ ہے امر سوم بعض مفسرین کہتے ہیں کہ تکرار اس آیت کی واسطے تاکید ہے اور وجہ تاکید کی یہ ہے کہ جب آدمی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ اب یہ مصیبت کبھی دھچکے کی آسانی کے وعدہ کو موکد کیا اور مزید تاکید کی واسطے حرف ان کیساتھ مصدر تا آفت زردوں اور شکستہ دلوں کی اچھی طرح تسکین ہو جائے اور کسی طرح کا شک و شبہ اس امر میں واقع نہ رہے علامہ رضای اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اُن معرض شک میں مذکور ہوتا ہے اور مرد سے نقل کرتے ہیں کہ جلیل اللہ قائم ان عبد اللہ قائم اور ان عبد اللہ قائم میں یہ فرق ہے کہ پہلا جملہ مجرور اخبار کا اور دوسرا جواب ہے سائل متردد فی القیام اور تیسرا جواب ہے منکر عن قیام کا مگر تاسیس تاکید سے اولیٰ ہے اس لئے محققین اس آیت کو دو وجہ کیساتھ تفسیر کرتے ہیں اول یہ کہ پہلی آیت میں عسر سے تنگ دستی اور مغلسی اور یسر سے وہ آسودگی اور فراخی کہ عرب کے فتح ہونے سے آجکوا اور آپ کے یاروں کو حاصل ہوئی مراد ہے اور اس آیت میں عسر سے دنیا کی تکلیف اور

یسرے آخرت کی آسائش پس پچھلی آیت حملہ مستانفہ ہے اسی واسطے فا اور واو سے معرا ہے اور پہلی آیت سے یہ شبہہ وطن گزرتا ہے کہ جب محتاجی کے بدلے دنیا میں آسائش حاصل ہوئی تو آخرت میں ساتھ اس کے جزا کچھ نہ ملے گی اور یہ خیال اس سوال پر باعث ہوتا ہے هل مع العسر فی الدنیا یسر فی الاخرة اُس کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے ان مع العسر یسرا محض دنیا کی ہر سختی کیساتھ آخرت کی آسانی ہے یعنی ہمارا کرم و رحم ایسا نہیں کہ اس تکلیف کے بدلہ فقط دنیا میں آسائش دین اور آخرت کے ثواب سے محروم کریں بلکہ دنیا میں بھی فراغت بخشیں گے اور آخرت میں بھی ثواب عنایت کریں گے دوسرے یہ کہ پہلی آیت میں عسر سے ہر عسر اور یسر سے اس کے اٹھانے کی طاقت اور دوسری آیت میں عسر سے وہی عسر اور یسر سے دوسری آسانی یعنی رتبوں کی بلندی مراد ہے اس لئے کہ نکرہ جب نکرہ کے بعد کلام عرب میں واقع ہوتا ہے ثانی سے فرد مغائر للادل فرادیا جاتا ہے اور معرق جب نکرہ یا معرف کے بعد آتا ہے اتحاد کو چاہتا ہے مثلاً ان للمصائم فرجة۔ ان للمصائم فرجة سے ہر صائم کیلئے دو فرحت مراد ہیں ایک فرحت افطار کے نزدیک اور دوسری فرحت خدا سے ملنے کے وقت اور اذا الکفیت ددھا فانفق الددھم کے یہ معنی ہیں کہ جو وقت تو ایک درجہ کم اوسے تو اس درجہ کو صرف کرا لیا تعالیٰ فرماتا ہے ادسلنا الی فرعون رسولاً فعصی فرعون الرسول جم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا پس فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی اور جو فانفق ددھا کہے معنی اس کے یہ ہو جاویں کہ جو وقت تو ایک کم اوسے تو دوسرے درجہ کو صرف کریں دلول دونوں عسرا ایک اور قول یسر کا جدا جدا ہے اور وہ جو علامہ ابو علی حسین بن عقیل پر جانی صاحب النظم اس قاعدہ سے انکار کرتے ہیں کہ قول ہمارے ان مع الفارس سیفان مع الفارس سیفا سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ فارس ایک اور تلواریں دو ہیں صحیح نہیں اسلئے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور یاروں سے ارشاد کیا کہ خوش ہو حق تعالیٰ نے دنیا کی ہر سختی کے بعد دوسری آسانی کا وعدہ فرمایا ہے ایک آسانی دنیا میں اور ایک آخرت میں اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ لن یغلب عسر یسرون یعنی ایک سختی دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہ ہوگی معنی اگر دنیا کی آسانی پر اسکی تکلیف غالب بھی ہو جائے آخرت کی آسانی اور وہاں کے آرام و آسائش پر کسی طرح غالب نہیں ہو سکتی اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ جب آدمی کو کوئی دشواری اور مشکل پیش آوے اس آیت کے مضمون پر نظر کرے خدا تعالیٰ اس کے دل کو رنج و غم سے پاک فرما دے اور تسکین و تشفی بخشنے بعض ذوقون شاعر اس مضمون کو نظم کرتے ہیں سے اذا اشتدت بک البلوی ففیک فی الموت رحم ففسر بین یسرون اذا فکرتہ فاقدرخ۔ اور وہ جو علامہ نے ان مع الفارس سیفان مع الفارس سیفا کو اس انکار کی مستند قرار دیا محض بے معنی ہے اس لئے کہ اگر اس سے ایک فارس اور دو تلوار مراد لیں کیا محذور لازم آوے سوائے اس کے کہ یہ کلام مختصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر اور اہل زبان کی تصریح سے کتب معارض ہو سکتا ہے اور ایسا قاعدہ کہ جو علامہ اصول نے تسلیم کیا اور فقہائے اُس پر بہت مسائل متفرع کئے اُس سے کس طرح منقوض ہو سکتا ہے امر حیا و تمکیر کے واسطے تعظیم کے ہے عظمت پچھلی آسانی یعنی ثواب آخرت اور بلندی درجات کی ظاہر ہے کہ عمر دنیا چند ساعت ہے کہ نگاہ بند کرنے میں تمام ہوتی ہے اور اس تھوڑی سی زندگی میں بھی تکلیف و مصیبت ہمیشہ نہیں رہتی اگر آدمی ہزار برس جیتا رہے اور اس عرصہ میں کسی وقت رنج و مصیبت سے رہائی نہ ملے بلکہ ہر ایک آن میں ہزار طرح کی بلا و مصیبت اسکو پیش آوے اور اس کے بدلہ کم سے کم ثواب آخرت

کا اور سکو حاصل ہوتا ہے فائدہ میں رہے کہ یہ مشقت عظیم اُس تھوڑے ثواب اصلاً نسبت نہیں رکھتی حدیث میں وارد ہے کہ جب اہل عمرت اہل مصیبت کے ثواب کو دیکھیں گے کہیں گے کاش ہمارے گوشت دنیا میں قینچیوں سے کترے جلتے اور اس ثواب محروم نہ رہتے مگر اس طرح دنیا کی آسانی بھی اُسکی مشقت سے بہت زیادہ ہوتی ہے گو انسان حقیقت سے واقف نہ ہو اور قدر اُس کی نہ جانے اہل کرم کا خاصہ ہے کہ جب کسی سے محنت لیتے ہیں اُس کو محنت کی حیثیت سے زیادہ دیتے ہیں خصوصاً اُس کو جس کے حال پر پہلے سے نظر عنایت رکھتے ہیں اور اُسے اپنا قدیمی خادم سمجھتے ہیں اُسے عزیز وہ لوگ جن پر فضلِ کریم روزِ نازل سے نظر عنایت رکھتا ہے اور اُن کے پیدا کرنے سے پہلے اپنا کر لیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لینے والے ہیں اور ان کے ثواب اور انعام اور آسانی کو اُن کے ثواب اور انعام اور آسانی سے اصلاً نسبت نہیں اللہ تعالیٰ نے روزِ نازل اپنی بندگی اور اُن کو اپنے پیغمبر کی پیروی کی واسطے پسند کیا اور اپنی نظر عنایت سے مخصوص ہر طرح سے اُن پر مہربانی اور مہرا میں اُن کے ساتھ آسانی منظور ہے ارشاد ہوتا ہے مَا يَرْيِدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُظْهِرَكُمْ فِي دِينِكُمْ وَعَلَيْكُمْ تَشْكُرُونَ يَرْيِدُ اللَّهُ بِكُمُ الْإِسْلَامَ وَلَا يَرْيِدُ بِكُمُ الْعَصَا وَأَنْتُمْ كَذِبُونَ

یُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يَخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا جانا چاہئے وہ آسانی جس کے ساتھ پروردگار کریم و رحیم نے اپنے حبیب کی امت کو مخصوص و مختار فرمایا کئی طرح پر واقع ہے اول یہ کہ اس امت کی تھوڑی عبادت کے بدلہ بہت ثواب عنایت ہوتا ہے ہم بغوی مرفوعاً دو کلمہ زبان پر خفیف اور میزان میں ثقیل اور خدا کے پیار سے ہیں سبحان الله وبحمده سبحان الله العلی العظيم ہم حضرت فرماتے ہیں کہ مثل تمہاری اور یودون نصاریٰ کی ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مالِ فقر کٹے اور کہا کون ہے کہ صبح سے دوپہر تک کام کیا پھر اُس نے کہا کون ہے کہ دوپہر سے عصر تک ایک قراط پر میرا کام کرے نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک قراط پر کام کیا پھر فرمایا کون ہے کہ عصر سے مغرب تک دو قراط پر میرا کام کرے سو تو لوگ جو کہ عصر سے مغرب تک عمل کرتے ہو اور دونوا اجر پاتے ہو یودون نصاریٰ نے غصہ سے عرض کیا کہ ہمارا عمل بہت اور اجر تھوڑا فرمایا کیا میں نے تمہارا حق کم کر لیا یعنی تمہاری مزدوری میں سے کچھ رکھ لیا عرض کیا نہیں فرمایا کہ بفضلِ میرا ہے جسے چاہا دیا ہے عزیز ریاضت ہماری اگلوں کی ریاضت سے اور عبادت ہماری اُن کی عبادت سے زیادہ نہیں مگر مرتبہ ہمارا اُن کے مرتبہ سے اور ثواب ہمارا اُن کے ثواب سے زیادہ ہے نہ اسوجہ سے کہ اُن کو قدر مشقت سے اجر کم دیا جاتا ہے بلکہ اس سبب اُن کے معاملہ میں محنت و مشقت پر نظر ہے اور یہاں اپنے کرم و عنایت پر جیسے بادشاہ کی فوج کسی مہم عظیم کو فتح کرے اور وہ اُس کے صلہ میں لا کہ اشرفی فیح کو اور دو لاکھ اشرفی اُس چوبدار کو جو فتح کی خبر سنا دے عنایت فرما دے تو اس میں فوج کا کیا نقصان ہے بلکہ جو کچھ اُن کو عنایت ہوا وہ بھی بادشاہ کا احسان و انعام ہے اُن کی مشقت کی اجرت کیلئے جو تنخواہ ہے کفایت کرتی ہے جو ماہِ باہ اُن کو ملتی ہے مگر اُن کے انعام اور چوبدار کے انعام میں ایک طرح کا فرق ہے کہ اُس میں منصب اور محنت پر بھی نظر ہے اسی لئے سوار کو ایک اشرفی اور رسالہ دار کو دس ملتی ہیں اور یہاں اپنے فضل و عنایت پر اسی طرح ثواب آخرت اور نعمت جنت بادشاہ حقیقی کا انعام ہے اس لئے کہ دنیا کی نعمت تمام عمر کی محنت و مشقت کے معاوضہ میں کفایت کرتی ہے مگر اور امتوں کو انعام بقدر اُن کے کام کے ملتا ہے جزاء من ربک عطاء حسبابا اور یہاں حساب کو دخل نہیں اگر فضل و کرم اُس کا

محنت و مشقت پر موقوف ہوتا مرتبہ ہمارا انگلوں کے برابر بھی نہ ہو سکتا مگر مالک مختار ہے جسے چاہے تھوڑی محنت پر بہت سا اجر دے جس قدر ثواب لگلی امتوں کو ہزار ہینہ کی مشقت میں حاصل ہوتا ہم کو ایک ناک کی عبادت میں حاصل ہوتا ہے جس قدر شیوں سے ثابت ہے کہ رب جو شخص عشاء کی نماز جماعت پر متلا ہے آدمی رات کی عبادت کا ثواب پاتا ہے اور جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھتا ہے اس کو تمام رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے بپ اور جو شخص عشاء کے بعد دو رکعت یا زیادہ پڑھتا ہے اس کو تمام رات کے سجدے اور قیام کا ثواب حاصل ہوتا ہے بپ جو ہر نماز کے بعد تین تیس بار یا چالیس بار سبحان اللہ و الحمد للہ و لا ایلہ الا اللہ وحد لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على کل شیء قدير کہتا ہے گناہ اس کے بخشے جاتے ہیں اگرچہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوں بپ ایک روز صابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لگے لوگ ہم سے درجوں میں بڑھ گئے نماز ہم پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے تھے جہاد ہم کرتے ہیں وہ بھی کرتے تھے مگر ایک خصلت ان میں زیادہ تھی کہ ان کے پاس بہت مال تھا اُسکو خدا کی راہ میں صرف کرتے تھے اور ہم سے پاس اس قدر مال نہیں کہ اُنکے برابر صدقہ کریں ارشاد ہوا تم ہر نماز کے بعد دس بار سبحان اللہ اور دس بار الحمد للہ اور دس بار لا الہ الا اللہ کہہ لیا کرو وہ پھر تمہارے رتبہ کو نہ پہنچیں گے بپ کسی نے آپ کے حضور میں عرض کیا کہ نبی اسرائیل میں ایک شخص نے ہزار ہینہ تک خدا کی راہ میں جہاد کیا یہ شکر آپ متعجب ہوئے اور جناب الہی میں گزارش کیا الہی تو نے میری امت کی عمر تھوڑی کی اور عمل ان کے کم آپ کی تسلی و تسخنی کیلئے مسورۃ قدر ناز ہوئی اور ارشاد ہوا لیلۃ القدر دخیل من الف شہد شب قدر بہتر ہے ہزار ہینہ سے یعنی جو ثواب کہ اٹھ لاکھ تالی کو ہزار ہینہ کی عبادت سے حاصل ہوا تمہاری امت کو ایک رات کی عبادت میں ملے گا اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ بپ جمعہ کے دن جو شخص خوشبو لگا دے اور پیادہ یا مسجد کو جاوے اور امام سے قریب ہو کر کھٹے یعنی قرأت یا خطبہ یا دونوں تو وہ رات بھر کی عبادت کے برابر ثواب پاوے بپ اور جو شخص جمعہ کے دن نہا کر خوشبو لگائے اور اچھے کپڑے پہنے دوسرے جمعہ تک گناہ اُسکے بخشے جا دیں بپ اور جو جمعہ کے دن مسجد میں سب سے پہلے آتا ہے اُسکے لئے ایک اونٹ خیرات کرنے کا ثواب اور جو اس کے بعد آتا ہے اُس کے واسطے ایک گائے خیرات کرنے کا ثواب اور جو اُسکے بعد آتا ہے اُسکے نامہ اعمال میں ایک بکری خیرات کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور بپ جو ایک نے ان میں قرآن کی پیاس آتیں پڑھتا ہے غافلوں میں نہیں لکھا جاتا ہے اور جو دو سو پڑھتا ہے قیامت کو قرآن اس سے جھگڑا نہ کرے گا اور جو پانچ سو پڑھتا ہے اُس دن ڈھیروں ثواب اُسکو عنایت ہو گا اور آپ فرماتے ہیں ۔

حسن حصین جو شخص ایک حرف خدا کی کتاب سے پڑھتا ہے اُس کے واسطے ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دہ چندی ہے نہیں کہتا ہوں میں الم ایک حرف ہے بکلاف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف حص اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ الحاجۃ نصر اللہ حص اور سورہ کافرون قرآن کی جو تھائی حص اور قل ہوا اللہ تہائی حص اور اذا زلزلت جو تھائی اور ایک روایت میں نصف قرآن ہے یس قرآن کا دل ہے جو اُسے خدا کے اور آخرت کی واسطے پڑھتا ہے بخشا جاتا ہے فض اور جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیتہ الکرسی پڑھتا ہے سواموت کے کوئی شے دخول جنت سے اُسکو منع نہیں کرتی یعنی مرتے ہی جنت میں داخل ہوتا ہے اور اُس پر مواظبت نہ پکڑیگا مگر وہ شخص کہ صدیق اور عابد ہو گا اور جو اُسے بستر پر سوتے وقت پڑھے گا

خدا تعالیٰ اُسکو اور اُسکے ہمسایہ اور ہمسایہ کے ہمسایہ اور اُسکے گرد کے گھروں کو امن میں رکھے گا یا امن دیگا ض اور جو اُس کو پڑھتا ہے خدا تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے کہ دوسرے دن تک نیکیاں اُسکی لکھتا ہے اور گناہ اُسکے صحیفہ اعمال سے مٹا دیتا ہے فی ایک نماز سے دوسری نماز تک خدا کے ذمہ یعنی حفظ و نگہبانی میں رہتا ہے حص جو اپنے بستر پر جا کر ایک سورۃ قرآن کی پڑھتا ہے خدا تعالیٰ ایک فرشتہ کو مل کر دیتا ہے کہ جاگتے وقت تک اُسکے ہر انداز دینے والی چیز سے نگہبانی کرتا ہے اور جو کی دیتا ہے ب جو اول و آخر سورہ کہف کا پڑھتا ہے خدا تعالیٰ سر سے پیر تک اُسکو نو رکعت فرماتا ہے اور جو ساری سورۃ پڑھتا ہے اُسکو آسمان سے زمین تک نور دیا جاتا ہے اور ب صبح کو اعدو باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم کے بعد ہو اللہ الذی لا الہ الا هو الملک القدوس سورۃ تک تین بار پڑھتا ہے ستر ہزار فرشتے شام تک اس پر درود بھیجتے ہیں اگر اُس دن مر جاتا ہے شہیدوں میں اٹھایا جاتا ہے اور جو شام کو پڑھے گا اُسے بھی یہی مرتبہ اور مقام حاصل ہوگا ب جو ایک تیر خدا کی راہ میں مارا ہے خدا تعالیٰ ایک جہر اُسکا بلند فرماتا ہے ب ایک تیر سے خدا تعالیٰ تین شخصوں کو بہشت میں داخل فرماتا ہے صانع کو اور پھینکنے والے اور اُس کے مددگار کو ب کسی نے سورۃ اخلاص پڑھی فرمایا بہشت اُسکے لئے واجب ہوئی اور ب ایک شخص نے عرض کیا میں سورہ اخلاص کو دوست رکھتا ہوں فرمایا اُسکی دوستی تجھے بہشت میں داخل کرے گی سورۃ ملک کہ تیس آیت ہے اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کریگی یہاں تک کہ اُسکو بخشوالے گی حص ایک شخص کو حضرت نے قل ہواللہ پڑھتے سنا فرمایا جنت واجب ہوئی یعنی اُس کیلئے حص ایک شخص نماز جماعت میں قل ہواللہ پڑھا کرتا فرمایا اُسے خبر دو کہ خدا اُسے دوست رکھتا ہے اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ حص جو کثیر اپنے لئے وقت کہتا ہے الحمد للہ الذی کسانى ہذا اور زقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ اگلے پچھلے گناہ اُسکے بخشے جاتے ہیں اور جو شخص صبح شام کے وقت میں تین بار کہتا ہے بسم اللہ الذی لا یشور مع اسمہ شیعی فی الارض ولا فی السماء وهو السمیع العلیم بلا ذنا گہانی سے محفوظ رہتا ہے اور جو شخص اذان کا جواب دیتا ہے اور جمعہ تین کیونکہ لا حول ولا قوۃ ہے بہشت اُسکو حاصل ہوتی ہے اور جو اذان کے بعد حضرت کیلئے وسیلہ طلب کرتا ہے یعنی اعط محمد لا وسیلۃ کہتا ہے شفاعت حضرت اُس کیلئے واجب ہوتی ہے اور جو دس بار اعدو باللہ من الشیطان الرجیم کہتا ہے ایک فرشتہ اُسکی نگہبانی پر مقرر ہوتا ہے کہ شیطانوں کو اُس سے بھگا دیتا ہے اور جو ہر روز ستر بار یا پچیس بار استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکو مستجاب الدعوات کرتا ہے اور اُن لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کے سبب زمین والوں کو رزق پہنچتا ہے اور جو مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرتا ہے اور جو توبہ بار سبحان اللہ کہتا ہے ہزار نیکی اُس کیلئے لکھی جاتی ہیں اور ہزار گناہ اُسکے بخشے جاتے ہیں و ست جو پانچ بار لا الہ الا هو المحی القیوم والتوب الیہ کہتا ہے گناہ اُسکے بخشے جاتے ہیں اگر مرد یا عورت کے برابر ہوتے ہیں وادہے کہ ایک کثرت مسواک سے بے مسواک کے شتر رکھات سے بہتر ہے اور مسواک ایسی چیز ہے کہ بغیر صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کے وقت بھی اس کی طرف رغبت کی اور کہا ب جو شخص ایک آیت خدا کی کتاب سے پڑھے اُس کے لئے وہ آیت قیامت کے دن نور ہو۔ عزیزی جو الم نشرح کو شتر یا شترہ بار پڑھ کر اپنی چھاتی پر دم کر لیتا ہے شیطان کے دوسو سوں اور خطروں اور معاملات کے بحول چوک سے محفوظ رہتا ہے ب جو شخص خدا کی واسطے کسی شیم کے مسواک پھیرتا ہے ہر مال کے مقابل کہ اُسکے ہاتھ کے تلے آتا ہے اُسے نیکیاں ملتی ہیں اور جو یتیم سے کہ اُسکی کفالت میں ہے نیکی کرے میں اور وہ بہشت میں ایک طرح رہیں اور اپنی انگلیاں کھول

کرد کھائیں بغوی ایک ن ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان کو پکڑ لیا اُس نے کہا کہ اگر مجھے چھوڑ دو تو ایک بات بتاؤں
بستر پر سوتے وقت رات کو آیتہ الکرسی پڑھیں تک کوئی شیطان تجھ پر غالب ہوگا اور ایک فرشتہ رات بھر تمہاری نگہبانی کرے گا
حضرت سے حال عرض کیا فرمایا شیطان جھوٹا ہے مگر یہ بات اُسکی صحیح ہے جو شخص عید الضحیٰ کے روز اونٹ یا گائے یا بکری ذبح کرتا
ہے اُسکے ہر بال پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے حصّ جو مسلمان بیماری میں چالیس بار لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من
الظالمین کیساتھ دعا کرتا ہے اگر اُسی مرض میں مر جاتا ہے تو اب شہید کا اُسکو دیا جاتا ہے اور جو اچھا ہو جاتا ہے تو اچھا ہوتا ہے اُس
حالت میں گناہ اُس کے سب بخشے گئے اور جو شخص صدق دل سے اپنے شہید ہونے کی دعا کرتا ہے اگر اپنے بستر پر مرتا ہے تو بھی خدا تعالیٰ
اُسے شہیدوں کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے جس جو شخص قرص دار کو ہمت دیتا ہے اُسکے ہر روز اُس قدر مال خیرات کرنے کا ثواب حاصل
ہوتا ہے ق جو نیک کردار مٹا اپنے ماں باپ کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ہر نظر کے بدلہ ایک سو حج مقبول کا ثواب اُس کے
نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے ست جو مسلمان اپنے فرزند کو ایک نصیحت کرتا ہے خدا تعالیٰ ایک صلح کے صدقہ کا ثواب بخشتا ہے
جس اور جو شخص مصیبت کی وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکی مصیبت کو صبر کرتا ہے اور اُسکی عقبی
سنوا کرتا ہے اور اُسکو خلف صالح دیکر راضی کر دیتا ہے جس جو اپنے دین کی واسطے ایک جگہ سے دوسری جگہ کو ہجرت کرتا ہے بہشت میں
اُسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت اور ہمراہی
اور اس تقریر سے آیتہ کریمہ فان مع العسر یسر ان مع العسر یسر کے ایک اور معنی پیدا ہوئے کہ پہلی آیت میں عسر سے وہ مصائب
جو فضل کی راہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرے اور یسر سے انکا لطف مزاکر عین حالت مصیبت میں آئیکو حاصل ہوتا اور دوسری آیت
میں عسر سے وہی مصائب شدائد اور یسر سے مرتبوں کی بلندی مراد ہے یا پہلی آیت میں یسر سے اُنکے اٹھانے کی طاقت اور دوسری
میں اُنکی لذت مقصود ہے ہر تقدیر دشواری موجب آسانی اور مشقت مستلزم راحت ہے پس انسان کو لازم ہے کہ ایسی شے مانع
تنگ دل اور ناخوش نہ ہو بلکہ حقدور ہو سکے اُسکی زیادتی چاہے تا زیادہ فائدہ ہاتھ آوے لہذا ارشاد ہوتا ہے فَإِذَا فَرَغْتَ
فَانْصَبْ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَانْصَبْ یعنی جب تم اپنے ضروری کاروبار سے فراغت پاؤ تو رنج و مشقت جبکہ سبب غم کو
بڑے بڑے مرتبے حاصل ہوئے اختیار کرنا راحت جاوداں اور مرتبہ عظیم تمہارے ہاتھ آوے اور کمال تمہارا انتہی کہیں تفسیر اس
آیت کی تین مباحث کو متفہم ہے پہلی مبحث تصدیق شرط باذا اور تعبیر اُس کے بلفظ ماضی اُس مضمون کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ
حصول فراغ امر یقینی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے جو کہ تم دنیا سے اُس قدر کہ آخرت کے معاملات میں درکار ہے تعلق رکھتے ہو اور تمام توجہ تمہاری عقبی
کی طرف ہے فارغ ہو جانا تمہارا دنیا سے متیقن ہے یا اُس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ ہم کو انہماک فی الدنیا پسند نہیں بلکہ تمہارا
فراغ اُس سے مطلوب ہے بقدر ضرورت اُسے لو اور مشقت و ریاضت میں کہ تمہارے منصب کا مقتضی ہے مشغول ہو دو دوسری
مبحث مشقت کو فراغ سے مشروط کرنا تو وسط و اعتدال کو مفید ہے کہ نفس کو حد سے زیادہ سخت نہ پکڑنا چاہئے اور یہ ایک
عمدہ اصل ہے کہ اکثر لوگ اُس سے غافل ہیں سن ہم بعض صحابہ نے آپس میں یہ بات ٹھہرائی کہ ریاضت کیا کرینگے ایک نے کہا میں
تمام رات نماز پڑھا کرونگا دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا تیسرے نے کہا میں عورتوں سے صحبت نہ کروں گا آپ نے سنکر
فرمایا خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتا ہوں مگر روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں اور

آرام بھی کرتا ہوں اور نکاح کرتا ہوں جو میری سنت سے پھر جاوے مجھے اس سے کچھ کام نہیں مشن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قدر ریاضت کی کہ آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے اور ہاتھ پاؤں میں طاقت نہ رہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عبد اللہ ان لنفسك عليك حقا اے عبداللہ تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے حنف اور فرماتے ہیں کہ اسے لوگو اس قدر عمل کرو کہ جو قدر طاقت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یکلف الله نفسا الا وسعها اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا شیخ عثمان بن مفلحون رضی اللہ عنہ نے آپ کے عرض کیا کہ میرے جی میں آتا ہے سختی ہو جاؤں ارشاد ہوا کہ میری امت کا سختی ہونا روزہ رکھنا ہے عرض کیا جی چاہتا ہے کہ عورت کو طلاق دیدوں فرمایا تا مل کر کہ نکاح میری سنت ہے عرض کیا نفس کہتا ہے بہاڑوں پر چل بیٹھ فرمایا رہبانیت میری امت کی حج اور غزائے کہا کہتا ہے گوشت چھوڑ دے فرمایا امت چھوڑ گوشت مجھ کو بہت مرغوب ہے و اور فرماتے ہیں تم اپنی جانوں پر سختی مت کرو کہ خدا تم پر سختی کریگا س تم طاقت کے موافق عمل اختیار کرو کہ خدا تعالیٰ نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم تھک جاتے ہو اور بیشک اے اعمال میں وہ عمل بہت پیارا ہے جو ہمیشہ ہے اگرچہ تھوڑا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تحرموا طيبات ما احل الله لكم ولا تعبدوا الله لايحب المعتدين مت حرام کرو ان پاک چیزوں کو جو خدا نے حلال کر دیں اور حد سے مت بڑھو بیشک خدا حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور ارشاد ہوتا ہے يا ايها الذين امنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم اے ایمان والو کھاؤ تم پاک چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دیں یہاں تک کہ پیغمبروں کو حکم ہوتا ہے يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا اے رسولو پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو شیخ ابوالحسن شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں الشیخ من دلت علی راحة شیخ وہ ہے کہ تجھے تیرے آرام پر دلالت کرے اور حدیث یسروا ولا تقسروا کے معنی میں کہتے ہیں کہ جو شخص تجھے دنیا کی فکر میں ڈالتا ہے وہ تجھے فریب دیتا ہے اور جو محنت کا حکم کرتا ہے وہ مشقت میں ڈالتا ہے اور جو خدا سے ملاتا ہے وہ راحت پہنچاتا ہے مشائخ شاذلیہ رحمۃ اللہ علیہ مرید کی طبیعت کے موافق تربیت کرتے ہیں اور اس کے مزاج کے علاوہ کوئی عمل نہیں بتاتے بہت محنت مشقت نہیں لیتے شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ اسکندری تاج العروس میں لکھتے ہیں وہ بات اختیار کر کہ جن پر نفس بھی مرد کرے اور خوشی سے بجا لاوے حنف مولیٰ علی فرماتے ہیں دلوں کو راحت پہنچاؤ تا ناخوش نہ ہوں اور نہ تھکیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت عبادت میں مزہ نہ لے اور اس کی طرف رغبت نہ رہے اور سونے یا باتوں یا مزاح میں آرام نظر آوے تو اس وقت ان کاموں میں مشغول ہونا اس عبادت سے کہ کلفت و ملال کیسا تھا ادا کیجائے بہتر ہے اسے عزیز شاربوع کو تہذیب نفس مطلوب ہے نہ ہلاک تعذیب و ف ولا تعلقوا بایديکم الی التھلکۃ اور افرط شریعت میں مطلقاً حرام ہے لا تغلبوا فی دینکم ان اگر نفس امارگی اور سرکشی اختیار کرے اس کی مخالفت پر کمزور مضبوط باندھیں تاکہ در اور لاچار ہو کہ شریعت کی اطاعت قبول کرے اور عقل کی مخالفت سے باز آوے یہ درحقیقت تادیب ہے نہ تعذیب نفس لڑکے کے مانند ہے کہ اگر اس کو مطلق العنان کر دیں تو آوارگی اختیار کر لے اور جو باوجود سبق یاد کر لینے اور ادب قبول کرنے کے چھٹی نہ دیں اور تنگ کریں تو اس کے شوق میں فتور اور اس کا دل پریشان ہو جاوے اصل اسباب میں فتویٰ دل کا ہے عمل استتقت قلبک ولو افتاک المفتتات اگر سمجھے کہ انہماک فی المباحات سے نفس سرکش ہو جائے گا اور معصیت کی طرف میل کرنے لگے گا مباحات کو ترک کرے اس کی شرارت اور سرکشی سے ڈر کر اکثر زہاد صحابہ و تابعین رخصت اور مباحات سے کنارہ کرتے بعض آثار میں آیا ہے کہ معصیت سے

وہی بچے گا جو انہماک فی المباحات سے نفس کو روکنا ہے گا فی الواقع جس طرح صفائیں میں بیابا کی کرنا آدمی کو کبائیں میں مبتلا کرتا ہے اسی طرح مباحات میں مشغول رہنا مشتبہات اور مکروہات میں ڈالتا ہے یہاں تک کہ فتنہ ہفتہ محرمات میں مبتلا ہوتا ہے اور جس کا نفس سرکش اور عبادت میں کاہل اور حکم شرع سے منحرف ہو اسے ریاضات شاقہ اختیار کرنا اور اس کے کمزور کرنے کے لئے حلال چیزیں چھوڑ دینا بلکہ اسکی مخالفت کیواسطے اُن مستحبات اور مندوبات کو جن کی طرف نفس رغبت کرے ترک کرنا جائز بلکہ لازم ہے اور جس کا نفس مطیع اور تقاد شرع ہے اسکو خست پر عمل کرنا اور لذت کھانا کھانا اور نفیس پوشاک پہننا درست ہے کہ جس طرح تلذذ کا ترک کرنا فضیلت صبر کے اقسام سے ہے اُسی طرح تلذذ موجب شکر ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ لباس پر تکلف پہنتے اور جو کچھ بادشاہ نہ خرید سکتا آپ خریدتے یا فغی ایک بڑھیا نے اپنا بیٹا حضرت کو سپرد کیا آپ نے اسے باورچی خانہ کی خدمت پر مقرر فرمایا مدت کے بعد اسکی ماں اسے دیکھنے کو آئی نہایت دبلا پایا حال پوچھا کہا دن بھر یہاں کے کام خدمت میں رہتا ہوں شام کو دو روٹی روکھی سرکار سے ملتی ہیں کھا کر پڑھتا ہوں بڑھیا یہ حال سن کر رنجیدہ ہوئی اور حضرت کی خدمت میں گئی اُس وقت آپ مرغ پلاؤ کھا رہے تھے بڑھیا نے عرض کیا یا حضرت آپ مرغ پلاؤ کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو دو روٹی روکھی سوکھی کھلاتے ہیں آپ نے مرغ کے گوشت کو جمع کر کے فرمایا قصداً ذن اللہ مرغ پر جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا اور رکابی میں بانگ دینے لگا پھر اُس ضعیفہ سے کہا کہ جب تیرا بیٹا عبدالقادر حیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر ہو جائے گا وہ بھی مرغ پلاؤ کھایا کرے گا بلکہ بعض اوقات ایسے شخص کو مباحات کا ترک کرنا اور نفس سے بہت محنت لینا نقصان کرتا ہے کہ نفس بہت محنت سے بے شوق اور بے رغبت ہو جاتا ہے جس طرح لڑکا بہت تنگ پکڑنے سے گھبرا جاتا ہے اور اس کا شوق جاتا رہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ نفس کو مطلق العنان کرنا اور اطاعت شریعت کے بعد محنت پکڑنا دونوں باتیں مذموم ہیں تو سطر اور اعتدال محمود ہے جو شخص نفس کی باگ ڈھیلی کرتا ہے منزل کو نہیں پہنچتا اور جو اسے خواہ مخواہ تنگ پکڑتا ہے وہ بھی نادان ہے جس غلام کو مولیٰ اسونے کی اجازت دے اور وہ کوتاہ فہمی سے نہ سووے یہاں تک کہ بیمار ہو کر مولیٰ کی خدمت سے محروم ہو جاوے وہ مشتاق خدمت اور مطیع مولیٰ نہیں بلکہ اپنے دہم و خیال کا مطیع ہے اللہم وفقنا لما تحب و ترضی و اجعل اخذ ونا خیر من الاخذی تیسری مبحث لفظ انصب اس جگہ گیارہ معنوں کو محتمل ہے معنی اول لغوی انصب رنج و غم اختیار کرنا مراد ہے یعنی جب فارغ ہو تو رنج و غم اختیار کرنا اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر وہ رنج کے بدلے ہر طرح کی خوشی تجھے عنایت فرما دیگا بلکہ سوز دل اور درد اشتیاق تجھ کو مطلوب حقیقی تک پہنچا دیگا صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ رنج و غم اصل کام ہے لوگ ساہارا رہ چلتے ہیں اور مطلب حاصل نہیں ہوتا اور جو درد و غم میں مبتلا ہیں پہلا قدم اُن کا بساط قرب پر پڑتا ہے سالکان راہ محبت ہمیشہ رنج و غم میں رہتے ہیں اور ہر لمحہ انواع مصائب اول پر وارد ہوتے ہیں بساط ماتم اُن کا ہر وقت پھیلا رہتا ہے اور درد و غم ہر لمحہ اُن کا ہدم ہے یہ ایک دن کا جو ہو رونا تو کہیں جرات ہم نہ یاں تو روتے ہی کئے زیست کے ایام تمام یہ ایک دن بالکل نہیں اسے چارہ گر اچھا ہوا نہ داغ ایدھر تازہ ہوا اگر زخم اودھرا چھا ہوا۔ یہ غم عشق میں بندہ ہوں رفاقت کا تری نہ کیا تو نے گوارا میری تنہائی کو۔ چھا کر ارم درد حسرت سے اس قدر بے حس و حرکت تھے کہ پرند اُن کے سروں پر بیٹھتے اور اڑا نہ سکتے تھے عزیزا فسوس تیرے حال پر کہ اُن کی پیروی کا دعویٰ کرتا ہے اور اس دولت سے اصلاً بہرہ نہیں رکھتا یہ نے خون ہو

آنکھوں سے بہانے ہوا داغ و اپنے تو یہ دل میری کسی کام نہ آیا۔ اگر درد و غم تجھے حاصل نہیں تو اس کے حاصل نہ ہونے کا غم کر کہ جس دل میں غم نہیں مطلب سے بہم نہیں سہ تا نگریدار کے خند و چین و تا نگریدار طفل کے جوش و دلین۔ انسان نے باوجود ممکن ضعف بارگراں غم اپنے دوش ہمت پر اٹھالیا مرتبہ اس کا فرشتوں سے بڑھ گیا یہ دولت خاصہ انسان ہے ف لقد خلقنا الانسان فی کبد مطلب تک چنچا ایک طرف جو اس سے بہرہ در نہیں انسانیت سے بے بہرہ ہے سہ قسمت کیا ہر چیز کو قسم انزل لے کہ وہ اس کو دیا جو کسی قابل نظر آیا و بلیل کو دیا و ناپروا نہ کو جلنا و غم ہم کو دیا سب میں جو مشکل نظر آیا سہ قدیں راعشق ہست و درو نیست و درد راجز آدمی درخور نیست جس اے عزیز درد دل رہبر کامل ہے اس راہ میں رنج و غم سے زیادہ کوئی شے کام نہیں آتی سہ دلا بسوز کہ سوز تو کار را بکند و نیاز و نیم شبی عرض مدعا بکند۔ اور گریہ و بکا سے زیادہ کوئی چیز فائدہ نہیں بخشتی سہ گریہ آجے برخ سوختگاں بار آورد و ناله فریاد رس عالم تسکین آمد۔ کوئی درد و وظیفہ حسرت نامہ پڑھنے سے بہتر نہیں اور کوئی گریہ و بکا شوق محبوب میں رونے سے افضل نہیں سہ اے خنک چشمے کراں گریان دوست دے ہمالیوں دل کہ آں گریان دوست۔ سہ اشک کان از بہر او بارند خلق و گوہر است و اشک پند از بند خلق۔ خاصان حضرت احمدیت کو جو مزاد درد دل میں حاصل ہوتا ہے کسی چیز میں نہیں ملتا اگر ایک ساعت ذرہ بھر غم کم ہوگی کے غم میں جان کو دیں سہ مرادے است اگر ساعت غم نبود و بہ غم کناں رود و غم ہی ستاند دام۔ لذتیں عالم کی ان کی نگاہ میں حقیر اور ناچیز ہیں اور ذرہ درد و غم اور رنج و الم کا انکو آٹھوں بہشت کی نعمتوں سے عزیز تر اہل دل فرماتے ہیں کہ اگرچہ مطلوب تک سائی محال ہے مگر اسکی حسرت میں مزاج بھی رسائی سے کم نہیں سہ در راہ تو بہ میرم گرچہ ترانہ بینم و بارے خلاص یا ہم از ننگ زندگانی خیف ابو سعید قدس سرہ کہتے ہیں کہ مرد وہ ہے کہ ساہرا راہ چلے ہمیشہ درد و رنج میں رکھیں کبھی دار و نہ دیں مگر اصلاً گرد طال کی اس کے دامن استقامت پر نہ بیٹھے سہ بندہ غم باش و باد حشت بسازد می طلب در مرگ خود عمر دراز۔ اے عزیز تو کیا جانتا ہے کہ مطلوب کس طرف سے جلوہ فرماتا ہے اور درد و غم میں محبوب حقیقی نے کیا فائدہ رکھا ہے تو ہی علیہ السلام نے آل فرعون کے ڈر سے بے وطنی اختیار کی دس برس بعلت کاہن زن شعیب علیہ السلام کی بکریاں چگائیں جب عورت کو لیکر وینچ چلے وادی مقدس میں راہ بھول گئے رات تاریک تھی اور راہ ہر نہایاب بکریاں بھاگیں اور زوجہ آبکی درد نہ میں مبتلا ہوئیں جاڑے کی شدت تھی آگ کی تلاش میں پھرتے تھے ناگاہ جمعی محبوب کی نظر آئی اور ہمکلامی سے مشرف ہوئے اے عزیز درد و غم علامت محبوبیت ہے دیکھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تمام خلق سے زیادہ رنج و غم میں مبتلا رہتے نعمت و راحت ہر کس و نا کس کو دیتے ہیں مگر رنج و مصیبت دوستوں کیلئے مخصوص ہے خدا و غم و درد کو عمر بھر عیش و عشرت میں رکھتے ہیں لیکن ایک چنگاری آتش ابراہیم کی اور ایک قطرہ دریائے یونس کا نہیں دیتے اور فرعون و ہامان کو چار سو برس تک جاہ و حشمت دیتے ہیں مگر درد و سوز موسیٰ و ہارون کا ایک ساعت نہیں بخشتے حدیث میں آیا ہے خدا نے تعالیٰ ہر دل علیکین کو دوست رکھتا ہے ست در بہشت کو مکروہات نے اور دوزخ کو شہوتوں نے گھیر لیا ہے پس جسے بہشت کے واسطے پیدا کرتے ہیں اسکو مکروہات کا تحمل اور جسے دوزخ کے لئے بناتے ہیں اسے عشرتوں کی طرف مائل رکھتے ہیں طالب اس کے بہشت کی طرف بھی نظر نہیں فرماتے عیش و عشرت دنیا کی کیسا حقیقت ہے آگ محبت کی ہر وقت ان کے سینہ میں بھڑکتی رہتی ہے اور آرام سے اٹکو اصلاً کام نہیں دل ان کا بیخ عشق سے

پارہ پارہ ہے اور سینہ انکسیر محبت سے فگار کوئی مرہم اُن کے زخم دل کو نہیں بھر سکتا اور کوئی جراح اُن کے چاک جگر کا علاج نہیں کر سکتا۔ کم ادا دی القلب قلت جلتی + کھا وادیت بحرًا سال جرح سے مرض عشق لا دوا ہے + اس باغ کی اور سی ہوا ہے سے درد نیست درد عشق کہ اندر علاج او + ہر چند سعی بیش نہائی بتر شود - خواجہ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سری سقطی قدس سرہ کو اُن کے انتقال کے وقت پنکھا جھلتے تھے فرمایا اسے فرزند پنکھا ایسی آتش جانشور کو کب فرو کر سکتا ہے جس کی ایک چنگاری پہاڑ کو جلا کر راکھ کر دے + بلبل یا خوش راز رحمت مدہ چوں بہہ نخواہم شد + کہ من اندر سر شوریدہ سودائے دگر دارم + مرا ایں تشنگی از بہر آب دیگر است ایں را + نہی بینی کہ در ہر دیدہ دریائے دگر دارم سے ہنسی ہے زخم دل تیر جراح سے کہہ دو + انھیں ٹانگے نہ سمجھے خندہ دندان نہ سمجھے - اے عزیز درد و غم اس قوم کے اعضا میں سرایت کرتا ہے یہاں تک کہ تمام بدن اُن کا درد و غم ہو جاتا ہے اور دل اُن کا مورد درد گو نہ الم علاج کس چیز کا کریں اور دوا کسے دفع کرے جان و تن کو یا درد و غم کو + رفو کی تب نہیں تکلیف دیں اے ناصح شفق + کہ جب ثابت گریباں میں کوئی بھی تار نہ بکھیں ہم اس مرض کی خودیہ مرض دوا ہے مجنون بن عامر کہتا ہے تدادیت من لیلی بھوی + کمایت دوا دی شادی الخویا الخوی اے عزیز دوا کیسی اور علاج کس کا یہ وہ مرض ہے کہ ہزار تندہ رستی اُس پر نثار اور یہ وہ بیماری ہے کہ لاکھ صحت اُس پر قربان ہے دوا سے ازاں مرض مقصود ہوتا ہے اور اس مرض کی زیادتی مفید اور محمود ہے سے مصلحت نیست مرا سیری ازاں آجیات + شاعف اللہ رب کل زمان عجلشی - امام رازی تفسیر کبیر میں علی بن ابی طلحہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں اذا کنت صحیحاً فانصب یعنی اپنے فراغ کو عبادت میں نصب کر اور ہر پارہ کہ جب ایک عبادت سے فراغت پاوے دوسری شروع کر دے اور کسی وقت ہماری بندگی سے غافل نہ ہو معنی دوم ب کب قتادہ ضحاک مقاتل ب ابن عباس کہی مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ جب فرض نماز پڑھ چکے تو اپنے رب کے دعا میں مبالغہ کر اور جو چاہے اُس سے مانگے وہ بڑا دینے والا ہے خصوصاً تجھ کو کہ تو اسے تمام خلق سے زیادہ پیارا ہے + جو مقصد کون و مکان بود تست + خدا میدہا پنج مقصود تست - ابن امیر الحاج شرح منیۃ المصلیٰ میں لکھتے ہیں کہ اس جگہ دعا نماز مراد ہے اور اسے لفظ نصب سے تعبیر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ مبالغہ کرے اس لئے کہ دعا فتح عبادت اور مطلوب شرع ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اپنے مالک کی خدمت کے فارغ ہو یا بادشاہ جب کسی کی خدمت کے ماضی ہو کر ارشاد کرتا ہے کہ مانگ کیا مانگتا ہے تو وہ مانگنے میں بالضرور مبالغہ کرتا ہے اُسے عزیز دعا ایک عجیب نعمت اور عمدہ دولت ہے کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کرامت فرمائی اور انکو تعلیم کی حل مشکلات میں اُس سے زیادہ کوئی چیز موثر نہیں اور دفع بلا و آفت میں کوئی بات اُس سے بہتر نہیں ایک دعا سے آدمی کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں اول عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعائی نفس عبادت بلکہ ستر عبادت ہے دوم وہ اقرار و جزو دنیا ز داعی اور اعتراف یہ قدرت و کرم الہی پر دلالت کرتی ہے سوم امتثال امر شرع کہ شایع نے اُس پر تاکید فرمائی یہاں تک کہ نہ مانگے پر غضب الہی کی وعید آئی چہاں رم اتباع سنت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات دعا مانگتے اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے + بیچم دفع بلا و حصول مدعا کہ حکم ادعویٰ استجب لکم اور اجیب دعویٰ الداع اذا دعان آدمی اگر بلا سے پناہ چاہتا ہے خدا سے تعالیٰ پناہ دیتا ہے اور جو وہ کسی بات کی طلب کرتا ہے اپنی رحمت سے اُس کو عنایت فرماتا ہے یا آخرت میں ثواب سنکتا ہے سرور معصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے دعا بندہ کی تین باتوں کے

خالی نہیں ہوتی یا اسکا گناہ بخشا جاتا ہے یا دنیا میں اُسے فائدہ حاصل ہوتا ہے یا اُسکے لئے آخرت میں جہنمی سزا کی جاتی ہے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ جب بندہ اپنی اُن دعاؤں کا ثواب دیکھے گا جو دنیا میں مستجاب نہ ہوئی تھیں تنہا کر یگا کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہوتی اور سب ہیں کے واسطے جمع رہتیں مگر ایسے شخص کو کہ اپنی دعا کا قبول ہونا اور بصورت عدم حصول دعا ثوابِ آخرت اُسکے عوض ملنا چاہتا ہے مناسب کہ دعائیں اُسکے آداب کی رعایت کرے اول اُس میں نہایت عاجزی اور الحاح کرے سے زور را بگذازد و زاری را بگیرد و رحم سوئے ناز آید اسے فقیر جس قدر از دھر سے عاجزی زیادہ اُدھر سے لطف و کرم زیادہ سے پسائے بس تو دوست کسی رسد کہ مدام بدچو استاد بدیں در ہمیشہ سر دار دمن کان اخضع کان التوب بہ اللطف خاک سے زیادہ کوئی با نیاز نہ تھا اسی واسطے آفتاب عنایت عرش و کرسی اور فلک ملک کو چھوڑ کر اس پر جمکا دوم دعائیں تکرار چاہئے مگر اسوال صدق طلب پر دلیل ہے مجموع عدد طاق ہوکہ اللہ وتر ہے ترک دو دست رکعتا ہے پانچ بہتر ہے اور سات کا عدد اللہ عزوجل کو نہایت محبوب اور اقل مرتبہ میں ہے اس سے کم نہ مانگے حدیث میں ہے بندہ دعا کرتا ہے پروردگار قبول نہیں فرماتا پھر دعا مانگتا ہے پھر قبول نہیں کرتا پھر دعا کرتا اسوقت پروردگار تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے اے میرے فرشتو میرے بندہ نے غیر کو چھوڑ کر میری طرف رجوع کی میں نے دعا اُسکی قبول فرمائی چہارم اول آخر دعا کے حمد الہی بحال لے کہ اللہ سے زیادہ کوئی اپنی حمد کو دوست رکھنے والا نہیں اور تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا ہے پنجم اول دائرہ بی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے آل واصحاب پر درود پڑھے کہ درود بالفرض مقبول ہے اور پروردگار کریم اس بات سے برتر ہے کہ اول دائرہ کو قبول فرما دے اور بیچ کی بات کو رد کرے ششم حقیر چیز نہ مانگے کہ پروردگار غنی ہے اگر تمام خلق کو ایک ساعت میں اُن کے حوصلہ سے زیادہ بخشے اُسکے خزانہ میں کچھ نقصان نہ ہو حضرت امام المسلمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب مانگو خدا سے تو فردوس مانگو کہ وہ اوسط بہشت اور اعلیٰ جنت ہے اور اُس کے اوپر ہے عرش رحمن کا اور اُس سے جاری ہوتی ہیں نہیں بہشت کی اور یہ بھی آیا ہے کہ جب تو دعا مانگے بہت مانگ کہ تو کریم سے مانگتا ہے اسے عزیز و کریم و رحیم ہے بے مانگے کہ دونوں ہمتیں تیرے حوصلہ و لیاقت سے زیادہ تجھے عنایت کرتا ہے اگر تو اُس سے مانگے گا کیا کچھ نہ پائے گا و لتعموا قیل انکم ناخواستہ عطا بخشد + گر تو خواہش کنی چرا بخشد + بادشاہیست ادا اگر خواہد + ہر دو عالم بیک گردا بخشد ہفتم دعائیں حد سے زیادہ نہ پڑھاوے مثلاً انبیاء کا مرتبہ مانگے یا آسمان پر چڑھنا چاہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے آزمزٹانے کے لوگ علیں مجھے ترجیح دینگے اور آدمی کو اسقدر دعا کفایت کرتی ہے کہ خدا یا میں تجھے سوال کرتا ہوں مجھے بہشت عنایت فرما اور اُس قول فعل کی جو اس نزدیک کے توفیق دے بعض کتابوں میں ہے یہ دعا جامع و کافی ہے رَبَّنَا ارزُقْنَا فِي الدُّنْيَا كَسْرَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ خذایا میں دنیا و آخرت کی بھلائی عنایت فرما اور دوزخ کی آگ سے بچا جائے اللہ بن فضل اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹنے دعا کی خدا یا مجھے بہشت میں ایک محل دے کہ جلتہ وقت میرے ہمنے ہاتھ پر ٹٹھے فرمایا ہے بیٹا خدا سے بہشت کا سوال کر اور دوزخ سے برباد چاہانی منزل باتوں سے کیا فائدہ ہمشتم محال اور جو چیز قریب بجال ہے نہ مانگے اور اسی طرح لغو و بے فائدہ دعا نہ کرے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکایت کرتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا سنوس نام اُسے حکم ہوا کہ تین دعائیں تیری قبول ہو دیں گی اپنی صورت کے لئے دعا کی تمام بنی اسرائیل کی عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہو گئی عمرو و بشر و کر نے اور شوہر کو ستلنے کی ایک روز اُس نے

خفا ہو کر کہا خدا مجھے کتیا کر دے اسی وقت کتیا ہو گئی پھر بیٹوں کی سفارش سے اُس کے لئے دعا کی الہی اسے صورت اصلی پر کر دے جو صورت پہلے تھی وہی ہو گئی اور تینوں دعائیں ضائع ہوئیں انہم دعائیں آواز کی بہت بلند نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ صبح و قریب ہے جس طرح چلانے سے سنتا ہے اسی طرح آہستہ ادعو اور بیکم قضا و خفیہ اللہ سے عاجزی اور استغاثہ کی کیسا تھ دعا مانگو انہ لا محبت المتدین وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں آہستہ دعا ظاہر دعا سے ستر مرتبہ بہتر ہے صحابہ کرام اکثر دعا کرتے اور ان کی آواز اچھی طرح نہ سنی جاتی ایک دن صحابہ نے عرض کیا اقرب منا فتناحیہ امر لعلہ فتنادیہ ہمارا رب نزدیک ہے کہ اس سے آہستہ کہیں یا دور ہے کہ اسکو پکاریں جواب ہوا اذا سالک عبادی عنی فانی قریب جب میرے بندے تجھ سے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں اجیب دعوة الداع اذا دعان دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جو وقت مجھ سے مانگے وہ ہم دعا کے قبول میں جلدی نہ کرے ب حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا تعالیٰ تین آدمیوں کی دعا نہیں قبول کرتا ایک وہ کہ گناہ کی دعا مانگے دوسرا وہ کہ ایسی بات چاہے جس میں قطع رحم ہو تیسرے وہ کہ قبولیت میں جلدی کرے کہ الہی میں نے دعا مانگی اب تک قبول نہ ہوئی ایسا شخص گھر کر دعا چھوڑ دیتا ہے اور مطلب سے محروم رہتا ہے اے عزیز پروردگار تیرا نام ہے اجیب دعوة الداع اذا دعان میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جو مجھ سے دعا مانگتا ہے فاذا كروا لله كثيرا لعلکم تفلحون یعنی مجھ سے دعا بہت مانگو اور مجھے اپنی مصیبت کی موت یاد کرو تاکہ ملا سے نجات پاؤ فلنعم المجیبون ہم اچھے قبول کرنے والے ہیں ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا مانگو میں قبول فرماؤں گا پس یقین مجھ کو وہ تجھے اپنے در سے محروم نہ کرے گا اور اپنے وعدہ کو وہ وفا فرمائے گا وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے وَاَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَوْهُ سَائِلٌ كَوْنَهُ جَهْدُكَ اَبَسَ طَرَحُ اَبَسَ خَوَانُ كَرَمُ سَعْدٍ كَرِيْكَ بَلْكَ وَهْ تَجْهَرُ بِرَفْعِ عَنَائِتٍ رَكْعَتَا هِیْ اَسْ لَیْ دَعَاكَ قَبُولٌ مِّنْ دِیْرِ كَرْتَا هِیْ اَبْنِ اِنِّیْ شَیْخٌ یُّهْمَقِیْ وَصَالِیُّوْنِیْ كِیْ حَدِیْثٌ مِّنْ هِیْ حَضْرَا قَدْسٌ صَلِیُّ اللّٰہِ عَلَیْہِ سَلَمٌ فَرَمَاتے ہیں جب کئی پیارا خدا کا دعا کرتا ہے جس میں کہتے ہیں الہی تیرا بندہ تجھ سے کچھ مانگتا ہے حکم ہوتا ہے ٹھیک و اچھی نہ دوتا کہ پھر مانگے کہ مجھے اس کی آواز بلند ہے سے خوش ہی آید مرا آواز اذہ وَاں خدایا لفتن دَاں رازاؤ۔ اور جب کوئی کافرا فاسق دعا کرتا ہے فرماتا ہے اَسْ کَا کَا مَجْلِدُ كَرْدَا كَا پھر نہ مانگے کہ مجھے اس کی آواز مکروہ ہے یحییٰ بن سعید بن قطان نے جناب باری کو خواب میں دیکھا عرض کیا الہی میں اکثر دعا کرتا ہوں اور تو قبول نہیں فرماتا حکم ہوا اے یحییٰ میں تیری آواز کو دوست رکھتا ہوں اس واسطے تیری دعائیں تاثیر کرتا ہوں۔ یا ز د ہم گناہ کی دعا نہ کرے کہ مجھے پر یا مال مل جاوے یا کوئی فاحشہ زنا کرے کہ طلب گناہ کی گناہ ہے۔ دواز د ہم رنج و مصیبت سے گھبرا کر اپنی موت کی دعا نہ کرے کہ زندگی مسلمان کی اس کے حق میں غنیمت ہے بل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک شخص شہید ہوا برس دن بعد اُس کا بھائی بھی مر گیا طلحہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں اُس کو دیکھا کہ شہید سے بہشت میں آگے جاتا ہے خواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی اور اُس کی پیش قدمی پر تعجب کیا فرمایا جو مجھے مرا کیسا اُس نے ایک رمضان کا روزہ نہ رکھا اور ایک سال کی نماز ادا نہ کی یعنی مقام تعجب کا نہیں کہ اُس کی عبادت اُس کی عبادت سے زیادہ ہے اُسے عز و زواں کے لئے کیا جمع کیا کہ یہاں سے بھاگتا ہے اگر موت کی شدت اور سختی سے واقف ہو تو آرزو کرے کاش تمام دنیا کی تکلیف مجھ پر ہوا چند روز موت سے جہلت لے مں سس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں رنج کے سبب سے موت

کی آرزو نہ کرو اگر لاچار ہو جاؤ تو کہو اللہم احنی ما کانت الحیاۃ خیرالی وتوفی اذا کانت الوفاۃ خیرالی خدا یا مجھے زندہ رکھ جیتک زندگی میرے حق میں بہتر ہے اور موت دے مجھے جو وقت کہ موت میرے حق میں بہتر ہو۔ **تک** ایک شخص نے پوچھا بہتر لوگوں کا کون ہے فرمایا جس کی عمر دراز ہو اور کام اچھے عرض کیا بدتر ان کا کون ہے فرمایا جسکی عمر بڑی ہو اور کام بُرے پس نیکو کار کے واسطے زندگی نعمت ہے اور بدکار کے لئے عمر دراز نعمت مگر تمنا موت کی اس خیال سے کہ جس قدر جیوں گا زیادہ گناہ کروں گا نادانی ہے اگر گناہوں کو بُرا جانتا ہے اُن کے ترک پر مستعد ہو اور عمر دراز طلب کرے تا عبادت و ریاضت سے اُنکا تدارک کرے **فان المحسنات یذهبن السیئات** سیر و ہم بے غرض صحیح شرعی کسی کے مرنے اور خرابی کی دعا نہ مانگے۔

مس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **اذا سمعتم الرجل یقول ھلک الناس فھو اھلکھم** جب منوئم کسی مرد کو کہتا ہے لوگ ہلاک ہوں تو وہ سب کے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے حدیث میں ہے **وایک شرابی** کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیکر لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حد مارنے کا حکم دیا کوئی اُسکو دھول مارنا کوئی جوتے فرمایا اُسکو ملامت کر دے کسی نے کہا تجھے خدا کا خوف آیا کسی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ شرمایا ایک نے کہا اخذات اللہ خدا تجھے خوار کرے فرمایا نہ کہو بلکہ کہو اللہم اغفرلہ اللہم ارحمہ خدا یا اُسکو بخشدے خدا یا اُسپر رحم فرما **ت** طفیل بن عمرو دوسی نے اپنی قوم کی شکایت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ دوس پر دغا کیجئے فرمایا اللہم اھد دوساوات بھم خدا یا دوس کو ہدایت فرما اور اُن کو یہاں لے آ اسی طرح جب **ت** ثقیف کے تیروں سے بہت مسلمان شہید ہوئے صحابہ نے گزارش کی اُن پر دغا کیجئے فرمایا اللہم اھد ثقیفا خدا یا ثقیف کو ہدایت کر جنگ احد میں ظالموں نے دُغان مبارک سنگ ستم سے شہید کیا اور کفار طائف نے آپ کے جسم نازنین پر اس قدر پتھر مارے کہ باشندہ مبارک خون سے آلودہ ہوئے مگر اُن پر بھی دعا ہلاک خرابی کی نہ کی حضور اگر چاہتے تو وہ سب ہلاک دوجاتے **آیہ ان اللہ لا یحب المعتدین** کی تفسیر میں کہتے ہیں معتدین سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں کے کونے میں حد سے بڑھے اور کہتے ہیں الشّدان کو خوار کرے الشّدان پر لعنت کرے مولانا یعقوب چرخ کریمہ فاجتباہ دیہ فجعلہ من الصالحین کی تفسیر میں لکھتے ہیں نصیب عارف کا یہ ہے کہ بلاؤں میں صبر کرے اور منکروں کے انکار سے حقیر نہ ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرے کہ فرماتے تھے **اللہم اھد قومی** فانہم لا یعلمون خدا یا میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ جانتے نہیں ہیں چھار دہم کسی مسلمان کو یہ بد دعا نہ دے کہ تو کافر ہو جائے کہ بعض علما کے نزدیک کفر ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر کفر کو اچھا یا اسلام کو بُرا جان کر کہے بلارب کفر ہے ورنہ بڑا گناہ ہے کہ مسلمان کی بدخواہی حرام ہے خصوصاً یہ بدخواہی کہ سب بدخواہیوں سے بدتر ہے یا نزدہم کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے اور اُسے ملعون و مردود نہ کہے اور جس کافر کا کفر پر مزایا یقینی نہیں آس پر بھی نام لیکر لعنت نہ کرے یہاں تک کہ بعض علما کے نزدیک مستحق لعنت پر بھی لعنت نہ کہے یو ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **ت** ق مسلمان بہت طعن کرنے والا اور لعن کرنے والا اھد قحش اور بے ہودہ بکنے والا نہیں ہوتا دوسری حدیث میں ہے **کس** بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ اور شفیع نہ ہوں گے تیسری حدیث میں ہے مسلمان کی لعنت مثل اُس کے قتل کے ہے چوتھی حدیث میں ہے وجوب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے اُسکے دروازے بند ہو جاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں پھر زمین

کی طرف اُترتی ہے اُسکے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں کہ یہاں تیری جگہ نہیں پھر دہنے بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانہ نہیں پاتی اگر جس پر لعنت کی لعنت کے لائق ہے تو اُس کی طرف جاتی ہے ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے اور فرماتے ہیں اسے عورت تو صدقہ دو کہ میں نے تمہیں دوزخ میں بکثرت دیکھا یعنی عورتیں دوزخ میں بہت پائیں عرض کی کس سبب سے فرمایا لعنت بہت کرتی ہو امام غزالی کیسے سعادۃ میں نقل کرتے ہیں ایک شخص نے حضور کے وقت میں سو بار شراب پی ایک صحابی نے اُس پر لعنت کی اور کہا کب تک اسکا فساد باقی رہے گا آپ نے فرمایا شیطان اُسکا دشمن موجود ہے وہ کفایت کرتا ہے تو لعنت کر کے شیطان کا یار نہ ہو اور ایک شخص نے شراب پی لوگ اُسکو مارتے اور لعنت کرتے فرمایا لعنت نہ کرو کہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے سوال شرع شریف میں ظالموں اور سباج کھانے والوں اور اُسکے معاملہ میں پڑنے والوں اور حنف اُس شخص پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے اور جو بدعتی کو جگہ دے اور جو غیر خدا کے واسطے جان و زنج کرے اور سوال ان کے اور گناہگاروں پر لعنت وارد ہے اور لگے پیغمبر بھی کفار پر لعنت کرتے **ف لعن الذین کفرو امن بنی اسرائیل علی لسان داود وعلیسی بن مریم** اور فرماتے بھی اُن پر لعنت کیا کرتے ہیں **ف اولئک جزاءهم ان علیہم**

لعنة الله والملائكة والناس اجمعین خالدین فیہا جو آب لعنت لعنت میں بمعنی طرد و البعاد کے ہے اور اہل شریعت بھی اُس سے طرد و البعاد رحمت الہی و بہشت کے اور کبھی طرد و البعاد جناب قرب اور رحمت خاص و درجہ سابقین سے مراد لیتے ہیں پہلے معنی کافروں کیلئے خاص ہیں جس شخص کا کفر پر زنا یقینی ہے جیسے ابو جہل ابوبہر فرعون شیطان ہامان اُس پر لعنت جائز انبیاء علیہم السلام جن پر لعنت کرتے تھے یا اعلام الہی اُنکے کافر مرنے سے واقف تھے اور فرشتے بھی اُنہیں پر لعنت کرتے ہیں جنگی یا ناجحی سے یا اعلام الہی واقف ہوتے ہیں یا انبیاء و ملائکہ کافروں پر بوصف کفر لعنت کرتے ہیں یعنی لعنة الله علی الکاذبین کہتے ہیں اور دوسری قسم گناہگاروں کو بھی شامل ہے جس جگہ قرآن یا حدیث میں لفظ لعنت کا عصاة کے حق میں وارد ہے وہاں دوسرے معنی مراد ہیں مگر جو اس قسم کا بھی مقید بوصف عام مذموم ہے لعنة الله علی الکاذبین اور لعنة الله علی الظالمین کہہ سکتے ہیں کسی خاص شخص پر لعنت نہیں کر سکتے شیخ محقق فرماتے ہیں لعنت کرنا کسی پر جائز نہیں سوا اُسکے جس کے کافر مرنے پر مخبر صادق نے خبر دی اور کافر مخصوص پر کہ ایمان اُس کا دم اخیر مختل ہو لعنت نہ کریں طریقہ محمدیہ میں ہے سوا ایسے کافر کے کسی شخص معین پر لعنت جائز نہیں یہاں تک کہ بعض علمائے زہد کے معاملہ میں بھی توقف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ اُسکے لشکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ اور اعزہ اہلبیت کو ہزاروں بے رحمیوں اور سنگدلیوں کیساتھ شہید کیا اور کوئی دقیقہ ہتک حرم میں باقی نہ چھوڑا اصل اس باب میں یہ ہے کہ لعنت کرنا کسی پر ثواب نہیں اگر کوئی شخص دن بھر شیطان پر لعنت کرتا رہے کیا فائدہ حاصل ہو اُس سے یہ بہتر ہے کہ اسقدر وقت ذکر اور تلاوت اور درود میں صرف کرنے کہ ثواب عظیم ہاتھ آئے اگر اس کام میں ہمارے لئے کچھ فائدہ ہوتا یہ دیکھا عالم ابلیس پر لعنت کرنے کا ہم کو حکم دیتا پس احتیاط اسی میں ہے کہ جس کے انجام سے اطلاع نہ ہو اُس پر لعنت نہ کرے اگر وہ لائق لعنت کے ہے تو اُس پر لعنت کہنے میں تضييع وقت ہے اور جو وہ لعنت کا مستحق نہیں تو کیسا بے لذت ہے اسی واسطے امام عبد اللہ شافعی یعنی رضی اللہ عنہ مرآۃ الجنان میں فرماتے ہیں کسی مسلمان پر لعنت اصلًا عامر نہیں اور جو کسی مسلمان پر لعنت کرے ملعون ہے اور حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ واقع ہے لا ینبغی للمومن ان ینکون ملعوناً

رواہ الترمذی شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل عادت و شیوہ اہلسنت ترک سبب لعن ہے کہ المؤمن ایسے بلعان بعض علماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں اہلسنت کی خوبیوں میں سے ہے کہ کسی پر لعنت نہیں کرتے اور کسی کو کافر نہیں کہتے اور اہل بدعت کی برائیوں میں سے ہے کہ بعض اُن کا بعض کو کافر کہتا ہے اور بعض اُنکا بعض پر لعنت کرتا ہے شانِ نزہم کسی مسلمان کو یہ بدعا کہ تجھ پر خدا کا غضب نازل اور تو آگ یا دوزخ میں داخل ہو نہ دے کہ حدیث میں اسکی ممانعت وارد ہے ہفتہم جب مطلب حاصل ہوا سے خدا کی عنایت و مہربانی سمجھے اپنی چالاکي و دانائی نہ جانے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذا من الانسان ضرر دعا نادم اذ اخولنا نعمة مناقال انما اعطيتہ علی علم جبارہ کی تکلیف نہی ہے ہم سے دعا کرتا ہے پھر جب ہم اُسے نعمت دیتے ہیں کہتا ہے یہ مجھے اپنی دانائی سے ملی بل ہی فتنہ بلکہ وہ نعمت آزمائش ہے کہ دیکھیں ہمارا احسان ماننا ہے یا نہیں ولکن اکثر الناس لا یعلمون لیکن بہت نہیں جانتے اور اُس نعمت کو اپنی دانائی کا نتیجہ سمجھتے ہیں ایسا شخص پھر اگر دعا کرتا ہے قبول نہیں ہوتی جو کریم کا احسان نہیں ماننا لائق عطا کے نہیں مستوجب سزا ہے فت من اعرض عن ذکرى فانه له معيشة ضنكا جو ہماری یاد سے مبرا نہ رہے اُسکے لئے ہے تنگ زندگانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہشتادم دعا کے وقت نہایت عاجزی اور کمال خشوع اور خضوع بجالا دے اور دل سے خدا کی طرف متوجہ ہو کر بے تزلزل اور توجہ دل کے دعا قبول نہیں ہوتی زبان سے اُسکی قدرت و کرم کا اقرار کیجئے اور دل اسکی عظمت اور بڑائی سے بہرا ہو تب بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے شکایت کی ہماری دعا قبول نہیں ہوتی جواب آیا میں اُن کی دعا کس طرح قبول کروں کہ وہ زبان سے دعا کرتے ہیں اور دل اُنکے غیروں کی طرف متوجہ رہتے ہیں آئے عزیز جب تک تو دل سے اپنی اور تمام خلق کی ہستی کو خدا کی ہستی میں گم نہ کرے رحمت خاصہ کہ ازل سے مخلصوں کیلئے مخصوص ہے تیری طرف کب متوجہ ہو جو شخص جبار بادشاہ کے حضور اپنی بڑائی اور عظمت کا دعویٰ کرے یا بادشاہ اُسکی طرف متوجہ ہوا ورنہ کسی جو بددعا یا ہلکار کی طرف نظر رکھے سزاوارز جہ ہے مستحق لعنات ایک دن حضرت خواجہ سفیان ثوری قدس سرہ نماز پڑھتے تھے جب اس آیت پر پہنچے ایاک نعبد و ایاک نستعین تجھی کو ہم پوجتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہیں دتے روتے بہ ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے لوگوں نے حال پوچھا فرمایا اسوقت مجھے یہ خیال آیا کہ اگر غیب سے ندا ہو لے کاذب غموش کیا ہماری سرکار تجھے جھوٹ بولنے کو رہ گئی رات دن تنق کی تلاش میں کو کو پھر رہا ہے اور بیماری کے وقت طبیبوں سے التجا کرتا ہے اور ہم سے کہتا ہے میں تجھی کو پوجتا ہوں اور تجھی سے مدد چاہتا ہوں تو میں اس بات کا کیا جواب دوں آئے عزیز وہاں دل پر نظر ہے نہ زبان پر ہے ما زبان ما انکریم وقال راہ ما اعل ما انکریم و حال را۔ چاہئے کہ دل زبان کو موافق اور ظاہر و باطن کو مطابق اور جمیع ماسوی اللہ سے رشتہ اُمید قطع کرے نہ نفس سے کام نہ خلق سے غرض رکھے تا شاہد مطلب جلوہ گر ہو اور گوہر مقصد باہتمام آوے نور دہم اپنے گناہ و خطا پر نظر کر کے دعا کو ترک نہ کرے کہ شیطان کی بھی دعا قبول ہوئی اور اُسے قیامت تک جہالت ملی اف الذل من المنظرین کہتے ہیں فرعون دن بھر خدائی کا دعویٰ کرتا اور رات کو دعا دزاری میں مشغول رہتا اسی سبب سے جاہ و شہ و ملک مال اُس کا مدت تک قائم رہا سہ روز موسیٰ پیش حق نالاں شدے نیم شب فرعون ہم گریاں شدے کہیں چہ غل است اے خدا بر گردنم کہ گرنہ غل باشد کہ گوید من نعم اے عزیز وہ رحم الراحمین ہے اُس سے نا اُمید ہونا مسلمان کی شان نہیں جو کافروں کو

نعمت سے محروم نہیں رکھتا وہ مجھے کب محروم کرے گا اے کریم کے از خزانہ غیب چہ گہر تر سا وظیفہ خور داری چہ دوستان را کجا
کئی محروم چہ تو کہ بادشمنان نظر داری بستم اگر دعا قبول نہ ہو تو اپنا قصور سمجھے خدا کی شکایت نہ کرے کہ اُسکی عنایت میں
نقصان نہیں تیری دعا میں نقصان ہے اے اُسکے الطاف تو میں عام شہیدی سب پر چہ تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی
قابل ہوتا ہے ہر چہ ہست از قامت ناما ساز دے انداز ماست چہ در نہ تشریف تو بر بالائے کس کو تاہ نیست چہ آئے عز و زہد چہ چند
سبب سے رہ جاتی ہے پہلا سبب کسی شرط یا ادب کا فوت ہونا اور یہ تیسرا قصور ہے اپنی خطا پر نادم نہ ہونا اور خدا کی شکایت کرنا
نری بے حیائی ہے دوسرا سبب استغفار مولیٰ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی سفارش کی ہرگز قبول نہ ہوئی حکم ہوا ایسی بات
ہمارے سامنے نہ کہہ کہیں تو جاہل نہ ہو جاوے ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن جب اپنے چچا آزر کو دیکھیں گے کہ منہ آسکا کالا اور
خاک سے آلودہ ہے عرض کریں گے الہی تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں قیامت کے دن تجھے رسوا نہ کر دے گا اس سے زیادہ کیا رسوائی ہوگی
مجھ پر رحم فرما کر اسکی خطا معاف فرما جواب ہوگا انی خدمت الجنة علی الکافرین میں نے ہشت کا فoul پر حرام کی پھر اسکی صورت
کو مسخ کر دینگے اور فرشتے اُسے گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دینگے از میا علیہ السلام پیغمبر کو حکم آیا کہ میں بنی اسرائیل کو تباہ کر دے گا چہ چند
سرخ خاک ڈالی اور روئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور انکو تباہ و خراب کر دیا جب ابوطالب مرنے لگے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے
پاس تشریف لیگئے اور فرمایا اے چچا ایک بار کلمہ کہہ لے تا خدا کے حضور میں مجھے حجت ہو عبد اللہ بن امیہ اور ابوجہل لے کہلے ابوطالب
کیا تم اپنے باپ دادا کے دین سے پھرے جاتے ہو کہا میں جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نجات ہے مگر جان لو محمد کر
دوزخ کو اختیار کرتا ہوں کہ برادری کی عار نہیں اٹھائی جاتی آپ نہایت مہموم اور محزون وہاں سے اُٹھے آیتہ نازل ہوئی اِنَّكَ لَا تَهْدِي
مَنْ اَخْبَيْتَ وَلَا يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ تَوَجَّهْ چاہے ہدایت نہیں کر سکتا لیکن خدا جسے چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے اپنے چچا
کہ ابوطالب کی بخشش کیواسطے دعا کروں حکم آیا مَا كُنْتُ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا اَنْ يَسْتَعْفِفُوا فَاَنْفُسُهُمْ كَيْفَ وَ لَوْ كَانُوا اَوْفَى الْاَوْفَى
پیغمبر اور مسلمانوں کو لائق نہیں ہے کہ مشرکوں کیلئے اگرچہ وہ اُنکے رشتہ دار ہوں استغفار کریں اے عزیز وہ حاکم ہے محکوم نہیں غالب ہے
مغلوب نہیں بالکس تا بعد از نہیں اگر تیری دعا قبول نہ فرماوے تجھے ناخوشی اور غصے یا شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے جب
خاصوں کیساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں جب چاہتے ہیں منع فرماتے ہیں تو تو کس شمار میں ہے کہ اپنی راہ پر
اصرار کرتا ہے ف وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَلَٰكِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ تیسرا سبب حکمت الہی ہے کہ کہیں تو براہ
نادانی کسی چیز کو اُس سے طلب کرتا ہے اور وہ براہ ہر بانی تیری دعا کو اس سبب سے کہ تیرے حق میں مضرب رد فرماتا ہے مثلاً تو جو یا نبی
دور ہے اور اس میں تیرے ایمان کا خطرہ ہے یا تو خواہاں تندرستی و عافیت ہے اور علم الہی میں وہ موجب نقصان عاقبت ہے ایسا رد
قبول سے بہتر ہے عسی ان تجبوا شیعنا دھو شر لکم پر نظر کرو اور شکر اُس رد کا بجالاؤ چوتھا سبب کبھی دعا کے بدلے ثواب
آخرت دینا منظور ہوتا ہے تو عظام دنیا طلب کرتا ہے اور پروردگار نفعائیں آخرت تیرے لئے ذخیرہ فرماتا ہے یہ جالے خلیفہ نہ
مقام شکایت بست و حکیم تندرستی اور خوشی اور فراخ دستی کی حالت میں دعا کی کثرت کرتے تاسختی اور رنج میں بھی دعا قبول ہو
حدیث میں حص من مسترا ان يستجیب للہ عند الشدائد والکرب فلیکثر الدعا عام فی الرضا و بست و دروم کھانے
اوپنے اور لباس اور کب میں حرام سے احتیاط کرے کہ حرام خوار اور حرام کار کی دعا اکثر رہ جاتی ہے بست و بیوم و صلے سے پہلے خدا کا ذکر اور

نیک کام کرے تا خدا کے کریم کی رحمت اُسکی طرف متوجہ ہو بےست و چہارم دعا کی وقت پاکیزہ کپڑے پہن کر با وضو قبلہ رو دھوانو بیٹھے اور خدا کی تعریف کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر مؤید ہوں کے برابر لجا کر کمال ادب اور خشوع اور نیاز اور خضوع آنکھیں نیچے کئے پست آواز سے بحضور قلب اول اپنے لئے پھر ماں باپ کی واسطے اگر مسلمان ہوں پھر مسلمان بھائیوں کیلئے دعا کرے بےست و چہارم دعا کے وقت اپنے گناہوں کو یاد کر کے شرمندہ ہو اور نہایت شرم سے آسمان کی طرف نگاہ نہ کرے بےست و چہارم دعا کے اسرار اور صفات اور مقبول اور نیک بندوں کے وسیلے سے دعا کرے یعنی اللهم انی اسألك باسمك العظيم وفضلک العظیم وجماع سید المرسلین وعبادک الصالحین یا مانتد اسکے کہ دعا اُن کے کلمہ سے جلد قبول ہوتی ہے ف ابتغوا الیہ الوسيلة لعلکم تفلحون بےست و چہارم کلمات دعا میں جمع اور تکلف سے پرہیز کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو دعائیں حدیثوں میں وارد اور حوامع کہ اکثر مطالب دنیا و آخرت کو جامع ہیں اختیار کرے بےست و چہارم اوقات و امكنہ اجابت کی رعایت کرے بےست و چہارم دعا سے پانچ بار لفظ دینا کو مقدم کرے کہ قرآن شریف میں اس لفظ کو پانچ بار مقدم کر کے اُسکے بعد ارشاد فرمایا فاستجاب لہم تو ان کی دعا قبول کی ان کے رب نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے جو شخص صبر یا غم کے وقت دینا پانچ بار کہے خدا تعالیٰ اُسکو اُس چیز سے کہ خوف رکھتا ہے محفوظ رکھے اور جو چاہتا ہے عنایت فرماوے پھر یہ آیتیں پڑھیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا اَلَيْسَ لَكَ لَاحِظٌ الْمُعَادِ سیم حاجت آخرت کو مقدم کرے تا رحمت و اجابت اُسکی طرف متوجہ ہو اور تورا تعالیٰ رَبَّنَا اَتَانَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ مَنَّا فِي اَسْکے نہیں کہ حسنہ دنیا سے وہ نیکیاں اور خوبیاں جو آخرت میں کام آویں مراد لے سکتے ہیں علاوہ بریں تقدیم دنیا باعتبار تقدم زمانی منافی اس اعتبار کے نہیں سی یکم الفاظ دعا میں جمع و تکلف کی رعایت کرے محل حدیث میں ہے ایاکمذا السجیم فی الدعا بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ الفاظ ماثورہ پر اکتفا کرے سی و دوم قبول دعا پر یقین کرے کہ کریم سائل کو محض نہیں رکھتا محل حدیث میں آیا اذعوا للہ و انتہم من کنون بالاجابة اللہ سے دعا مانگو در حالیکہ اجابت پر یقین رکھتے ہو اکی جگہ سے کہتے ہیں کہ دعا کی وقت مصیبت و گناہ اپنے یاد نہ کرے کہ خیال انکا یقین میں خلل ڈالتا ہے اور طاعت کو بھی بطور استحقاق نہ یاد کرے کہ تضرع و عجز میں خلل ڈالتی اور عجب میں مبتلا کرتی ہے سی و سوم دعا کے وقت خدا کیلئے تذکرے اور اُس سے پہلے گناہوں سے توبہ کرے اور جس کا حق اُسکے ذمہ ہو بخشو اے یا اُسے حوالہ کرنے کہ یہ سب امور قبول دعا میں تاثیر کلی رکھتے ہیں اسے عزیز جو شخص ان امور کے ساتھ دعا کرے خدا کی رحمت کاملہ سے امید واثق ہے کہ اُسکے مطالب و مقاصد روا کرے یا آخرت میں ثواب عظیم عنایت فرماوے تیسرے اس جگہ کئی سوال جواب ہیں پہلا سوال اپنی عاجزی اور پروردگار کی رحمت پر نظر کر کے دعا و سوال بہتر ہے یا اقتضا پر یا ضعیف ہو کر ترک اولیٰ جو اب بعض علما ترک دعا کو اولیٰ جانتے ہیں امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو خدا نے تیرے لئے ٹھہرا دیا اُس سے بہتر ہے جو تو مانگتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے بلا کی وقت دعا مانگی جبریل علیہ السلام نے کہا جو حاجت ہو بیان کیجئے فرمایا تم سے کچھ حاجت نہیں کہا خدا سے عرض کیجئے فرمایا حبیبی من سوالی علمہ بحالی سے خدا واقف کہ حافظ را غرض چیست و علم اللہ حبیبی عن سوالی علماء کہتے ہیں جو چیز بے مانگے ملتی ہے اُس سے کہ مانگے سے حاصل ہو بہتر ہوتی ہے دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے مغفرت کی طلب اور موسیٰ علیہ السلام نے ہدایت کی تمنا کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

بے طلب یہ دونوں نعمتیں ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام سے بہتر و افضل حاصل ہوئیں حدیث قدسی میں ہے من شغلہ ذکری عن مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی المسائلین جسے میری یاد مجھ سے دعا مانگنے کی فرصت نہ دے اُسے مانگنے والوں سے بہتر دوں اور یہ بھی حدیث میں وارد ہے کہ خدا بھائی یوسف علیہ السلام پر رحم کرے اگر بادشاہ سے اس بات کی کہ مجھے خزانوں پر مقرر کر دو خواست نہ کرتے اُسی وقت مقرر کرتا دو خواست کے سبب برس دن تک مقرر نہ ہوئے اور بعض علماء دعا و سوال کو بنظر اُن فوائد کے جو سابق مذکور ہوئے بہتر سمجھتے ہیں بعض کہتے ہیں بہتر یہ ہے کہ زبان سے دعا کرے اور دل سے خدا کے حکم و تقاضا پر راضی رہے تا دونوں فائدے ہات آویں بعض کہتے ہیں جس بات میں حفظ نفس کو دخل ہے وہاں سکوت و ترک دعا افضل ہے اور جس میں دین و شرع کی ترقی یا کسی مسلمان کا فائدہ ہے اُس کا مانگنا مناسب بعض علماء فرماتے ہیں جس وقت دل دعا کی طرف اشارہ کرے دعا بہتر ہے اور جب سکوت کی طرف ایسا کرے سکوت مناسب سوال ۲ دعا تفویض کے منافی ہے جو شخص اپنا کام کسی کے سپرد کرتا ہے آپ اُس میں دخل نہیں دیتا جو اب تفویض کے یہ معنی کہ بندہ جس کام کے نفع نقصان سے واقف ہو اُسے اپنے مولیٰ کو کہ حکیم و مدبر ہے سپرد کرے وہ مصلحت اسکی اُس سے بہتر جانتا ہے نہ یہ کہ جو بات قطعاً اسکے حق میں بہتر ہے مانند پشت و ایمان و محبت خدا کے اسکی طلب کرے یا جو بات بانیعین مضر ہے مثل کفر و شرک معصیت و ذر خ کے اُس سے نجات نہ چاہے بلکہ جس بات کا انجام معلوم نہیں اسکی طلب بھی بشرط استثناء و خیر و صلاح منافی تفویض نہیں دعا استخارہ میں وارد الہی یہ کام اگر میری دین و دنیا و انجام میں بہتر ہے تو مجھے اسکی توفیق دے ورنہ مجھ کو اُس سے باز رکھو اور میرا دل اُس سے پھر البتہ جس چیز میں مضرت یقینی ہے اُسے طلب کرنا یا جسکا نفع نقصان معلوم نہیں بغیر شرط خیر و صلاح کے مانگنا تفویض کے منافی و بے جا ہے تا مگر غزال کے شیخ فرماتے ہیں استثناء اور شرط خیر و صلاح قطعیات میں بھی اولیٰ ہے کہ کبھی خیر و صلاح مفضول میں ہوتی ہے سوال ۳ جو مقدر ہے وہی ہوگا پھر دعا سے کیا فائدہ جواب دعا سے بلا رد ہوتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قضا و دعا کے سوا کسی چیز سے بد نہیں ہوتی سوائیکی کے کوئی چیز عمر کو زیادہ نہیں کرتی دوسری حدیث میں ہے دعا اُس چیز سے کہ نازل ہوئی اور اُس سے کہ نہ تو نازل نہ ہوئی فائدہ بخشی ہے اور بیشک بلا نازل ہوتی ہے اور دعا اسکو مل جاتی ہے تو دونوں آپس میں ملافت کرتے رہتے ہیں یعنی بلا اثر پڑا جاتی ہے اور دعا اسکو روکتی ہے یہاں تک کہ قیامت تک نہیں اترنے دیتی مگر یہ رد بھی قصا کے موافق ہے جس طرح وجود ہر شے کا کسی سبب سے مربوط ہے اسی طرح ہر چیز کے روکنے اور دفع کرنے کیلئے بھی ایک سبب قرار ہے سپر حر یہ روکنے کا سبب اور دعا سبب دفع بلا سپر لینا قصا کے خلاف نہیں دعا کیونکر منافی ہو سکتی ہے تحقیق اس مقام کی یہ کہ قضا و قسم ہے مہم کہ حرف القلم ہوا کائن اُس کا میان ہے اور معلق کہ مایہ و من معمور و لا ینقص من عمدہ اُس کا نشان ہے مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں بعض اسباب عمر میں کمی زیادتی ہوتی ہے اور وہ بھی لوج محفوظ میں لکھی ہے پس قضائیں تغیر قضا کے مطابق رول ہے مثلاً مقدر ہے کہ زید کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی اور جو حج کرے گا انشی برس زندہ رہے گا سوال ۴ دعا مقام رضا و تسلیم کے خلاف ہے جب بندہ اپنے مقدر پر راضی ہو گیا تو دعا سے کیا کام رہا جو اب دعا خلاف رضا نہیں ہو سکتا ہے کہ حصول دعا یا نجات از بلاد عار مقدر ہو سوال ۵ صوفیائے کرام فرماتے ہیں بندہ جب تک اپنی خواہش سے دست بردا نہیں ہوتا اگر داس دولت کی اُس کے دامن کو نہیں چھوئی اگر ایک ذرہ مراد و آرزو کا باقی رہے اس دشت خو خوار میں قدم نہ رکھ سکے

جواب حکم تصوف کا باندھ حکم فقہ کے عام نہیں بلکہ باختلاف احوال و مواجید و مذاق مختلف ہوتا ہے اسی لئے حکم فقہ کا صوفی پر جاری ہے اور انکار صوفی کا فقہ پر صحیح نہیں اور صوفی کو رجوع بفقہ ضرور ہے اور فقہ کو رجوع بتصوف فرض نہیں تصوف ہر چند برتر و افضل ہے مگر فقہ اسلم و اشمل ہے اسی واسطے کہتے ہیں باطن ظاہر پر مقدم نہ کیا جاوے پس یہ حکم صاحب مقام فنا کیلئے مخصوص ہے جسے یہ مقام حاصل اُس کے حق میں ترک دعا افضل بلکہ اس سے صدور دعا مشکل آس تقریر پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشوائے مریداں و سردار مراداں ہیں کوئی نئی و ذلی اُن سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتا خدا تعالیٰ اُن کو حکم دیتا ہے قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس قل رب زدنی علما قل رب اغفر وارحم و انت خیر الراحمین پھر کسی کا کیا رتبہ ہے کہ اپنی خواست و مراد سے القطار کلی کرے اور دعا و احوال کو چھوڑ دے علما فرماتے ہیں جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بات نکالے اُس کے مونہ پر ماری جاوے۔ ایک شخص نے کسی فقیر سے بشر حافی کا حال بیان کیا کہ اُنھوں نے جو تاپہننا چھوڑ دیا تھا کہ زمین فرش خدا ہے وہ فرماتا ہے والارض فرشتاھا فتعمر الماہدون زمین کو ہم نے فرش کیا کیا اچھے بچھانے والے ہیں ہم جب کہ ہم امیروں اور بادشاہوں کے فرش پر جوتا پہن کر نہیں جاسکتے خدا کے فرش پر جوتا پہنکر کس طرح پھر میں فقیر نے کہا اے عزیز جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی امر اختیار کرے اپنے کام میں تجالت اٹھائے بشر حافی نے اگر یہ سمجھ کر جوتا پہننا چھوڑا یا خانہ پیشاب کے لئے کس جگہ کو مقرر کیا آیت کے یہ معنی نہیں بلکہ مراد ہے کہ جس بادشاہ کے فرش پر جوتا پہنکر پھریں یا پاخانہ پیشاب کریں خراب دنیا پاک ہو جاوے والارض فرشتاھا فتعمر الماہدون زمین کو ہم نے فرش کیا پس کیا اچھے ہیں ہم بچھانے والے کہ ہمارے فرش پر تمام جہان چلتا پھرتا یا خانہ پیشاب کرتا ہے مگر وہ خراب نہیں ہوتا جو وقت نجاست خشک ہو کر زائل ہوتی ہے بے دھوئے اُس پر نماز جائز ہوتی ہے۔

جواب اس شبہ کا تین وجہ سے پہلی وجہ یہ ہے کہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم خلق کی ہدایت و رہنمائی کیلئے تشریف لائے اکثر اوقات حضور اہل کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار فرماتے تالوگ اُس کے جواز سے واقف ہوں یہ مفضول اُن کیلئے ہزار افضل سے افضل اور یہ ادنیٰ لا کھدا علی سے اولیٰ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل بھی اسی قسم سے ہے تالوگ سمجھیں کہ دعا و سوال ہمارے لئے درست ہے ترک خواست خواص کے لئے خاص ہے دوسری وجہ کوئی مقام کسی انسان کو ہر وقت حاصل نہیں رہتا ورنہ کارخانہ ہدایت و نصیحت میں فتور واقع ہوا ایک روز حضرت حنظلہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے حنظلہ منافق ہو گیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حال پوچھا کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا ہوں اپنے دل میں ذوق و شوق پاتا ہوں جب مجلس اقدس سے جدا ہوا وہ ذوق و شوق نہیں رہتا اور دنیا کا خیال دل پر غالب ہو جاتا ہے فرمایا امیر ابھی یہی حال ہے چلو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کریں جب عرض کی فرمایا آدمی ایک حال پر نہیں رہ سکتا اگر تم ایک حال پر رہو تو کپڑے پھاڑ کر جنگل کو نکلی جاؤ اور عورتوں اور بچوں سے کنارہ کرو اور فرشتے تم سے مصافحہ کریں منقول ہے کسی نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بوئے پیراہن مصر سے سونگھی اور کنعان کے کوئیں میں اُن کی خبر نہ لی فرمایا ہمارا حال یکساں نہیں رہتا سہ گئے برطارم اعلیٰ نشینم چگئے بر پشت پائے خود نہ بینم۔

پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض احوال میں دعا فرمانا بعض دیگر احوال میں اولویت ترک کے منافی نہیں اسی واسطے کہتے ہیں بعض اوقات دعا اور بعض اوقات اسکا ترک اولیٰ ہے اور صفت اُس کی باشارہ قلب اُسی وقت معلوم ہوتی ہے تیسری وجہ کہ اصح و افضل وجہ ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام بقا کا اس مقام فنا سے ہزاروں درجے ارفع و اعلیٰ ہے حاصل تھا اُس مقام میں دعا و سوال تو جہ خلق و تمیز بین الصلاح و الفساد جائز بلکہ لازم ہے اور شفاعت و عذر خواہی اپنے متعلقوں اور متوسلوں کی طرف سے واجب جواب ثانی اس بیان سے عدم جواز دعا و سوال نہیں سمجھا جاتا اس لئے کہ دعا بھی مراد محبوب ہے سائلین پر تقاضا ہے ادعویٰ استجب لکم مولیٰ چاہتا ہے ہمارا بندہ ہمارے حضور التجا لائے اور عجز و بیچارگی اپنی ظاہر کرے حدیث میں ہے خدا تعالیٰ پچھلی رات کو آسمان دنیل پر نازل ہوتا ہے اور صبح تک فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے میں اُسے جواب دوں کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں قبول کروں حدیث قدسی میں ہے اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں کھلاؤں مجھ سے کھانا مانگو میں کھانا دوں گائے میرے بندو تم سب ننگے ہو مگر جسے میں پہناؤں مجھ سے کپڑا مانگو میں کپڑا دوں گا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسکو دعا کی توفیق دیجادو روزانہ بہشت کے اُس کیلئے کھولے جاویں حصّہ دوسری حدیث میں ہے جو مسلمان کسی دعا میں خدا کی طرف اچھی طرح متوجہ ہوتا ہے خدا تعالیٰ اُسکی دعا اُسے عطا کرتا ہے یا دنیا میں دیتا ہے یا آخرت کے لئے ذخیرہ فرماتا ہے والحمد لله رب العالمین۔ تشریح سوال غیر خدا سے قبیح لذت ہے غ حدیث میں ہے سوال فواحش سے ہے اور فواحش حرام ہیں والحمد لله رب العالمین علما فرماتے ہیں ترک سوال ہر حال میں اولیٰ ہے کہ خدا تعالیٰ ہر شخص کے رزق کا کفیل ہے ق حدیث میں ہے بھوکا اور حاجت مند اگر اپنی حاجت لوگوں سے چھپا دے خدا تعالیٰ رزق حلال سال بھر تک اُسے عنایت کرے ف وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها ف نحن نرزقهم وایاکم بشرحانی کہتے ہیں جو کسی کو برا شکے اور کسی کے دروازے پر نہ جاوے اور کسی سے سوال نہ کرے دنیا و آخرت میں باآبرو رہے بعض علما الی وبحث فارغب کی تفسیر میں لکھتے ہیں اپنے رب ہی سے مانگ دو سرے سے سوال نہ کر اور ان لنا لا خیرة والاؤنی کے تحت میں تحریر کرتے ہیں فمن طلبہ من غیرنا فقد اخطا تو جو اُسے ہمارے غیر سے طلب کرے خطا پر ہو موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے گھانس جاؤ کیواسطے اور تمک ہانڈی کیلئے بھی مجھی سے مانگ علما فرماتے ہیں خدا سے سوال کرنا عزت اور غیروں سے مانگنا موجبِ لبت ہے جو شخص آدمی سے سوال کرتا ہے تین خرابیوں میں پڑتا ہے پہلی خرابی خلق کی نگاہ میں ذلیل و خوار ہوجانا ہے ہر ایک کے سامنے عاجزی کرنی پڑتی ہے بندے کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو بلا ضرورت خوار کرے اور سوا خدا کے اور کچھ سنانے نہ لال کرے دوسری خرابی محتاجی ظاہر کرنا اپنے مولیٰ کی شکایت جو غلام براہ احسان فراموشی و تمک حرامی اپنے مولیٰ کے انعام و عطا پر قناعت نہ کرے اور دوسرے کی سنانے یا تمسخر کرنا گویا زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ میرا مولیٰ مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور بقدر رفع احتیاج نہیں دیتا نقل ہے ایک عابد کسی پہاڑ پر رہتا وہاں انار کا درخت تھا ہر روز تین انار اُس میں آتے انھیں کھاتا اور عبادت کرتا حق عزوجل کو امتحان منظور ہوا ایک روز انار تلگے صبر کیا دو روز اور یہی ماجرا گزرا تیسرے دن گھبرا کر پہاڑ سے نیچے اُترا اُسکے نیچے ایک نصرانی رہا کرتا اُس سے سوال کیا نصرانی نے چار روٹی دیں اُس کا کتا بھونکنے لگا عابد نے ایک روٹی ڈال دی کتے نے کھا کر چھپا لیا دوسری ڈال دی

وہ بھی کھالی مگر چھپا نہ چھوڑا جب چاروں روٹیاں کھالیں اور بھوکے سے باز نہ آیا عابد نے کہا اسے حریص ناسحق کو شرم تجھے شرم نہیں آتی کہ میں تیرے گھر سے بھیک مانگ کر لایا اور تو نے مجھ سے سب چھین لیں اب بھی بھیجا نہیں چھوڑا کرتے نے کہا میں تجھ سے زیادہ بے شرم نہیں کہ جس مالک نے برسوں بے محنت و مشقت ایسا انفیس رزق تجھے کھلایا تین روز نہ دیتے پر اتنا گھبرا گیا کہ اُسکے دشمن کے گھر بھیک مانگنے آیا تیسری خرابی جس سے سوال کرتا ہے اُسے ناسحق رنج دیتا ہے کہ اگر وہ سوال رد کرے تو لوگوں سے شرمندگی و ندامت ہو اور جو خلق سے شرم کرے تو دل پر گراں گزرے اور آخرت میں مفید نہ ہو بلکہ سبب ریا کاری کے ضرر کرے ایسے شخص سے سوال کرنا گویا مصادرہ اور ڈانڈ طلب کرنا ہے صوفیہ کہتے ہیں جس کو جانے کہ یہ لوگوں کے شرم سے دیتا ہے اُس سے لینا ممنوع ہے اور جو سوال سے خوش ہوتا اور بطیب خاطر دیتا ہے بعض اوقات سوال اُس پر بھی ناگوار گزرتا ہے خصوصاً اُس شخص کا جو بہت سوال کیا کرتا ہے پس بندے کو لائق ہے کہ خدا ہی سے سوال کرے کہ وہ مانگنے سے ناخوش نہیں ہوتا نہ بار بار عرض کرنے سے ناراض بلکہ اور راضی ہوتا ہے حدیث میں ہے جسکے پاس ہو اور وہ سوال کرے قیامت کے دن اُسکے منہ کا گوشت گل کر کرڑیگا کہ ہڈی کے سوا کچھ باقی نہ رہیگا دوسری حدیث میں آیا ہے جو کچھ لیتا ہے دوزخ کی آگ ہے اب چاہے بہت لے یا تھوڑی کسی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر رکھتا ہو تو سوال کرے فرمایا صبح و شام کا کھانا اور ایک روایت میں ہے پچاس درم کہ ایک آدمی کو سال بھر کفایت کرتے ہیں اور وجہ تطبیق یہ ہے کہ موسم صدقات جہاں سال بھر میں ایک بار آتا ہے اگر اُن دنوں بقدر سدر متق ایک سال کا قوت نہیں رکھتا یا سال بھر کے لائق کپڑا مچھو نہیں اور اس عرصہ میں ملنا بھی ممکن نہیں تو اُسکو سوال درست ہے اور جو ہر روز سوال کر سکتا ہے اُسے دوسرے دن کیلئے بھی سوال کرنا جائز نہیں اصل یہ ہے کہ سوال بقدر حاجت درست ہے اور حاجت باختلاف اشخاص و احوال و امصار مختلف ہیں سوال غیر خدا سے فی نفسہ قبیح ہے اور اُسکی اجازت بوجہ ضرورت الضرورات تنبیح المحظورات جو شخص بقدر سدر متق کی قوت یا بقدر ستر عورت کے لباس یا سونے پٹھنے کے لائق مگر نہیں رکھتا اور کسب بھی حاصل نہیں کر سکتا اُسے کئی شرط سے سوال کرنا درست ہے پہلی شرط خدا کی شکایت نہ کرے اور ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ لائے دوسری شرط حتی الوسع اپنے عزیز اور دوست اور سخی عالی ہمت سے مانگے کہ اُس پر سوال گراں نہ گزرے اور وہ اُسے بظہر حقارت نہ دیکھے گاتیسری شرط پارسائی کو حیلہ دنیا طلبی و سوال کا ذکر کرے کہ دین کو دنیا سے بچنا کمال نادانی ہے چوتھی شرط جماعت میں ایک شخص کو متعین کر کے سوال نہ کرے کہ اگر نہ دے شرمندہ ہو اور جو دے تو اُس پر جبر گزرے مگر صاحب کو قوت سے مستحق کیواسطے اور جو خود مستحق ہو تو اپنے لئے سوال یقین مضائقہ نہیں رکھتا اگرچہ اُسکو ناگوار ہو اور اسی طرح یقین سوال کہ مجھے ایک روپیہ یا دو روپیہ دے نہ چاہئے یا پنجویں شرط قدر حاجت سے زیادہ نہ مانگے چھٹی شرط اُسے تنعم و تجمل نفس و عیال میں صرف نہ کرے بلکہ وسیلہ عبادت و مباح میں خرچ کرے ساتویں شرط منعم حقیقی کا شکر بحالہ اور جس نے دیا اُسکا بھی شکر ادا کرے کہ وہ واسطہ وصول نعمت ہے اور اُسکے حق میں دعا کرے حدیث میں ہے جو بھلائی کرے اُسکو بلا دوند ہو سکے تو اُس کیلئے دعا کرو مگر صدقہ دینے والے کو چاہئے کہ فقیر اُس کے سامنے اُسے دعا دے تو وہی دعا فقیر کو دیدے تاکہ دعا کا حق دعا ہو جاوے اور صدقہ بے عوض رہے اُسکے عوض تو اب آخرت کے اٹھویں شرط کسی سے بار بار سوال نہ کرے کہ اس حرکت سے وہ تنگ ہو گا اور اُسکو حریص سمجھے گانویں شرط اگر دینے والا تنگ ہو کر یا لوگوں سے شرم کر یا مال مشتبہ یا حرام اُسکو دے قبول کرے کہ

اگر خدا کی واسطے ایسے مال سے اجتناب کریگا خدا اپنے فضل و کرم سے اُسے بہتر عنایت فرما دیگا ف ومن يتق الله يجعل
 لہ مخرجاً من ذرئہ من حيث لا يحتسب و رسول شرط لوجہ اللہ سوال نہ کرے یعنی یہ کلمہ کہ خدا کی واسطے مجھے کچھ دے دے
 فی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص لوجہ اللہ سوال کرے ملعون ہے ایک بزرگ کو فہ کے بازار میں چڑیا ہاتھ پر
 بٹھائے کہتے تھے کہ اس چڑیا کیلئے مجھے کچھ دے کسی نے کہا یہ کیا کہتے ہو فرمایا دنیا کے دوں کیلئے خدا کو شفع نہیں لاسکتا اُسکا شفع بھی حقیر
 چاہئے و سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایستل لوجہ اللہ الا الجنة لوجہ اللہ کہہ کر جنت کے سوا کوئی چیز نہ مانگی جائے سوال
 سابق مذکور ہوا کہ ترک سوال بہر حال اولیٰ ہے حالانکہ بعض اکابر دین و مشائخ طریقت نے سوال کیا ہے حضرت شیخ شرف الدین عجمی
 متیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں شیخ ابو سعید خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلتکے کے وقت لوگوں سے سوال کرتے اور
 خواجہ ابو حفص خدا دینی اللہ تعالیٰ عنہ مغرب عشاء کے بیچ میں بقدر ضرورت ایک دو دروازے سے مانگ لیتے خواجہ عقیل ثوری
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سفر میں سوال کرتے اور خواجہ ابراہیم ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبکہ جامع بصرہ میں معتمد تھے تین دن بعد انظار فرماتے
 اُس روز سوال کرتے جو آب مشائخ عظام داد لیا و کرام کہیں کسی غرض صحیح کی واسطے فضل کو ترک فرماتے اور مغفول کو اختیار کرتے ہیں بزرگوں
 نے سوال میں تین فائدے تجویز کئے ہیں بنظر ان فوائد کے کبھی سوال کیا اور اپنے مریدوں کو اُسکا حکم دیا ہے پہلا فائدہ ریاضت نفس خواجہ
 شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید خواجہ یازید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا آپ نے اُسکے پیر کا حال دریافت فرمایا عرض کیا
 خلق سے فارغ اور خدا پر توکل ہو کر بیٹھ گئے ہیں فرمایا میری طرف سے خفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہنا دو روٹیوں کی واسطے خدا کو نہ
 آزاؤ نامہ توکل کا طے کر کے بھوک کی وقت بھیک مانگ لیا کرو کہیں اس فعل کی شامت سے وہ ملک میں میں نہ دھنس جائے دوسرا
 فائدہ اپنی قدر و قیمت پر متبہ ہونا جب سبلی مرید ہوئے خواجہ حنیف نے فرمایا اے ابو بکر تو ملک شام کا امیر الامراء تھا جب تک بازار میں
 بھیک نہ مانگے گا داغ تیرا خوبت سے خالی نہوگا اور اپنی قدر و قیمت نہ جانے گا ابتدا ابتدا میں تو لوگوں نے رئیس جان کر بہت کچھ
 دیا آخر رفتہ رفتہ ہر روز بازار ان کا سست ہوتا جاتا ایک سال کے بعد یہ نوبت پہنچی کہ صبح سے شام تک پھرتے کوئی کچھ نہ دیتا
 پیر سے حال عرض کیا فرمایا قدر تیری یہ ہے کہ کوئی تجھے کوڑی کو نہیں پوچھتا تیسرا فائدہ رعایت ادب کہ مال سب خدا
 کا ہے خلق صرف وکیل اور نگہبان ہے خود بادشاہ سے حقیر چیز مانگنا اور گاہ بگاہ اُسی سے ہر قسم کا سوال کرنا زب نہیں
 دیتا بھی رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ماں سے کچھ مانگا کہا خدا سے مانگ فرمایا اے مادر ہریان مجھے شرم آتی ہے کہ ایسی چیز
 خدا سے مانگوں اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ بھی خدا ہی کا جانتا ہوں یعنی یہ سوال بھی درحقیقت خدا سے ہے مگر ایسی حقیر چیز بلا
 واسطہ اُس سے مانگنا نہیں چاہتا واللہ تعالیٰ اعلم معنی تسووم امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معالم میں کلی سے نقل کرتے ہیں کہ
 جب تبلیغ رسالت سے فارغ ہو تو اپنی امت کیلئے استغفار کر اور یہ کام سخت دشوار کہ ایک محصوم بیگناہ اپنی جان تازنین کو ہم
 گنہگاروں خطا کاروں کیلئے رنج میں ڈالیں ہم گناہ کریں وہ ہماری طرف سے عذر خواہی بجا لادیں ہم قصور کریں وہ شب و روز ہماری
 بخشش کیلئے جناب باری میں عجز و زاری کریں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بامثال امر الی ہماری سفارش اور عذر خواہی میں رات
 دن مشغول رہتے اور شب و روز ہماری نجات کی فکر میں ملول کہ دیکھتے امت خطا کار باوجود اس قدر گناہوں کے خدا کے عذاب سے
 کس طرح نجات پاوے بلکہ بعض اوقات گھبرا کر رونے لگتے اور کہتے اللھم امتی امتی خدایا میری امت کو بخش دے پروردگار تعالیٰ

و تعالیٰ اُن کی بیکراری اور گریہ و زاری پر نظر فرما کر اُس جناب کی تسلی اور شفقت فرماتا ہے وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ یعنی تم اُن کے گناہوں اور مصیبت پر نظر کر کے اور اُن کے تجسس اور خفرت سے یا لوس نہ ہو جاؤ ہماری مہربانی اور عنایت کو بھی کرو ورنہ ازل سے تمہارے حال پر ہے خیال کرو جب ہم نے تمہارا دامن ان گناہ گاروں کے ہاتھ میں دیا اور تم کو اُنکا پیشوا کیا تو ہم اُنکو ذلیل و خوار نہ کریں گے اور تمہاری شفاعت اُنکے حق میں رد نہ فرمائیں گے اور لفظ دِلّت اس مضمون کا مؤید ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ جب ہم نے تم کو انواع عنایت کے ساتھ پرورش کیا اور ایسے کمال کو کہ کسی کو حاصل نہ ہوا اور نہ ہو گا پہنچایا اور ہر امر میں تمہاری دلجوئی کرتے رہے تو کیا اُمّت گنہگار کے معاملہ میں تمہیں ناخوش کریں گے اور اُنکے حق میں تمہاری شفاعت قبول نہ فرمائیں گے۔ یہ چہ غم دیوار است را کہ باشد چوں تویشتیباں چہ باک از موج بھرا ترا چو باشد نوح کشتیباں سے ہر کہ را چوں تو پیشوا باشد چہ نا امید از خدا چو باشد سے چوں نشان شفاعت کبریٰ نہ یافت با نام نامیت ظفری چہ امتاں با گناہ گاریہا چہ بتو دانند امیداریہا بشارت اے گنہگار اُن اُمّت مرزدہ در ہو کہ تمہارا مولیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری سفارش کا حکم دیتا ہے اور حکیم جس بات کا خود امر کرتا ہے اُسے رد نہیں فرماتا ورنہ ہزل لازم آوے تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً معنی چہا رم امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر کبیر میں اور امام محی السنۃ بغوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ معالم التنزیل میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نصیب نماز تہجد مراد ہے یعنی جب فرائض پنجگانہ سے فارغ ہو تو تہجد پڑھ کہ خاص تہجد پر فرض ہے اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کہ وہ وقت اس کام کی واسطے بہت مناسب ہے پچھلی رات کو وہ بھی اپنے بندوں کی طرف برحمت خاص متوجہ ہوتا ہے اور اس وقت دل کو تعلقات سے انقطاع کلی حاصل ہو سکتا ہے اسی واسطے عبادت میں اس وقت زیادہ مزا ملتا ہے اور تہجد کو نصب سے اسلئے تعبیر فرمایا کہ پچھلی رات کو کہ وقت آرام اور آسائش اور غلبہ خواب کا ہے اٹھنا اور آرام و راحت کو چھوڑ کر تنہا خدا کی بندگی میں مشغول ہونا نفس پر کمال شاق ہے معنی پنجم شیخ الشیوخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات کے سفر تاسع میں شیخ ابو مدین مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب کار خالق سے یعنی رسالت و ہدایت مقصود افتار و احتساب خلافت حق کے حق سے فارغ ہو تو اپنے دل کو مشاہدہ خالق کیلئے نصب کر اور اُس سے دل لگا کر مقصود ان سب کاموں سے رضا اور لقا اُسی کی ہے معنی ششم بعض علماء آخرت یہ معنی کہتے ہیں کہ جب فارغ ہو تو تجرید اور تفرید اختیار کر اور تجرید اور تفرید کو کوئی معنی کیسا تہ تفسیر کرتے ہیں اول تجرید یہ ہے کہ جو اس وقت تیرے پاس ہو اُس سے کنارہ کر اور تفرید یہ ہے کہ فردا کی فکر میں دل کو مشغول نہ رکھ دو م تجرید یہ ہے کہ خلق سے جدا رہے اور تفرید یہ ہے کہ اندیشہ اغیار اور آخرت اور دنیا کے غبار سے آئینہ دل کو صاف کرے سوم تجرید یہ ہے کہ غیر کا نام زبان پر نہ لاوے اور تفرید یہ ہے کہ اندیشہ غیر دل پر حرام کرے چہا رم تجرید اور تفرید یہ ہے کہ کم بولے اور کم سوئے اور کم کھائے کہ بہت بولنا ذکر سے اور بہت سونا فکر سے باز رکھتا ہے اور بہت کھانا دل پر بستی اور گرفتاری اور قوی میں کاہلی پیدا کرتا ہے پنجم تجرید یہ ہے کہ علائق کو چھوڑے اور تفرید یہ ہے کہ اپنے نفس سے علاقہ نہ رکھے ششم تجرید طہارت ظاہر سے اور تفرید طہارت باطن سے عبارت ہے اور یہ سب معانی اس جگہ ہو سکتے ہیں اور اُن کو لفظ نصب تکبیر کرنا واسطے بیان سختی اور صعوبت کے ہے کہ یہ سب باتیں کہنے میں آسان ہیں اور کرنے میں دشوار ہیں کہ کلام جان و دل سے ہوتے ہیں اعضاء یہاں بیکار ہیں صوفیہ کرام فرماتے ہیں اس راہ میں دل سے سفر کرے اور قدم صدق سے چلے اور بے

آنکھ کے دیکھے درہ منزل مقصد کو نہ پہنچے سے خون دل سے اپنے پہلے کروضوب جب قدم رکھ اس میں اسے فرخندہ خو۔ والی
 ریٹ فادغب اور اپنے رب سے لونگا کہ وہ قادر و مختار ہے اگر چاہے سب دشواریاں تجھ پر آسان کر دے اور ان کاموں کو
 ایسا سہل کر دے جیسے اور دل پر کھانا کھانا اور پانی پینا سہل ہے یا یہ معنی ہیں کہ اپنے رب کو پہچان اور اس کی طرف متوجہ ہو کر
 دروازہ سلوک کا ہے جو اس دروازہ سے نہیں جاتا محنت اور مشقت اس کی زیادہ ہوتی ہے اور کوشش اور سعی اس کی ضائع آتی معنی ہیں
 کہ اپنے رب سے دل لگا کر محبت ہر شکل کو جو محبوب کی راہ میں پیش آتی ہے سہل کر دیتی ہے اور محنت و مشقت کو آسان آسے عزیز
 محنت و مشقت کیا چیز ہے محب کو تو اپنے محبوب کی راہ میں جان دینا بھی دشوار نہیں خصوصاً جبکہ محبوب حکم کرے اسے سنبھال علیہ السلام
 کو دیکھ کہ مجھ کو حکم الہی کس کشادہ پیشانی سے اس کی راہ میں جان دینے پر راضی ہو گئے اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ کہ کس شوق و رغبت
 سے بیٹے کے ذبح کرنے پر مستعد اور آمادہ ہوئے ولعمہ ما قبل سے عجب از کشتہ نباشد بدرخیمہ دوست و عجب از زندہ کر چوں
 جاں بدر آورد سلیم معنی مفتاح بغوی کہ علی بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے اذا کنت صحیحاً فانصب یعنی اپنے
 فراغ کو عبادت میں نصب کر اور برباکہ شرح نے دو شخصوں کو کسی عبت کام میں مشغول دیکھا فرمایا الفارغ ما امویہذا انما
 قال اللہ فاذا فرغت فانصب فارغ کو اس بات کا حکم نہیں ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے جب فارغ ہو نصب کر یعنی اپنے فراغ
 کو عبادت میں صرف کر خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب ایک عبادت سے فارغ ہو دوسری شروع کر اور کسی وقت عبادت سے خالی
 نہ رہ کہ مقصود اصلی عالم کے پیدا کرنے سے یہی ہے ف ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون نہ پیدا کیا میں نے
 جن والانس کو مگر عبادت کیلئے آسے عزیز عبادت سرمایہ نجات ہے اور ثمرہ علم اور فائدہ عمر اور حاصل زیست اور وسیلہ
 جنت اور موجب سعادت اور طریق اتقیا اور بضاعت اولیا اور مقصد عزیزاں اور مطلب کریمیاں اور حُرقت مرداں اور راہ
 سالکان اور مقبول اہل بہت اور مختار خداوندان بصیرت اور نتیجہ نظام عالم اور سبب آفرینش جن و آدم سے ما خلقت
 الجن والانس بخواں و جز عبادت نیست مقصود جہاں۔ نقطہ خاک کو برتر عبدیت نے اُس جگہ پہنچا دیا کہ ذہن طار اعلیٰ
 نہیں پہنچ سکتا ف انی اعلم ما لا تعلمون اسی بھید کی طرف اشارہ ہے اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ انسانیت بندگی اور عبادت
 کو مستلزم ہے جو عبادت سے بہرہ نہیں رکھتا انسانیت سے بے بہرہ ہے عبادت اور بندگی اصل تمام کمالات اور مناصب و
 مقامات کی ہے سعادت و عزت انسان کی بندگی اور سرافگندگی میں ہے من تواضع لله رفعه اللہ ب قتادہ کریمہ
 من کان یزید العزۃ فللہ العزۃ جمیعاً کی تفسیر میں کہتے ہیں من کان یرید العزۃ فلیتعوذ بطاعة اللہ جو شخص عزت
 چاہے وہ اس کو خدا کی طاعت میں طلب کرے یعنی عزت خدا کی بندگی سے حاصل ہوتی ہے اور سعادت اس کی طاعت سے ہاتھ
 آتی ہے کسی نے خواجہ ابوسعید ابوالخیر رحمہ اللہ سے پوچھا ما الحریۃ آزادی کیا ہے فرمایا العبودیۃ بندگی یعنی آزادی بندگی
 کو کہتے ہیں جو بندہ نہیں آزاد نہیں اور جو آزاد نہیں شاد نہیں طوق بندگی جس کی گردن میں ہے وہ خواجہ و سر دار و عالم ہے جو
 خدا کا ہو جاتا ہے تمام عالم میں حکم اس کا جاری ہوتا ہے تو یک عبد گر خود بجا آوری و سر تہ فلک نے بپا آوری۔ صالح علیہ السلام
 کی ادب بینی کو اپنی طرف منسوب کیا سب جانور راہی اور جنگلی اُس سے خوف کرتے کعبہ معظمہ کو اپنا گھر کہہ دیا آدمی اس کی زمین میں شکار
 نہیں کرتے درندہاں کسی جانور کو نہیں مارتے پرندہ اُس پر ہو کر نہیں اڑتے محمود باقی اُس کی تعظیم سے سرسجدہ ہوا ہر چند مارا نہ

اٹھا صاحب القیل کو اُس کی بے ادبی نے ہلاک کیا سرور کو مین سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا اری ان اکون
ملکا انبیا بل اری ان اکون عبدا انبیا میں بادشاہ پیغمبر ہونا نہیں چاہتا بلکہ بندہ پیغمبر ہونا چاہتا ہوں جذبہ ربوبیت نے
بندگی کے سبب اُس جناب کو ایسے مقام میں پہنچا دیا کہ ناموس اکبر کا ادراک بھی وہاں نہ پہنچا ف سبحان الذی اسری
بعبدہ لیلۃ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ اگر کوئی خلعت عبودیت سے بہتر ہوتا اس
جگہ کہ مقام اعزاز و اکرام ہے پہنچا جاتا شہد میں وصف جدیدیت کو رسالت پر مقدم کیا تا ظاہر ہو کہ پیغمبروں کو یہ مرتبہ بندگی ہی
کے سبب حاصل ہوا اُسے عزیز ممکن کے حق میں کوئی چیز بندگی سے بڑھ کر نہیں مگر نہ یہ بندگی جسے ہم بندگی سمجھتے ہیں بلکہ حقیقت
اُسکی یہ ہے کہ عالم غرور سے عالم سرور اور ظلمت کدہ خلق سے نور حق کی طرف انتقال کرے یعنی خلق سے انقطاع کر کے ہر حق اسی
معبود کی ہیبت و جلال میں مستغرق ہو جاوے اور کمال اُسکایہ ہے کہ ہستی صرف محبوب کیلئے مسلم رکھے اور آپ کو نیست
جانے کہ ممکن محتاج کو واجب بالذات کے مقابل کسی طرح کا دعویٰ زیب نہیں دیتا نہ بخششے درمیاں میں خود راہ
قطرہ راہ سبیل میخوانی + ہم کس در طفیل تو گرد و + گر تو خود را طفیل کس دانی - ہم لوگ بندگی کو ریاضت و مشقت و مجاہدہ
و محنت و روزہ و نماز و حج و جہاد میں منحصر جانتے ہیں ہاں یہ چیزیں وسیلہ حصول حقیقت ہیں بے محنت و مشقت وصول حقیقت
دشووار اور حصول مدعا مشکل ولہذا ما قبل سے اسے دل بہ ہوس بر سر کار سے نہ رسی + تا غم خوری بنگساری نہ رسی + تا سودہ مگر دی
چوں جنا در نہ سنگ + ہر گز کف پائے نگار سے نہ رسی + جن ڈونڈا اون پایا گھر سے پانی بیٹھ + میں پانی ڈھونڈن چلا رہا کنا سے بیٹھ
سہ تو راہ نہ رفتی و ترا نمودند + ورنہ نہ دایں در کہ برو نکشودند + جان در رہ دوست باز گر میخوای + تو نیز چنان شوی کہ ایشان بودند
تا فرج تک خون جگر نہیں پیتا مشک نہیں ہوتا اور شیشہ جینک جسم اپنا نہیں گلاتا صورت حسینوں کی اپنے میں جلوہ گر نہیں پاتا سہ
ترا گر آردے انگین است + بیاید ساختن بانش زنبور - آسے عزیز محنت کر کہ محنت کسی کی رائیگاں نہیں جاتی اور مشقت کر کہ
مشقت مقصد کو پہنچاتی ہے مَن جَدًّا فَقَدْ وَجَدَ فَا وَ الذین جاهدوا فینا لنھدینھم سبلنا خواہا براہیم اہم رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ نے سلطنت چھوڑ کر محنت و ریاضت اختیار کی چند روز میں یہ حالت ہو گئی کہ جو کہتے ہو جاتا دریائے روم میں ایک
شخص کو ڈوبتے دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا فوراً پانی پر قائم ہو گیا اور ڈوبنے سے محفوظ رہا یا اب بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
سال بھر مشقت کی یہ صورت ہو گئی کہ علما اور اشراف بصرہ کے انکی زیارت کو آنے لگے اور خاص و عام اُن کو خاصان بارگاہ سے
سمجھنے لگے آدمی جب تک دریا میں نہیں گھستا موتی ہاتھ نہیں آتا جب تک سانپ سے نہیں لڑتا خزانہ نہیں پاتا سہ نابردہ رنج
گنج میسر نمی شود + مزدا و گرفت جان برادر کہ کار کرد - صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ عمل و مشقت سے اس دربار میں باریاب ہوتے
ہیں سہ صوفی نشود صافی تا در نہ کشد جاتے + بسیار سفر باید تا پختہ شود خاے سہ چوں شستی بر سر کوئے کسے + عاقبت بینی تو ہم
روئے کسے - جو بوجھ اٹھاتا ہے اجرت پاتا ہے جس قدر بوجھ زیادہ اجرت زیادہ فض افضل العبادات احمد زاہد رشت کہ فادہوں
کی روش ایک پاؤں پر کھڑا رہتا ہے منظر آفتاب کا ہو جاتا ہے سایہ پیمایہ کا ہلوں کی طرح شب و روز خاک پر غلطیدہ ہے نظر
خورشید سے مجھوٹے بے محنت تو لذات و نبوی اور جاہ و ثروت ظاہری بھی حاصل نہیں ہوتی سعادت اخروی اور معرفت الہی کس
طرح حاصل ہو سکے عنایت بے اطاعت خلاف عادت ہے کہیں سنا ہے کہ مولیٰ سرکش متہر و غافل کا ہل غلام سے راضی ہو

ف ضرب الله مثلا رجلا احدهما ابكم لا يقدر على شئی وهو کل علی مولاهما ایما یوجه لآیات بخیر هل
یستوی هود من یا مری بالعدل ہر چند کار مقدور مقسوم ہے مگر جسے نوازا چاہتے ہیں اُسے محنت و ریاضت میں مصروف اور جو
رد کرتے ہیں اُسکو عیش و عشرت میں مشغول رکھتے ہیں عارفِ روحی شیطان نے ایک عابد کی پکا یا کہ تورات دن اللہ اللہ کرتا ہے
آدھر سے ایک بھی جواب نہیں آتا ارشاد ہوا کہ تیرا اللہ اللہ کہنا ہی ہمارا جواب ہے اور تیرا سوز دل ہمارا الہی اُسے عزیز محنت و مشقت
اصل کار اور طریقہ مقربین و ابرار ہے بزرگانِ دین کو دیکھ کہ شب و روز محنت و مشقت میں مشغول رہتے ہیں بعض صوفیہ فرماتے ہیں
کہ شوخ چشم مشائخ عظام کہلاتے ہیں اور مشائخ میں عظام کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم باں علوم مرتبت
شکم مبارک پر تھیرا نہ دھتے دن کو روزہ رکھتے رات کو قیام کرتے یہاں تک کہ پائے مبارک سوچ گئے قال اللہ عزوجل و قال الذین
العلم و یلکم ثواب اللہ خیر لمن امن و عمل صالحا و لا یلقھا الا الصابرون اور کہا جانتے والوں نے خرابی تم پر خدا
کا ثواب اُس کیلئے جو ایمان لاوے اور اچھا کام کرے بہتر ہے اور نہیں ملتا ہے یہ مگر صبر کرنے والوں کو اُسے عزیز ہر چند قتل میں فرما دیا ف
فریق فی الجنة و فریق فی السعیر مگر راہِ بہشت و دوزخ کی اور نشانِ بہشتی اور دوزخی ہونے کا اسوقت ظاہر ہے جسے ہلاک
کیا جاتے ہیں اُسی کے دل میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ جو کھا ہے ہوگا جہنم و مشقت و عبادت و ریاضت سے کیا حاصل ہر چند یہ سچ ہے
کہ قضا و قدر نہیں ملتی مگر یہ خطرہ تیرے ہلاک پر دلالت کرتا ہے جسکی موت بحکمِ انزل آجاتی ہے اُسی کے دل میں یہ خطرہ گزرتا ہے کہ اگر اس
وقت مرنا مقدر ہے ضرور ہوگا پھر مجھے کھانا کھانے سے کیا فائدہ اور جسکی زندگی منظور ہوتی ہے اُسکے دل میں حواشت و تجارت اور کھانے
پینے کی رغبت ڈالی جاتی ہے ہر شخص کو ایک کام سیلئے بنایا اور اسباب اُسکے اُسے عنایت فرمائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں اعملوا فکل ميسر لما خلقہ سے ہر کسے راہِ کار سے ساختہ میل اور اور ویش انداختندہ اور ارشاد ہوتا ہے خدا تعالیٰ جس
کی بھلائی چاہتا ہے اُسکو توفیق عمل کی عنایت فرماتا ہے پس تو اُن اسباب سے اپنا انجام دریافت کر اگر تجھے جہنم و مشقت
اور محنت و ریاضت کی توفیق دیں تو علامت تیری سعادت اور نجات کی ہے اور بطالت و غفلت میں مبتلا کریں یقین جان کہ
تیری تقدیر میں گمراہی اور جہالت لکھی ہے دنیا مزرعہ آخرت ہے جو بووے گا کائے گا اور جیسا عمل کرے گا ویسا پھل پائے گا گناہ گندم اند
گندم پرورد جو جو ہو لعب میں عمر کو ضائع کرنا اور عیش آخرت کی توقع رکھنا یا گناہوں میں مشغول رہنا اور خدا سے امید مغفرت
رکھنا حماقت ہے اگرچہ کوئی عمل بے اسکی عنایت و رحمت کے کام نہیں آتا مگر عنایت و رحمت انھیں پر ہوتی ہے جو اچھے کام کرتے
ہیں ف ان رحمة اللہ قریب من المحسنین جو آج دوزخ کی راہ چلتا ہے وہ دوزخ سے قریب اور بہشت کی راہ چلتا ہے وہ بہشت سے قریب
ہے کل اگر بہشت کی طرف چلنا چاہے گا نہ جانے دینگے اُسوقت اپنی نادانی کا معترف ہوگا اور قدر اس دار العمل کی جانے لگے
بوقت صبح شود و بچو روز معلومت کہ باکہ باختر عشق در شب دیچو۔ مگر اُسوقت کا جاننا محض بیکار ہے ہر چند عرض
کرے گا ارجعنی اعمل صالحا سو اُلامت کے کچھ جواب نہ پائے گا اور حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا پس بندہ کو چاہئے کہ تقدیر
پر نظر کر کے ریاضت میں کاہلی نہ کرے اور ہر وقت اپنے مولیٰ کی خدمت اور طاعت اور پرستش اور عبادت میں مشغول رہے
علمائے عبادت کو کئی طرح تقسیم کیا ہے اور اُسکے موانع اور علت غائی اور فوائد بیان فرمائے ہیں جاننا اُنکا طلب کو بصیرت
بخشتا ہے لہذا ہم اس جگہ اُنکے بیان کے واسطے ایک تبصرہ وضع کرتے ہیں اور ہر بات کا بیان علیحدہ فصل میں لکھتے ہیں۔

تبصرہ وفيها ثلاثة فصول الفصل الاول في تقسيمات العبادات وهي خمسة التقسيم الاول عبادات وقسم ظاہری اور باطنی ظاہری تین قسم ہے مالی جیسے زکوٰۃ اور صدقہ دینا اور جہان کو کھانا کھلانا اور قوی جیسے دعا اور تلاوت قرآن اور تسبیح اور تہلیل اور تحمید اور تمجید اور معروف اور نہی منکر اور اصلاح بین المسلمین اور صلوة بریدہ المسلمین اور فعلی اور وہ ہر عضو کی عبادت ہے مثلاً سر کی عبادت سجدہ کرنا اور گردن کی خدا کے واسطے ذبح ہونا اور کان کی قرآن اور ذکر الہی اور وہ چیز جس سے خدا کی محبت پیدا ہو سنا اور ہاتھ کی قرآن اور سمارا الہیہ اور اچھی کتابیں جن سے خلق کو نفع پہنچے لکھنا اور راہ سے کانٹے اور کٹر پتھر دور کرنا اور برکت کے کام بگاڑنا اور کافروں کو جہاد میں قتل کرنا اور پاؤں کی مکہ کو حج کی واسطے اور شاہد بزرگان پر زیارت کے لئے اور مجالس خیر میں استماع قرآن و حدیث و مواظبہ و تصالح سننے کے واسطے جانا اور مخلوق کی کار بر آری اور بیماروں کی عیادت کیلئے اور جنازہ کیساتھ چلنا اور آنکھ کی بزرگوں کی زیارت اور قرآن کی دیکھ کر تلاوت کرنا اور آسمان اور کشتی اور دریا اور ستاروں کو تفکر کی واسطے دیکھنا اور باطنی بھی ہر لطیفہ کی جد ہے مثلاً عقل کی عبادت علامات و آیات قدرت اور معنی قرآن اور احکام شریعت اور عجائب ملک ملکوت اور غرائب جبروت و ناسوت میں فکر کرنا اور نفس کی عبادت ترک مالوفات پر صبر کرنا جیسے روزہ رکھنا اعتکاف کرنا معاصی اور حرم فرج سے بچنا اور دل کی عبادت خوف ورجا اور خدا کے دوستوں سے محبت اور خدا کے دشمنوں سے عداوت رکھنا اور روح کی عبادت مشاہدہ میں سعی کرنا اور اپنے مرجع کا اشتاق ہونا آئے عزیز عالم خلق میں کوئی لطیفہ بندگی اور عبادت سے خالی نہیں عبادات قعدہ اور چترند رکوع اور حشرات سجود اور درخت قیام اور پرند ذکر و تسبیح میں مشغول ہیں افسوس تیرے حال پر کہ باوجود عقل و شعور و دعویٰ انسانیت اپنے مالک کی بندگی اور عبادت سے غافل اور اسکی طاعت و خدمت میں کاہل ہے آدمی کو چاہئے کہ ہر عضو کو اس کام میں جس کیلئے پیدا ہوا مشغول کرے اور ظاہر و باطن اپنا خدا کی بندگی اور عبادت میں مصروف رکھے قائمہ اس جگہ سے اعتقاد اہل اباحت کا کہ عبادت کو باطن میں منحصر اور ظاہر کو بیکار سمجھتے ہیں بخوبی باطل ہوا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس درجہ محنت و مشقت اس کام میں اختیار فرمائی اسے عمرزائیکہ دن تجھے قبا اطلق کے حضور میں کھڑا ہونا اور ایک ایک نعمت کا حساب دینا ہے جو وقت وہ پوچھے گا ہم نے تجھے ہاتھ پاؤں آنکھ کان ناک زبان عنایت فرمائی تو نے انھیں کس کام میں مصروف رکھا اگر آج انھیں بے کام میں یا بیکار رکھا اس وقت کیا جواب دیگا دنیا دار العمل ہے جو کچھ ہو سکے کرے ورنہ کل سوا حسرت و ندامت کے کچھ رہتا نہ آئینہ گاہ نامہ کان بکھر خواہی خواندہ ہم ازیں جا سوا دایہ کرد آسی طرح شریعت کو اعمال ظاہرہ میں منحصر جانتا نادانی اور حماقت ہے افسوس کہ اس زمانہ میں خلق کو اعمال باطنی سے کچھ کام نہ رہا نہ اتنا اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ وغیرہ اعمال ظاہرہ کے سوا کسی عمل کو فرض نہیں جانتے اور نہیں دیکھتے کہ صبر و شکر و خوف ورجا وغیرہ کی تاکید میں کس قدر آیتیں اور حدیثیں نص ہیں ہذا اللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب التقسیم الثانی عبادت تین قسم ہے عبادت موقنین کی اعتقاد حق اور خدا کی وحدانیت اور اسکی پاکی اور قدوسی اور تمام صفات پر یقین واثق کرنا اور عبادت محسنین کی زہد و توکل و رضا بقضا اور تمام اخلاق باطنہ کو اچھی طرح سے بجالانا اور عبادت ابرار و صالحین کی نماز روزہ و ذکر و تسبیح و تہلیل و تحمید و تمجید وغیرہ ادا کرنا اور نکاح اور بیع و شرا اور مزارعت و مضاربیت اور جملہ معاملات معاش میں رعایت شریعت و عدالت کی اور خیال معاد کارکھنا التقسیم الثالث عبادت چار قسم ہے فرض واجب مستحب تقدیم اور تفصیل ان میں اسی ترتیب

پر ہے بعض لوگ نوافل اور مستحبات میں شب و روز مشغول رہتے ہیں اور نہیں جانتے کہ کوئی عمل بے ادائے فرائض مقبول نہیں ہوتا سچ ہے تارک فرض غضب الہی کا مورد ہے اور منضوب کی کوئی بات پسند نہیں آتی مسلمانوں کو چاہئے کہ اولیٰ فرائض واجبہ میں اہتمام پہنچ کریں خصوصاً نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ کے ادا کرنے میں نہایت کوشش کرتے رہیں کہ شریعت میں ان کے برابر کسی عمل کی تاکید و رد نہیں یہاں تک کہ ان کو ارکان اسلام کہتے ہیں اور سلم کی حدیث میں آیا ہے کہ اسلام پانچ چیزوں پر بنا کیا گیا ہے گواہی اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اور بیشک محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور برابر کھانا نماز کا اور دینا زکوٰۃ کا اور حج اور روزہ رمضان ابن صلاح کہتے ہیں ہر چند اسلام تلفظ بشہادتین کا نام ہے مگر یہ چاروں چیزیں عمدہ شعائر سے ہیں کہ مسلمان ان سے پیچا نا جاتا ہے اور جو ان کو ترک کرتا ہے سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص اسلام سے کچھ کام نہیں رکھتا معاملہ میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی بات بتا دیجئے جس کے سبب بہشت میں داخل ہوں اور دوزخ سے بچوں فرمایا تو نے مشکل بات پوچھی اور وہ آسان ہے اے میرے چہرہ خدا آسان کرے خدا کو بے شرک کے پرستش کر اور نماز قائم رکھ اور زکوٰۃ دے اور روزہ رمضان کا اور حج خانہ خدا کا بجالا پس یہ چار چیزیں اسلام کی نیو میں اور بہشت میں پہنچانے والیں اور دوزخ سے نجات دینے والیں ہیں۔ اور بہترین نوافل و مستحبات سات ہیں اول نماز نفل کہ اگر اور افضل اس میں سنتیں فجر کی ہیں کہ حضرت نے ان کو کسی حال میں نہیں چھوڑا بعد از اسنن نماز سہ گانہ اور تہجد بعد از نوافل ماثورہ دوم درود و سلام سوم ذکر چہارم دعا پنجم فکر ششم اعمال متعدیہ جن سے خلق خدا کو نفع پہنچے ہفتہم قرأت قرآن اور حق تلاوت کا یہ ہے کہ نیت ثواب آخرت اور ضبط احکام عبودیت کی کرے اور ذوق و شوق کیساتھ بر عایت آداب تلاوت پڑھے اور آداب تلاوت تیرہ ہیں پہلا ادب وضو یا مسواک کرے اور خوشبو کپڑوں میں لگا کر دوزخ و قبولہ و فکر اور تہجد کیساتھ بخوش قلب و خشوع دل و خضوع جوارح تلاوت میں مشغول ہو دوسرا ادب رات کی وقت تلاوت کی کثرت کرے کہ اس وقت دل فارغ ہوتا ہے تیسرا ادب بہتر یہ ہے کہ دیکھ کر پڑھے کہ قرآن کا دیکھنا بھی عبادت ہے اور دو عبادتوں میں ثواب دو چند ملتا ہے چوتھا ادب تین دن سے کم میں ختم نہ کرے کہ تقبیحہ کو مانع ہے سات دن یا چالیس دن میں ختم کیا کرے مگر صاحب طین مختار ہے کہ اسکے حق میں شہادت طلب کا اعتبار ہے یا پنجواں ادب ترتیل کرے کہ تعظیم کے مناسب اور تہجد و فکر عبادت و غرائب سوچنا اور معانی سمجھنا بے ترتیل کے دشوار ہے نظر صحابہ کرام اور سلف عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تدبیر اور تفہیم معنی میں منحصر تھی یہاں تک کہ سوا چند اشخاص کے ان میں کوئی حافظ نہ تھا اور اکثر کو صرف ایک دو سورت یاد تھیں اور تردید یعنی بار بار ایک آیت اور سورت کو پڑھنا اور اسکی تکرار کرنا بھی اس بات کے واسطے مفید ہے علی تمام رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت کی تکرار کی جو لوگ شربت محبت کا مزہ چکھے ہوئے ہیں اس تکرار کی کیفیت اور لطف سے واقف ہیں۔ ولعمریہ اقبل سے اعد ذکر نعمان لنا فان ذکرہ ۛ هو المساک ما کر وہ بتضوع چھٹا ادب معانی پر نظر رکھے اور امر دینی و وعدہ و وعید کے سمجھنے سے غافل نہ رہے اور ہر خطاب میں آپ کو مخاطب فرض کرے اور امر و نواہی میں استقلال اور قصص و حکایات میں تمثیل و تشبیہ اور اس کے احکامات بجالانے کا اور نواہی سے بچنے کا عزم مصمم کرے حدیث میں ہے علی قرآن کو اس طرح پڑھ کہ تجھے برائےوں سے باز رکھے اور جو باز نہ رکھا تو نے قرأت نہ کی یعنی حق پڑھنے کا نہ پڑھا اور جس وقت کثرت رحمت اور وعدہ کی

پڑھے خوش اور مشتاق ہو اور جب آیت غضب پر پہنچے اُس وقت غمگین اور خائف ہو جاوے اور اپنے آپ کو اُس مضمون کا جو بھگتا رہا اور تفصیل واروں کے حق میں نازل ہے مصداق سمجھے اور اپنی خطا کاری اور تقصیر پر روئے حدیث میں ہے عل قرآن پڑھو اور روؤ و اگر رونائے آوے بزور دل کو روئے کی طرف متوجہ کرو دوسری حدیث میں ہے عل جب قرآن پڑھو حزن و غم دل میں لاؤ علما کہتے ہیں جو تکلف سے بھی رونائے آوے تو اس نہ آنے پر کہ بڑی مصیبت ہے روننا چاہئے احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ زرارہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلاوت کرتے تھے جب اس آیت پر پہنچے فاذا انقضى التلاوة مر کر پڑھے اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب یہ آیت سنتے تھے اذ التما عز انشقت اس قدر پڑھتے تھے کہ ہر ہندان کے بدن کا کانپنے لگتا اسے عزیز اگر بندہ ذلیل کا دل اس تصور سے کہ ایک دن مالک قہار کے سامنے مجھے کھڑا ہونا ہے اور ان اہوال اور عذابوں کو اٹھانا ہے جل کر راکھ ہو جاوے تو لائق ادب بجا ہے اور جو نہیں ڈرتا ہے یا اُس کو خدا کی وعید پر اعتبار نہیں اور یا ان عذابوں کو بے حقیقت اور آسان سمجھتا ہے وہ ان عذابوں سے نہیں دہشت کھتے ہے اٹھانے کی مگر طاقت کھتے ساقواں ادب اور موانع تفہیم سے کہ تحقیق مخارج اور استعمال قواعد موسیقی اور اصرار گناہوں پر اور اتصاف برزائیل ہیں اجتناب کرے قال اللہ تعالیٰ تبصروا و ذکر کی لکلی عبد منیب آٹھواں ادب قبل تلاوت کے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے اور بعد ختم کے پھر شروع کر دے یعنی کئی آیتیں سورہ بقرہ کی پڑھ لے کہ جب بندہ کسی عبادت کو ختم کر کے پھر شروع کرتا ہے شیطان غمگین ہوتا ہے نواں ادب اثناء تلاوت میں جنت یا تقا یا رضوان یا سلامتی ایمان یا انکے ماتہ اور امر مرتجوا کا جس جگہ ذکر آوے وہاں دعا اور دوزخ اور عذاب اور انکے ماتہ اور امور خوف کے جہاں مذکور ہوں وہاں استعاذہ کرے اور جس جگہ ذکر کا حکم ہو وہاں ذکر اور جس مقام پر دعا کا امر ہو وہاں دعا اور جس جگہ اور مطلوب ہو وہاں وہی امور بجا لاوے دسواں ادب اگر ریا یا کسی نمازی کی تشویش یا مسلمانوں کے گنہگار ہونے کا خوف نہ ہو تو جہر کرے کہ تنبیہ قلبی جمع ہمت اور صرف سمیع اور نفی نوم و کسل اور زیادتی نشاط میں اثر تمام رکھتا ہے اور سونے والوں کو سیدار اور خافلوں کو عبادت کی طرف راغب اور ہوشیار کرتا ہے اور عل فرشتے اور عماریت یعنی وہ جن جو اُس گھر میں رہتے ہیں قرأت اسکی شکر اُس پر درود پڑھتے ہیں اور جب قاری ان باتوں کی نیت کر لیتا ہے ثواب اُسکا دو چند ہو جاتا ہے اور جو خوف ریا کا ہو یا کسی نمازی کی تشویش کا کہ وہاں نماز پڑھتا ہے اندیشہ ہو یا وہاں کچھ لوگ باتیں کرتے ہوں اور انکے خاموش نہ ہونے اور قرآن سننے پر یقین ہو تو وہاں آہستہ پڑھنا بہتر ہے ایسی ہی جگہ کے واسطے دار ہے عل کہ عمل سر عمل ظاہر سے ستر حصہ زیادہ ثواب رکھتا ہے اصل یہ ہے کہ مدار صلاح قلب پر ہے جس کا دل جہر گواری دے اُس کیلئے جہر اور جس کا دل اسرار پر گواری دے اُس کے حق میں اسرار بہتر ہے مگر حد سے زیادہ تہجد و دنوں میں منہج ہے اعتدال ہر حال میں ضرور ہے کیا رہواں ادب خوش آوازی اور تجوید کیساتھ پڑھے مگر اُس میں اس قدر مشغول ہونا کہ تذکرہ مانع ہو اور قواعد موسیقی کی رعایت کرنا درست نہیں بارہواں ادب تلاوت کے وقت قرآن کی عظمت پر نظر رکھے اور مضمون کریمہ لوا نزلنا ہذا القرآن علی جبل لدرایتہ خاشعا متصدعا من خشية اللہ یہ ہیں حاضر حدیث میں ہے عل جو شخص قرآن پڑھے اور سمجھے کہ خدا نے اُس چیز سے جو مجھے عنایت کی دوسرے کو افضل چیز دی اُس سے حقیر سمجھیں چیز کو جسے خدا نے بزرگ کیا تیس رہواں ادب قرأت کی وقت یہ تصور کرے گو یا خدا کے حضور میں پڑھ رہا ہے جب اس مقام پر

قائم ہو جاوے یہ تصور کرے کہ خدا تعالیٰ اُس سے خطاب کر رہا ہے اور انتہا ترقی کی اس تصور پر ہے کہ قاری گویا خدا کو اور اُس کے صفات اور افعال کو کلام میں دیکھ رہا ہے یہ مقام صدیقوں کے لئے مخصوص ہے اگر پہلے دونوں مقام سے بھی بہرہ نہیں لکھا غافلوں میں داخل ہے اللہم اجعلنا من الصديقين ولا تجعلنا من الخافين التقيسيم الرابع عبادت چار قسم ہے: اول بہشت اور جہنم اور قصور کے واسطے عاقل جب دنیا کی نعمتوں اور عشرتوں کو فانی اور غم اور نقصان اور دوسرے عیبوں سے مکمل اور مشوب دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک عالم اور ہے اشرف اور اکمل و دائم والبقی اور عیوب اور نقصانوں سے پاک اور مبرا اوقات عزیزہ اپنے اسکے طلب میں مصروف کرتا ہے اور تھوڑی دیر کے آرام کو چھوڑ کر ثواب آخرت کی طرف کرباقی اور ثبات ہے راغب ہوتا ہے کامل اس عبادت کو ناقص سمجھتے ہیں چار وجہ سے پہلی وجہ یہ ہے کہ جس بات میں حظ نفس کو دخل ہے وہ خالص نہیں اور جو شے خالصاً وجہ اللہ نہ ہو وہ ناقص ہے بندہ مخلص وہ ہے کہ دنیا و آخرت سے کام اور اپنے حظ اور نصیب سے مطلب نہ کرے اور آرزو اور خواہش کو محبوب پر قربان کرے سبک سلوک میں لکھتے ہیں کہ جو شخص ہزار برس عبادت کرے اور اُس کا قبول ہونا چاہے طالب قبول ہے نہ طالب مولیٰ طالب حق کو رد اور قبول سے کیا غرض اور اپنے حظ اور نصیب اور آرزو اور مراد سے کیا مطلب بلکہ جو وصل کو طلب کرے وہ بھی ناپختہ ہے دکنہ در حافظ الشیراز حجت قال نہ فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب کہ کہ حیف باشد از دو غیر او تمنائے بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ عبدالرزاق اور عبدالکریم اور عبدالقادر اور عبدالرحیم لاکھوں ہیں مگر عبداللہ نابا ہے جو خدا کو اپنے غصہ اور نصیب کے واسطے پوچھتا ہے وہ خدا کا بندہ نہیں بلکہ اپنے حصہ اور نصیب کا بندہ ہے عارف حکم میت میں ہے ف و تو اوصوا بالحق و تو اوصوا بالصبر اور مردہ خواہش و آرزو نہیں رکھتا ہے پس عارف کامل وہ ہے کہ جس طرح رکھیں رہے حرف طلب زبان پر نہ لاوے کبھی یہ نہ کہے مجھے یہ چیز درد کا رہے اور یہ بیکار ہے خدا پر اعتراض نہیں ہو سکتا مثل مشہور ہے بندگی بیچارگی اور مردہ بدست زندہ آسے عزیز جس روز بچھو نا محبت کا بچھا یا تمام آرزوؤں کو جلا دیا اور سب مرادوں کو خاک میں ملا دیا سہ عاشقان از بامداد بہائے خویش و باخبر گشتند از مولائے خویش اصمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک غلام بازار میں بکتا تھا خریدار نے اُس سے پوچھا تیرا کیا نام ہے کہا جو تو رکھے کہا کیا کھائے گا عرض کیا جو تو کھلائے کہا کیا پہنے گا عرض کیا جو تو پہنائے کہا اگر تیری مرضی ہو تو میں تجھے خریدوں کہا بندہ کو خواہش سے کیا کام ہے خواہش اُسکی وہی ہے جو مولیٰ چاہے آسے عزیز بندہ ہونا اس غلام سے سیکھ لے بندے ایسے ہوتے ہیں تو دعویٰ بندگی کا کرتا ہے اور بے خواہش و مراد و مرضی و طبع کے قدم نہیں دھرتا ہے سہ زہے عشق ارب رشوت دوست خواہی داشت جانان را یہ بھی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ انھوں نے با آواز بلند تکبیر کہی اور مجھ سے فرمایا کہ تو اگر اس امر کا حیرت دریافت کیا چاہے تو روم کو جا میں روم کو روانہ ہوا وہاں ایک قلعہ نظر آیا اُس میں ہزاروں کافر چلے پڑے تھے لوگوں سے حال انکا پوچھا دریافت ہوا کہ یہ لوگ مسلمانوں سے لڑے تھے قریب تھا کہ لشکر اسلام کی شکست ہونا گاہ اٹار بجیکر کی بسطام کی طرف سے آئی اور ایک آگ اُس کے ساتھ غیب سے پیدا ہوئی جس نے قلعہ کو جلا دیا اور اُن کافروں کو ہلاک کیا رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں یہ ماجرا عجیب اور سانحہ غریب دریافت کر کے بسطام کو لوٹا جب حضرت

کی خدمت میں پہنچا آپ کو نمازیں مشغول پایا سلام کے بعد مجھ سے فرمایا اے بھئی! آج مجھے تیس ہزار درجے عنایت ہوئے اور حکم ہوا کہ اپنا مطلب بیان کر میں نے عرض کیا الہی ارید ان لا اُرید خدا یا مطلب میرا یہ ہے کہ مطلب اور مراد سے مجھے کچھ کام نہ رہے نے جب تک اپنے باطن کو خالی نہیں کرتا انسان کے مونہ تک نہیں پہنچتی اور آئینہ جب تک سینہ کو صاف نہیں کرتا پر ریلوں کے جمال اور گنگے خط و خال سے محرم نہیں ہوتا جس کے دل میں کسی چیز کی خواہش اور ہوس ہو اسے مولیٰ تک کب دسترس ہو مرد وہ ہے کہ گرد دنیا اور عقبیٰ کی اُس کے دامن دولت کیسے پہنچے اور اپنے مولیٰ کے سوا کسی سے کام نہ رکھے اگر دنیا اور نعمت اُس کی اور عقبیٰ اور جنت اُس کی اور بلا اور مصیبت اُسکی اس پر عرض کریں دنیا بیگانوں اور عقبیٰ بھائی مسلمانوں کو حوالہ کرے اور خود مصیبت اور بلا کو اختیار کرے کہ حظ نفس اور آرزو اور خواہش کو اُس میں کچھ دخل نہیں اور ان نقصانوں سے پاک ہے دوسری وجہ امام شمس الدین سجاد ندوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بندہ کو مولیٰ کے کام میں اجرت پر نظر رکھنا محض بیجا ہے مسئلہ شرع ہے کہ غلام اپنے مولیٰ کے کام میں مستحق اجرت کا نہیں مناسب اس مقام کے علامہ میضادی نے ایک نکتہ عجیب لکھا ہے کہ بندہ اپنے عمل پر مستحق اجر کا نہیں اسلئے کہ نعمت سابقہ یعنی ایجاد تمام عمر کی عبادت کے معاوضہ میں کفایت کرتی ہے پس وہ ایسا مزدور ہے کہ اپنی مزدوری پہلے لے چکا بندہ کو چاہئے کہ بندگی خدا کی خدا کے واسطے کرے نہ بہشت کے لئے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی ہوئی کہ میں اُس بندہ کو بہت دوست رکھتا ہوں جو میری عبادت میں بہشت کی طمع نہ رکھے اور زبور مقدس میں آیا ہے کہ اُس سے زیادہ کون ظالم ہے جو بہشت و دوزخ کی واسطے میری عبادت کرے اگر میں بہشت و دوزخ نہ بنانا تو کیا معبودیت کا مستحق نہ ہوتا امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کی طاعت بہشت کے واسطے ہے وہ گرفتار فرج و شکم ہے اور جو دوزخ کے خوف سے عبادت کرتا ہے وہ ایسا غلام ہے کہ مار پیٹ کے ڈر سے مولیٰ کی خدمت کرتا ہے بندہ پسندیدہ وہ ہے کہ جو کام کرے خدا کے واسطے کرے طاعت میں امتثال امر ملحوظ ہوا اور تقویٰ سے رضا کے مولیٰ مقصود جو بہشت کی واسطے کلمہ پڑھتا ہے قدر کلمہ کی نہیں جانتا اگر خدا کے واسطے پڑھتا بہشت جنت اُس کے ایسی مشتاق ہو جاتیں جیسے پیاسا ٹھنڈے پانی کا مشتاق ہوتا ہے پروردگار نے اس کو جو کچھ عنایت کیا کسی شے کے عوض اور بدلہ میں نہ دیا بلکہ محض عطا و عنایت ہے اسکو بھی چاہئے کہ عبادت کو جنت کا وسیلہ اور دوزخ سے پھر نہ ٹھہرا دے البتہ مقتضی عزت و ہیبت اور عبودیت موجب خضوع و ذلت ہے قال تعالیٰ و تقدس افادیکم فاعبدون من غیرہن فعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر عبادت کی کہ پائے مبارک سوچ گئے لوگوں نے کہا آپ اس قدر تکلیف کیوں کرتے ہیں کہ خدا نے اگلے پچھلے قصور آپ کے معاف کر دیئے فرمایا افلا اکون عبدیٰ شکوہ خواجہ ضیاء الدین غنشی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلک السلوک میں لکھتے ہیں کہ خواجہ فرید الدین قدس سرہ نے ایک لونی خرنیزی اُس سے فرمایا پچھو نا پچھا عرض کیا اے شیخ تمہارا کوئی مولیٰ ہے یا نہیں بڑے شرم کی بات ہے کہ تم سو جاؤ اور وہ جاگتا ہے پس وہ نسبت کہ مولیٰ اور بندہ میں واقع ہے بندگی اور عبادت کیلئے کفایت کرتی ہے اور جب اجرا آخرت کا یہ حال ہے تو جو لوگ حطام دنیا کے لئے عبادت کرتے ہیں وہ دین کو دنیا کے بدلے بیچتے ہیں خدا تعالیٰ فرمائیے لا تشقروا بایات اللہ ثمنا قلیلاً عجب کیا کہ بسبب اس فعل کے یہود کے ساتھ ایک رسی میں باندھے جاؤں ہاں اگر عبادت میں نیت خالص رکھیں اور جو

اور غیر اجرت کو برابر سمجھیں یہاں تک کہ اگر اجرت ملے عبادت کو ترک نہ کریں بعضوں کے نزدیک لقمہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے غازی بادشاہوں سے ماہانہ اور سالانہ کے کربہا کے اسباب میں صرف کرینگے مثل انگلی مثل مادر موسیٰ علیہ السلام کے ہے کہ فرعون سے روزیہ لیتی اور اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی باقی رہی یہ بات کہ پروردگار عالم نے قرآن مجید میں جا بجا عبادت کے بدلے بندوں کو ثواب آخرت کا متوقع کیا اور بہشت اور اسکی نعمتوں کا وعدہ دیا سو یہ اسکی عنایت اور مہربانی اور بندہ نوازی ہے ہر چند غلام کسی کام پر اپنے مولیٰ سے اجرت نہیں طلب کر سکتا مگر مولیٰ اسکی جائفشانی اور محنت پر نظر فرما کر انعام و اکرام سے اسکو مشرف کر سکتا ہے اسے عزت تیرا مولیٰ ارحم الراحمین ہے تو اجرت پر نظر نہ کر مگر وہ تجھے اجر آخرت سے محروم نہ رکھے گا بلکہ اگر تو بہشت کی نعمتوں سے قطع نظر کر کے خاص اسی کی محنت کرے گا وہ اپنے فضل و کرم سے ثواب خاص کہ ف لَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ اور مَّا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ عبارت ہے مالک حقیقی کے یہاں سب کچھ ہے مگر قدر و قیمت تیری تیری طلب پر ہے جو شخص اسکی ہر کار سے دنیا طلب کرتا ہے اسکو دنیا اور جو آخرت مانگتا ہے اسکو آخرت ملتی ہے ف مَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ أَفَوَّجَ ثواب الاخرتہ نوٹہ منها اور جو دنیا و آخرت کو چھوڑ کر خدا کی طلب میں مصروف ہوتا ہے اسکو اپنے مشاہدہ سے مشرف فرماتے ہیں اور اپنے وصل سے کامیاب کرتے ہیں ف فِي مَقْعَدٍ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ مَن قَتَلْتَهُ مَحَبَّتِي فَأَنَا دِيْنَتُهُ جس کو یہ دولت میسر ہے اسکو سب کچھ حاصل ہے سہ گریہ بیچ تبا شدہ بنیاد نہ بقیۃ چو تو دارم ہمہ دارم و گرم بیچ نہاید کسی نے بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا حال اُن کا اور عبد الوہاب وراق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دریافت کیا فرمایا وہ دونوں کھانا مزہ دار اور شہرت خرم گوار کھاتے پیتے ہیں مگر مجھے کھانے پینے کی رغبت نہ تھی اسواسطے پروردگار نے دولت دیدار عنایت فرمائی کسی مرید نے خواجہ دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعا دی کہ خدا آپ کو بہشت بریں میں مقام عنایت کر دے یا تیس برس سے مجھے بہشت دیتے ہیں اور میں قبول نہیں کرتا غ ایک شخص نے معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ تم اس قدر عبادت موت یا گور یا دوزخ کے ڈر سے کرتے ہو یا بہشت کی امید میں فرمایا یہ کیا چیزیں ہیں جن سے ڈروں یا اُنکے واسطے محنت اور جائفشانی اختیار کروں جس کو اُن کے مالک کی محبت ہو جاتی ہے خوف امید سے تنگ و عار آتی ہے تو لَا تَأْنِيكَ احمد حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا و آخرت کے طالب بہت ہیں میں دونوں کو طلب نہیں کرتا بلکہ کہتا ہوں تو فقی مسلما و الحققی بالصالحین مجھے سلمان مارا اور نیکیوں سے ملا سہ مارا بجز این جہاں جہانے دگر است و جز دوزخ و فردوس مکانے دگر ست تیسری وجہ محبوب صادق محبوب کے سوا کسی طرف التفات نہیں کرتا اور کسی چیز سے اصلا کام نہیں رکھتا سچو دل یا دلبرے آرام گیر و نہ زومل دیگرے کے کام گیر و نہ ہی صد دستہ ریاں پیش بلبل و خواہد خاطرش جز نہ کہت گل سے عین غیبی لغیر جہاں لا تظن و سوا کم فی خاطر لا یخطر و جمیع فکری فی سوا کم سادلی و علی محبتکم ا موت و احشر تب شعیب علیہ السلام نے روتے اندھے ہو گئے پھر بینائی عنایت ہوئی پھر اندھے ہو گئے اللہ ہوا اسے شعیب یہ رفا دوزخ کے ڈر سے یا بہشت کے واسطے ہے عرض کیا الہی تیرے شوق میں روتا ہوں خطاب ہوا اگر یہی بات ہے تو میرا ملنا تجکو آسان ہے گوئے دولت

اُن سعادتمند بردہ کو پیاسے دلبر خود جاں سپرد - عاشق لذت و راحت کی طرف نظر نہیں کرتا نہ ہینڈلادریاب
 النعم نعيمهم وللعاشق المسكين ما يتجوع - ہاں آخرت اور بہشت کو اس لئے عزیز رکھتے ہیں کہ حقیقت دیدار کی وہاں
 حاصل ہوگی اگر وہ وہاں بہشت میں نہ ہوتا تو بہشت کا محبوب کی زبان پر اور خیال اُسکا اُنکے دل میں نہ آتا اور کوئی اُن میں سے
 خوشی کے ساتھ اُس میں قدم نہ رکھتا نہ بہشت کو شرد و جوہر جہانیاں وہاں نہ اگر دہندہ مرے تو رائیگاں چمکے - اسے عزیز نہ لوگ
 اگر ایک دم دولت دیدار سے محروم رہیں اور اپنے مطلوب کو بہشت میں نہ پا دیں نعمتیں اُسکی اُن کو زحمت نظر آئیں اور اسقدر
 فریاد کریں کہ دوزخی اُن پر رحم کھائیں اور جو بغرض محال دوزخ میں دیدار یار میسر ہو آتش دوزخ کو تو تیل و شمع بنا دیں اور
 طوق و سلاسل کو بہشت کے کنگنوں سے بہتر سمجھیں - ہا تو دل مسجد است بے نوکشت - بے تو دل دوزخ است با تو
 بہشت چوتھی وجہ اپنی عبادت پر نظر کرنا اور اُسکے عوض بہشت اور نعم آخرت کی توقع رکھنا چھوٹا مومنہ بڑی بات کہنا
 ہے تیری عبادت ناقص کب اُسکی قیمت ہو سکتی ہے اور حقیر چیز دربار شاہی میں کیا قدر و منزلت رکھتی ہے جو شخص بادشاہ
 کے حضور میں پیاز کا گٹھلیا ہوا دے اور سمجھے کہ میں اس خدمت کے سبب سے بڑے عہدہ کا مستحق ہو گیا دیوانہ ہے اگر عقل رکھتا
 اپنی اس حرکت پر شرمندہ ہوتا اور عزت بجالاتا نہ چکو نہ سر زخالت بر آورد از پیش - کہ خدمتے بسزا بر نیا ماند ستم - طرہ یہ ہے
 کہ وہ گٹھلیا بھی گھر سے نہیں لایا بلکہ مطبخ شاہی سے لے آیا ہے اور اُسپر ناز کرتا ہے اور اجرت کی توقع رکھتا ہے عمل اُس کی
 توفیق اور جزا اُسکا افضل ہے جو کچھ ہے مولیٰ کا ہے بندہ کے فعل کو کیا دخل ہے اسے عزیز اپنی ناچیز خدمت پر نظر کرتا ہے
 اور اُس چیز کی بڑائی کو جسے اس خدمت کے عوض چاہتا ہے نہیں دیکھتا عاشا ثم حاشا تیری خدمت ہرگز ہرگز اُس دولت بے
 نہایت کی قیمت نہیں ہو سکتی تو اس ناقص خدمت کے بڑے دو چیز طلب کرتا ہے ایک سلامتی دنیا و آخرت میں سلامتی
 دنیا ایسی دشوار ہے کہ ہاروت و ماروت جیسے مقرب فرشتے حاصل نہ کر سکے منقول ہے جب روح بندہ کی آسمان پر لے
 جاتے ہیں فرشتے تعجب کرتے ہیں کہ اس نے ایسی جگہ سے جہاں بہترین ہمارے ہلاک ہوئے کس طرح نجات پائی تو سلامتی
 آخرت جہاں انبیاء و مرسلین نفسی نفسی کہیں گے کیا ایسی سہل بات ہے کہ تیری عبادت اُسکی قیمت ہو سکے کہتے ہیں جس کے
 اعمال تیری پیغمبروں کے برابر ہو سکیں اُس دن وہ بھی کہے گا کہ آج میں نجات نہ پاؤنگا دوسری ثواب اُس عالم کا اور یہ
 بڑی دولت ہے پروردگار عالم اُس ملک کو عزت و گرامی کہتا ہے اذا رأیت غم رأیت نعیما و ملکاً کبیراً تو بھی اُسے
 عزت و گرامی سمجھ اور اپنی دور کعت نماز اور دو درہم صدقہ اور ایک رات کی شب بیداری کو اُسکے مقابلہ میں شمار نہ کر اگر
 تجھے کہو برس کی عمر دیں اور تو اُس مدت بھر تمام انفس اپنے خدا کی عبادت میں صرف کرے تو بھی اُس ملک عظیم کی قیمت
 کے لائق نہ ہو پیشوائے صدیقین یا رخا را یک رات اس آیت کو پڑھتے ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم
 بان لهم الجنة اور روتے کسی نے سبب رونے کا پوچھا فرمایا بہشت ہمارے جان و مال کی قیمت ہے اگر قیامت کو پروردگار
 نے یہ کالا کامد حکم خیار عیب رد فرمائی کیسا ٹوٹا ہو گا غ عطا ایک کپڑا بکر بازار کو لیگئے بزار نے کہا اے عطا اس کی قیمت
 پوری نہ ملے گی کہ اس کپڑے میں عیب حضرت عطاء یہ بات سنکر روتے اور فرماتے اگر اُس نے ہمارے ناقص اعمال کو کہ سر بسہ
 عیب اور نقصان میں اپنی رحمت سے قبول نہ فرمایا قیامت کے دن کیسی ذلت اور رویا ہی ہوگی - قدسی ندائیں چوں شود

سودا کے بازار جزا + اول نقد آمرزش بکف من جنس عصیاں در بغل - ایک بزرگ دینار بازار کو لے گئے تو لا تو کم ہوا
 روے اور فرمایا کہ حساب گھر کا بازار میں ٹھیک نہیں رہتا حساب دنیا کا آخرت میں کب ٹھیک ہو دیگا المحذ والمحد وایہما
 الماء والمحد بڑے بڑے دلاور اس راہ میں فریاد کر رہے ہیں تیری کیا اصل و حقیقت ہے ملائکہ مقررین اور انبیاء و مرسلین
 اپنی تقصیر پر اعتراف کرتے ہیں اور کہتے ہیں ما عبدناک حق عبادتک یہاں یہاں ہرگز اپنی عبادت پر ناز نہ کر کیا
 تو نے نہ سنا کہ علم الملکوت نے سات لاکھ برس عبادت کی ایک ساعت اپنی طرف دیکھا ملعون ہو گیا اور سب عبادت
 اس کی جھٹ ہو گئی محققین کہتے ہیں بندہ کو چار چیز سے چارہ نہیں علم عمل اخلاص خوف جسے علم نہیں اندھا ہے اور جو علم پر
 عمل نہیں کرتا محبوب ہے اور جو عمل اخلاص کے ساتھ نہیں گیا ہریدہ اور ہمارا منشور ہے اور جو شخص اخلاص کے بعد خائف
 نہیں مغرور ہے شیطان اُسے فریب دیکر اپنا سا کیا چاہتا ہے ذوالنون مصری فرماتے ہیں تمام خلق مردہ ہے مگر علماء اور سچا عالم سوتے
 ہیں مگر عالمین اور سچا علمین سوتے ہیں مگر مخلصین والمخلصون علی خطر عظیم سے ہرگز اویدار تر پر درد تر ہرگز او گاہ تر درخ
 زد تر - امام غزالی کہتے ہیں تعجب ہے اُس عالم کے حال سے کہ عمل نہیں کرتا اور اُس عامل سے کہ علم نہیں رکھتا اور اُس مخلص
 سے کہ نہیں ڈرتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن جاهد فانما یجاهد نفسه ان الله لغنی عن العالمین جو محنت کرتا ہے
 وہ اپنی جان کی واسطے کرتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ تمام جہان کے لوگوں سے بے پروا ہے آئے عزیز ایسے غنی اور بے پروا کہ
 ناقص خدمت کیا دکھاتا ہے اگر تمام عالم کو آتش قبر سے جلادے اصلاً گرد ظلم کی اُسکے دامن عدل پر نشیمنے ہرگز ہرگز اپنی عبادت
 کو اٹھکی حضرت کے لائق نہ سمجھ اور اُس کی بہشت اور ثواب کی قیمت کے قابل نہ جان ہاں وہ کریم ہے اور کریم ناقص تحفہ رہ نہیں
 کرتا اگر اپنے فضل و کرم سے تقویری محنت پر بہت انعام بخشے کیا بعید ہے مصرعہ باکریاں کار با دشوار نیست واللہ در
 من قال سے اگر در خدمت تقصیر دارم + بفضل شملت امید دارم - اور جو اپنی رحمت و عنایت سے اس ناقص
 خدمت اور کاسد متاع کو قبول فرما دے کیا تعجب ہے جب اُس نے باوجود عیب دانی کے خرید کر لیا امید ہے کہ رو بھی نہ
 فرما دیگا سے تو بعلم ازل مرادیدی + دیدی انگہ بیب و بگزیدی + من باں عیب تو بعلم ہاں + رد کن انچہ خود پسندی
 پس رجا عبادت میں یہ ہے کہ اُسے ناکارہ اور بیچ سمجھ کر کسی طرح کا حق اپنا خدایہ ثابت نہ جانے صرف اُس کی رحمت و کرم
 سے امید دار اُس کے فضل و عنایت پر بھروسہ کرے نہ یہ کہ اُسکو ثواب آخرت اور فیم جنت کی قیمت جانے اور آپ کو مستحق
 اُسکا بھی دوم عذاب کے خوف سے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار عادل کی گواہی سے ثابت ہے اور یہ عبادت اُس غلام کی
 خدمت کے ماتم ہے کہ بخوف ضرب و شلاق چاروٹا چاراپنے خاندن کی طاعت میں رہتا ہے اہل طریقت اُسے بھی بے حقیقت
 جاتے ہیں بلکہ یہ درحقیقت پہلی قسم سے بھی کمتر ہے کہ اُس میں شوق اور رضا پائی جاتی ہے اور اس میں بوکراہت کی آتی ہے
 بندہ وہ ہے کہ جو شوق و رغبت کیساتھ اپنے مولیٰ کی خدمت کرے مگر مولیٰ کی اگر دوسری چیز کے لئے خدمت کرتا ہے مولیٰ
 کا خادم نہیں بلکہ اُس چیز کا خادم ہے سووم رضا کے مہبود کیواسطے یہ عبادت اہل طریقت کی ہے اور پہلی ذنون قسموں
 سے افضل اور ان کے دونوں مطلبوں کو بے طلب شامل مولیٰ جس بندہ سے راضی ہوتا ہے تکلیف اور تعد سے اُس کو
 محفوظ رکھتا ہے اور انواع انعام و اکرام سے نوازتا ہے چہارم لقاے مولیٰ اور مشاہدہ مہبود کیواسطے یہ عبادت اہل محبت

کی ہے اور یہ سب اقسام سے اعلیٰ و اکمل ہے اسی کو عبادت حقیقیہ اور مجاہدہ فی اللہ کہتے ہیں قہ جہاد وافی اللہ حق جہادہ اور آیت کریمہ وما اتیتکم من ذکوۃ تنزیدون وجہ اللہ فاولئک ہم المضعفون سے بھی اسی طرف اشارہ ہے اور ثواب یا اجر آخرت کو قرآن میں جس جگہ وارد ہے لقاؤ الہی اور شاہدہ موتی سے تفسیر کر سکتے ہیں کہ یہ فرد کامل اسکا ہے منقول ہے کہ بہشتیوں کو دیدار الہی کے سامنے سب نعمتیں بہشت کی حقیر معلوم ہوئیں گی اور اضافت اُس کی آخرت کی طرف اس وجہ سے ہے کہ حقیقت مشاہدہ کی اُس عالم میں حاصل ہوگی التقسیم النخاس عبادت دو قسم ہے متعدی اور غیر متعدی متعدی وہ ہے کہ دوسرے کو بھی اُس سے فائدہ پہنچے جیسے زکوٰۃ اور صدقہ اور تعلیم اور تدریس اور اصلاح ذات البین اور دعائے الموات والایماء اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور غیر متعدی وہ کہ دوسرے کو اس سے نفع نہ پہنچے مانند روزہ اور نماز اور حج اور ذکر اور تلاوت کے۔ متعدی غیر متعدی سے افضل ہے مگر نماز اور روزہ مفروض کہ زکوٰۃ سے اعلیٰ اور اجل ہے ہدایتہ غیر متعدی اس ترکیب متعدی ہو سکتی ہے کہ ثواب اُس کا دوسرے شخص کو بخش دے تا ثواب اُس عبادت کا بھی حاصل ہو اور مسلمان کو نفع پہنچانے کا ثواب بھی پاوے الفضل الشافی فی فوائد العبادۃ اور وہ دو قسم ہے دینی اور دنیوی دنیوی اکیس ہیں اقل جو شخص عبادت کرتا ہے خدا کے مدد و عین میں داخل ہوتا ہے کہ خدا کے تعالیٰ عابدوں کی مدد دینا کرتا ہے دوم خدا اُسکی تعظیم و توقیر کرتا ہے سوم اُس سے محبت رکھتا ہے چہاں اُس کے سب کام درست کرتا ہے پنجم اُس کے رزق کا کفیل ہوتا ہے ششم اُس کی مدد کرتا ہے اور دشمنوں کے شر اور فساد سے محفوظ رکھتا ہے ہفتم اُسکا مونس ہو جاتا ہے اور وحشت اُس کے دل سے دور کرتا ہے ہشتم اُسکو ایسی عزت بخشتا ہے کہ ملوک و سلاطین اور جباران زمین اُس کی خدمت اور فرمانبرداری کو فخر سمجھتے ہیں نہم اُس کو ہمت بلند عنایت فرماتا ہے کہ لوٹ حرص و طمع کا اُس کے قریب نہیں آتا دہم اُس کے دل کو تو نگہ کرتا ہے کہ ہفت اعلیٰ کی سلطنت اُسکی نگاہ میں حقیر اور بے قدر ہو جاتی ہے یازدہم اُس کے دل میں ایک نور پیدا کرتا ہے جس کی روشنی میں ملکوت آسمان و زمین کے احوال اُسپر منکشف ہوتے ہیں دوازدہم اُس کے دل کو اس درجہ فرارح کرتا ہے کہ علوم و معارف بے تکلف حاصل ہوتے ہیں سیزدہم رعب اُسکا خلق کے دل میں ڈالتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر اُس کے نام سے کانپتے ہیں اور زبردستان عالم اُس کے سامنے بات نہیں کر سکتے چہاں دہم خلق کے دل میں اُس کی محبت پیدا کرتا ہے کہ چھوٹے بڑے امیر و غریب اچھے برے یہاں تک کہ آسمان و زمین اور وحش و طیر اُس سے محبت رکھتے ہیں پانزدہم برکت عام اُسکو عنایت ہوتی ہے یہاں تک کہ لوگ اُس کے کپڑوں اور مکان سے تبرک کرتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں شانزدہم وحش و طیر اور گزندے اور درندے اُس سے ڈرتے ہیں اور اُس کے حکم پر چلتے ہیں چاہے شیر پر سوار ہو اور ساتپ کا کوڑا ہاتھ میں رکھے اور چاہے اڑتے جانوروں کو ہوا سے اُتارے اور ہرن پاڑھے کو بے آلات کے شکار کرے ہفتدہم تمام زمین اور ہوا اور پانی اُس کے مسخر ہو جاتے ہیں چاہے سب زمین کو ایک ساعت میں قطع کرے اور چاہے پانی پر چلے اور ہوا میں اڑے یہ سب تمام زمین کو اُس کے تصرف میں کرتے ہیں جس جگہ سے چاہے خزانہ نکالے اور جہاں پاؤں مارے پانی کا چشمہ جاری ہو جادے نور دہم درگاہ الہی میں اُس کو ایسی عزت حاصل ہوتی ہے کہ لوگ اُس کی جاہ و برکت کو اپنی حاجتوں میں وسیلہ کرتے ہیں اور اُس کے توسل

اور شفاعت سے مرادیں پاتے ہیں بستم اسکو مستجاب الدعوات کرتے ہیں جس کی سفارش کرتا ہے قبول ہوتی ہے اور جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے جس بات پر قسم کھالتا ہے خدا تعالیٰ اسکی قسم سچی کرتا ہے دب اشعث اغبر لیا قسم باللہ لا یموت بستم ویکم عبادت سے بدن لاعز اور ضعیف ہوتا ہے اور اسکا ضعف روح کو تازگی اور قوت بخشتا ہے سہ مردن تن در ریاضت بندگیست ۴ رنج اس تن روح را پابندگیست۔ اور آخر روی بھی اکیس ہیں اول موت کی سختی سے محفوظ رہتا ہے دوسرے پروردگار عالم اسکو اُس وقت ایمان و معرفت پر ثابث رکھتا ہے اور شیطان کے دوسرے اور اغوا سے بچاتا ہے تیسرے اُس وقت فرشتے اسکو خدا کی رضا اور امان کی بشارت دیتے ہیں اور ہر اُس امر سے کہ آخرت میں پیش آنے والا ہے اور اُن چیزوں کی فکر سے جن کو دنیا میں چھوڑ چلا ہے مطمئن کرتے ہیں چوتھے محبوب حقیقی اپنے جوار رحمت میں اسکو جگہ دیتا ہے اور یہ ایسی نعمت ہے جس کا بیان کسی سے نہیں ہو سکتا یا پنجویں اُس کی روح کو ملائکہ سموات پر جلوہ دیتے ہیں یعنی اُنکو اسکی زیارت کراتے ہیں چھٹے اُسے قبر کے فتنہ سے امن میں رکھتے ہیں اور نیکوین کے سوال کا جواب سکھاتے ہیں ساتویں اُس کی قبر کو روشن اور فراخ کرتے ہیں آٹھویں اُس کی قبر میں بہشت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں نویں اُس کی روح سبز طائروں کے پیٹ میں رہتی ہے اور بہشت اور متبرک مکانوں کی سیر کرتی ہے دسویں حشر کے دن اسکو خلعت اور تاج پہنایا جائے گا اور میدان قیامت میں براق پر سوار ہو کر آئے گا گیارہویں قیامت کے اہوال سے محفوظ رہے گا بارہویں نامہ اعمال اسکا دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تیرہویں پلہ اس کے نیک اعمال کا گراں ہوگا یا اعمال اُس کے وزن نہ کئے جائیں گے چودہویں حساب اسکا آسانی کیساتھ ہوگا یا اُس سے اصلاح حساب کرے پندرہویں پانی حوض کوثر کا اُسے پلائیں گے اُس کے پینے کے بعد پیاس اُس کے پاس کبھی نہ آئے گی سولہویں پل صراط سے آسانی کے ساتھ گزر جائے گا سترہویں عرصات میں پیغمبروں کی طرح شفاعت کرے گا اٹھارہویں ملک ابدی یعنی بہشت اسکو عنایت فرمادیں گے او نیسویں رضائے الہی سے اُسے مشرف کریں گے بیسویں قیامت کے دن اُسے نور کے تودوں پر بٹھائیں گے اور عرش یا الوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ تلے جگہ دیں گے اکیسویں خدا کے دیدار سے مشرف فرمائیں گے اور یہ نعمت سب نعمتوں سے افضل اور سب کرامتوں سے اکمل ہے اگر آدمی کو کروہ برس کی عمر دیں اور ہر ساعت کروہ بار اس دولت کی واسطے اپنی جان نثار کرے دشوار نہیں تنبیہ اسے عزیز اپنی خدمت و عبادت کو ان نعمتوں اور کرامتوں سے میزان عدل و انصاف میں وزن کر کے دیکھ کر تیری ناقص عبادت اس دولت بے زوال کے مقابلہ میں جس کا تو طالب ہے کیا قدر و قیمت رکھتی ہے اور اُن میں سے کسی ادنیٰ کرامت کی قیمت ہو سکتی ہے یا نہیں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی یہ اسکی نقد عنایت ہے کہ تجھ کو ایسی نعمتوں سے مشرف اور ان کرامتوں سے سرفراز فرماتا ہے بندہ اگر ہزار برس محنت اور جان بازی کرے ان میں سے ادنیٰ چیز کا مستحق نہ ہو سکے **الفصل الثالث فی موانع العبادۃ وطریق دفعھا** متہاج العابدین میں آٹھ موانع اُس کے شمار کئے آوّل دنیا کر اُس کے حاصل کرنے کی فکر اور اُس کے عیش و آرام کی لذت آدمی کو عبادت سے روکتی ہے دوم خلق کو اسکی مخالفت انسان کو اس کام سے باز رکھتی ہے اور طریق ان دونوں کے دفع کا یہ ہے کہ اُن کی مضرت اور نقصان کو جو زہد اور عزلت کے بیان میں مذکور ہے خیال میں رکھے تا اُن سے نفرت

حاصل ہوا اور ان کی رغبت دل سے جاتی رہے سو شیطان کہ دشمن قوی اور مانع عظیم ہے طرح طرح کے مکر و فریب انسان کی راہ مارتا ہے اور انواع و اقسام میں مبتلا کرتا ہے طریق ازالہ دوسو سوہ اور شیطان سے بچنے کا مکر کے بحث میں آئے گا چارم نفس کہ نہایت شرور اور گھبر کا بھیدی ہے فساد اس کا شیطان کے فساد سے بھی قوی ہے ہر وقت اسی گھات میں لگا رہتا ہے جب فرصت پاتا ہے بصیرت پر پردہ ڈال کر راہ سے ہٹکا دیتا ہے شیطان نے تو بلعم کو چار سو برس اور برصیصا کو ستر برس کی ریاضت کے بعد ہکا دیا اس نے شیطان کو اسی ہزار برس کی عبادت کے بعد گمراہ کیا شیطان نے اسکی مدد کے کچھ نہیں کر سکتا اور یہ اپنے کام میں اسکی مدد کی حاجت نہیں رکھتا شیطان اگر چہ آدمی کے رگ و پے میں دخل کر سکتا ہے مگر دزدی و دہرانی ہے اور یہ گھر کا چور اور دشمن درونی ہے عداوت اس کی ظاہر اور اسکی پوشیدہ ہے اور ظاہر دشمن سے چھپا دشمن بدتر ہے کہ آدمی اس سے ہوشیار رہتا ہے اور یہ دھوکہ میں ہلاک کرتا ہے اور شر اسکا اس کے شر سے بدتر اور مضر زیادہ کہ وہ عبادت سے باز رکھتا ہے اور یہ ہزار برس کی عبادت ایک لمحہ میں عجب سے برباد کرتا ہے فساد کا شیطان کے فساد سے باقی تردنایت تر ہے کہ اصل اسکی آگ ہے کہ سریع الحریکت ہے اور اصل اس کی خاک کہ سر و خشک ہے کسی نے منصور سے کہا مجھے وصیت کیجئے فرمایا عید بنفسک ان لم تغلھا شغلک اپنے نفس کی فکر میں رہ اگر تو اسے اپنے کام میں مشغول نہ کرے گا وہ تجھے اپنے کام میں مشغول کرے گا علاج اس کا یہی ہے کہ اس کے مکر و فریب سے ہوشیار رہے اور ریاضت اور مشقت سے اپنے قابو میں لائے کہ ترابا نفس کا فرکیش کا ریست بدام آرش کہ او طرفہ شکار ریست بد گرت مار سید در آستین ست بد بد از نفس کہ باتو ہنشین ست سپہجم فکر معاش کہ جب تک آدمی کو روزی سے اطمینان نہیں ہوتا کوئی کام اس سے نہیں بن پڑتا مصرع براگندہ روزی براگندہ دل - مگر جسے خدا تعالیٰ نظر عنایت سے دیکھتا ہے اس کا دل اس فکر لا طائل سے پاک کر دیتا ہے وہ اپنے مالک پر توکل رکھتا ہے اور سمجھتا ہے جو مقدر ہے ملے گا جس طرح مجھے رزق کی تلاش ہے اسی طرح رزق میری تلاش میں ہے پھر تلاش بے فائدہ ہے اور جو تقدیر میں نہیں ہرگز نہ ملے گا حرص سے ذلت و خواری کے سوا کیا حاصل ہو گا وہ دلائیں حرص مردم خوار بگر یزد کہ خود را نزد مردم خوار یابی - چھٹی سختی اور مصیبت کہ تارک خلق کو پیش آتی ہے ساقیوں طرح طرح کی آفت و بلا کہ چار طرف سے اس پر نازل ہوتی ہے آٹھویں خطر انجام کار اور یہ تینوں موانع بہت سخت ہیں کہ زن و فرزند و عزیز و قریب و مال و متاع و مالوفات و مرغوبات سے قطع کرنا نفس پر نہایت شاق ہے اور تجدد آفات اور تنوع احوال اس سے بھی دشوار ہے الغرض عبادت ایک سخت کام ہے کہ موانع اس کے قوی اور آفتیں اسکی بکثرت اور عقبات اس کے دشوار اور راہ زن بہت اور مددگار تھوڑے ہیں ہمہ بندہ ضعیف اور زمانہ ناموافق اور کالوین تنزل پر اور خلق مخالف اور فراغت تھوڑی اور اشغال بے نہایت اور عمر کوتاہ اور اہل قریب اور غریب و کم لوگ ہیں جو اسکو اختیار کرتے ہیں اور ان میں سے بہت تھوڑے اسکو شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور مقصد کو پہنچتے ہیں اکثر آدمی اس کی طرف رغبت نہیں کرتے اور جو کرتے ہیں وہ اپنے ضعف اور اسکی سختی پر نظر کر کے گھبرا جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مطلب کی نہیں پہنچ سکتے تو محنت و مشقت کیوں اختیار کریں یا الغرض اسکی سختیوں اور مصیبتوں پر بھی مہر کریں تاہم کاتب تقدیر نے ہمارے واسطے جو کچھ لکھ دیا اس سے سرعہ و توجہ اور نہیں ہو سکتا اگر ہم کو ہشتیوں میں لکھ دیا دوزخ میں نہ جائیں گے

دور جو معاذ اللہ دوزخیوں میں معدود ہیں کسی عمل سے نجات نہ پائیں گے۔ پھر کس لئے دنیا کے عیش ترک کریں اور اپنی جان کو مشقت میں ڈالیں جو اب اس شبہ کا یہ ہے کہ شیطان اس قسم کے دوسو سوں سے آدمی کی راہ مارتا ہے اور ایسی ہی باتیں بھما کر عبادت سے روکتا ہے خدا تعالیٰ کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا فَمَا كَانَتِ اللَّهُ يُضَيِّعُ إِنَّمَا كُنْتُمْ أَتَى صَلَواتُكُمْ جو اُس کی راہ میں محنت و جانفشانی اختیار کرتا ہے اُس پر سب دشواریاں آسان کر دیتا ہے فَ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا وہ فرماتا ہے والذین جاهدوا فإنا لنهدينهم سبلنا وان الله لمع الحسنيين جو لوگ ہماری راہ میں محنت کرتے ہیں بے شک ہم اُن کو اپنی راہیں دکھاتے ہیں اور اللہ بے شک بھلائی کرنے والوں کے ساتھ ہے کہ ہر دشواری کو اُن کیلئے سہل کرتا ہے اور ہر مانع کو اُن سے دور رکھتا ہے آج عزیز جب خدا تیرے ساتھ ہے تو تجھے کس بات کا غم ہے کہ وہ قدیر غنی و رحیم و کریم ہے یقین جان کہ تجھے ضائع نہ کرے گا اور محروم نہ چھوڑے گا مصرع مگر شنیدہ بیدل خدا داری چہ غم داری ہر چند تو ضعیف ہے مگر مالک تیرا قوی و قادر ہے جب وہ کسی کو راہ دکھانا چاہتا ہے دشوار کو آسان اور دروازہ کو کوتاہ کر دیتا ہے کہ روٹن آدمی اسی راہ سے مطلب کو پہنچے ہیں تو بھی مکرہمت چست کر کے اس بحرِ خزا میں قدم رکھ اور خدا کی مدد اور توفیق پر بھروسہ کر لیا عجب کہ اپنے دعا کو پہنچے اور گو ہر قصہ تیرے ہاتھ آدے باقی رہا خطر مال سودہ ترک عبادت کو مقتضی نہیں بلکہ جو شخص اپنے کام میں متردد ہوتا ہے وہ محنت و مشقت زیادہ کرتا ہے اور جو غلام اپنے مولیٰ کے غصے سے ڈرتا ہے وہ اُسکی رضا جوئی اور فرمانبرداری میں نہایت مبالغ کرتا ہے اسلئے ہم سے مولیٰ کی خدمت ترک کرنا تمہارے نہ تشویش و تردد نہ دہندہ کو لازم ہے کہ انجام کار خدا کو سوچے اور اُس پر بھروسہ کر کے مکرہمت مضبوط پائندہ بندہ کا کام بندگی ہے قبول کرنا اور نجات دینا اُسکے اختیار میں ہے چاہے دوزخ میں ڈالے اور چاہے بہشت میں داخل کرے کمال تو مولیٰ کی مولیٰ ہی کیواسطے پرش کرتے ہیں کہتے ہیں اگلے زمانہ میں ایک شخص تھا کہ شب روز عبادت میں مشغول رہا کرتا یہ غیر وقت کو دھجی ہوئی کہ اُس سے کہدے کیوں محنت کرتا ہے ہم نے تجھے دوزخیوں میں لکھ دیا ہے بعد ایک مدت کے پیغمبر نے اُسے دیکھا کہ پہلے سے زیادہ محنت و ریاضت میں مشغول ہے کہا اب یہ محنت کس لئے ہے جواب دیا کہ جب میں کا رخاۃ قدرت میں اپنے کو بیکار محض سمجھتا تھا اسقدر مشقت و ریاضت کرتا تھا اب تو مجھے معلوم ہوا کہ محبوب کا ایک کام یعنی غضب رانی مجھ سے نکلتا ہے اور مجھے اُسکی صفت قہار کا مورد ہونا ہے کس طرح عبادت میں تقصیر کروں اور اُسکی خدمت سے موہ نہ پھروں ان لوگوں کو جو لطف و حرا اپنے مولیٰ کی خدمت میں حاصل ہوتا ہے دوسری چیز میں نہیں ملتا اور متوسط اس جگہ امتثال حکم پر نظر رکھتے ہیں کہ ہر چند مولیٰ کسی غلام کے منصب معین کو نہ بڑھاوے مگر غلاموں پر چاروں چار اُسکی فرمانبرداری واجب آسمان و زمین کو کہ متوقع اجر کے نہیں حکم ہوتا ہے ایذا طوعا و کرہا مگر ناقص ان باتوں پر نظر نہیں کرتے اور جب تک اپنے حظ و نصیب کو دخل نہ ہو کسی محنت و مشقت کی طرف اصلاً متوجہ نہیں ہوتے اُنکے سمجھانے کیواسطے یہ مضمون کفایت کرتا ہے کہ جس طرح سعادت و شقاوت روزِ ازل لکھ گئی کہ اُس سے تجاوز نہیں ہو سکتا اسی طرح موت کا وقت بھی مقدر ہے کہ اسی طرح تقدیرِ تاخیر اس میں جانتے نہیں اور اسی طرح پروردگار عالم نے دوا میں تاثیر رکھی ہے کہ اُسکے استعمال سے مرض زائل اور صحت حاصل ہوتی ہے اسی طرح عبادت میں بھی یہ تاثیر پیدا کی ہے کہ عابد کو دوزخ سے دور اور بہشت میں داخل کرتی ہے فرق اس قدر ہے کہ تاثیر اُس کے افراد کے مظنون بلکہ مزعم فلا سفر ہے اور یہ تاثیر خدا اور انبیاء کے بیان سے ثابت ہے۔ باوجود اس کے

[illegible]

تیرے پیشوا اور رہنما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ کیا فرماتے ہیں ابعرض علی ما یمنفعک واستعن باللہ ولا تعجز
اور دیکھ تیرا مالک کہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے کیا ارشاد کرتا ہے وَاللّٰی رَزَقْتُكَ فَاَرْغَبْ یعنی جب تو اس کام کی
دشواری اور موانع کی سختی سے گھبراوے تو ہماری طرف متوجہ ہو اور ہمارے رحم و کرم پر نظر کر کہ ہم سب دشواریوں کو
آسان اور سب موانع کو دور کر سکتے ہیں جب ہم نے تجھے انواع عنایت کے ساتھ پرورش کیا اور بے سابقہ خدمت طرح
طرح کے انعام سے نوازا تو بعد خدمت کے کب محروم رکھیں گے اور تیری محنت کس طرح برباد کریں گے۔ یہ آنکھ
ناخواستہ عطا بخشہ نہ کر تو خواہش کنی چاہا۔ بخشد۔ اور اس آیت سے یہ مضمون بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اپنے پروردگار
کی جناب میں بکمال عجز و ذاری اور الحاح و انکسار عرض کر کہ خدایا ہر چند میری ناقص عبادت تیری بارگاہ عالی کے لائق
نہیں مگر تو اپنے رحم و کرم سے قبول فرما کہ تو نے مجھے انواع عنایت سے نوازا اور طرح طرح کی مہربانیوں کے ساتھ پرورش
کیا تیرے کرم سے امید رکھتا ہوں کہ تو مجھے نظر عنایت سے نہ گرائے گا اور عزت دے کر ذلیل نہ کرے گا۔ یہ
میں تو انی کہ وہی اشک مرا حسین قبول نہ اسے کہ در ساختہ قطرۃ بارانے را۔ معنی ہشتم۔ ب کب منصور رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں اِذَا قَرَعْتَ مِنَ اَمْرِ الدُّنْيَا فَاَنْصَبْ اِیْ فَصَلِّ
جب امور دنیا سے فارغ ہو تو نماز پڑھ کہ نماز عمدہ مقاصد اور افضل عبادات ہے رخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ خدا کے نزدیک تو حید کے بعد کوئی فریضہ فاضل تر اور دوست تر نماز سے نہیں ورنہ فرشتوں کو اس میں
مشغول نہ کرتا وہ سب نماز میں مشغول ہیں بعض رکوع میں ہیں اور بعض سجود میں اور بعض قیام میں ہیں اور بعض
قعود میں رخ کنجی بہشت کے آنکھوں دروازوں کی نماز ہے و بیل جو شخص پنجگانہ مفروضہ کا وضو اچھی طرح کرے
اور اُن کو وقت پر پڑھے اور اُن کا رکوع اور سجود اور خشوع پورا بجالا دے اُس کے لئے خدا پر عہد ہے کہ اُس کے
گناہ بخش دے اور جو ایسا نہ کرے اُس کے لئے خدا پر کچھ عہد نہیں چاہے اُسے بخشے اور چاہے عذاب کرے مالک
اور ابن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں بھی قریب اس کے وارد ہے خلاصہ مرام یہ کہ جو شخص نماز پنجگانہ
بوضو کامل اور سجود رکوع تام و خشوع قلب ادا کرے گا خدائے کریم حسب وعدہ اپنے اُسے ضرور بخش دے گا
اور جو ایسا نہ کرے گا اُس کی بخشش یقینی نہیں خدا چاہے اُسے بخشے چاہے عذاب کرے تب حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ دو شخصوں سے تعجب کرتا ہے یعنی اُن سے خوش ہوتا ہے ایک اُس
سے کہ نماز کے واسطے لحاف سے رات کے وقت جدا ہوتا ہے اُس وقت فرشتوں سے ارشاد ہوتا ہے میرے اس بندے
کو دیکھو کہ میرے خوف سے میرے واسطے اپنے لحاف کو چھوڑ کر نماز میں مشغول ہے دوسرا وہ شخص کہ لڑائی سے بھاگتا
ہے اور پھر بھاگنے کی بڑی اور لڑنے کے ثواب پر خیال کر کے لوٹتا ہے اور دشمنوں سے لڑ کر شہید ہوتا ہے رخ کما تکلہا
اور رات کو نماز پڑھنا اور سلام علیک کرنا سب کاموں سے بہتر ہے رخ کسی نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سے پوچھا سب عبادتوں میں کون سی عبادت افضل ہے فرمایا نماز وقت پر ادا کرنا اور بعض کتابوں میں مروی ہے
الصلوة ترفع الذنوب الصلوة بركة الرزق الصلوة نور القبر الصلوة نجات الدنیا والاخرة و

جزاء لقاء الرحمن و هلاك الشيطان نماز رزق کی برکت نماز قبر کا نور نماز دنیا و آخرت کی نجات اور خزاں ملاقات الہی اور ہلاک شیطان یعنی ان باتوں کا سبب ہے اسے عزیز نماز اصل کار ہے۔ فی قیامت کو پہلے نماز کا حساب ہوگا جو وہ درست ہوگی سب عمل درست ہوویں گے اور جو وہ خراب نکلے گی سب عمل خراب ٹھہریں گے سہ روز محشر کجاں گداز ہو دینہ اولین پر سب نماز بود۔ نماز ثانی ایمان ہے اور اُس کے بعد افضل عبادات کوئی عمل ہے اُس کے قبول نہیں قبولیت تمام نوافل کی اسی عبادت پر موقوف ہے علماء فرماتے ہیں جس طرح بے راس مال نفع نہیں ملتا اسی طرح بے ادا کے فرائض و نماز کے کوئی عبادت بارگاہ رب العزت میں قبول نہیں ہوتی ہم سن من تترك صلوة العصر فقد حبط عمله جو شخص نماز عمر ترک کرے عمل اُس کے ضبط ہوں اسی واسطے بزرگان دین اس عبادت کو کمال اہتمام سے بجالاتے اور کسی عمل کو اس پر ترجیح نہ دیتے مصروق رحمۃ اللہ علیہ اس قدر نماز پڑھتے کہ اُن کے پاؤں سوج جاتے شیخ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نزع کی حالت میں ایک ایک نماز کو تین بار پڑھتے جب غشی سے افاقہ ہوتا فرماتے نماز نہیں پڑھی اور پھر پڑھتے اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتقال کے وقت بار بار نماز پڑھتے جب کوئی کہتا ابھی آپ نے نماز پڑھی ہے فرماتے اور پڑھوں گا جاتا ہوں جاتا ہوں تیرے بلائے سے اور تیری طرف کہتے ہیں کہ نماز ہی میں آپ کا انتقال ہوا اُسی وقت بحکم الصلوٰۃ معراج المؤمنین محبوب حقیقی کا وصل حاصل ہوا سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اگر نماز قضا ہو جاتی با واز بلند انا لله وانا اليه راجعون کہتے اور لوگ برسم تعزیت اُن کے پاس جاتے زندگی لگے لوگوں کی نماز پڑھتی اور زندگی ہماری ہو و لعب پر سہ برس تقادوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ اُن کا ہر مال قیامت کے دن ہزار عالم سے گراں ہوگا اور ہم جیسے ہزار ایک برگ گاہ سے زیادہ حقیر اور بے وزن ہو دیں گے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جو خوشی اور راحت کہ نماز میں حاصل ہوتی کسی وقت اور کسی عبادت میں نہوتی آتش شوق جب سینہ پر سکینہ میں بھرکتی سف فرماتے ادحنایا بلال بالصلوة یعنی اے بلال اذان کہہ دھو کیلئے پانی ملاک باطنی سوختہ کو تسکین ہوا اور دل بیقرار مناجات اور مشاہدہ محبوب سے راحت پاوے امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سند میں اور نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سنن میں اور سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقاصد حسنہ میں اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اوسط اور صغیر میں اور خطیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاریخ بغداد میں اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کامل میں اور بیضاوی رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں روایت کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبیب الی الطیب والنساء وجعلت قرة عینی فی الصلوٰۃ مجھے خوشبو اور عورتیں محبوب ہیں اور محمدؐ کی میری آنکھوں کی نماز میں رکھی گئی اور تخصیص نماز کی اس نظر سے کہ نماز جمیع عبادات کو مشتمل اور سب سے اعلیٰ اور افضل ہے غایت ہر عبادت سے ثواب اور جنت ہے مگر نماز مقصود لذاتہ ہے شیخ صوفی نے کسی عالم سے پوچھا کہ بہشت میں نماز بھی ہوگی یا نہیں جواب دیا وہ عیش و آرام کا مقام ہے تکلیف کا وہاں کیا کام ہے فرمایا ایسی بہشت سے جہاں نماز نہیں ہم کو کچھ کام نہیں عارفین فرماتے ہیں اگر بندے کو نماز اور بہشت میں محیر کریں چاہئے نماز کو اختیار کرے تا بہشت اُس کے داخل ہونے پر ناز کرے یہ دولت ہے نہایت کہ قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین فنصفہا لی و نصفہا لعبدی بہشت میں

کہاں ہے تھا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اگر میں مسجد اور بہشت میں مخیر کیا جاؤں مسجد کو اختیار کروں کہ وہ حق خدا کا اور بہشت خط نفس ہے اسی جگہ سے بعض اولیاء طول حیات کو موت پر اختیار فرماتے ہیں اور بعض مشائخ دنیا کو آخرت سے افضل کہتے ہیں کہ دنیا دار خدمت اور آخرت دار نعمت ہے اور مقام خدمت مقام نعمت سے اولیٰ ہے کہ ترقی توقف سے بہتر اور بالا ہے آئے عزیز نماز بارگاہ بے نیاز اور مقام مناجات راز ہے حضرت علیؓ علیہ السلام فرماتے ہیں جب کوئی تم سے نماز میں داخل ہوتا ہے وہ اپنے رب کے مناجات کرتا ہے دراصل ایک اسکارب اُسکے اور قبلہ کے درمیان میں ہے اور وارد ہوا جو مسجد میں آتا ہے وہ خدا کا زیارت کر رہا ہے اور مزدور کو اپنے نذر کی تکریم ضرور ہے آئے عزیز اگر مصلیٰ جانے کہ کس کے حضور میں بلایا جاتا ہوں دنیا اور متاع دنیا ایک نماز کے شکرانہ میں تصدق کرے اور سر کے بل اُسکی طلب میں مسجد کی طرف دوڑے حشر روز محشر ہے فائدہ ہے منادیان حضرت اعلیٰ ہر روز اُسکے حضور میں تجھے پانچ بار بلاتے ہیں اور پانچ بار بلند فرماتے ہیں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح افسوس کہ تو ایک بار بھی قبول نہیں کرتا اُس روز اگر دریا خون کا آنکھوں سے بہا یا گا ایک رکوع اور سجدے کی اجازت نہ دینگے ذہب الدنیا و بقیۃ الاعمال فی اعناقہم آج تدبیر تیرے کام کی تیرے اختیار میں ہے جسوقت اذان کی آواز کان میں پہنچے نذر قیامت کے اہوال یاد کر کے سب کاموں کو چھوڑ اور ظاہر و باطن میں اجابت پر آمادہ ہو کر بے تابانہ مسجد کی طرف دوڑے سلف جب بانگ نماز سنتے فوراً سب کام چھوڑ دیتے یہاں تک کہ اگر لوہار نے ہتھوڑا اٹھایا ہوتا نہائی پرہیز مارتا اور کھانا پکانے والا اگر ڈوئی یا ندھی میں ڈالتا نہ نکالتا آئے عزیز جو تاکید نماز کی وارد ہے کسی کام کی نہیں اور جس قدر خدمت اُس کے تارک کی شریعت میں ثابت ہے کسی گنہگار کی نہیں قَفَّ قَوْلُ الْمُصَلِّينَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَواتِهِمْ سَاهُوْنَ اُن نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو اپنی نماز میں کاہلی کرتے ہیں سستی کرنے والوں کا یہ حال ہے تارکوں کا کیا حال ہو گا آئے عزیز اُن کے حال کا بیان قرآن میں موجود ہے کہ دَوْنُخْ مِیْنُ زُنْجُرُوْنَ سے جکڑے جاویں گے جب فرشتے اُن سے پوچھیں گے مَا سَلَکْکُمْ فِیْ سَقَرٍ دَوْنُخْ مِیْنُ تَمَّ کُوْکُسْ نے جکڑا کہیں گے لَمْ تَذْکُرْ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ہم نماز نہ پڑھتے تھے فائدہ صلوٰۃ کو ضمیر کی طرف اضافت کرنے میں اس مضمون کی طرف اشارہ کیا کہ تمہارا کام اور تمہارے دین و دنیا میں مفید ہے جو شخص اپنے ایسے عمدہ کام میں سستی اور کاہلی کرے اُس سے زیادہ نادان اور کم ہمت کون ہے آئے عزیز تیری نادانی اور کم ہمتی پر کمال افسوس ہے کہ ہزار طرح کی محنت و مشقت دنیا رفاقی کے واسطے اختیار کرتا ہے اور دو رکعت نماز سے کہ دونوں جہان کی دولت و عزت اُس سے حاصل ہوتی ہے دل چاہتا ہے حدیث میں ہے کہ نماز عصر جس کی فوت ہوئی گویا رُکْعَیْہِ اور گھر باہر اُس کا سب چھن گیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم انتقال کے وقت فرماتے تھے الصلوٰۃ وما ملکتم ایما نکمہ نماز کی محافظت اور لونڈی غلام کا حق ادا کرتے رہو اُس اور فرماتے ہیں کہ تارکین جمعہ اگر ترک جمعہ سے باز نہ آئیں گے تو خدا اُن کے دلوں پر جہر کر دے گا اور جماعت کی نماز ترک کرنے والوں کے لئے یہ بھی فرمایا اُس کہ جی میں آتا ہے اُن کے گھر جلا دوں یَحْجِہُ البودرد اور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے میرے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی کہ تو کسی کو خدا کا شریک نہ کر اگر چہ تیرے بات پاؤں کاٹے جاویں اور ایک نماز بھی ترک نہ کر کہ جو شخص عداً نماز ترک کرے اُسکی بخشش خدا کے ذمہ نہیں اور شراب مت پی کہ شراب سب برائیوں کی کنجی ہے بل ہی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص نماز کی محافظت کرے اُس کی نماز قیامت کے دن اُس کیلئے نور اور دلیل اور نجات ہوگی اور جو اُس کی محافظت نہ کرے نہ اُس کے لئے نور ہو اور نہ دلیل اور نہ نجات اور وہ قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا فائدہ نور سے نور صراط اور دلیل سے یہ مراد ہے کہ پروردگار حساب کے وقت ایسی بات سمجھا دے گا جس کے سبب دوزخ کے عذاب سے نجات پادے گا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بے نمازی پیغمبروں کا دشمن ہے اور اُس کا حشر اُن کے دشمنوں کے ساتھ ہوگا اور جو پیغمبروں کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے آئے عزیز نماز میں کمال اورستی علامہ نفاق سے شمار کی گئی **فَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُتَاتَىٰ فَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَاتَىٰ فَنِي سِيدِ عَالَمِ صَلَی اللہ علیہ وسلم** فرماتے ہیں **مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ** اگرچہ علماء دین اس مقام پر یہ تاویل کرتے ہیں کہ کفر سے مراد ناشکری ہے مگر نماز کفر اور اسلام میں فارق ہے تریس بین العبد و بین الکفر الا ترک الصلوة ہم تارک نماز کو کافر نہیں کہہ سکتے کہ سبب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عدم تکفیر ہے مگر درحقیقت وہ حقیقت اسلام سے کما فیہی بہرہ نہیں رکھتا یہ بھی مرفوعہ روایت کرتے ہیں **الصَّلَاةُ عِمَادُ الدِّینِ** اور بعض فقہاء اس قدر اور بڑھاتے ہیں **مَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّینَ** و **مَنْ تَرَكَهَا هَدَمَ الدِّینَ** نماز دین کا ستون ہے جس نے اُسے قائم کیا دین کو قائم کیا اور جس نے اُسے چھوڑا دین کو ڈھایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ادْعُوا آلَهُمْ لَعَنُوا آلَهُمْ قُلْ يَتُوبُونَ إِلَيَّ إِنَّكُمْ إِلَهُاتِي سَابَقُوا وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ** جب اُن سے کہا جاوے رکوع کر دو رکوع نہیں کرتے خرابی ہے اُس دن جھٹلانے والوں کیلئے فائدہ اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ ترک نماز امامت تکذیب سے ہے دوسری جگہ اس سے زیادہ تصریح واقع ہے **فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُسْرِكِينَ** نماز کو قائم رکھو اور مشرکوں میں سے مت ہو جاؤ فائدہ یہ آیت باوازی بلند پکارتی ہے کہ جس نے نماز کو قائم نہ رکھا اُس نے مشرکوں کا کام اختیار کیا اس لئے کہ مشرک خدا کی بندگی اور عبادت سے نفرت رکھتے ہیں یہ بھی خدا کی بندگی اور عبادت سے بھاگا مشرکوں میں اور اس میں کیا فرق رہا جبکہ حکم تحویل قبلہ صادر ہوا اور کعبہ اہل اسلام کا قبلہ مقرر ہوا صحابہ نے خدمت والا میں گزارش کیا کہ اسعد بن زرارہ تجارتی اور برابریں معروضی کی نماز کا کہ اس حکم سے پہلے مرگئے کیا حال ہوگا جواب آیا **فَإِنْ مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ إِيْمَانَكُمْ** خدا تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا دیکھو پروردگار تقدس و تعالیٰ نے نماز کو ایمان فرمایا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اجماع العلوم میں مرفوعہ روایت کرتے ہیں **إِذَا دُرِئَ فِي السَّجْدِ يَحْتَدِ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدْ بِالْإِيْمَانِ** جب کسی کو مسجد میں جانے کا عادی دیکھو اُس کے ایمان کی گواہی دو ابوعلی نے باسناد حسن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا اسلام کے گوشے اور دین کی نیویں تین ہیں کہ اسلام اُن پر بنا کیا گیا جو اُن میں سے ایک کو ترک کرے وہ کافر ہے جائز القتل گواہی اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں اور فرض نماز اور روزہ رمضان امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ صاف حکم تکفیر کا نہیں دیتے کہ اس حکم میں احتیاط لازم ہے مگر فرماتے ہیں کہ تارک نماز کو بعد تعزیر کے قید کریں اور اگر توبہ نہ کرے تمام عمر قید میں رکھیں اور مالک و حنفی و احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُس کے قتل کا حکم دیتے ہیں اور امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن مسعود اور ابن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو دردار اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن مبارک

اور مخفی اور حکیم عینہ اور ابوب شیح ثانی اور ابوداؤد و طیاسی اور زہیر بن حرب غیر جم صحابہ اور تابعین اور ائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین بے نماز کو کافر جانتے ہیں بعض علماء مالکیہ شافعیہ اس درجہ مبالغہ کرتے ہیں کہ بے نماز کو غسل نہ دیا جائے اور اُس پر نماز نہ پڑھی جاوے اور اُس کی قبر کو بلند نہ کریں بلکہ اُسکی تذلیل کیواسے زمین کے برابر رکھیں کہ اُس نے ایسے عمدہ فرض کو ناجائز سمجھا اور اُسکو نہاد کیا امام اعظم رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں لا تکفروا احد امن اهل القبلة اور جو نماز نہیں پڑھتا وہ درحقیقت قبلہ سے کچھ کام نہیں رکھتا حدیث میں بھی علامت اسلام کی یہی مذکور ہے ہم من صلی صلواتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فانک المسلم الذی له ذمة الله فلا تقفروا والله فی ذمتہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہماری قبلہ کی طرف استقبال کرے اور ہمارا ذبیحہ لےواوے پس یہ شخص ایسا مسلمان ہے جسکے واسطے خدا کا عہد ہے تم اُس کے عہد میں عذر نہ کرو قائمہ بعض علماء کہتے ہیں کہ ذمۃ اللہ سے یہ مراد ہے کہ وہ شخص خدا کی امان اور حمایت میں ہے اگر کبار سے مجتنب رہے نماز بیچگانہ اُس کی نجات کیلئے کافی ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا خون اور مال بے وجہ شرعی مسلمانوں پر حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فان قابضوا اموال الصلوة واثروا الزکوة فاحذروا انکم فی الدین یعنی اگر وہ تو بہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں قائمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت نے خون اہل قبلہ کا حرام کیا اسے عزیز ابتدا میں بھی امتحان دوست دشمن کا سجدے سے واقع ہوا اور آخر کو بھی اُسی سے امتحان ہوتا ہے مسلمان قیامت کے دن سجدہ کریں گے اور کافر اگر تختہ ہو جاویں گے بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب بندہ سجدہ کرتا ہے شیطان کہتا ہے اے خرابی اُسے سجدے کا حکم ہوا بجا لایا اور بہشت کا مستحق ہوا مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا اور دوزخی ہو گیا اُسے عزیز ابلیس نے ایک سجدہ نہ کیا لعنت ابدی میں مبتلا ہوا جو ہزاروں سجدے ترک کرتا ہے اُسکا کیا حال ہوگا جو شخص نماز پڑھتا ہے مگر رکوع سجدہ اچھی طرح ادا نہیں کرتا خدا تعالیٰ اُس پر نظر رحمت نہیں فرماتا اُسکی نسبت وار ہے انا نخاف لومت علی ذلک ملت علی غیر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم ڈرتے ہیں اگر تو اس حال پر رہا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ رہا یعنی تیرے بے ایمان ہونے کا اندیشہ ہے جو نماز نہیں پڑھتا اُس کا ایمان کس طرح رہے گا یہاں یہاں اس زمانے میں لاکھوں کروڑوں آدمی ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں اور بے خوف و خطر ہزاروں نمازیں قضا کرتے ہیں اگر کوئی تاکید کرتا ہے سیکڑوں جیلے اور پہلے اور پلوں عذر جھوٹے ظاہر کرتے ہیں اگر انکو خدا کی قہاری اور روز حساب پر یقین کامل ہوتا ترک نماز پر ہرگز جرأت نہ کرتے کیا نہیں جانتے کہ قہار مطلق کے سامنے کھڑا ہونا اور سب اعمال سے پہلے نماز کا حساب ہونا ہے اسوقت یہ جیلے حوالے کیا کام آئیں گے اور اُس کے حضور میں یہ جھوٹے عذر کب سنے جائیں گے شریعت نے سب جیلے مٹا دیئے اور ہر عذر کا علاج بیان فرمادیا مسئلہ درمختار وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ جو کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے یا جس کے پاس بقدر ستر عورت کے کپڑا ہو بیٹھ کر نماز پڑھے مسئلہ جسے بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو لیٹ کر پڑھے اور کروٹ سے لیٹنا چاہتے لیٹنے والے سے اولیٰ ہے مسئلہ جو شخص سجدے پر قیاد نہیں یا سجدہ کرنے سے اُس کے زخم سے خون جاری ہوتا ہے اُس کے حق میں سجدے کا اشارہ کفایت کرتا ہے اور قعود و قیام سے اولیٰ ہے مسئلہ خنی قنادی ابی اللیث میں مذکور ہے کہ جس عورت کے پیٹ سے آدمے بچے سے کم باہر نکل آیا اور آدمے

سے زیادہ پیٹ میں ہے وہ نفسا نہیں ترک نماز سے گنہگار ہوگی اپنے نیچے دیگ رکھ لے یا اگر ہا کھو دے اور اسی پر اسطرح بیٹھ کر نماز پڑھے کہ بچے کو ایذا نہ پہنچے مسئلہ متینہ جس کے دونوں ہاتھ شل ہوں اور کوئی وضو اور تیمم کرانے والا نہ بنے مونہہ اور بانٹوں کو دیوار سے مس کر کے نماز ادا کرے مسئلہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوادر میں لکھتے ہیں جبکہ دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک کٹے ہوں اُس پر نماز فرض نہیں اور خنی حسن بن زیاد ہارونیات میں امام عظیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اُس کا مونہہ دھلایا جاوے اور کہنیوں اور ٹخنوں کے اطراف کو پانی سے مس کیا جاوے ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں یہی صحیح ہے آئے عزیز تو نے سنا کہ فقہانے تاخیر نماز کے لئے کوئی عذر نہ چھوڑا دے بر حال اُن کے جو بے کسی عذر اور سبب کے نماز ترک کرتے ہیں اور خدا و رسول سے اصلاً نہیں شرماتے قیامت کے دن اگر ایک نماز کے بدلے تمام دنیا دینا چاہیں گے قبول نہ کی جاوے گی اور جو ہزار برس روئے نئے نجات نہ ملے گی جو غلام سرکش اپنے مولیٰ کا فرمان بجا نہ لاوے اور ایسے بادشاہ قہار کے حکم پر شیطان اور نفس امارہ کے حکم کو ترجیح دے مستحق رحمت و نجات ہے یا مستوجب قہر و عذاب اُسے کیا پرواہ ہے جو دنیا و مافیہا نماز کے فدیہ میں قبول کرے آئے عزیز جو شخص نماز کی حقیقت اور اُس کے فوائد سے واقف ہے خوب جانتا ہے کہ دنیا و متاع دنیا ایک رکعت کی قیمت نہیں ہو سکتی اور اُس کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی سلف صالح کو اچھا نا اگر نماز میں کسی مال یا متاع کا خیال آتا اُسکے کفارہ میں وہ مال و متاع فقیروں کو دیدیتے سلیمان علیہ السلام کی نماز گھوڑے کی سیر دیکھنے میں قضا ہوئی سب گھوڑے فدیہ کر ڈالے آئے عزیز نماز عباد دین اور احسان یقین اور سیدۃ القریات اور عزت العبادات اور طریق سالکین اور معراج مومنین ہے جو ترقی مسلمانوں کو نماز میں حاصل ہوتی ہے کسی حال میں نہیں ہوتی اس ایک روز سپہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز کے فرمایا کہ جس چیز کی تمہیں خبر دی جاتی ہے وہ سب اس نماز میں میں نے دیکھی دوزخ اور بہشت کو میرے سامنے حاضر کیا صاحب مجھ کو کہہ جا بیوں کے کپڑے چرا تا تھا دیکھا کہ اپنی آئینیں دوزخ میں کیٹ پڑی ہیں اور اُس عورت کو بھی جس نے بلی کو باندھ کر بھوک پیاس کی تکلیف دی یہاں تک کہ مر گئی دوزخ میں دیکھا علاء مطہی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ رویت سے رویت بصر ادا لینا چاہئے کہ الفاظ حدیث اُسی پر دلالت کرتے ہیں آئے عزیز تیرا وہ مقام نہیں کہ براق تیرے گھر لادیں اور معراج اصلی سے مشرف فرمائیں صاحب معراج شب معراج بارگاہ رب العزت سے تیرے لئے جو تحفہ لائے اُسے غنیمت سمجھو اول بصورت بندوں کے قدم نیاز سے کھڑا ہوا آخر کو بصورت دوستوں کے بیٹھنے کی اجازت دیں گے اگر حقیقت اس دولت کی تجھے حاصل ہوگی تو مونہہ تیرا مقابل کعبہ کے رہے گا اور دل تیرا عرش کے مقابل پہنچے گا اور سر تیرا مشاہدہ رب العزت سے مشرف اور لذت دیدار میں مستغرق ہو جاوے گا اور نور تیری نماز کا آسمان اور سدرۃ المنتہی سے تجاوز کر کے سراپردہ عرش کے گرد جولانی کریگا اور قد تیری حضرت عرت میں اس قدر بڑھ جاوے گی کہ فرشتے تیرے حال پر غبطہ کریں گے اور تیرے مقام کی آرزو اور تمنا اُسی کو معراج روحانی کہتے ہیں اور سالکان راہ حقیقت اسی مرتبہ کیلئے ہزاروں طرح کی محنت اور ریاضت اختیار کرتے ہیں سلطنت ہفت کشور اس دولت بے زوال کے آگے برگ گاہ سے حقیر تر اور دنیا و مافیہا اس نعمت عظمیٰ کے سامنے پریشہ سے ناچیز زیادہ ہے جسے یہ مقام میسر ہے وہ حقیقت سلوک سے بہرہ ور ہے اُسی جگہ سے کہتے ہیں کہ نماز جامع کمالات اور عمدہ مقاصد مرادات ہے دوسرا فائدہ

نماز ہر مصیبت کیلئے تریاق مجرب ہے اور دفع رنج و غم کی دوا ہے۔ مفرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے استعینوا بالصبر والصلوة صبر اور نماز سے مدد چاہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی امر غلین کرنے والا پیش آتا نماز میں مشغول ہوتے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیٹا مر گیا نماز پڑھنے لگے تفسیراً فائدہ نماز کے سبب گناہ معاف ہوتے ہیں ف اتقوا الصلوة طریقی النهار وذللفامن الليل ان المحسنات يذهبن السيئات ذلك ذكرى للذاكرين قائم کر نماز دن کے دونوں طرفوں میں اور کچھ رات میں بیشک نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو یہ یادگاری ہے یاد رکھنے والوں کیلئے ایک دن م م س تب آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ تم میں سے جس کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ ہر روز پانچ بار اس میں نہا دے اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا عرض کیا نہیں فرمایا یہی حال نماز پنجگانہ کا ہے کہ اس کے سبب سے خدا کے تعالیٰ گناہوں سے پاک کرتا ہے بل جو بندہ مسلمان خالصاً اللہ نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں۔ رخ نماز صاف پانی ہے جو شخص اس میں آپ کو پانچ بار دھوتا ہے اس پر میل نہیں رہ سکتا حتیٰ ایک نماز سے دوسری نماز تک جو گناہ ہوتے ہیں نماز کے سبب سے بخشتے جاتے ہیں اگر کیا ٹرسے بھارت ہے تب ایک نماز دوسری نماز تک ایک رمضان دوسرے رمضان تک ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک گناہوں کی کفارت کرتا ہے یعنی ان کو بخشواتا ہے رخ جو شخص دو رکعت پڑھے اور دنیا کا کچھ خیال اس کے پیچ میں نہ لادے لگے گناہ اس کے بخشتے جا دیں رخ جو شخص اپنا مونہہ اور دل نماز میں خدا کی طرف رکھے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاوے گویا آج ماں کے پیٹ سے نکلا ہے چوتھا فائدہ نماز گناہوں سے روکتی ہے اور بری عادتیں چھڑا دیتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الصلوة تنهى عن الفحشاء والمنكر نماز بے حیائی اور برائی سے باز رکھتی ہے تب ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں جس کی نماز اس کو اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بری بات سے نہ روکے اس کی نماز اس کو خدا سے زیادہ دور کرے تب قتادہ حسن وہ نماز اس پر وبال ہے تب کسی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ فلاں شخص چوری کرتا ہے مگر نماز پڑھا کرتا ہے فرمایا اس کی نماز ایک دن اس کی چوری چھڑا دے گی آئے عزیز یہ بات تجویز سے ثابت ہے کہ بے نماز آدمی سخت بے حیا ہوتا ہے اور بہ نسبت نمازی کے گناہ زیادہ کرتا ہے اور نماز کو ترک کرنا اور اپنے مالک کا حکم ٹال دینا سب گناہوں سے بڑا گناہ اور سب بے حیائیوں سے سخت بے حیائی ہے پانچواں فائدہ اللہ تعالیٰ نمازی کی برائیوں کو چھپاتا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نماز پڑھو کہ وہ ہم کو خدا سے قریب کرتی ہے اور گناہوں سے روکتی ہے اور برائیوں کو چھپاتی ہے چھٹا فائدہ نمازی کے رزق میں برکت ہوتی ہے خصوصاً اس کے رزق میں جو اوروں کو نماز کی تاکید کرتا ہے رخ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل کو نماز کی تاکید کر تا رزق تجھے وہاں سے ملے جہاں سے ملنے کا گمان ہو ساقواں فائدہ فرشتے خدا کے حضور میں اس کی تعریف کرتے ہیں تب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رات اور دن کے فرشتے جو انسان کے نگہبان ہیں عصر اور فجر کے وقت جمع ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کو کس حال میں چھوڑا عرض کرتے ہیں جس وقت گئے نماز پڑھتے دیکھا اور جب نے نماز پڑھتے چھوڑا آٹھواں فائدہ رخ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ارباب طریقت فرماتے ہیں جب بندہ برعایت شرائط و ارکان و جمیعت ظاہر و باطن نماز پڑھتا ہے ایک نور اُس کے دل پر چمکتا ہے جس کے سبب سے عجائب ملک عزائب ملکوت اُس پر منکشف ہوتے ہیں ماہیت اُس کی اذہان سافلہ میں نہیں آتی شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کے حصر میں اُن کے مرید نے ایک نور دیکھا کہ آفتاب اُس کے مقابل سایہ کا حکم رکھتا تھا بے اختیار چلا اٹھا انی دایت ربی میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا شیخ نے فرمایا اے کارنا دیدہ تو کہاں اور وہ ذات پاک کہاں یہ نور تیرے وضو کا ہے جب نور وضو کا یہ حال ہے تو نور نماز کی حقیقت کس کی سمجھ میں آوے یہ قیاس کن ترکستان من بہار مرا۔ قیامت کو اثر اس نور کا پیشانی پر ظاہر ہوگا کہ نشان سجدہ کا آفتاب محشر کے ماتہ چمکے گا اور بالفرض اگر کوئی نمازی اپنی شامت اعمال سے دوزخ میں بھی جائیگا دوزخ کی آگ طراقت ضیاء و سجود گاہ کو نہ جلا سکے گی تیر ہواں فائدہ جو شخص نماز اچھی طرح ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو بہشت بریں میں انوار کرامت کے ساتھ نوازے گا قال اللہ عزوجل وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يَحْفَظُونَ أُولَٰئِكَ هُمْ الْأَوْدَحُونَ الَّذِينَ يَرْتُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ اور جو لوگ اپنی نمازوں پر محافظت کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کنز و دوزخ کو درخش میں لیں گے وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے چودہ ہواں فائدہ نماز پڑھنے والے سے پروردگار تقدس و تعالیٰ رہتی ہوتا ہے پندرہ ہواں فائدہ قیامت کے دن اُس کو خدا کا دیدار میسر ہوگا اور کیفیت اس فائدہ کی زبان قلم سے ادا نہیں ہو سکتی جب دیکھے گا جانے گا۔ آئے عزیز نماز کے فوائد شمار سے زائد ہیں اگر آدمی عمر بھر لکھے تمام دہ کر سکے لہذا اسی قدر پراقتصار کر کے چند امور کہ اُن کا بیان ضرور ہے لکھے جاتے ہیں اور ہر امر کو واسطے ایک فصل علیحدہ

مقرر کی جاتی ہے **فصل** امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعیان العلوم میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نماز ترازو کے مانند ہے جو پورا تو لے گا پورا پائے گا شیخ ابن مسعود اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نماز مکینال ہے جو پورا کرے گا پورا پائے گا اور کم کرے گا تو مطففین کا حال قرآن سے جان لے امام مالک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا تم شراب خوار اور زنا کار اور چور کو کیا سمجھتے ہو عرض کیا خدا اور اس کا رسول دانا تر ہے فرمایا یہ سب گناہ اور بے حیائی کی باتیں اور عذاب کے موجبات ہیں اور بڑی چوری یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز میں چوری کرے یعنی ارکان و شروط کی رعایت نہ کرے قرآن میں اکثر جگہ اقیمو الصلوٰۃ وارادہواصلوٰا نہ فرمایا مطلب اس عدول سے یہ ہے کہ شرائط اور ارکان کی رعایت مطلوب شرع ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ نماز کو اچھی طرح شرائط اور آداب کیساتھ ادا کرو منقول ہے کہ جب بندہ اچھے طور سے نماز ادا کرتا ہے نماز کہتی ہے حفظہ اللہ کما حفظتہی خدا تیری حفاظت کرے جیسی تو نے میری حفاظت کی اور جو اچھی طرح ادا نہیں کرتا نماز کہتی ہے ضیعتہ اللہ کما ضیعتہنی خدا تجھے ضائع کرے جیسا تو نے مجھے ضائع کیا پس انسان کو لازم ہے کہ نماز کو بر رعایت ارکان و شرائط و آداب حسب تحقیق فقہاء ادا کرے اور یہ امر بے اُن کے جاننے اور اُن کی ماہیت دریافت کرنے کے دشوار ہے اسی جگہ سے بعض فقہاء کہتے ہیں کہ فرائض کا جاننا فرض اور واجبات کا جاننا واجب اور سنن اور آداب کا مستحب ہے لہذا بیان اُن کا اس جگہ بقدر اقتضای مقام مناسب ہے بیان فرائض نماز اور وہ دو قسم پر منقسم ہیں شروط اور ارکان — القسم الاول فی شروط الصلوٰۃ شرط لغت میں علامۃ لازمہ کو اور شرع میں خارج موقوف علیہ کو کہتے ہیں پہلی شرط طہارت اور وہ فقہاء کے نزدیک تین چیزیں معتبرہ جسد جامہ جائے نماز اور طہارت جسد دو قسم ہے غسل اور وضو اور صوفیہ کے نزدیک صلاح باطن بھی شرط صحت نماز ہے اصل یہ ہے کہ طہارت دو قسم ہے طہارت ظاہر اور طہارت باطن، طہارت ظاہر صورت نماز کیلئے اور طہارت باطن حقیقت نماز کیواسطے شرط ہے بالجملہ طہارت ایک امر اہم ہے کہ افضل عبادات اور عمدہ مفروضات کی صورت بے اُسکی صورت کے اور حقیقت اُسکی بے اُسکی حقیقت کے صحیح نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکوں کو دوست رکھتا ہے باب تفہیل مبالغہ کیواسطے آتا ہے کہ زیادت لفظ دلیل زیادت معنی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ پاکی اور طہارت میں مبالغہ کرو اور اس کام کو باہتمام تمام بجالاتے شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الطهور شرط الایمان پاکی آداب ایمان ہے دوسری حدیث میں ہے شیخ بنی الاسلام علی المنظافۃ اسلام پاکی پر مبنی ہے اس واسطے کہ کوئی شے بے اپنے جزو کے پائی نہیں جاتی جسے پاکی حاصل نہیں اُسکا ایمان کہاں اور جو کہ ایمان کے مراتب تفاوت ہیں طہارت بھی ہر فرقے کی بقدر اُسکے ایمان کے تفاوت ہے کہ اُسکے ایمان کا جزو ہو سکے طہارت پیغمبروں اور صدیقیوں کی یہ ہے کہ سران کا غیر سے خالی ہو جائے اور ماسوی اللہ نظر سے ساقط قل اللہ شمر ذرہم فی خوضہم یلعنون اسی طرف اشارہ ہے یہ نصف ہے اُن کے ایمان کا اور نصف دیگر مشغولی بحق ہے اور لا الہ الا اللہ کے بھی معنی ہیں اور متقیوں کی طہارت یہ ہے کہ دل انکا کبر و حسد و عجب و ریاء سے پاک ہو جاوے تاکہ تواضع و قناعت و صبر و رضا و خوف ورجاء و شوق و محبت سے

آراستہ ہو سکے اور پارساؤں کی طہارت بدن کا حرام سے مانند غیبت و دروغ و حرام خواری و خیانت و زنا و شراب و خمر کی وغیرہ سے پاک ہونا تا مقام ادب اور فرمانبرداری کا حاصل ہو اور طہارت عوام پاک یا بدن حدیث و جنابت و نجاست کے رکوع سجدہ وغیرہ ارکان نماز ادا کریں گویا عوام کے حق میں نصف ایمان وضو اور غسل ہے کہ نصف دیگر یعنی ادائے نماز ہے اُس کے حاصل نہیں ہر چند کہ یہ طہارت سبب اقسام سے مرتبہ میں کم ہے اس لئے کہ کمال آسان ہے اور حفظ نفس کو بھی اُس میں دخل ہے کہ اُس سے راحت پہنچتی ہے مگر فضائل اُس کے بھی بکثرت ہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت بحضور دل پڑھے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاوے گویا آج ماں کے پیٹ سے نکلا ہے غرض جو شخص وضو میں خدا کو یاد کرے تمام بدن اُس کا پاک ہو جاوے اور جو نہ یاد کرے اُسی قدر پاک ہو جس پر پانی پہنچے غرض جو شخص وضو پر وضو کرے دس نیکیاں اُس کو ملیں غرض وضو کرنے والا روزہ دار کے مانند ہے غرض متوضی جس عضو کو پانی پہنچاتا ہے اُس عضو سے گناہ دور ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ مسجد کی طرف چلتے اور نماز کا ثواب علاوہ رہتا ہے غرض جس وقت آدمی وضو کر کے آسمان کی طرف مونہہ اٹھاتا ہے اور کہتا ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمد عبدا ورسولہ دروانے بہشت کے اُس کے لئے کھل جاتے ہیں جس دروانے سے چاہے جاوے غرض امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وضو کامل شیطان کو جمعہ سے دور کرتا ہے اور غرض مجاہد کہتے ہیں جس سے ہو سکے طہارت اور ذکر کے ساتھ سوئے کہ ارواح اُسی حال میں اُٹھیں گی جس میں قبض ہوتی ہیں تنبیہ فرائض و آداب وضو اور احکام طہارت جامہ و مکان نماز کتب فقہ میں تفصیل مذکور ہیں لہذا بمنظر اختصار ان کا بیان اس رسالہ میں تحریر نہ ہوا دو کسری شرط ستر عورت عورت اُس بدن کو کہتے ہیں جس کا چھپانا فرض ہے اور وہ مرد کے حق میں زیناف سے گفتوں کے نیچے تک ہے اور لونڈی کو اسکے ساتھ بیٹھ اور پیٹ اور دونوں کروٹوں کا چھپانا بھی فرض ہے اور محرمہ کے حق میں سوا مونہہ اور پتیلیوں کے تمام بدن عورت ہے مگر جان عورت کو غیر مجازم کیسا نئے مونہہ کھولنا نہ چاہئے کہ اندیشہ حدوث فتنہ کا ہے اور مرد کو بھی اُس کے اور امر دے مونہہ کی طرف بظرف شہوت دیکھنا جائز نہیں تیسری شرط نیت علماء اسے ارادہ مرحوم لا حول المتساویین کیساتھ تفسیر کرتے ہیں اور اشتراط اُس کا تمام عبادات مقصودہ کو عام ہے کوئی عبادت مقصودہ ہے اُس کے صحیح نہیں جو تھقی شرط استقبال قبلہ یا پنجویں شرط رعایت وقت اور بیان ان کا کتب فقہ میں مسطور ہے القسم الثانی فی ارکان الصلوٰۃ اور وہ سات ہیں اول تکبیر تحریمہ بعض اُسے شروط میں شمار کرتے ہیں بلوغ میں تصریح کی کہ شروط نماز اجتماع وقت تحریمہ کے ضرور نہیں اور برہان میں کہتا ہے ضرور ہے مگر نہ اس سبب سے کہ رکن ہے بلکہ اس نظر سے کہ قیام سے متصل ہے مگر صاحب تنویر الابصار نے اُسے باب صفة الصلوٰۃ میں اور ارکان کے ساتھ ذکر کیا اگر اُس کے نزدیک شرط سے ہوتی باب الشروط میں ذکر کرتا دویم قیام کہ نماز فرض اور مندور اور سنت فجر میں فرض ہے اگر مصلی اُس پر اور سجدہ پر قادر ہو اور جو شخص قیام پر قادر ہے مگر سجدہ پر قادر نہیں رکعتا اُس کے حق میں قعود قیام سے اولیٰ ہے سووم قرأت بشرط قدرت اور وہ رکن زائد ہے کہ بلا خلاف حالت اقتدار میں ساقط ہو جاتا ہے چہارم رکوع پنجم سجدہ اور یہ رکن اشرف ارکان ہے ب حدیث میں ہے بندہ حالت سجدہ میں

اپنے رب سے بہت نزدیک ہوتا ہے اور بے غ فرماتے ہیں جب بندہ سجدہ کرتا ہے ایک درجہ اُس کا بلند ہوتا ہے
اور ایک گناہ اُسکا بخشتا جاتا ہے ع کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ سلم دعا کیجئے کہ خدا مجھے بہشت میں آپکی رفاقت
نصیب کرے یا آپکی شفاعت سے بہرہ بخشے ارشاد ہوا اکثر ت سجود سے میری مدد کرو خدا تعالیٰ اصحابِ رسول کی تعریف کرتا ہے
سَيَمَاهُمُ فِي وَجُوهِِهِمْ مِنْ أَقْدَرِ الشُّعْبُودِ
ع علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم جمعین ہر روز ہزار بار سجدہ کرتے
کہ لقب انکا سجدا ہو گیا اور ادب نبرگوں نے بھی اس عبادت پر کمال اہتمام رکھا احبار العلوم میں مرفوعاً نقل کیا کہ جب
بندہ آیت سجدہ پڑھکر سجدہ کرتا ہے شیطان اُس سے جدا ہو جاتا ہے اور روک رہتا ہے لے سجدہ کا حکم ہوا تعمیل حکم سے
بہشت حاصل کی اور مجھے حکم ہوا نہ کیا یہاں تک کہ دوزخ مجھ پر واجب ہوگئی ششم قعدہ اخیرہ بقدر قرأت تشہد اور
وہ ایک منصب عظیم ہے کہ بندہ کی لیاقت سے برتر ہے مفتیم اپنے فعل کیساتھ نماز سے نکلتا یعنی بعد ختم نماز کے کوئی فعل اُس
کے منافی کرنا اور ظاہر ہے کہ یہ فعل رکن نہیں بلکہ شرط خروج ہے بلکہ بعضوں نے قعدہ کو بھی ارکان سے خارج اور شرط
خروج کہا بیان واجبات نماز اور وہ چودہ ہیں اول قرأت فاتحۃ الکتاب مجتبائی میں ہے اگر ایک آیت اُس کی
نہ پڑھی سجدہ سہو کا کرے دوم سورۃ یاجھونی تین آیاتیں یا ٹری ایک آیت کاملانا سووم پہلی دونوں رکعت میں ثلث
کو متعین کرنا چہارم افعال مکروہ میں ترتیب مرغی رکھنا اور غیر مکروہ میں ترتیب فرض ہے پنجم تعدیل ارکان اس زمانہ میں
اکثر لوگ اس وجہ سے غافل ہیں اور بل ما سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بری جو ری یہ ہے کہ آدمی اپنی نمازیں چرا دے
آداب و سریرہ کہتے ہیں جو شخص ساٹھ برس نماز پڑھے اور رکوع سجدہ اچھی طرح ادا کرے ایک نماز بھی اُس کی قبول ہو زیارت
وہ بیت یک شخص کو دیکھا کہ سجدہ اور رکوع اچھی طرح ادا نہیں کرتا پوچھا کب سے نماز پڑھتا ہے کہا چالیس برس سے فرمایا اس
وقت میں ایک نماز بھی تجھ سے ادا نہ ہوئی اگر اسی حال پر مر جائے گا حضرت کی سنت وطریق پر نہ مرے گا حضرت کیسا سننے
ایک شخص نے بی رعایت اس امر کے نماز پڑھی فرمایا پھر پڑھ تیری نمازا دا نہوتی گئی با ایسا ہی ہوا عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سے پڑھوں فرما تجب رکوع کرے تو خوب طہنان سے ٹھہرا اور جب سر اٹھا دے خوب سیدھا کھڑا
ہونے پھر سجدہ میں خوب طہنان کر پھر جب سجدہ سے سر اٹھا دے الطہنان کے ساتھ پیٹھ بل آپ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ اس شخص
کی نماز قبول نہیں کرتا جو رکوع سجدہ کے بیچ میں پیٹھ سیدھی کرے اچھی طرح نہیں کھڑا ہوتا امام ابو یوسف اور اثملہ رحمہم اللہ تعدیل
ارکان کو فرض کہتے ہیں اور علینی شرح کنز میں مذہب امام ابو یوسف کا اختیار کرتے ہیں اس قول کے مطابق تو بے تعدیل
ارکان نماز صحیح ہی نہیں ہوتی پہلے قول کے بموجب اگرچہ ہو جاتی ہے مگر عادہ اُس کا واجب پس مسلمان بھائیوں کو لازم ہے
کہ رکوع سجدہ میں اور اسی طرح قوسے اور جلسے میں اچھی طرح ٹھہریں اور ان کو طہنان کیساتھ ادا کیا کریں ششم قعدہ ادنیٰ
مطلقاً یعنی فرض اور نفل میں وهو الاصح۔
نہ علیکم ہم قرأت فنوت وتر اور مرد فنوت سے مطلق دعا ہے اور در مختار میں تبکیر فنوت کو بھی واجبات سے شمار کیا۔ دہم
جب اُس میں کہہ کر کیا جاتا ہے یا زہم اسرار جس میں کہ اسرار وار ہے دو وا زہم تبکیرات عیدین اور اسی طرح تبکیر
افتتاح نماز عید آور تبکیر رکوع رکعت دوم بھی واجب اور ادائے ہر فرض و واجب اُس کے محل میں آور تقدیم سورہ فاتحہ

اور ترک تکرار فاتحہ قبل از سورۃ اور ترک تکرار رکوع اور ترک تشلیث سجود اور ترک قعود قبل رکعت دوم و چہارم اور ترک زیادۃ متخللین الفرضین اور انصات مقتدی اور متابعت امام بھی واجبات سے شمار کئے گئے۔ بیان سنن نماز اور وہ جھیل میں بیکسر تحریر کیلئے دونوں بات اٹھانا انگلیوں کے قبض و بسط میں تکلف نہ کرنا یعنی اُن کے حال پر چھوڑنا بیکسر کے وقت سر کو پست نہ کرنا اور امام کو تکبیر اور تسبیح اور سلام میں جبر کرنا اور ثنا اور تہود اور تسمیہ اور تائین اور ان سب کا اسرار اور دہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کے ناف کے نیچے باندھنا اور تکبیرات مقامات اور قومہ اور جلسہ اور تسبیح رکوع سجدوں میں تین بار کہنا اور زانو ہاتھ سے حالت رکوع میں پکڑنا اور تفریح اصابع اور رکوع سجدوں سے سر اٹھانا اور دونوں ہاتھ اور زانو سجدوں میں زمین پر رکھنا اور تشہد میں بایاں پاؤں بچھنا اور جلسہ میں دونوں ہاتھ زانو پر رکھنا اور درود اور دعا اور تسبیح امام کو اور تحمید غیر امام کو اور دہنہ بائیں سلام کے وقت مونہہ کا پھیرنا اور رفع سیاہ وقت تشہد کے بیان آداب نماز اور وہ آٹھ ہیں اول قیام میں سجدے کی جگہ پر اور رکوع میں پشت قدمین پر اور سجدے میں ناک کی طرف اور قعدہ میں گود کی طرف نگاہ رکھے اور سلام کے وقت مونڈھوں کی جانب نظر کرے دوم جہاں کی وقت ہونٹوں کو بند کرے اور اگر نہ رک سکے دہنہ ہاتھ کی پیٹھ منہ پر رکھے سوم تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ آستین سے باہر نکال لے چہارم حتی الوسع کھانسی کو روکے پنجم امام اور مقتدی وقت کہنے حی علی الفلاح کے نماز کی واسطے کھڑے ہو جاویں ششم قد قامت الصلوۃ کہتے وقت یا بعد ختم اقامت کے امام نماز شروع کرے کذا فی کتب الفقہ ہفتم قرأت ترتیل اور تجوید کے ساتھ ادا کرے اور تکلف بیجا ممنوع ہے ہشتم ناز کے لئے بہتر حالت اختیار کرے ان

اللہ جمیل بحسب الجمال ہر چند کہ آیہ کریمہ خذوا زینتکم عند کل مسجد سے ستر عورت مقصود ہے مگر لفظ زینت اس مضمون پر دلالت کرتا ہے کہ اچھے کپڑے پہنو بعض نادان ننگے بدن نماز پڑھتے ہیں اور بعض بازار کو اچھے کپڑے پہنکر جاتے ہیں مگر نماز ہر طرح کے کپڑے سے پڑھ لیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ وہ کس بادشاہ کا دربار ہے بادشاہان دنیا کے دیار میں نفیس لباس پہنکر جاتا اور خدا کے حضور میں میلے اور خراب کپڑے پہنکر یا ننگے بدن حاضر ہونا ادب کے خلاف ہے فہم اعمال باطن کی رعایت کرے فصل جو شخص برعایت ارکان و شرائط واجبات و آداب اُس ترتیب صفت کیساتھ کہ مشہور ہے صرف بامید ثواب اور خوف عقاب اور تمیل حکم الہی بدون عجب و ریا کے نماز ادا کرے نماز اُس کی ظاہر شریعت میں بلا ریب صحیح ہے مگر اسے صورت نماز کہتے ہیں روح اور حقیقت نماز کی یہ ہے کہ حقیقت ارکان و شرائط اور واجبات اور آداب کی بجا لائے اور وقت ادا کے اُنکے اسرار پر نظر رکھے مثلاً طہارت کی روح اور حقیقت یہ ہے کہ جس طرح بندہ آپکو نجاست حقیقی اور کبھی سے پاک کرتا ہے اسلئے کہ بادشاہان مجازی کے دیار میں بے غسل و استعمال عطریات و تظلیف لباس کے نہیں جاتا بادشاہ حقیقی کے حضور میں بے تطہیر بدن و لباس کس طرح حاضر ہو سکتا ہے لائق ہے کہ علائق دنیوی اور خباثت مادی سے بدن کو پاک کرے اسلئے کہ منظر اس بادشاہ عالم الغیوب کا باطن ہے نہ ظاہر ان اللہ لا ینظر الی صو رکھ بل ینظر الی قلوبکم عجب سفاہت اور کمال حماقت ہے کہ منظر خلق کو درست کرے اور منظر خالق کو خراب چھوڑے مانند اُس غلام کے جسے بادشاہ عالیجاہ حکم دے کہ آج ہمارے حضور میں حاضر ہو کر نظر گزارانے وہ احمق ناہنجار ایک شے خسیس و حقیر کہ ہرگز ہرگز درگاہ سلطانی کے قابل نہیں خواندہ میں رکھ کر اور ایک خوان پوش زربفت مرصع

اُس پر ڈال کر حضور میں لیجاوے جب سلطان ذی شان کہ اُس کی نظر نفس شے منذور رہے اُسے دیکھے کمال عتاب سے حکم دے کہ یہ بے ادب نالائق حضوری کے قابل نہیں اسے دربار سے نکال دو اور اسکی نذر اس کے سر مارو یا مثال اُس کی مانند اُس احمق کے ہے کہ جو صحن سرانے سلطانی کو پاک اور تخت گاہ کو نجاست سے آلودہ کرتا ہے پس مصلیٰ کو لازم ہے کہ جس طرح بدن کو نجاست ظاہری سے پاک کرے دل کو کہ منظر جناب بے نیاز کا ہے بوث عصیان اور اخلاقِ رذیلہ سے ساتھ توبہ و انابت اور شکر و حیل کے خالی کرے اور جو نہ ہو سکے تو اپنے گناہوں کی نجاست پر شرمندہ اور خستہ ہو جس طرح غلام بھاگا ہوا اپنے مولیٰ کے حضور میں شرمندگی کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور اپنی فیضیت و رسوائی پر نظر کر کے سر نہیں اٹھاتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ مَت قَرِيبٌ جَاؤْا نَازَكَةً جَسَدًا لَّكُمْ تَمَنَّىٰ تَشَارِعُ فَرَاتِیْہِیْ شکر سے محبت دنیا اور اُس میں استغراق مراد ہے یعنی جس کا دل دنیا کی محبت اور اُس کی لذت میں مستغرق ہے قابل حضوری کے نہیں حتیٰ تعلموا ما تقولون یعنی جب تک حال مطابق قول کے اور باطن ظاہر سے متاثر نہ ہو عالم الغیب والشہادہ کے حضور میں جانا اور اُس کے سامنے اپنی بندگی اور فرمانبرداری کا دعویٰ کرنا بے معنی اور بڑی نادانی ہے احیاء العلوم میں وہیب سے نقل کرتے ہیں کہ نشہ باز کو نماز سے اسلئے منع کیا کہ جو کچھ کہتا ہے اُس سے آگاہ نہیں ہوتا اور بہت نمازی ایسے ہیں کہ نشہ نہیں پیتے مگر جو کہتے ہیں نہیں جانتے امام غزالی فرماتے ہیں کہ نمازیں بعض ارکان یعنی رکوع اور سجودوں سے صرف تعظیم الہی مقصود ہے اور جب دل نمازی کا عظمت مولیٰ سے غافل ہے تعظیم

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے کہ مسجدوں میں بیٹھیں گے مگر ذکر اُن کا دنیا اور محبت اُن کی دنیا کے لئے مخصوص ہوگی تم اُنکے پاس نہ بیٹھو کہ خدا اُن سے کچھ کام نہیں رکھتا شیخ اور فرماتے ہیں دورِ کعبت فکر کے ساتھ تمام رات کی عبادت سے کہ بغفلت دل کری جاوے بہتر ہے شیخ اور فرماتے ہیں بہت لوگوں کو نماز میں ششگوندہ اور دہ گوندہ سے زیادہ ثواب نہیں ملتا کہ ثواب بقدر حضورِ دل کے ہے جس قدر دل حاضر ہوتا ہے اُسی قدر ثواب حاصل ہوتا ہے شیخ اور فرماتے ہیں جو شخص بحضورِ دل نماز نہیں پڑھتا خدا تعالیٰ اُسکی طرف نہیں دیکھتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہت لوگ ایسے ہیں کہ انہیں تکلیف ورنج کے سوا نماز سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اس لئے کہ بدن سے نماز پڑھتے ہیں اور دل اُنکے غافل ہیں شیخ اور عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آدمی کے دونوں کال اسلام میں پیدا ہو جاتے ہیں اور ایک نماز بھی اُسکی کامل نہیں ہوتی کہ اُس کے خشوع اور تواضع اور اقبال علی اللہ کو پورا نہیں کرتا ابو طالب مکی سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ نماز بے خشوع کے عدم انتفاع پر اجماع ہو گیا کہ جس کا دل خاشع نہیں اُس کی نماز باطل ہے اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص قصد اپنے دہنے بائیں کو دیکھے نماز اُس کی باطل ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جس کا دل حاضر نہیں نماز اُسکی عذاب کے لائق ہے نہ موجب ثواب اور عین العلوم میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اُس شخص کی نماز کو جس کا دل بدن کے ساتھ حاضر نہیں نہیں دیکھتا بیشک بندہ نماز پڑھتا ہے اور اُس میں سے نامہ اعمال میں اسی قدر لکھا جاتا ہے جس قدر سمجھتا ہے اور احیاء العلوم میں مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ نماز اور حج اور طواف اور زنا سک

واسطے اقامت ذکر خدا کے فرض ہوئے پس جبکہ تیرے دل میں عظمت و ہیبت مذکور کی کہ مقصود و مطلوب ہے نہیں تیرے ذکر کی کیا قیمت ہوگی آئے عزیز مقصود اصلی حضور قلب ہے قال اللہ تعالیٰ اقم الصلوٰۃ لذكركم اور ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ بعض علماء کرمہ قَوْلُكَ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ کی تفسیر میں کہتے ہیں ساهون وہ لوگ ہیں جو نماز میں نیت حاضر نہیں کرتے پس بندہ کو لائق ہے کہ نیت کو درست کرے اور دل کو حاضر اور لباس خشوع بدن میں پہنے اور تاج خضوع سر پر رکھے اور کمال ذوق و شوق سے دربار کی طرف متوجہ ہو مگر سایہ آفتاب کے حضور نہیں جاسکتا اور خالک قنادہ اپنے حیز اصلی سے عروج نہیں کر سکتی اُس جناب تک کس طرح پہنچے ناچار کعبہ کی طرف کہ ناف زمین ہے اور زمین بمقدار اس کا ہے توجہ کرتا ہے ہاں دل عالم امر سے ہے وہ اُس عالم کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے پس قبلہ جسم خاکی کا کعبہ اور قبلہ روح علوی کا صاحب کعبہ ہے بندہ کو لازم ہے کہ جس طرح ہر طرف سے مونہہ موز کر قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اُسی طرح اغیار سے انقطاع کلی کر کے دل اپنا قبلہ حقیقی کی طرف متوجہ کرے کہ جس طرح مونہہ قبلہ سے پھیرنا اور چپ و راست دیکھنا صورت نماز کو فاسد کرتا ہے اُسی طرح دل کو اُس طرف سے پھیرنا اور غیر کی طرف دیکھنا حقیقت نماز کو باطل کر دیتا ہے لیس البیان قولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولكن البیون امن باللہ جو شخص بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو اور بادشاہ کمال عنایت سے اُسے اپنی ہم کلامی سے مشرف فرماوے اور وہ عین اُس حالت میں کہ بادشاہ سے باتیں کرتا ہے اور حضرت بادشاہ اُس کی طرف متوجہ ہیں ایک کناس کی طرف دیکھنے لگے یا اُس سے کوئی چیز مانگے وہ مرد و بارگاہ ہے قابل اس کے کہ بادشاہ کمال سرزنش کے ساتھ اُسے دربار سے نکلوا دے یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تک بندہ نماز میں رہتا ہے خدا نے تعالیٰ اُس کی طرف متوجہ رہتا ہے اور جب دوسرے کی طرف التفات کرتا ہے پروردگار بھی اُس سے اعراض فرماتا ہے علماء کہتے ہیں عجب ہے اُس کے حال پر کہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہو اور اُس سے باتیں کرتا ہو اور پھر غیر کی طرف التفات کرے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو علم المصلی مع من دینا جی ما التففت الی غیرہ جو شخص جانتا ہے کہ یہ وقت مناجات اور ملاقات کا ہے وہ غیر کی طرف کب التفات کرے گا اُسے عزیز مجنوں کو وصل لیلیٰ کا وعدہ دیتے سلطنت سلیمان علیہ السلام اور ملک اسکندر اس بشارت کے صلہ میں دیتا اور دنیا اور مافیہا اگر اُس کے قبضہ میں ہوتے نثار کرتا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے باتیں کرتے ہوتے جب نماز کا وقت آتا یہ حل ہو جاتا گو یا وہ ہم کو نہیں پہچانتے اور ہم انہیں نہیں جانتے غ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا صلیت صلاۃ فصل صلوٰۃ المودع یعنی اپنے نفس کو اور خلق کو وداع کر یا دنیا و مافیہا اگر تیرے قبضہ میں ہو خدا کو سو نہ کہ جو شخص کسی امین کو امانت سونپتا ہے وہ اُس کی فکر سے غافل ہو جاتا ہے یعنی جو وقت نماز پڑھ کسی کا خیال اور کسی بات کی فکر دل میں نہ لا اور سب کو حوالہ بخدا کر اسی کا ہو رہ کسی سے کام نہ رکھ تبقتل الیہ تبتمیلا جس کو محبوب بات آیا اور اُس نے اپنے حضور بلایا اور اپنے قرب و مناجات سے مشرف فرمایا سلطنت ہفت کشور اور دولت ربیع سکون اُس کے نزدیک پریشہ سے کم ہے عزیر یہ مقام غلبہ ذوق و شوق کا ہے پیشوا اس کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ نماز میں سینہ مبارک سے چکی یا جوش دیک کی

آواز سنی جاتی اور براہیم علیہ السلام جب نماز پڑھتے جوش دل کی آواز دو میل تک جاتی ان تعبد اللہ کا نیت تولا
 بیان ایسے مقام کا ہے دوسرا مقام کہ فان لم تکن تولا فانه يراك اُس کی طرف اشارہ کرتا ہے مقام خوف و
 ملاحظہ عظمت ہے کہ حاکم مطلق اور بادشاہ حقیقی کے حضور میں جانا اور سامنے کھڑا ہونا سہل کام نہیں جو شخص ایسے
 قہار جبار کے حضور میں جاوے اور خوف و دہشت اُس پر طاری نہ ہو بڑا بے ادب اور عظمت شہنشاہی کا منکر ہے۔
 غ شیریشہ شجاعت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا یہ حال تھا کہ جب نماز کا ارادہ کرتے تمام بدن میں لرزہ پڑتا اور فرماتے
 کہ وقت اُس امانت کی ادا کا آیا کہ ہفت آسمان وزمین سے جس کا بوجھ نہ اٹھ سکا اور میں نے اُس کو اٹھا لیا۔ اُسے عزیز
 مدار کا رخشوع و خضوع اور عجز و انکسار پر ہے اور امام زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہما جس وقت وضو کرتے
 رنگ آپ کا زرد ہو جاتا گھر کے لوگ عرض کرتے کہ آپ کا یہ کیا حال ہو جاتا ہے فرماتے کیا تم نہیں جانتے کہ کس کے
 سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ ہے غ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت کے دو شخص قیامت کے
 دن کھڑے ہو دیں گے رکوع اور سجود دونوں کا ایک سا ہو گا مگر اُن کی نماز میں آسمان وزمین کا فرق ہو گا اگلی کتابوں
 میں وارد ہوا کہ میں ہر شخص کی نماز قبول نہیں کرتا اُسکی قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے جھک جاوے اور مجھ پر تکبر
 نہ کرے اور بھوکے فقیر کو کھانا کھلاوے ما عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نماز تمہارے دین کا مونہہ ہے اپنے دین کے مونہہ کو
 خضوع کے ساتھ آراستہ کرو خضوع علامت ایمان اور طریق طالبان ہے قال اللہ عز وجل انھا لکبیرۃ الاعلیٰ النّاشعین
 الذین یظنون انھم ملائکوا ربھم و انھم راجعون ہ فاتقوا اللہ واعلموا انکم ملائکوا اُسے عزیز اگر
 یہ مقام اگرچہ پہلے مقام کے برابر نہیں لیکن قسمت اگر اُس مقام تک رہی نہ کرے اسی کو غنیمت سمجھ اے عزیز اگر
 تو اُسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے اور جو وہ تیرے سامنے نہیں تو اُس کے سامنے ہے بلکہ درحقیقت وہ تیرے
 سامنے ہے مگر تجھے دیدہ بینا عنایت نہ ہوا کہ اُس کو دیکھے اس قدر تو تصور کر کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ یہ تصویر بھی توجہ
 خاطر کی اور طرف سے روکے گا اور حقیقت استقبال کی تجھے حاصل ہوگی کہ جب آدمی جانتا ہے کہ میرا مالک میری طرف دیکھ رہا
 ہے اُس وقت چپ دراست نظر نہیں رکھتا اور دوسرے کی طرف نظر نہیں کرتا خوف مالک کا اثر خود اُس کو بے حس و
 حرکت کر دیتا ہے غ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں دائرہ ہی پر بے فائدہ بات
 پھیرتا ہے فرمایا اگر اس کا دل خاشع ہوتا جوارج بھی خضوع اور اثر اُس کا قبول کرتے غ خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے
 کسی نے کہا کہ تم کبھی نماز میں کبھی نہیں اڑاتے کہا جو ان کوڑے کھاتے ہیں اور آہ نہیں کرتے تا لوگ انھیں صابر جانیں
 میں اپنے رب کے حضور میں کھڑا ہو کر کیا کبھی کے کاٹنے پر بھی صبر نہ کروں مکتوبات شرفیہ میں لکھتے ہیں کہ مولیٰ علی کرم اللہ
 وجہہ کی ران سے نماز میں تیر نکالا اور آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی غ مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب ارادہ نماز کا کرتے یا روں سے
 کہتے کہ اب کوئی مجھ سے بات نہ کہے کہ میں نہ سنتوں گا ایک دن جامع بصرہ میں نماز پڑھتے تھے کہ مسجد کی دیوار گر پڑی
 دُور دور کے لوگ اکٹھا ہوئے مگر اُن کو اصلاً خبر نہ ہوئی اور سعید رحمۃ اللہ علیہ جب تک نماز پڑھتے آتسو اُن کے داڑھی سے
 ٹپکتے رہتے اور احیاء العلوم میں مذکور ہے کہ بعض سلف سالہا جماعت کی نماز پڑھتے اور دہنے بائیں کے نمازیوں کو اصلاً

نہ پہناتے اور بعضوں کے رنگ نماز کے وقت زرد ہو جاتے اور بدن لرزنے لگتے اور یہ مستبعد نہیں کہ اکثر لوگوں کا حال بلوک اور امراض کے دربار میں اس سے زیادہ ہو جاتا ہے کہ اگر اُن سے بادشاہ کے لباس یا اُس کے ارکان دولت کا حال پوچھیں نہیں بتا سکتے کہ وہ ہم تنہا ہیبت و اجلال شاہی میں مستغرق ہو گئے اور اُسی کتاب میں منقول ہے کہ عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے اُن کی بیٹی دف بجاتی اور عورتیں گھر میں گاتیں مگر انہیں اصلاً خبر نہ ہوتی کسی نے اُن سے پوچھا تمہارے دل میں نماز کے وقت کچھ خیال آتا ہے فرمایا ہاں خدا کے حضور میں کھڑے ہونے کا آخر اور انہیں عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے لو کشف غطاء ما اردت یقیناً اور بعض کا ملین سے منقول ہے کہ نماز آخرت سے ہے پس جب میں نماز میں داخل ہوا دنیا سے خارج ہو گیا کسی نے ایک کامل سے پوچھا کہ نماز میں تمہیں کوئی چیز یاد آتی ہے یا نہیں فرمایا نماز سے کون سی چیز زیادہ پیاری ہے جو یاد آوے آے عزیز ہم خاک مصیبت اپنے سر پر ڈالیں اور لباس تعزیت بدن میں پہنیں کہ دونوں مقام سے محروم اور سرکار نماز سے محروم ہیں نہ ہم کو شوق و ذوق حاصل اور نہ خشوع و خضوع میسر دور رکعت نماز ہزاروں پوجہ سے زیادہ تو ہم پر گراں ہے انہا لکبیوتہ ہمارے حال کا بیان ہے اور جو کبھی دل پر پتھر رکھ کر پڑھ لیتے ہیں تو دل حاضر نہیں ہوتا تمام جہان کا حساب اور ساری دنیا کے قصے جھگڑے نماز میں فیصل کرتے ہیں اُسی وقت گھر باہر مقدسے معاملے جو دیکھے یا د آتے ہیں اور تجارت کا نفع نقصان سوچتا ہے جو دوسرے اور خیالات کہ اُس وقت پیدا ہوتے ہیں کبھی وہم میں بھی نہیں آتے نماز اُن کی ہے کہ تن اُن کا مسجد میں اور دل اُن کا حضرت قدس میں حاضر ہے اور ماسویٰ نظر سے ساقط قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم ولعبون اُن کو نقد ہے جس وقت آواز قاصدان یار کی اُن کے کان میں پہنچتی ہے حتیٰ علی الصلوٰۃ حتیٰ علی الفلاح اپنے محبوب کے پاس حاضر ہو کہ درد فرقت اور غم ہجران سے نجات پاؤں دیوانہ وار بے قرار ہو کر دنیا و مافیہا سے ہات دھو کر اُس کے گھر کی طرف دوڑتے ہیں جب اُس کے حضور میں پہنچتے ہیں جان و تن کو وداغ اور رخصت کرتے ہیں اور جہان سے دست بردار ہو کر اُس کے جلال و عظمت میں مستغرق ہو جاتے ہیں اُس وقت اگر اُن کا سر کاٹ لیں یا بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کریں مطلق خبر نہ ہو اور ایک بال بھی اُن کے بدن کا نہ ہے اس لئے کہ وہ اپنے رب کی محبت میں مستغرق ہو گئے اور اپنی ہستی سے بے خبر ہوئے انصاف کر کہ تیرا حال اُنکے حال سے کچھ بھی مناسب نہ رکھتا ہے بایں ہمہ اتباع بزرگان کا دعویٰ کرتا ہے ملو اور دن رات رو باید کہاں تو اور کہاں اُنکا اتباع برعکس نہند نام زندگی کا فور اتباع اُن کا یہ ہے کہ جس وقت قصد نماز کا کرے دل تیرا ملاحظہ عفت یا شوق مناجات حضرت عزت میں مستغرق اور التفات ماسویٰ سے فارغ ہو جاوے جب اس طرح کی نیت اور توجہ سے حاصل ہو تو اُس وقت تو اُس کے حضور میں جانے کے قابل ہو اور انی و جمعت و جمعی للذی فطر السموات والارض خنیفاً وما افامن المشرقین کہنے میں سچا بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انی و جمعت و جمعی بغیر انی بریٰ ماتشکوٰون صحیح نہیں اور اللہ اکبر کا مضمون بے اس کے کہ غیر کو اور اپنے نفس کو ذلیل جانے حاصل نہیں ہوتا طہارت ظاہر کس کام آوے جبکہ باطن تعلق غیر سے ملوث ہے اور استقبال بقبلہ کیا مفید ہے جب تک دل صاحب قبلہ کی طرف متوجہ

نہیں تو نہ سے کہتا ہے کہ سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں اور دل میں اوروں کی بڑائی اور خوشامد ہے قول یہ ہے کہ ہم تیرے
 سوا کسی کو نہیں پوجتے اور کسی سے مدد نہیں چاہتے اور دن بھر امیروں اور بادشاہوں کے دربار میں بہ تلاش رزق اور
 طبیبوں کے گھر یا مید شفا پھرتا ہے حقیقت نماز سے تجھے کیا علاقہ ہے جب تک تیرا دامن غم آرز سے ہے نماز تیری
 باعتبار حقیقت کے صحیح نہیں آئے عزیز دنیا و مافیہا سے دست بردار ہو اور غیر محبوب سے علاقہ ترک کر کے اُسکے حضور
 میں عرض کرانی وجہت و جمعی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین مشائخ کرام اس
 کلام کو اس طرح تفسیر کرتے ہیں انی وجہت و جمعی للذی فطر السموات والارض حادثات اور ممکنات اور
 مخلوقات سے کہ خود محتاج اور بے حقیقت ہیں دست بردار ہو کر اُس مالک الملک خالق کائنات اور فاعل الارض
 والسموات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ جو سب کا مالک اور سب اُس کی جناب کے محتاج ہیں حنیفا سب سے دست بردار
 اور تمام باطل دینیوں اور جھوٹے مذہبوں سے بیزار ہو کر ایک کی طرف جھکتا ہوں و ما انا من المشرکین اور میں مشرکوں
 سے نہیں ہوں اس لئے کہ میں شرک خفی اور جلی سے احتراز کر کے خدا کی وحدانیت پر اقرار کرتا ہوں جسوقت آدمی کو حقیقت
 اس کلام کی حاصل ہوتی ہے بالضرور عظمت و کبریا کی جناب باری کی اُس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور بے اختیار دنیا و
 مافیہا سے غافل اور دست بردار ہو کر کہتا ہے اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے اور حقیقت اس بات کی یہ ہے کہ آپ کو مثل
 بندہ ناچیز ذلیل و خوار عاجز و گنہگار کے بے حقیقت سمجھے اور بکمال خشوع و نیاز دست بستہ بادب اُس کے
 حضور کھڑا ہو اور اس مقام میں تین ادب کی رعایت ضرور ہے اول بندہ گنہگار کی طرح بکمال معجز و انکسار و خشوع
 و خضوع سرانگندہ و شرمندہ کھڑا ہو گیا قیامت قائم ہے اور وہ پروردگار کے حضور میں حاضر ہے پروردگار اُس کے
 ظاہر و باطن پر نظر رکھتا ہے کہ باطن میں کیا خیال ہے اور ظاہر کا کیا حال ہے دوم نگاہ ظاہر موضع قیام پر قائم کرے اور
 نظر باطن جناب احدیت کی طرف نہ کسی طرف رخ ظاہر کا پھیرے اور نہ دل کو غیر کی طرف متوجہ کرے گویا اسے بادشاہ
 چہار کے حضور میں کھڑا کیا ہے اور حکم نافذ دیا ہے کہ اگر سر ہلائے گا گردن مارا جائے گا یا بادشاہ اُس کے حال پر نظر
 شفقت رکھتا ہے اور جس کو عظمت حق پر نظر ہے وہ کس طرح اور کو دیکھ سکتا ہے اور حرکت و جنبش کر سکتا ہے غ
 صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں مانند میح کے معلوم ہوتے اور بعض صحابہ رکوع میں اس طرح سکون کرتے کہ چڑیاں ان کو
 جماد سمجھ کر ان پر گرنے لگتیں آئے عزیز اگر ایک بندہ ناچیز کو جس پر تجھے اپنی خوبی ظاہر کرنا منظور ہوتی ہے دیکھ لیتا ہے تو
 کس طرح سنوار کر بات کرتا ہے اور ہر کام بہت سلیقہ اور وقار کے ساتھ کرتا ہے کیا خدا سے تجھے اس قدر شرم بھی نہیں آتی جو
 اُسکے دربار میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے اور سکون و وقار تیرے اعضا اور جوارح میں اور خشیت و خوف تیرے دل میں اتنا
 بھی نہیں پایا جاتا افتخشی الناس واللہ احق ان تمشاه و تبغی مرضاة الخلق ولا تبغی رضاہ کا
 رسوم اس کھڑے ہونے کو کمال احسان اُس مالک دو جہان کا سمجھے کہ تجھ سے ناچیز کو حکم کھڑے ہونے کا دیا اور اپنے
 دربار میں بلایا جان و دل اس بات پر قربان کرے تو بجا ہے اور سلطنت ہفت کشور اس دولت کے مقابلہ میں خاک
 سمجھے اور اُس پر لات مائے توروا ہے نہ یہ کہ اپنی خوبی سمجھے اور اُس پر ناز کرے تعالی اللہ عن ذلک علو اکبر

منت منہ کہ خدمت سلطان ہی کتم + منت شناس ازو کہ بخدمت گزاشتت۔ امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقام پر ایک لطیفہ بلند لکھتے ہیں کہ معنی اللہ اکبر کے یہ ہیں کہ خدا ستعالیٰ بہت بڑا ہے اگر ان معنی کو نہیں جانتا جاہل ہے اور جو جانتا ہے اور اسکا دل خدا کے حضور میں دوسرے کی یا اپنی بڑائی اور جبرگی کی طرف مائل ہے وہ چیز اُسکے نزدیک خدا سے بزرگ تر ہے درحقیقت معبود اُس نامراد کا وہی ہے جسکی طرف متوجہ ہے اذ آیت من اتخذ اللہ حواجا حیارا العلم میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کیا وہ شخص جو نماز میں اپنا منہ ادھر ادھر پھرتا ہے کیا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ خدا اُس کا منہ گردھے کا سا کر دے آئے عزیز جب روسے ظاہر کا پھیرنا اس درجہ مذموم ہے کہ گردانی باطنی کس مرتبہ میسب ہوگی بندہ وہ ہے کہ مراد اور نصب العین اور مقصود اُس کا سوا ذات مطلق کے دوسرا نہ ہو اور اُسکی عظمت کے سامنے آپ کو اور تمام خلق کو باطل سمجھے اور سب بھلائیوں اُسکی طرف سے جانے اور اُسی سے اُمید نفع کی رکھے اور اس مضمون کو جو اُس کے ذہن میں ہے زبان سے بھی بیان کرے اور زبان شکر اور ثنا کے ساتھ کھولے سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک معانی ان کلمات کے یہ ہیں سبحانک اللہم پاکی کے ساتھ یاد کرتا ہوں میں تجھ کو اے اللہ یعنی تمام صفات نقص کی تجھ سے نفی کرتا ہوں اور تجھے سب بڑائیوں سے پاک جانتا ہوں وبحمدک اور تیری تعریف کے ساتھ تجھے یاد کرتا ہوں یعنی تیرے لئے صفات کمال ثابت جانتا ہوں۔ وتبارک اسمک بہت خوبوں کا ہے نام تیرا کہ کوئی نام اُس کی خوبی کو نہیں پہنچتا وتعالیٰ جدک اور بلند ہے عظمت تیری ولا الہ غیرک اور سوا تیرے کوئی معبود موجود نہیں تو ہی سچا معبود ہے اور الوہیت اور جو صفت کہ الوہیت سے مخصوص ہے تیرے ہی لئے ثابت ہے قانت الالہ المعبود بحق والاحد الصمد الموجود اذ لا دابہ۔ جب بندہ اپنے مالک کی تشریف سے کہ مرجع اُس کا توحید ہے اور صفات کمال کے اثبات اور اقرار اور اُس کی علو سلطنت اور کمال عظمت کے بیان سے فارغ ہوا اور اُس کی الوہیت اور احدیت اور وحدیت پر جان و دل سے اعتراف کر چکا ایمان حقیقی اُس کو حاصل ہوا باوجود حصول اس مقام کے ابھی دغدغہ ایک دشمن سخت کا باقی ہے کہ ہر وقت متاع ایمان کی گھات میں لگا رہتا ہے اور طرح طرح کے فریب ظاہر و باطن میں دے کر آدمی کو راہ سے پھرتا ہے اکثر ہوتا ہے کہ جن میں ہوتی اور وہ مکر خفی سے اپنا کام کر لیتا ہے پس اس وقت آدمی کو گویا یہ خیال آتا ہے کہ اگرچہ میں اس دولت سے مشرف ہوا مگر دشمن کہیں راہ میری نہ مارے اور اس دولت کو لوٹ نہ لے اور یہ قرب مہمل بر بعد نہ ہو جاوے ناچار اُسکی مدافعت میں کوشش کرنا چاہتا ہے جب اپنے ضعف اور اُسکی قوت پر نظر کرتا ہے گہرا خدا کی طرف رجوع لاتا ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی خدا یا مجھے اس دشمن جانی سے تو ہی بچا دے تو بچوں تجھ سے امیدوار نجات کا ہوں ایسا ہو کہ یہ گمراہ مجھے تیرے حضور سے دور کرے غرض کہ کفایت اُس کے شر کی حوالہ محبوب کر کے پھرتا اُس اور حمدا و ثنا اپنے مولیٰ کی شروع اور جس کام میں پہلے مشغول تھا اُس کی طرف رجوع کرتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم تخصیص اسمائے ثلاثہ کی اس جگہ بایں نظر واقع ہے کہ آدمی تین سبب سے کئی تعریف و توصیف کرتا ہے اور اُسکی طرف جھکتا ہے یا وہ شخص حسن ذاتی رکھتا ہے یا اُس کا احسان اس کے ذمہ پر ہوتا ہے یا آئندہ احسان کی توقع اُس سے

ہوتی ہے سو یہ تینوں اسم احوال شمشہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اللہ علم ہے ذات واجب الوجود جامع جمیع صفات کمال کا
 اور رحمن وہ ہے کہ دنیا میں پرورش اور ہربانی فرما دے اور رحیم اسے کہتے ہیں جو آخرت میں رحم کرے گویا بندہ عرض
 کرتا ہے کہ حسن ذاتی بھی تجھی کو ثابت ہے اور دنیا میں بھی سب نعمتیں تیری عنایت سے حاصل ہوتی ہیں اور آخرت میں
 بھی عطا کرنا بہشت اور خور و قصور و اشجار و اہار و اراک و استبرق و سندس و حریر اور کنگن اور میوے اور شراب
 طہور و جام کو ثور و غیر نعمتوں کا اور بچانا دوزخ اور اس کی آگ اور طوق اور زنجیر اور سانپ اور پھو اور صدید اور
 ضریح اور زقوم اور جہیم اور قیامت کے اہوال و آفات اور میزان اور تشنگی اور سراط کے مصائب اور شدائد سے بھی تجھی سے
 متوقع ہے پس تو ہی اس بات کے لائق کہ تیری حمد و ثناء بجا لاؤں اور بقدر اپنی وسعت کے تجھے سراہوں۔ الحمد للہ
 رب العالمین تمام خوبیاں اور تعریفیں ازل سے ابد تک جس حادثے صادر ہوں اس ذات واجب الوجود مستجمع
 جمیع صفات کمال کو ثابت ہیں کہ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے مگر جس وقت کہ مصلی اس مفہوم کی حقیقت تصور کرتا
 ہے ہیبت و غفلت اس مالک الملک ذوالجلال والا کرام کی کہ تمام بادشاہان مجازی اس کے در کے گرد اور اس کی سرکار
 کے محتاج ہیں دل میں اس کی اس قدر آتی ہے کہ عجب نہیں زبان بند ہو جاوے اور ہاتھ پاؤں کا پٹنے لگیں کہ جو شخص
 مجازی بادشاہوں کے دربار میں جاتا ہے اور ان کی شوکت و قدرت اور جاہ و جلال پر نظر کرتا ہے خواہی نہ خواہی اس
 کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے جو تمام جہان کا بادشاہ اور سب حاکموں کا حاکم اور سب کا پیدا کرنے والا ہے اس
 کے دربار میں خوف اور دہشت کس طرح پیدا ہو اسی واسطے اس آیت کے بعد فرمایا اللوحین الرحیم اگرچہ میں
 سب بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام جہان کا مالک اور پروردگار ہوں مگر میرے دربار کو بادشاہان مجازی کے دربار پر
 قیاس نہ کرو وہاں جبر و قہر صرف ہے تھوڑی سی بات میں بد دل ہو جاتے ہیں اور کسی گنہگار کا عند قبول نہیں کرتے
 اور جس سے ناخوش ہوتے ہیں پھر کسی طرح اس سے راضی نہیں ہوتے اور یہاں ہربانی اور رحمت قہر و غضب سے
 زیادہ ہے رحمتی سبقت علی غضبی و رحمتی وسعت کل شیئی اگرچہ بندہ ناپاک قابل اس کے نہیں
 کہ ہم سے ہمارے حضور میں کلام کر سکے مگر ہماری رحمت قہاری و جاری سے زیادہ ہے جو کچھ کہ عرض کرنا ہے عرض کر
 کہ سنی جائے گی یہاں تیرے گناہ اور بے لیاقتی پر نظر نہیں بلکہ اپنی رحمت کا اثر عام پر نظر ہے اور واسطے مزید الطینان
 کے ارشاد ہوتا ہے مالک يوم الدين مالک انصاف کے دن کا آخر ایک دن اس طرح کا آئیوا لا ہے کہ ہمارے حضور میں
 کھڑا ہو گا اور بے واسطہ ہم سے سوال جواب کرے گا انصاف اس دن کا کسی فرشتے مقرب اور رسول ذوالنعم کے تعلق نہیں
 کیا کہ سوا میرے کوئی شخص میرے بندے کے حال سے واقف اور اس کے گناہوں سے خبردار نہ ہو آپ حساب لوں اور
 آپ بخش دوں جبکہ فنیعت اور رسوائی اس دن کی تیرے مالک کو منظور نہیں تو آج کس طرح تجھ کو اپنے در سے محروم
 کرے گا اور تیری عرض کو کب رد فرمائے گا جس وقت یہ نوید روح افزا کان میں پہنچتی ہے جامد میں پھولا نہیں سماتا بے
 باکانہ غیبت سے خطاب کی طرف التفات کرتا ہے اور اپنے عرض حال پر مستعد ہوتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین
 تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور غیر سے انقطاع کلی اور اعراض تمام کر کے تجھی سے ہر طرح کا علاقہ

رکھتے ہیں ہنوز یہ کلمہ پورا نہ نکلا تھا کہ تازیانہ خوف کا دل پر مار گیا کہ شاید غیب سے یہ آواز آئی اسے کا ذب خموش صبح سے شام تک تیرا دل اغیار کی طرف جھکا رہتا ہے اور ہماری عبادت کا دعویٰ کرتا ہے خاص بندہ وہ ہے کہ سب کو چھوڑ کر ہماری طرف جھک جاوے کسی سے کام نہ رکھے جو فرما دیں بجالا دے اور جس بات سے روکیں باز رہے اپنے تصرف و خواہش کو دخل نہ دے ہماری تقدیر پر راضی اور شاکر رہے اور اسی طرح خاص استعانت ہم سے یہ ہے کہ جو کچھ کام ہو ہم سے کہے اگر سوال کرے تو ہم سے کرے اور جو مانگے تو ہم سے مانگے جس طرح دودھ پیتا بچہ اپنی ماں کے سوا دوسرے سے التجا نہیں کرتا اور کسی سے کچھ کام نہیں رکھتا نہ کہ بادشاہوں کے دربار میں روزگار کے واسطے اور حاکم کے محکم میں انفعال مقدمات کے لئے اور طبیب کے پاس علاج کیواسطے جاوے اور جو معاملہ پیش آوے اُس میں غیر کی طرف جھکے اگر ہم ہی سے استعانت کرتا اوروں سے کام نہ رکھتا تو اس کا کیا جواب... ۱۰۱ ناچار اس قول کو حقیقت میں خلاف فعل سمجھ کر خواہاں حقیقت ہوتا ہے اور دعویٰ ہے دعائی طرف رجوع کرتا ہے اھم ذالک الصراط المستقیم خدا یا مجھے سیدھی راہ دکھا کہ دہنے باتیں سے کام اور کسی سے تعلق اور غرض نہ رکھوں۔ ہمواہ الذین انعمت علیہم راہ ان کی جن پر تو نے احسان کیا یعنی انہیں سب طرف سے دیکھ کر یہی اپنی برکت کی دکھائی اور رحمت اپنی عطا فرمائی کہ وہ سب سے بیگانہ ہو گئے اور ہر طرف سے برہنہ ہو کر تیری طرف جھک کر تعظیم و انصاف علیہم ولا الضالین نہ راہ ان کی جن پر تو نے غضب کیا اور نہ راہ کمزوریوں کی کہ یہ راہ کو چھوڑ کر بہک گئے اور دنیا و آخرت ان کی برباد ہوئی۔ آمین خدا یا اپنے بندہ کی عرض سنا قبول فرما اور جو کچھ اللہ کرتا ہے اپنے فضل و کرم سے عطا کرے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرقوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور بندہ میں برابر یا نہا ہے جب بندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے حق تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے دیکھو کہ میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے جب الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ میری تعریف کرتا ہے جب الرحمن الرحیم کہتا ہے فرماتا ہے دیکھو میری تعظیم اور بزرگی کرتا ہے جب ما لا الہ الا انت کہتا ہے فرماتا ہے میرے بندہ نے مجھ کو بزرگی کے لئے خاص کیا کہ اُس دن کو یاد کیا جس میں دوسرے کو کسی طرح کو ملکیت نہیں جب بندہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے فرماتا ہے کہ مضمون اس آیت کا مجموعہ اور بندہ میں مشترک ہے کہ عبادت میرا حق اور مدد اُس کا حق ہے جب اھم ذالک الصراط المستقیم کہتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ سب بندہ کیواسطے ہے عرض اُس کی میں نے سنی اور دعا اُس کی قبول فرمائی ہر بندہ کو خدا موعظی کی اور دعا اپنی ہدایت اور نجات کی کر چکا اور مقصد سے فارغ ہوا مگر اس سورت کے پڑھنے سے محبوب کے کلام کا شوق دل میں پیدا ہو گیا لہذا بقدر اقتضائے وقت کسی قدر کلام الہی اور بھی پڑھتا ہے اور اُس کلام پاک کی لطافت و بلاغت اور حسن و خوبی پر نظر کر کے متکلم کی عقلیت و بندگی کا تصور دل میں لاتا ہے اور اُس کی بڑائی کرتا ہوا کمال خشوع و خضوع کے ساتھ اُس کے سامنے جھک جاتا ہے اور کہتا ہے سبحان ربی العظیم اس وقت عنایت الہی کہ در ماندگی اور بیچارگی کو لازم ہے دستگیری اُس کی فرما کر سر اُس کا اٹھائی ہے اور اس مضمون کی طرف اشارہ فرماتی ہے سمع اللہ لمن حمدہ ہم تیرے عجز و نیاز سے واقف ہوئے سر اپنا اٹھا کہ

یہاں انکساری بلندی کا سبب ہے من تواضع لله دفعه الله بندہ اس عنایت بے غایت کو دیکھ کر شکر اپنے منعم کا ادا کرتا ہے اور کہتا ہے اللھم دینا ولک الحمد تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ مجھ ناپیتز کو اپنے حضور میں کونسا تقدیر کا ہے بلایا اور اپنے سامنے کھڑا کر کے طرح طرح کی عنایت و رحمت سے سر بلند فرمایا اس عنایت کے مقابلہ میں بندہ ناپیتز سے کیا ہو سکتا ہے سوا اس کے کہ سر عبودیت و بندگی کا زمین نیاز پر جھکائے اور اپنی عاجزی کو کہ موجب مزید عنایت ہوئی اور زیادہ ظاہر کرے اور اشرف اعضا کو پست کر کے اصل و مبدی کی طرف کہ خاک ذلیل ہے و جمع لاوے اور اس کی قدوسی و طہارت کا خیال دل میں محکم کرے لہذا سر بسجود ہو کر عرض کرتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ میسر پروردگار بہت بڑا ہے غ غ حدیث میں ہے کہ بندے کو اپنے مولیٰ سے سجدے میں بہت نزدیکی حاصل ہوتی ہے اُس وقت دعا کی کثرت کریں کہ مقام قبول ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واسجد واقترب جب اس قدر قرب کہ با فوق اُس سے بندے کے حق میں متصور نہیں بسبب اس عبادت کے اُس کو حاصل ہوتا ہے اجازت بیٹھنے کی میسر ہوتی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ تو نے کمال تذل و خاکساری ظاہر فرمائی ہم اُس کے عوض تجھے وہ مرتبہ بخشتے ہیں کہ تیرے حوصلہ سے باہر ہے یعنی تجھے اپنے حضور میں بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں جس وقت بندہ اس تشریف سے سرفراز ہوتا ہے بخیاں اس امر کے کہ شائد نفس سرکش کہ پردہ دل میں چھیر چھاڑ اُس کی موجود ہے کمال قرب پر مغرور ہو جاوے اور تواضع اور انکسار کو جس کی بدولت یہ دولت حاصل ہے چھوڑ کر کبر اختیار کرے تنبیہ نفس کے واسطے عظمت الہی بیان کرتا ہوا پھر سجدے میں جھک جاتا ہے گویا زبان حال سے کہتا ہے اے نفس دون ہمت کہیں مغرور نہ ہو جانا اور اپنی اصل و حقیقت کو کہ خاک ذلیل ہے بھول نہ جانا یہ قرب و نزدیکی محض اُس کے فضل سے ہے نہ کہ تیری استعداد سے وہ خالق تو مخلوق وہ اعلیٰ تو اسفل کار خاذا الہی میں کوئی چیز ذلیل و خوار خاک سے زیادہ نہیں پستی و سراقندگی اُسکی طبیعت ہے اتقوا بلندی و رفعت کا اُس میں کہاں مگر بادشاہ اپنے ملک میں مختار ہے جس خوار بندے کو چاہے تشریف کرامت سے مخصوص فرما کر اپنی درگاہ میں بلاوے بندے کو چاہے کہ اُسے عنایت سلطانی جانے اپنی استعداد و لیاقت کا نتیجہ نہ سمجھے اس حق شناسی سے اور بھی نظر عنایت اُس کے حال پر زیادہ ہوتی ہے گویا حکم ہوتا ہے سر نیاز خاک مذلت سے اٹھا اور تاج کرامت سر پر رکھ کہ ہمارے حضور میں باطنیان تمام بیٹھ اور اپنا مطلب عرض کر بندہ اس انعام کو دیکھ کر آپ کو گم کرتا ہے اور اپنی مراد و مقصد کو بھول کر اُس کے ادا کے شکر میں مشغول ہوتا ہے التحیات لله والصلوات والطیبات بعدہ اُس ذات پاک پر کہ ہادی اس راہ کی ہے اور جن کے توسل اور طفیل اور ہدایت اور ارشاد سے یہ مقام حاصل ہوا شفعہ سلام بھیجتا ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ و بركاتہ پھر خدا کے نیک بندوں پر سلام کرتا ہے اس خیال سے کہ پروردگار اپنے بندوں کی طرف سے جواب سلام کا دیتا ہے کیا عجب کہ مجھ کو بھی اس تشریف سے مشرف فرماوے اور بعد دیندگان صالح کے اپنے سلام سے نوازے بنظر اپنے نفس کو تسلیم میں مقدم کرتا ہے اور کہتا ہے السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین اور خدا کی وحدانیت اور اُن کی پیغمبری پر گواہی دیتا ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ

اور آپ کو اس احسان کے بدلے سے عاجز جان کر زبان حال عرض کرتا ہے الہی احسان تیرے نبی کا میرے ذمہ ایسا نہیں جس سے میں عہدہ برآ ہو سکوں اور بدلہ اُس کا کر سکوں تو ہی اپنے فضل و کرم سے بدلہ اُس کا اُن کو عنایت کر اور رحمت کاملہ اور برکت تامہ اُن پر اور اُن کے آل اطہار پر کہ واسطہ وصول اس ہدایت کے ہیں نازل فرما اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اور تیری اس عبادت میں جو تقصیر مجھ سرایا قصور سے واقع ہوئی اُسے بھی اپنے فضل و کرم سے معاف فرما اور میرے ماں باپ کو جنکی پرورش سے میں ہوشیار اور اس عنایت کا مستزاوار ہوا اور سب مسلمانوں کو خصوصاً اُن کو کہ اس عمدہ عبادت میں میرے شریک ہیں بخش دے اللھم اغفر لی ولوالدی ولوالدی وامن توالد وادحمنی وادحمہما ربیانی صغیرا ولجیم المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منهم والاموات برحمتک یا ارحم الراحمین بعدہ ہزار تشریف و تکریم سے مشرف و مکرم ہو کر حاضرانِ دربار سے سلام کرتا ہوا رخصت ہوتا ہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ

فصل فی امور شری - تنبیہ فرضیت نماز قرآن شریف سے ثابت ہے قال اللہ تعالیٰ اَقِمُّوا الصَّلَاةَ یعنی نماز کو قائم رکھو وَ قُومُوا لِلَّهِ قَانِتِینَ اِیْ صَلُّوا اِنَّ الصَّلَاةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّا قُومُوا حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰی اور تعین عدد یعنی فرضیت یا پنج نمازوں کی احادیث متواترہ سے ظاہر ہے جو لوگ پچھلی آیت سے اس مدعا پر بھی استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اداۃ تعریف اصل میں عہد کی واسطے ہیں اور عہود اس جگہ نماز پنجگانہ ہے اس لئے کہ بقول صحیح نماز مکہ میں فرض ہوئی اور آیت مدنی ہے پس آیت میں وہی نماز شرعی پنج وقتی مراد ہے اور وسطیٰ اسے کہتے ہیں جو دو عدد متساوی کے بیچ میں واقع ہوا اور وہ عدد پانچ ہے کہ جس جگہ قرآن ثانی د ثالث و رابع وغیرہ پر دلالت نہیں کرتا وہاں اول پر حمل کرتے ہیں اور اُن پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ دلالت لام تعریف کے عہد پر قطعی نہیں اور ثلاث خمس سے اولیٰ ہے اور جواب شیخ نجم الدین نسفی کا اپنی تفسیر میں کہ واحد عدد نہیں بلکہ متعدد عہدہ عدد آئے کہتے ہیں کہ اپنے طرفین کے مجموعہ کا نصف ہوا اور واحد و طرف نہیں رکھتا کہ پہلے اُس سے کچھ نہیں ممنوع ہے کہ بعضوں کے نزدیک واحد بھی عدد میں داخل ہے اور جو وسطیٰ فضلی کیساتھ تفسیر کریں تو آیت کی دلالت خمس پر اصلانہ ہے یعنی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں فسبحان اللہ حین تمسنون و حین تصبحون وله الحمد فی السموات والارض و عشیا و حین تظہرون ہ تمسنون سے نماز مغرب و عشا اور تصبحون سے نماز صبح اور عشا سے عصر اور تظہرون سے ظہر مراد لیتے ہیں اور ضعف اس استدلال کا ظاہر ہے کہ لفظ سبحان اللہ کی دلالت نماز پر قطعی نہیں اور اس طرح حین تمسنون میں مغرب اور عشا کا جمع ہونا اور عشا سے عصر مراد ہونا امر یقینی نہیں بعض علما فرماتے ہیں کہ فرضیت نماز پنجگانہ مجملہ ضروریات دین ہے پس استدلال اُس پر تحصیل حاصل ہے لطیفہ انسان کو پانچ حال عارض ہوتے ہیں حدوث سے شباب تک کہ زمانہ ترقی ہے کحولت شیخوخۃ موت اور بعد موت کے چھٹا حال کہ باقی رہنا اُس کے ذکر اور آثار کا چند عرصہ تک یہی واقعہ ہوتا ہے مناسب ان احوال کے پانچ احوال آفتاب پر

بھی کہ عمدہ آیات الہی سے ہے ہر روز دار و جوتے ہیں ارتفاع سے مشابہ ولادت و اشرو نما اور شباب کے اور جھکنا اُس کا
غرب کی طرف مثل اُس کے کھولنے کے اور قریب بغروب ہونا اُس کا مناسب اُس کے بڑھاپے کے اور ڈوب جانا اُس کا
مشابہ اُس کی موت کے اور باقی رہنا اُس کے اثر کا کہ عبارت شفق سے ہے مناسب اُس حال کے ہے کہ آدمی کو موت
کے بعد بقا ذکر و اثر سے لاسحق ہوتا ہے پس قریب طلوع آفتاب کے کہ مناسب مرتبہ حدوث کے ہے نماز فجر اور بعد جھکنے
آفتاب کے کہ مشابہ زمانہ کھولنے کے ہے نماز ظہر اور قریب بغروب کے مانند وقت شیخوخت کے ہے نماز عصر اور بعد غروب
کے کہ مثل زمانہ موت کے ہے نماز مغرب اور بعد غائب ہونے شفق کے کہ مناسب وقت فنا رکامل و انقطاع کلی کے ہے
نماز عشا فرض ہوئی لطیفہ بالموع فجر ایک عمدہ نعمت ہے کہ آدمی اُس وقت رات کی تاریکی اور نیند کی غفلت سے بمنزلہ
موت کے ہے نجات پاتا ہے اور دن کی روشنی اور بیداری کے فائدوں سے بہرہ مند ہوتا ہے گویا ایک نئی زندگی حاصل
کرتا ہے اور اثر ظہور آفتاب کا کہ عمدہ آیات الہی سے ہے عالم میں منتشر ہوتا ہے پس یہ وقت اس کام کے لئے نہایت
مناسب ہے کہ انسان بنظر اس نعمت اور اُس کے فوائد کے اور خیال اس امر کے کہ آفتاب بے توقع ثواب اپنے مالک کی
خدمت پر مستعد اور سرگرم ہے بڑی نادانی ہے کہ میں باوجود توقع ثواب اور اندیشہ عذاب کے اُسکی عبادت اور بندگی میں
قصور کروں اپنے مولیٰ کی عبادت میں مشغول ہو اور اُسکے حضور بندگی کی راہ سے سر جھکائے اور وقت ظہور انحطاط آفتاب کہ بمنزلہ
اُسکے رکوع کے ہے نماز ظہر فرض ہوئی تابندہ اپنے مولیٰ کی غفلت و قدرت پر کہ ادنیٰ اُس سے قلب اجرام علویہ ہے نظر کر کے
اُسکے سامنے سر جھکائے اور خدمت لائق اُسکی درگاہ کے بجا لاوے جب آفتاب غروب کے قریب ہوا اور حالت مشابہ
بیل الی السجود اُسکو عارض نماز عصر فرض ہوئی اور عصر کو بنظر اسی انحطاط کے عصر کہتے ہیں۔ بعد غروب کے رات کہ
آیات عظیمہ خالق کائنات سے ہے ظاہر ہوتی ہے اور نماز مغرب مقرر جب رات کی تاریکی زیادہ ہوتی ہے آدمی دن کے
کاموں سے فراغت کلی حاصل کرتا ہے اور نعمت سکون و آرام اُس کو میسر ہوتی ہے اُس کے شکرانہ میں نماز عشا فرض ہوئی
لطیفہ روحہ زندہ ویسے جب آدم علیہ السلام بہشت سے دنیا میں آئے دنیا اُن پر تاریک اور رات کی تاریکی علاوہ
تھی ناگہاں صبح روشن ہوئی اُس وقت آپ نے دو رکعت نماز اس امر کے شکر میں کہ رات کی تاریکی سے نجات
اور دن کی روشنی میسر ہوئی ادا کی وہی دو رکعت نماز فجر کہ وقت ہم پر فرض ہوئی ناگہاں ہوں کی تاریکی ہم سے زائل
ہو اور الزوار طاعت ہم کو حاصل زوال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسمعیل علیہ السلام کو ذبح سے نجات دی ابراہیم
علیہ السلام نے اُس وقت چار رکعت نماز پڑھی پہلی رکعت فرزند کی رہائی اور دوسری ذریعہ پانے کی اور تیسری خدا کے راضی
رہنے اور چوتھی اپنے بیٹے کے صبر کے شکر میں ہم کو بھی حکم ہوا کہ زوال کے بعد چار رکعت پڑھا کریں کہ ہم کو خدا نے ذبح
نفس پر قدرت بخشی جیسے اُن کو ذبح و لہر تو فنیق دی اور ہم کو بھی اُن کی طرح غم سے نجات عنایت کی اور ہم کو دوزخ
سے آزاد کیا جیسے اُن کو قذیر دیا اور ہم سے راضی ہوا جیسے اُن سے راضی ہوا اور عصر کے وقت یونس علیہ السلام نے
چار تاریکیوں سے نجات پائی ظلمت زلت ظلمت لیل اور ظلمت ماد اور ظلمت بطن حوت اُس کے شکر میں چار
رکعت پڑھیں وہی چار رکعت ہم پر فرض ہوئیں تاہم کو بھی چار تاریکیوں سے نجات حاصل ہو تاریکی گناہ تاریکی قبر

تاریکی محشر تاریکی دوزخ عیسیٰ علیہ السلام غروب آفتاب کے بعد کریمہ انت قلت للناس الآیہ کے ساتھ مخاطب ہوئے اُس وقت تین رکعت پڑھیں دو رکعت اپنے اور اپنی ماں سے الوہیت کی نفی اور تیسری رکعت اُس کو خدا کے واسطے ثابت کرنے کے شکر میں یہیں بھی حکم ہوا کہ اس وقت تین رکعت پڑھا کریں تاکہ حساب محشر ہم پر سہل ہو اور دوزخ کی آگ سے نجات حاصل ہو اور قیامت کے خوف سے اس نے اور نماز عشا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی اس لئے کہ راہ گم ہوئی پھر رات آئی اور عورت کے غم سے نجات پائی اور ہارون کو مرتبہ وزارت عنایت ہوا اور دشمن کا خوف بسبب وعدہ الہی کے دل سے دور ہوا ہم پر بھی یہ چار رکعت نماز مقرر ہوئی کہ ہم کو بھی خدا نے راہ دکھائی اور غم سے رہائی بخشی اور جو اربابِ نبیاء سے مشرف فرمایا جیسے انھیں بھائی کی ملاقات سے مسرور کیا اور دشمنوں پر غلبہ کا وعدہ دیا جیسے انھیں اُن کے مخالفوں پر غالب کیا لطیفہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آٹھ پہر میں جاگنے کی سترہ ساعت ہیں تمہارا معتدل بارہ ساعت کا ہوتا ہے اور اکثر آدمی اول شب تین ساعت اور آخر شب دو ساعت بیدار رہتے ہیں بعد دان سترہ ساعتوں کے آٹھ پہر میں سترہ رکعتیں فرض ہوئیں تا بندے ہر ساعت کے مقابلہ میں ایک رکعت کی قدر وقت تو اپنے مولیٰ کی بندگی اور عبادت میں صرف کریں بنا اس دین متین کی مستحکات عقلیہ اور مرضیات عرفیہ پر ہے فطرۃ اللہ التي فطر الناس علیہا اور دستور ہے کہ جب بادشاہوں کے دربار کا قصد کرتے ہیں لباس پاکیزہ پہنتے ہیں اور اطراف بدن کو دھوتے ہیں وہی قاعدہ یہاں بھی ملحوظ ہے کہ نماز بادشاہ حقیقی کا دربار ہے۔ سو اُن وجہ تخصیص اعضاء معلومہ کی سمجھ میں نہیں آتی قیاس منقضی اس امر کا ہے کہ ہر نماز کے واسطے غسل ضروری ہوتا یا مخرج نجاست کا دھونا کفایت کرتا جو آب تمام بدن کا دھونا بسبب حرج کے فرض نہ ہوا اور تخصیص ان اعضاء کی اس وجہ سے ہے کہ یہ اطراف بدن ہیں جب تمام بدن کا دھونا فرض نہ ٹھہرا قائم مقام اُسکے اطراف کا دھونا فرض ہوا اور بھی حدیثوں میں وارد ہے کہ وضو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کرتا ہے اور ان جوارح کو اکتساب ذلوب میں بہ نسبت اور اعضا کے زیادہ مداخلت ہے کہ جن قدر یہ اعضا دنیا کے کاروبار میں مبتلا رہتے ہیں اُس قدر موضعِ حدث اور دیگر اعضا کو اُس سے تعلق نہیں رہتا جب حدث واقع ہوتا ہے بندہ ازالہ نجاست اور تحصیل طہارت کی طرف متوجہ ہوتا ہے ہر چند نجاست حقیقی کو استنجا سے دور کرتا ہے مگر شہ نجاست باطن کا اس لئے کہ کارخانہ ظاہر اکثر امور و احوال میں باطن کا اثر اور دخل ہے باقی رہتا ہے اور ہات پاؤں اور مونہ کو بہ نسبت دیگر اعضا کے اُس سے ملوث زیادہ پاتا ہے اُس کے ازالہ میں مشغول ہوتا ہے اور مناسب اُس ازالہ کے ایک فعل ظاہری بھی کہ وضو سے عبارت ہے عمل میں لاتا ہے اُس فعل ظاہری کو اُس ازالہ کے ساتھ وہ نسبت ہے جو نیت نماز کیساتھ کلمات نیت کو اور تصدیق قلبی کیساتھ اقرار لسانی کو اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ وضو میں ہات دھونا دنیا سے ہات دھونے کی اور کلی کرنا لذت طعام سے اوزناک میں پانی و النالذت شاملہ سے دست بردار ہونے کی اور مونہ دھونا توجہ الی الغیر سے اور پاؤں دھونا مشی الی الغیر سے کنارہ کرنے اور مسح تصفیہ خیال کے قائم مقام ہے اُس بیان سے اعتراض بعض ملاحظہ کا ایجاب وضو اور عدم ایجاب غسل مفقود کہ محل خروج ریح ہے کس درجہ بے قیاس ہے بخوبی دفع ہوا کہ بعد خروج ریح کے مقعد نجاست حقیقی سے ملوث نہیں ہو جاتا کہ اُس کے

دھونے کی ضرورت ہو یاں خروج ریح باطن کی نجاست پر کہ عبارت انہماک فی الاکل والشرب اور تلوث بذنوب ہے متنبہ کرتا ہے اس لئے بندہ اُس کے ازالہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دستور بھی یہی ہے کہ جب آدمی بادشاہ کے حضور جانا چاہتا ہے مونہہ اور ہات پاؤں دھوتا ہے اور مقعد کو نہیں دھوتا اور حجرہ سے ثابت ہے کہ ان اعضا کا دھونا دفع نوم اور تفریح قلب میں اثر تمام رکھتا ہے موضع حدیث کے دھونے کو اس باب میں اصلاً دخل نہیں پس نماز سے پہلے دھونا ان اعضا کا اس اشارہ کیلئے مقرر ہوا کہ جس طرح ہات پاؤں مونہہ کو دھونے سے غفلت ظاہری کو دفع کرتے ہیں اسی طرح غفلت باطنی کو دور کر کے دل اپنا اس عبادت کیلئے کہ سرایہ سعادت ہے حاضر کریں پس حدیث مذکر تلوث باطن اور دھونہ مذکر تطہیر قلب ہے اسلئے کہ جب مصلیٰ ہو شہداء اعضاء ظاہر کی طرف متوجہ ہوگا تصفیہ و تطہیر قلب سے ہرگز غافل نہ رہے گا اور منظر خلق کو منظر خالق پر ہرگز ترجیح نہ دے گا سوال مسیح سر نہ موجب دفع نوم ہے اور نہ سبب تفریح قلب اور نہ کوئی شخص دربار شاہی کی واسطے اُسے عمل میں لاتا ہے اور نہ کسی طرح کی نظافت خواہ دوسرا فائدہ اُس سے سمجھ میں آتا ہے جو آب عبادت دو قسم ہے ایک وہ کہ اُس کا فائدہ تعمق نظر کے بعد ذہن میں آجاتا ہے دوسرے وہ کہ اُس کا بھید عقول ساقلہ بلکہ اذہان متوسطہ کی سمجھ سے برتر اور اعلیٰ ہے جیسے رمی اور جہار باب الحج میں کہ وہ اُس کی مشروعیت کی سمجھ میں نہیں آتی سو اسلئے کہ اس قسم کی باتیں بجالانا اور بے اس امر کے کہ کسی طرح کی حکمت اور فائدہ اُن کا سمجھ میں آوے اپنے مولے کی فرمانبرداری اور اُس کے حکم کی تعمیل کرنا بندہ کے کمال امتثال و اطاعت پر دال ہے یاں ایسے مواقع پر اس قدر اعتقاد ضروری ہے کہ بروردگار حکیم ہے اور حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا فضول و عبث کو گرد اُس کے سر پر وہ علم و حکمت کے گذر نہیں یہ کیا ضرور کہ جس بات کا بھید ہماری سمجھ میں نہ آوے اُس میں کوئی بھید نہ ہو یا جس چیز کی حکمت تک ہمارا ذہن نہ پہنچے اُس میں کچھ حکمت نہ ہو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب تو خدا کی نڈائے یقین جان کہ تجھے کسی بھلائی کی طرف بلاتا ہے یا کسی بُرائی سے پھیرتا ہے اور اُس سے بچنا چاہتا ہے عسیٰ ان تکڑھوا شیئاً وھو خیر لکم و عسیٰ ان تمحبوا شیئاً وھو کرہ لکم واللہ یعلم و انتم لا تعلمون ہ مثال اُس کی کہ جو بادشاہ ہمیشہ عالموں کی تعظیم اور جاہلوں کی توہین کرتا ہوا اگر وہ کسی اجنبی کی جس کے حال سے لوگ واقف نہ ہوں تعظیم و توقیر کرے تو غالب گمان اسی امر کو مقتضی ہوگا کہ یہ شخص عالم ہے اور بادشاہ اُس کے علم سے واقف ہے ورنہ اُس کی اس قدر تعظیم نہ کرتا اسی طرح جب بادشاہ حقیقی کہ علیم و حکیم مطلق ہے کسی شیئی کا حکم کرتا ہے یقیناً وہ حکم مفید ہوتا ہے اگر فائدہ اُس کا لوگوں کے خیال میں آجاتا ہے کہتے ہیں یہ حکم معقول المعنی ہے اور جو خیال میں نہیں آتا کہتے ہیں یہ تبعد محض اور غیر معقول المعنی ہے بعض اشخاص اس تحقیق سے واقف اور عدم علم کے فرق پر متنبہ نہ ہو کر امور تعبدیہ کی حکمتوں اور فائدوں سے منکر ہو گئے اور اس قدر نہ سمجھے کہ نہ جاننا اور بات ہے اور نہ ہونا اور بات واللہ اعلم یا سرارہ سوال مطلوب حقیقی اور مقصود اصلی صلاح باطن ہے نہ طہارت ظاہر اور دستور زمانہ اور دربار ملوک پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے کہ نظر ملوک کی اطراف پر ہوتی ہے اور نظر ملک حقیقی کی قلوب پر پس شرط صحبت قبول اس عبادت کی تزکیہ باطن ہے نہ طہارت ظاہر جو اب طہارت باطن اصل کار اور مدار روح نماز ہے روح اس عبادت کی

بے اُس کے حاصل نہیں ہوتی اور طہارت ظاہر صورت نماز کے لئے شرط ہے جو شخص حقیقت روح ارکان و شروط کی بجانہ لاوے مگر صورت ارکان و شروط صرف بامید ثواب و خوف عذاب تعمیل حکم مولیٰ بلا مداخلت عجب ریا ادا کرے نماز اُسکی صحیح ہے اور عذاب دوزخ سے نجات اور ثواب جنت اگرچہ وہ ثواب بعض اہل حقیقت کے نزدیک صورت بہشت ہے اُس کے واسطے ثابت ظاہر کو باطن میں اثر عظیم اور دخل تام ہے دیکھو قوت خیالیہ جب قوت عقلیہ کی مدد کرتی ہے کام اُسکا قوی ہو جاتا ہے حدیث میں آیا ہے بني الاسلام على النظافة اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا يمسه الا المطهرون وقال عز وجل يحب المتطهرون ابراہیم خواص جامع بغداد میں دستوں کے عارضہ میں مبتلا ہوئے آٹھ پہر میں ساٹھ بار نہائے اور پانی ہی میں انتقال کیا تعبان قوری حالت نزع میں بار بار غسل کرتے تھے پس جو نادان عقل کے اندر سے کہتے ہیں کہ جب حقیقت نماز کی ہم کو حاصل نہیں ہوتی اور نیت حاضر نہیں ہو سکتی تو ہمیں نماز پڑھنے سے کیا حاصل ہے محض نادان اور جاہل ہیں یہ نہیں جانتے کہ تعلق دل اختیار سے خارج ہے اور فعل اضطراری پر چنداں دار و گیر نہیں تکلیف مقدر پوست ہے ہم کو تعمیل حکم چاہئے قبول کرنا اُسکے تعلق ہے تہم و سرکشی سے کہ ترک حکم میں پائی جاتی ہے نجات ہوگی اور رفتہ رفتہ حقیقت بھی اگر مقدر ہے حاصل ہو جاوے گی جب نفس سرکش خوگر جھکنے کا ہو جائے گا راہ پر آ جاوے گا دیکھو دس برس کی عمر میں لڑکا مار کے ڈر سے نماز شروع کرتا ہے پھر عادت پھر عبادت ہو جاتی ہے پھر اگر خدا چاہتا ہے جذبہ غیبی یا مرشد کامل کی توجہ سے حقیقت نماز کی حاصل ہوتی ہے پہلے قدم میں کوئی منزل طے نہیں ہوتی اور بے تدریج کوئی کمال حاصل نہیں ہوتا۔ مشق سے خط درست ہوتا ہے قلم ہاتھ میں لیتے ہی یا قوت رقم خاں نہیں ہو جاتا ہے بلوچ اول الف باتا خوانی و ذوقاں درس کردن کے توانی۔ آوردہ جو نادان شیطان کے پیرو کہتے ہیں کہ ہم حقیقت نماز ادا کرتے ہیں ادا نہ کرنا صورت کا ہمارے لئے کیا مضر ہے اور اس قسم کے اشعار اس دعویٰ کی دلیل ٹھہراتے ہیں سہ نماز عابدان سجدہ سجود است و نماز عارفان ترک وجود است۔ جواب اُس کا یہ ہے کہ حقیقت بے صورت کے حاصل نہیں ہو سکتی اسی صورت کے ساتھ پائی جاتی ہے پس صورت بے حقیقت ناقص اور حقیقت بے صورت باطل ہے وَاللّٰهُ يُخَيِّرُ مَنِ يَشَاءُ اِلٰى سَبِيلِ الرَّشَادِ مَنْ يُضِلِّلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ حَكَمَتِ ارکان و ضرور مضمضہ اور استنشاق کو اس لئے مقدم کیا کہ پانی کی پاکی میں تین وصف معتبر ہیں رنگ کہ نظر سے معلوم ہوتا ہے اور مزہ کہ ذوق سے ادراک کیا جاتا ہے اور وہ خاصہ جرم زبان آور بو کہ حاصہ شمع کو محسوس ہوتی ہے اور وہ قوت میں مودع ہے آوردہ تقدیم مضمضہ کی استنشاق پر یہ کہ موہبہ ناک سے اشرف ہے اور فوائد اس کے فوائد بینی سے زیادہ ہیں کہ محل تلاوت قرآن و اقرار شہادتین اور مدخل آب و طعام ہے حکمت مشروعیت استقبال میں چار نکات ہیں اول زمین مبداء انسان اور کعبہ ناف زمین ہے پس کعبہ کو اُسکا قبلہ مقرر کیا تا صفت تواضع و انکسار کی کہ مناسب جو ہر خاک کے ہے ہاتھ سے نہ جائے اور اپنی حقیقت کو یاد کر کہ نگہ و بلند ی سے باز رہے اور فروتنی اور شگنی اپنی اور عظمت و کبریائی جناب یاری کی نظر میں رکھے دوم حکم کہتے ہیں کہ انسان کیلئے دو قوتیں ہیں عقلیہ کہ اُسے معقولات مجرہ کو ادراک کرتا ہے اور خیالیہ کہ عالم اجسام میں تصرف کرتی ہے یہ قوت جس قوت عقلیہ کی مدد کرتی ہے فعل اُس کا قوی ہو جاتا ہے اسی واسطے ہندس جب کوئی حکم احکام مقادیر سے دریافت کرنا چاہتا ہے مطابق اُس کے

ایک صورت خارج میں وضع کرتا ہے پس آدمی کو لازم ہے کہ جس وقت کسی عقلی مجرد کی استفسار کا ارادہ کرے مناسب اس کے ایک صورت خیالیہ سامنے رکھے تاکہ قوت خیالیہ کی مدد سے فعل عقل کا قوی اور کام اُس کا۔۔۔ ہو جاوے اور اقبال دربار شاہی کے آداب سے ہے جو شخص بادشاہ کے حضور میں جاتا ہے اُس کی طرف مرنہہ کر کے کھڑا ہوتا ہے اور اُس کی صفت و ثنا اور خدمت و تضرع بجالاتا ہے لیکن اس دربار میں جو اس کو دخل نہیں اور مقابلہ مواجہہ کو گنجائش نہیں یہاں دل کو بادشاہ حقیقی کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے اُس کی تکمیل کی واسطے ایک اظہار ہی کہ عبارت استقبال قبلہ سے ہے مقرر ہوا اور یہی اس دستور کی بموجب بادشاہ حقیقی کی طرف مستقبل ہونا مناسب ٹھہرا مگر جو اعضاء بدن اس استقبال میں بے دست و پا ہیں استقبال کعبہ کے قائم مقام ہوا جس طرح قرأت و ذکر و تسبیحات جاری مجری شمار سلطان اور رکوع و سجود و تضرع و خدمت کے قائم مقام ہیں سووم روح عبادت کی خشوع ہے اور یہ امر ہے مداومت جہت واحدہ و ترک التفات دیگر جہات حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے نمازیں اول سے آخر تک ایک طرف استقبال مقرر ہوا اور جو کہ موافقت مطلوب شرع اور مستحسن اصلی ہے اس لئے سب نمازیوں کی واسطے ایک ہی جہت قرار پائی اور وہ تخصیص کعبہ کی نظر ہے کہ کعبہ خدا کا گھر اور نماز اس کی عبادت اور مصلی اُس کا بندہ ہے گویا ارشاد ہوتا ہے اے میرے بندے میری خدمت میں اپنے مونہہ کو میرے گھر کی طرف اور اپنے دل کو میری طرف متوجہ رکھ چھا ر م یہود اس وجہ سے کہ موسیٰ علیہ السلام کو جانب غربی سے ندا آتی جانب غربی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور نصاریٰ اس نظر سے کہ مریم پر تجلی روح قدس کی مکان شرقی میں واقع ہوئی جانب شرقی کی طرف استقبال کرتے ہیں کعبہ کہ قبلہ خلیل اور متصل بمولد حبیب جلیل اور اشرف بقاع محترمہ اور افضل امکنہ معظمہ ہے اہل اسلام کی واسطے مقرر ہوا حکمت رفع یدین میں یہ فائدہ ہے کہ بہرہ مقتدی شروع نماز سے واقف ہو جائے اور سننے والے بھی مزید اعلام سے بے بہرہ نہ رہیں اور نکتہ اُس میں یہ ہے کہ مضمون تکبیر اثبات عظمت الہی ہے اور یہ فعل نفی عظمت غیر کی طرف اشارہ کرتا ہے اثبات قوی اور نفی فعلی کے ملانے سے یہ مضمون حاصل ہوتا ہے کہ عظمت و کبریائی سوا جناب الہی کے کسی کو ثابت نہیں حضرت احدیت کیلئے ہی مخصوص ہے حکمت واسطے ثبوت برابر کے دو گواہ عادل درکار ہیں قیامت کے دن دونوں سجودے دعویٰ ایمان کے دو گواہ معتبر ہوں گے اسی واسطے وارد ہے کہ سجود کا نشان اُس دن پیشانی پر چمکتا ہوگا اور دوزخ کی آگ اُس کو نہ جلا سکے گی حکمت یا پہلا سجود مناسب ازل اور دوسرا مناسب ابد اور جلسہ مناسب دنیا ہے دو سجودے اس لئے مقرر ہوئے کہ اول و آخر میں پرستش کے قابل اسی کی ذات پاک ہے یا پہلے سجودے انبیاء عالم شہادت اور دوسرے سے انضام عالم ارواح کی طرف اشارہ ہے کہ اس عالم اور اُس عالم میں جو کچھ ہے وہ سب تیرے زیر حکم ہے اور تیرے سامنے سر جھکانا ہے یا پہلا سجودہ شکر معرفت ذات و صفات ہے اور دوسرا بنظر خوف تقصیر بندگی یا پہلا تجلی قہری و جلالی بردالست اور دوسرا اپنے تذلل اور خاکساری سے عبارت ہے یعنی اس جگہ دو امر ہیں ایک ملاحظہ عظمت و جلال مولیٰ اور دوسرا اظہار اپنی بندگی اور عجز کا پہلا بنظر ہلے امر کے اور دوسرا دوسری بات کے واسطے مقرر ہوا یا پہلے سجودے سے اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ میں نے دنیا کو آخرت میں فنا کیا اور دوسرے سے اس بات کی طرف کہ طلب آخرت کو بھی شوق لقاے محبوب میں چھوڑ دیا یا پہلا سجودہ واسطے اظہار تذلل و انکسار کے ہے اور دوسرا واسطے تنبیہ نفس کے

کہ مبادا کمال قرب پر کہ سجدہ اولیٰ سے حاصل ہوا مغرور ہو کر تکبر نہ اختیار کرے یا پہلا شکر ایمان اور دوسرا اُس کی بقا کی واسطے ہے یا پہلے سجدہ سے اس مضمون کی طرف کروہ زمین سے پیدا ہوا اور دوسرے سے اس بات کی طرف کہ پھر اُس میں جاوے گا اشارہ ہے گویا مصلیٰ ان دونوں سجدوں کیساتھ کریمہ منہا خلقنکم و فیہا نعیدکم کے مضمون پر اقرار کرتا ہے یا پہلا امتثال امر اور دوسرا ترغیم شیطان کیلئے ہے کہ اُسی نے سجدہ سے تکبر کیا اور امتثال امر سے انکار کر کے تمام محنت و ریاضت اپنی برباد کر دی تبسوط میں لکھتے ہیں کہ دونوں سجدے شیطان کی ترغیم اور ان کی تذلیل اور جلائے کیواسطے ہیں کہ اُسے ایک سجدہ کا حکم ہوا بجا نہ لایا ہم اُسکی ترغیم کیلئے دوبار سجدہ کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ سہو میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں فرماتے ہیں ہما ترفعمتان للشیطان اور فیخ الاسلام مکرار سجدہ میں یہ نکتہ لکھتے ہیں کہ جناب باری نے جو وقت اولاد آدم سے میثاق لیا سجدہ کا حکم دیا تا یہ فعل اُس قول کی تصدیق کرے مسلمان سجدے میں گئے اور کافر نہ کر سکے جب مسلمانوں نے سر اٹھایا اور کافروں کو اس دولت سے محروم پایا تو نفع الہی کے شکر میں پھر سجدہ کیا وہی دوسرے سجدے نماز میں مقرر ہوئے نکتہ سلام کے وقت قبلہ سے ہونہ پھرنا اس لئے مستنون ہوا کہ ختم نماز جس میں استقبال فرض ہے دالت کرے یعنی جب نماز میں استقبال فرض ہے تو سلام کے وقت اُس عبادت کے ختم اور اس سے باہر آنے کا ہے عند استقبال کہ توجہ بریمین و یسار ہے مناسب ہے حکمت مشرعت جماعت میں یہ حکمت ہے کہ جماعت معجون مرکب کے مانند ہے اور جو فائدہ مرکبات سے حاصل ہوتا ہے مفردات سے نہیں ہوتا اسی طرح جو فائدہ ہر نمازی کو نماز جماعت سے حاصل ہو سکتا ہے تنہا نہیں ہو سکتا ہے کسی کی نماز میں خشوع اور کسی کی خضوع اور کسی کی ذوق و شوق اور کسی فرمانبرداری اور امتثال امر الہی کی رعایت زیادہ ہوتی ہے اور بعلم اجتماع فائدہ ایک کا دوسرے کی طرف مؤدی ہوتا ہے اور ہیئت اجتماعی حکم معجون مرکب کا پیدا کرتی ہے اور موجب فوائد غیر محصورہ ہوتی ہے اللہ ماد ذقنا حلالہ و علماء فرماتے ہیں کہ نماز جماعت میں چار فائدے ہیں اول قیام الفت بین المصلین اور اسی لئے محلوں میں مسجدیں بنانا مشروع ہوا تاکہ ہمسائے آپس میں ہر روز پانچ بار ملاقات کیا کریں اور اس سبب اُن میں محبت و الفت قائم رہے اور ایک دوسرے کے حال سے واقف ہوتا رہے تاہم سائگی کا حق بخوبی ادا کرے دوم نفس پر تنہا عبادت کرنا نہایت شاق اور ناگوار ہے جس کام میں اوروں کو مصروف دیکھتا ہے برغبت و نشاط اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور شیطان بھی تنہا پر بہت حقد کرتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ہات جماعت پر ہے سوم برکت کامل کی ناقص میں اور حاضر القلب کی غافل کے دل پر اثر کرتی ہے اور اُس کو کمال اور بیدار دلی کی طرف کھینچتی ہے می پذیر بند بدار را بطفیل نیکان و سب بن منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پچھلی صف میں کھڑے ہوتے اور کہتے کریں نے توریست میں دیکھا کہ بعض لوگ اُمت محمدی میں ایسے ہیں کہ جب سجدے سے سر اٹھاتے ہیں جو لوگ اُن کے پیچھے ہوتے ہیں بچھے جلتے ہیں اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کا ثواب بہت بڑا ہے مگر یہ امر یا اختلاف احوال و اشخاص مختلف ہو سکتا ہے چہاں رجم اجتماع مسلمین موجب ہزاروں برکات کا اور سبب سیکڑوں فائدوں کے حصول کا ہے جاہل عالموں سے مسائل سیکھتے ہیں اور انکی نماز کو دیکھا داتے نماز کا طریق جان لیتے ہیں اور اہل محبت کے شوق کو دیکھ کر دوسرے مسلمانوں کو اُس عبادت کا شوق حاصل ہوتا ہے اور خائفین کے خضوع و خضوع کو دیکھنے سے خوف خدا کا اوروں کے دل میں بھی پیدا ہوتا ہے ہے باک

جب اہل احتیاط کی احتیاط پر نظر کرتے ہیں اپنی بے باکی سے باز آتے ہیں اور نماز میں جلدی کرنے والے جب صابروں کے سکون و وقار کو دیکھتے ہیں اپنے جلد پڑھنے پر نادام و شرمندہ ہوتے ہیں اسے عزیز نماز باجماعت موجب انواع سعادت ہے احبار العلوم میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تکبیر تحریر جس کی چالیس دن تک فوت نہ ہو وہ نفاق اور دوزخ سے محفوظ رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک گروہ قیامت کے دن چمکتے تارہ کی طرح مشہور ہوگا فرشتے کہیں گے تم کیا عمل کرتے تھے جواب دیں گے جس وقت ہم اذان سنتے تھے سب کام چھوڑ کر طہارت میں مشغول ہو جاتے تھے دوسرے گروہ کے مونہہ چاند کی طرح چمکتے ہوں گے فرشتے اُن سے اُن کا عمل پوچھیں گے وہ کہیں گے ہم وقت سے پہلے طہارت کر لیتے تھے تیسرے کے مونہہ آفتاب کی مانند روشن ہوں گے وہ کہیں گے ہم اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے تھے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے خدا نے تعالیٰ اُسے عرش کے سایہ میں کھڑا کرے گا جس دن اسکے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا سنا اور فرماتے ہیں جو شخص ابھی طرح وضو کر کے اذان جمعہ کی واسطے مسجد میں جاوے اور خطبہ کے وقت چپکا رہے اُس کے سب گناہ اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے پورے روز اور کے سب سختے جاویں اور غ فرماتے ہیں ایک نماز جماعت کے ساتھ ستائیس نماز کے برابر ہے غ فرماتے ہیں جو شخص عشا کی نماز جماعت کیساتھ ادا کرتا ہے آدھی رات کی عبادت کا ثواب اور جو صبح کی نماز جماعت کیساتھ پڑھتا ہے تمام رات کی عبادت کا ثواب پاتا ہے غ سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں برس سے اذان میں سنتا ہوں یعنی بشوق جماعت اذان سے پہلے مسجد میں جا بیٹھتا ہوں غ اور سلف صالحین کا یہ حال تھا کہ اگر تکبیر اول فوت ہوتی تین دن اور جو جماعت نہ ملتی سات دن ماتم داری کرتے شہم ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اگر تم اس تارک عبادت کی طرح اپنے گھروں میں نماز پڑھو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے ارادے میں ہے کہ اُن لوگوں کے گھر جو بے کسی عذر کے گھر میں نماز پڑھتے ہیں جلا دوں اور تہل فرماتے ہیں اگر عورتوں اور بچوں کے جلنے کا خیال نہ ہوتا تو میں عشا کی نماز پڑھتا اور جو لوگ نماز میں حاضر نہ ہوتے اپنے غلاموں سے اُنکے گھر چلوا دیتا شہم محیط رضی اللہ عنہ میں ہے کہ جماعت سنت ہو کہ وہ ہے اگر تمام اہل شہر اُسے ترک کریں اور سمجھانے سے باز نہ آئیں اُن پر جہاد کرنا درست ہے کہ جماعت شعار اسلام سے ہے شہم اور ابن المبارک سے ترک مسواک میں بھی ایسا ہی مضمون منقول ہے اس لئے کہ مسواک بھی مانند جماعت کے شعار اسلام سے ہے اور مطلوب شارع ہے صلہ حضرت فرماتے ہیں اگر میری امت پر گراں نہ ہوتا تو میں اُن کو ہر وضو کے نزدیک مسواک کا حکم کرتا شہم امام محمد کہتے ہیں کہ تارکین اذان سے جہاد کرنا درست ہے جیسے کہ اذان پر کہ جماعت کی طرف بلانا اور اُس کے حصول کے لئے وسیلہ ہے اس قدر شدت تو ترک جماعت کہ مقصود شرع ہے کس درجہ مذموم ہو گا غایتہ البیان اور اجناس میں ہے کہ تارک جماعت کی گواہی شریعت میں قبول نہیں اور بعض کتب فقہ میں مذکور ہے کہ تارک جماعت پر تعزیر ضرور ہے اور مسایلوں پر اُس کو نصیحت کرنا واجب یہاں تک کہ اگر سکوت کریں گے گنہگار ہووینگے تنبیہ مشہور یہ ہے کہ جماعت سنت ہو کہ وہ ہے لیکن بدائع میں اکثر مشائخ سے اُس کا وجوب نقل کیا ہے اور یہی اصح اور ارجح ہے کہ مواظبت حضرت باوجود انکار

کے اُس کے تارک پر دلیل وجوب ہے اور کریمہ **وَادَّكَعُوا مَعَ الزَّكَاتِ** بھی اس دعا کو مفید ہے اور ہو سکتا ہے کہ سنت مؤکدہ سے واجب مراد ہیں خصوصاً اس بات میں کہ شعار دین سے ہے اور موجب شوکت اسلام اور مہبت مسلمین اور ترغیم و تحویف کفار چنانچہ کرخی نے اُسے سنت مؤکدہ سے تعبیر کیا پھر اُس کو وجوب کے ساتھ تفسیر کیا لطیفہ نماز جامع جمیع عبادات ہے تکبیر و تسبیح و تهلیل و تمجید و قرأت و درود و دعا و غیرہ عبادات قولی ہیں اور طہارت اور رفع یدین اور استقبال قبلہ اور قیام اور رکوع اور سجود اور قعدہ اور قومہ اور جلسہ اور تعدیل ارکان عبادات فعلی ہیں اور ستر عورت اور تنظیف جامع عبادات مالی کھانا پینا ترک کرنا بجائے صوم کے ہے اور تکبیر تحریمہ بجائے احرام اور استقبال قائم مقام طواف اور قیام بمنزلہ وقوف اور رکوع و سجود بمنزلہ عمر و تواضع کر اصل عبادت ہے اور قعود بجائے رمی جمار اور بدل مال ستر عورت اور آلات طہارت کے لئے بمنزلہ زکوٰۃ اور قعدہ جاری مجری اعتکاف اور بھی قعدہ بمنزلہ عبادت جمادات اور رکوع قائم مقام عبادت چرند کے اور سجود بمنزلہ عبادت حشرات اور قیام بمنزلہ عبادت اشجار و نباتات اور ذکر و تسبیح عبادت پرند اور جن و ملائکہ کے قائم مقام ہے اور دعا کس مخ العبادات اور منقاح ہر دعا ہے خلاصہ اور لب لباب اس عبادت کا ہے اور بھی وضو مانند زہر کے ہے اور امام مانند مبارز کے اور قوم لشکر صف کشیدہ اور گزہ شیطین غنیم لثیم اور محراب موضع حرب جہاد میں کافروں کو قتل کرتے ہیں نماز میں اُن کے سردار کو ہزیمت دیتے ہیں جہاد میں فتح کے بعد مال قسمت کرتے ہیں نماز میں سلام پھیرتے ہی فضل ذوالجلال بانٹتے ہیں اور دینار و درہم کے دینے سے فقیر کو آسائش حاصل ہوتی ہے اللہم اغفر لی الآخر پڑھنے سے تمام مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے نکتہ صلوٰۃ صلی بالضم والکسر سے کہ بمعنی سوختن ہے ہم اشتقاق ہے پس بندہ صلی کو لازم ہے جب اس کام کی طرف متوجہ ہو پروردگار شمع حقیقت پر اس طرح سے جل جائے کہ اگر اُس کے سوز و گداز کا ظاہر نہ ہونے پاوے نکتہ نماز کو نصب سے اسلئے تعبیر فرمایا کہ اُس کی حقیقت حاصل کرنا اور اُس کو جیسے کہ چاہئے بجا لانا نہایت مشکل اور سخت دشوار ہے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا حال فصل حقیقت میں بیان ہو چکا کہ جب نماز کا ارادہ کرتے تمام بدن میں لرزہ پڑنا اور فرماتے اُس امانت کے ادا کا وقت آیا جس کا بوجھ ہفت آسمان اور زمین سے نہ اٹھ سکا **هَذَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ** بما اراد بہ یعنی معنی ہم نصب سے نظر اور فکر مراد ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقت فکر کی طلب علم ہے اور مراد طلب علم سے توجہ نفس کی ہی طرف معقول کے واسطے تحصیل مہجول کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ان فی خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لآیات لا ولی الا للہ** باب بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں **الذین یدکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم** جو لوگ کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پیلوں پر خدا کو یاد کرتے ہیں **ویتفکرون فی خلق السموات والارض** اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں **وینام خلقت هذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار** ہمارے پروردگار تو نے اسے بے فائدہ پیدا نہ کیا تو پاک ہے پس ہم کو آگ کے عذاب سے بچا اور ارشاد ہوتا ہے **انما خلقتکم عبثاً وانکم الینا لاترجعون** کیا تم نے جانا کہ میں نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا اور تم میری طرف نہ لوٹو گے **فما خلقتنا السماء والارض وما بینہما**

لاهیین ہم نے آسمان اور زمین اور اُس چیز کو کہ اُن میں ہے کھیل کے طور پر نہیں بنایا ف مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا لَعَلَّكَ
 وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ نہ پیدا کیا ہم نے اُن کو مگر ٹھیک اور حق کے ساتھ لیکن اُن میں بہت لوگ نہیں جانتے ف
 لخلق السموات والارض اکبر من خلق الناس بے شک پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا بہت بڑا ہے آدمیوں کے پیدا
 کرنے سے ارشاد ہوتا ہے ان فی ذلک لعبرة لا ولی الا بصار اس میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لئے علماء
 تہریج کرتے ہیں کہ مواقع ترغیب قرآن میں نظر و تدبر و اعتبار و ابصار سے سب جگہ تفکر مراد ہے کہ آسمان اور اُس
 کے عجائبات وغیرہ اکثر چیزوں کو نظر کیا یعنی ادراک نہیں کر سکتی اور تدبر و اعتبار کو لازم تفکر سے ہیں اور فرماتا ہے قل
 انظروا ما فی السموات والارض ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون ہ تو کہہ دیکھو آسمان اور زمین کی چیزوں کو
 بیشک اُس میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں اور شکر و دل کی مذمت کرتا ہے ہم عن ایا ما معروضون وہ ہماری آیتوں
 سے متوجہ نہ ہوتے ہیں یعنی اُن میں فکر نہیں کرتے ہیں غ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک ساعت فکر کرنا سال بھر
 کی اور ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے غ اور فرماتے ہیں آنکھوں کو بھی عبادت سے حدود
 عرض کیا کس طرح فرمایا قرآن دیکھ کر پڑھو اور اُس کے عجائبات سے عبرت پکڑو غ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی
 ہیں کہ ایک دن آپ نماز میں روئے لگے میں نے کہا آپ کے تصور معاف ہیں پھر روئے کی کیا وجہ ہے فرمایا کس طرح دروؤں
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان فی خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لآیات لک ولی الابواب
 خرابی اُس پر جو اس آیت کو پڑھے اور فکر نہ کرے ض جو آسمان اور ستاروں کی طرف نظر کر کے اشدھ ان لک دیا و
 خالقا پھر اللہم اغفر لی کہے خدا تعالیٰ اُس کو اپنی رحمت سے بخش دے غ کسی نے عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ زمین
 پر کوئی آپ کے برابر ہے فرمایا ہاں وہ شخص کہ جس کا ہر کلام ذکر ہو اور خاموشی فکر اور ہر نظر عبرت ایک بزرگ کہتے ہیں جس
 کو ملکہ ذکر و فکر کا حاصل ہوا اگر تنگی وقت یا غلبہ درد و غم کے سبب سے اُس میں فتور واقع ہو جائے گا مفارقت روح
 کے بعد پھر عود کرنے کا اُس وقت لطف اس نعمت کا حاصل ہو گا ابن عوان سے منقول ہے کہ فکر دافع غم اور موثر
 خوف پروردگار عالم ہے اور کوئی چیز دل کو غم کے برابر نرم اور فکر کے برابر روشن نہیں کرتی علامہ ناصر الدین بیضاوی اپنی
 تفسیر میں نقل کرتے ہیں لا عبادة کالتفکر تفکر کے برابر کوئی عبادت نہیں غ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات
 کو غم پر بیٹھے ملکوت آسمان میں تفکر کرتے تھے روتے روتے بے ہوش ہو گئے اُسی حالت میں ہمسایہ کی چھت پر گر پڑے
 مگر ہوش میں نہ آئے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں دو رکعت فکر کے ساتھ تمام رات کی عبادت سے بہتر ہے
 غ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فکر آخرت ثمرہ حکمت بخشی ہے اور دل کو زندہ کرتی ہے اسے
 عزیز تفکر کی خوبی پر تمام عقلا کا اجماع ہے کسی بات کا انجام بے اُس کے اچھا نہیں ہوتا اور معرفت کہ تمام مطالب و
 مقاصد کی اصل اور جملہ خیرات و حسنات کی مبدیہ ہے اُس کے کامل نہیں ہوتی فضائل اُس کے حصہ و شمار سے
 غاب اور فوائد اُس کے احاطہ و تحریر سے باہر ہیں لہذا ہم اُس کے بیان کو چنداں بجائے شریفہ کے ذکر پر کہ نہایت
 اہم ہے ختم کرتے ہیں اور خدا سے توفیق چاہتے ہیں انہ الموفق والہادی علیہ تو کلی واعتقاد ہی۔

بحث اول ہر فکر صحیح نہیں ورنہ عقلاً باہم اختلاف نہ کرتے فطرت انسانیہ کہ خطا سے نگاہ رکھنے والی ہے گناہوں کی کثرت اور ہوا و ہوس کی ظلمت سے تاثیر اسکی ضعیف ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات عمل اسکا بالکل باطل ہو جاتا ہے اسکے عاصم ہونے پر یہ دلیل کافی ہے کہ جب وہ پردہ جو گناہوں کے سبب اس پر پڑ جاتا ہے اور وہ ضعف کہ ہوا و ہوس کی وجہ سے اس کو لاحق ہوتا ہے ریاضت و مجاہدہ سے دور کیا جاتا ہے تاثیر اسکی قوی ہو جاتی ہے اسی وجہ سے بعض عقلاً کی فکر بعض سے قوی ہوتی ہے اور اہل بصیرت کی رسائی متفاوت بعض آسمان تک اور بعض عرش و کرسی و لوح و قلم تک پہنچتے ہیں اور بعض بسبب کمال صفات قلب اور نہایت تخلیق و تجلیہ باطن کی حلال حق میں مستغرق ہو جاتے ہیں آس طرح اہل غفلت کی فکر میں بھی بقدر غفلت و معصیت کے تفاوت ہوتا ہے بعض باریک مضمون کو سمجھ لیتے ہیں اور بعض نہیں اور بعض اکثر غلطی کرتے ہیں اور بعض کبھی اور غلطی انکی دو باب میں منحصر ہے یا تو مقدمات کا ذہن کو سچا جانتے ہیں اور یا شرائط انتاج سے کسی شرط کو ترک کرتے ہیں بحث ثانی سالک اپنے محبوب کے سوا دوسرے سے کچھ کام نہیں رکھتا اور جس چیز کو مطلوب حقیقی اور مقصود اصلی سے علاقہ نہیں اسکی طرف اصلاً التفات نہیں کرتا ہاں جسے محبوب سے کچھ علاقہ اور مناسبت ہے کبھی اس کی طرف بھی نہ من حیث ہو ہو بلکہ بنظر اسی علاقے اور مناسبت کے متوجہ ہوتا ہے پس نظر سالک کی تین چیزیں منحصر ہے اول صفات حق کہ سیر آفاقی اور (نفسی اور تخلیق اور تجلیہ بلکہ حلال اقسام ریاضت و مجاہدہ سے مقصود معرفت اُن کی ہے اور وہ جو بعض مشائخ سے منقول ہے کہ ادراک صفات کا بھی اذہان متوسطہ کا کام نہیں ارباب عقول عالیہ گاہ گاہ اس دولت عظیمہ سے مشرف ہوتے ہیں مراد اُس سے ادراک حقیقت ہے نہ مطلق معرفت اُن کی البتہ حقیقت اُن کی ادراک عقول سافلہ اور متوسطہ سے برتر اور درسا ہے اور اُن کو بلفظ سمیع و بصیر و متکلم و مرید و غیرہ تعبیر کرنا محض استعارہ ہے وہ سمیع اور بصیر ہے نہ آن سمیع و بصیر کہ ہماری سمجھ میں آسکے اور عظیم و داسع ہے نہ بآں علم و وسعت جسے ہم ادراک کر سکیں تحیط ہے نہ بآں احاطہ جسے ہم احاطہ کرتے ہیں قریب اور ہمارا ساتھ بآں قرب و معیت جسے ہم قرب و معیت جانتے ہیں جس طرح ذات اُس کی بے شبہہ و یکتا ہے اسی طرح کیفیت ان صفات کی بھی ہماری سمجھ سے برتر اور اعلیٰ ہے حقیقت اُن کی عبارت میں نہیں آتی اور جو آسکتی تو کون کہتا اور کون سمجھتا علما نے تو اس قدر تصریح کو بھی کہ نہ وہ جو ہر ہے نہ عرض نہ مکان میں ہے نہ جہت میں نہ عالم میں ہے نہ عالم سے باہر نہ متصل ہے نہ منفصل منع فرمایا کہ شاید عوام اپنی ذات پر قیاس کر کے ایسی ذات کے امکان سے انکار کریں اُن کے لئے اسی قدر کافی ہے کیس مشکلہ شیعی و ہوا السمیج البصیر کسی پیغمبر علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ میرے صفات بندوں سے بیان نہ کر اُن سے وہ بات کہہ جو اُن کی سمجھ میں آوے ہاں تخلیق اور تجلیہ سے ایک صفاتی اور روشنی دل میں پیدا ہوتی ہے اور حجاب گناہوں کا دور ہو جاتا ہے اُس وقت انسان اُن کو ادراک کر سکتا ہے اور جس قدر یہ روشنی اور صفاتی زیادہ ہوتی ہے معرفت اسکی بڑھتی جاتی ہے مگر نہایت معرفت کی حاصل نہیں ہو سکتی کہ صفات الہی مانند اُس کی ذات کے محدود نہیں اسلئے کہتے ہیں کہ سیری اس دولت سے دلیل بے دولتی ہے نہ مصلحت نیست مرا سیری ازاں آب حیات نہ ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی نہ چاہئے کہ جس قدر نزدیک ہو زیادہ ڈھونڈے اور جس قدر زیادہ جانے زیادہ چاہے نہ گر روزے ہزار بارست مینم نہ

در آرزوئے بارگراہم بود۔ السکون حرام علی قلوب اولیائہ اور وہ جو بعض صوفیاء سے منقول ہے کہ ہمارے حق میں بوئے شراب جام سے زیادہ کام کرتی ہے اپنی تواضعاً پست فطرتی اور قصور حوصلہ کا بیان فرماتے ہیں یہ مراد نہیں کہ ایسا ہونا چاہئے اس لئے کہ قناعت اس جگہ مذموم ہے نہ الگ کو لازم ہے کہ اس راہ میں کسی جگہ پر نہ ٹھہرے اور کہیں منزل و مقام نہ کرے جس قدر دعوئے ناستہ اور جس قدر پائے نایافتہ سمجھے کہ کمال اس دولت کا کسی کو حاصل نہ ہوا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جن کا ایمان مجموع امت کے ایمان سے غالب ہے کہتے ہیں یا رسول اللہ ما لا یمان اے رسول اللہ ایمان کیا ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تعالوا لنومن باللہ ساعة اذ کہ خدا پر ایک ساعت ایمان لاویں مسلمانوں سے فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا امنوا اے ایمان والو ایمان لاؤ یہ وہی ایمان ہے جس کا نام معرفت رکھتے ہیں اور وہی مقام ہے جسے عرفان کہتے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں العجز عن الادراك ادراك عاجز ہونا جاننے سے جانتا ہے نہایت دانائی عقلی کی یہی ہے کہ اپنی نادانی کو جانیں اور اپنی نارسائی کا اقرار کریں یہاں اعتراف بچہل عین علم ہے اور دعویٰ علم نفس چہل لا آوری اگر اور جگہ نصف العلم ہے یہاں کل العلم ہے۔ ایک شخص یہ شعر پڑھتا تھا سہ اسئل مسلمی فہل من مخبر ۛ یکون لہ علم بہا این تنزل ۛ فیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کان میں آواز اس کی پہنچی تے اختیار ایک چیخ ماری اور کہا سہ واللہ ما فی الدارین عنہ مخبر ۛ خدا کی قسم دونوں جہان میں اس کی خبر دینے والا کوئی نہیں ایک عارف کہتے ہیں سہ قد تحیرت فیک خذ بیدي ۛ یا دلیلاً من تحیر فیک ۛ یہ مقام چہل و حیرت ہے نہ وہ چہل و حیرت جسے ہم چہل و حیرت کہتے ہیں بلکہ وہ عین معرفت ہیں نہ وہ معرفت جسے ہم معرفت سمجھتے ہیں دیدہ کشف شہود اس مقام میں خیرہ و تباہ اور بات عقل کا دامن اور اگر کسی کو تاہ آئے عزیز انسان حاسہ و ہم و خیال سے نجات نہیں پاسکتا اور جس میں وہم و خیال کو دخل ہے وہ معلول و مجہول ہے کہ ظلال اور غیب علم الیقین ہے نہ عین الیقین کہ آثار و اظلال مطلوب سے ہے نہ عین مطلوب سہ ہمیں کر دہور سے دعائے سحر ۛ کہ نہائش آید سلیمان مگر ۛ چہ خوش گفت مرغ زیرک بدو ۛ سلیمان بیاید و لے جائے کو ۛ تحقیق اس مقام کی اور تفصیل اس ہر ام کی یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کو بے اعانت و امداد حواس کے ادراک نہیں کرتا ہے اور وہم و خیال کسی بشر کا لہجہ کے جناب تک نہیں پہنچ سکتا اس لئے کہ مرتبہ تنزیہ میں جس طرح مثل نہیں مثال بھی نہیں ف فلا تصور ہوا لکہ لا تصور اور جب وہ ذات پاک عالم مثال میں نہیں تو عالم خیال میں کہ ظلال اسکا ہے کس طرح اس کے فلا تصور انما یکون شہ المجہل والحیرت بلکہ قطع نظر اس مقدمہ کے کہ عقل انسانی حواس سے استمداد و استعانت کرتی ہے عقل صرف بھی اس جگہ عاجز ہے نہ اس وجہ سے کہ اس کے نور و ظہور میں کچھ تصور ہے کہ ظہور آفتاب اس کے ظہور کا اور نور اس کا اس کے نور کا ایک پرت ہے بلکہ اس سبب سے کہ عقل یہاں چشم خفاش کا حکم رکھتی ہے اور کوئی طریق ادراک کا نہیں پاتی نہ وہاں شبہ ہے نہ مثل نہ جنس نہ فصل نہ زمان نہ مکان نہ سمت نہ جہت نہ عین نہ شمال نہ غرب نہ شرق نہ تحت نہ فوق نہ قرب نہ بعد نہ اسم نہ رسم نہ طلوع نہ غروب نہ فلک نہ ملک نہ دھوپ نہ سایہ نہ اتصال نہ مقابلہ نہ عبارت نہ اشارت نہ عرش نہ کسی نہ زمین نہ آسمان نہ صورت نہ شکل نہ جہانست نہ کیفیت نہ وہ جسم ہے نہ جوہر نہ عرض نہ

محدود نہ محدود نہ متجزی نہ متبعض نہ متناہی نہ مرکب مقام اثبات میں اس قدر جلتے ہیں کہ وہ قدیم ہے اور واجب الوجود اور قائم بالذات اور واحد من جمیع الہیات زندہ قادر داناسمیع بصیر شامی متکلم بکلام ازلی مرید مکون و خالق اشیاء آخاطر وہم و خیال سے منزہ و مبرا و ہوبکل شیئی محیط و ہوعلی کل شیئی قدیم سے مرا از حافظ شیرازی مصرع چہ خوش آمد کہ کس نہ کشود و نکشاید حکمت اس معمار کہتے ہیں ایک صدیق نے کسی کے لئے دعا کی الہی اسے اپنی معرفت عنایت کر اسی وقت وہ شخص بے ہوش ہو کر گر پڑا صدیق حیران تھا کہ الہی یہ کیا ہوا جواب آیا ہزار اشخاصوں نے اس وقت ہی دعا کی ایک ذرہ معرفت کا ان پر چمکا دیا سب کلمہ ہی حال ہوا اور کوئی ثابت لا سکان ایک روز سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے پوچھا کہ تم نے پروردگار کو کبھی دیکھا یا نہیں عرض کیا مجھ میں اور جناب الہی میں ستر پردے نور کے حامل اگر ذرا بھی اپنی جگہ سے جھکاؤں کروں جل جاؤں اور ایک روایت میں ہے کہ شیخ اگر پہلے کو بات لگاؤں فوراً جل جاؤں تب جس دن اسرافیل پیدا ہوئے خدا کے خوف سے آنکھ اوپر کو نہ اٹھائی ان میں اور پروردگار میں ستر حجاب نور کے ہیں اگر ذرا بھی اٹھیں جل جاویں آئے عزیز جبکہ خاصان بارگاہ الہی ماعرفنا حق معرفتک کہیں اور کلیم باری جواب ارغی میں لن ترائی سنیں تو ہمارا تمہارا وہاں ذکر کیا اور زید و عمر کی رسائی کجا سے تو از کجا و امید وصال اور کجا بدامنش نہ رسد دست ہر گداز حلقہ مطلب نایاب اور راہ دور و وصل میں ہجر و جبر میں وصل بعد میں قرب قرب میں بعد سے فقلت لا صحابی ہی الشمس وضوعھا و قریب و لکن تناولھا بعید۔ خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں جس کام میں ہم مشغول ہیں کمال قرب اُس کا کمال بعد ہے خواجہ بایزید بظامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے میں نے سنا تھا الذوحن علی العرش استوی جب عرش تک پہنچا اُسے بھی اپنی طرح تشنہ پایا پس استقرار عرش بھی مجازی ہے آئے عزیز دنیا میں معرفت اُس کی مخصوص بحضرت ہے آخرت میں بقدر مراتب ہر ایک کو حاصل ہوگی وہاں علم الیقین عین الیقین ہو جائیگا اور نور اصل ہے شامیہ ظل جلوہ فرمائے گا سہ برائے دیدن روئے تو چشمے دیگر مایدہ کراں چشمے کہ من دارم حالت مانمی شاید پس مہیوم اور معقول اور مشوق اور مشہود اور دل کا ماسوئی میں داخل ہے سہ مابکنہ حقیقت نرسیم اے یقین و گمان باہمہ بیچ و ہرچہ بیند خیال باہمہ نقص و گرچہ گویند زبان باہمہ بیچ۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب مہسومہ میر محمد نعمان بدخشی میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ معلوم اور مشہود ہوا اس کے تحت میں داخل کرے اور بجانب اس بات میں سوا تکلم بہ کلمہ اثبات کچھ ملحوظ نہ رکھے سہ اے دریا ہرچہ گفتم بیچ بود و دیدہ کو در راہ بیچا بیچ بود۔ سہ در دا و درینا کرازیں خاست نشست و خالیت مرا بر سر و بادست بدست۔ بندہ ناچیز کی کیا مجال ہے کہ سراپردہ ہیبت و جلال سے گزر کر جمال اُس کا بے پردہ دیکھے سہ در راہ تو فکر من بجائے نرسید و کا نجاز من و فکر نشان نیست پدیدہ من کیستم و راہ تو کو فکر کجا و حقا کہ خیالیت ہمہ گفت و شنید۔ متوسط ظل کو اصل اور تجلی کو عین متجلی سمجھتے ہیں اور مہندی ایمان استدلالی کو معرفت حقیقی جانتے ہیں کل حزب بما لدیہم فرعون سہ ہمنشینم و خیال تو داسودہ دلم کہیں وصلے است کہ در پے غم ہجرانش نیست۔ منتہی کہتے ہیں سہ بلا اے مرغ زیرک پر میندا ز کہ انجا مشکلت آہنگ پر فاز و دریں وادی نہ رہ پیدا نہ منزل و ازین پردہ نہ بابگ آید نہ آواز و کسے واقف نمی گردد ازین حرف و کسے محرم نمی باشد

محدود نہ محدود نہ متجزی نہ متبعض نہ متناہی نہ مرکب مقام اثبات میں اس قدر چلتے ہیں کہ وہ قدیم ہے اور واجب الوجود اور قائم بالذات اور واحد من جمیع الہیات زندہ قادر دانا سمیع بصیر شامی متکلم بکلام ازلی مرید مکون وخالق اشیاء آخاطہ وہم وخیال سے منزہ وبراہوہو بکل شیئی محیط وھو علی کل شیئی قدیر سے مرا از حافظ شیرازیں مصرع چہ خوش آمدہ کہ کس نہ کشود و نکشاید بحکمت این معمار کہتے ہیں ایک صدیق نے کسی کے لئے دعا کی الہی اسے اپنی معرفت عنایت کر اسی وقت وہ شخص بے ہوش ہو کر گر پڑا صدیق حیران تھا کہ الہی یہ کیا ہوا جواب آیا ہزار شخصوں نے اس وقت ہی دعا کی ایک ذرہ معرفت کا آن پر چمکا دیا سب کا یہی حال ہوا اور کوئی تاب نہ لاسکا کہ ایک روز سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ تم نے پروردگار کو کبھی دیکھا یا نہیں عرض کیا مجھ میں اور جناب الہی میں سریر دے نور کے حامل اگر ذرا بھی اپنی جگہ سے جھکاؤ نہ کروں جل جاؤں اور ایک روایت میں ہے مرشیخ اگر پہلے کو بات لگاؤں فوراً جل جاؤں تب جس دن اسرائیل پیدا ہوئے خدا کے خوف سے آنکھ اوپر کو نہ اٹھائی اُن میں اور پروردگار میں ستر حجاب نور کے ہیں اگر ذرا بھی اُٹھیں جل جاویں آسے عزیز جبکہ خاصان بارگاہ الہی صاعود فنا حق معرفت کہیں اور کلیم باری جواب ارنی میں لن توانی سنیں تو ہمارا تمہارا وہاں ذکر کیا اور زید و عمر کی رسائی کجا ہے تو از کجا و امید وصال اور کجا بدامنش نہ رسد دست ہر گداز حافظ۔ مطلب نایاب اور راہ دور و وصل میں ہجر ہجر میں وصل بعد میں قرب قرب میں بعد سے فقلت لا صحابی ہی الشمس وضوعھا قریب ولكن تناولھا بعید۔ خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں جس کام میں ہم مشغول ہیں کمال قرب اُس کا کمال بعد ہے خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے میں نے سنا تھا الرحمن علی العرش استوی جب عرش تک پہنچا اُسے بھی اپنی طرح تشنہ پایا پس استقرار عرش بھی مجازی ہے آسے عزیز دنیا میں معرفت اُس کی مخصوص بحضرت ہے آخرت میں بقدر مراتب ہر ایک کو حاصل ہوگی وہاں علم الیقین عین الیقین ہو جائیگا اور نور اصل ہے قیامیہ ظل جلوہ فرمائے گا۔ برائے دیدن روئے تو چشمے دیگر مایدہ کراں چشمے کہ من دارم حالت نامی شاید پس مہموم اور معقول اور مشوق اور مشہود اور دل کا ماسوی میں داخل ہے سہ مابکنہ حقیقت نرسیم دے لے یقین و گمان باہمہ بیچ ہر چہ بیند خیال باہمہ نقص ہر چہ گوید زبان باہمہ بیچ۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب موسومہ میر محمد نعمان بخشی میں لکھتے ہیں کہ جو کچھ معلوم اور مشہود ہوا کے تحت میں داخل کرے اور بجانب اس بات میں سوا حکم بہ کلمہ اثبات کچھ ملحوظ نہ رکھے اسے دروغا ہر چہ گفتم بیچ بود دیدہ کو در راہ بیچ بود۔ سہ در داود دروغا کرازیں خواست نشست ہر غاکست مرا بر سر و بادست بدست۔ بندہ ناچیز کی کیا مجال ہے کہ سر پریدہ ہیبت و جلال سے گزر کر جمال اُس کا بے پردہ دیکھے سہ در راہ تو فکر من بجائے نرسیدہ کا انجام از من و فکر نشان نیست پدیدہ من کیستم و راہ تو کو فکر کجا ہر حقا کہ خیالیست ہمہ گفت و شنید۔ متوسط نظر کو اصل اور تجلی کو عین تجلی سمجھتے ہیں اور مبتدی ایمان استدلالی کو معرفت حقیقی جانتے ہیں کل حزب بما لدیہم فرعون سے، منشیتم خیال تو دآسودہ دلمہ کیوں وصلے است کہ دپے غم ہجران نش نیست۔ منتہی کہتے ہیں سہ ہلا اسے مرغ زیرک پر بیندازہ کہ اینجا مشکست آہنگ پروازہ دریں وادی نہ رہ پیدا نہ منزل ہر ازیں پردہ نہ بانگ آید نہ آواز ہر کسے واقف نہی گرد ازیں حرف ہر کسے محرم نہی باشد

اور تحقیق و تفصیل ذات اور اُس کے لواحق اور اجزاء اور صفات کی کتب سلف میں بخوبی مسطور ہے اُس جگہ چند فوائد اُن سے التفات کر کے لکھے جاتے ہیں اور بعض مطالب نفیسہ اور مضامین بدیعہ اپنے ذہن سے بھی ضمن تقریر میں بیان کئے جاتے ہیں

فائدہ اولیٰ اکثر روایتیں اور ارسطو انسان کو نفس اور بدن سے مرکب کہتے ہیں اور تعریف اُسکی ناطق ناشی برجلین کیساتھ کرتے ہیں اس تقریر پر انسان موت کے بعد انسان نہیں رہتا اور سعادت انسانہ بدون کمالات بدریہ تمام نہیں ہوتے اسوقت اگرچہ انسان یا اعتبار ایک جز کے اور جوہر تعلق سفلیات کے سفلی ہے مگر نظر دوسرے جز اور مطالعہ علویات اور اختیاق عالم علوی کے اُس عالم سے بھی مناسبت کامل رکھتا ہے پس حقیقت انسانہ عالم ارواح و ملائک اور عالم مواد و عناصر میں برزخ ہے اسی وجہ سے دونوں عالم میں تصرف اُسکا جاری ہے اور منصب خلافت حق سے مشرف ہے اُن جو امور شریفہ سے جاہل اور بے خبر اور عالم علوی سے کہ بطن اصلی روح کلی ہے بے رغبت ہے اولئک کا لانعام یہ لوگ چار پاؤں کے برابر ہیں کہ اپنی تکمیل اور فضائل کے تحصیل سے کام نہیں رکھتے بل ہم اضل بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں کہ اُن میں استعداد و قوت ہی نہیں اور یہ استعداد رکھتے ہیں مگر اُسکو غفلت میں ضائع کرتے ہیں اُسے عزیز قیمت تیری طلب پر ہے جیسی طلب ویسی ہی قیمت سگت اصحاب کبف کا مطلوب عمدہ تھا قیمت اُسکی شیروں سے بڑھ گئی اور طمع و ہوا کا مطلوب ہوا وہوس بھی قدر اُس کی کتوں سے کم ہو گئی کہتے ہیں کسی نے خدا سے بیٹا مانگا حضرت پیدا ہوا کہا الہی یہ کیسا بیٹا دیا جواب ہوا ہم دینا جانتے ہیں تجھے مانگنا نہیں آتا پس مدار کار تیری مراد پر ہے جیسی مراد ویسا کام اور جیسی طلب ویسا انعام صاحب جمع الاخبار شیخ رکن الدین بن شیخ صدر الدین قدس سرہما کے ملفوظات سے نقل کرتے ہیں کہ بشر مجموع صورت و سیرت ہے اور حکم صفت پر ہے نہ صورت پر نہ آدہ آخرت میں کہ ظہور حقیقت اشیا کی جگہ ہے یہ حکم بخوبی ظاہر ہو گا کہ اکثر خلق کو اُسکی سیرت کی مناسب صورت دیں گے بلعم کو کتے کی شکل پر اٹھائیں گے فہشلہ کمثل الکلب اور ظالم کو بھیڑیے کی صورت اور متکبر کو چیتہ کی شکل پر مسخ کر دیں گے وہ سوف تری اذا نجلی غبارہ و تحت فوس امحمارہ بوقت صبح شود و چہ روز معلومت کہ باکہ باختر عشق در خب و سچور۔ بلکہ کہیں عالم مثال میں نفس اُس چیز کی شکل و صورت پر نظر آتا ہے جس سے مناسبت رکھتا ہے بعضوں نے اُسے چوہے اور بعضوں نے سانپ اور بعضوں نے بوڑھی کی شکل پر دیکھا ہے ایک شخص اپنے نفس کو چوہے کی شکل پر دیکھا پوچھا تو کون ہے کہل میں ہلاک غافلان اور نجات مخلصان ہوں دئی علی کرم اللہ وجہہ اپنے شیعوں کو کہتے ہیں یا اشباہ الرجال ولا رجال یعنی ہر چند کہ شکل و صورت تمہاری آدمیوں کی سی ہے مگر حقیقت میں تم آدمیت سے خارج ہو اصل یہ ہے کہ آدمی میں فرشتوں اور چار پاؤں کی صفیں جمع ہیں اگر صفت فرشتوں کی غالب آتی ہے اُن کی عادتیں اختیار کرتا ہے اور جو صفت بہائم یا سبع کی غالب آتی ہے اُن کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ جس طرح کتے اور سور اور شیر اور بھیڑیے کھانے پینے جماع آزار و مضامین مشغول ہیں اسی طرح یہ بھی انھیں چیزوں میں اپنی عمر عزیز کو ضائع کرتا ہے یا کھلونے کا تامل الانعام فرق اس قدر ہے کہ وہ اس کھانے پینے اور جماع پر ماخوذ نہیں اور اس سے ایک ایک بات کا حساب لیا جائے گا اگر حرام اور خلاف طریق شرع سے بچتا رہا تو طول حساب اور مولیٰ مال کے بعد نجات پائے گا اور جو حرام کا مرتکب ہوا دوزخ میں جائیگا واللہ اعلم بالصواب

زقوم کھانے کو اور جسم بننے کو ملے گا نعوذ باللہ من ذالک علامہ بیضاوی انہما المشعرون نجس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ مشرکین کتوں کی مانند نجس العین ہیں آئے عزیز تو جس کام کی واسطے پیدا ہوا نظر جس اعتبار سے انسان کہلایا اُس کو ہر حال میں محفوظ رکھ اور اُس میں ہر وقت مشغول رہہ ورنہ دعویٰ انسانیت سے دست بردار ہو گھوڑا جب گدھے کی چالنا چلنے لگتا ہے اُس پر پالان لگتا ہے کوئی سوار نہیں ہوتا کسی بزرگ نے ایسے مذہب پر ایک نکتہ بدیعہ اور لطیفہ پسندیدہ کہا ہے انسان دو جز سے مرکب ہے بدن کہ اصل اُسکی زمین ہے اور روح کہ آسمانی ہے اور آسمان وزین تعمیل احکام رب العالمین میں شب و روز متعدد و سرگرم رہتے ہیں پس جو آدمی اپنے مولیٰ کی عدول حکمی کرتا ہے یقیناً انسانیت سے خارج ہے کہ جب حکم اجزا کا بالکل باطل ہو جاتا ہے مرکب بھی نہیں رہتا اسے عزیز یہ اُس کا حال ہے جو اپنے کام میں مشغول نہ ہو اور اُس میں قصور کرے پس کیا حال ہے اُس کا جو مقتضائے انسانیت کی ضد پر عمل کرے اور اُس کے برخلاف چلے وہ شخص بہائم اور درندوں سے قطعاً بدتر ہے اس لئے کہ ہر جانور یہاں تک کہ آلو اور گدھا اُس چیز کو جسے اُسکی بقا مربوط ہے طلب کرتا ہے اور یہ اُن چیزوں کو ڈھونڈتا پھرتا ہے جو اُس کے زوال اور فنا دائم کے سبب ہیں اگر ہزار نوع کے جانوروں کو ایک مکان میں جمع کر داور جس قدر اقسام ماکولات اُن النوع کے مناسب ہوں اُس میں رکھ دہر نوع اسی کھانے کی طرف میل کریگی جو اُسکے مناسب گدھا گوشت کی طرف اور آلو گھاس کی طرف ہرگز میل نہ کریگا بخلاف آدمی نادان کے کہ شب و روز اُن باتوں کی طرف جو مقتضائے نوع کی خلاف ہیں مائل رہتا ہے اور جو امور کہ اُسکے نوع کے مناسب ہیں اُن کی تحصیل سے غافل گواہے اینٹ اٹھاتے دیکھتا ہے اُس سے ڈرتا ہے اور فوراً اڑ جاتا ہے نفس شیطان با فراغت اسکے ہلاک کے اسباب جمع کرتے ہیں اور یہ اصلاً حذر نہیں کرتا اُس میں ایک عیب ہے جس سے خیال کرتا ہے روتا ہے اس میں لاکھ عیب ہیں مگر کبھی اُن عیب چشمِ عبرت سے نہیں دیکھتا اور اپنے حال پر تاسف نہیں کرتا بیل اور گدھا بھوسہ اور گھاس سونگھ کر کھاتا ہے یہ حلال حرام میں اصلاً تمیز نہیں کرتا اسے عزیز جانور ایک طرف عناصر کہ شعور و ادراک و حواس ظاہر و باطن سے بے بہرہ ہیں اپنے چیز کی طرف دوڑتے ہیں افسوس کہ تو شعور و ادراک رکھتا ہے اور زیور عقل و حواس سے آراستہ ہے اور اپنے مرجع کی طرف رجوع نہیں کرتا باوجود اسکے کہ اُدھر جانا ضرور ہے اگر آپ سے نہ جائیگا گھسیٹ کے لے جائیں گے آسمان ہاں صلابت اس حکم سے شق ہو جاویگا اور پھر آں سختی اُس کے خوف سے پھٹ جاتا ہے مگر تو نافرمانی سے باز نہیں آتا اور اُسکا خوف تیرے دل پر اثر نہیں کرتا فہی کا الحجارة او اشد قسوة تیرے دل پر صادق ہے اور قول شاعر عہ فجلھما ذافکریت فیہم دحمید و کلاب او ذباب - تیرے حال کے مطابق قلامہ مطلب یہ ہے کہ انسان اس مذہب کے بموجب بدن اور نفس سے مرکب ہے اور اصل بدن کی خاک ہے اور اصل نفس کی عالم پاک حقیقت انسانہ سے وہی شخص بہرہ کامل رکھتا ہے جو بہمتن وطن روح کی طرف متوجہ رہتا ہے اور باوجود اُس کے تواضع و انکسار کہ اقتضا جزو خاکی کا ہے کسی دقت اور سجال میں اُسکے اقوال و احوال سے جدا نہیں ہوتا اور قدام کے نزدیک بدن مانع سعادت ہے کہ جب تک انسان طبیعت اور اُس کی کدورتوں اور مہیولی کی تاریکیوں اور اُسکی احتیاجوں میں مبتلا رہتا ہے الوار و اسرار کو اچھی طرح قبول نہیں کرتا اور موت کے جب ان المثلوں اور تاریکیوں سے نجات پاتا ہے اسوقت استعلا اُسکی کامل ہو جاتی ہے اور تصفیہ کامل بخوبی حاصل ہوتا ہے ان کے طور پر بدن

آدمی کا جزو نہیں بلکہ اُس کی ذات سے خارج اور تحصیل سعادت کو مانع ہے اور یہ دونوں مذہب صحیح نہیں صحیح یہ ہے کہ اگرچہ بدن جزو انسان کا نہیں مگر اُس کے عنوان میں معتبر ہے جس طرح مجموع زید اور مرکب کو سوار کہتے ہیں اسی طرح مجموع بدن اور نفس کو انسان کہتے ہیں بدن اس جگہ مانند سواری کے اور روح انسانی بمثل زید کے یہ روح جنس ملائکہ سے ہے بقا اسکی بقائے جسم سے مربوط نہیں مرکب کے فنا سے سوار نہیں مرجاتا بلکہ بے مرکب رہ جاتا ہے اور یہ مرکب روح انسانی کو اسلئے عنایت ہوا کہ اُسکے وسیلہ سے فضا کے عالم قدس تک پہنچے جو شخص مقصود تک پہنچا مرکب کا مرنا اُس کے حق مضر نہیں بلکہ مفید ہے کہ فائدہ گمانس کے فکر سے چھوٹا اور مطلوب حقیقی کا جلوہ بے نزاع و خلل میسر ہوا غ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں موت مسلمان کا تحفہ ہے مگر جس کا مرکب منزل میں پہنچنے سے پہلے مر گیا اُسکے واسطے موت مرکب کی ایک سخت مصیبت ہے کہ عذاب گور اسی سے عبارت ہے خلاصہ اس مذہب کا یہ ہے کہ انسان بدن اور روح سے مرکب ہے نہ باین معنی کہ بدن اُسکی حقیقت کا جزو ہے بلکہ باین وجہ کہ اُسکے عنوان میں معتبر ہے اور تعلق اُس کا بدن سے تکمیل کی واسطہ ہے مگر جب گھوڑا سوار پر غالب ہو جاتا ہے اُسے نقصان پہنچاتا ہے اسی طرح جب آثار و احکام حواس و مواد کے احکام روح پر غالب ہوتے ہیں اُسے ضرر پہنچاتے ہیں پس حقیقت انسانی روح علوی ہے اور بدن اُس کے عنوان کا جزو اور اُسکی تکمیل کا آلہ ہے واللہ اعلم فائدہ ثانیہ روح دو ہیں روح انسانی اور روح حیوانی روح حیوانی کو اُسے روح طبی بھی کہتے ہیں ایک بخار لطیف ہے کا خلاط باطن سے مزاج معتدل پیدا ہوتا ہے اور دل سے دماغ کی طرف بواسطہ عروق کے حرکت کرتا ہے آنکھ کو قوت دیکھنے کی اور باقی حواس کو قوت اُن کی اُسکے سبب سے حاصل ہوتی ہے مانند چمچ لُغ کی لو کے کہ جو کچھ اُسکے سامنے پڑتا ہے روشن ہو جاتا ہے پس وہ مانند لو کے اور دل مانند چمچ لُغ کے اور غذا مانند روغن کے ہے کہ جو حواس اُس سے مقابل ہوتا ہے اُس میں قوت ادراک کی پیدا ہوتی ہے اور جس میں سدہ پڑ جاتا ہے یا کسی اور وجہ سے آڑ میں ہو جاتا ہے اُسکی قوت میں بقدر اُن حواس کے نقصان واقع ہوتا ہے اور جس طرح بدن تیل کے چمچ لُغ نہیں جلتا اسی طرح آدمی بے غذا کے نہیں جیتا اور جس طرح سخت بات مارنے سے چمچ لُغ بھج جاتا ہے اسی طرح زخم شدید سے آدمی مرجاتا ہے اور جب اُسکے اعتدال میں کہ موجب جس و حرکت ہے غلبہ حرارت یا برودت سے فرق پڑتا ہے آئینہ رنگ خوردہ کی طرح کسی امر کی قابلیت اُس میں نہیں رہتی اور دیگر اعضا اُس کی روشنی سے محروم ہو جاتے ہیں کہتے ہیں آدمی مر گیا حالانکہ وہ نہ مرا بلکہ روح حیوانی فنا ہو گئی اور آثار حواس کے کہ اُس کے تابع تھے باطل ہو گئے زعفرانی امام سے نقل کرتے ہیں کہ موت کے وقت وہ روشنی آدمی کی ظاہر و باطن سے اور نوم کے وقت ظاہر بدن سے منقطع ہوتی ہے پس نوم اور موت ایک جنس سے ہیں لیکن موت میں انقطاع تام ہے اور نوم میں ناقص اور روح انسانی کو اُسے روح اور روح حقیقی بھی کہتے ہیں نفخت فیہ من دھنی میں ہی روح مراد ہے اور قل الروح من امر ربی اسی کی معرفت کا منتہی حقیقت اُس کی احاطہ و ہم و خیال سے باہر اور ادراک بشر سے برتر ہے جب لوگوں نے اُس کی حقیقت پوچھی حکم آیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم اُن سے کہدو کہ روح میرے رب کا حکم ہے اور تم کو علم نہیں ملا مگر تم کو اس پائس مسلک اہل سنت و جماعت کا اس باب میں یہ ہے کہ خدا عز و جل نے ہم کو اُسکی ہستی سے خیر دی ولیستولونک عن الروح اور قدم کی اُس نفی کی قل الروح من امر ربی کہ جو شے امر کے تحت میں ہے

وہ حادث ہے پس ہم کو اسی قدر براعتقاد کرنا چاہئے کہ اسکی حقیقت سے تعرض ممنوع ہے وما اوتیتہم من العلم الا قلیلاً
 ۱۔ جاں بندی داشت تن پستی ز خاک ۲۔ مجتمع شد خاک پست و جان پاک ۳۔ چوں بلند و پست با ہم یار شد ۴۔ آدمی اعجب و اسرار
 شد ۵۔ یک کس واقف نشد ز اسرار او ۶۔ نیست کار ہر گدائے کار او ۷۔ چند گوئی جز خوشی راہ نیست ۸۔ زانکہ ہرگز زہرہ
 یک آہ نیست۔ صاحب تعریف فرماتے ہیں کہ روح اور قلب اور نفس اور دنیا کے وجود پر خلق کا اجماع ہے مگر کتاب و
 شریعت میں اسکی حقیقت سے تعرض نہیں البتہ اُن کے صفات و احوال اور تاثیرات و افعال مذکور ہیں پس اسی قدر کہہ سکتے
 ہیں کہ روح عالم امر سے ہے اس عالم میں کھیتی اور سوداگری کے واسطے آئی ہے سب اعضا اُسکے تابع اور خادم ہیں اور وہ سب
 کی بادشاہ اور حاکم تکلیف اور خطاب اُسکے ساتھ خاص ہے اور سعادت و شقاوت اور ثواب و عذاب اُس کے لئے مخصوص
 حواس ظاہرہ اور باطنہ اُسے ادراک نہیں کر سکتے اور عقول و اذہان اُسکی حقیقت نہیں جانتے اس عالم میں مسافرانہ وارد ہے
 اور ہر وقت و ہر دم وطن اصلی کی طرف روانہ منتہی اُسکے سفر کا پروردگار اور غذا اُسکی ذکر و تسبیح ایزد غفار معرفت و مشاہدہ
 اور قبول وحی و الہام اُس کے کام ہیں روح اور روح مدبر اور روح علوی اور روح حقیقی اور نفس مطمئنہ اور نفس ملکوتیہ
 اور دل اور جان اُس کے نام اگرچہ بظاہر مسکن اُسکا زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے ہے مگر حقیقت میں وطن اُسکا خباب حدیث
 ہے وہیں سے آئی اور وہیں جائے گی نہ وہ جسم ہے نہ عرض بلکہ ایک شئی بسیط ہے غیر قابل للقسیمہ حامل اسرار حضرت عزت
 کدورات ہولانہ سے پاک اور ظلمات جسمانیہ سے منزہ اگرچہ ازلی نہیں مگر بادی ہے فنا و جسم کے بعد باقی رہتی ہے اور اسی
 طرح آثار اُسکے باقی اور بادی ہیں من کان فی ہذا اعین فہو فی الاخرۃ اعین واضل
 سبیلہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پروردگار نے علم روح کا کسی پر ظاہر نہ فرمایا پس کسی کی کیا مجال ہے جو اُس کی
 حقیقت سے تعرض کرے ۱۔ مگر چوں در اشارت نایدت ۲۔ دم مزین چوں در عبارت نایدت۔ اسی جگہ سے بعض کا طین
 نے دشواری معرفت پر استدلال کیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک مخلوق یعنی روح کی حقیقت ظاہر نہ فرمائی تمام خلق اُس کے
 پہچانے میں عاجز ہوئی جب معرفت مصنوع کا یہ حال ہے تو معرفت صانع کس درجہ دشوار ہوگی ۳۔ آنکہ خود را شناخت
 نتواند ۴۔ آفرینندہ را کجا دانند ۵۔ تو کہ در ذات خود دنیوں باشی ۶۔ عارف کردگار چوں باشی بعض بزرگوں سے منقول ہے
 کہ اگر حقیقت روح کی عقل سے معلوم ہوتی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جنکے کمال عقل بر موافق و مخالف کا اجماع ہے اُس کو ضرور
 بیان فرماتے اور وہ جو وارد ہے کہ بعض اولیائے روح کو دیکھا اُس سے ادراک اُسکی حقیقت کا لازم نہیں آتا ہاں رویت ممکن
 کی جائز ہے صوفیہ کرام فرماتے ہیں جب آئینہ دل زنگ طبیعت و ظلمت بشریت سے صاف ہو جاتا ہے ایک نور اُس پر تجلی کرتا ہے
 اور بقدر اس صفائی کے وہ نور بڑھتا جاتا ہے مثلاً اگر دل بقدر ستارہ کے صاف ہوتا ہے نور غیبی ستارہ کی شکل میں دل پر چمکتا
 ہے اور جو چاند کے برابر صاف ہو جاتا ہے نور بھی چاند کی شکل پر نظر آتا ہے اور جب صفائی دل کی زیادہ ہو جاتی ہے آفتاب
 کی شکل نظر آتی ہے اور کبھی چاند اور سورج دونوں معاً نظر آتے ہیں چاند کو نور دل اور سورج کو نور روح کہتے ہیں مگر یہ بھی
 حقیقت روح کی نہیں ابھی ہزاروں حجاب باقی ہیں اس لئے کہ روح شکل و صورت سے پاک ہے یہی مراد اُن کی ہے کہ
 کریمہ والذین جاہدوا فینا لنھدینھم سبیلنا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مجاہدہ سے ادراک روح ممکن ہے

یعنی اُسکا دکھائی دینا اور کسی صورت خاص میں تجلی کرنا بعد مجاہدہ کے ہو سکتا ہے نہ یہ کہ حقیقت اُسکی حاصل ہو جاتی ہے اور ماہیت اُسکی منکشف ہوتی ہے اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو اقلیم الاسلام میں لکھا ہے کہ خواص کو علم روح کا حاصل ہوتا ہے مگر نااہل پر منکشف نہیں ہوتا کہ موجب فتنہ و فساد کا نہ ہو اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی لئے اُس کا بیان نہ فرمایا کہ افشا اس راز کا کس و نا کس پر باعث فتنہ و فساد ہے اور بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ جو روح کو نہیں جانتا اپنے تئیں نہیں جانتا اور جو اپنے تئیں نہیں جانتا خدا کو نہیں جانتا اور علم اُس کا بعض اولیاء و صفیاء و حکماء و علمائے ظاہر ہوتا ہے مگر اتباعاً لخیال الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام زبان پر نہیں لاتے مراد اُس سے علم بالوجہ یا علم بوجہ ہے علم بالکنہ روح کا کسی کو حاصل نہیں ہوتا قائمہ ثانیہ نفس بھی روح کے مانند دو معنی پر آتا ہے اول جامع قوی حیوانیہ صوفیہ اسی کو نفس کہتے ہیں یہ قال افضل المجہاد ان تجاهد نفسک اور اسی کی طرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ فرماتے ہیں اعدی عددک نفسک التی بین جنہیک اور یہ نفس اصل خلقت میں امارہ ہے یوسف علیہ السلام باوجود عصمت کے فرماتے ہیں و ما ابوی نفسی ان النفس الامارۃ بالسوء لیکن ریاضت و مجاہدہ اور قہر کے بعد مطمئن ہو سکتا ہے جس طرح بازو وحشی اور گھوڑا سرکش اور کتابے تمیز تعلیم اور صحبت کے اثر سے اپنی اور مطیع اور معلم ہو جاتا ہے الامارۃ دھندہ دنی کے اطمینان کی طرف اشارہ ہے اور حدیث میں بھی آیا ہے حسنوا اخلاقکم اگر اصلاح اُس کی ممکن نہ ہوتی حکم ساتھ اُسکے وارد نہ ہوتا کہ بالاحمال معقول نہیں بعض کہتے ہیں کہ نفس ناطقہ بالطبع کریمہ اور ادیبہ اور نفس غضبیہ قابل للادب تک مگر نفس بہیمیہ ادب کو قبول نہیں کرتا ہاں قوت غضبیہ کے زجر و توبیخ سے دب جاتا ہے یہاں تک کہ بعض اوقات معدوم سمجھا جاتا ہے حکما کہتے ہیں کہ قوت غضبیہ انسان کو اسلئے عنایت ہوتی کہ اُس سے نفس بہیمیہ کی قوت کو کم کرے اور قوت بہیمیہ تاغذی کی طرف بقدر حاجت میل کرے تا عبادت کی قوت باقی رہے اور اپنے ہم جنس منکوحہ سے جماع کر سکے کہ بقار نوع بے اُس کے ممکن نہیں آئے عزیزان قوتوں کا پیدا کرنا یہ کار یا محض اضرا کیواسطے نہیں منفعت ان کی ان کی مضرت سے غالب ہے جو بات انکے اجتماع سے حاصل ہوتی ہے عقل صرف سے حاصل نہیں ہو سکتی احاطہ جزئیات اور استنباط صناعات انکے ساتھ مربوط ہے اور مجاہدہ ہوا کہ بسبب اُس کے مرتبہ آدمی کا فرشتے سے بڑھ گیا بیدہ ترکیب کیلئے مخصوص ہے اگر شہوت کی اتباع سے پلیدی اور بے شرمی اور جرم فضول اور خست اور حسد اور شہامت اور چالوسی وغیرہ بار ذائل پیدا ہوتے ہیں اُسکو فرماں بردار کرنے سے قناعت اور خرم اور غفلت اور زہد اور بے طبعی وغیرہ فضائل حاصل ہوتے ہیں اور جو غضب کی فرمانبرداری سے لاف زنی اور مکر اور تکبر اور استخفاف خلق وغیرہ بری عادتیں پیدا ہوتی ہیں اُسکے مطیع کرنے سے نجدہ اور صبر اور حلم اور شجاعت اور عفو اور ثبات اور کرم اور شہامت اور وقار اور دوسری اچھی خصلتیں حاصل ہوتی ہیں اگر غضب نہ آدمی بے حیا اور بے حیثیت ہو جاوے اور جو شہوت ہو طاعت اور بہشت کی لذتوں اور مرتبے کی ترقی پر حرص نہ کرے پس نفس امارہ کتے کے مانند ہے جو اُس سے مغلوب ہوا کتا اُسکا گوشت کھا تا ہے خون پیتا ہے اور جو اُسے مغلوب کر لیتا ہے خر تلی ربانی ہو جاتا ہے حاجتیں اُسکی قلیل اور دل اُس کا غنی اور بات اُس کا سخی اور معاملہ اُس کا خلق و خالق سے اچھا رہتا ہے اصل یہ ہے کہ شہوت اور غضب من وجہ مفید اور من وجہ مضر ہیں جب ایک کے غلبہ سے دوسرے کا عمل باطل ہو جاتا ہے اخلاق بد اور ذائل پیدا ہوتے ہیں اور جو وہ اعتدال پر رہتے ہیں فضائل حاصل

ہوتے ہیں دوسرے بمعنی حقیقت اور ذات تفصیل اور تحقیق اسکی فائدہ اولیٰ میں مذکور ہے یہاں صرف اسکی امارگی اور اطمینان کا بیان منظور ہے پوشیدہ نہ ہے کہ نفس بمعنی مذکور اصل فطرت میں سعادت و شقاوت میں متروک ہے اگر نفس سببہ یا ہیمنہ یا دونوں اس پر غالب ہو جاتے ہیں خدا سے دور پڑتا ہے اور رذائل اور اُن کی آفتوں میں گرفتار ہوتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ انھیں کے رنگ میں ہو جاتا ہے اور برائیوں کی طرف راغب اور میکوں سے بے رغبت ہو جاتا ہے اس حالت میں نفس مارہ کھلاتا ہے اور مرتبہ انسانیت سے تنزل کر کے درندوں اور چارپایوں کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اگر قوت ہیمنہ غالب ہوتی ہے اسوقت آدمی گدھے اور بیل کے مانند شہوت اور حرص میں مبتلا ہوتا ہے اور جو قوت غضبیہ غالب آتی ہے درندوں اور شیطانوں میں شمار کیا جاتا ہے اولئک کا الانعام بل هم اضل اور یا کلون کما تاكل الانعام والندار مشوی لهم اور شیاطین الانس والجن یوحی بعضهم الی بعض یخرف القول غرورا اور الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس اسی تنزل کی طرف اشارہ ہے اور جو نفس سببہ اور ہیمنہ پر غالب آتا ہے اور اُن کو اپنل مطیع اور نقاد اور عقل و شریعت کا تابع اور فرمانبردار کر لیتا ہے اُس وقت اُس عالم سے مستفیض ہوتا ہے اور آرام و سکینہ اُس پر نازل ہوتا ہے جس کے سبب اُس کو اطمینان کلی حاصل ہوتا ہے اور قلق و اضطراب نازل ہوتا ہے اس مرتبہ میں اُس کو مطمئن کہتے ہیں اور اُس وقت وہ خدا کے حکم پر راضی ہوتا ہے اور علم و فضل اُس کا ترقی پکڑتا ہے یہاں تک کہ اُس کو اس عالم سے علاقہ نہیں رہتا اور اُس عالم سے علاقہ پیدا ہوتا ہے اور عالم ملائکہ میں داخل ہوتا ہے اور مدبرات و کمالات سے شمار کیا جاتا ہے بلکہ اسوقت مرتبہ اُس کا بعض فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے کہ فرشتے اصل پیدائش میں شہوت و غضب سے پاک ہیں اور یہ باوجود اسکے کہ اُن میں مبتلا ہے مشقت و مجاہدہ کے ساتھ اُن کے شر سے بچتا ہے اور زور سے اُن کو عقل کا تابع کرتا ہے اور جو قوی جسمانیہ کے فساد سے اچھی طرح رہائی نہیں پاتا بلکہ کام اُس کا متردد ہوتا ہے کہ کبھی عقل کی مدد سے اُن پر غالب آتا ہے اور کبھی اُن سے مغلوب ہو جاتا ہے لیکن اپنی مغلوبی پر متالم اور غمگین ہوتا ہے اور اپنی کم جہتی اور ضعف پر طاعت کرتا ہے اسوقت اُسے لوامہ کہتے ہیں اور کبھی نفس متقیہ کو اس لئے کہ قاصرہ پر طاعت اور اُس کو نصیحت کرتا ہے یا اس لئے کہ اپنے افعال اور احوال پر اگرچہ اچھے ہوں تو اضع و انکسار کی راہ سے یا دفع عجب کے واسطے طعن و تشنیع کرتا رہتا ہے اور کبھی مطلق نفوس کو اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے ہر نفس نیک و بد قیامت کے دن آپکو طاعت کریگا اگر نیکی کری ہوگی کہے گا زیادہ کیوں نہ کی اور جو بدی کی ہوگی کہے گا کاش نہ کری ہوتی اس لفظ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں بہر حال نفس متوسطہ خواہ اُسے لوامہ کہیں یا نہ کہیں یا غیر کو بھی اس نام میں شریک کریں یا نہ کریں کہ قوی جسمانیہ کے فساد سے بالکل پاک نہ ہو اور کام اُس کا متردد ہے اور وہ اپنے حال پر متاسف فائدہ رابعہ لفظ عقل پانچ معنی پر وارد ہے اول عقل اول جسے زبان شرع میں قلم کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اول چیز کہ خدا نے اُسے پیدا کیا عقل ہے پھر اُس سے فرمایا اقبل یعنی میری طرف متوجہ ہو کر اپنا کمال حاصل کر فاقبل پھر وہ متوجہ ہوئی تھ قال لہ ادبر پھر اُس سے ارشاد ہوا یتھ پھیر اور ممکنات کی طرف متوجہ ہوتا کہ تجھ سے استفادہ اور استکمال کریں فادبر پھر اُس نے پیٹھ پھیری اور دوسری حدیث میں آیا اول خدا نے قلم کو پیدا کیا پھر اُس سے فرمایا لکھ عرض کیا کیا لکھوں فرمایا لکھ جو قیامت

تک ہونے والا ہے عل اور اثر اور رزق اور اجل سے پھر اس نے لکھا جو کچھ قیامت تک ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ عقل اول ہے روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور نور احمدی صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اس لئے کہ اس کے لئے حدیث قدسی میں آیا ہے ما خلقت خلقا اعز علی و افضل منک میں نے کسی مخلوق کو اپنے نزدیک تجھ سے زیادہ عزیز اور افضل پیدا نہ کیا اور ہوا جناب رسالت کے اس مضمون کا مصداق دوسرا نہیں پایا جاتا ہے دوم معنی اعم و اشمل یعنی وہ معنی کہ عقول عشرہ کیلئے جنس اور عقل اول سے عام ہے سوم روح انسانی کہ محل علم اور جوہر علوی ہے و قد مد بینانہ چہ ارم علم حسن و قبح و کمال و نقصان و تمیز بین الفضل و الا فضل و بین الناقص و الا نقص پنجم صفت نفس کہ اسے قوت عاقلہ و بین باطنہ اور قوت فکر یہ اور قوت نظریہ بھی کہتے ہیں اور جن طرح آنکھ بواسطہ بصر کے ادراک محسوسات کیلئے مستعد ہوتی ہے اسی طرح نفس اس قوت کے واسطہ سے ادراک معقولات کے واسطہ سے مستعد ہوتا ہے کلیات مجردہ کو بے تکلف اور غیر مجرہ کو اس کے واسطہ سے تجرید کر کے ادراک کرتا ہے اور اس صفت کے تین مرتبے ہیں۔ اول استعداد مطلق کہ نہ فعل موجود ہوا و نہ وہ چیز جس کے وسیلہ سے موجود ہو سکے جیسے قوت بصر کی کتابت پر دوسرے یہ استعداد اس چیز کیساتھ جنس کے واسطہ سے اکتساب فعل ممکن ہوا مانند اس لئے کہ اس کی استعداد کے جو دو ات قلم اور اشکال حروف کو جانتا ہے تیسرے کمال اس استعداد کا یا اس معنی کہ جب چاہے لکھے اور صرف ارادہ اس کا فعلیت کیلئے کفایت کرے کچھ حاجت اکتساب صناعت کی نہ رہے مثل قوت کاتب کامل الصناعت کے اس وقت کہ لکھتا نہ ہو پہلی مرتبہ میں قوت نظریہ کو عقل ہوا لایہ کہتے ہیں کہ جس طرح میوئی اپنی ذات میں ہر صورت سے ایک طرح کی نسبت رکھتا ہے اسی طرح یہ استعداد تمام افراد و نوع سے ایک ہی نسبت رکھتی ہے اور سب آدمی اس امر میں باہم مساوی ہیں ہاں اس کے استعمال میں اختلاف واقع ہوتا ہے کہ کوئی اسے کسی علم میں اور دوسرا دوسرے علم میں استعمال کرتا ہے اور دوسری مرتبہ میں جبکہ اس کو علوم ضروریہ اور معقولات اولیہ کہ جن کی تعلیق میں اکتساب کی اصلا حاجت نہیں جیسے کل چیز سے بڑا ہے اور مساوی کا مساوی مساوی ہوتا ہے حاصل ہوتے ہیں اسے عقل بالملک کہتے ہیں اور عقل میوئی کے اعتبار سے عقل بالفعل بھی کہہ سکتے ہیں اور تیسری مرتبہ میں جب اسے معقولات اس حیثیت کے ساتھ کہ ان سے دوسرے معقولات کو دریافت کر سکے حاصل ہوتے ہیں عقل بالفعل کہتے ہیں کہ مبادی اکتساب نظریات بالفعل اس میں غزول ہیں جب چاہے ان کو بے تکلف ادراک کر لے مگر اس مرتبہ میں باعتبار مرتبہ رابعہ کے کہ اس کے بعد ہے عقل بالقوہ بھی کہلاتی ہے کہ حقیقت فعلیت کی اس وقت حاصل ہوتی ہے جس وقت صورت علیہ عقل کے سامنے حاضر ہوتی ہے اور وہ اسے بالفعل مطالعہ کرتی ہے اور اپنے مطالعہ اور عقل کو بھی جانتی ہے اس وقت اسے عقل مستفاد اور عقل قدسی کہتے ہیں کہ عقل قدسی اور عقل فعال سے کہ دائم الفعل ہے مستفید اور مستفاد ہے اس مرتبہ میں نوع انسانی تمام ہو جاتے ہیں اور مبادی اولیہ سے ایک طرح کی مناسبت اور مشابہت پیدا ہوتی ہے مگر یہ مرتبہ بھی باعتبار استفادہ اور استفادہ کے کم اور کیف میں متفاوت ہے جن کی مناسبت مبادی عالیہ سے ناقص ہوتی ہے وہ ہر امر میں نظر اور فکر کی محتاج ہوتے ہیں اور جن کی نسبت کامل ہے وہ اکثر باتیں حدس سے حاصل کرتے ہیں محتاج تعلیم اور فکر کے نہیں ہوتے اور حدس بھی دو قسم ہے کبھی طلب اور شوق کے بعد ہوتا ہے اور گاہ بے طلب شوق کے جس کو خدا تعالیٰ نے نفس قدسی عطا کیا ہے

بے طلب و شوق کے ہر چیز کو ادراک کر سکتا ہے اکثر احوال باریک باتیں جو اذہان متوسطہ میں طلب شوق کے بعد اور نفوس سافلہ کو نظر اور فکر کے بعد حاصل ہوتی ہیں اُس کے سامنے بے طلب اور شوق کے خود بخود حاضر ہو جاتی ہیں فیکاد ذیبتہ یضیی و لولہ لم تمسسه نادرا ای نار الشوق والفکرۃ اسی واسطے کہتے ہیں کہ رسالت اور نبوت عطیۃ الہی ہے کسب سے حاصل نہیں ہوتے ف اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ و قلل تعالیٰ کذلک اوحینا الیک روحا من امونا ما کنتم تدری ما الکتاب ولا الایمان مگر اس تقریر سے اُس کا اتفاق ہونا لازم نہیں آتا کہ جس کو اس نعمت کبریٰ اور دولت عظمیٰ سے مشرف کیا جاتے ہیں پہلے ہی تمام اعتدال اور کمال متانت اور حسن صورت و سیرت اور بلندی ہمت پر پیدا کرتے ہیں اور ذہن ثاقب اور عقل کامل اور حدس صائب اور فکر سلیم عطا فرماتے ہیں اور تمام عیبوں اور برائیوں سے نگاہ رکھتے ہیں اور سب غریباں اور بھلائیاں اُس میں جمع کرتے ہیں اور اُس کے سینہ کو قبول آثار وحی و علوم معارف غیبی کیلئے کھولتے ہیں اور اُس کو مجاہدہ اور ریاضت کی توفیق اور ہر کمال کی قوت اور استعداد بخشتے ہیں ہذا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال منہ الیہ والیہ الماکی فائدہ خامسہ حواس دو قسم ہیں ظاہرہ اور باطنہ ظاہرہ پانچ ہیں اول حاسہ لمس کہ اور حواس سے اتصال میں مقدم اور سرایت میں زیادہ اور تمام افراد حیوانی کو اشمل و اعم ہے اور وہ ایک قوت ہے تمام بشرہ حیوان اور ان کے گوشت اور رگ پے میں پھیلی ہوئی کہ جس سے حرارت و برودت اور رطوبت اور سیرت اور صلابت اور رخاوت اور لین اور خشونت اور خفت اور ثقل کو ادراک کرتا ہے اور حامل اس قوت کی روح حیوانی ہے اور اسے دل اور دماغ سے مدد پہنچتی ہے مگر کتبہ حیوان متحرک بالارادہ ہے پس تغیر مکان اُسے لازم ہے اور یہ قوت مکان ملائم اور غیر ملائم میں فارق ہے یعنی یہ قوت آدمی کو اس لئے عنایت ہوئی کہ اس کے وسیلہ سے مکان ملائم اور ناملائم میں فرق کرے دوم حاسہ شمم وہ ایک قوت ہے زائد تین دماغ میں مبنیہ کہ حیوان اُس کے واسطہ اور وسیلہ سے بو کو ادراک کرتا ہے اور زائد تین دماغ دو چیزیں ہیں دماغ میں سرپستان زن کے مانند ابھرے ہوئے کہ روح حیوانی اُن کی اس قوت کی حامل ہے اور ہوا و لطیف اُس کی محسوس ہے اس طرح پر کہ اجزاء لطیفہ شمیم حیا ورت ہوا سے ہوا کی طرف مستحیل ہو جاتے ہیں اور بعد استحالہ کے ہوا ہو کر حاسہ تک پہنچتے ہیں نہ اس طرح کہ ہوا بوشمیم کی حاسہ تک پہنچاتی ہے اور شمیم اپنی جگہ اپنا پنہ حال پر رہتا ہے مگر وہ حکمت حیوان غذا کی طرف محتاج ہے اور کتاب اُس کا ارادی ہے پس یہ قوت اُسے عنایت ہوئی تا اُن مطعومات کو کہ اُس کے مزاج اور طبیعت مناسب اور موافق ہیں اُن سے کہ مناسب اور موافق نہیں تمیز کرے اور یہ بات اگرچہ بعض اوقات اور حواس سے بھی حاصل ہو سکتی ہے مگر دلالت اس حاسہ کی اُس پر اتم اور اعم اور قوی ہے سوم حاسہ ذوق اور یہ قوت اُس پٹھے میں کہ جرم زبان پر مفروض ہے مودع ہے کہ جب اجزاء مطعومات بسبب اختلاف طعاب دہن کے خواہ تھوک اُن کی طرف مستحیل ہو جاوے یا وہ تھوک کی طرف استحالہ کریں اس قوت سے مس کرتے ہیں حیوان مزان کا ادراک کرتا ہے حکمت یہ قوت حیوان کو اس لئے عنایت ہوئی تا اُن چیزوں کو جو ریح اور بو نہیں رکھتے ہیں ادراک کرے چہارم حاسہ بصر اور یہ قوت ملتی عصبتین جو فتین میں رکھی گئی ہے اور عصبتین جو فتین سے وہ دوپٹے مراد ہیں کہ مقدم دماغ سے نکل کر باہم نزدیک ہوتے جاتے ہیں اور بعد ملاقات اور ایک جگہ جاتے دونوں تجویفوں کے پھر آنکھوں کی طرف بطور تقاطع صلیبی دور ہوتے جاتے ہیں جب بصر باہر سے بمقابلہ مخصوصہ مقابل ہوتا ہے

اور کوئی شے کثیف غیر شفاف اُن میں حائل نہیں ہوتی تو صورت مرقی کے طبقہ جلدیہ میں اور وہاں سے مجمع نور یعنی ملتقی میں پھر حس مشترک میں منطبع ہوتی ہے نہ یہ کہ وہی صورت جلدیہ سے ملتقی اور اُسی حس مشترک کی طرف منتقل ہوتی ہے بلکہ انطباع فی الجذیۃ انطباع فی الملتقی اور وہ انطباع فی الحس المشترك کی مدد سے اور ہر چند کہ ہر صورت دونوں آنکھ کی جلدیہ میں علیحدہ علیحدہ منطبع ہوتے ہیں مگر حس مشترک میں ایک ہے اسلئے کہ وہ فقط ملتقی کے مقابلہ سے ادراک اور اس سے اخذ کرتا ہے اور ملتقی میں صرف ایک ہی صورت ہے اور اس قوت کے عجائبات سے ہے کہ باوجود صغر محل کے بڑے بڑے پہاڑوں اور جانوروں بلکہ آسمانوں اور چاند اور سورج کو ادراک کرتی ہے حکمت بقدر حاجت حیوان کو اس حاکم کی طرف ہے کسی کی طرف نہیں اور جو کام جاندار خصوصاً انسان کے اس سے نکلتے ہیں دوسرے سے نہیں نکلتے جو شخص اس کی کیفیت سے واقف ہو کر اندھا ہو جاتا ہے نابینائی سے موت کو اچھا سمجھتا ہے آئے عزیز ہر حاکم جس طرح امور دنیا میں بہت کام آتا ہے اسی طرح راہ مولیٰ میں بھی بہت کام دیتا ہے ملاحظہ صحرا صورت اطلاق کو دیکھنا اور معائنہ چشم غزالاں مورث وحشت و حیرت اور دیکھنا جہازے کا تقویت نسبت فنا اور پہاڑ کی طرف نظر کرنا نہ کہ معنی ہیبت و عظمت ہے پنجم حاکم سمع یہ قوت اُس عصب میں کہ مقعر سماخ میں جلد طبل کے مانند فروش ہے مودع ہے اور اُس کے اندر طبل کی طرح ہوا متقلب ہے جب ہوا تکلیف بالصوت بسبب تموج کے کو قرق یا قلع سخت سے اور مقادمت مقرر اور مقلوع کے سبب حاصل ہوتا ہے اُس ٹھٹھے کو قرق کرتی ہے قوت کہ اُس میں مودع ہے آواز کو ادراک کر لیتی ہے اُس طرح کہ ہوا متصل بلسان متکلم قلع یا قرق اور مقادمت کے سبب تکلیف ہوتی ہے پھر وہ ہوا جو اُس سے متصل ہے یہاں تک کہ ہوا متصل بالسامع پھر اُس سے وہ ہوا کہ سامع کے کان میں ہے پھر اُس سے وہ ہوا کہ سماخ میں راگد اور ٹھیری ہوتی ہے حکلیف ہو کر عصب کو قرق کرتی ہے اور اسی سبب سے دور اور نزدیک کی آوازیں فرق ہوتا ہے کہ بقدر مسافت زیادہ ہوتی جاتی ہے کیفیت بھی ضعیف ہوتی جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آہستہ بولنے اور چلانے میں فرق معلوم ہوتا ہے کہ قرق اور قلع کی سختی اور شدت قوت کیفیت اور اس کا ضعف اس کے ضعف کو مستلزم ہے حکمت یہ قوت بامروئے نفع میں قریب تر ہے کہ اکثر امور معاش و معاد کی درستی دوسرے کی بات سمجھنے اور سننے پر موقوف اور بعض اشیاء نافعہ اور ضارہ سے آگاہ ہونے کے توسط اس قوت کے محال ہے اور حواس باطنیہ بھی پانچ ہیں اول حس مشترک کہ اس سے یونانی میں بنطاسیا یعنی لوح نفس کہتے ہیں کہ درکات حواس ظاہرہ اُس میں جمع ہوتے ہیں اور محل اس قوت کا مقدم تجولیف اول دماغ ہے اور وجدان اُس کے وجود پر شاہد ہے اسلئے کہ اگر یہ قوت نہ ہوتی ہر مبصر اور مسموع کی دو صورتیں معلوم ہوتیں کہ ہر آنکھ اور کان میں صورت علیحدہ علیحدہ نقش ہوتی ہے اسی قوت کے سبب سے ہر مبصر و مسموع ایک معلوم ہوتا ہے اور دونوں شخصیں کہ مثلاً دونوں آنکھوں میں علیحدہ علیحدہ ہیں بسبب تطابق اور توافق کے اُس کے نزدیک ایک ہیں دوم وحم کہ تمام دماغ میں مرتب مستقر ہے مگر اُس کی تجولیف اوسط کی آخر سے زیادہ خصوصیت اور ربط رکھتا ہے اور اشخاص محسوسہ سے معافی جزئیر غیر محسوسہ ادراک کرتا ہے وجدان حاکم ہے کہ بکری میں حواس ظاہرہ کے سوا ایک قوت ہے جو بھیڑیے کی عداوت علم کرتی ہے اور اُس سے بھاگنے پر باعث ہوتی ہے کہ محبت و عداوت مخصوصہ معانی جزئیرہ میں کہ عقل اور حواس ظاہرہ سے معلوم نہیں ہوتے اور یہ قوت اکثر معاملات میں کام آتی ہے اور کبھی ضرر بھی پہنچاتی ہے سوم حافظہ کہ تجولیف آخر کے اول میں مودع اور

وہم کا خزانہ ہے کہ جس بات کو وہم اور اک کرتا ہے یہ قوت اُسے نگاہ رکھتی ہے اسی سبب سے معانی جزئیہ اور اک کے بعد ہم سے بالکل غائب نہیں ہوتے بلکہ ادنیٰ تا مل سے یاد ہو جاتے ہیں چہاں ہم خیال کہ اُسے قوت مصورہ بھی کہتے ہیں محل اُسکا موخر تجویف اول ہے اور وہ حس مشترک کا خزانہ ہے کہ جب محسوسات جو اس ظاہرہ سے غائب ہو جاتے ہیں اُنکی مثال اس قوت میں محفوظ رہتی ہے اسی لئے جب ہی محسوسات دوبارہ مقابل ہوتے ہیں سمجھا جاتا ہے کہ یہ وہی ہیں جن کو ہم نے پہلے بھی مشاہدہ کیا تھا پہنچم متصرفہ کہ تجویف اوسط میں مرتب اور اس تجویف کے جز اول پر زیادہ تر مسلط ہے اور کام اُس کا ترکیب اور تحلیل ہے نفس جس طرح اور جس انداز سے چاہتا ہے مخزنات حافظہ اور خیال میں اُس سے کام لیتا ہے اور بواسطہ اُس کے ضاعات مختلفہ اور نقوش عجیبہ اور خطوط منتظمہ حاصل کرتا ہے اور جس طرح یہ قوت اشیاء مذکورہ میں ترکیب اور تحلیل کرتی ہے اسی طرح تصرف اُسکا معقولات میں بھی جاری ہے جس وقت وہم اُس سے محسوسات میں کام لیتا ہے اُسکو متخیلہ اور جب عقل سے معقولات کی طرف متوجہ کرتی ہے متفکرہ کہتے ہیں پس قوت متصرفہ عقل و حواس دونوں سے تعلق رکھتی ہے اور دونوں کے درمیان تصرف کرتی ہے اور صحت تخیل تابع صحت احساس و تعقل ہے نہ بائیں معنی کہ صحت ترکیب و تحلیل اور صحت احساس و تعقل پر موقوف ہے بلکہ اس طرح کہ اگر احساس و تعقل میں غلطی ہو جاتی ہے متفکرہ اُسے صورت باطلہ میں تحلیل اور ترکیب کرتی ہے اور جو اُن میں غلطی نہیں ہوتی حکم اُسکا بھی صحیح ہوتا ہے مثلاً اگر حواس نے سخت زمین کو ریختا سمجھا تو متخیلہ بھی اُس قسم کی زمین پر یہی حکم کرے گی اور جو اُس سے سخت سمجھا تو متصرفہ بھی اُسے سخت ہی ٹھہرائے گی اور یہ قوت سب افراد میں ایک سی نہیں ہوتی بعض آدمیوں کی تخیل فرشتوں سے مناسبت رکھتی ہے اور اُن سے استفادہ اور استفادہ کرتی ہے یہاں تک کہ انوار اُن کے اُس پر متواتر نازل ہوتے ہیں اور تاثیر اُن کی اُسے فرشتوں کے رنگ میں کر دیتی ہے اُس وقت اُن کی بینائی اور شنوائی اور گویائی سے دیکھتا سنتا بولتا ہے اور وہ اُسکی آنکھ اور کان سے دیکھتے سنتے بولتے ہیں ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تنزل علیہم الملائکۃ اور بعضوں کی تخیل شیاطین سے مناسبت رکھتی ہے یہاں تک کہ اُسکی تخیل میں تاثیر اور مداخلت کرتے ہیں اُسوقت آدمی اُن کی گویائی سے بولتا ہے اور وہ اُسکی زبان سے کلام کرتے ہیں اور آدمی اُن کی بینائی اور شنوائی سے دیکھتا سنتا ہے اور وہ اُسکی آنکھ اور کان سے دیکھتے سنتے ہیں قل ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کل افاک اثم یلقون السمع والکھم کا ذیون اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ استقامت اصل کار ہے استقامت سے آدمی فرشتوں کے گروہ میں اور افک اثم کے سبب شیاطین میں شمار کیا جاتا ہے تخیل حالت خواب میں متفکرہ معطل نہیں ہوتی بلکہ اُس وقت اُسکو نفس اشغال حواس سے خالی پاکر بیداری سے زیادہ معقولات میں استعمال کرتا ہے پس یہ اعتراض کہ اگر تخیل کو ترتیب مقدمات اور نتائج مطالب میں دخل ہو تو حالت نوم میں کہ وقت تخیل متفکرہ کا یہ آدمی اور اک سے محروم رہے دار نہیں ہوتا ہاں بعض نفوس کہ اُنکی نسبت اُس عالم سے کامل ہے خواب اور بیداری میں متفکرہ کی محتاج نہیں جس طرح بیداری میں بعد شوق اور توجہ کے اور کبھی بلا شوق و توجہ معقولات اُن کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اسی طرح خواب میں بھی اُن کو معلوم ہو سکتے ہیں ایسے لوگوں کی خواب بیداری کا حکم رکھتی ہے اور اس قسم کی خواب تعبیر کی محتاج نہیں ہوتی جو کچھ دیکھتے ہیں اُسی کے مطابق واقع ہوتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ خواب میں دیکھتے

سیدہ صبح کے مانند ظاہر ہوتا ہے قائمہ سا دسمہ قوت محرکہ دو قسم ہے فاعلہ اور باعثہ فاعلہ اور کسے قدرت بھی کہتے ہیں ایک قوت ہے مبدیہ حرکت کہ عضلات کو قبض و بسط و تشنج و ارتخا کے ساتھ مستعد علی الحركات کرتی ہے جس سے آدمی مطلوب کی طرف حرکت کرتا ہے اور منافر سے بچتا ہے اور باعثہ جسے شوقیہ اور راہہ بھی کہتے ہیں اور قوت فاعلہ کو تحریک پر باعث ہوتی ہے اور برائیت کرتی ہے دو نوع ہے اگر کسی شے کی طلب پر اس وجہ سے کہ اس سے توقع نفع کی ہوتی ہے آمادہ کرتی ہے اسے قوت شہوانیہ کہتے ہیں اور جو کسی چیز کے دفع پر اس لئے کہ اس سے ظن اضرار کا ہوتا ہے باعث ہوتی ہے غضبیہ کہتے ہیں تحقیق مقام کی یہ ہے کہ ہر فعل اختیاری کا وجود قدرت پر اور قدرت ارادہ جلیب نفع یا دفع ضرر پر موقوف ہے اور ارادہ کسی چیز سے بے اس کے جاننے کے متعلق نہیں ہوتا جب صورت مطلوب یا نامرغوب کی خیال میں آتی ہے اور نفس اس کے نفع یا نقصان پر مطابق واقع کے یا خلاف اس کے ظن یا جزم کرتا ہے قدرت کو تحریک اعضا پر باعث ہوتا ہے اور قدرت اعضا کو حرکت میں لاتی ہے یہاں تک کہ فعل متحقق اور موجود ہو جاتا ہے پس مبدیہ حرکت اشتیاق طالب ہے اور منتہی اس کا حصول مطلوب اور وسط اس کا سلوک و طلب ہے هذا والله الموفق لطلب الخیر والسعادة والاجتناب عن الشر وموجبات الشقاۃ حکیم ذوالجلال اور صانع بالکمال نے بدن انسان میں ان چیزوں کے سوا جو فوائد ستہ میں مذکور ہوئیں ہزار باعجاب قدرت و غرائب صنعت مودع کئے ہیں کہ تفصیل اور تشریح ان کی زبان قلم سے ادا نہیں ہوتی قائمہ سا باعثہ قلب ایک مضغہ ہے جس میں تمام بدن سے اشرف اور سب اعضا و اجزاء کا حاکم مخزن علوم و معارف مورد اسرار و انوار خزانہ محبت الہی ہبسط فیوض نامتناہی کا رخاۃ تمام عالم کا اس سے وابستہ ہے اور صلاح و فساد جسم اس کی صلاح و فساد پر موقوف ہے اہل طریقت حقیقت جامعہ انسانیہ کو بھی کبھی مجازاً قلب کہتے ہیں مگر معنی حقیقی یہی ہیں حدیث نبوی اللهم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی طاعتک میں اسی مضغہ کی استقامت و ثبات مطلوب ہے مستحکم ہے کہ اطمینان اور ثبات حقیقت جامعہ کا اس سوال بلکہ مرتبہ نبوت سے پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا بلکہ یہ اطمینان اور ثبات تصفیہ اور تزکیہ کے بعد اولیا کو بھی حاصل ہوتا ہے مگر اطمینان اور ثبات اس مضغہ کا ادراک حواس اور مرتبہ عین الیقین سے مشروط ہے قال اولعز تو من قال بلی ولكن لیطمئن قلبی اعتراف بایمان حقیقت جامعہ کا ثبات اور اطمینان کا بیان اور لیکن لیطمئن قلبی سے اطمینان مضغہ مطلوب ہے محققین طریقہ نقشبندیہ فرماتے ہیں کہ نہایت نہایت حقیقت جامعہ کی ادراک ظل ہے مگر مضغہ بے نور قدیم اور اصل الاصل مطمئن نہیں ہوتا وسعت حقیقت جامعہ باعتبار وسعت معلومات محدود و متناہی ہے اور وسعت مضغہ بوجہ عدم تنافی مطلوب نہایت نہیں رکھتی پس انشراح اور انفتاح اور فراخی اور وسعت حقیقت جامعہ کی مضغہ کے انشراح اور انفتاح اور فراخی اور وسعت سے اصلاً نسبت نہیں رکھتی بلکہ حقیقت انشراح اور انفتاح کی اسی کیلئے ناہی ہے اور محل اس کا یہی ہے کہ عزیز حقیقت جامعہ کیا زمین و آسمان بلکہ عرش و کرسی اس کی وسعت کو نہیں پہنچتی سید الطائفہ جنید بغدادی اور خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہا فرماتے ہیں کہ عرش و مافیہ اگر مسلمان کے دل میں رکھ دیں نظر بھی نہ آئے کہ عرش حادثہ دل بڑی نظر نادر قدیم ہے اور حادث قدیم سے ملتے ہی لاشے ہو جاتا ہے لا یسعی ارضی ولا سماوی لیکن یسعی قلب المؤمن پس وسعت اور فصاحت اس کی محدود نہیں مگر اختیار کیلئے اس قدر تنگ ہے کہ جزء لای تجزی بھی اس میں نہیں سما سکتا الضیق

جس دل میں معرفت و محبت کا اقتضا نہیں وہ بیمار ہے اگر کج علاج نہ کرے گا کل بیمار اٹھے گا من کان فی هذا اعمیٰ فہو فی الآخرۃ اعمیٰ بلکہ اس حال سے بدتر ہو جائیگا داخل سبیلہ اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ جس دل میں معرفت اور محبت نہیں وہ دل ہے نہیں کہ جب اقتضائے شے باطل ہو گیا شے باطل ہو گئی **ف ان فی ذلک لد کرمی لمن کان لہ قلب اگرچہ** با شتر اک احمی اُس کو دل اور قلب کبھی کہیں مگر حقیقت میں وہ دل نہیں دل وہی ہے جو دل کا کام کرے ورنہ گل ہے۔۔۔۔۔ صوفیہ فرماتے ہیں دل ہر چند خزانہ اسرار ہے اسرار اُس میں اسطرچ پوشیدہ ہیں جیسے آگ پتھر میں اور پانی شاخ اخضر میں مگر جس دل میں خدا کی یاد اور اُس کی محبت نہیں وہ بمسوڑی اور سنڈا اس سے بدتر ہے **ح یہ** تقریر اُس کی اصل فضیلت و بزرگی کے منافی نہیں کہ اصل میں وہ خدا کی عمدہ نعمتوں سے ہے اور خرابی اُس کی بسبب عارض کے ہے ممکن الزوال ہے سے صائب روا مدار کہ بیت الحرام دل بہ از فکر ہائے بے ہودہ بیت الصنم شود

حقیقت مرض کی مرض دل ہے **ق** فانہا لا تعمی الابصار ولكن تعمی القلوب التي فی الصدور حقیقت تندرستی کی تندرستی دل **ق** الا من اتی اللہ بقلب سلیم پس اصلاح دل کی اہم اور حفظ اور گہائی اُسکی مقدم ہے اے عزیز دل کی بیماری سے ہزاروں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور اُسکی تندرستی اور صحت سے سکام بن پڑتے ہیں جب آدمی گناہ کرتا ہے ایک نقطہ سیاہ اُسکے دل پر پڑتا ہے اگر توبہ واستغفار سے اُسکو دور نہیں کرتا وہ نقطہ بڑھتا جاتا ہے اور تمام دل کو گھیر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ سیاہی مہر اور قفل کے مانند ہو جاتی ہے کہ اُسے انشراح اور انفتاح اور توجہ الی اللہ سے روکتی ہے اُسوقت حق بات قبول نہیں کرتا اور کفر و نفاق میں مبتلا ہوتا ہے **ق** افلا یتمد برون القرآن ام علی قلوب اقفلھا اور ارشاد ہوتا ہے کلا بل دان علی قلوبہم ما کانوا یکسبون وقال تعالیٰ ومنہم من یستمع الیک حتی اذا جردوا من عندک قالوا الذین ادکو العلم ماذا قال انفا اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبہم واتبعوا اھواءہم اُسوقت علاج نفع نہیں بخشا بلکہ ضرر کرتا ہے **ق** ولا یزید الظالمین الا خساراً اور مرض بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی خدا پر تکبر کرتا ہے فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضاً ولہم عذاب الیم بما کانوا ینکذبون ہ پس ابتدا میں اس مرض کی تساوت سے اور انتہا تکبر علی اللہ پر ہے انجام ابتداء مرض کا یہ ہے **ق** فویل للکاسیۃ قلوبہم من ذکواللہ حال اُس کی انتہا کا کیا ہوگا۔ نفوذ باللہ منہا سعادت آخرت بے صحت و سلامت قلب حاصل نہیں ہوتی جب دل صحیح و سالم ہوتا ہے انشراح و انفتاح اور یقین اور ایمان کو قبول کرتا ہے اور محبت و اخلاص سے مشرف ہوتا ہے خدا تعالیٰ ایسے دل کی قسم کھاتا ہے اور اُسے کتاب مسطور اور بیت المعمور سے تعبیر فرماتا ہے کتاب مسطور اس نظر سے کہ معارف و حکم دونوں عالم کے اُس میں منتشر ہیں اور بیت المعمور اس وجہ سے کہ معرفت و اخلاص سے لبریز اور مہرور ہے جب یہ دولت حاصل ہوتی ہے اُسوقت اُس نور سے کہ دعاء ما تور اللہم اجعل لی نوراً فی قلبی میں جسکی طلب دار ہے روشن اور منور ہوتا ہے سے تفضیحی کضوء عسراج السلیط لیمجعل اللہ فیہ نھاسا پھر کوشوق اُسکا ترقی پکڑتا ہے اور چاہتا ہے کہ ملک ملکوت پہنچے چھوڑ کر جبروت و لاہوت کی طرف عروج کرے اور اُس نور کی روشنی میں محبوب حقیقی کا جلوہ بعین الیقین دیکھے اور یہ منجھائے سعادت اور نہایت کراست ہے اسی واسطے مردان راہ اصلاح قلب میں رات دن مصروف رہتے ہیں صحابہ کرام ظاہر کی طہارت میں مبالغہ کرتے تھے اور تطہیر قلب میں شب و روز مشغول رہتے تھے اور طریق اُسکی تطہیر اور اصلاح کا علم و عمل سے مرکبے حکم یہ ہے کہ خواہر متفاد کے اقسام کو جو متواتر و متوالی اُس پر وارد ہوتے ہیں اور اُس کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل کرتے ہیں دریا کرتے تاخیر اور شرمیں اور اہام اور دوسو سو میں تمیز حاصل ہو مخفی نہ رہے کہ خاطر ایک اثر ہے کہ آدمی کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور رغبت کو جسے شوق و نفرت بھی کہتے ہیں فعل و ترک کی طرف حرکت دیتا ہے اور خاطر چار قسم ہے اگر مصمم جازم اصول اعمال یا اعمال باطن میں طاعت یا گناہ کے بعد پیدا ہوتی ہے خدا کی طرف سے ہے قول خواہر جنید حدیثی قلبین عن ربی اسی خاطر کی طرف اشارہ ہے اگر طاعت کے بعد براہ عنایت ثواب دینے یا غفلت پر تنبیہ کرنے کیلئے القافر مائی جاوے خیر ہے اور اعانت اُس پر توفیق اور جو مصیبت کے بعد بطریق ابتلا و تعذیب دل میں ڈالا جاوے شر ہے اور اعانت اس پر غفلان کہتے ہیں علامت قبول عبادت کی یہ ہے کہ آدمی کو دوسری عبادت کی توفیق دی جاوے اور گناہوں سے روکا

جاوے اور نشان غضب الہی کا یہ ہے کہ گناہ کے بعد دوسرے گناہ میں مبتلا کیا جاوے اور اسکو اُسکے حال پر چھوڑا جاوے جو شخص اس بلا میں پھنسے یقین کرے کہ میرا مالک مجھ سے ناخوش ہے اسلئے ہمت دیتا ہے کہ بناہ گاہ ہلاک کرے

ف فاملیت لکفرین ثم اخذ قہم فکیف کان نکیر اور ارشاد ہوتا ہے واملی لہم ان کیدی متین دوسری قسم کہ اسے الہام کہتے ہیں فرشتے کی طرف سے ہے اور ہمیشہ خیر ہی ہوتی ہے اور فروع اور اعمال ظاہرہ میں واقع ہوتی ہے اور اطاعت پر رغبت دلاتی ہے اور طاعت یا معصیت سے مسبوق بھی نہیں ہوتی حدیث میں آیا ہے علی فی القلب لمتان لمة من الملك وعد بالخیر وتصديق بالحق ولمة من الشيطان ايعاد بالشر وتكذيب بالحق ونهى عنه اور وارد ہوا علی ان القلب مقنون بملك وشيطان ید عداۃ تیسری قسم جسے دوسوہ کہتے ہیں اور شیطان کی طرف سے ہے شر ہی ہوتی ہے مگر کبھی خیر کی بھی اس غرض کے واسطے رغبت دلاتا ہے کہ اُس میں مشغول کر کے افضل سے روکے یا ایسے گناہ میں کہ ضرر اُس کا اُس کے نفع سے زیادہ ہو مانند عجب وریا کے مبتلا کرے اور یہ تحریریں خیر نہیں بلکہ عین دشمنی ہے اسی لئے قرآن شریف میں جا بجا اُسکی عداوت اور شرارت پر متنبہ کیا ہے تاہویشیار میں اور اُسکی کسی بات پر اعتماد نہ کریں کہ دشمن کی تواضع پر اعتماد کرنا آپ کو ہلاک کرنا ہے۔ بر تو اضعہائے دشمن تکبہ کردن اہلی است بد پائے بوس سیل از پا انگند دیوار را۔ اور نشان دوسوہ کے پانچ ہیں اول یہ اکثر اوقات مسبوق بالمعصیت نہیں ہوتا دوسرے اس میں عجلت اور تعیل کی طرف ترغیب پائی جاتی ہے تیسرے ثواب کی امید یا رد کا خوف اُسکے ساتھ نہیں ہوتا چوتھے متردد ہوتا ہے اگر آدمی ایک بات میں شیطان کا کہنا نہیں مانتا دوسرے کی رغبت دلاتا ہے کسی خاص امر پر اصرار نہیں کرتا مگر مقصود اُسکا نفس کا اغوا ہے نہ کسی خاص گناہ میں مبتلا کرنا یا بخیرین معصیت اسوقت کمال اظہار آراستگی کیساتھ نظر آتی ہے کہ شیطان جب کسی کو ورغلا تا ہے گناہ کو کمال مشاطگی سے اُس کی نگاہ میں رونق دیتا ہے ف رسول لہم اے زین ف واملی لہم اے تد لہم فی الامال والامانی چوتھی قسم کہ نفس کی طرف سے ہے اور اُسے ہوا کہتے ہیں تیسری قسم کی مانند محض شر ہے اس لئے کہ نفس بالطبع معصیت و شرارت کی طرف مائل اور عبادت سے متنفر ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ شیطان دشمن ہے اور دشمن کسی وقت اور کسی حال میں دشمن کی بھلائی نہیں چاہتا اور اُسے خاندہ کی بات نہیں بتاتا بخلاف نفس کے کہ نادان دوست ہے اپنی حماقت سے اُس کی طرف رغبت دلاتا ہے جو ہلاک کرے اور اُس سے روکتا ہے جو زندگی ہمیشہ کی بخشے لیکن جب شیطان اُس پر غالب آتا ہے اُس سے مکرو فریب سیکھتا ہے اور جب سلطان عقل اُسکو اپنا محکوم کر لیتا ہے بسبب خوف کے گناہ سے متنفر اور ثواب کی توقع اور امید پر عبادت کی طرف راغب ہوتا ہے بلکہ اطمینان کا حکم میدا کرتا اور خیر پر تحریریں اور ترغیب کرنے لگتا ہے اسوقت اُس کی خاطر کو خاطر قلب کہتے ہیں اور فتوائے دل کے مانند اُس کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں بلکہ استغقت قلبک سے فتویٰ نفس مطمئنہ کا مراد لیتے ہیں اور اُسے شریعت میں مقبول اور طریقت میں مدار کار سمجھتے ہیں بہت مسائل میں تحری قلب معتبر ہے اور اہل طریقت کے نزدیک جس بات پر دل گواہی دے اُس پر عمل کرنا ممنوع اور کمال مضرب آوریہ پانچویں قسم خاطر کی ہے اور حقیقت علم خاطر نہایت باریک ہے کہ ہر شخص اُن کے قسم کی تفصیل نہیں جانتا اور جو جانتا ہے وہ خاطر شر اور خاطر خیر میں اور توفیق اور خذلان اور دوسوہ اور الہام اور فتوائے دل

اور فتورِ نفس مطمئنہ اور ہوائے نفس امارہ میں فرق نہیں کرتا اور شیطان کے مکائد اور نفس کے فریبوں بلکہ اسکی امانگی اور
 اطمینان سے واقف نہیں ہوتا انسان بچا رہ کہ ہر وقت دو ضدوں میں گرفتار اور پنجہ لطف و قہر میں مجبور و ناجار ہے فرشتے
 اسکو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور شیطان و نفس اپنی راہ پر لگایا چاہتے ہیں اس کشمکش میں کیا خاک تمیز کر سکے کہ ہر شے کے اطراف
 و جوانب پر نظر کرنا اور دشمن کے فریبوں اور حیلوں سے واقف ہونا فراغت پر موقوف ہے اسی واسطے خاطر اور ارادہ پر مواخذہ نہیں
 عفی ملحد ثبت بہ نقوسنا البتہ عزم و ہم پر مواخذہ ثابت ہے ان السمع والبصر والفؤاد کل اولعاک کان عنہ
 مسئلہ اور ارشاد ہوتا ہے ان تبید و اما فی انفسکم او تحفوا بحاسبکم بہ اللہ اور حضرت فرماتے ہیں انما
 یحضر الناس علی قیامہم اور کبر و ریا اور عجب پر کہ اعمال باطلہ ہیں باجماع اُمت مواخذہ واقع ہے ہاں اگر عزم و ہم
 کے مقتضی پر خدا کے ڈر سے یا اسکی رضا کیلئے عمل نہیں کرتا ایک روشنی اُسکے دل میں پیدا ہوتی ہے جس سے سیاہی تاثیرِ قصد و
 عزم کی بلکہ اصل خطرہ محو ہو جاتا ہے اور اس امتناع کے بدلے ایک ثواب اُسکے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے ان تو کھا فاکتبوا
 حسنة هذا و اما ان یحفظنی من خواطر النفس و وساوس الشیطان و یوفقنی لما یوصل الی المعرفة
 والا یقان اور عمل یہ ہے کہ خاطر خیر پر کہ موجب رقت و صفائی قلب اور موافق شرع و طریقہ صالحین اور خدا کی عنایت
 یا دل اور نفس مطمئنہ کی شہادت یا فرشتے کی ہدایت سے ہے عزم کو مصمم کرے اور اُسکے مقتضی کو ذوق و شوق و اخلاص
 کے ساتھ بجالائے اور خاطر شرک و مورث قسارت و ظلمت قلب اور مخالف شرع و طریقہ سلف صالح خدا کے عتاب یا شیطان
 اور نفس امارہ کے فساد اور شرارت سے ہے دفع کرے تا عزتِ آخرت اور سعادتِ ابد کہ عبارت تقویٰ القلب سے ہے حاصل ہو
 اور ختم و برین اور تمام امراض سے کہ دل کو لاحق ہوتے ہیں اور آدمی کو ہلاک حقیقی اور خسرانِ ابدی میں مبتلا کرتے ہیں اور طریق
 اُسکے دفع کا یہ ہے کہ اگر وہ خاطر خدا کی طرف سے ہے تو یہ اور ثابت اور عجز و نزاری بجالا دے کہ مالک کے معاملہ میں تدبیر کو دخل نہیں
 بڑی تدبیر ہی ہے کہ عجز و الحاح اور توبہ و استغفار سے اُسکو راضی کرے اور جو شیطان کی طرف سے ہے تو اُسکے دفع کی چار تدبیریں
 ہیں اول استعاذہ کی کثرت کرے کہ شیطان دشمن قوی ہے علی الخصوص عابد سے کہ اُسکو غیض و خصہ میں مبتلا رکھتا ہے
 سخت عداوت کیساتھ پیش آتا ہے اور علاج قوی دشمن کے شر اور فساد اور ایذا اور اضرار کا یہی ہے کہ اُس سے زبردست کی
 پناہ پکڑے اور اُس شخص کے حضور میں جو اس دشمن پر قدرت و حکومت رکھتا ہے استغاثہ کرے حدیث میں آیا ہے جب بندہ صبح کو
 اٹھتا ہے خیالین اُسکے دل پر جمع ہوتے ہیں پھر اگر اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کہتا ہے اُس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں
 اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے جو شخص صبح کو تین بار اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اور تین آیتیں سورہ حشر سے پڑھتا
 ہے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے متعین کرتا ہے کہ شام تک اُس پر درود بھیجے ہیں پھر اگر اُس روز مر جاتا ہے تو شہید مرتا ہے اور جو شخص
 شام کی بوقت اسے پڑھتا ہے ہی مرتبہ پاتا ہے اور جس کیساتھ بادشاہ کے سپاہی رات دن تعین رہیں اور اُس کی حفاظت اور خیر خواہی
 میں جان و دل سے مصروف ہوں دشمن کی مجال نہیں کہ اُسے ہلاک کر سکے یا ضرر پہنچا سکے دوسری تدبیر یہ ہے کہ ذکر الہی کی
 کثرت کرے اس لئے کہ خدا کی یاد دل کو روشن کرتی ہے اور جو اُس گھر میں جس میں روشنی ہوتی ہے نہیں جاتا حدیث میں ہے
 عمل ان الشیطان واضع خرطومه علی قلب ابن آدم فان ذکر اللہ خمس وان شئ اللہ التعمر قلبہ

بے شک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہے اگر وہ خدا کو یاد کرتا ہے پچھلے پاؤں ہٹ جاتا ہے اور جو خدا کو بھول جاتا ہے اُسکے دل کو کیرتا ہے یا کھودتا ہے تیسری تدبیر یہ ہے کہ اُسکے رد کرنے اور ہلکات کے قلع قمع میں مجاہدہ کے کردہ اتھالی کیلئے مسلط ہوا ہے جو اُسکا کہنا نہیں مانتا خدا تعالیٰ اُس کو شیطان کے شر سے بچاتا ہے ف ان عبادی لیس لک علیہم مسلطان اور وہ خود بھی اُس پر حملہ کرنا بے فائدہ جانتا ہے ف الاعباد لک منهم المخلصین جو تھی تدبیر یہ ہے کہ اُس کے مکائد اور فریبوں کو جیسے تسلیف اور عجلہ اور ریا اور عجب وغیرہ اور اُسکے فریب دینے کے طریقوں کو اچھی طرح سمجھے کہ جو جب گھر والے کو ہوشیار اور اپنے حال سے واقف اور خبردار جانتا ہے بھاگ جاتا ہے اور جو نفس کی طرف سے ہے علاج اُس کا سخت دشوار ہے اسلئے کہ نفس گھر کا بھیدی ہے اور بھیدی چور سے بچنا نہایت مشکل ہے اور محبوبت اور محبت آدمی کو اندھا کرتی ہے کہ کوئی عیب محبوب کا اُسے دکھائی نہیں دیتا ہے پس اُس کے علاج میں بہتر طریق یہ ہے کہ بات اپنا ایسے شخص کے ہاتھ میں دے جو عیوب نفس کے دریافت کرنے میں بصیرت اور اُسکی شرارت کے طریقوں سے اچھی طرح اطلاع رکھتا ہو اور جب دنیا اور مال و جاہ سے مومنہ پھر کر ریاضت و مشقت سے تزکیہ نفس کر چکا ہو اور سلسلہ اُس کا جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہو تا وہ اُس کے عیبوں پر دلالت کرے اور طریق اُن کے ممانعت کا بتا دے اور جو ایسا شخص میسر نہ آوے دوست صادق اور یا موافق پیدا کرے کہ وہ عیوب پر تنبیہ اور اُن کے ترک و احتراز پر تاکید کرتا رہے یا دشمن کی عیب جوئی پر نظر کرے اگر اُس کے بیان کو اپنے حال سے مطابق پاوے شکر اُسکا بجالاوے بلکہ اُس کام کے واسطے دشمن دوست سے بہتر ہے کہ دوست کو دوست کے عیوب نظر نہیں آتے اور دشمن کی نگاہ میں تعویذ عیب بہت دکھائی دیتا ہے یا خلق سے مخالفت کرے اور اُس میں جو بات مکروہ نظر آوے اپنے نفس کو بھی اُس سے باز رکھے کسی نے لقمان حکیم سے پوچھا کہ حکمت کس سے سیکھی فرمایا نادانوں سے کہ جس کام میں انھیں مبتلا پایا اُس سے پرویز کیا یا اپنے حالات اور عادات اور اقوال اور افعال کتاب و سنت پر عرض کرے جو بات موافق پاوے شکر بجالاوے اور جو مخالف دیکھے اُسے ترک کرے اور یہ طریق بہت نافع ہے مگر ہر شخص کو حاصل نہیں ہو سکتا یا نفس کو عبادت و ریاضت میں اسقدر سخت پکڑے کہ از خود شرارت اور امارگی سے باز آوے کہ گھوٹا سرکش گھانسن دانہ کم کرنے سے مطیع ہو جاتا ہے اور گرگھا بہت بوجھلا دینے سے دب جاتا ہے یا نفس کی مخالفت کرے اور اُسکو ہر طرح کی خواہش سے روکے کہ جب آدمی اُسکے کہنے پر نہیں چلتا بلکہ اُس کی مخالفت کرتا رہتا ہے مجبور ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آتا ہے اور سب سے اسہل اور افضل طریق یہ ہے کہ خدا کی طرف رجوع کرے اور اُس سے کمال عجز و الحاج فساد نفس سے نجات چاہتا ہے کہ بے اُس کی عنایت کے کوئی تدبیر کام نہیں آتی اور اُس کی مدد بدون کوئی چیز نفس کے شر و فساد کو دفع نہیں کر سکتی ف ان النفس الامارۃ بالسوء الا ما رحمہ ربی تنبیہ اسے عزیز آفت نفس کی تمام آفتوں سے سخت تر ہے اور فریب اُس کے بے نہایت قابل کوشش اور ہاروت و ماروت کو شہوت کے دام میں پھانسا اور معلم ملکوت کو کہ مستند تدریس اُسکی گنبد ہفت آسمان پر رکھی تھی تکبر و جسد کے جال میں پھانسن کر ہلاک کیا عقل مند وہ ہے کہ نفس کے کام سے کہ گھر کا بھیدی اور شیطان کا مغوی ہے ہوشیار ہے اور اُسکے علاج اور تدبیر اور تہذیب میں جہد بلیغ کرے اور اپنے مالک سے ہر دم التجا کرتا رہے کہ اُس مایہ شر و فساد سے

محفوظ رکھے فائدہ شامہ بدن انسانی میں ان چیزوں کے سوا جو فوائدِ سبعہ میں مذکور ہوئیں حکیم ذوالجلال اور صانع بالکمال نے ہزار عجائب قدرت و غرائبِ صنعت مودع کئے ہیں کہ تفصیل و تشریح انکی زبانِ قلم سے ادا نہیں ہوتی ایک قطرہ تاجیز کو تخم انکی آفرینش کا اور رحم مادر کو کھیت اُس تخم کا ٹھہرایا پھر اُسے پارہ خون بستہ پھر گوشت پارہ یعنی مضغہ کیا پھر اُس میں جان ڈالی اور خون حیض کو اُس تخم کا پانی قرار دیا جان پڑنے کے بعد اُسی خون کو جنین کی غذا اور اُسی قطرہ تاجیز کو پاک اور خون حیض سے اعضا اور اعصاب اور گوشت اور پوست اور رگ اور استخوان وغیرہ چیزیں مختلف اشکال اور صفات پر پیدا کیں اور اُن میں طرح طرح کی حکمتیں اور بڑی بڑی صنعتیں رکھیں ہر بات اور پاؤں میں پانچ شاخیں پیدا کیں اور ان میں عجیب عجیب لکیریں بنائیں ظاہر بدن میں چشم و گوش و زبان و دہنی و زبان اور باطن میں معدہ کلید جگر تلی پتہ دل وغیرہ بہت چیزیں ہر ایک نئی صورت اور نئی صفت پر بنائیں اور اُن میں طرح طرح کی قوتیں اور نئی نئی تاثیریں پیدا فرمائیں ایک دماغ میں پانچوں حواس باطنہ مودع ہیں کہ ہر ایک کی منفعت ہفت اقلیم کی سلطنت سے بہتر ہے ہر آنکھ میں تین پورے اور ہر آنکھ میں سات طبقے پیدا کئے اور مونہ میں جیس دانت جمائے گردن کو سات مہروں سے اور پیٹھ کو چھ مہروں سے بنایا اور بدن میں دوسو اڑتالیس بڑی پیدا کریں۔ اگر اُن میں سے ایک کم زیادہ ہو جاوے حسن ظاہری اور آرام میں نقصان اور خلل واقع ہو اور پانچ سو اٹھائیس عضلات پیدا کئے کہ مدار حرکت کا اُن پر ہے اگر اُن میں سے ایک کو دور کریں سو خرابیاں لاحق ہوں اور اُس میں تین حوص بنائے اور اُن سے تمام اعضا میں نہریں جاری کیں آنکھ کے گرد پلکیں پیدا کیں تا اُسے اکثر صدمات سے بچاویں اور بھویں پیدا کیں تا چہرہ کا حسن و جمال زیادہ کریں اور کان میں تلخ پانی رکھنا کوئی حیوان اُس کے اندر جانے کا قصد نہ کرے جب تک آدمی ماں کے پیٹ میں رہتا ہے خون حیض سے تغذی۔۔۔۔۔ جب باہر آتا ہے ماں کے پستان اپنے پیٹے کیواسطے دودھ سے بھرے پاتا ہے چھوٹے چھوٹے سوراخ پستان مادر پر اس لئے ہیں کہ اُن سے دودھ بلا دقت نکل آوے اور ماں کے دل میں شفقت اس لئے کی کہ اپنے آرام پر تیری پرورش کو ترجیح دے جب دودھ چھٹتا ہے طرح طرح کا رزق کہ ہر ایک کا مزاج ہے اپنے واسطے ہیا اور موجود دیکھتا ہے اگر انسان اپنے رزق کے اسباب اور آلات اور جو چیزیں اُس کے حاصل کرنے میں کام آتی ہیں چشم بصیرت ملاحظہ کرے تمام خلق کو اپنے کام میں مصروف اور اپنے لئے مخلوق جاننے سے احصار و حصر نعمت حق قدرت تو نیست ؟ فکر اندراں خیال چہ باید ترا گماشت ؟ ایں منبسط بساط زمین بہر تو نہاد ؟ دیں سائبان بہر خاک بہر تو فراشت ؟ چندیں نعم بزم ظہور آشکار کرد ؟ چندیں نعم بعالم دیگر نگاہ داشت کار تو ایں بود کہ بدانی کہ ایں ہمہ ؟ بہر تو آفرید و ترا بہر خود نگاہ داشت ؟ عاقل مشور ذکر خداوند روز و شب ؟ آدم کہ آتش شام خوری باغذائے چاشت ۔ سووم حقائق و صفات خلق اُس حیثیت کیساتھ کہ مقام محبت اور طریقہ سلوک سے مناسبت رکھتے ہیں آسے عزیز جب کسی امیر کے گھر جاتے ہیں اُس کے مکان کے نقش و نگار اور فرش و مسند کی بہار کس قدر خود سے دیکھتا ہے اور ہر وقت خدا کے گھر میں رہتا ہے اور اُس کے عجائب پر ایک دم بھی نظر نہیں کرتا یہ عالم اجسام قدرت خاندہ ہے کہ زمین فرش اُس کا اور آسمان کی مقبے ستون اور بہار اُس کے خزانہ جو ہر خاندہ اور چاند اُس کا چراغ اور آفتاب اُس کی شعل اور ستارے اُس کے قندیل اور فرشتے اُن مشعلوں کو اٹھانے والے اور عجیب تر یہ ہے کہ جس قدر

تو اپنی نظر قاصر سے دیکھتا ہے اُس کے عجائب کا ایک شمع ہے جیسے وہ چوٹی کی قصر شاہی کے کسی سوراخ میں بیٹھی ہو اُس قصر کے حال سے واقف نہیں ہوتی مگر اُس قدر کہ اُس سوراخ سے دیکھتی ہے اور یہ سیر یعنی ذوات و صفات خلق میں نظر کرنا مقدمہ معرفت الہی اور پہلی منزل سلوک کی ہے کہ بے قطع اُس کے سالک اس راہ میں قدم نہیں دھر سکتا بلکہ اول الف باتا نحوانی و زقرآن درس کردن کے توانی۔ انسان اول محسوسات اور مخیلات سفلیہ میں فکر کرتا ہے پھر اس فکر سے اُس کو اجرام فلکیہ سے ایک طرح کی مناسبت حاصل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اُس مناسبت کی وجہ سے حالات و حقائق اُن کے اُسکے اوپر منکشف ہوتے ہیں پھر استعداد سیر انفسی کی پیدا ہوتی ہے کہ آدمی اس تفصیل کا جو اجسام سفلیہ اور اجرام علویہ میں مطالعہ کر چکا اجمال ہے اس واسطے اُس کو مجمع العجائب و الغرائب کہتے ہیں اس سیر سے ملکہ ادراک معانی لطیفہ و امور مجردہ اُس میں پیدا ہوتا ہے جس کے سبب صفات الہیہ کی طرف توجہ کر سکتا ہے منادیان منبر قدس ندا کرتے ہیں کہ عظمت و جلال خالق اپنے نفس میں دیکھو ف دنی انفسکم افلا تبصرون علاوہ بڑی مخلوق کی ہر صفت خالق کی کسی صفت پر دلالت کرتی ہے جب بندہ تمام خلق کو عاجز اور بے مقدور سمجھتا ہے خالق کی قدرت پر یقین کرتا ہے اور جب سب کو حادث و فانی پاتا ہے تو اُسکے قدم و بقا پر ایمان لاتا ہے اسی طرح مخلوق کا ہر حال و ہر وصف خالق کے کسی فعل و صفت پر دلالت کرتا ہے وہ رویدہ بدست آر کہ ہرزہ زخاک و جام ست جہاں نما کہ در دے تو بنگری۔ اہل نظر کہتے ہیں مادائیت شیعہ الاول و آیت اللہ فیہ سہ برگ درختان سبز در نظر ہو شیار و ہر درتے و فترے ست معرفت کردگار۔ ہر گریہ و خندہ عالم ظاہر باطن کے کسی فعل کا اثر ہے کہ رنگ اُس فعل کا اُس سے ظاہر ہے ف صبغه الله و من احسن من الله صبغه اسی طور سے آدمی بعد طے کرنے اس منزل کے اپنے نفس سے کہ خلاصہ کل موجودات اور نمونہ حلتغیرات ہے پروردگار کے صفات کو پہچانتا ہے مثلاً جب خیال کرتا ہے کہ میں اصل میں ایک قطرہ مٹی تھا اسی نطفہ ناپاک سے ایک شخص خوبصورت اور خوش شکل بن گیا تو سمجھتا ہے کہ کوئی میرا پیدا کرنے والا ہے عالم حکیم حی قادر مد جس نے اُس نطفہ ناپاک پر کو اپنی قدرت کاملہ سے ایسی عجیب و غریب صورت عنایت فرمائی کہ اگر تمام جہان کے عقلا اور سائرے عالم کے دانایان جمع ہوں ایک انگلی بھی اس خوبی اور اعتدال کیساتھ نہ بنا سکیں اور جس وقت آپ کو ممکن اور مملوک اور مقہور اور ذلیل جان لیتا ہے موجود کو جب اور ملک اور ظاہر اور عزیز سمجھتا ہے اور جب اپنی جان کو وہم و خیال سے منزہ پاتا ہے پروردگار کے بچوٹی اور بیچوٹی اور تنہو اور تقدس پر ایمان لاتا ہے اور جب اپنی جان کو کسی خاص عضو کی طرف باوجود اُسکے کہ ہر عضو میں موجود ہے نسبت نہیں کر سکتا تو پروردگار کو بالادنی خیر و مکیان سے منزہ جانتا ہے اور جس طرح اپنی جان کو بدن میں تصرف و حکمراں پاتا ہے اسی طرح اُس مالک الملک کو عالم کا حاکم سمجھتا ہے اسی واسطے کہتے ہیں جس نے اپنے نفس کو جانا اُس نے خدا کو پہچانا من عرف نفسه فقد عرف ربه اور جو اپنے نفس کو نہ پہچانے گا دوسرے کو کیا جانے گا من جہل نفسه فهو بالاعتداجہل سے آنکہ خود را شناخت نتواند و آفرینندہ را بجا داند و تو کہ در ذات خود زبوں باشی و عارف کردگار جوں باشی اسے عزیز راہ مولیٰ نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں نہ مشرق میں نہ مغرب میں بلکہ تیرے نفس میں ہے دنی انفسکم افلا تبصرون و چیزے کہ تو جو باری نشان ادنیٰ و باست ہی تو جائے دیگر جوئی و اس جگہ سے بعض تا اہل اتحاد و حلول کی طرف

جاتے ہیں اور اس قسم کی باتوں کو اپنے فاسد عقیدہ پر محمول کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ راہ مولیٰ اور ہے اور مولیٰ اور جس کی بزرگی کے کلام میں اس قسم کا مضمون پایا جاتا ہے مراد اُس سے سیر انفسی اور آفاقی ہے ورنہ انفس و آفاق کجا و خلاق کجا خلاصہ مطلب آیتہ اور شعر کا یہ ہے کہ سیر انفسی علم صفات کا واسطہ ہے اور مراد ہر ممکنہ بے فائدہ ہے اپنے نفس میں نظر کر کہ شاید مطلب جلوہ گر ہو اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ سیر آفاقی اور انفسی میں حد سے زیادہ مشغول رہنا محض نادانی ہے فلاسفہ اسی گھائی میں ہلاک ہوئے سالک کو چاہئے کہ جو وقت استعداد صفات الہیہ کے ادراک کی اپنے میں پاوے فوراً اس گھائی سے نکل کر مطلوب کی طرف متوجہ ہو کہ وسائل سے صرف اس قدر غرض تعلق ہوتی ہے کہ مقصد تک پہنچا دیں جو ضرورت سے زیادہ اُن میں مشغول ہوتا ہے مطلب سے محبوب ہوتا ہے وہ چو خواہی رخت در منزل نہادن + نباید بر سر پل ایستادن خصوصاً اس جگہ کہ وسیلہ غیر متناہی ہے عجبائب نفس تو ایک طرف آفاق میں اس قدر حکمتیں اور صفتیں مودع ہیں کہ آدمی تمام عمر میں لاکھ حصہ سے ایک حصہ انکا دریافت نہیں کر سکتا بلکہ افراد عالم کو شمار بھی نہیں کر سکتا ف لا یعلم جنود ریلک الاھوف سبحان الذی خلق الان والجم کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم وما لا یعلمون ہ سوا خدا کے اُسکی مخلوق کو کون جانتا ہے اور آدمی جن چیزوں کو جانتا ہے اُن میں سے ایک چیز کے بھی عجائب و غرائب اور اسرار و فوائد کما فیہ نہیں دریافت کر سکتا یہاں تک کہ جو چیزیں راز و رموز آدمی کے کام میں رہتی ہیں اور شب و روز اُن سے اختلاط اور تلاف رکھتا ہے اُن کے فوائد و اسرار سے بھی اچھی طرح واقف نہیں ہوتا سلمان شاعر کہتا ہے و ما اوتیتھم ہی خوانی و میگونی کہ میدانم + علوم غیب گر ہستی علوم غیب را دانا + بگو تا نقشہ بر آتش چرا گردید پروانہ + بگو تا عاشق خورشید رخشاں از جہ شد حربا۔ اگر تمام درخت قلم اور تمام دریا سیاہی ہو جاویں اور سب مخلوق لکھنے پر قدرت پاوے اور ازل سے ابد تک خدا کی حکمتیں اور اسرار جو اُس نے اپنی مخلوق میں رکھے ہیں لکھے کر ڈھریں سے ایک بھی نہ لکھ سکے ہزارہ ذرات زمین و آسمان سے اپنے مالک کی تسبیح اور تقدیس کرتا ہے اور بزبان حال کہتا ہے کہ اُسکی قدرت کا کمال مجھ میں دیکھ اور نقاش علوم میری ذات و صفات سے حاصل کر چو نیٹھی اضعف مخلوقات اور احقر موجودات ہے زبان حال سے کہتی ہے کہ اے غافل نقاش ازل کی حکمت و صفت میں غور کر کہ مجھ سے ناچیز کو باوجود صغر جسد کے بات پاؤں سر اور سب اعضا عنایت فرمائے اور اس چھوٹے سے سر اور دماغ میں بہت غریبے پیدا کئے کسی میں قوت ذوق اور کسی میں قوت شمع رکھی اور جو چیزیں تحصیل غذا اور اسکے کھانے اور مضم کرنے کیلئے درکار ہیں عنایت فرمائیں وہ ناک مجھے دی کہ اپنے گھر بیٹھے دودھ بوبہ چیز کی ہو گھگھتی ہوں اور وہ قدرت مجھے بخشی کہ جس جگہ تو اپنی چیز کو رکھتا ہے اسی جگہ پہنچ کر بغیر غلطی سے نوش کرتی ہوں غذا اپنا صحر میں بجا کر خشک کرتی ہوں اور برسات میں پھر لا کر گھر میں رکھتی ہوں گہوں کو دودھ لکڑیے کے کے جمع کرتی ہوں کہ جم نہ لکڑیے اور زمین کی سردی سے گھن نہ لگے اور دھنسنے کو سالم رکھتی ہوں کہ توڑ کر رکھنے سے خراب نہ ہو جاوے اُس پروردگار کا شکر کن زبان سے ادا کروں جس نے مجھ حقیر کو یہ چالاکی اور دانائی عنایت فرمائی اور تجھ سے مخلوق بے نظیر کو میری خدمت سپرد کی تو جانتا ہے کہ تمام عالم میرے واسطے پیدا ہوا اور میں کہتی ہوں کہ خدا نے مجھے میری خدمت کے لئے بنایا تو زراعت کرتا ہے اور میں کھاتی ہوں تو نفیس کھانے پکاتا ہے اور میں نوش کرتی ہوں اسی طرح تمام مخلوق خالق کے کمال حکمت و صنعت پر گواہی دیتی ہے اور حمد و ثنا اُس کی بجالاتی ہے اگرچہ انسان کی سمجھ میں نہ آوے ف وان من شیء الا یسبح بحمداً ولكن لا تفقهون تسبیحہم

سہ ہرچہ تو بینی ز سپید و سیاہ + سرکاریست درین کارگاہ + نگہ کن ذرہ ذرہ گشتہ پویاں + بحدش نکتہ توحید گویاں **ف**
الہ تبارک اللہ یسبح لہ من فی السموات والارض والطیر صافات کیا نہ دیکھا تو نے کہ خدا کی پاکی بیان کرتا ہے جو
 آسمانوں اور زمین میں ہے اور پرند صاف باندھے ہوئے ہے مرغال چمن ہر صبا سے + خوانند ترا با مصلا ہے۔ **ف**
یستبح **للہ** السموات والارض وما فیہن خدا تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے۔ **ف**
 کل قد علم صلوٰتہ و تسبیحہ ہر ایک نے جان لی اپنی نماز یا دعا اور تسبیح مجاہد کہتے ہیں کہ ہر چیز زندہ ہو یا مردہ یا جاد
 خدا کی تسبیح کرتی ہے اور اُس کی کمال قدرت اور عظمت اور حکمت اور صنعت پر گواہی دیتی ہے سہ ہمہ نقش اس گنبد زرنگارہ گواہ اند
 بر صانع پروردگار + اگر گوہر آمد و گرچہ خست است + برون و درونش حکایت ہے است + تو گر گفت ایشان ندانی خموش + کہ
 گفتند لیکن نداری تو گوش۔ بحث ثالثہ فکر میں شریعت کی رعایت واجب ہے جس بات میں فکر کرنے کی شریعت اجازت
 دے اُس میں فکر کرے اور جس میں فکر کرنے سے منع فرماوے اُس سے باز رہے اور عقل کو حاکم مستقل سمجھ کر خدا کے کام میں دخل نہ دے
 کہ وہ مخلوق ہے اور مخلوق کو خالق کے معاملہ میں دخل دینا بجا ہے **ف** **الا للہ الدین** الخالص جبکہ دنیا کے بادشاہ اور
 حاکم کے حکم میں دخل دینا حماقت سے شمار کیا جاتا ہے بادشاہ حقیقی اور حاکم مطلق کے حکم میں دخل دینا اور منقول کو عقل کا تابع
 سمجھنا اور جو بات سمجھ میں نہ آوے اُس میں تاویل کرنا کس درجہ مذموم ہو گا اے عزیز ہمارا تمہارا کیا ذکر ہے نفوس قدسیہ اور
 عقول کاملہ بھی کہ ظلمات ہیولانیہ اور کدورات جسمانیہ سے پاک اور منزہ ہیں کار دین اور مرتبہ حق الیقین میں مستقل نہیں انکا علم
 تعلیم شایع اور انکی معرفت تعریف پیہر میں منحصر ہے عقل کا کام یہ ہے کہ آنکھ بند کرے اور کان لگا کر سنے کہ کیا حکم آتا ہے اور کیا
 ارشاد ہوتا ہے یہاں کان کافی ہیں اسلئے اُن کو آنکھ سے بہتر کہتے ہیں سہ تا گہر وصف ترا شد وصف + سامعہ بر باصرہ دارد شرف
 اگر عقل معرفت اسرار غیب اور اصلاح معاش و معاد میں کافی ہوتی نہی کیوں آتے اور تمام عقلا ادنی چیزوں کی خاصیت کے
 سبب و علت کے ادراک سے کیوں عاجز رہتے اور جذب کہرا اور اسہال سقونیہ کی وجہ میں کیوں معترف بنا دانی ہوتے اس طرح
 سب امور میں اپنے عجز و قصور پر معترف ہوں یا کوئی دلیل رسول کی طرف سے بیان کریں امام شیری اور خواجہ ابوالقاسم فرماتے ہیں
 جو شخص اپنی عقل پر اعتقاد کرتا ہے جہل مرکب میں گرفتار ہوتا ہے کہ کچھ نہیں جانتا اور آپ کو دانا سمجھتا ہے بادام سے واقف ہونا یہ
 کہ مغز سے واقف ہو اور ہر بات کے مغز سے واقف ہونا سخت دشوار ہے دیکھے اور کھائے پوست کے دیکھنے سے حقیقت
 اسکی ظاہر نہیں ہوتی ظاہر اور قریب ترین اشیاء آدمی سے صرف ہستی اُس کی ہے اور نہیں جانتا کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں بھلا اس
 عقل کو حاکم سمجھتا ہے اُسی کی حقیقت بتا کہ وہ کیا ہے جب تیری عقل اپنی حقیقت کو نہیں جانتی تو ادروں کی حقیقت میں اُس پر
 اعتماد کرنا محض بیجا ہے بندہ کو چاہئے کہ عقل سے تعمیل حکم کا طریق دریافت کرے کہ کس طرح اور کس آداب سے بجالاؤں نہ کہ کیوں حکم
 دیا اور کس لئے اُس پر عمل کروں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم تحویل قبلہ باوجود اسکے کہ عقل میں نہیں آتا کس عجلت کیساتھ قبول کیا
 کرنا زہی میں کہہ کی طرف پھر گئے شیطان نے حکم الہی میں عقل کو دخل دیا کہ وہ خاک اور میں آگ سے پیدا ہوا اسکے سامنے کس لئے سر
 جھکاؤں تہرا لہی میں مبتلا اور تمام خلق سے بدتر ہو گیا حقیقت میں عقلی خادم شرع ہے نہ ملازمنقول مکلفینہ المجہول علماء جو منقول
 میں تصرف و تاویل اور اسکی معقول سے تطبیق کرتے ہیں معقول صرف کے تطبیق نہیں کرتے بلکہ اُس سے کہ قوانین شرع سے معقول ہے

ہر اُس امر کو کہ عقل میں نہ آوے تسلیم نہ کرنا عقل کو دوسرا حاکم ٹھیکرانا اور حکم شرع کو اُس پر پیش کرنا گویا بادشاہ کے حکم کو بے منظور وری اُس کے چوبدار کے ناقص و ناتمام سمجھنا ہے و لہٰذا درمن قال ہ مصطفیٰ اندر میاں انگہ کسی گوید عقل ۛ آفتاب اندر جہاں انگہ کسے جوید شہا۔ عقل کیا چیز ہے کہ حکم الہی سے معارض ہو سکے بندہ مالک سے اور ذرہ آفتاب سے اور قطرہ دریا سے اور محکوم حاکم سے مقابلہ نہیں کر سکتا اور جو یہ شہور ہے کہ نبی کا صدق معجزات میں نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ کام عقل کا ہے پس عقل دین کی اصل ہے محض غلط ہے بلکہ نبی کی تصدیق خدا تعالیٰ کی ہدایت اور توفیق سے حاصل ہوتی ہے نہ نظر و فکر سے اگر نظر و فکر پر مدار ہوتا عقلاً عالم سے کوئی شخص کا فرزند ہوتا نور نبوت کجا اور عقل بشر کجا نبوت سب چیز کو ثابت کرتی ہے عقل کیا چیز ہے کہ نبوت کو ثابت کرے یہ کلام مشہور ہو گیا ہے مگر یہ رائے تحقیق سے معرا ہے جس طرح کہتے ہیں اثبات واجب لا نکرو واجب مثبت ہر شے کا ہے اگر تو کہے کہ حدیث میں آیا ہے اول ما خلق اللہ العقل پس مدار کا عقل پر ہے اور خطاب عتاب اُس سے متعلق ہے عقل کو کہ سبب علم ہے اہلسنت کے مذہب میں معزول و معطل سمجھنا جہالت و ضلالہ کے جواب آسکایہ ہے کہ حدیث میں عقل اول اور روح اعظم سے قلم اعلیٰ اور اہل کشف کے نزدیک حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور روح اقدس اُس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ عالم قدس میں مرنی اور فراح تھی اور چہر بدن سے متعلق ہو کر تکمیل و ارشاد خلق کا سبب بنے فی مراد ہے اور وہ جو عقل کرتے ہیں اول ما خلق اللہ نوری مؤید اس معنی کا ہے پس عقل جزئیہ کہ متعلق بابدان انسان میں اُس عالم اور اس عالم میں اُسے عقل کل اور عقل اول اور روح اعظم سے فیض حاصل کرتے ہیں اور اسی کے پر تو سے روشن ہیں جیسے آنکھیں آفتاب اور ماہتاب کے جب وہ نکلتے ہیں یہ دیکھتی ہیں تابع متبوع سے اور عکس اصل سے کب معارض ہو سکتا ہے ہزاروں لاکھوں آدمی جنکو ارسطو نے زماں اور افلاطون وقت کہتے نور نبوت کے معارضہ سے عاجز ہوئے اور باوجود اُس حمیت و عداوت کے کہ اپنے مذہب قدیم کا تنزل اور دین اسلام کی ترقی روز افزوں دیکھ کر جان سے ہزار تھے کوئی قاعدہ ایسا کیوں نہ نکالاجو اُن کے باپ دادا کے دین کا تنزل اور اسلام کی ترقی کو مانع ہوتا اور جنہوں نے یہ ہوس کی اُن کا مدعا کیوں نہ حاصل ہوا تعینیم ہماری اس تقریر کا یہ مطلب نہیں کہ عقل محض بیکار اور امر دین میں معزول ہے بلکہ عقل مانند بصیرت و چراغ کے اور شرع مانند شعاع اور روغن کے ہے ایک بے دوسرے کے کام نہیں آتا عقل کی بڑائی اور بزرگی میں کسے کلام ہے کہ قواعد معاش و معاد اور نظر و فکر خلق و نفس میں بلکہ معرفت واجب کہ عمدہ مقاصد و مطالب ہے بتعلیم صاحب شرع اُس سے متعلق ہے اور ہم شرع اور دفع تعارض میں اُسکو مداخلت کا ملہ ہے بلکہ ہم شرعیات بے اُس کے محال اور اصل بے فہم کے بے فائدہ پس اس اعتبار سے عقل کو علم و عمل کا مدار بھی کہہ سکتے ہیں چنانچہ مسلم الثبوت اور نور الانوار شرح منار اور اخبار العلوم وغیرہ کتب معتبرہ میں اس مضمون کی طرف اشارہ واقع ہے بلکہ کلام اس بات میں ہے کہ عقل کو شرع پر ترجیح اور اُس کے حکم میں دم مارنے کی مجال اور امر دین میں استقلال نہیں جو بتا دیا جانتی ہے اور جو نہیں بتایا دریافت نہیں کر سکتی سیکڑوں باتیں مانند مسئلہ جبر و اختیار و تاویل آیات متشابہات و حقیقت روح و مدت بقائے عالم و وقت قیام قیامت و حکمت عدد و موکلان و دوزخ و اکثر حقائق و اسرار شریعت و طریقت اور احوال برزخ و آخرت عقل میں نہیں آتیں بایں معنی کہ عقل کو اُن کے اور اُن کی قدرت نہیں دی گئی نہ یہ کہ عقل اُن کے بطلان کا حکم کرتی ہے ایسی جگہ عقل کا کام یہ نہیں کہ انکی حقیقت میں خوض کرے اور اُن کے سراور بھید کی فکر میں پڑے کہ طلب محال ہے بلکہ کام آسکایہ ہے کہ جوار شاد ہوا اُس پر یقین لائے اور

علت و سبب کے دریافت کرنے سے بات اٹھاوے قے والو استخون فی العلم یقولون امنایہ کل من عندینا
و مایذکوالاوالالالباب راسخ فی العلم سے بھی کامل فی العقل مراد لے سکتے ہیں لیکن لفظ الوالالباب تو خوب تصریح ہو گئی
کر ایسی جگہ عقل کا کام تسلیم کرنا اور اسکی تحقیق و توضیح سے آپ کو عاجز جانا ہے جس احمق نے اس قسم کی باتوں میں خوض کیا یا سفسط
میں پڑا اور تو سبب اسباب بلکہ تمام کارخانہ حکمت سے اور یا جب حقیقت اسکی سمجھ میں نہ آئے اور سبب اور غایت اور فائدہ ان کا
دریافت نہوا لحد و زندقہ میں مبتلا اور ان کی اصلیت سے منکر ہو گیا بعضے تمام موجودات کو قبضہ قدرت میں مجبور دیکھ کر منزلے
عمل اور بعض دلائل عذاب پر نظر کر کے تقدیر انزل سے منکر ہوئے سہ ہر کس، خیال خویش خطے وارڈ۔ ان نادانوں کی دہی نقل ہے
کہ چھوٹا موٹہ بڑی بات حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبیہ افعال خضر علیہ السلام اور اقبال چوہان کی حقیقت کو نہ پہنچے ہر
شخص خدا کے افعال اور احکام کی حقیقت کس طرح دریافت کر سکے جو یہ وہ کہ مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گو د میں ڈالا گیا مر اسکا زکریا
علیہ السلام کی زبان تک نہ پہنچا سب علم کسی کو حاصل نہیں ہوتا کیا تو نے نہ بنا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا وما اوتیتہم من العلم
الا قلیلا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم ہوتا ہے قل رب زدنی علما اگر حالت منتظرہ باقی نہ ہوتی طلب زیادت
طلب محال تھی اتو ہیبت و نبوت کے دلائل کو دیکھا اور خدا کی وحدانیت اور رسول صلی علیہ وسلم کی رسالت پر یقین حاصل کر جب
یہ یقین حاصل ہو گا کوئی شبہ اور وسوسہ تیرے پاس نہ آئے گا اس لئے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کی طرف سے پہنچایا
بندہ پر اس کی تصدیق اور تعمیل واجب ہے نہ اس کی علت اور غایت ڈھونڈنا تنبیہ اس تقریر سے یہ غرض نہیں کہ کسی
شے کے سبب و علت سے کام نہ رکھے اور اس کی حقیقت و مابیت کے ادراک میں خوض نہ کرے کہ یہ تو عمدہ طریق معرفت
کا ہے پروردگار کے کمال قدرت و حکمت پر یقین بخشتا ہے اور اسکی بہت صفتوں پر دلالت کرتا ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
دعا کرتے ہیں اللھم ادلحقائق الاشیاء کماھی بلکہ اسباب کی نفی سے تو حکمت الہی کا انکار لازم آتا ہے اور اسباب کا پیدا
کرنا انہو ٹھہرتا ہے قے سبحانک ما خلقت هذا باطلا جس طرح اس کے کمال قدرت پر یقین واجب ہے اسی طرح اس
کی کمال حکمت پر اعتقاد ضرور ہے ہر چند کہ وہ فاعل مختار ہے مگر تو سبب اسباب و علل اس کی حکمت کا مقتضا ہے اکثر اشیا
کو علل و اسباب پر موقوف رکھا ہے اگرچہ تیری سمجھ میں نہ آویں یہ کیا ضرور ہے کہ جو بات تیری سمجھ میں نہ آوے حقیقت میں
بھی نہ ہو بہت صنعتیں دنیا میں ایسی ہیں کہ تو ان کو نہیں جانتا اور صانع بھی بے اس بات کے کہ تو مدت تک اسکی شاگردی کرے
اور انکو شروع سے قاعدہ تعلیم کے موافق سیکھے ہرگز نہیں بتلا سکتا اور بہت محسوسات اس قسم کے ہیں کہ انکی پیدائش کا فائدہ تجھے
کسی طرح دریافت نہیں ہو سکتا بالہبہ ان کے وجود سے انکار نہیں کرتا ہے اور شریعت کے جس حکم کی حقیقت اور وجہ معلوم
نہیں ہوتی اس سے منکر ہوتا ہے بلکہ ضرور ہے کہ خدا کے سبب بید تیری سمجھ میں نہ آویں اس لئے کہ اگر بندہ ہر چیز کی حقیقت اور
علل و اسباب و فوائد و غایات سے واقف ہو جائے تو علم الہی سے مساوات لازم آئے تو اس کے ان کے پوشیدہ رکھنے میں
ایک بھید یہ ہے کہ جب آدمی شہادت عقل سے قطع نظر کر کے خدا کا حکم خدا کے واسطے مانتا ہے اس کی فرماں برداری اور بندگی
بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ مذمو مات عقلیہ اور منافرت طبعیہ تو ہر شخص پہنچا جاتا ہے اسی فائدہ کے لئے آدم علیہ السلام کو
گیہوں یا ترنج یا انجیر کھانے سے منع فرمایا اور یہی سبب ہے کہ اکثر احکام جیسے زہی جوار و سرخ ہر کے بھید خلق سے پوشیدہ رکھے

ما معلوم ہو کون بے تامل نانتا ہے اور کون تکرار کرتا ہے نصیحت عقل مند کو چاہئے کہ اُن باتوں میں جن کو عقل اسکی دریافت کر سکتی ہے بقدر اقتضائے وقت تفکر کرے اور جو اسکی عقل سے دوا ہیں اُن میں عقل کو دخل نہ دے اپنے کام سے کام رکھے اسلئے کہ جو شخص خوانِ نعمت پائے اور اسی خیال میں رہے کہ یہ خوان کہاں سے آیا کون لایا یہ کھانا کیسا ہے میرے پاس کیوں آیا ہے میرا دیگا یا نہیں یہاں تک کہ اور لوگ کھا جاویں اور وہ موندہ دیکھتا رہ جاوے اُس سے زیادہ احمق کون ہے اس فکر سے بے فکری اور نادانی بہتر ہے۔ یہ زمین خورد بیگانہ می باید خدشہ دست در دیوانگی باید زدن بہ آرزو دم عقل دور اندیش را بہ بعد زین دیوانہ خوانم خویش را۔ اسی واسطے ارشاد ہوتا ہے کہ اکثر ہستی بھولے ہیں سے بیشتر اصحابِ جنت ابلہ اند بہ تازی شر فیلسوفی وایر مند۔ جو شخص ہر شئی کی ماہیت اور حقیقت اور مادہ و صورت و غرض و غایت کی تفتیش میں رہتا ہے مسبب الاسباب سے غافل اور جس شے کی حقیقت یا علت و غایت سمجھ میں نہیں آتی اُس کے وجود سے منکر ہو جاتا ہے اور جو اپنی عقل پر اعتماد کر کے فکر میں شرع کی رعایت نہیں کرتا زندگی اور غفلت اور تشبہ اور تعطیل میں مبتلا ہوتا ہے اللہم اجفظنا من ظلمات الہوی وادرقنا اتباع النبی المجتبیٰ معنی وہم جب خلق کے کام سے فراغت پاوے تو اپنے پروردگار کی یاد میں مشغول ہوا اور اسکی تحمید اور تحمید اور تسبیح اور تہلیل اور تکبیر میں جان و دل سے بحکمال توجہ و حضور و شوق و ذوق مصروف رہ دانی و بلا فادغیب اور اُسی سے دل لگا کہ مقصود اصلی ذکر سے یہ ہے کہ مذکور کی محبت دل میں اس طرح متمکن ہو جاوے کہ ماسوی سے اصلا تعلق اور اغیار سے کچھ کام نہ رہے اور یہ عمدہ مقاصد و اشرف مطالب ہے کہ کارخانہ عالم اس سے وابستہ ہے بلکہ عالم اسی کیواسطے پیدا ہوا ہے اگر محبت نہ ہوتی کچھ نہ ہوتا اور ذکر کہ نصب ہے تعبیر کرنے میں اُس کی ادامت اور ہمیشہ کرنے کی طرف کہ نفس پر نہایت شاق ہے اشارہ ہے قی معاذ بن جبل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب اعمال میں بہتر اور خدا کو زیادہ پیارا کون سا عمل ہے فرمایا یہ کہ مرتے وقت تک خدا کی یاد سے زبان تر رہے ابن ابی الدنیا شب معراج آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ عرش کے نور میں غائب ہے پوچھا یہ کون فرشتہ ہے جواب ہوا فرشتہ نہیں ہے بلکہ آدمی ہے کہ دنیا میں خدا کا ذکر کیا کرتا اور دل اُس کا ہمیشہ مسجد میں لگا رہتا اور کسی سے اپنے ماں باپ کو گالی نہ دلاتا فی قی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اہل بہشت کو اُس ساعت کے سوا جس میں خدا کو یاد نہ کیا کچھ حسرت نہ ہوگی تم اس فرشتے ذکر کرنے والوں کو دعوٰی دیتے پھرتے ہیں جہاں اُن کو دیکھتے ہیں گھیر لیتے ہیں جب آسمان پر جلتے ہیں خدا تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے کہاں سے آئے عرض کرتے ہیں تیرے بندوں کے پاس سے کہ زمین میں تجھے یاد اور تیری تسبیح اور تہلیل کرتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کیا میرے بندوں نے مجھے دیکھا ہے کہتے ہیں نہیں فرماتا ہے اگر مجھے دیکھیں کیا کریں عرض کرتے ہیں اگر تجھے دیکھیں میرے ذکر میں زیادہ مشغول رہیں ارشاد ہوتا ہے میری یاد سے کیا چاہتے ہیں کہتے ہیں بہشت چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں فرماتا ہے کیا انھوں نے بہشت اور دوزخ کو دیکھا ہے عرض کرتے ہیں نہیں اگر دیکھیں زیادہ فکر و خیال کریں پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے گواہ رہو کہ میں نے اُن کو بخش دیا اور مقصد اُن کا بر لایا ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ فلاں شخص اُن میں ذاکر نہیں اپنے کام کو جانتا تھا بیٹھ گیا حکم ہوتا ہے اُسے بھی بخشا فائدہ سبحان اللہ ان لوگوں کا وہ رتبہ ہے کہ جن کا ہم نشین بھی بخشا جاتا ہے مناسب اسی مقام کے کہ ہے

اور وارد ہوا ہے جب کچھ لوگ خدا کے ذکر کی واسطے جمع ہوتے ہیں اور کسی قدر ذکر خدا کر چکے ہیں ایک فرشتہ آسمان سے پکارتا ہے جاؤ تم بجٹے گئے اور برائیاں تمہاری نیکیوں سے بدلی گئیں اور یہ بھی آیا ہے اس کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا حلقہ باندھے خدا کی یاد کر رہے تھے جبرئیل امین آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ان یاروں سے خدا کے تعالیٰ فرشتوں سے مباہات کرتا ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ کوئی عمل ذکر کے برابر عذاب قبر سے نجات دینے والا نہیں البتہ یہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اہل ذکر آسمان والوں کی نگاہ میں ایسے چمکتے نظر آتے ہیں جیسے تارے اہل زمین کی نگاہ میں آدرا آیا ہے فی القیامت کے دن خدا کو یاد کرنے والے اور اس کیلئے آپس میں محبت رکھنے والے تجلی الہی کی داہنی طرف نور کے منبروں پر بیٹھیں گے شہداء اور انبیاء ان پر غبطہ کریں گے قی خدا کا ذکر دل کا صاف کر نیوالا ہے اور عذاب سے نجات دینے میں اس سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں اگرچہ مرد مجاہد اس قدر لڑے کہ تلوار اس کی ٹوٹ جاوے مگر ذکر کرنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا فی زقط جو شخص رات میں جاگنے اور مال خرچ کرنے اور کافروں سے لڑنے سے عاجز ہے ذکر خدا کرے کہ ان سب کا تدارک کر لے گا ع جس کو چار چیزیں میسر ہوئیں دنیا و آخرت کی خیر و برکت اسے حاصل ہوئی دل شاکر اور زبان ذاکر اور بدن صابر اور عورت ناموس و مال میں امانت کرنے والی فی ایک شخص روپیہ پانٹے اور دو ملا اس کے ساتھ ساتھ خدا کو یاد کرتا رہے ذکر کرنے والا افضل ہے مں یاد کر نیوالا زندہ اور غافل مردے کے مانند ہے تیا اس ذکر کر نیوالوں کی جماعت جس جگہ بیٹھتی ہے فرشتے اس کے گرد جمع ہوتے ہیں اور حلقہ باندھتے ہیں خدا کی رحمت آنکھوں کو ڈھانپ لیتی ہے سیکندہ ان پر ناز ہوتا ہے تب ذکر الہی تمام اعمال سے بہتر ہے اور خدا کے نزدیک لطیب اور درجوں کو بہت بلند کر نیوالا اور چاندی سونا خیرات کرنے اور کافروں سے لڑنے سے افضل ہے تب قیامت کے دن ذکر کر نیوالوں کا مرتبہ خدا کے نزدیک سب بندوں سے زیادہ ہو گا بل ابو دردار کہتے ہیں کہ ذکر الہی سوغلام آزاد کرنے سے بہتر ہے اور تمام عبادتوں سے افضل و اطیب فی رفع درجات میں مؤثر تر اور چاندی سونا خرچ کرنے بلکہ خدا کی راہ میں لڑنے سے افضل ہے ابن ابی شیبہ ابو ہریرہ فرماتے ہیں اہل ذکر آسمان والوں کی نظر میں ایسے چمکتے ہیں جیسے تارے زمین والوں کی نگاہ میں بعض صحابہ سے منقول ہے کہ ایک تکبیر دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور بعض فرماتے ہیں اگر سو تکبیر کوں مجھے اسے کہ سو دنیا خیرات کر دوں زیادہ پسند ہے اور بعض سے مروی ہے کہ صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک خدا کی یاد میں مشغول رہنا مجھ کو بہاؤ پڑھا دینے سے زیادہ پیارا ہے اور یہی مضمون عصر سے غروب آفتاب تک ذکر کرنے کے باب میں آیا ہے بعض کہتے ہیں ایک آدمی مشرق سے اور دوسرا مغرب سے چلے اور ایک اپنا مال خدا کی راہ میں صرف کرتا جاوے اور دوسرا خدا کو یاد کرتا چلے جب دونوں ملیں گے ذاکر کو افضل پادیں گے ابن ابی شیبہ امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں خدا کے ذکر و شکر سے کوئی کام افضل نہیں تب عطا کہتے ہیں ذکر الہی اس سے بزرگ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی گناہ باقی رہے بیضادی مرقعار دایت کرتے ہیں کہ جو شخص بہشت کی کیا یوں میں چرنا چاہے اسکو لازم ہے کہ خدا کو بہت یاد کرے اور سب سے بڑا فائدہ ذکر کا یہ ہے کہ جو شخص خدا کو یاد کرتا ہے خدا بھی اسے یاد کرتا ہے آدمی اگر تمام دنیا و مافیہا کو اس دولت عظمیٰ و نعمت کبریٰ پر نثار کرے بجا ہے اور جو ہفت کشور کی سلطنت اور ربیع مسکوں کی جاہ و حشمت اس کے مقابلہ میں بے حقیقت سمجھے تو وہ اللہ ارشاد ہوتا ہے قن اذکرونی اذکرم تم مجھے یاد کرو تا کہ میں تمہیں یاد کروں می عس سعید بن جبیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

اذکرونی بطاعتی اذکرکم معصرتی تم مجھے طاعت کیساتھ یاد کرو میں تمہیں معصرت کیساتھ یاد کروں اور یہ بھی منقول ہے اذکرونی بالذکر عا اذکرکم بالاجابة تم مجھے دعا کیساتھ ذکر کرو اور میں تمہیں اجابت کیساتھ ذکر کروں یعنی تم دعا کرو میں قبول فرماؤں اور یہ بھی آیا ہے اذکرونی ملاء من الناس اذکرکم فی ملاء من الملئکة تم مجھے آدمیوں کی جماعت میں یاد کرو میں تمہیں فرشتوں کی جماعت میں یاد کروں اذکرونی فی الرخاء اذکرکم فی البلاء تم مجھے فراغت میں یاد کروں میں تمہیں بلا و مصیبت میں یاد کروں اذکرونی فی السراء اذکرکم فی الضراء تم مجھے آسائش کی حالت میں یاد کروں میں تمہیں تکلیف کے وقت یاد کروں اذکرونی فی اليسر اذکرکم فی العسر تم مجھے آسانی میں یاد کروں میں تمہیں سختی میں یاد کروں اذکرونی فی الحیوة اذکرکم بعد المات تم مجھے زندگی میں یاد کروں میں تمہیں تمہارے مرنے کے بعد یاد کروں اذکرونی فی الدنیا اذکرکم فی الآخرة تم مجھے دنیا میں یاد کروں میں تمہیں آخرت میں یاد کروں اذکرونی بالعبودية اذکرکم بالربوبية تم مجھے بندگی کی راہ سے یاد کروں میں تمہیں بوجہ اپنی ربوبیت کے یاد کروں اذکرونی بالاخلاص اذکرکم بالاختصاص تم اخلاص کیساتھ میرا ذکر کروں میں تمہیں ذکر میں خاص فرمائیں ہم سب خدا کے تعالیٰ فرماتا ہے اے فرزند آدم اگر تو مجھے دل میں یاد کرے میں بھی تجھے دل میں یاد کروں اور جو تو مجھے حلقہ اور مجمع میں یاد کرے میں تجھے اُس مجمع میں کہ تیرے مجمع سے بہتر ہے یعنی کروہین و ملائکہ مقربین و ارواح انبیاء و اولیاء کے سامنے یاد فرماؤں اگر تو ایک بالشت میری طرف آدے تو میں ایک گز تجھ سے نزدیک ہو جاؤں اور جو تو میری طرف قدم قدم آدے میں تیری طرف دوڑوں اے عزیز اگر آدمی ہزار برس خون جگر کھاوے اور عمر بھر آنکھوں سے آنسو بہا دے بعد ذکر اُس کا اس بارگاہ میں آدے کمال عنایت اور مہربانی محبوب کی اور خوش نصیب اپنی سمجھے کسی نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ آیت پڑھی اَخْسُوْ فِیْہَا وَلَا تَكْلَمُوْنَ آپ نے فرمایا خوش نصیب اُنکی کہ محبوب سات ہزار برس کے بعد بھی اُن سے کلام کرے یہ نہ دیکھا کہ کیا کلام ہے بلکہ اس طرف خیال فرمایا کہ کس کا کلام ہے عاشق ہکلامی جانناں پر دم دیتا ہے اور اس طرف کردہ کلام دلداری کا ہے یا دل شکنی کا اصلاً خیال نہیں کرتا اے عزیز ذکر سے بڑھ کر اس راہ میں کوئی چیز کام نہیں آتی اور جو اطمینان اور روشنی اور صفائی اور استعداد قبول فیض کے یا الہی کے سبب سے دل میں پیدا ہوتی ہے کسی چیز سے نہیں ہوتی جس قدر نام زیادہ لیا جاتا ہے اُسی قدر شجرہ طیہ معرفت بڑھتا جاتا ہے گویا ذکر جہن معرفت کے لئے آب حیات ہے اور صفیہ بحر طہارت کیواسطے بادمرد دفع بلا اور نجات از آفات میں اُس سے زیادہ کوئی چیز مؤثر نہیں یونس علیہ السلام کے قصہ میں ارشاد ہوتا ہے قُلْ لَا اِلهَ اِلَّا کَانَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ لِلْبَیْثِ فِی بَیْطِنِہِ اِلٰی یَوْمِ یَبْعَثُوْنَ یعنی یونس تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتے قیامت تک مجلس کے بیٹ میں رہتے دعویٰ عشق و محبت کے دو گواہ ہیں ذکر مدام اور فکر تمام عشق ذکر سے پیدا ہوتا ہے لا یزال العبد یدن کرنی حتی عشقنی وعشقتہ اور عاشق بے یاد معشوق کے نہیں رہتا من احب شیئاً اکثر ذکرہ شیطان ذکر سے بھاگ جاتا ہے کل فان ذکر اللہ خمس اور نو ذکر اگ کی طرح اُسکے دوسووں کو حلا دیتا ہے جو تم بے ذکر کے گزرتا ہے ضائع ہے خوشا نصیب اور نہ قسمت اُس صاحب دولت کی جیسے ایک دم یا الہی کی توفیق دی جاوے شبلی رحمۃ اللہ علیہ طوی لمن کلن فی عمدہ نفس۔ سہ دولتش ہمیشہ بود ہمہ عمر ہر کہ با تو دے نشست لے دوست۔ و لنعم با قیل سہ آسمان سجده کند پیش زینے کہ بروں یکدو کس یک دو نفس بہر خدا نشینند۔ اے عزیز خدا کے کریم جس کو سعید اور عزیز کیا

چاہتا ہے اُسکو دل شاغل اور زبان فاخر عبادت فرماتا ہے اور شوق اپنی یاد کا اُس کے دل میں پیدا کرتا ہے یہاں تک کہ سوا
 مذکور کے سب کو بھول جاتا ہے بلکہ اپنے نفس سے بھی غافل ہوتا ہے وقت و اذکار و بلیغ اذ النیت لے نیت نفسان
 اُس وقت نور لائق اُسکے دل میں پیدا ہوتا ہے اور آفتاب محبت مشرق قلب سے طلوع فرماتا ہے رفتہ رفتہ محبت سے محبوب
 ہو جاتا ہے اور مقبولان حضرت صمدیت میں داخل ہوتا ہے فضل موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا خدا یا تجھے سب بندوں میں
 کون زیادہ پیارا ہے ارشاد ہوا جو مجھے یاد کیا کرتا ہے جب یہ مقام آدمی کو حاصل ہوتا ہے اُس وقت ذکر سے بھی اعراض کر کے
 ہمہ تن مذکور کی محبت میں مستغرق ہو جاتا ہے بعض اولیاء سے منقول ہے جو مذکور سے مل گیا ذکر سے مستغنی ہوا اس مقام پر ذکر
 حجاب ماہ اور مذکور سے دور رکھنے والا ہے کسی نے اسی مقام پر کہا ہے بعد ہم عن اللہ اکثر ہم ذکوا اللہ جو خدا کو بہت
 یاد کرتے ہیں وہ خدا سے بہت دور پڑتے ہیں مگر علمائے حدیث تو کم کہنے پر راہ سرگفت و گوئے محکم کہنے پر پس سوختہ چند
 فراہم کہنے پر گرفتہ مگر سے و ماتم کہنے۔ ہر چند کہ ذکر علامت محبت مذکور ہے مگر جب محبت نہایت کی پہنچے آدمی کو اندھا اند
 بہر کرتی ہے جملہ الشیء یعنی ویصم اور زبان کو گونگا کر دیتی ہے مہ احب مناجات المحیب با وجہ و لیکن
 لسان العاشقین کلید۔ پس ابتدا محبت کی اور انتہا اُسکی نتیجہ ذکر اور کارخانہ دین و دنیا وابستہ محبت ہے گویا ذکر الہی سبب
 نظام ہر دو عالم ہے واللہ اعلم بتیمم افضل اذکار اور بہترین اور ادکلہ طیبہ ہے چنانچہ نقل کرتے ہیں افضل الذکوا اللہ
 الا اللہ بہت حدیثوں سے ثابت ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے بہشت کا مستحق ہو جاتا ہے فوائد و فضائل اس کلمہ کے
 جس قدر وارد ہیں یہ رسالہ ان کی تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتا بلکہ انسان اُس کی فضل و بزرگی بیان نہیں کر سکتا نجات دوزخ سے
 اور حصول نعيم بہشت اسی کلمہ پر موقوف اور خوبی اور بھلائی دونوں جہان کی اُس سے منوط ہے اسکے برابر کوئی چیز غضب الہی سے
 محفوظ رکھنے میں نفع نہیں بخشتی کہ جب مالک اپنے مملوک سے ناراض ہو کر غضب میں آتا ہے اور بندہ اپنے مالک کے قدموں پر گر
 پڑتا ہے مالک اُس پر رحم فرماتا ہے اسی طرح جب بندہ اپنے معبود کو قبلہ توجہ کا کرتا ہے اور تمام عالم سے انقطاع کر کے اُسی کی طرف
 رجوع لاتا ہے اور رحم الراحمین اُس پر نظر رحمت فرماتا ہے اور اپنے سخط و غضب سے نجات بخشتا ہے یہاں تک کہ باجماع امت اسکی تصدیق
 کر لیا اباباد وجود اس کے کہ عمر بھر کیا اثر میں نہمک ہے دوزخ میں ہمیشہ نہ رہیگا علامہ شرف الدین عجمی منیری حدیث قدسی لا الہ
 الا اللہ حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی یہ کلمہ ننانوے رحمت کی کہنی ہے کہ قفل اُن کا بے اسکے نہیں کھلتا بعض اہل
 کشف و شہود فرماتے ہیں ہم کو مکافئہ سے دریافت ہوا ہے کہ اگر اس کلمہ سے تمام جہان کو بخش دیں اور بہشت میں داخل کریں ہو
 سکتا ہے اور جو برکتیں اس کی سب جہان کو تقسیم کریں ابدال آباد تک کافی ہوں تمام دنیا اس کلمہ کی جنب میں اس قدر بھی قدر نہیں
 رکھتی جیسے ذرہ آفتاب کے سامنے اور قطرہ دریا کے مقابلہ میں جس وقت کہ معاملہ غیب صرف سے پڑتا ہے ہی کلمہ اُس وقت مدد کرتا ہے
 اور کام آتا ہے کمالات مرتبہ ولایت کے اس کے آثار و نتائج سے ہیں اور عفو کیا اثر اس کے ثمرات سے آئے عزیز عفو کیا اثر ایک
 طرف اس کلمہ کے بدولت برائیاں نیکیوں سے بدلی جاتی ہیں وقت اول ثلاث یبدل اللہ سیئاتهم حسنات اور خوبیاں اور
 نعمتیں دیرین کی حاصل ہوتی ہیں جب آدمی عالم سے انقطاع کر کے خدا کی نزدیکی حاصل کرتا ہے اُس وقت فائدہ اور مرتبہ اس
 کلمہ کا اُسکو معلوم ہوتا ہے اور جس قدر مرتبہ اُسکا بڑھتا جاتا ہے اُسی قدر عظمت کلمہ کی دل میں زیادہ پیدا ہوتی ہے اور حقیقت عظمت

کلمہ دل میں زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر مرتبہ اُس کا بڑھتا جاتا ہے راہ مولیٰ دو قدم ہے پہلا قدم اُس کے جز اول اور دوسرا قدم اُس کا اُسکے جزء ثانی سے قطع ہوتا ہے یہاں تک کہ انسان اپنے منتہی کو پہنچتا ہے اور جلوہ محبوب حقیقی کا بقدر اُس صفائی اور روشنی کے کہ اس کلمہ کی برکت سے میسر ہوتی ہے نظر آتا ہے اللہم اذقنا حلاوتها واتمم لنا نورها واغفر لنا انذک علی کل شیء قدیر لطیفہ بعض اہل تفسیر نے الم کے لطائف میں لکھا ہے کہ الف کا مخرج اقصى حلق ہے کہ مبدیٰ مخرج ہے اسلام کا طرف زبان کہ اوسط مخرج ہے اور میم کا شفا آوردہ آخر مخرج کا ہے ان تینوں حرفوں کے جمع کرنے میں اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ یاد الہی کو اپنے کلام کا اول اور اوسط اور آخر کرے اور کسی وقت اُس کے ذکر سے غافل نہ رہے لطیفہ بغویٰ موالم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے تعالیٰ نے ہر فرض کے لئے ایک حد مقرر فرمائی اور صاحب عذر کو ہمت دی سوا ذکر کے کہ نہ اُس کے لئے حد مقرر کی اور نہ عذر کو اُس میں دخل ہے ہر وقت اور ہر حال میں مندوب اور کثرت اُسکی مطلوب ہے **فَ الذین یدکرون اللہ قیامًا وقعودًا علیٰ جنوبہم** **فَ یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا** **فَ کذکرکمہ بانکم** **واشد ذکرا** **فَ من اعرض عن ذکرہ فان لہ معیشة ضنک** **فَ ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فهو لہ قرین** **فَ فاذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون** وغیرہا من الایات المحکمات الدالۃ علی ذلک ہر چند حقیقت ذکر کی دل اور زبان کی موافقت اور مطابقت سے حاصل ہوتی ہے بلکہ حقیقت میں اعتبار دل کا ہے مگر ذکر سانی بھی اگرچہ دل حاضر ہو فائدہ سے خالی نہیں بہودہ گوئی سے بچتا ہے اور اچھی بات کی عادت ہوتی ہے کسی مرید نے خواجہ عثمانی مغربی سے عرض کیا کہ زبان سے ذکر کرتا ہوں مگر دل میرا حاضر نہیں ہوتا فرمایا شکر کر کہ خدا نے ایک عضو تیرے بدن کا اپنے کام میں رکھا شیطان اس جگہ یہ دوسرے دل میں ڈالتا ہے کہ جب دل حاضر نہیں زبان سے ذکر کرنا بے فائدہ ہے سابق بالخیرات اُس بد ذات کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم دل کو حاضر کر کے تیرے زخم دل پر نمک چھڑکیں گے اور تیری آتش حمد کو چھڑکائیں گے اور مقصد اُس مفسد کو جواب دیتے ہیں کہ بہر حال زبان سے ذکر کرنا خاموشی اور فضول باتوں سے اچھا ہے آدمی کو چاہئے دل کے احضار میں کوشش اور مبالغہ کرے اور جو کسی وقت حاضر نہ ہو سکے تو ذکر سانی ہی کو غنیمت سمجھے جیسے بادشاہت نہ ملے تو کیا ضرور ہے کہ خدمت شاہی چھوڑ کر کناسی اختیار کرے اور ظالم نفسہ اُس دشمن دین و ایمان کی بات پر اعتماد کرتا ہے اور اُس کے دوسروں کو قبول کر کے خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے اور ذکر سانی سے خاموشی کو بہتر جان کر اور اوروں کا نفی ترک کرتا ہے آوردہ جو بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ جس کی زبان شاغل اور دل غافل رہے نفاق خفی میں مبتلا ہے بر تقدیر ثبوت کے اُس سے ذکر قلبی کی ترغیب اور غفلت دل کی مذمت اور ترمیم میں مبالغہ مقصود یا باعتبار مقام مقربین اور مرتبہ کاملین کے انفراد زبان کو نفاق خفی کہہ سکتے ہیں اگرچہ منظر عوام مومنین اُسے بھی عبادت سے شمار کریں حسنات الامور و سیئات المقربین تذلیل بعضوں کے نزدیک فکر ذکر سے افضل ہے مخرج البحر میں کہ حدیث میں آیا ہے ایک ساعت فکر کرنا دویس اور ایک روایت میں ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے اور یہ تفاوت باعتبار درجات تفکر میں اور فکر کے ہے اور بعضے ذکر کو فکر سے افضل جانتے ہیں کہ ذکر صفت حق ہے اذکر کم اور فکر صفت خلق اور ذکر متعلق باسم ذات بلکہ متعلق ذات اور فکر متعلق بصفات تفکر و فی الالہ ولا تفکر و فی ذاتہ اور حق یہ ہے کہ یہ دونوں عمدہ طریق معرفت کے ہیں

اور تفصیل ایک کی دوسرے پر علی الاطلاق صحیح نہیں بلکہ بعض اوقات اور بعض احوال بعض اشخاص کے حق میں ذکر فکر سے
 انسب اور افضل ہے اور باعتبار بعض احوال و اوقات و اشخاص کے فکر اولیٰ اور بہتر ہے واللہ اعلم و علمہ اتم و لحکم معنی
 یا زور ہم نفس کشی اور مخالفت ہوا یعنی جب تم اپنے ضروری کاروبار سے فارغ ہو تو نفس کے مارنے اور اس کے خلاف میں مشغول
 رہو ہر چند کہ یہ کمال اس جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خلق سے زیادہ ہدایت امر میں حاصل تھا مگر نہایت و کمال اسکا کہ باوق
 اس سے متصور نہیں آخر عمر میں حاصل ہوا قال اللہ تعالیٰ وللاخراۃ خیر لک من الاولیٰ جب آپ غزوہ تبوک سے لوٹے
 غ فرمایا وجعنا من الجھاد الا لصغری الجھاد الا کبر جہاد اصغر سے جہاد با کفار اور جہاد اکبر سے جہاد بانفس مراد ہے اور
 اکبر کہنا اسکو نظر اس سختی و مشقت کے ہے کہ جہاد اصغر کی مشقت سے کہ روڑوں مرتبے زیادہ ہے جہاد اصغر میں ایک موت ہے
 اور جہاد اکبر میں ہر دم موت ہے اسی واسطے اسکو لفظ نصب کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے یا اکبر کہنا اسکو باعتبار اس کے ثواب اور
 فائدہ کے ہے کہ جہاد با کفار کا ثواب اور فائدہ اس سے اصلاً نسبت نہیں رکھتا اے عزیز نفس کشی اور مخالفت ہوا اصل کار
 ہے مقصود ہے اس کے ہرگز حاصل نہیں ہوتا یہ بذی لوار و احکم یا عاشقین ان تکونوا فی ہواھا صادقین
 گوئے دولت آن سعادت مند بردہ کو بیائے دلیر خود جاں سپرد نہ کر ہی خواہی حیات و عیش خوش نہ گا و نفس خوش
 را اول بکش جس نے ہوا کو ترک کیا مطلب کو پہنچا اور جو اس میں گرفتار ہوا ہلاک ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تقطع
 من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا و اتبع ہواہ و کان امرا فوطا اس کی پیروی نہ کر جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے
 غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش پر چلا پس ہو گیا کام اس کا ضائع ف و من اضل ف من اتبع ہواہ بغیر ہدی
 من اللہ اور اس سے زیادہ کون گمراہ ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرے بغیر ہدایت خدا کے ف افرایت من اتخذ
 اللہ ہواہ کیا تو نے دیکھا اسکو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرا لیا ف بل اتبع الذین ظلموا اھوائھم بلکلام
 اپنی خواہشوں کی پیروی کی ف و تتبع المھوی فی ضلالت عن سبیل اللہ اپنی خواہش کی پیروی ذکر خدا کی راہ سے تجھے بھٹکا
 دے گی ف و اما من خاف مقام ربہ و نھی النفس عن المھوی فان المھتہی المادوی اور جو خدا کی راہ سے بھٹکے
 ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہش سے روکے پس بیشک اس کا ٹھکانہ بہشت ہے نبی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
 اشد ما الخاف علیکم خصلتان اتباع المھوی و طول الامل یعنی مجھے دو خصلتوں سے تم پر سخت خوف آتا ہے ایک
 پیروی نفس دوسرے درازی امید اور یہ بھی وارد ہوا ہے حنف کہ تین چیزیں آدمی کو ہلاک کر نیوالی ہیں بخل اور ہوی اور عجب
 اور قرآن میں بھی وارد ہے و اتبع ہونہ فتردنی اپنی خواہش پر چلا پس ہلاک ہو گیا اور ترمذی کی حدیث میں آیا ہے جو
 نفس کی پیروی کرے عاجز ہے کسی نے خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا وصل کسے کہتے ہیں فرمایا ترک ہوا و ہوس اور خواہ
 ابو تراب غنشی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ توبہ کیلئے کہا ہوا و ہوس کو چھوڑنا کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ اسلام کیا ہے فرمایا
 نفس کی مخالفت اور شمشیر ریاضت سے اُسے ذبح کرنا جو اُسے قتل کرتا ہے مراد کو پہنچتا ہے من قتل نفسہ فاقتادیتہ
 بعض صوفیا فرماتے ہیں کہ نفس کی مخالفت سب عبادتوں کی جڑ ہے اور خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خواہش پر چلنا
 کفر کی بنیاد ہے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی عبادت کی فکر ہے اور دلیل معرفت کی مخالفت ہوی اہل طریقت

متفق ہیں کہ ترک ہوئی پہلا درجہ معرفت کا ہے خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو بچے اسکے حال پر جو اپنے حظ نفس کیلئے کعبہ کو جانا ہے اگر خواہش کو چھوڑے مالک کعبہ تک پہنچے خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو اڑتے دیکھا پوچھا یہ مرتبہ تجھے کس طرح حاصل ہوا کہا میں نے ہوا اور خواہش پر قدم مارا ہوا میں اڑنے لگا ابوبکر دراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے نزدیک خواہش سے بدتر کوئی بُرائی اور شہوت سے زیادہ کوئی گمراہی نہیں شریعت میں آدمی اس وقت بالغ ہوتا ہے کہ شہوت صحیح اور خواہش صادق حاصل ہو اور طریقت میں جب بالغ ہوتا ہے کہ خواہش اور شہوت اصلاً باقی نہ رہے بحر العلوم حاشیہ میرزا بدجلالیہ میں ثابت کرتے ہیں کہ مولے نفس غلطی اور گمراہی کا سبب اگر ریاضت و مشقت سے یہ آفت زائل ہو تو فطرت انسانیہ بے استعمال تو اعدا منطبق مطلب کو دریافت کر سکے اور ادراک میں کبھی غلطی نہ کرے بعض کاملین سے منقول ہے کہ نفس کا یہ و اگر آسمان پر اڑتا ہے خدا سے دور ہے اور جو اس سے دور ہے اگر زمیں پر اڑتا ہے خدا سے قریب ہے ہر کہ اس سگ را کند بند گراں نہ خاک او بہتر ز خون دیگران۔ آئے عزیز جو نفس کی پیروی کرتا ہے ہزار طرح کی ذلت و خواری میں مبتلا ہوتا ہے اور جو اس پر اتراتا ہے عزت و حرمت دنیا و آخرت میں حاصل کرتا ہے زلیخا کو خواہش نفس نے محتاج اور پوچھا علیہ السلام کو ترک ہوانے صاحب تاج کیا ابتدا ہر معصیت کی اور اصل ہر آفت کی یہی سرکش ہے والہادی اظلم شیطان ہے اس کی مدد کے دخل نہیں کر سکتا اور کوئی شخص بے اس کا سر کاٹے بے اسکے قتل کئے راہ مولیٰ میں قدم نہیں دھر سکتا دوستی مولیٰ کی اسکی دشمنی سے حاصل ہوتی ہے اور فرمانبرداری اسکی اسکی نافرمانی سے ہاتھ آتی ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے محبت سے بے بہرہ اور جو نفس کے کہنے پر چلتا ہے دعویٰ اسلام اس کو نازیبا ہے حسن بصری کہتے ہیں کوئی جانور بد لگام نفس سے بدتر نہیں خواجہ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک راہب سے ملک روم میں ملاقات ہوئی دنیا اس نے ستر برس سے چھوڑ دی تھی میں نے کہا رہبانیت چالیس برس سے زیادہ نہیں کہا میں اپنے نفس کو بند کئے اور اس کی خواہش کو روکے بیٹھا ہوں تا اس شوریدہ سر کے شر اور انداز سے خلق کو محفوظ رکھوں یہ رہبانیت نہیں بلکہ سگبانی ہے آئے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کسی سے کام نہ کر لیا اپنے نفس کی فکر کریب اسکو پاؤں غافل مت ہو جا کہ ہوائے نفس ہر روز نئی طرح کا لباس پہنکر دھوکا دیتی ہے اور ہر وقت نئے طور سے گمراہ کرتی ہے آدمی ہزار طرح سے اس کے کئے کی دم کو سنوارے مگر کبھی سے باز نہ آوے اور لا کھ طرح سے اسے روکے مگر ایک دم کی غفلت میں زنجیریں توڑ کر قابو سے نکل جاوے پہاڑ کو ناخن سے کاٹنا سہل ہے اور اس گمراہ کو راہ پر لانا مشکل اسے عزیز نفس بے تمیز کسی حالت میں شرارت سے باز نہیں آتا اور ہر وقت نیا رنگ لاتا ہے بھوک کی بوقت دیوانہ ہو جاتا ہے اور گدھے کی طرح چلاتا ہے یہ مروتا ہے تو سرکشی کرتا ہے اور کتے کی طرح بے وجہ کاٹنے کو دیتا ہے غصہ کی بوقت دزدہ اور تنہم کی بوقت فرعون بن جاتا ہے ہر چند خداوند رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع لادیں اور سکرات موت اور گور کی سختی اور محشر کی تکلیف اور دوزخ کے عذاب سے ڈراویں شرارت اور کبر و نخوت سے باز نہیں آتا واللہ درمن قال سہ گمراہ چوں پیشوی سگ می شوی چ سخت بد موند بد رنگ پیشوی چ چوں شدی تو میر مردارے شدی چ بیخبر افتادہ دیوارے شدی چ پس جسے مردار و دیگر دم سگی چ چوں کنی در راہ شیراں خوش تگی۔ اسی واسطے مردان راہ شب و روز اس سے ہوشیار رہتے ہیں اور اس کی مخالفت اور قتل اور تعذیب اور تذلیل اور توہین کو مدار کار سمجھتے ہیں علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں

کسی بزرگ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص نفس کو تکلیف نہ دے اور عذاب نہ کرے تو اب راحت سے اور جو کسے قتل کرے
حیوۃ ابدیہ سے محروم رہے کہ تنعم دائم اسکی تعذیب اور زندگی ابدی اس کے ہلاک پر موقوف ہے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں سے نفس فرعونیت آنرا خواہ کن ۛ تا نیا ز دیا د از کفر کن ۛ دشمن راہ خدا را خواہ دار ۛ دزد را منہ نہ بردار
ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کوہ لبنان پر میں نے بہت انار دیکھے جی چاہا کھاؤں کھتے تھے نہ کھائے ایک شخص نظر
آیا بے شمار ترین اس کے بدن سے پٹی ہیں اور گوشت اس کا نوچ نوچ کر کھاتی ہیں قریب جا کر اسکو سلام کیا تو علیک السلام
یا ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ میں نے کہا تو نے مجھے کس طرح پہچانا کہا جو خدا کو پہچانتا ہے اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی میں نے
کہا تم خدا کے مقبول معلوم ہوتے ہو کس لئے دعا نہیں کرتے کہ خدا ان تروں کو تم سے دور کرے فرمایا اے ابراہیم رحمۃ اللہ
علیہ تو بھی خدا سے ایک حالت رکھتا ہے کس لئے دعا نہیں کرتا کہ خدا تیرے دل سے انار کی خواہش دور کرے زخم تروں کا
اس عالم میں اور زخم انار کی خواہش کا اس عالم میں ہے ایک کامل کے نفس نے کسی کھانے کی طرف رغبت کی اتفاقاً وہ
چیز اسی وقت میسر ہو گئی تیس برس تک نفس داویل کرتا رہا مگر زبان پر نہ رکھی آخر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اجازت
دی جب کھائی پھر ایک دن نفس نے کسی چیز کی خواہش کی کہا اے احمق تیس برس تک اگر تو فریاد کرے تو شاید حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم حکم کریں اور بے حکم ان کے سو برس کے بعد بھی تیرا کہنا نہ مانوں گا اور کبھی تیری خواہش پر عمل نہ کرؤں گا امام ابو عبد اللہ یافعی البخاری
خراسانی رحمۃ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک بار کوئٹہ میں گر پڑا نفس نے کہا فریاد کرتا کوئی نکال لے نہ مانا یہاں تک کہ دو شخص دھڑ
سے نکلے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اس کو نہیں کو پاٹ دیں اسوقت نفس بہت گھبرایا مگر میں نے اپنے حال سے ان کو
اطلاع نہ کی پھر ایک جماعت اُدھر سے گزری ہر چند نفس نے چاہا میں نے ان کو بھی مطلع نہ کیا پھر ایک شیر آیا اس
نے کوئٹہ میں اپنے پاؤں لٹکا کر اشارہ کیا میں نے اس کے اس فعل کو خدا کی طرف سے سمجھا اور اس کے پاؤں پکڑ کر باہر نکل
آیا غیب سے ندا ہوئی یا ابا حمزۃ الیس هذا احسن نجینا من التلف بالتلف اے ابو حمزہ کیا یہ بات اچھی نہیں
کہ ہم نے تجھے تلف سے بوا سطر تلف کر دیا اے کے نجات دی ایک بزرگ کسی گاؤں میں تشریف لے گئے وہاں کے باشندے
شام سے کوڑیں بند کر کے اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اس کا سبب دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہاں رات کے وقت ایک
شیر آتا ہے جسکو باہر پاتا ہے کھا جاتا ہے نفس نے کہا یہاں سے بھاگ چل نہ مانا بلکہ خاص اس جگہ جہاں شیر بیٹھا کرتا جا کر
سو رہے شیر آیا مگر انھیں نہ ستایا مرج البحرین ایک صاحب حال کو احتلام ہوا نفس نے کہا موسم جاڑے کا ہے حوض
پر برف جما ہوا ہے ہوا سرد اور تیز ہے بدن ناتواں ہے اسوقت نہانا اچھا نہیں اتنی وقت گڈڑی پہنے ہوئے پانی میں کود
پڑے جب غسل سے فارغ ہوئے نفس نے کہا گڈڑی اتار کر سکھالے نہ سکھائی یہاں تک کہ کئی دن کے بعد بدن پر خشک ہوئی
ایک بزرگ کے پاؤں میں کانٹا لگا نفس نے کہا ذرا بیٹھ کر کانٹا نکال لے نہ مانا اسی حال میں راہ چلتے رہے یہاں تک
اس صدمہ سے اندھے ہو گئے ایک کامل نے کئی دن کے فاقہ کے بعد ایک انگور نفس کے کہنے سے کھا لیا اسکے جواز میں دو برس
فاقہ کیا صحیح عقبۃ العلام نے عبد الواحد بن زید سے کہا کہ فلاں شخص وہ باتیں کرتا ہے جو مجھ سے نہیں ہوتیں فرمایا وہ روکمی روٹی
اور تو چھوڑے کیساتھ کھاتا ہے اگر تو بھی چھوڑے کھانا چھوڑ دے اس کے برابر ہو جائے کہتے ہیں اس کے بعد عقبۃ العلام

رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی پکا ہوا آٹا اور ٹھنڈا پانی نہ پیا خیر کو دھوپ میں خشک کر کے کھالیتے اور پانی گرم کر کے پیتے۔ سخ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے نفس نے دودھ کی خواہش کی چالیس برس تک نہ پیا کسی نے آپ کو تھوڑے چھوڑے دیئے ہاتھ میں لیکر پھیر دیئے اور فرمایا تم کھاؤ میں نے چالیس برس سے نہیں کھائے سخ ایک بزرگ کے نفس نے کسی گتہ کی طرف رجعت کی گرم ریت پر لوٹنے لگے اور فرمایا اسے نفس تجھ سے ریت کی گرمی نہیں اٹھائی جاتی دوزخ کی حرارت کر دوں مرتبہ اس سے سخت ہے کس طرح اٹھائی جائے گی سخ احمد بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے نفس کی خواہش سے ایک لقمہ گرم روٹی کا مونہ میں رکھ لیا فوراً تھوک دیا اور رو کر جناب الہی میں عرض کیا خدا یا تجھے شاید میری تعذیب منظور ہے کہ خواہش کو مجھ پر مسلط کیا اور اسے میرے سامنے رکھا الہی تو یہ کرتا ہوں معاف فرما سخ مالک بن ضیغم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے بازار بصرہ میں ایک ترکاری بکتی دیکھی نفس نے اسکی خواہش کی چالیس برس ہوئے آج تک نہیں کھائی کہتے ہیں کسی بیابان میں شیخ ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ پر کئی فلسفے گزرے خادموں کے باطن سے الجوع الجوع کی صدا آنے لگی ناگاہ ایک ہرن آیا اور آپ کے سجادہ پر گر پڑا خادموں نے اسکو فتوحات غیبیہ سمجھ کر فرج کرنا چاہا حضرت نے فرمایا اسے چھوڑ دو کہ نفس اس وقت کھانے کی طرف راغب ہے اور مردانہ نفس پر کھانا حرام ہے مراد ما بغیر از حق حرام است غم اور جہاں مارا تمام است۔ احمد بن ارقم بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک سال میرا نفس جہاد کی ترغیب دیتے لگا میں نے سوچا کہ خدا نے اُسے امارہ بالسوء فرمایا یقیناً اس ترغیب میں کچھ فریب ہے اُس سے کہا اسے نفس اگر تو تنہائی سے گوبر اگر چاہتا ہے کہ اس جیلہ سے شہروں اور بازاروں کی سیر اور لوگوں سے ملاقات کرے تو میں جنگل کی راہ چکوں گا تا کوئی تیرے حال سے واقف نہ ہو اور تیری تعظیم اور توقیر واقع نہ ہو اس بات پر بھی راضی ہو گیا پھر کہا اسے نفس میں بے ہتھیار دشمن سے لڑوں گا اور سب سے پہلے اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کروں گا یہ بھی قبول کر لیا جب تو میں حیران ہوا اور جناب الہی میں عرض کیا خدا یا تیرا کلام سچا ہے اور میرا نفس چھوٹا مجھے اُس کے مکرو فریب سے آگاہ فرما مکاشفہ میں مطلب اسکا معلوم ہوا کہ احمد میری کسی خواہش پر عمل نہیں کرتا رات دن تنہائی میں مجھے قتل کیا کرتا ہے کاش میدان میں مارا جاؤں کہ اس ہر روز کی موت سے نجات پاؤں سب کہیں احمد شہید ہوا احمد شہید ہوا جب میں اُسکے فریب پر متنبہ ہوا اُس سال جہاد ترک کیا اسے عزیز تو نے سنا کہ بزرگان دین اُس سے کس قدر ہوشیار رہتے ہیں اور اُسکی مخالفت میں کیسی محنت و جانفشانی اختیار کرتے ہیں مدار کار اس مکار کی ہلاک پر ہے جب تک یہ رہزن راہ سے نہ اٹھ جاوے سالک مطلوب تک کس طرح پہنچے اگر وقت اجابت میسر ہو ہی دعا کر کہ خدا تجھے تیرے سامنے سے اٹھالے اور نفس سرکش کے پنجہ سے چھٹالے یہ نفس من بگرفت سرتاپائے من نہ گری دست من اسے وائے من نہ گم خدم در بحر حیرت ناگیاں نہ میں ہمہ سرکش بازم رہاں پردہ برگیر آخر و جانم مسوز پیش ازین در پردہ نہانم مسوز با ازین آلودگی پاکم بکن یا نہ در خونم کش و خاکم مکن سوال اہلاک نفس محال ہے کوئی کامل اسے ہلاک نہ کر سکا شیخ ابو علی سیاح رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی شکل پر دیکھا بال اسکے پکڑ کر درخت باندھا اور ارادہ اسکے قتل کا کیا کہا اسے ابو علی اس قصد سے ہاتھ اٹھا کہ میں جنود الہی سے ہوں تو مجھے ہلاک نہیں کر سکتا جبکہ اولیا کرام نے اُسکے اہلاک پر قدرت نہ پائی تو اور کون قتل کر سکتا ہے جواب قتل نفس سے اُسکی خواہش کو ماننا اور شریعت

کیسا مٹے مردہ کی مانند مجبور اور بے اختیار کر دینا اور تعذیب سے اُسکی تادیب مراد ہے نہ معنی حقیقی قتل و تعذیب کی کہ بعد انقیاد کے وجود اُسکا مضر نہیں کتا جب مطیع ہو جاتا ہے اور ہنر اور ادب سیکھ لیتا ہے اُسکا رکھنا جائز ہوتا ہے النفس کلب یناح و اصائل الکلب بعد ریاضۃ مباح بلکہ مفید ہے حتیٰ یکون ہونہ تبعاً لما جئت بہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر نفس حق سے موافق ہو جاوے تو گویا شہد کہن کیسا تھ ہے اسے عزیز دل پیدا اور عقل سلیم درکار ہے اگر ہاتھ آوے تو نفس تیرا فرمانبردار ہو جاوے مضر عہ ہی النفس ما حملتہ تتحمل خرمن سوزی اور کار سازی جان افزائی اور عقل گدازی کام اُسکا ہے جس طرح غفلت و بے پرواہی سے سباع و بہائم کی عادت اختیار کرتا ہے اسی طرح ریاضت کے بعد روح کی مانند عالم امر کا شائق ہو جاتا ہے پس قول صحیح اور طریق سالم یہ ہے کہ اگر نفس سرکشی اور نافرمانی سے باز آوے اور ریاضت و مشقت سے حق کا تابع ہو جاوے تو اُس پر جبر و عقاب نہ کرے اور اُسکے اہلاک اور تعذیب کے درپے نہ رہے دشمن سے اُسی وقت تک عداوت جائز ہے جب تک وہ عداوت کے درپے ہے ف فعا قیوا بمثل ما عوقبتم اور جب دشمن اطاعت اختیار کرے اور عداوت سے باز آوے تو اُس سے عداوت کرنا اور اُسکو ایذا پہنچانا مروت سے بعید ہے ف فان جنحوا للسلم فاجنح لها ہاں اُسکی فرمانبرداری اور دوستی پر اعتماد کلی کر کے غافل نہ ہو جاوے اور ہر وقت اُس سے ہوشیار رہے مبادا دوست بنکر دشمنی کرے اور فریب سے تیرا کام تمام کر دے۔ ہر تو واضح ہائے دشمن نکلیہ کردن ابلی است چہ پائیموسی سیل از پا انگند دیوار چہ اور جو اپنی فیطنت اور شرارت سے باز نہ آوے تو اُسکو زجر و توبیخ اور نصیحت و ملامت و تہدید و تنبیہ سے جس طرح موقع ہو قابو میں لاوے اور اُسکی خواہش اور شہوت کی مخالفت پر کمر مضبوط باندھے اور اُسکو ریاضت اور فاقہ سے کمزور کرے اور لگام تقویٰ کی اُس کے مونہ میں دے اور اُن باتوں میں جو اُس کے زور کو گھاو میں مشغول رہے تا حریف خواہش کا درمیان سے اٹھ جاوے اور حقیقت تصوف کی کہ عبارت ترک ہوا دھوس سے ہے ہاتھ آوے اسے عزیز خواہش نفس اصل تمام آفات کی ہے اسی کے سبب سے آدم علیہ السلام بہشت سے زمین میں آئے اور ہاروت و ماروت چاہ بابل میں قید ہوئے قابیل کو اس نے حسد کی رسی سے باندھا اور فرعون کی جب ریاست کے جال میں پھانسا صوفیہ فرماتے ہیں جہاں خواہش ہے ہزار کاہش ہے تو ہی علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام پر دو اعتراض کئے مصحبت برہم نہ ہوئی تیسرے اعتراض میں تو خواہش کی پائی گئی ف لو شئت لا اتخذت علیہ اجراء جدائی کی ٹھہری ف ہذا فراق یبینی و یذک مشائخ تصریح کرتے ہیں کہ طالب پر سب بلائیں خواہش کے سبب سے نازل ہوتی ہیں اگر آرزو خواہش اور حسد و نصیب کو دخل نہ دے کبھی کوئی آفت قریب آئے سے ہر چہ آید بر تو از ظلمات و غم نہ آں زبے باکیست و گستاخی بہم نہ آں ہمہ غما کہ اندر سینہا است نہ از بخار گرد و باد بود ہا است۔ آدمی جب تک خواہش سے دست بردار نہیں ہوتا راہ مولیٰ میں قدم نہیں رکھ سکتا الی اللہ ان یکون لصاحب النفس الیہ سبیلا اہل طریقت کہتے ہیں راہ مولیٰ دو قدم ہے اول ترک دنیا دوم ترک نفس ثمرانف و دریک مضر عمر یک قدم بر نفس زن و آل یک قدم در کوئے دوست پروردگار تقدس و تعالیٰ فرماتا ہے ذالی ریک فآرغب معنی جب تم اپنے ضروری کاروبار سے فارغ ہو تو نفس کشی اور مخالفت ہوا میں مشغول ہو اور اپنے رب کی طرف متوجہ گویا ارشاد ہوتا ہے کہ جب تم نے نفس کو مغلوب اور اُسکی خواہش کو ہمارے حکم کے تابع کر لیا تو اب اس راہ میں کوئی مانع اور مزاحم نہ رہا ہے تکلف ہماری طرف متوجہ ہو اور طلب میں مشغول ہو تولہ تعالیٰ و الی ریک

فَلْيَتَعَلَّبْ تَفْسِيرَ اس آیت کی پانچ بحثوں کو متضمن ہے۔ بحث اول یہ جملہ انشائیہ جزا پر موقوف ہے اسی اذا فرغت من امور الدنيا اور الجهاد الا صغر فانصب فی العبادۃ والجهاد الا کبر وادغب الی اللہ عزوجل بحث دوم الی انتہای غایت کیواسطے آتا ہے یعنی مجاہدہ نفس اور عبادت اور نماز اور فکر اور ذکر اور گریہ و غم اور تہجد اور استغفار اور دعا اور تہجد و تفرید پر اقتصاد کر کے مت بیٹھ رہے کہ کمال حقیقی اور نہتہائے سلوک جناب باری ہے چنانچہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہوتا ہے ان الی دیکھ المتنتہی بیشک تیرے رب کی طرف نہایت ہے آئے عزیز مقصود اصلی اور مطلوب حقیقی خدا تک پہنچنا اور اسکو پہنچنا ہے مجاہدہ اور ریاضت اور ذکر و فکر اور تہجد و تفرید وغیرہ وسائل اس مقصد و مطلب کے ہیں صوفیہ کرام فرماتے ہیں اگر آدمی بہتے پانی پر مصلیٰ بیچا سکے اور ہوا میں ناز چڑھ سکے آپ کو کامل نہ سمجھے اسلئے کہ مچھلیاں پانی میں اور پرند ہوا میں اسکی بندگی اور عبادت کرتے ہیں اگر اس نے بھی ہوا اور پانی پر ناز چڑھ لی کیا کمال ہوا فارق انسان و حیوان میں محبت و معرفت ہے نہ آب و ہوا پر عبادت جو شخص اس دولت سے بہرہ نہیں رکھتا دعویٰ انسانیت کا اسکو زیب نہیں دیتا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیسے سعادت میں کہتے ہیں کہ محبت الہی بندوں پر بالاجماع فرض ہے اور احیاء العلوم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کسی کا ایمان ٹھیک نہیں ہوتا جب تک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ دوست نہیں رکھتا غرض کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کیا ہے فرمایا خدا و رسول کو تمام خلق سے زیادہ دوست رکھنا بندہ مؤمن نہیں ہوتا جب تک خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل اور مال اور خلق سے زیادہ دوست نہیں رکھتا ف الذین امنوا و عملوا الصالحات و اخذوا الی ربهم وثلث اصحاب الجنة هم فیہا خالدون ہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور خدا سے دل لگائے بیٹھ ہی لوگ بہشتی ہیں وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں غرض ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی فرمایا تو نے اُس دن کیلئے کیا تیار کیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نماز روزہ بہت نہیں ہے مگر خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں فرمایا اکل ہر شخص اُسکے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے گا قائم رہے عزیز اس دولت سے زیادہ کوئی چیز نہیں یہ وعدہ وصل دائم ہے اگر تمام عالم اس پر نثار کرے توڑا ہے اور جو دنیا و مافیہا اُس پر قربان کرے زبیر غرض عیسیٰ علیہ السلام ایک قوم پر گز رہے وہ لوگ نہایت ضعیف و نزار تھے پوچھا کیا حال ہے عرض کیا امید بہشت نے ہمارا یہ حال کر دیا فرمایا تمہاری آرزو تم کو حاصل ہوگی دوسری قوم پر گزر رہا اُن سے بھی زیادہ ضعیف و ناتواں تھی اور چہرے اُن کے آئینوں کے مانند تاباں حال اُن کا دریافت کیا کہا خدا کی محبت نے ہمارا تن بدن گلا دیا آپ اُن کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا تم خدا کے دوست ہو اور اُس کے مقرب ہم کو حکم ہے کہ تمہاری صحبت اختیار کریں اور تمہارے پاس بیٹھیں بعض صحیفوں میں لکھا ہے کہ اے میرے بندہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں بحق میرے کہ تجھ پر ہے تو بھی مجھے دوست رکھ غرض کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ افضل اور کیا ہے فرمایا محبت خدا و رضا بالقضائے سرتی سقوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت کو ہر شخص پیغمبروں سے نسبت کیا جائیگا مثلاً کہاجاے گا اے اُمت ہوئی علیہ السلام اے اُمت عیسیٰ علیہ السلام اے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر خدا تعالیٰ کے دوست اُسکے نام کے ساتھ پکارے جائیں گے اُن سے کہیں گے اے خدا کے دوست وادھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اُس وقت اُن کے دل خوشی کے سبب سے چلنے لگیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزنون ہ یعنی بیشک خدا کے دوست خوف اور

عظم سے محفوظ رہیں گے آسمان بآں صلابت اور کرسی بآں وسعت اور عرش بآں عظمت اس بارگراں کی تاب نہ لایا **ف**
 انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال فابدين ان يحملنها انسان ضعيف البنیان کہ ازل سے بدائع ظہوریت
 و جہولیت مرقسیم تھانے تاج بہشت سرشوریدہ اور حلیہ جنت تن کا ہیدہ سے پھینک کر یہ بارگراں بے تکلف و تامل اپنے دوش
 ہمت پر اٹھالیا **ف** وحلھا الانسان انه كان ظلوماً جهولاً اور بہشت سا گھر چھوڑ کر کوئے عشق میں رہنا اختیار کیا
 ساکنان عالم قدس نے اُس کی ہمت عالی اور اس ودیعت نفیس پر نظر نہ فرمائی صرف آلودگی کو دیکھ کر زبان طعن کھولی
ف اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء جواب ہوا انی اعلم ما لا تعلمون یعنی تم اُن کے خطا و قصور کو
 دیکھتے ہو اور ہم اُن کی ہمت پر نظر رکھتے ہیں پیدائش اُنکی سرسری نہ جانو اور حدیث اُن کی مجازی نہ سمجھو اپنی طاعت و طہارت
 پر نظر نہ کرو تم کو اُن سے کیا نسبت اور اُن کو تم سے کیا مشابہت اگر لاکھ برس عبادت کرو اُن کے مرتبہ کو نہ پہنچو گے جسے
 حاشیہ بساط پر گزر رہے ضرور نہیں کہ مقام انبساط میں بھی دخل ہو اور جسے دیوان عام میں رسائی ہے کیا لازم ہے کہ اُسے
 ہمرازی اور سرگوشی بھی نصیب ہو اے عزیز و صول بحق میں محبت سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں دیکھو جذبہ عشق نے یوسف
 علیہ السلام کو کس طرح مصر میں پہنچایا ملکوں پھرے مگر سوا اُسکے گھر کے کہیں قرار نہ پایا نہ ٹھیرے حدیث میں ہے المدرمع من
 احب اللہم اردقنی حباً وحب من احبک وحب ما یقر بنبی الی حبک واجعل حبک احب الی من الماء
 البارد للعطشان و انک انت المستعان بحب سہوم تقدیم جار مجرور کی واسطے بیان تخصیص کے ہے یعنی اپنے رب ہی
 کی طرف رغبت کر **ف** وتبتل الیہ تبتیلاً دوسرے سے غرض نہ رکھ کہ جس نے اُسے پایا سب کچھ پایا اور جس نے اُسے
 نہ پایا کچھ نہ پایا من لہ المولیٰ فله کل ومن فاته المولیٰ فاته کل سہ اگر ہم بیچ نباشد نہ بدنیانہ عقوبتی ہو جو تو دارم ہمہ دارم
 دیگر ہم بیچ نباید سہ گرم دو جہاں دہندہ مارا نہ جوں وصل تو نیست بے نوائیم۔ اللہ بس باقی ہوس ابو النجیب عبد القاہر رحمۃ اللہ
 علیہ حرم کعبہ میں بیٹھے تھے خضر علیہ السلام تشریف لائے آپ اُنکی طرف اصلاً متوجہ نہ ہوئے ابو عبد اللہ عمر بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ
 علیہ نے عرض کیا سیدی خضر علیہ السلام آئے اور چلے گئے فرمایا دیجک خضر علیہ السلام اگر لوٹ گئے پھر آویں گے مگر یہ وقت
 استغراق اور ذوق شوق کا قیامت تک ہاتھ نہ آتا افسوس اس کا لب گورتک باقی رہتا سہ لکل شیء اذا فارقتہ عوض
 ولیس للہ ان فارقت من عوض جو اُسے پالیتا ہے کسی کی طرف گوشہ چشم سے نہیں دیکھتا مگر اُسے وہی پاتا ہے جو تمام
 کائنات بلکہ انہی ذات سے بھی کنارہ کرتا ہے لا یصل الی المولیٰ الا من انقطع عن کل ایک عابد کسی بارغ میں عبادت کیا کرتا
 اتفاقاً و ہاں ایک جانور نے گھونسل بنایا عابد کو آواز اُسکی پسند آئی چاہا کہ اُس درخت کے تلے جہاں اُسکا گھونسل ہے بستر کرے
 اور اُسکی آواز دلکش سنے حکم ہوا کہ تو نے غیر سے دل لگایا اس لئے ہم نے تجھے نظر عنایت سے گرا دیا اور مرتبہ تیرا چھین لیا۔ ایک
 جوان نے زبیدہ خاتون سے عرض کیا کہ میں تم پر عاشق ہو گیا حکم کیا کہ اسے دس ہزار درہم دید و جموقت جو ان نے درہم کا نام
 سنا نہایت خوش ہوا اور درہم لینے کیلئے ہاتھ دراز کیا فرمایا اسے نکال دو کہ یہ بڑا مکار ہے کہ ہماری محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور
 غیر سے راضی ہے اُصمعی کہتے ہیں میں ایک عورت پر عاشق ہوا اُس سے اپنا حال بیان کیا کہا اے نادان میری بہن مجھ سے زیادہ
 خوبصورت ہے اگر اُسے دیکھے میرے حسن کو بھول جاوے دیکھ رہ آتی ہے میں نے اُس طرف نگاہ کی کہا اے جموٹے

عشق کا دعویٰ زبان پر لاتا ہے اور غیر کی طرف نظر کرتا ہے ایک بزرگ طواف کعبہ میں تھے کسی نے اُن کو پکارا اُس طرف دیکھنے لگے غیب سے ندا ہوئی *من التفت الی غیرنا فلیس منا* جو ہمارے غیر کی طرف التفات کرے ہمارا نہیں ہے امیر الحسن نے سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کیا کہ دیدار کے بعد بہشت میں کون سی نعمت عنایت ہوگی فرمایا بڑا ابو اہوس ہے جو دیدار کے بعد کسی چیز کی ہوس رکھے ایک متحیر نے اپنے دل کو تلاش کیا اُس کے باطن میں کہا گیا اے مدعی کذاب دل کو تلاش کر یا ہم کو اگر ہم کو پایا دل کو کیا کرے گا جب یوسف علیہ السلام جدا ہوئے یعقوب علیہ السلام کی میناٹی جاتی رہی کبے جمال یا اُنکھ بیکار ہے جو مدعی محبت غیر کی طرف التفات کرے اُسے اپنے دعویٰ پر ردنا لازم ہے سہ ہنوز از کاف کفرت ہم خبر نیست + حقاً فقہاء ایمانی چہ دانی - یاد رکھ کر جب تک غیر کی تیرے دل میں گنجائش ہے تو طالب خدا نہیں ایسی تھوڑی جگہ میں دو مطلوب کس طرح سمائیں وہ سمجھیں کہہ سکتا ہے کہ توجہ اسکی فراخ ہے مگر تیرے دل میں دو چیزیں نہیں سکتیں کہ دل تیرا تنگ ہے آفتاب تمام جہان کو روشن کرتا ہے مگر ذرہ کو ممکن نہیں کہ آفتاب اور غیر سے ایک آن میں علاقہ پیدا کر سکے اسے عزیز محب صادق کو محبوب کے سوا دوسرے سے کیا کام ہے خواص بلند ہمت جب محیط میں غوطہ لگاتا ہے در شاہوار کے سوا کسی چیز پر ہاتھ نہیں ڈالتا۔ قاضی حمید الدین احمد بن عطار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک متحیر کو دریائے شہود میں مستغرق دیکھا نام اُس کا پوچھا کہا ہوں پوچھا تو کون ہے اور کہاں کو جائیگا اور کہاں سے آیا سواھو کے کہ جواب پایا میں نے کہا ہوش میں آ گیا کہتا ہے خدا کریم ان باتوں سے برتر اور اعلیٰ ہے یہ سنتے ہی ایک چیخ ماری اور مر گیا خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عورت کو پوچھا کہاں سے آئی جواب دیا اللہ پوچھا کہاں جائیگی کہا اللہ پوچھا مطلب تیر کیا ہے کہا اللہ جو کچھ پوچھتے ہی جواب پائے کسی شاعر نے مناسبین حال کے کہا ہے سہ جو غلام آفتاب ہم آفتاب گویم + نہ خیم نہ شب پر تم کہ حدیث خواب گویم۔ خواجہ بایزید بطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب باری میں عرض کیا کیف الطريق الیہ تیری راہ کس طرح ہے جواب ہوا دع نفسک و تعال اپنے نفس کو چھوڑا دیکھا کسی نے آپ سے پوچھا کیف الطريق الی اللہ خدا کی راہ کس طرح ہے فرمایا ان غیبت عن الطريق تصل الیہ اگر تو راہ کو نہ دیکھے اُس تک پہنچے اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ طالب اگر اپنے آپ کو یا اپنی طلب کو دیکھتا ہے حقیقت طلب ہے بہرہ رست آپ کو اگر مست سمجھے نشہ اُس کا ناقص ہے صوفیہ کلام فرماتے ہیں جو کام کرتا ہے اور اُسکو دیکھتا ہے کام اُس کا مولیٰ کے واسطے نہیں بلکہ آخرت کے لئے ہے طالب مولیٰ کام کو کام نہیں جانتا نفس کو دیکھنا اور نہ دیکھنے پر نظر کرنا دونوں برابر ہیں کسی درویش نے نماز پڑھ کر کہا الحمد للہ علی التوفیق استغفر اللہ علی التقصیر ایک دل سوختہ نے یہ کلام سنکر تعجب کیا کہ تو اسی توحید پر نازاں تھا اگر اپنی نماز پر نظر نہ کرتا تقصیر سے واقف نہ ہوتا اور نماز تیری صفت ہے جو اپنی ذات و صفات پر نظر رکھے اُسے توحید و معرفت سے کیا کام ہے شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ جب وہ ظاہر ہوتا ہے میں گم ہو جاتا ہوں اور جب میں ظاہر ہوتا ہوں وہ نظر نہیں آتا ہر چند روتا ہوں جواب ہوتا ہے یا تو ہو یا میں دونوں جمع نہیں ہو سکتے اسے عزیز من دلو اس عالم میں ہے وہاں تیرا دخل نہیں وہی حق ہے اور سب کچھ باطل **ف قل اللہ ثم ذرہم فی خودہم یلعبون** سہ الاکلشی ما خلا اللہ باطل۔ خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قاصد ابویزید بطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا آپ کو نہ پہچانا پوچھا ابویزید کہاں ہیں آپ نے فرمایا ابی ابویزید رحمۃ اللہ علیہ میں نے بایزید کو برسوں ڈھونڈا اب تک مسکا پتہ نہ ملا کسی نے شیخ ابوالقاسم خرقانی رحمۃ اللہ

عشق کا دعویٰ زبان پر لاتا ہے اور غیر کی طرف نظر کرتا ہے ایک بزرگ طواف کعبہ میں تھے کسی نے اُن کو پکارا اُس طرف دیکھنے لگے غیب سے ندا ہوئی من التفت الی غیرونا فلیس منا جو ہمارے غیر کی طرف التفات کرے ہمارا نہیں ہے امیر الحسن نے سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے التماس کیا کہ دیدار کے بعد بہشت میں کون سی نعمت عنایت ہوگی فرمایا بڑا بڑا بھوس ہے جو دیدار کے بعد کسی چیز کی بھوس رکھے ایک متحیر نے اپنے دل کو تلاش کیا اُس کے باطن میں کہا گیا اسے مدعی کذاب دل کو تلاش کر یا ہم کو اگر ہم کو پایا دل کو کیا کرے گا جب یوسف علیہ السلام جدا ہوئے یعقوب علیہ السلام کی مینائی جاتی رہی کہ بے جمال یا ارنکھ بیکار ہے جو مدعی محبت غیر کی طرف التفات کرے اُسے اپنے دعویٰ پر رد و نالازم ہے سہ ہنوز از کاف کفرت ہم خبر نیست + حقا نقہا ایمانی چہ دانی۔ یاد رکھ کہ جب تک غیر کی تیرے دل میں گنجائش ہے تو طالب خدا نہیں ایسی تصویریں جگہ میں دو مطلوب کس طرح سمائیں وہ سمجھیں کہہ سکتا ہے کہ توجہ اسکی فراخ ہے مگر تیرے دل میں دو چیزیں نہیں سکتیں کہ دل تیرا تنگ ہے آفتاب تمام جہان کو روشن کرتا ہے مگر ذرہ کو ممکن نہیں کہ آفتاب اور غیر سے ایک آن میں علاقہ پیدا کر سکے اسے عزیز محب صادق کو محبوب کے سوا دوسرے سے کیا کام ہے خواص بلند ہمت جب محیط میں غوطہ لگاتا ہے در شاہوار کے سوا کسی چیز پر ہاتھ نہیں ڈالتا۔ قاضی حمید الدین احمد بن عطار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ایک متحیر کو دریا کے شہرود میں مستغرق دیکھا نام اُس کا پوچھا کہا ہوا پوچھا تو کون ہے اور کہاں کو جائیگا اور کہاں سے آیا سواھو کے کہہ جواب پایا میں نے کہا ہوش میں آ گیا کہتا ہے خدا کریم ان باتوں سے برتر اور اعلیٰ ہے یہ سنتے ہی ایک چیخ ماری اور مر گیا خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عورت کو پوچھا کہاں سے آئی جواب دیا اللہ پوچھا کہاں جائیگی کہا اللہ پوچھا مطلب تیرا کیا ہے کہا اللہ جو کچھ پوچھتے ہی جواب پاتے کسی شاعر نے مناسب اس حال کے کہا ہے سہ جو غلام آفتاب ہم از آفتاب گویم + نہ شیم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم۔ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب باری میں عرض کیا کیف الطريق الیک تیری راہ کس طرح ملے جواب ہوا دع نفسك و تعال اپنے نفس کو چھوڑا دیکھلا کسی نے آپ سے پوچھا کیف الطريق الی اللہ خدا کی راہ کس طرح ملے فرمایا ان غیبت عن الطريق تصل الیہ اگر تو راہ کو نہ دیکھے اُس تک پہنچے اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ طالب اگر اپنے آپ کو یا اپنی طلب کو دیکھتا ہے حقیقت طلب ہے بہرہ مست آپ کو اگر مست سمجھے نشہ اُس کا ناقص ہے صوفیہ کرام فرماتے ہیں جو کام کرتا ہے اور اُسکو دیکھتا ہے کام اُس کا مولیٰ کے واسطے نہیں بلکہ آخرت کے لئے ہے طالب مولیٰ کام کو کام نہیں جانتا نفس کو دیکھنا اور نہ دیکھنے پر نظر کرنا دونوں برابر ہیں کسی درویش نے نماز پڑھ کر کہا الحمد للہ علی التوفیق استغفر اللہ علی التقصیر ایک دل سوختہ نے یہ کلام سکر تعجب کیا کہ تو اسی توحید پر نازناں تھا اگر اپنی نماز پر نظر نہ کرتا تقصیر سے واقف نہ ہوتا اور نماز تیری صفت ہے جو اپنی ذات و صفات پر نظر رکھے اُسے توحید و معرفت سے کیا کام ہے شیخ ابوالحسن لوری رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ جب وہ ظاہر ہوتا ہے میں گم ہو جاتا ہوں اور جب میں ظاہر ہوتا ہوں وہ نظر نہیں آتا ہر چند روتا ہوں جواب ہوتا ہے یا تو ہو یا میں دونوں جمع نہیں ہو سکتے اسے عزیز من تو اس عالم میں ہے وہاں تیرا دخل نہیں وہی حق ہے اور سب کچھ باطل قل اللہ ثمہ و رحمہ فی خواصہم یلعبون۔ الہ کلشی ما خلا اللہ باطل۔ خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قاصد ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا آپ کو نہ پہچانا پوچھا ابویزید کہاں ہیں آپ نے فرمایا ابویزید رحمۃ اللہ علیہ میں نے بایزید کو برسوں ڈھونڈا اب تک مسکا بہ نہ ملا کسی نے شیخ ابوالقاسم خرقانی رحمۃ اللہ

سہ کسی سے برا دے نہ کچھ کام جاں + جو وہ ہریاں ہے تو کل ہریاں سہ میرے تو تمہیں ہو اور تم تک میری دوڑ + جیسے کاگ جہاج بن سو جھے اور نہ تھوڑر تتمہ انسان کو دوسرے شخص سے محبت چھوڑ دینے ہوتی ہے اول سبب اپنی ذات و صفات کے کہ ان چیزوں کو جو اسکی بقا اور تکمیل میں کام آتے ہیں دوست رکھتا ہے محبت مال اور دولت اور عز و نزول اور دوستوں کی اسی قسم سے ہے اور اسی لئے بیٹا باپ سے اس قدر محبت نہیں رکھتا جس قدر باپ بیٹے کو چاہتا ہے کہ اسکی بقا کو اپنی بقا اور اُسکے کمال کو اپنا کمال اور اُسکو اپنا یادگار اور اپنے نام کے باقی رہنے کا سبب سمجھتا ہے اگر کوئی کہے تیرا بیٹا تجھ سے بہتر ہے نا خوش نہیں ہوتا بلکہ مدح و ثنا اُسکی بعینہ اپنی مدح اور ثنا جانتا ہے اور یہ محبت حقیقت میں پروردگار کیلئے مخصوص ہے اس واسطے کہ اُس نے اُن چیزوں کو جو تیری بقا اور تکمیل میں کام آتے ہیں پیدا کیا اور انھیں تیری بقا اور کمال کا سبب قرار دیا پس لائق ہے کہ اُسی کی طرف رغبت کر اور اُسی سے کام رکھ سایہ سے محبت رکھنا اور درخت کو عز و نزول جانتا طریقہ انصاف سے بعید ہے کہ جو در سایہ کا درخت سے ہے ثنائی جس سے آدمی کو فائدہ پہنچتا ہے بے اختیار دل اُسکی طرف رغبت کرتا ہے ان جبلت القلوب الی حب من احسن الیہا اور جس سے آئندہ کو امید نفع کی ہوتی ہے اُس سے بھی خواہ مخواہ محبت ہو جاتی ہے الانشا عیبید الاحسان غ اسی واسطے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الہی مجھے کسی فاسق بدکار کا ممنون مت کر کہ دل میرا اُس کی طرف رغبت کرے گا اور ظاہر ہے کہ جو احسانات پروردگار کے ہیں بندہ اُن کو شمار نہیں کر سکتا بلکہ جو شخص کسی طرح کا احسان کرتا ہے وہ بھی اُس کی ربوبیت کا اثر ہے پس بندہ کو چاہئے کہ اگر سبب کسی احسان کے اُس سے محبت رکھے تو پروردگار سے محبت رکھے کہ منعم حقیقی ہے شاکش خوبی اور نیکی انسان کو بالطبع محبوب ہے اور پروردگار خیر محض اور جمال مطلق ہے بلکہ جو خوبی اور نیکی اور خیر و جمال کسی چیز میں ہے اُسی کی پرورش کا ثمر ہے پس اس نظر سے بھی وہ ذات پاک محبت واسطے شایاں تر ہے رابیع مناسبت دو طبع میں موجب محبت ہے خواہ وہ مناسبت ظاہر ہو جیسے لڑکا لڑکے سے اور عالم عالم سے اور بازاری بازاری سے مناسبت رکھتا ہے اور خواہ اصل فطرت میں پوشیدہ ہو جیسے عالم اور بازاری میں محبت ہو جاتی ہے اور بظاہر ان میں کسی طرح کی مناسبت نہیں پائی جاتی غ الادواح جنود مجنونا فما تعاروف منها ایتلاف وما یشکرونها اختلف ارواح لشکر کے لشکر میں جن میں پہچان ہوتی ہے اُن میں محبت ہو جاتی ہے اور جن میں تعارف انہی نہیں ہوتا اُن میں اختلاف ہوتا ہے اور انسان کو پروردگار سے ایک مناسبت خاصہ ہے کہ ق قل الروح من امر ربی ق وفخت قہ من روحی وان اللہ خلق ادم علی صورۃ اسی مناسبت کی طرف اشارہ ہے غ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھ سے نزدیکی چاہتا ہے میں اُسے دوست رکھتا ہوں اور جب میں اُسے دوست رکھتا ہوں تو اُس کا ان اور آنکھ اور زبان ہو جاتا ہوں مجھ سے سنتا ہے اور مجھ سے دیکھتا ہے اور مجھ سے بولتا ہے غ ایک کامل بیمار ہوئے پیغمبر وقت کو حکم ہوا کہ میں بیمار ہوا تو نے مجھے نہ پوچھا عرض کیا کہ تو بیماری سے پاک ہے فرمایا اظلال بندہ میرا بیمار تھا اگر اُس کی عبادت کو جانتا مجھے وہاں پانا تنبیہ یہ مناسبت خاصہ اور قرب و معیت اور مثل اُن کے معلوم الانیۃ مہول الکیفیت میں بحث تفکر میں بخوبی بیان ہو چکا کہ جو بات عقل سے ور ہے اُسکی ماہیت و کیفیت میں دخل نہ کرنا چاہئے اور اس وجہ سے کہ شراعت میں وارد ہے اُس پر ایمان لانا چاہئے اور جو وارد نہیں اگرچہ اُسکا مطلب صحیح ہو اطلاق اُس کا جائز نہیں مثلاً اطلاق لفظ قرب و معیت و احاطہ شرع میں وارد ہے قال اللہ تعالیٰ

اذا سالک عبادی فانی قریب وقال عز وجل ما یكون من نجوى ثلاثة الا هو ذا بعضهم والاخره الا هو سادسهم ولا
 ادنی من ذلك ولا اکثر الا هو معهم این ما کانا و قال جل شانہ نحن اقرب الیہ من جبل الوریث وقال عم نوالہ هو
 معکم اینا کنتم وقال تبارک وتعالی ان اللہ بكل شیء محیطہ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا بی بکر رضی اللہ عنہ لا تعزن
 ان اللہ معنا وقال موسیٰ صلوٰۃ اللہ علی نبینا وعلیہ انا معی دینی سیدہ دین اُس پر ایمان لانا ضروری ہے اور اُس کی کیفیت اور اہمیت
 میں دخل دینا بے جا قریب احاطہ اُس کا ایسا نہیں جیسا کہ عرض اور جسم میں اور جسم میں ہوتا ہے بلکہ اُس کی ذات کی مانند پھون
 اور بے چگون اور ادراک عقل سے دور ہے۔ دور مینان بارگاہ الست نہ پیش نرس پے نبرہ اندک ہست۔ اور اتصال و
 انفصال ودخول وخروج کا اطلاق مالک علی الاطلاق پر صحیح نہیں کہ شرع میں وارد نہ ہوا ہذا واللہ اعلم وعلیہ اجل والی
 خامس لذت یہ سبب سبب ثالث سے منفک نہیں ہوتا اور تکمیل اُس محبت کی کہ سبب ثالث کے ہوتی ہے اکثر جگہ خصوصاً جبکہ محب
 حفظ نفس اور ہوائے طبع میں گرفتار ہو اس سبب پر موقوف ہے اور ظاہر ہے کہ دیدار پروردگار سے کسی چیز میں زیادہ لذت نہیں اثبات
 اس مطلب کا اور بیان اس کی حقیقت کا جیسا کہ چاہئے عبارت میں نہیں آتا مگر جملاً بقدر اقتضائے مقام مذکور ہوتا ہے واللہ الموفق
 وایا لا تستعین پوشیدہ نہ رہے کہ مطلب با تسلیم پانچ مقدموں کے بدیہی ہے مقدمہ اولی علم معرفت سے دل کو ایک
 راحت حاصل ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی میں جس طرح اور قوتیں پیدا کیں اور ہر ایک کو ایک کام کے لئے مقرر کیا
 اور اتنا ذرا اور اقتضا اُس کا اُس میں منحصر کر دیا مثلاً غضب کو واسطے بدلہ لینے اور قہوت کو واسطے تحصیل غذا وغیرہ اور بصیر کو واسطے
 دیکھنے اور سمیع کو واسطے سننے کے پیدا کیا اور لذت و خوشی ہر ایک کی اُس کے مقتضی میں رکھی اسی طرح دل میں بھی ایک قوت پیدا کی
 کہ اسے عقل کہتے ہیں لذت اُس کی علم و معرفت میں منحصر کی اور ادراک اُن اشیاء کا خیال و حس سے دور ہیں اُس کے سپرد کیا
 تا صانع بالکمال اور اُس کی صفات بے زوال کو جانے اور بہت باتیں باریکہ جن میں حواس ظاہرہ اور باطنہ کو دخل نہیں اور ادراک
 کرے پس مقتضائے عقل علم و معرفت ہے اور دل کو اس سے لطف و لذت حاصل مقدمہ ثانیہ لذت اور خوشی دل کی
 حواس کی لذت اور خوشی سے قوی تر ہے اور یہ بات دونوں کے اجتماع سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے اگر عاقل کو مرغ بریاں اور
 ریاست میں مخیر کریں ریاست کو اختیار کرے گا اور جو عالم کہ کیفیت علم سے واقف ہے علم کو سلطنت و ریاست پر ترجیح دے گا
 مقدمہ ثالثہ شرف علم باندازہ شرف معلوم ہے اسی لئے علم سیاست علم زرگری سے اور علم اسرار صرف و دخیلے سے خوش تر اور
 لطیف تر ہے اور موجودات میں کوئی چیز خدا کے برابر نہیں کہ علم اُس کا معرفت الہی کے برابر ہو پس معرفت اُس کی سب معرفتوں سے خوش تر
 اور علم اُس کا سب علوم سے شریف تر ہے بلکہ اُس کو شریف تر اور خوش تر کہنا لائق نہیں اس لئے کہ کوئی علم و معرفت بہ نسبت اُس کے خوش
 اور شریف کہنے کے قابل نہیں تا اُسے شریف تر اور خوش تر کہنا زرب دے مقدمہ رابعہ لذت نظر لذت معرفت سے خوش تر
 ہے اور عین الیقین علم الیقین سے اعلیٰ اور برتر کہ مشاہدہ کمال معرفت ہے مقدمہ خامسہ دار آخرت میں پروردگار کو دیکھنا
 عقلاً جائز اور باجماع اہلسنت نقلاً واجب ہے علم نے حوازی عقلی پر دو دلیل قائم کیں ایک عقلی صرف دوسری ماخوذ نقل سے عقلی صرف
 یہ ہے کہ ہم جو ہر اور اعراض کو دیکھتے ہیں اور حکم مشترک کیلئے علت مشترک ضرور ہے اور وہ اس جگہ وجود ہے اور یہ علت واجب میں
 بھی موجود ہے پس حکم بھی ممکنات و واجبات میں مشترک ہے اور واجب بھی ممکن کی طرح مرنی ہو سکتا ہے اور ماخوذ من النقل

یہ ہے کہ اگر رویت ممکن نہ ہوتی موسیٰ علیہ السلام رب ادنیٰ النظر الیہ نہ کہتے اور امتناع ممتنع سے کیونکر واقف ہوتے اور خدا تعالیٰ رویت کو معلق باستقرار حیل نہ کرتا کہ سکون کو ہ ممکن ہے اور معلق بممكن ممکن ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان تعبد اللہ کانک تواء مقام مقتضی تشبیہ ممکن کو ہے نہ تشبیہ بالمحال کو مگر یہاں پردہ درمیان ہے اس لئے کانک تواء فرمایا وہاں انک تواء ہو جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ اور وجوب نقلی پر کتاب سنت سے دلیل لائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجہ یومئذ فیاضۃ الی ربہا ناظرۃ یکھ مونہہ اُس دن تروتازہ اور اپنے رب کی طرف نظر کرتے ہوئے گئے اور صحیحین میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چودھویں کے چاند کو بر ملا دیکھتے ہو۔ تنبیہ امام ابو شامہ سلمیٰ تمہید میں فرماتے ہیں کہ مراد تشبیہ رویت کی رویت سے ہے نہ تشبیہ مرئی کی مرئی سے یعنی جس طرح چاند کو دیکھنا جائز ہے پروردگار کو بھی دیکھنا جائز ہے پس اعتراض منکروں کا کہ یہ خبر صحیح نہیں اس لئے کہ تشبیہ کو متغین ہے لغو ہو گیا شارح عقائد کہتے ہیں کہ اس خبر کو اکیس صحابی نے روایت کیا صحیح مسلم کی روایت میں ہے پردہ اٹھایا جائے گا اور جمال پروردگار کا ہشتیوں کو نظر آئے گا کہ بہشت کی سب نعمتوں سے اچھا معلوم ہوگا مفسرین کریمہ للذین احسنوا لحسنی و زیادۃ کی تفسیر میں حضرت صدیق اکبر اور عبادہ بن صامت اور حذیفہ وغیرہم اکابرین صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ حسنی سے بہشت اور زیادہ سے دیدار پروردگار مراد ہے اور یہ بھی وارد ہے بل ادنیٰ بہشتی اپنے باغوں اور حوروں اور خادموں اور نعمتوں اور چھپر کٹھوں کو ہزار برس کی راہ تک دیکھے گا اور افضل اہل بہشت وہ ہوگا جو صبح شام اپنے رب کی طرف نظر کرے کجایع کسی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ پروردگار کو ہر شخص خلوت اور تنہائی میں کس طرح دیکھے گا فرمایا تم سب چاند کو خلوت میں دیکھتے ہو وہ خدا کا ایک مخلوق ہے جہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں درحالیکہ بہشتی ناز و نعمت میں مشغول ہو ویٹکے ناگاہ اُن برائیک نور ظاہر ہوگا کہ سب اُسکی طرف دیکھنے لگیں گے پھر پروردگار تقدس و تعالیٰ فرمائیگا السلام علیکم یا اہل الجنة قولہ تعالیٰ سلام قولہ من رب رحیم سے یہی کلام مراد ہے پھر پروردگار اہل بہشت پر نظر فرمائے گا اور وہ اُسکو دیکھیں گے اُس وقت کسی نعمت بہشت کی طرف متوجہ نہ ہو ویٹکے یہاں تک کہ اُن کی نگاہ سے دور ہو جائیگا اور نور و سرور و ذوق و شوق اُن کے دلوں میں رہ جائے گا بالجملہ قرآن و حدیث سے دیکھنا پروردگار کا عالم آخرت میں ثابت ہے اور اُس پر ایمان لانا واجب بنوی شرح السنۃ میں نقل کرتے ہیں کہ کسی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ بعض لوگ خدا کے دیدار سے منکر ہیں اور آیت میں مصاف کو مقدر کہتے ہیں ای الی ثوابہ ناظرۃ فرمایا کہ یہ کلام انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون ہ سے کیا جواب دینگے اگر مسلمانوں کو اپنے دیدار سے شرف نہ فرماتا کافروں کو حجاب اور اوٹ کیساتھ سرزنش اور تشنیع نہ کرتا اور تخصیص مسلمانوں کی بنظر دار السلام کے ہے ورنہ روز قیام مسلمان کافر سب دیکھیں گے البتہ کفار متکذذب نہ ہو ویٹکے اور قول بعض صوفیہ کا کہ صفات حجاب ذات ہیں اور ذات سے منفک نہیں ہو سکتیں پس رویت ذات کی صحیح نہیں اور قول فلاسفہ کا کہ مرئی اعراض ہیں نہ جو ہر منافی مدعا کا نہیں کہ عرف میں رویت ذات مع الصفات کو رویت ذات اور رویت اعراض جسم کو رویت جسم سے تعبیر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے جسم کو دیکھا یہ نہیں کہتے کہ ہم نے اُسکی دمازی اور سپیدی اور سیاہی کو دیکھا بالجملہ آخرت میں وہ امر حاصل ہوگا جس پر فقط دیدار کا صادق آئے گا خواہ ذات صفات کے ساتھ مرئی ہوں اور خواہ صرف صفات ہی نظر آویں اور یہاں سے اعتراض منکرین کا کہ شروط رویت یعنی مرئی کا کسی مکان اور

جنت میں مقابل رائی کے موجود ہونا اور وجود مسافت متوسطہ کا کہ نہ نہایت قرب ہو اور نہ بہت بعد درمیان رائی اور مرئی کے اور اتصال شعاع بصر کا مرئی سے اس جگہ ممکن نہیں پس رویت بھی ممکن نہ ہوگی باطل ہو گیا تقریر دفع اور بطلان کی یہ ہے کہ نہ یہ امور شرط رویت ہیں اور نہ وجود حاسہ بصر اس کام کیلئے واجب بلکہ توقف اسکا اس حاسہ پر اور اسی طرح دخل ان امور کا رویت میں بحسب علت ہے خدا قادر ہے چاہے اندھے مادر ادا کو مشرق میں مغرب اور مغرب میں مشرق دکھاوے اور چاہے تو مینا پہاڑ کو کر آنکھ کے سامنے ہو نہ دیکھ سکے بعض عارف کہتے ہیں کہ اگر عقل ہماری رویت بصر کو اس جگہ تجویز نہ کرتی مگر جب اُس نے فرمادیا کہ آنکھ کو بھی اُس میں حظ اور نصیب ہوگا تو ایمان اُس پر واجب ہوا اگر وہ کہتا کہ تمہارے کان یا کندھے کو دخل ہوگا بسوچم قبول کرتے اور اُس پر یقین لاتے اور استدلال منکروں کا ساتھ قول اُم المؤمنین محبوبہ حبیب رب العالمین عائشہ صدیقہ کے صحیح نہیں کہ وہ دیدار دنیا سے انکار کرتی ہیں نہ مطلق دیدار سے باوجود اسکے تمام سلف و خلف اس قول کو تسلیم نہیں کرتے اور اُن کے استدلال سے جواب دیتے ہیں مائذ اور ما علیہ اس بحث کا باب المصراع میں تفصیل مذکور ہے فمن شاء الاطلاع فليتنظر ثم ہاں اس قدر مسلم ہے کہ دنیا میں اس دولت سے مشرف ہونا اگرچہ ممکن ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے کیلئے واقع نہیں اور کسی سلف و خلف ولی و شیخ سے مروی و منقول نہیں بلکہ نوادر فقہ میں کہ مذہب شافعی میں ہے مرقوم ہے کہ جو شخص کہے میں خدا کو سچشم سر دیکھتا ہوں یا وہ مجھ سے بالمشافہ کلام کرتا ہے وہ کافر ہے البتہ خواب میں حصول اس نعمت کا اولیاء امت کی واسطے بھی غائب ہے کہ وہ درحقیقت رویت قلبی کے ساتھ مثال کے نابصار اور مثال خدا کی واسطے جائز ہے ف لا تقصر لواللہ الامثال سے ممانعت تشبیہ و تمثیل کی مقصود ہے نہ نفی مثال کی فتنہ بوساوس محبوب کے متعلق و متوسل سے محبت ہوتی ہے یہ قسم جناب حدیث کی واسطے شایاں نہیں کہ محبت اُسکی واسطہ اوروں کی محبت کا ہے وہ کون شے ہے جس کو اُسکی محبت کا واسطہ تجویز کریں بلکہ کامل کے نزدیک جملہ اسباب مذکورہ اس جگہ صالح بہیث ہیں محبت ادا ہے کہ علاقہ و سبب کو اُسکی محبت میں دخل نہ دے محبوب کو محبوب کے واسطے چاہے اپنے حصہ اور نصیب کے کام نہ رکھے جس جگہ محبت میں سبب کو دخل ہے وہ محبت سبب کی ہے نہ محبوب کی اسی واسطے باعتماد سبب منعدم ہو جاتی ہے حکما کہتے ہیں کہ جو ہر علوی جب کہ وراثت مادی اور طبعی سے پاک ہو جاتا ہے بیسبب حقیقی اور محبوب اصلی کی طرف بالطبع میل کرتا ہے کہ رجوع ہر شے کی اپنے مرکز کی طرف ہے پس اس رجوع اور میل کی واسطے علت اور سبب اور غایت اور غرض درکار نہیں یہ سب امور محبت خلق با خلق میں معتبر ہیں جو لوگ محبت خالق میں ان چیزوں کو دخل دیتے ہیں وہ خدا کی محبت کو بندوں کی محبت کے برابر جانتے ہیں انھیں کو جھڑکا جاتا ہے اور عتاب ہوتا ہے ف یحبونہم کحب اللہ و الذین امنوا اللہ جبار اللہ آدمی چاہئے کہ خدا کی محبت کو اپنے مال اور اولاد اور عزیزوں اور دوستوں اور ابرو اور عزت بلکہ اپنی جان کی محبت پر ترجیح دے بجا مال العلوم کی حدیث میں گزر اگر جنتک آدمی خدا و رسول کو تمام عالم سے زیادہ دوست نہیں رکھتا ایمان اُسکا صحیح نہیں ہوتا بلکہ خدا کے سوا کسی سے محبت نہ رکھے اور اس امر کو سجدہ کی طرح خدا کے واسطے خاص سمجھے مگر جھکا ناغیر کی طرف منع ہے دل جھکا نا کلب درست ہوگا ہاں خاصان حضرت احدیت سے محبت اور مقبولان بارگاہ صمدیت کو دوست رکھنا علامت ایمان و سعادت کی ہے یہ شرکت محبت میں نہیں بلکہ اثر محبت کا ہے سہ لعل محبوبہ اطاعات نجد و وما شغفی بہا لولا ہواھا دوستی کاغذا و سیاہی کی عین دوستی علم کی ہے حضرت اہل بیت صلی اللہ علیہ وسلم حسین اور فاطمہ اور ابوبکر اور عائشہ اور علی اور زید اور اسماء رضی اللہ عنہم

سے محبت رکھتے اور اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر روئے باوجود اس کے کہ فرماتے ہیں مثل لو كنت متخذ الخليل من غير
 ربي لا اتخذت اباً بكم خليلاً ولكن صاحبكم خليل الله جو اہل التفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے لڑکپن میں
 جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے پوچھا کہ آپ مجھ سے کس قدر محبت رکھتے ہیں فرمایا بہت کہا بھائی سے فرمایا بہت تم دونوں کو کس
 طرح نہ چاہوں کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہو کہا والدہ صاحبہ سے فرمایا ان سے کس طرح محبت رکھوں کہ وہ حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی
 پارہ جگر ہیں کہا نا انا صاحبک فرمایا وہ محبوب خدا و رسول کبریا صلی اللہ علیہ وسلم میں کہا اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا وہ نجوم ہدایت و
 پیشوایان اُمت ہیں کہا والفت ایک ل میں جمع نہیں ہوتیں آپ کے دل میں اس قدر محبتیں کس طرح جمع ہو گئیں فرمایا تم سب خدا کی واسطے محبت
 رکھتا ہوں کہ خدا سے ایک طرح کا علاقہ تم کو حاصل ہے مگر حقیقت اُس کا دھیان آتا ہے سب کو بھول جاتا ہوں البواشیخ نے قتادہ سے نقل کیا کہ
 آدم علیہ السلام نے عمر بھر مینہ کا پانی پیا کہ یہ پانی میرے رب کے پاس سے آتا ہے بعض اور یاجیا برکو دیکھتے آئندوں کا مینہ برس لے اور فرما
 هذا اقرب العهد من ربي من الخبز في عن العقيق خبرا به انهم بالعقيق اقرب عهد ابيهم الى سعادتي من ہے کہ نوادہ
 کو دوست رکھے اسلئے کہ حق تعالیٰ سے قریب الجہد ہے آئے عزیز جس چیز سے محبوب کو کسی طرح کا علاقہ ہوتا ہے عاشق اُس کو بھی اپنی جان سے
 زیادہ عزیز جانتا ہے یعقوب علیہ السلام کے گیارہ بیٹے پاس تھے حقیقت یوسف علیہ السلام کے قرط کی بواشی فرنگت مشام میں آئی آنکھیں
 کھل گئیں بدن میں جوانی کی طاقت آگئی اسی واسطے محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عالم پر فرض ہوئی آپ فرماتے ہیں جب تک مجھے
 زیادہ دوست نہ رکھے گا ایمان حاصل نہ ہوگا اور اسی طرح صحابہ و اہلبیت کی محبت کی بھی تاکید وارد ہے
 اور جو دو مسلمان خدا کی واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اُن کے واسطے وارد ہوا غ کہ اُن کو قیامت کے دن عرش کے گرد کرسیوں پر بٹھائیں گے
 مومنہ اُن کے چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے ہو وینگے تمام خلق خوف و ہراس میں ہوگی مگر وہ ایمن ہو وینگے اور وہ خدا کے دوست ہیں
 غ جو ان میں زیادہ محبت رکھتا ہے وہ خدا کو زیادہ پیارا ہے ایک روایت میں ہے علی اُن کو عرش کے گرد نور کے منبروں پر بٹھائیں
 گے لباس اُن کا نور اور مومنہ اُن کے نور ہو وینگے پیغمبر اور شہداء اُن پر غلط کریں گے غ خدا تعالیٰ فرماوے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو
 میرے واسطے آپس میں محبت رکھتے تھے کہ آج کے دن کہ خلق کو پناہ اور سایہ میسر نہیں اُن کو اپنے سایہ کرم میں رکھوں غ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حشر کے روز سات شخص خدا کے سایہ میں ہو وینگے ایک امام عادل دوسرا وہ شخص کہ آغاز جوانی سے عبادت
 میں مشغول ہوئے تیسرا وہ شخص کہ جب مسجد سے نکلے دل اُس کا مسجد میں لگا رہے چوتھے وہ شخص جو آپس میں خدا کیلئے محبت رکھیں
 اُسی کیلئے جمع ہوں اور اُسی کے واسطے جہاں پنجواں وہ شخص کہ خلوت میں پختہ پر تم خدا کو یاد کرے چھٹا وہ مرد کہ خوبصورت صورت
 اُسکی خواہش کرے اور وہ خدا کی واسطے اُس سے جدا ہے ساقواں وہ کہ دینے یا نہ دینے سے صدقہ دے اور بائیں کو خبر نہ ہو غ ایک پیغمبر کی
 طرف وحی ہوئی کہ تو نے زہد رنج دنیا سے چھٹنے کیلئے اور عبادت اپنی بخشش کی واسطے اختیار کی مگر غور کر کہ میرے واسطے میرے دوستوں
 سے دوستی اور میرے دشمنوں سے دشمنی بھی حاصل کی یا نہیں غ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی ہوئی کہ جو عبادتیں آسمان اور زمین والوں
 کی بجا لا دے جب تک سستی اور دشمنی میرے واسطے نہ ہو کچھ فائدہ نہیں اور وار د ہے کہ خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ آدھا بدن اُس کا برف کا اور
 آدھا آگ کا ہے کہتا ہے الہی جہ طے تو نے آگ اور برف میں الفت ڈالی اسی طرح اپنے نیک بندوں کے دلوں میں الفت ڈال دیتا ہے
 ہیں غ کہ جو لوگ خدا کی واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اُن کیلئے ایک ستون سرخ یا قوت کا کھڑا کریں گے اُس پر ستر ہزار محل بنے

ہو دینگے وہاں سے بہشتیوں کو دیکھیں گے نور آن کے چہروں کا بہشتیوں پر اس طرح پڑے گا جیسے آفتاب کو رات دن دیا پر بہشتی آپس میں کہیں گے چلو انکو دیکھیں جب قریب پہنچیں گے دیکھیں گے کہ کپڑے سبز سندس کے پہنے ہوئے ہیں اور انکی پیشانی پر لکھا ہے المتحابون فی اللہ یہ لوگ خدا کی واسطے آپس میں محبت رکھنے والے ہیں اور فرماتے ہیں غ محبت میری اُن کیلئے حق اور لازم ہے جو میرے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میرے لئے ایک دوسرے سے مال میں مسامحت کرتے ہیں اور میرے واسطے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں غ مجاہد کہتے ہیں جب خدا کے دوست آپس میں محبت رکھتے ہیں گناہ اُنکے درخت کے پتوں کی طرح بھر جاتے ہیں غ ابن مساک کہتے ہیں اللہ علیہ موت کی وقت کہتے تھے الہی جو وقت میں مصیبت کرنا تھا مطیعوں کو دوست رکھنا تھا بسبب اس محبت کے اُس مصیبت سے درگزر تمہرہ طبیعت انسانی مہول ہے کہ اُس شخص سے کہ کچھری یا در رسد یا محلہ میں سا تھ رہتا ہے اور اسی طرح خوبصورت اور خوش بیان اور محسن سے خواہ خواہ محبت ہو جاتی ہے آ سے محبت فی اللہ نہیں کہتے کہ یہ محبت بغیر ایمان محبوب کے ہو سکتی ہے اور حب فی اللہ میں ایمان شرط ہے اور اس محبت میں غیر حق پر نظر ہے بخلاف محبت فی اللہ کہ وہاں غیر کو دخل نہیں سبب اُن محبت کا صرف حق تعالیٰ ہوتا ہے اُن غرض دینی کیلئے کسی سے محبت رکھنا محبت فی اللہ میں داخل ہے جیسے محبت اور تاد کہ علم دین سکھائے اور محبت شاگرد سے کہ علم دین سکھے بلکہ اگر کسی سے اسلئے محبت رکھے کہ وہ رونی پکڑا دیتا ہے اور اس تفقداور خبر گیری سے عبادت کیلئے فراغت بات آتی ہے یا اپنی عورت سے اسوجہ سے محبت کرے کہ وہ فساد سے روکتی ہے اور فرزند صالح سے اسواسطے محبت رکھے کہ وہ دعا میں یا ذکرے گا تو یہ محبت بھی محبت حق میں داخل ہے اور نفقہ اُس عورت اور فرزند کا صدقہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے آبتہ درجہ اُس محبت کا جس میں غرض کو اصلا دخل نہ ہو جیسے کسی سے اسلئے محبت رکھے کہ وہ مطیع خدا کا ہے یا اس نظر سے کہ وہ بندہ اور پیدا کیا ہوا اپنے محبوب کا ہے بہت زیادہ ہے کہ یہ مرتبہ افراط محبت الہی اور عشق محبوب حقیقی سے حاصل ہوتا ہے جو کسی سے عشق رکھتا ہے اسکی گلی اور محلہ اور شہر اور درو دیوار اور عزیز و قریب اور غلام اور نوکر بلکہ اُسکے کئے کو بھی جان زیادہ عزیز سمجھتا ہے اور جس کو محبوب سے زیادہ علاقہ ہوتا ہے اُسے زیادہ چاہتا ہے تنبیہ اس تقریر سے لازم آتا ہے کہ ہر مخلوق سے اس حیثیت سے کہ وہ مخلوق محبوب یا محبوب خالق ہے محبت رکھے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی سے لحد عداوت نہ کرے عاصی سے بوجہ عصیان اور کافر سے بوجہ کفر دشمنی رکھنا دلیل ایمان ہے اس جگر بعض احمق مغرور مدعی استغراق کے کہتے ہیں کہ ہم اہل توحید خلق کو قبضہ قبر ربوبیت میں مضطرب دیکھتے ہیں اسلئے پرغاش اُن سے بجا چاہتے ہیں یہ نتیجہ اس مدامت کا ہے جو اُن کے دل میں ٹکنا ہے اگر راست باز ہوئے کسی کے ظلم و ستم و غصب و غضب اور بدگوئی اور بد زبانی پر چین چینیں اور دل تنگ اور اندوگیں نہوتے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد میں خون چہرہ اقدس سے پاک کرتے اور فرماتے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون بارخدا یا میری قوم کو ہدایت فرما کہ وہ نادان ہیں جو شخص اپنے حق میں خاموش نہ رہے اور خدا کے حق میں خاموش رہے متفرق نہیں بلکہ امر اُس کے ضعف پر دلالت کرتا ہے اور اس میں اصرار کرنا تخم زندہ اور الحاد کا ہے چاہتا ہے کہ توحید کے حیلہ سے کارخانہ شریعت درہم برہم کر دے اور امر معروف و نہی منکر کو کربشت انبیاء و ارسال رسل و انزال کتب اُسی کے واسطے ہے ضائع کرے مسلمان کامل وہ ہے کہ عداوت الہی کو اپنی عداوت پر مقدم کرے اور خدا کے دشمن سے بہ نسبت اپنے دشمن کے زیادہ عداوت رکھے اور اُن کے قتل و غارت و تذلیل و توہین میں

شدت کرے ارشاد ہوتا ہے **ق** یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم دما ولہم جہنم اور صحابہ کی تعریف میں آیا ہے **ق** اشداء علی الکفار وجماعہ بینہم اسی واسطے سلف صالح سیاست میں کمال مبالغہ رکھتے البتہ اپنے حق میں درگزر فرماتے اور معاف کرتے دیکھو صحیح امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حارث محاسبی سے صرف اسی سبب سے کہ انہوں نے علم کلام میں کتاب تصنیف کی ملاقات ترک کر دی اور فرمایا کہ تم معتزلہ کے ذہب کی تقریر کرتے ہو پھر جواب دیتے ہو شاید کسی کے ذہن میں پہلی تقریر جرم جاوے اور تمہارا جواب خیال میں نہ آوے اور اس سبب اس کے عقیدہ کا پیدل ہوتا نہ میل مراتب خلاف متفاوت میں عداوت بھی ہر ایک سے بقدر اس کے خلاف ونا فرمانی کے چاہئے شیطان سب سے زیادہ نافرمان ہے اسی لئے اس کی عداوت پر زیادہ تاکید وار ہے **ق** فاتخذوا عدوا وکذا النفس ولذا ورد اعدای عدو الذی بین جبذک ان کو سب سے زیادہ دشمن سمجھے اور ہمیشہ ان کے خلاف اور ایذا اور اضرار میں مستعد سرگرم رہے وہ ہر وقت تیری فکر میں رہتے ہیں تجھے بھی چاہئے کہ ہر دم انکو رنج پہنچائے اور توبہ اور انابت اور استعاذہ اور لاجل سے انکی کمزورتا رہے دوم کفار حربی کہ عداوت ان سے فرض ہے اور ان کو قتل کرنا اور لوٹنا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو نڈی غلام کر لینا موجب جبر و ستم اہل ذمہ کہ دشمنی ان سے بھی فرض ہے اور ان کی تحقیر اور توہین اور راہ کو ان پر تنگ کرنا لازم اور محبت ان سے مکروہ تحریمی حق تعالیٰ فرماتا ہے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ اور حضرت فرماتے ہیں عجب شخص خدا اور رسول پر ایمان لاتا ہے اس کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرتا لکھا ہے کہ اہل ذمہ کو عامل اور صوبہ کرنا اور مسلمانوں پر قدرت دینا کبار میں داخل ہے چہارم بدعتی داعی بدعت کہ اظہار عداوت اور ترک سلام وکلام اس سے لازم ہے تا خلق اس کے دام تروہر میں نہ پھنسے اور اس سے متفرغ ہے پنجم فاسق کہ اگر امید قبول ہو تو نرمی کیساتھ اسکو نصیحت کرے ورنہ اعراض لائق ہے مگر جواب اس کے سلام دینا لازم ہے اور اس پر لعنت کرنا ممنوع ہذا واللہ اعلم بحکمت پنجم رنجت نفث میں یعنی خواہش اور چاہنے کے ہے والتوفیق بالتقویٰ کذلک یقال رنجت واد تخبیت فیہ کذا فی الصراح اور محبت سے مراد ہے کہ محبت بھی بمعنی مثل نفس و ہوائی طبع متعارف ہے ایسا واسطے بعض علماء کہتے ہیں کہ محبت صرف اجسام میں واقع ہوتی ہے اور نسبت اسکی جناب باری کی طرف مانند انسانیت واد وجہ کے سمعی ہے عقل میں نہیں آتی کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ ہوائی طبیعت اور میل نفس سے پاک ہے اور نفس و طبع بندہ کی اسکی طرف میل کرتی ہیں جو محسوس ہو سکے پس محبت بندہ کی طاعت سے اور محبت خدا کی توفیق و ہدایت سے عبارت ہے یا محبت خدا کی طرف سے کہ بندہ کو دنیا میں نعمت اور آخرت میں ثواب جنت اور عذاب نجات بخشنے اور بندہ کی طرف سے یہ ہے کہ پروردگار کی باری اور عظمت اور اسکا شوق دل میں استقر پیدا ہو کہ اسکی یاد میں سب سے بڑا اور اسکی طلب میں بیقرار رہے اور غیر کا ذکر اپنی زبان پر نہ لائے اور اسی طرح اطلاق عشق کا بھی اس جگہ صحیح نہیں جانتے کہ عشق تجاوز عن الحد سے عبارت ہے اور خدا تعالیٰ محدود نہیں کہ تجاوز اس سے صحیح ہو اور بندہ اگرچہ محدود ہے مگر نسبت تجاوز کی خدا کی طرف معقول نہیں اور بعض محبت و عشق بندہ کی طرف سے جائز سمجھتے ہیں کہ میل و خواہش کیلئے اور اک محبوب بوجہ کافی ہے محسوسیت اسکی شرط نہیں اور عشق عبارت ہے منع سے اور بندہ اپنے رب سے ممنوع ہے کہ اس تک نہیں پہنچ سکتا اور بعض محبت کو بندہ کی طرف سے جائز اور عشق کو ناجائز سمجھتے ہیں اس لئے کہ عشق میں معانہ معشوق ضرور ہے بخلاف محبت کے اور پروردگار تقدس و تعالیٰ اس عالم میں مرئی نہیں اور تحقیق یہ ہے کہ محبت

جانبین سے واقع ہے میل طبع و ہوائی نفس کو مطلق محبت میں داخل نہیں بلکہ یہ امر محبت مادیات کیلئے خاص ہے علاوہ ہر میل و خواہش مجردات کی طرف بھی صحیح ہے اور عشق بھی بندہ کی طرف سے جائز ہے کہ محبت کو مرتبہ کمال میں عشق کہتے ہیں اور تجارز عن الحد سے تجاوز عن حد المحبتہ مراد لیتے ہیں نہ عن حد المحبوب کہ عدم تنہا ہی محبوب استیلا عشق کو مستلزم ہوا البتہ عشق بموجب اس تفسیر جائز نہیں اس واسطے کہ اسکی صفات مانند ذات کے غیر تنہا ہی وغیرہ محدود ہیں وہاں جس مرتبہ کو تجاوز عن حد المحبتہ فرض کریں گے وہ عین محبت ہوگا اور عاشقی کا اطلاق حضرت خلاق پر اکثر علماء نے جائزہ سمجھا اور اطلاق شوق کا دونوں جانب سے جائز ہے غرض رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم دعا کرتے ہیں اَسْأَلُكَ الشَّوْقَ اِلَى لِقَائِكَ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلَى وَجْهِكَ الْكَرِيمِ اور عمل غرور و دگر تقدس و تعالیٰ فرماتا ہے طَالَ مَشَوْكَ اِلَى اَبْرَادِ اِلَى لِقَائِكَ دانی الی لقاؤکم اشد شوقاً منهم شوق میری ملاقات کا نیکوں کو بہت ہوا اور میں اُن سے زیادہ اُنکی ملاقات کا مشتاق ہوں معنی شوق بندہ کے ظاہر میں کہ شوق تقاضا اُس شے کے دیدار کا ہے جو دوسری وجہ سے حاضر ہوا اس لئے کہ طلب مجہول مطلق کی محال اور طلب حاضر من جمیع الجهات کے تحصیل حاصل ہے پس شوق بندہ کی طرف سے صحیح و ثابت بلکہ دنیا و آخرت میں دائم و باقی ہے اسلئے کہ خدا تعالیٰ معرفت میں حاضر ہے اور مشاہدہ میں حاضر نہیں اور آخرت میں اگر چہ شہود ہوگا مگر شوق میں کمی نہوگی اور طلب ہر آن ترقی پر رہے گی کہ عاشق دویات کا مشتاق ہوتا ہے ایک نفس دیدار کہ جمال یار کو جو عاشق کے خیال میں جلوہ گر رہتا ہے پشیم سر دیکھنا چاہتا ہے یہ شوق قیامت کے دن منقطع ہوگا۔ دوم اطلاع تمام اعضا اور سراثر محبوب پر کہ جب چہرہ یار کا دیکھتا ہے چاہتا ہے کہ اُس کے سینہ اور شکم کو بھی دیکھے بلکہ جو شے زیادہ چھپی ہے اُس کے دیکھنے کا شوق زیادہ ہوتا ہے ہر چند کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ اعضا اور اس مثال سے پاک اور مبرا ہے لیکن جب مشتاقان عرصہ تقدس اپنی آرزو سے بہرہ مند اور دیدار محبوب سے کامیاب ہو دیکھنے زیادہ دریافت کیا چاہیں اور جمال حضرت احدیت کا نہایت نہیں رکھتا پس یہ شوق کبھی منقطع ہوگا نہ ہست دریا کے محبت بے کنارہ لا جرم یک تشنگی شد صد ہزار۔ مگر جو کہ ہر وقت ایک ادراک تازہ حاصل ہوتا رہے گا دل کو عدم تنہا ہی محبوب سے اصلا طال نہ پہونچے گا بلکہ بسبب اس کے کہ مطلوب بے جود ہوگا دل خوش رہے گا اسی کو انس کہتے ہیں مثل شوق کے یہ انس بھی بڑھتا جائیگا اور لذت بے نہایت بہشت میں ہی ہے ورنہ جب طبیعت کو کسی چیز کی عادت ہو جاتی ہے اُس کے لطف میں فتور واقع ہوتا ہے دو ابھی جب مدت تک استعمال کی جاتی ہے غذا کا حکم پیدا کرتی ہے فَقَالَ يَا مَوْسَىٰ لَنْ نَصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ مگر معنی شوق کے اُس طرف سے عقل میں نہیں آتے کہ بندہ من جمیع الجهات تمام احوال و اوقات میں پروردگار کے سامنے حاضر ہے فَمَا يَعْزِيبُ عَنْ رِبِّكَ مِنْ شَيْءٍ ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلک والا کبر الا فی کتاب صمدین خواہم بسطام فرماتے ہیں کہ اگر بندہ اپنے مولیٰ سے محبت رکھے لائق ہے عجب کہ مولیٰ بندہ نایب چیز کا مشتاق ہو اور اُس سے محبت رکھے اور زیادہ مشتاق ہوتا زیادہ عجیب ہے یہاں دم مارنے کا مقام نہیں زبان قلم اس صفحہ پر گنگ ہے اور پائے عقل اس راہ میں لنگ مالک مختار ہے چاہے طالب بنے چاہے مطلوب چاہے محب بنے چاہے محبوب بندہ کو مجال زبان ہلانے کی کیا ہے ہذا و فی ہذا المقام مقاصد شریفۃ محب ذکرہا للحمیدین وما التوفیق الا باللہ علیہ اتوکل وبہ استعین المقصد الاول دس چیزیں محبت میں مدد کرتی ہیں اول ہمیشہ با وضو رہنا کہ دل کو روشن کرتا ہے دوم خلوت کہ شواغل سے فارغ اور جو اس کو ساکن

کرتی ہے خصوصاً اندھیرے مکان میں زیادہ فائدہ بخشی ہے اور جو اندھیرے میں نہ ہو سکے تو سر کو کپڑے سے ڈھکے اور آنکھوں کو بند کر کے
 سے چشم بند و لب بہ بند و گوش بند و گردن یعنی نور حق بر ما بخند سوم سکوت کہ عقل کو روشن اور فہم و حفظ کو قوی کرتا ہے چہارم
 گر سنگی پیچیم بیداری کہ سبب کم ہونے خون اور گلنے جربئی کے دل میں ایک طرح کی روشنی پیدا ہوتی ہے ششم نفی خواہ کہ غشی
 شاغل ہے ہفتہم تسلیم ہر حال میں ہشتہم کسی شخص کو اپنے ضروری کاروبار پر مقرر کرنا کہ خود متغول ہونا تو جہ خاطر کی اس طرف سے
 روکتا ہے نہم فکر عالم کہ آدمی جب خدا کی قدرتوں اور اسکی حکمتوں کو دیکھتا ہے بے اختیار اسکا دل اُس طرف مائل ہوتا ہے وہم ذکر
 دائم طریق اسکا یہ ہے کہ ابتدا میں کلمہ طیبہ یا اسم ذات یا لا الہ الاہو المحی القیوم یا اور کسی اسم کیساتھ یفتوائی دل زبان سے
 تلفظ کرے اور دل کو حاضر رکھے جب وہ اسم بلا اختیار زبان پر جاری ہونے لگے تو تلفظ اور حروف کو چھوڑ دے اور دل کو اس کے
 ساتھ گویا کرے یہاں تک کہ جو کیفیت زبان کی تھی دل کی ہو جاوے اسوقت آفتاب محبت آسمان دل پر تاباں ہوگا اور مغربی
 بہر کو ذکر سے مستغنی کر دیگی اللہم ادرقنا المقصد الشافی ہر چند محبت الہی وہی ہے کسب اختیار و قصد و ارادہ کو اس میں دخل
 نہیں مگر بے صحت روح اور سلامت قلب یہ دولت بات نہیں آتی سہ گو ہر ایک بیاید کہ بود قابل فیض و ورنہ ہر سنگ و گلے
 لؤلؤ و مرجان نبود۔ ہر سر لائق اس سودا کے نہیں نہ ہر بات یدربضا ہے ہر مالک دینار مالک دینار نہیں اور نہ ہر سری سقلی ہے
 ہر بادشاہ ابراہیم ادہم نہیں اور نہ ہر مشہور معروف کرخی ہے مرتبہ سہل بات آنا دشوار ہے اور مقام بایزید ملنا مشکل ہر چوب خام
 کو آگ نہیں جلاتی اور صاحب زکام کے دماغ میں خوشبو نہیں جاتی سہ تو اسے مرغ پر کندہ چنداں ملاف و کہ عنقا شناسد رکاوہ
 قاف و سوئے آسمان دیوار راہ نیست و ز جیواں بحر خضر آگاہ نیست جس طرح طبیعت بسبب لحوق امراض و آفات کے
 اپنے مقتضیات کی طرف نہیں کرتی اسی طرح جب دل اور روح امراض باطنہ اور کدورات مادیہ میں مبتلا ہوتے ہیں اُنکے
 اقتضا اور شوق میں فتور واقع ہوتا ہے اور استعداد اُن کی باطل ہو جاتی ہے پس حصول محبت اگرچہ کسی علت و سبب اور شوق و
 طلب پر موقوف نہیں مگر حفظ صحت و سلامت روح و دل اور بقا و استعداد میں تجلیہ اور تخلیہ اور کسب اختیار کو ایک طرح کی
 مداخلت ہے اسی لئے علمائے علم و معرفت اور ارادت صادق اور تواضع اور ہمت اور جہاد و اجتہاد اور زہد اور اخلاص کو مشروطیت
 سے شمار کیا نہ بایں معنی کہ وجود محبت اُنکے وجود پر موقوف ہے بلکہ بایں نظر کہ اُن کو حفظ صحت و سلامت روح و دل اور بقا و استعداد
 میں ایک طرح کا دخل ہے پس طالب صادق کو رعایت اُن کی لازم ہے اور یہ امر اُن کی ماہیت اور کیفیت اور فوائد و فضائل کے
 معلوم ہونے پر موقوف ہے تفصیل اور تحقیق اور امور کے سابق مذکور ہوئے لہذا اس جگہ صرف ارادت اور ہمت کے بیان
 پر اقتصار کیا جاتا ہے **فصل** یہ فصل ارادت کے بیان میں ہے اور اس میں چار مرصد ہیں المرصد الاول فی تعریف
 الارادة و فضیلتھا جس طرح شریعت میں ہر کام نیت پر موقوف ہے اسی طرح طریقت میں ہر امر ارادت سے مشروط ہے بلکہ مال
 دونوں کا ایک ہے فی الصراح النواة القصد والنية آہنگ کردن و الارادة خواستن امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل بصیرت پر
 مکشوف ہوا ہے کہ سب خلق ہلاک ہونے والی ہے سوا عابدوں کے اور سب عالم ہلاک ہونے والے ہیں سوا مخلصین کے اور سب عالم ہلاک ہونے
 والے ہیں سوا مخلصین کے اور مخلصین بڑے خطر میں ہیں بے اخلاص سب محنت و مشقت برباد ہے اور بے صدق نیت اخلاص صحیح نہیں
 غ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر شخص عبادت کے اپنی نیت کے موافق ثواب پاتا ہے جو غر و جہاد کیلئے ہجرت کرتا ہے اُس کی

ہجرت خدا کے واسطے ہے اور جو مال یا عورت کیلئے ہجرت کرتا ہے اسکی ہجرت اُس چیز کیواسطے ہے جسے ڈھونڈتا ہے غیبت لوگ شہید ہوتے ہیں اور ثواب نہیں پاتے اور بہت لوگ بستر پر مرتے ہیں اور شہادت کا ثواب پاتے ہیں اسواسطے کہ انکی نیت کو پروردگار کا خوب جانتا ہے بندہ بہت کام کرتا ہے اور حکم ہوتا ہے اس کام کو صحیفہ سے دور کر دے کہ میرے لئے نہیں کیا ہے اور بہت کام نہیں کرتا اور حکم ہوتا ہے کام اُسکے صحیفہ میں لکھ دے کہ نیت رکھتا تھا غ اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے غزوہ تبوک میں ارشاد کیا کہ میں نے بہت آدمی ہیں جو ہمارے رنج اور بھوک میں شریک ہیں اسلئے کہ عذر کے سبب نہ آسکے اور نیت ہماری سی رکھتے تھے غ بنی اسرائیل میں ایک سال قحط پڑا کسی نے کہا اگر یہ سب مکان گہرے ہو جاتے اور مجھے دیئے جاتے فقیروں کو تقسیم کر دیتا پیغمبر وقت کو حکم آیا اُس سے کہدو تم نے مجھے اُسی قدر گہرے کے صدقہ کا ثواب عنایت فرمایا غ حدیث میں ہے کہ لڑائی کیوقت فرشتے لگتے جاتے ہیں کہ فلاں واسطے معصیت کے اور فلاں لو جو اللہ اعلا رکھتا ہے کیلئے لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے غ کسی نے آپؐ کو چھوٹا بچہ کوئی کام ایسا بتایا کہ ہر وقت کر سکوں اور بھلائی سے کسی وقت خالی نہوں فرمایا جو وقت خیر نہ کر سکے خیر کی نیت کر لے کہ ثواب اُسکا مجھے عنایت فرما دیں گے تکمیل ارادت و نیت کو عمل پر کئی وجہ سے ترجیح ہے اول نیت و ارادت جہ سے محفوظ ہے بخلاف عمل کے دوم نیت بے عمل کے طاعت اور عمل بے نیت کے خسارت اسی واسطے علماء کہتے ہیں پہلے نیت سیکو پھر عمل کر سووم مقصود عمل تن سے تصفیہ و تزکیہ دل ہے نہ بالعکس پس عمل نیت کیواسطے کرتے ہیں کہ بدن کی مدد سے افعال دل کے درست اور مضبوط ہو جاتے ہیں نہ نیت واسطے عمل کے جیسا کہ عوام سمجھتے ہیں ارادت و نیت اصل مقصود شریعت و طریقت ہے عمل کیا چیز ہے جو نیت سے مقصود ہو حضرت عتہ دل کو دیکھتا ہے جو ارجح پر التفات نہیں فرماتا اِنَّ اللہَ اَکْبَرُ یُنْظَرُ اِلَیْهِ مُوَدِّعُ مَن یُّنْظَرُ اِلَیْهِ فَلَیْکُمْ مَرَّةٌ مَّا زَبَانَ رَاسُکَیْمٍ وَقَالَ رَاہُ مَارِوَا رَا بَنُکَیْمٍ وَحَالِ رَاہُ نَاقِرُ قَلْبِیْمٍ کَرَّخَاضِعٌ بُوْدَہُ کَرَّزَبَانَتِ کَیْمٍ بُوْدِ مَعْنِیَّتِ رَاسَتِ ہُ آں کَیْمِ لَفْظِ مَقْبُولِ خدایت چہاں ہم ریا کو عمل میں مداخلت ہے اور ارادت و نیت میں اصلا دخل نہیں المرصد الثانی ارادت و نیت تین قسم ہے اول ارادت دنیا کر آفت عظیم و مرض ہلک مانع خیرات و مورث آفات ہے فقط سعادت آخرت سے محروم نہیں رکھتی بلکہ مقاصد دنیوی سے بھی دور کرتی ہے غ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسکی نیت دنیا کیواسطے ہو ہمیشہ محتاج رہے اور جسکی نیت آخرت کی ہو خدا تعالیٰ دنیا میں بھی اُسے توکرا اور نادر کرے فَتَالَ عَزَّوَجَلَّ حِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُونَ سہ کار دنیا کے تمام نکر و ہرچہ گیر یہ مختصر گیریدہ اور جو بالفرض عشرت جمید و شوکت دارا بات آدمے بے عیش آخرت عین مصیبت ہے لا عِیشَ الْاٰخِرَةِ - اے عزیز ارادت دنیا ایک طرف اہل استقامت تو عیش آخرت کی طرف نظر نہیں کرتے جس طرح ارادت دنیا سعادت آخرت سے محروم رکھتے ہیں فَ - - - - - مَالَهُ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقِ اِسی طرح اُن کے نزدیک ارادت آخرت بھی حق سے مانع ہے مَا شَفَلَکَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ طَاعَتُکَ دوم ارادت آخرت کہ اُسے رغبت و بہت بھی کہتے ہیں فَتَنْکَرُ مِنَ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَنْ یُرِیدُ الْاٰخِرَةَ انھیں دو ارادت کی طرف اشارہ ہے سووم ارادت حق کہ دیدہ بصیرت کیواسطے کل جو اہر ہے جو اس سرمہ کو آنکھ میں لگا تا ہے ہمت اسکی عرش و کرسی سے نکل جاتی ہے اور ممکنات سے خلق رکھنا ذلت سمجھتا ہے پس عزت ابدی سے ممتاز ہوتا ہے فَتَنْکَرُ مِنَ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَنْ یُرِیدُ الْعِزَّةَ فَانَ الْعِزَّةَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا اُس وقت کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اُس کا خدا کیواسطے ہو جاتا ہے اور وہ اپنے ہر کام پر ثواب پاتا ہے المرصد الثالث نیت و ارادت کو معصیت

میں اصلاً داخل نہیں کوئی معصیت بہ نیت خیر نہیں ہو سکتی خیر وہ ہے کہ جسے شریعت خیر فرماوے انما الاعمال بالنیات سے یہ مطلب نہیں کہ بد کام اچھی نیت سے نیکی ہو جاتا ہے بلکہ بُری بات سے نیکی کا قصد اور بھلائی کی اُمید رکھنا دوسری بدی ہے کہ اگر اُسے بُرا سمجھتا ہے اور پھر اُس سے اُمید بھلائی کی رکھتا ہے فاسق اور احمق ہے اور جو نہیں جانتا تو جاہل ہے مثلاً ایسے شخص کو جسکی نیت مہربان اور تحصیل مال یا اغوائے مصلحت کی ہو علم دین تعلیم کرنا یا راہزن کو تلووار اور شرابی کو انگور اور خیرہ دینا نشر علم و سخاوت نہیں بلکہ ان چیزوں کے ایسے شخصوں سے چھین لینا بہتر ہے پس ارادت و نیت صرف دو چیزیں دخل رکھتی ہے اول طاعت کہ جو شخص علم نیت رکھتا ہے وہ ایک طاعت میں دس ثواب حاصل کر سکتا ہے مثلاً ایک شخص مسجد میں اعتکاف کرے اور نیت کرے کہ یہ خانہ خدا ہے جو اس میں آتا ہے گویا خدا کا نذر ہے اور مزدور پر حق ہے کہ اپنے زائر کا اکرام کرے دوسرے انتظار نماز کی نیت کرے کہ منتظر نماز میں ہے تیسرے خیال کرے کہ یہاں بیٹھنے سے اعضا گناہوں سے محفوظ رہیں گے اور یہ روزہ کے حکم میں حدیث میں آیا کہ مسجد میں بیٹھنا میری امت کی رسم ہے جو تجھے اس جگہ دنیا سے بے غفلتی حاصل ہوتی ہے پانچویں نیت کرے کہ یہاں بیٹھنے سے ذکر و فکر میں مشغول رہو گا چھٹے مخلوق کے خسر سے بچو گا ساتویں نبی منکر و امر بالمعروف کر دو گا آٹھویں اوروں کو نماز کے مسئلے اور اُس کے پڑھنے کی ترکیب سکھاؤں گا نویں علما اور صلحا کی زیارت اور انکی صحبت میسر ہوگی دسویں میرے بیٹھنے سے اوروں کو بھی بیٹھنے کا شوق ہوگا دواہم مہابات کہ حکم اُن کا باختلاف نیت و ارادت مختلف ہوتا ہے ایک چیز خدا نیت سے معصیت اور صدق ارادت سے عبادت اور بغیر نیت کے عبث ہو جاتی ہے مثلاً استعمال خوشبو فی نقہ مباح ہے مگر بہ نیت تعظیم خانہ خدا اور تفریح قلوب مومنین ثواب اور بقصد تفاخر و مائل کرنے بیگانہ عورتوں کے حرام لوگ نیت کو طاعت میں منحصر سمجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ مباح نیت کے وسیلہ طاعت ہو جاتا ہے ہذا واللہ اعلم المرصد الرابع فی فرض و واجبات کو بعد از اتمام نیت و حضور و خشوع و خضوع کے ترک کرنا جائز نہیں بقدرہ کا کام یہ ہے کہ حکم مولیٰ کا بجا لاؤ حتیٰ الوسع احضار نیت میں کوشش کرے اگر میسر ہو تو فوراً اور نہ جیسا ہو سکے کرے اگر حقیقت تعمیل کی بات نہ آئیگی تندر دو سر کشی سے تو نجات حاصل ہوگی البتہ مباحات و محبتات کو اس غرض کیواسطے ترک کرنا درست ہے شیخ ابن میرین نے حسن بصری کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور کہا کہ اس وقت نیت حاضر نہیں پاتا اور سفیان ثوری نے حامد بن مسلم کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور فرمایا اگر نیت حاضر ہوتی بیشک پڑھتا کسی نے طاؤس شامی سے دعا چاہی فرمایا ٹھہر جا کر نیت حاضر ہوئے اور جب اُن سے حدیث پوچھتے تھے حدیث نہ کہتے اور کبھی از خود فرمانے لگتے اور فرماتے کہ نیت کا منتظر تھا ایک کامل کہتے ہیں کہ بانتظار نیت فلاں بیمار کی عیادت کو جہنم بھر سے نہ گیا سفیان ثوری اُلٹا کپڑا پہنتے تھے کسی نے کہا ادھر آئیے کپڑا سیدھا کر دوں فرمایا اسے بہ نیت خیر پہنا تھا اب بہ نیت خلق سیدھا نہ کروں گا سچ ہے ایسا اُلٹا سیدھے سے بہتر ہے فصل فی بیان الہمتہ جاننا چاہئے کہ ہمت بلند و سبکدوشی کی اصل ہے متقدمین کہتے ہیں ہمت کو بڑا اثر ہے بلکہ ہمت خود اثر ہے سہ بہر کار ہے کہ ہمت بستہ گردد + اگر خارے بود گلہ مستہ گردد - خصوصاً ترقی بے ہمت بلند کے میسر نہیں ہوتی کوئی مقام ایسا نہیں کہ ہمت بلند وہاں نہ پہنچا دے اور کوئی کام ایسا نہیں کہ ہمت بلند عالی آسکو ناتمام چھوڑے اور پورا نہ کر سکے سہ ہر صاحب ہمت آدم مرد شد + بچو خورشید از بلندی فرد شد - یہ دولت خاصہ انسان ہے اسی لئے سرداری دو جہاں سے مخصوص ہوا بعض صحف سادہ میں آیا خلقت جمیع العالم لکم و خلقتکم لی جب بارگاہ انانیت کو آسمان باں رفعت و زمین باں وسعت اور پہاڑ باں صلابت اور فرشتے باں عصمت و طہارت نہ اٹھا سکے اس مشت خاک نے

بے خوف باک اپنے دوش ہمت پر رکھ لیا مقررین ملا اعلیٰ کو حکم ہوا کہ اسکے سامنے سر جھکاؤ اور مرتب تعظیم و تکریم کے بجالاؤ اگرچہ حکم اتحاد و نوع استعداد اس امانت کی ہر بشر میں ہے مگر بعضے دون ہمت دنیا کی طرف ایسے متوجہ ہوتے ہیں کہ وہ قوت فعل میں نہیں آتی اور غایت اصلی حاصل نہیں ہوتی ہمت انکی اسکی لذت فانیہ میں مقصور ہے اور ان کی دانست میں لطف و مزا انھیں اشیا خسیسہ میں منحصر ہے جو آں کرنے کے درنگے نہاں است ہ زمین و آسمان اور ہاں است۔ لطف یہ ہے کہ تحصیل دنیا میں امور آخرت کے محنت کم نہیں بلکہ زیادہ ہے راہیں طالبان دنیا خوفناک قطع کرتے ہیں اور لوٹنے والوں اور درندوں کے خوف میں مبتلا ہوتے ہیں گویا از خود موت کی طرف جلتے ہیں اپنے پاؤں سے کوئیں میں گرتے ہیں بایں ہمہ اکثر اوقات مطلب حاصل نہیں ہوتا اور جو حال بھی ہو تو فانی ہے اور ہزاروں آفتیں اس پر طاری رات دن اسکی نگہبانی میں پریشان خاطر رہتے ہیں مگر وہ ہلاک ہو جاتا ہے یا یہ اسے چھوڑ کر مر جاتے ہیں اور جقدر مال زیادہ حاصل ہوتا ہے اسی قدر تشویش زیادہ ہوتی ہے لوگ بادشاہوں کے تحمل و حشم و موالی و خدم کو دیکھ کر انھیں خوش نصیب سمجھتے ہیں حالانکہ ان سے بڑھ کر کوئی شخص مصیبت میں گرفتار نہیں ایک ساعت انھیں چین نہیں ملتا اور کسی وقت فکر سے انکو نجات میسر نہیں ہوتی صدیق عتیق ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرماتے ہیں اشقی الناس فی الدنیا والاخرۃ الملک لان حسابہ اشد وعقوبہ اقل بخلاف دولت معرفت و ثواب آخرت کے کہ نہ اس سے چور لجا سکے اور نہ اس پر ڈاک چڑے پس یہ لوگ اس سبب سے کہ حاصل کرنا آخرت اور دولت معرفت کا دشوار ہے دنیا کو اختیار نہیں کرتے بلکہ انکی نگاہ میں یہ دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ کچھ قدر نہیں رکھتی اور جاہ و منزلت اس عالم کی عیش و عشرت دنیا کی سامنے اصلاً خیال میں نہیں آتی سے عرش خدا سے دل موئے کوئے بتاں گراۓ کیا پست حوصلہ تھا کہاں سے کہاں گرا۔ اور جن کو پروردگار تقدیر تعالیٰ نے حوصلہ بلند اور ہمت ارجمند سے مخصوص و ممتاز فرمایا ہے وہ لذات ہولائی کو ناقص فانی سمجھ کر شب و روز تہذیب تکمیل نفس میں مشغول رہتے ہیں اور عالم مصروف مصلح اور مضار کی طرف ضرورت سے زیادہ التفات نہیں فرماتے نجات ابدی معرفت الہی میں منحصر سمجھتے ہیں جبہ جہ اور رقمہ رقمہ واسطے مخلوق کے دروازوں پر ٹھوکرین نہیں کھاتے ماسوی اللہ سے کام نہیں رکھتے مرکب جاہ و کرامت کاپی کر کے پائے طلب جاہ دوست میں جاتے ہیں اور تختہ تنگ ناموس کا دھوکہ ملامت کو اس کی راہ میں شمار و صفت سے بہتر جانتے ہیں اگر دنیا و آخرت انکو دیل اصلاً التفات نہ کریں اور جو فلک بریں انکی ہمت کے سامنے آوے اسکو زمین کی مانند پست سمجھیں سے مرغ ہمت جو بال یکشاید عرواق بالاش آشیان باشند پیش چوگان ہمت عالی ہ کتریں گوئے آسمان باشند ہ حرقت کوہ طور طلب پر چڑھ کر موسیٰ دار علیہ السلام انفرہ ارنی مارتے ہیں اور جواب لن ترانی سے دل تنگ نہ ہو کر اپنے کام سے دست بردار نہیں ہوتے بہشت اور جہنم تصور اپنے خاموں کیلئے پسند نہیں کرتے تیغ ریاضت سے نفس خود پرست کو قتل کر کے ہوا و ہوس یک قلم بزار ہو گئے آئے عزیز ہمت بلند طریقہ صدیقین اور خیرہ مقررین ہ مارکار ہمت پر ہے ہر شخص بقدر ہمت کے فکر کرتا ہے ہ فکر ہر کس بقدر ہمت دوست۔ اور باندا زہ اس کے مرتبہ پاتا ہے ہ ہمت بلند ہ کہ پیش خدا و خلق ہ باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو۔ جو شخص باقتضائے ہمت بلند دونوں جہان سے نکل جانے کا ارادہ رکھتا ہے اس کو مافوق الدنیا والاخرۃ حاصل ہوتا ہے اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کسی طرف التفات فرماتے اسی جگہ رہ جاتے قاب قوسین اور ادنیٰ سے مشرف ہوتے آئے عزیز اگر دونوں جہان پر تجھے اختیار دیں قناعت نہ کر کہ مافوق الدنیا والاخرۃ ابھی باقی ہے اور جو بہتے پانی پر مصلے سمجھا سکے یا ہوا پر نماز پڑھ سکے نازاں مت ہو کہ ہنوز دہلی دور ہے مچھلیاں پانی میں اور پرند ہوا پر اسکی

عبادت میں مشغول ہیں کمال انسان کا معرفت و محبت میں ہے **فَبَلَّغْ لَنَا مَعْرِفَتَكَ** بینکم مرید طالب کرامت ہوتا ہے اور کامل طالب مکرم شیخ لقمان سرخسی رحمۃ اللہ علیہ راگ سنتے تھے اہل مجلس سے ایک شخص اڑ کر درخت پر جا بیٹھا اور آپ سے کہا اے لقمان رحمۃ اللہ علیہ تم بھی آؤ کہ ہم تم اڑ کر سیر کو چلیں فرمایا ہم دونوں جہان میں نہیں سما سکتے کہاں چلیں امام خلی فرماتے ہیں کہ جسکی ہمت دنیا و آخرت سے پاک ہو اسے ہماری مجلس میں آنا حرام ہے خواجہ نظام فرماتے ہیں کہ اگر خلعت ابراہیم اور مناجات ہوئی اور روحانیت عیسائی جھگڑوں میں قناعت نہ کر کہ ابھی بہت کام کرنے ہیں شیخ الشیوخ امام الطریقۃ والحقیقۃ عوارف المعارف میں لکھتے ہیں کہ کشف کرامت شرط ولایت نہیں ولایت قرب الہی کو کہتے ہیں پس تفاضل اولیا میں باعتبار قرب کے ہے نہ کشف کرامت کے آئے عزیز کشف کرامت بھی عقبات راہ سے ہے اکثر سالک اس گھاتی میں ہلاک ہوتے ہیں بعض تو تھوڑی سی بات پر نازاں ہو کر بیٹھ رہتے ہیں اور دولت ابدی سے محروم رہتے ہیں اور بعض کہ بہ نسبت اُن کے ہمت عالی رکھتے ہیں جو وقت انوار انھیں نظر آتے ہیں اور اسرار اُن کے مونہ سے نکلنے لگتے ہیں لوگ اُن کے وعظ و نصیحت سے متاثر ہوتے ہیں اور دوست دشمن اُن کے معتقد ہو جاتے ہیں اُس وقت وہ بھی غرور و متبادشت میں مبتلا ہوتے ہیں اور اپنے تئیں کامل سمجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ حجاب نور کا حجاب ظلمت سے سخت تر ہے انتہا کام کی عشق پر ہے اور عشق خود نہایت نہیں رکھتا اس عشق مارا کے شود غایت پر دید حسن جاناں چوں نہاد و غایت پس انسان کو کسی جگہ توقف کرنا اور اپنے کمال پر ناناں ہونا بڑی کم ہمتی اور نرمی پست فطرتی ہے ہر مرتبہ پر ایک مرتبہ ہے مراتب صعود و نزول پر نظر کرے تا کسی مرتبہ کو مرتبہ انتہا اور کسی مقام پر توقف روانہ سمجھے جانتا چاہئے کہ مرید کو اتنا ریس میں تین حال پیش آتے ہیں سلوک و توقف رجوع سلوک کے چھ مرتبے ہیں پہلا مرتبہ علم مصرع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت مثنیٰ کہتے ہیں جس قدر علم زیادہ اسی قدر طلب ادا زیادہ اور جس قدر طلب ادا زیادہ اسی قدر سلوک کی یادہ اور جس قدر سلوک کی یادہ اسی قدر رسائی زیادہ اور اگر علم پر ہے اگرچہ ہر دولت و نعمت و رشہ انبیاء ہے اول پیغمبروں کو عنایت ہوتی ہے اُن کا پس خوردہ اوروں کو بھی بسبب اُن کے اتباع اور اطاعت کے ملتا ہے وللارض من کاس الکرم نصیب۔ مگر علم کو اُن سے علاقہ زیادہ ہے کمال انجفی صاحب الطریقۃ مرتبہ علم کو صورت شریعت اور نماز اور روزہ اور حوافر اور اعمال کہ اس مرتبہ میں واقع ہوتے ہیں انکو صورت اعمال کہتے ہیں اسوقت نفس امارہ سرکشی و طغیانی و نافرمانی و کفران پر مصر رہتا ہے مگر پروردگار تعالیٰ اپنی رحمت سے اُس اذعان کی تکلیف نہیں دیتا صرف تصدیق دل کو قبول فرما کر ایمان ناقص پر اجر کامل یعنی بہشت اور اسکی نعمتوں کی وعدہ فرماتا ہے جب مرید حکام شریعت پر مواظبت اور اُس کے حدود کی محافظت کرتا ہے استعداد طریقت کی اُسکو حاصل ہوتی ہے اور ولایت عامہ کہ مفاد **وَلِیِّ الَّذِینَ اٰمَنُوا** ہے بنیائت الہی بات آتی ہے دوسرا مرتبہ اجماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقوال و افعال میں اور ہند ربا خلاق اور دفع رذائل امراض باطنہ اور علل قلبیہ کے متعلق بمقام طریقت ہے گردش اسی مقام میں ہوتی ہے اولاً التصفیہ و تزکیہ و تخلیہ نفس کا رذائل سے بعد اُس کے تجلیہ اُس کا فضائل سے عمل میں آتا ہے اُس مرتبہ میں حواس سے کام کم پڑتا ہے کھانا پینا دیکھنا بولنا کم ہو جاتا ہے اور نفس کو ایک طرح کا اطمینان حاصل ہوتا ہے اور کرامت جلی اور شرارت خلقی سے باز آتا ہے اسوقت آدمی اپنے مولیٰ کے حکم پر ماضی اور شا کر ہو جاتا ہے اور کرجہ و جہد پر باندھتا ہے اور روش پر قائم ہو کر بے تعلقی اور تنہائی کر طبع انسانی پر ناگوار ہے اختیار کرتا ہے اور ماسوائی سے انقطاع کر کے وحدت شہود میں مستغرق رہتا ہے تمام جہان سے صلح کرتا ہے اور سب کو مرایا

جال مطلق کا جانا ہے ایک ہی کو دیکھنا ہے اور ایک ہی سمجھنا ہے تیسرا مرتبہ اتباع ذوق و حال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 سمنی بمقام مجذوب سالک مقام سالک مجذوب مشہور بولایت خاصہ ہے اسکو مقام بقا اور اسلام طریقت اور حقیقت سے بھی تعبیر
 کرتے ہیں انوار اور اسرار اس مقام میں اچھی طرح منکشف ہوتے ہیں اور حقیقت اشیا و ملک فناء و بقا کی کما بقی معلوم ہوتی ہے اور
 ذوق و شوق و رضا و رغبت احکام شرع کی حاصل ہوتی ہے اور نفس کو بالکل اطمینان ہو جاتا ہے اور عالم ملکوت کے مشاہد کا
 پیدا ہوتی ہے کھلنے پینے سونے جانے کی طرف اصلاً احتیاج نہیں رہتی تسبیح و تہلیل و رکوع و سجود کے غذائے روح ہے تقویٰ جسم کیلئے
 بھی کفایت کرتی ہے گویا اسوقت جسم روح کے حکم میں ہو جاتا ہے اور جہاد باقالب ختم ہوتا ہے یہ مقام مقام فنا سے فضل ہے کہ متمم اس کے
 ابراہیم علیہ السلام اور مکمل اسکے سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں متعلق نفی ممکنات اور متعلق اثبات ذات وہ مرتبہ علم الیقین ہے یہ مقام
 عین الیقین چوتھا مرتبہ کہ حقیقت شریعت ہے مقام علیٰ را سخین اور اصحاب یمن کا ہے کہ صاحب تاویل مشاہدات اور
 واقف اسرار حروف مقطعات ہیں اس مقام میں حقیقت اسلام اور بندگی کی حاصل ہوتی ہے یہ مرتبہ ورثہ انبیاء ہے اور طریقت و
 حقیقت اس مرتبہ کی تحصیل کیلئے وسیلہ ہیں جیسے وضو شرط صحت نماز اور اس کا وسیلہ ہے طریقت سے نجاست حقیقیہ اور حقیقت سے
 نجاست حکمیہ باطنی کی نائل ہوتی ہے بعد طہارت کاملہ کے قابلیت اس نماز کی کہ معراج مومنین اور ستون دین ہے حاصل ہوتی ہے
 بلکہ حقیقت روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور تمام عبادات کی اسی وقت ہات آتی ہے اور محبت و شوق و ذوق دل میں پیدا ہوتے ہیں
 اسوقت روح سے کام پڑتا ہے اور فضائے عالم حیرت میں گزر ہوتا ہے جب انوار اس عالم کے بوسطہ روح دل پر طاری ہوتے
 ہیں شوق اور ذوق اور محبت دل میں ساری ہوتے ہیں اور مقام تکمیل و ارشاد حاصل ہوتا ہے پانچواں مرتبہ اتباع کمالات محبت
 سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کہ علم و عمل سے ورا اور محض فضل پر موقوف ہے یہ مرتبہ پانچ درجوں کو متضمن ہے محبت محبوبیت
 حب رضا مقام چھٹا معینوں مراتب متقدمہ کا ہے اور مرتبہ رضا اس سے بھی بالا ہے اسوقت انسان کو علت اولیٰ کیساتھ شہادت پیدا
 ہوتی ہے نہ جانے کا غم نہ آنے کی خوشی نہ ماضی و مستقبل سے کچھ غرض نہ کسی حال سے خوف و فزع نہ کسی شے کی خواہش نہ طلب کسی
 چیز میں حفظ نہ حصہ نہ کسی بات کی حاجت نہ ضرورت نہ کسی کی طرف التفات نہ ضرورت اسوقت آدمی کو فضیلت و سعادت کاملہ ہاتھ آتی ہے
 اور افعال اور اقوال اس کے خیر محض ہو جاتے ہیں اور دواعی نفس مانند ہیمیہ غضبیہ طبع بدنیہ کے بیکار اور وہم و تخیل مغلوب ہوتے
 ہیں اور عقل الہی کہ منشأ صدور افعال الہیہ مطلوب انفسہا کی ہے غالب آتی ہے اور اقصدی مراتب خیرات پہنچتا ہے اور سابقین بالخیر
 اور مقررین حضرت عزت میں داخل ہوتا ہے اور اشتیاق صحبت ارواح و ملائکہ کا اسے انکی جماعت میں پہنچتا ہے اور بقدر استعداد و
 شوق و محبت و ارادت کے ان سے مستفیض ہوتا ہے چھٹا مرتبہ اتباع کمالات محبوبیت خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ مقام
 مرتبہ رضائے برتر ہے کیفیت اسکی اور اک عقل سے ورا ہے سوا اس جناب کے کوئی پیغمبر اور فرشتہ اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا
 لی مع اللہ وقت لا یستغنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اسی مقام کی تخصیص کی طرف اشارہ ہے یہ مقام کسب سے
 حاصل نہیں ہوتا بلکہ ہمارا اسکا محبت پر ہے کہ فضل و کرم سے بھی برتر ہے البتہ لطیف و توکل سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض
 اولیاء امت کو بھی اس خزانہ نعمت سے ایک توشہ اور اس خرمن دولت سے ایک خوشہ عنایت ہوا ہے وہ درقا ندر کہ دوست
 دائم نرم چہ اس میں کہ رسد زور بانگ جرسم۔ اللهم ارزقنا حبك وحب من یحبك وحب ما یقرینا الی حبك

واحبینا بجماع حبیبک المصطفیٰ واجعل حبک الینا احب من الاخوة والاولیٰ ووفقنا لما تحب ترضیٰ یہ چھ مرتبے مقامات سلوک عروج کے ہیں پھر وقوف ہوتا ہے اور سالک بعض ان مراتب و مقامات سے جو بمقتضائے ہمت اُس کے لئے مقدر ہیں اپنے قبضہ میں کرتا ہے پھر مقام ہفتم جسے نزول و بسوط و رجوع سے تعبیر کرتے ہیں اور جمیع درجات سابقہ کو جامع اور بمنزلہ اُن کے کل کے ہے حاصل ہوتا ہے دائرہ ظہور عکس اسم و صفت کا کہ سیر فی اللہ سے مربوط ہے اس مقام میں تمام ہوتا ہے اور حقیقت ہر شے کی کما حقہ معلوم ہوتی دعا صدیق اکبر اللہم ادرنا الحق حقا و ادر قنا اتباعہ و ادرنا الباطل باطلا و ادر قنا اجتنباہ میں اسی مقام کی درخواست ہے یہ مقام لاہوت ہے معاملات سابقہ اس جگہ کچھ اعتبار نہیں رکھتے اور اس مقام میں روح سے بھی کچھ کام نہیں رہتا یہ حقیقت کی حقیقت ہے اور حقیقت سابقہ اسکی صورت حسی صورت اور ولایت جس کا مقدمہ ہوا اسکی حقیقت کس طرح سمجھ میں آوے سے قیاس کن رنگستان من بہار مرا۔ بعد طے ان مقامات کے بندہ میں قابلیت اس امر کی پیدا ہوتی ہے کہ محبوب بلا شائبہ ظلیت و توہم حالیت و محلیت اُس پر ظہور فرماوے اور بسبب اس کے کہ ذات و صفات میں انفکاک محال ہے بالضرور ظہور محبوب کا صفات کیساتھ ہوتا ہے اور دو قوس ایک قوس صفات کا اور دو سرا ذات کا مشہور ہوتے ہیں اسے مقام قاب قوسین کہتے ہیں لیکن جب علاقہ ذات سے زیادہ ہو جاتا ہے اور محبت انتہا کو پہنچتی ہے اُس وقت ذات محبوب اشما و صفات و خیون و اعتبارات سے مجرد و معر انظر آتی ہے یہ مرتبہ آؤ ادنیٰ ہے اور یہ دونوں مقام مخصوص بسرور انبیا ہیں اس مقام پر یوحید حقیقی اور فنا کلی کہ بقا سے بمراتب بالا ہے حاصل ہوتی ہے اور معرفت کامل کوئی مقام اس سے بڑھ کر بندہ کے حق میں متصور نہیں اور اوہام بشریہ بلکہ عقول ملکیت کو گرداس محل کی گزر نہیں الغرض مراتب سلوک متفاوت ہیں بعض اُن میں سے سوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کو حاصل نہیں ہوتے اور جو ہو سکتے ہیں وہ بھی نہایت نہیں رکھتے ہزاروں ہر اس راہ میں نامرادی سے شکرین کھاتے ہیں یہ دولت ہر حکم پرست کو نہیں دیتے اور یہ خلعت زیبا ہر قامت کو نہیں بخشے سے تسو غم عشق بواہوس راہی ہندہ سوز دل پردانہ گس راند ہندہ عمرے باید کہ یا آید مکنارہ اس دولت سرور ہمکن راند ہندہ اگرچہ اکثر سر اس سودا سے خالی نہیں مگر اس راہ میں سربے اعتبار ہے سرور کا رہے پس کسی مرتبہ پر توقف کرنا اور فضل و کمال کو اس میں منحصر جاننا اور اپنے مشہود و مہووم و تخیل کو موجود حقیقی سمجھنا اور اسکو وصول و شہود و درویش تصور کرنا پست ہمتوں کا کام ہے اہل ہمت ایسے مہوومات و تخیلات بلکہ مشاہدات و معلومات کو نفل سمجھتے ہیں اور نفی میں داخل کرتے ہیں اور اپنے مشاہدہ اور مکاشفہ پر اعتماد نہ کر کے ہرقت اور ہر حال میں طلبگار ترقی کے رہتے ہیں لوگ اس بات کا اہتمام رکھتے ہیں کہ دائرہ اثبات و وسعت پیدا کرے اور جملہ ماسوی مظہر حق نظر آوے اور مقصود انکا ہر ذکر و شغل و کلمہ طیبہ سے وسعت دائرہ نفی کی ہے کہ جو شہود و مراقب ہو سب نفی ہو جاوے یہ حال اُنکے عدم وصول کا ہے اگر ذکر اُنکے حصول کا کیا جاوے کون سمجھے اللہم ادر قنا اتباعہم و احسنونا فی روضہم افلک علی کل شئی قدیر المقصد الثالث آثار و علامات محبت بکثرت ہیں ازاں جملہ اہل علامت یہ ہے کہ جس کے دل میں لگ محبت کی بھڑکتی ہے سرور آہ آکے موہہ سے نکلتی ہے اور چہرہ پر زردی ظاہر ہوتی ہے سے نعیم پوتناش آہ سرد است بہ گل گلزار عشقش رنگ زرد است۔ بھوک پیاس جاتی رہتی ہے بلکہ اُسکے تمام حرکات و سکنات و افعال و عادات سے بونے جھٹکتی ہے ہر بات اُسکی درد دل پر دلالت کرتی ہے اور اُسکے کلام سے ہر شخص کے دل پر ایک چوٹ لگتی ہے فریاد و فغاں اُسکے دشمنوں کے دل

کو ہلاتی ہے جو چیز اس کے بدن سے نکلتی ہے سوز باطن پر گواہی دیتی ہے۔ یہ حدیث سینہ سوزانہم لے بہشتی روئے + پیرس کا آتش
دوندخ آید از دہانہم۔ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک بار خواجہ سرسقی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے میں قارورہ انکا ایک نمرانی طبیب کے
پاس لیگیا اس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ بیمار مرض عشق میں گرفتار ہے اس بات کو سنکر میں بیہوش ہو گیا جب حضرت پاس آیا حال عرض کیا فرمایا
قاتلہ اللہ کیا خوب تشخص ہے اسے عزیز ادنیٰ اثر آتش دوزخ کا جسے لو کہتے ہیں دنیا میں پہنچتا ہے اثر آتش محبت کا کہ ہر تاب آتش
دوزخ سے زیادہ حرارت رکھتی ہے کس طرح ظاہر ہوگا کہ فنی خواد المحب نادھوی + بعد و نادھنم ابو دھاء اسے عزیز آگ
دوندخ کی بدن کو اور آگ محبت کی جان کو جلاتی ہے اگر ذرہ محبت کا پھاڑ پر پڑے جل کر راکھ ہو جاوے عارف بھی اگر چہ سوزگداز رکھتا
ہے مگر آگ محبت کی اور ہے المعرفة ناد و المحبة ناد فی نار۔ جگر عاشق کا ہر وقت اس آگ پر کیاب اور دل اسکا بے قراری سے
رشتک سیاب رہتا ہے شیخ عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر میں تصنیف میں مشغول نہ ہوتا غلبہ حال سے جل جاتا دو سہری علامت
اتباع شریعت کہ جو شخص کسی کو چاہتا ہے اس کے حکم کی تعمیل واجب سمجھتا ہے جس قدر محبت زیادہ اسی قدر طاعت زیادہ جو بالکل طاعت نہیں
کرتا ہے محبت اصلاً بہرہ نہیں رکھتا ہے اور جو بعض امور میں نافرمانی اور بعض میں فرمانبرداری کرتا ہے وہ بھی کمال محبت کے بہرہ ہے بندہ کامل وہ
ہے کہ فرمانبرداری خدا و رسول کی ہر کام اور حال میں اختیار کرے اور بے اجازت شمرع کسی وقت قدم نہ اٹھائے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ
شرح السنن میں اور امام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نو دی کتاب الجہت میں مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک خواہش
اسکی میری شریعت کے تابع ہو جاوے اس وقت پر آشوب میں بعض صوفیان قانکار اور متصوفان مکار احکام فقہاء اور اقوال علماء کو
اغوا اور نصوص کتاب سنت کو اہل ظاہر کے واسطے مخصوص سمجھتے ہیں یہ لوگ طریقت و حقیقت اور رہ رسم محبت اصل آگاہی نہیں رکھتے
مکتوبات اور ملفوظات بزرگوں کے بنظر سرسری دیکھ کر صاحب سجادہ اور حال و قال پر آمادہ ہو بیٹھے اسی طرح بعض ظاہر بین گستاخ
صوفیہ کرام اور اولیاء عظام کے اقوال و افعال کو اپنے وہم و خیال سے خلاف شریعت سمجھ کر ان حضرات کو باطنیہ اور ملاحدہ اور زنادقہ کہنے
لگے نعوذ باللہ من طغی الافراط والتفريط انہ علی کل شیء قدیر و بكل شیء محیط طریق مستقیم یہ ہے کہ شریعت کو حلوۃ
ابدی کا سبب اچھا اسکا قول و فعل میں واجب سمجھے اور بزرگوں کی جناب میں نیک اعتقاد رکھے اگر کوئی قول یا فعل نکات ابن سنت
کے خلاف پائے اول تحقیق کرے کہ لوگوں نے اکثر قصے بے سر دیا ان حضرات کی طرف منسوب کر دیئے ہیں پھر اگر تاویل ہو سکے کرے
ورنہ غلبہ سکر و حال اور استیلائے ذوق و شوق پر حمل کرے کہ نیت انکی بخیر ہے اور قصہ انکا صحیح اگر بسبب تیلہ اسے محبت و غلبہ شوق و
مبالغہ نفس و قطع اسباب اعراض از ماسوی کے کبھی کوئی امر خلاف شرع ان سے ظہور میں آوے نہ بقصد خلاف و عصیان
و غلبہ جبل و ہوائے نفس کے تو وہ معصیت نہیں ہے صحیح استدہائی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس وقت اکثر احوال میں سکر و جذبات رہتا
ہے اور بیہوش سے مواخذہ نہیں مگر یہ وی انکی ان باتوں میں نہ کرے اور ان امور کو خطبہ سمجھے لیکن انھیں خاطر نہ کہے
اے کہ از کشمکش قیل و قال + نیستت حالت ارباب کمال + نشیدہ زکساں بجز خبرے + بیج نایافتہ در خود اثرے + قابل کار
نہ معذوری + یا خود از کوشش آن بس دوری + پاش کیں راہ گزارے دگراست + ہر کے قابل کارے دگراست +
لیکن اندر پے انکار فرد + از جہاں منکر ایں کار مرد + بنگر حالت درویشاں را + کوشش و شورش ایشاں را + کہ دریں
رہ چہ طلبہا دارند + تریں طلبہا چہ تعبہا دارند + تریں طلب گر نہ خدا یافتہ اند + ایں ہمہ بہر چہ بیشتافتہ اند + در طلب ایں ہمہ

جانبازی چیت بہ مال و اسباب فدا سازی چیت بہ کشف گریست قیاس تو کہا است بہ عقل کو درک حواس تو کہا است بہ باری
گریست ترا وجدانی بہ معتقد باش و سارا ایمانی ۔ ہاں مرجع خلق کو بشرط رعایت سات باتوں کے ایسی باتوں پر انکار کرنا جائز ہے
اول یہ گریست لفظ اور مجلس آرائی کی نہ ہو بلکہ صرف ہدایت خلق اور روکنا لوگوں کا جمعے صوفیوں کے دام فریب سے مقصود ہو
دوسری انکار میں زیادتی اوربالغہ نہ کرے اور تقویٰ و دمع کی رعایت ملحوظ رکھے دوسری کسی شخص کو تعین کر کے اعتراض کرے
چوتھی مریدان سادہ لوح کے سامنے بیان نہ کرے اگر ضرورت اعلان کی ہو تو صوفیہ کی معج ذنا بھی کسی قدر کرے کہ عوام کے اعتقاد میں
خلل نہ آوے پانچویں کوئی کلمہ توہین اور سواد کلم زبان پر نہ لائے اور کسی حال میں ادب کی رعایت ترک نہ کرے چھٹی بہ تصریح کہہ دے کہ
بزرگوں سے ان باتوں پر مواخذہ نہیں کر وہ اس وقت سکرو حال میں تھے کلام اس ہے کہ ہوش میں ایسی باتیں کہے اور شریعت کی رعایت چھوڑ
دے نہ در حق او مدح در حق تو مذم بہ در حق او شہد در حق تو سم سا تو میں اپنی نادانی و کم فہمی ظاہر کرے کہ خدا جانے انکا مطلب کیا ہے
جو میں سمجھتا ہوں اس میں غلط پیدا ہوتا ہے پس اعتراض اس صورت میں اُن پر نہ ہو گا بلکہ اپنی سمجھ پر ہے اور جو شخص مرجع خلق نہ ہو وہ اُن
باتوں میں سکوت کرے اگر کوئی اُنکے سامنے انکا ذکر لاوے تا بہ مقدوٹال دے اور اس مقام پر سات باتوں کا سمجھنا ضرور ہے امر اول
شریعت اور طریقت اور حقیقت میں مخالفت نہیں بلکہ تینوں مقام ایک راہ کے ہیں شریعت مرتبہ اسلام اور طریقت مقام ایمان
اور حقیقت درجہ احسان ہے پس طریقت مرتبہ متوسط اور حقیقت کمال شریعت ہے مسائل بعض اقوال و افعال صوفیہ شریعت
کے خلاف ہیں اگر طریق انکا خلاف شرع نہ ہو تا یہ اقوال و افعال اُن حضرات سے کہیں واقع نہ ہوتے ازراہ جملہ ایک دن حضرت شبلی کو خیال
آیا کہ تو بخیل ہے عہد کیا کر آج جوئے کا محتاجوں کو دیدوں گلابچاس دینار دے ایک اندھے فقیر کو حجامت بنواتے دیکھا اُسکے سامنے
کئے فقیر نے نہ لئے فرمایا دینار میں کہا کیا میں نے تجھے خیل کہا تھا کہ مجھے دینار دکھانا ہے حجام کو دینے لگے اُس نے کہا میں فقیروں کی خدمت
پر موز دوری نہیں لیتا لاچار ہو کر دریا میں ڈال دیتے اور فرمایا ما اعز ذل احد الا ذلہ اللہ جس نے تیری عزت کی خدا نے اُسے ذلت
دی یہ تضحیل مال ہے کہ شرع میں روا نہیں ازراہ جملہ ایک روز شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کپڑے پہاڑ ڈالے کسی نے کہا کیا شریعت حکم کرتی ہے
کہ کپڑے کپڑے پہاڑیں فرمایا کیا شریعت حکم کرتی ہے کہ گھوڑوں کو پے کریں ازراہ جملہ انکا بیٹا مر گیا اُس کی ماں نے اپنی چوٹی جلادی
آپ نے بھی نورہ سے داڑھی صاف کر ڈالی اہل بغداد اس حرکت سے ناخوش ہوئے اور تعزیت کو نہ آئے کسی نے کہا آپ نے یہ کیا کیا
فرمایا بی بی کا ساتھ دیا عرض کیا اہل و عیال کی موافقت میں مخالفت شریعت کب درست فرمایا سچ تو یہ ہے میں نے حدیث میں دیکھا
تھا کہ چونکی کا اوروں کو حکم دے اور آپ نہ کرے خدا کی رحمت سے دور پڑے اور مستحق لعنت کا ہو جاوے اس لئے میں نے چاہا
کہ لوگ میرے پاس آویں اور مجھے صبر کا حکم کریں اور سبب علی کے خدا کی رحمت سے دور پڑیں اس نیت سے داڑھی منڈانا شریعت
میں جائز نہیں ازراہ جملہ خواجہ بسطام رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ معتقدوں کی کثرت سے عبادت میں خلل پڑتا ہے ایک دن
نماز کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا لا الہ الا انا فاعبدون لوگ کافر کا فر کہہ کر اٹھ گئے ازراہ جملہ شیخ ابوالحسن نوری
رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں خلیفہ وقت نے صوفیہ کو گرفتار کیا اور قتل کا حکم دیا جلا دجو وقت قتل کیلئے آیا ابوالحسن اُس کی طرف
دوڑے اُس نے کہا کیا چاہتا ہے فرمایا ہمارے مذہب میں جان نثاری سے بہتر کوئی کام نہیں چاہتا ہوں کہ آخر وقت میں یاروں
پر جان قربان کروں جلا دے یہ کیفیت بادشاہ سے عرض کی قاضی کو حکم ہوا کہ حقیقت اس قوم کی دریافت کر کے بیان

کرے قاضی نے نوری سے سوال کئے اور جواباً فی پائے بادشاہ سے عرض کیا اگر یہ لوگ کافر ہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ہے
 کافران رسول عظیم اگر انصاف است + صد مسلمان تو اسے خواہ وہ ایک کافر یا - بادشاہ نے سب کو برا کیا اور غدر بجالایا یہ اعانت بر
 قتل نفس ہے کہ شرعاً ممنوع ہے ف لا تلتقوا بایک یحکم الی التھلکة از انجملہ شیخ ایک مرید نے خواجہ بطنامی سے شکایت
 کی کہ دن کو روزہ رکھتا ہوں اور رات بھر نماز پڑھتا ہوں مگر مطلب حاصل نہیں ہوتا فرمایا تو اگر تین سو برس ریاضت کرے گا کچھ فائدہ
 نہ ہوگا۔ ایک درجہ کے اخروٹ مولے اور داڑھی منڈا کر لوگوں کو جمع کر اور ان سے کہہ دے جو مجھے ایک دھول مارے گا اُسے ایک خروٹ
 دوں گا اگر اس حال سے تمام شہر میں پھرے ابھی مطلب حاصل ہوا اُس نے کہا سبحان اللہ محمد صاحب شخص یہ حرکت کرے فرمایا اس سبحان اللہ
 سے خدا کی تائید اور تقدیس مقصود نہیں بلکہ اپنے نفس کی بڑائی اور پاکی منظور ہے چلا جا کر ایسے خود پرست کو اس درگاہ میں باز نہیں
 یہ کبیرہ کا حکم دینا اور گناہ پر دلالت کرنا ہے از انجملہ منصور صلاح نے انا الحق کہا ہر چند بھلاتے باز نہ آتے از انجملہ اکثر صوفیہ راگ
 سنتے ہیں خصوصاً حضرات چشت اس فعل پر کمال اصرار رکھتے ہیں از انجملہ بعض صوفیہ کہتے ہیں علم حجاب ہے از انجملہ مولانا دہم
 مندوی میں کہتے ہیں - من ز قرآن مغرر بر دافستیم + استخوان پیش سگان انداختیم - از انجملہ صوفیہ کہتے ہیں کہ کامل کو کوئی گناہ نہ ہو
 نہیں کرتا اذا احب الله عبد الايضو ذنب از انجملہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں من ادا داد العبادۃ بعد
 الوصول فقد اشرك بالله از انجملہ کہتے ہیں کہ فقیر کے مذہب میں کسی کو میرا سمجھنا جائز نہیں جو اب شبلی رحمہ اللہ امام مجدد و سر
 تھے اکثر احوال بلکوں اور بھوؤں کے بال نوچتے اور اپنی کھال زنبوروں سے کھینچتے کہ کسی طرح ہوش میں آویں اور نوری میں تیرن
 تک و جد اور حال میں پڑے رہتے نہ کھلتے نہ پیتے اور بایزید نے پہلی بات کا خود جواب دیا کہ میں نے آیت قرآن کی بہریت تلاوت پڑھی
 تھی تا خلق کے اجتماع سے کہ میرے حق میں سم قاتل تھا نجات پاؤں اور دوسرے قصہ میں کبیرہ کا حکم نہیں دیا بلکہ اس تقریر سے اُس
 مرید کا آزمانا اور وجہ اسکی محرومی کی ظاہر کرنا مقصود تھا اور منصور سے کمال استغراق میں یہ کلام صادر ہوا جب جریری نے اُن
 کے جھس پر اور شبلی نے اُنکے قتل کا فتویٰ دیا انھوں نے کہا مسلمانوں کے حق میں میرا قتل ہی بہتر ہے اور دلوں کو عبرت ہو اللہ رب
 شوق قتل کہ خود اپنے قتل پر۔۔۔۔۔ اور راگ سننا امام غزالی اور اکثر علماء شریعت نے باب محبت کی واسطے جائز رکھا شیخ
 عبد الرحمن سلمی نے اس باب میں ایک کتاب لکھی اُس میں ثابت کیا کہ جو بات دل میں ہوتی ہے راگ اُسے زیادہ کر دیتا ہے پس
 فاسقوں کے حق میں گناہ ہے اور اہل محبت کو نفع بخشتا ہے اور الحمد للہ حجاب اللہ سے یہ غرض نہیں کہ علم خدا سے دور کرتا ہے بلکہ
 یہ طلب ہے کہ کوئی شخص بے علم کے خدا تک نہیں پہنچتا جو پردہ مکش پہنچے گا جمال محبوب کا بے پردہ کس طرح دیکھے گا اسی واسطے کہتے ہیں
 ما تخد الله وليا جاهلا کوئی جاہل ولی نہ ہوا اور جہل سب لتوں کی اصل ہے پس جاہل کیونکر ولی ہوگا لیکن جب گرفتار ذات پر
 کے اندر پہنچتا ہے پردہ سے کام نہیں رکھتا اور گرفتار حجاب ہے نہ گرفتار محبوب اور مراد عارف رومی کی یہ ہے کہ مغز قرآن اور اصل مطلب
 اُس کا ہم اہل سنت و جماعت نے دریافت کیا اہل بدعت و اہوا کو سوا استخوان کے کچھ بات نہ آیا چنانچہ دوسری جگہ فرماتے ہیں -
 اسے گرفتار ابو بکر و علی + تو چہ دانی سر حق کاے غافل - گرفتار ابو بکر سے خارجی اور ناصبی اور گرفتار علی سے شعی مراد ہے
 اہلسنت سوا ذات احدیت کے کسی کے گرفتار نہیں کہ اوروں سے تبعاً محبت رکھتے ہیں نہ استقلالاً پس وہ محبت در
 حقیقت محبت الہی ہے نہ گرفتاری بغیر حافظ شیرازی فرماتے ہیں - جنگ ہفتاد و دولت ہمدردی نہ + چوں ندیدند

حقیقت رہ افسانہ زندقہ و نذری من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یزید الظالمین الا خساراً وہ یہ مطلب نہیں کہ شریعت استخوان و پوست ہے اور طریقت مغز بلکہ شریعت لب اللب نادان ہے جو اسے استخوان و پوست سمجھے مغز کلام وہ ہی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے یاروں نے سمجھا وہم علی ما انا علیہ واصحابی کوئی شخص بے شریعت کے طریقت حاصل نہیں کر سکتا اسے دانش بے مغز کے گرد نہال و صورت بے جان نباشد جز خیال۔ اور اذا الحب الیہ عبد الا یضمر ذنب سے یہ غرض نہیں کہ کامل کے حق میں حرام حلال ہو جاتا ہے بلکہ یہ مطلب کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے پیغمبروں کو معصوم پیدا کیا ہے اسی طرح اولیا کو بھی گناہ سے محفوظ رکھتا ہے اور جب گناہ واقع ہو گا ضرور بھی نہ کرے گا یا یہ کہ کامل سے قبل از مرتبہ ولایت جو گناہ واقع ہوئے ضرر نہیں کرتے الاسلام یهدم ما کان قبلہ یا سالک سے اگر مقام سکر طریقت میں کوئی گناہ واقع ہوتا ہے اُس پر مواخذہ نہیں کہ حکم شرع صاحب عقل کیلئے مخصوص ہے مجنون و بے ہوش مرفوع القلم ہے شیخ شرف الدین یحییٰ میمنی فرماتے ہیں کہ عشق ایک جنون ہے اور عشاق سے اُن کی خطاؤں پر مواخذہ نہیں کرتے مگر جو شخص بے حصول ان مقامات کے مرکب اُن باتوں کا ہو وہ ملحد ہے سہ در حق او شہید در حق تو سم و در حق او مدح در حق تو ذم و قیاس اوروں کا اُن کے حال پر قیاس مع الفارق ہے سہ کار پا کاں را قیاس از خود بگیر و در بماند در نوشتن شیر و شیر جو بات بنی اسرائیل نے کہی تھی اذنا اللہ جھوٹ وہی طلب موسیٰ علیہ السلام سے واقع ہوئی فت دب ادنی انظر الیہ اُن پر پہلی گری اور اُن پر اصلاً عتاب ہوا کہ وہ کلمہ بے باکی اور یہ انس سے ناش ہوا مگر جو کہ یہ سوال بھی طلق ادب سے خلاف تھا مرتبہ قبول کو نہ پہنچا بخلاف فت ادنی کیف تمحیی المونی کے اس قسم کی طلب ادب کے منافی نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی سوال کو کس خوبی کیسا تھا ادا کرتے ہیں اللہ ما دنی حقائق الاشیاء کما ہی علیہ کی حقیقت الحقائق ذات مطلق ہے پس طلب ایک ہے اور طریق طلب متفاوت کوئی طلب کرتا ہے اور پاتا ہے اور کوئی طلب کرتا ہے اور نہیں پاتا یہ دونوں راستہ از ہیں اور بعض بطل طلب کرتے ہیں اور رد کئے جاتے ہیں اس لئے کہ وہ طلب انکی لیاقت و استعداد سے زیادہ ہے چاہتے ہیں کہ جو بات کاملوں کو سا لہا سال کی مشقت و ریاضت کے بعد حاصل ہوئی بے محنت و مشقت حاصل کریں مقصود اُن کا یہ ہوتا ہے کہ کاملوں کی سی باتیں کر کے ناقصوں کو دھوکا دیں اور اپنے دام فریب مانیں پس جبکہ باطن میں اُن کے شرارت ہے بطل اور محقق میں فرق ظاہر ہے راست باز اُس حال میں بھی پیروی شریعت سے انکار نہیں کرتا منصور قید خانہ میں بیڑیاں پہنے ہر روز پانچ سو رکعت پڑھتے اور مدعی کو اتباع شرع کوہ قاف سے گراں معلوم ہوتا ہے فت اذا اتلی علیہم ایتنا بینات یعرف فی وجہ الذین کفروا المنکر اسے عزیز احکام شرعیہ بھی باختلاف احوال مختلف ہوتے ہیں منکوہ کا بوسہ لینا اُس روزہ دار کو جائز ہے جو نفس کو روک سکے اور بے اختیار نہ ہو جاوے پس نشان سالک راست باز کا یہ ہے کہ ایسی باتوں میں بزرگوں کی پیروی نہ کرے اور اُن پر اعتراض بھی جائز نہ جانے جس طرح حضرت خضر علیہ السلام پر لڑکے کے قتل اور کشتی کے توڑنے میں نہ کوئی شخص اعتراض کر سکتا ہے اور نہ ہر ایک کس و نا کس لیاقت پیروی کی رکھتا ہے ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ حروری کے اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں اگر تو بھی خضر علیہ السلام کی طرح لڑکوں کے حال سے واقف ہوتا قتل آنکا تیرے لئے بھی درست ہو جاتا اور مراد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کہ بعد وصول کے ارادہ نہیں رہتا بلکہ محب اپنے محبوب کی خدمت میں مضطرب ہوتا ہے اور

بے اختیار اسکی زندگی بجا لاتا ہے یا وصول سے بہشت مراد ہے کہ مقام عشرت و راحت ہے نہ مقام محنت و مشقت اور یہ بات کفر ہے
 کے غریب میں کسی کو برا سمجھنا جائز نہیں علی العموم صحیح نہیں مذمت شیطان اور ابواب اور قارون و فرعون و دہان کی قرآن میں
 بصریح موجود ہے اور ایمان لانا اُس پر واجب سالک تمام ذرات عالم کو آئینہ جمال مطلق کا جانتا ہے اور سب کے صلح کرتا ہے کسی
 کو برا نہیں کہتا اور برا نہیں سمجھتا جب مرتبہ فرق و تمیز کہ عبارت اسلام طریقت سے ہے حاصل ہوتا ہے اسوقت مسلمان کو مسلمان اور
 کافر کو کافر اور اچھے کو اچھا اور بُرے کو برا جانتا ہے جیسا کہ سلوک کے پہلے جانتا تھا اسی لئے کہتے ہیں الذہایۃ ہی الرجوع الی البدایۃ
 پس جو بات عالم سکر میں معلوم ہوتی ہے اُسکو عقیدہ اور حقیقت نہیں کہہ سکتے عقیدہ یہ ہے کہ لا یستوی اصحاب المنار واصحاب
 الجنة اصحاب الجنة هم الفائزون امر دوم ان تینوں مرتبوں میں تلازم ہے ایک بے دوسروں کے صحیح نہیں باطن بے
 ظاہر حیلہ بازی اور ظاہر بے باطن سخن سازی ہے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں من تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن
 تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن جمع بینہما فقد تحقق پس ظاہر بے باطن ناتمام ہے اور باطن بے ظاہر ناقص
 اور جامع دونوں کا عالی مقام اور اس عبارت میں ایک نکتہ لطیف ہے کہ اول کو فاسق اور دوسرے کو زندیق فرمایا اسلئے کہ جو شخص
 حقیقت معاملہ سے واقف نہیں ہوتا اکثر خطا میں مبتلا ہوتا ہے اور عمل سے محروم رہتا ہے اور جو کہتا ہے تو اُس فعل میں لطف نہیں پاتا چھوڑ
 دیتا ہے اور دوسرے پر اگر کوئی نکتہ ظاہر ہوتا ہے اسقدر غرور و پنداشت میں گرفتار ہو جاتا ہے کہ ایمان بھی ہاتھ سے گھوڑتا ہے اور کلمات
 کفر اور شرک کی باتیں زبان پر لاتا ہے اور اُنکو تصوف اور فہمی سمجھتا ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ اول علم ظاہر حاصل کرے پھر تصوف کو
 دیکھے کہ شریعت سے رجوع الی التصوف آسان ہے من عمل بما علم اور ثلہ اللہ علم ما لم یعلم اور بالعکس نہایت دشوار کہ جب
 شیطان لعین نے آدمی کو کفر اور خلاف شرع پر مضبوط کر دیا اور عقیدہ اُسکا بگاڑ دیا تو اب حق کی طرف رجوع مشکل ہے پانی اسی خست
 کو ہر اگر کر سکتا ہے جس میں رطوبت اصلہ باقی ہے جو بالکل خشک ہو گیا وہ کیونکر مرہا ہو سکتا ہے اسے عزیز طلب طریقت کی بے شریعت
 کے ایسی ہے جیسے کوئی شخص بے سیر صبی کو ٹھٹھے پر چڑھنا چاہے پس جو لوگ کہ خلاف شریعت پر اصرار رکھتے ہیں اور وقت ہواخذہ اور عرض
 کے کہتے ہیں کہ شراب پینا ناچ دیکھنا زندگی کیساتھ خلوت میں بیٹھنا سر پر عورتوں کی طرح چوٹی رکھنا شریعت میں منع ہے ہم لوگ اہل
 طریقت ہیں ہم کو پیروی شریعت کی ضرورت نہیں قرآن و حدیث اہل شرع پر رحمت ہیں ہم کشف و الہام سے مطلب کو دریافت کر سکتے ہیں
 یہ لوگ اپنے دین و ایمان کو برباد کرتے ہیں اور شیطان کے دام غریب میں پھنسنے ہوئے ہیں ہر مطلب کی ایک راہ مقرر ہے بے
 اتباع شریعت طریقت حاصل نہیں ہوتی اور بے پیروی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دولت بات نہیں آتی اگر یہ دولت
 محنت اور ریاضت سے بے اتباع شریعت بات آتی رہتیوں اور جوگیوں کو بھی میسر ہوتی اسی واسطے کہتے ہیں کہ جو کشف یا خارق
 بے پیروی شریعت کے حاصل ہوا ستر راج ہے اور جس بات کو شریعت قبول نہ کرے باطل ہے کل حقیقۃ ردقہ الشرعۃ فہو زندیقۃ
 اور اس قسم سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فہو رد اور جو باوجود پیروی شرع کے
 ہزار ظلمت پیش آویں انجام بخیر ہے کہ شریعت اپنے پیرو کو راہ تک پہنچا دیتی ہے اور مقصود سے ملا دیتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واعتصموا بحبل
 اللہ جمیعاً ولا تفرقوا فت قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یدہی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبیل السلام و
 یخرجہم من الظلمات الی النور یا ذلہ یدہی بہم الی صراط مستقیم خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ تحقیق آیا

تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب لکھا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اُس کے اُس شخص کو جو اُس کی رضا ڈھونڈتا ہے
 راہیں سلامتی کی اور نکالتا ہے اُسے تارکیوں سے طرف نور کے اپنے حکم سے اور دکھاتا ہے اُنکو سیدھی راہ **ق** یا ایہا الناس قد
 جاءکم موعظة من ربکم وشفاعہ لمانی الصدور وهدی ورحمة للمومنین تحقیق آئی تمہارے پاس تمہارے رب
 کی طرف سے نصیحت اور شفا اُس چیز کیلئے جو سینوں میں ہے اور ہدایت و رحمت واسطے ایمان والوں کے **ق** کتاب انزلنا مبراک
 لید بوا آیاتہ ولینذکر اولوالالباب یہ کتاب ہم نے اُسے اتارا مبارک تا اُسکی آیتوں کو سوچیں اور عقل نہ نصیحت قبول کریں
ق فلا وویل لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجعر بینہم ثم لا یجیدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیمًا
 قسم تیرے رب کی وہ سلمان نہ ہو ورنہ جب تک تجھے اپنے جھگڑوں میں حاکم نہ کریں اور پھر تیرے حکم سے اپنے دل میں تنگی نہ لائیں اور
 اُنکو تسلیم نہ کریں **ق** لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوة حسنة تمہارے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اچھی ہے **ق**
 ما اشکم الرسول فخذوا وما نخلکم عنہ فانتهوا جو کچھ رسول تم کو دے لو اور جس سے منع کرے باز رہو **ق** فان تنازعتم
 فی شئی فردوا الی اللہ والرسول ان کنتم توؤمنون باللہ والیوم الآخر ذلک خیر و احسن تاویل اگر تم آپس میں جھگڑو
 خدا و رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم خدا و روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اچھی تاویل **ق** ان هذا القرآن یمدنی اللہ فی القوم
 بیشک یہ قرآن بہت سیدھی راہ دکھاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن خدا کی مینرانی ہے اُسکی ضیافت قبول کرو
 نت وہ فصل ہے نہ ہزل جو اُس کے سوا اور سے راہ ڈھونڈے خدا اُنکو گمراہ کرے وہ خدا کی رسی ہے اور محکم نصیحت اور سیدھی راہ آپس
 جو اُس سے کہتا ہے سچا ہے اور جو اُس پر عمل کرتا ہے ثواب پاتا ہے اور جو اُس کے مطابق عمل کرتا ہے عادل ہے اور جو اُسکی طرف ہلاتا ہے
 سیدھی راہ دکھاتا ہے **ق** جو قرآن کی پیروی کرے گا نہ دنیا میں ہلکے گا اور نہ آخرت میں بد نصیب رہے گا **ق** میں تم میں دو چیزیں
 چھوڑتا ہوں اگر انہیں مضبوط پکڑو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا کی دوسری سنت اُس کے رسول کی اور ایک روایت میں ہے
 کتاب اللہ اور عزت اپنی حق قرآن شافع اور شفیع اور فاصل ہے جو اُسے آگے کرے اُنکو بہشت میں بچائے اور جو اُسے پیٹھے کے
 پیچھے ڈالے اُس کو دوزخ کی طرف ہٹکالے **ق** اس قرآن کو لازم پکڑو پس جس چیز کو اُس میں حلال پاؤ اُسے حلال سمجھو اور
 جسے اُس میں حرام پاؤ حرام جانو اُسے عزیز علم اولین و آخرین قرآن میں موجود ہے بعض علمائے ایک لطیفہ عجیبہ لکھا ہے کہ ابتدا قرآن
 کی بار اسم اللہ سے اور انتہا اُسکی س والناس پر ہے یعنی قرآن بس ہے باقی ہوس ارشاد ہوتا ہے **ق** اولم یکفہم انا انزلنا علیک
 الکتاب یتلى علیہم ط ان فی ذلک لرحمة و ذکر لى لقوم یؤمنون کیا انہیں کفایت نہیں کرتی یہ بات کہ اتاری ہم نے تجھ پر
 کتاب پڑھی جاتی ہے اُن پر اُس میں رحمت و نصیحت ہے ایمان والوں کیلئے علاوہ ازیں جو چیز الہام سے ثابت ہو غنی ہے اور حکم قرآن
 یقینی سے وقد اتاک یقین غیر ذی عوج + من الالہ وقول غیر ممکن وب۔ اور ظن یقین سے معارض نہیں ہو سکتا
ق فان الظن لا یغنی من الحق شیئا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کانت فترقہ الی سنتی فقد اھلک
 ومن کانت فترقہ الی غیر ذلک فقد هلك جس کی فترت میری سنت کی طرف ہو وہ راہ پائے اور جس کی فترت میری سنت
 کی طرف ہو وہ ہلاک ہو جاوے **ق** جسے قرآن و حدیث یاد ہے اُس کے دونوں مونڈھوں میں پیغمبری درج کی گئی ہے مگر اُس پر وحی
 میں کچھ باقی اور حدیث میں ہے **ق** میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے جو تنہا ہوا دوزخ میں پڑا جھ

سوا د اعظم کی پیروی کرو مل و جو شخص جماعت باشت بھر جدا ہوا اُس نے ربقہ اسلام کا اپنی گردن سے نکال ڈالا طریقہ محمدی میں سالہ امام قشیری سلم سے نقل کرتے ہیں کہ سیلاطائف خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سوا بیروی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہیں بند ہیں جاہل قرآن و حدیث سے پیروی کے قابل نہیں اس واسطے کہ مذہب صوفیہ کا مقید بقرآن و حدیث ہے اور حضرت سری سقطی قدس سرہ سے منقول ہے کہ صوفی وہ ہے کہ نور معرفت اس کے تقویٰ میں غفل نہ ڈالے کوئی بات خلاف شریعت کے نہ کہے اپنی زور کرامت سے حرام شرعی کو حلال نہ ٹھیرا وے اور سلطان العارفين بايزيد بسطامي رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی کو بزور کرامت ہوا پر اڑتے دیکھو اگر شریعت پر قائم نہیں اُسے کامل نہ سمجھو ایک شخص مشہور بکرامت تھا آپ اُس کے پاس گئے اُس نے قبلہ کی طرف تھوکا فوراً لوٹ آئے اور اُس سے کلام تک نہ کیا اور فرمایا یہ شخص آداب شریعت سے واقف نہیں خدا کو کیا پہچانے گا ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو بات میرے دل میں آتی ہے اُسکو شریعت پر پیش کرتا ہوں اگر قرآن و حدیث کے مطابق پاتا ہوں مانتا ہوں ورنہ وسوسہ نفس کا سمجھتا ہوں ذوالنون ہری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد کرتے ہیں کہ نشانی محبت خدا کی یہ ہے کہ افعال و اخلاق و امر و نہی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے بشرحانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے خواب میں فرمایا کہ چار باتوں نے مجھے اسرار سے خبردار اور اپنے امثال سے افضل کر دیا خدمت صالحین اور محبت آل و اصحاب نبی اللہ عنہم اجمعین اور خیر خواہی اہل اسلام اور اتباع سنت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو باطن ظاہر کے خلاف ہے باطل ہے محمد بن فضل کہتے ہیں کہ چار گروہ اسلام کو کھودینگے ایک وہ لوگ کہ جانتے ہیں اور نہیں کرتے دوسرا نہیں جانتے کہتے ہیں تیسرا جو کچھ کرتے ہیں اُسے نہیں دیکھتے چوتھے وہ لوگ کہ اوروں کو کرنے سے روکتے ہیں آہن مبارک حمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین گروہ دین و مذہب کو بدلتے ہیں سلاطین اور فقرا اور علما خواجہ بسطام رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب سرسہ آسان زمین اور بہشت و دوزخ سے گزر کر فضائے پاک حدیث میں پہنچا دیکھا تو خودی موجود تھی فریاد کی الہی اسکا کیا علاج ہے حکم ہوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر اُنکے خاک قدم کا سرمہ اپنے چشم میں لگا جب اس بلا سے نجات پایا گامشاخ اسے معراج بائزید کہتے ہیں خواجہ جنید رحمۃ اللہ کو وقت انتقال کے ایک مہینے میں کرایا دائرہ میں خلل کرنا بھول گیا آپ نے اسکا ہات پکڑ کے دائرہ میں پھیر دیا اور اس سنت کو بھی ادا کر لیا اخبار الاخیار شیخ نصیر الدین قدس سرہ مجلس میں بیٹھے تھے کہ راگ و رزم امیر شروع ہوئے آپ اٹھ کھڑے ہوئے لوگوں نے کہا بیٹھے فرمایا خلاف سنت ہے کہا آپ کے پیروں میں فرمایا دلیل کتاب سنت سے چلے نہ قول و فعل میرے جب یہ خبر حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی فرمایا نصیر الدین سچ کہتا ہے مولانا ضیاء الدین حضرت محبوب الہی قدس سرہ کو ہمیشہ راگ سننے کی ممانعت کرتے تھے اُنکے انتقال کی وقت حیات کی واسطے تشریف لے گئے مولانا نے اپنی پگڑی بھجادی کہ اسے آپ کے قدموں تلے بچھا دو اپنے اُسے چوم کر سر مبارک پر رکھ دیا جب مولانا نے انتقال فرمایا کہا یہ شخص حامی شریعت تھا افسوس کہ اب کوئی آدمی ایسا نہ رہا جو دین کی حمایت کرے اکام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی دانست میں کوئی سنت ترک کرنے کی سوا اسکے کہ لوگوں نے مجھے سوار ہو کر ۔۔۔۔۔۔ تیار بخ بلا دھانی میں لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ سے خواب میں ارشاد کیا تو میرے دین کا مددگار ہے اور ایک سنت میری سنتوں سے یعنی نکاح کو چھوڑتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سنت کو ترک کرتے یہاں تک کہ مکہ و مدینہ کی راہ میں ایک درخت کے تلے حضرت قیلو فرمایا تھا جب اس طرف سے گزرتے آپ بھی قیلو کرتے صوفیہ فرماتے ہیں کہ کج جو راہ شریعت پر ثابت قدم ہے قیامت کے دن صراط پر قائم رہے گا اور جو خط مستقیم شرع سے ذرا بھی جدا ہو جائیگا

جس قدر چلے گا مرکز و مقصد سے دور ہوتا جائے گا سہ ترسم نہ رہی بلکہ اسے اعرابی و کیس راہ کہ تو میری برکت است و شیخ شہاب الدین احمد مغربی برہنہ قواعد الطریقۃ فی الجمع بین الشریعۃ والحقیقۃ میں نقل کرتے ہیں کہ کسی بزرگ نے اپنے مرید سے کہا پانی ٹھنڈا کر کے ٹھنڈا پانی دل سے شکر نکالتا ہے اُس نے عرض کیا کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے برتن پر دھوپ لگائی نہ اٹھایا اور فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اپنے حفظ نفس کیلئے پانی کا برتن اٹھاؤں فرمایا وہ صاحبِ حال ہیں انکی پیروی نہیں ہو سکتی مشائخ طریقت جماع کیلئے کہ اگرچہ اہل سکر و جذب معذور ہیں مگر راہِ سالمہ ہے کہ شریعت پر استقامت رکھے اور اسرارِ توحید و غیرہ ظاہر نہ کرے منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے جب عویٰ انا الحق کیا اور علما و مشائخ میں اُنکے معاملہ میں اختلاف واقع ہوا جبرِ رحمۃ اللہ علیہ نے اُنکے جس قریب کا اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کا فتویٰ دیا انھوں نے فرمایا کہ مسلمانوں کے حق میں میرا قتل ہی بہتر ہے تا اوروں کو عبرت ہو ایک دفعہ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو خبر پہنچی کہ تین دن سے نوری نے کچھ نہیں کھایا اللہ اکبر اللہ اکبر وجد میں کہتے ہیں فرمایا نماز کا کیا حال ہے کہا نماز کے وقت ہوش میں آجاتے ہیں پھر ہوش ہو جاتے ہیں فرمایا الحمد للہ حال اُن کا صحیح ہے اور خلافِ شرع سے محفوظ ہیں آئے عزیز جب کہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم شریعت کی پیروی کا حکم دیں اور اُنکے خلاف کو باطل اور ضلالت اور موحبِ ہلاک فرمادیں اور مقتدا یا انھوں کو یہ اوپر مشوایان دین نہ جانتی تھی اُنکے اتباع میں منحصر جائیں اور ہمیشہ اُسکی پیروی کرتے رہیں تو ان تصوفانِ خامکار اور مریدانِ بکر دار کے انکار کا کیا اعتبار ہے جنید و شبلی اور کرمی و سقطی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر نماز پڑھتے رہے ہیں ان کو ترک نماز کی اجازت کہاں سے حاصل ہوئی سلف کے اب تک جتنے کامل گزرے شرع پر ثابت قدم رہے اور فلاح اور نجات اور خیر و خوبی معاش اور معاد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں منحصر ملتے رہے اور مخالفتِ سنت کو سببِ خرابی دنیا و آخرت کا سمجھتے رہے سہ عزیز نے کہ از در گہش سر بتافت و بہر در کہ خدیج عزت نیافت سہ او دلیل تو بس تو راہ مجو و از زبان تو بس تو راہ گجو ہرچہ او گفت باز مطلق داں و ہرچہ او کردہ کردہ حق داں و خاک او باش بادشاہی کن و آن ادب باش ہرچہ خواہی کن و ہر کہ او نیست خاک بردار و گرد شستہ است خاک بر سر او۔ امر سوم جس طرح بے اتباع شریعت طریقت ہاتھ نہیں آتی ایسے بے اُسکی پیروی کے طریقت پر قائم رہنا محال ہے شریعت مانند نیوگے اور طریقت مثل دیوار کے ہے دیوار جس قدر بلند ہوتی ہے بنیاد کی طرف اُسکو احتیاج زیادہ ہوتی جاتی ہے اور نیوگے خراب ہوتے ہی دیوار بھی گر جاتی ہے احکامِ شرع بمنزلہ درخت کے ہیں اور معارف طریقت و حقیقت مشابہ پھل کے جب تک درخت قائم ہے ثمر بھی موقع ہے جب درخت سوکھ جائے ثمر کہاں سے آئے یہ بات کہ شریعت اسطہ وصول ہے جو منزل میں پہنچ جاتا ہے اُسے راہ سے کچھ کام نہیں رہتا مراد نماز و روزہ سے ہے کہ عالم غیب کی طرف توجہ حاصل ہو جو اُس طرف کسی وقت غافل نہیں اُسے نماز و روزہ سے کیا فائدہ فریبِ نفس اور وسوسہ شیطان ہے نفس اباحت پسند سے بالطبع متنفر ہے آدمی اپنا ایمان کھودیتا ہے مگر پابندی گووارہ نہیں کرتا اور شیطان جب آدمی کو کشف و کرامت خوش پاتا ہے اس قسم کے فریب دیتا ہے اکثر سادہ لوح اُسکے دام میں پھنس جاتے ہیں اور نماز و روزہ چھوڑ دیتے ہیں نہیں جانتے کہ شیطان اُن سے اپنی پیروی ہے اور اس جیل سے اُنکو پناہ سا کیا چاہتا ہے اُس نے بھی یہی کہا تھا کہ جب میں فرشتوں کا استاد ہو گیا آدم خاکی کو سجدہ کرنے کی مجھے کیا حاجت رہی۔ کیا انھیں معلوم ہے کہ نماز و روزہ میں سوا اُسکے کچھ فائدہ نہیں سب علم انھیں حاصل نہ ہوا ف و ما اوتیتہم من العلم الا قلیلاً نہ جانتا اور بات اور نہ بات عقل نہ دی یہ ہے کہ جس حکم کی حکمت نہ سمجھے اُسے عبت نہ جانے کہ حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا اگر نماز

دروازہ میں سوال کے کوئی فائدہ نہ رکھتے پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والتناہاں علو مقام ارتقا نماز کیوں پڑھتے کہ پائے مبارک سوج جاتے اور ہر زمین میں روزہ کیوں رکھتے یہاں تک کہ بعض دنوں میں لوگ گمان کرتے کہ اب کبھی روزہ نہ چھوڑیں گے پس طہارت باطن طہارت ظاہر سے وابستہ ہے اور طہارت کو ہر وقت شریعت کی طرف حاجت جسکو خدا نے روزانہ سید ظہیر الایمان کی شریعت کی کسی قسم سے کسی حال میں نہیں چھوڑتا اور جسے اشتیاق میں لکھ دیا شیطان کے فریب میں اگر کسی بیرونی کرتا ہے قہراً اللہ ہدی اللہ ہدی یصلیٰ علیہم وعلیٰ آباءہم وعلیٰ اولادہم یصل اللہ فمالہ من ہادیہ کام عالی ظرفوں کا ہے کہ جس بات سے اُن کام تیر بڑھتا ہے اُسکی قدر زیادہ کرتے ہیں ہر وہیوس سے کب ہو سکتا ہے کہ شریعت و طہارت دونوں پر عمل کرے وہ رکھے جام شریعت برکے سندان عشق ہر ہوسنا کے ندانہ جام و سندان باقتن قہراً فیصلیٰ علیہم وعلیٰ آباءہم وعلیٰ اولادہم عذاب الیم امر چہارم

دلی کو نبی پر ترجیح دینا کفر ہے کہ دلی تابع ہے اور نبی متبوع جو کچھ اُسے حاصل ہوتا ہے نبی کی پیروی کا نتیجہ ہے پہلا قدم نبی کا دلی کے تمام سلوک سے بہتر ہے کہ دلی بعد سلوک کے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور پہلا قدم نبی کا مقام مشاہدہ میں پڑتا ہے البتہ بعض علماء و شائخ ولایت کو نبوت سے ترجیح دیتے ہیں اسلئے کہ علم نبوت لوحی ہے اور علم ولایت بسر اور نبوت میں توجہ بخلق ہے اور ولایت میں توجہ بحق اور جوہر جواب دیتے ہیں کہ جس جگہ سر اولیا کا پہنچنا ہے وہاں جسم نبی کا جا سکتا ہے اور دوسری دلیل کے جواب میں کہتے ہیں کہ توجہ انبیا کو اپنی توجہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے نبی ابتدائے کار میں تعلق ماسوی سے آزاد ہوتا ہے اور توجہ بخلق جاری گرفتاری ماسوی ہے وشتان بینہما علاوہ ہر مرتبہ نزول میں کہ بعد تکمیل کے ہے دلی کو بھی توجہ بخلق ہوتی ہے سوائے اسکے توجہ بخلق نبی کی توجہ بحق دلی سے افضل ہے کہ رہنمائی خلق کی تہذیب نفس سے بہتر ہے اندھا اگر کوئیں میں گرتا ہو اُسکا ہات پکڑنا نماز پڑھنے سے ادلی ہے کہ خدائے غنی نماز سے بے نیاز اور مستغنی ہے اور اندھا محتاج و شکیری خصوصاً جبکہ توجہ بخلق حکم حق سے ہو کہ وہ درحقیقت توجہ بحق ہے نہ توجہ بخلق جو لوگ ترجیح ولایت کے قائل ہوں انھوں نے عصمت کے معنی کی طرف توجہ نہ فرمائی کہ توجہ بخلق عصمت کیساتھ توجہ بحق کو مانع نہیں ہوتی واللہ اعلم امر پنجم مطلب

حضرات صوفیہ کا بہت بلند ہے جس قدر اُسکی اصلاح میں کوشش کرتے ہیں زیادہ تر مغلطی اور دشوار ہو جاتا ہے پس آدمی کو لازم ہے کہ اُنکے کلام میں خوب تامل کرے بے تحاشا اعتراض نہ کرنے لگے اگر سمجھ میں نہ آوے اپنی سمجھ کا قصور سمجھے اور اُن پر طعن و تشنیع روا نہ رکھے اور اُن باتوں میں جن کا سمجھنا عقل ناقص کا کام نہیں اور اسی طرح اُن کلمات میں کہ ارباب حال سے عالم سکرو استغراق میں واقع ہوئے خواص نہ کرے اور جو اسرار طہارت سمجھ میں آویں عوام کے سامنے نہ کہے حدیث میں ہے حدیث الثانی ما یعرفون اتقوا الله ان یکن ذلک واللہ درسولہ ہر شخص سے اُسکی سمجھ کے لائق کلام کرنا چاہئے تکلموا الناس علی قدر عقولہم سید الطائفہ قدس سرہ ایک مسئلہ کی کئی طرح تقریر فرماتے کسی نے سبب اسکا پوچھا فرمایا الجواب علی قدر المسائل جیسا سائل آتا ہے ویسی تقریر کرتا ہوں امر ششم اثنا سلوک میں سالک کو بعض معانی اس قسم کے پیش آتے ہیں کہ بدون لفظ کفر و شرک بت و زنا و شراب کہا یک تعبیر اُن سے دشوار ہے ہر قوم کی ایک اصطلاح جملہ و لامناقشہ فی الاصطلاح اصطلاح میں جھگڑا بیجا ہے مثلاً اُنکی اصطلاح میں وصال سے دیدار الہی اور فراق سے حجاب اور چشم سے لطف نظر اور زلف سے قرب الہی یا سلسلہ عجب یا خلعت کفر اور نور سے ایمان اور کفر سے چھپانا اپنا اور شراب وستی سے ذوق اور خرابات سے خرابی دل و نفس اور آبادی سے صفات بشریہ پس اگر اُن کے کلام میں باعتبار معنی لغوی کے کسی طرح کا خلل دیکھے نزاع اور جدال اور اعتراض اور طعن نہ کرے

[illegible]

کہاں سے آٹائی دوسرے نے کہا کہ شاید کسی کی چرائی میں نے آن کو لگا کر اور اس حرکت سے منع کیا اسے عزیز ہزار شہرت اس گناہی پر نثار اور ہزار ہوشیاری اس دیوانگی پر قربان نادانوں کی نگاہ میں وہ نادان ہیں اور پروردگار کے نزدیک انکی نادانی کرو در نادانی سے بہتر ہے۔ جنوں نہ سمجھو اسے عین ہوشیاری ہے۔ تمہارے راہ کے تنگے جو ہم اٹھاتے ہیں۔ تدبیریں جس طرح فقر و صوفی کی جناب میں بدگمانی اور سو ادب ناروا ہے اسی طرح ہر شخص کو دعویٰ ولایت زیب نہیں دیتا جو لوگ خلق کو گرویدہ کرنے کیلئے ظاہر کو آگاہ کرتے ہیں وہ دین کو دنیا کے بدلے بیچتے ہیں آدمی مرقع اور سجادہ اور سخن طامات سے صوفی اور ولی نہیں ہو جاتا اسے عزیز تو بزرگوں کی طرح سجادہ پر بیٹھتا ہے اور اپنے مہموں اور تخیلات پر سر ملاتا ہے اور اس حرکت کو ولایت اور کمال سمجھتا ہے مثال تیری اس عورت کی مانند ہے کہ زرع اور خود پہنے اور تھیاریا بندے میدان میں کھڑی ہے مگر نہیں جانتی کہ مردان کا میدان کارزار میں کیا کرتے ہیں۔ ہر رنگے کپڑے جو تم نے تو ہوا کیا۔ بنے جوگی نہ لیکن جوگ یکساں تیسری علامت محب اپنے محبوب کی کسی بات سے تڑپ ردا اور تنگ دل نہیں ہوتا اور اس کے عتاب میں اور کے پیار سے زیادہ لطف پاتا ہے۔ ہر سرش از نیست یگونا سزا کہ در ہمت یک ستم آرد راست اسلئے کہ عتاب کو دلیل عنایت جانتا ہے۔ اذا ذهب العتاب فلیس ود۔ وبقی الود ما بقی العتاب۔ جو چیز کہ محبوب کی طرف سے اُس کو پہنچتی ہے اُس چیز کی طرف نظر نہیں کرتا کہ کیسی ہے بلکہ یہ دیکھتا ہے کہ کس نے بھیجی ہے عزیز علیہ السلام پر وحی ہوئی کہ اسے عزیز اگر تم تجھے زرداؤ دیں اُسے بنظر حقارت نہ دیکھا اس بات پر نظر کر کہ وقت تقسیم از راق کے تو ہم کو یاد تھا چوتھی علامت عاشق دنیا و مافیہا سے کام نہیں رکھتا اور محبوب کے سوا کسی سے اُنس نہیں پکڑتا سب سے کنارہ کرتا ہے اور تمام جہان سے نفرت رکھتا ہے غ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جسے خدا کی محبت حاصل ہوئی اُسے دنیا سے کام نہ رہا وہ خلق سے متنفر ہوتا ہے محبوب کے سوا کسی سے دل اُنس نہیں لگتا ہے زن و فرزند اور عزیز و قریب اور دوست آشنا سے اُسکو کچھ کام نہیں رہتا نہ جینا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا محبت عداوت اور تمام اقوال اور افعال اُسکے محبوب کے واسطے ہو جاتے ہیں بلکہ اپنی جان سے کچھ علاوہ نہیں رکھتا اکثر احمق اس حال کا دعویٰ کرتے ہیں اور ماسوی سے آپ کو بے تعلق سمجھتے ہیں مگر حقیقت اس دولت کی حضرات انبیاء علیہم السلام الشاہد الثنا کی واسطے مخصوص ہے کہ دنیا و مافیہا کی طرف دل اُنکا اصلاً متوجہ نہیں ہوتا اور غیر حق سے اُنکو باوجود اس کے کہ زن اور فرزند و قبیلہ و قوم سے ظاہری تعلق رکھتے ہیں واقع میں اصلاً علاوہ نہیں دولت تمام عالم کی اور عمارا اگر اُنکو دیں ایک مہی کسی چیز کی طرف دل کو مائل نہ کریں ہاں بعض اولیا بھی بطفیل اُنکے اس مرتبہ سے بہرہ رکھتے ہیں مگر یہ دولت ہر کس و نا کس کو نہیں دیتے۔ ہر کفے جام شریعت ہر کفے سندان عشق۔ ہر ہوسنا کے ندانہ جام و سندان با حق۔ پانچویں علامت محبوب کی شکایت زبان پر نہیں لانا کہ جب وہ اپنی خواہش اور حفظ نفس سے دست بردار ہو کر اپنے محبوب کے عشق میں مستغرق ہو گیا تو اُسکو شکوہ اور شکایت عتاب اور عنایت سے کیا کام رہا اور جب محبوب کا عتاب عنایت اُسکے نزدیک یکساں ہے تو غیروں کی نصیحت و طامات پر کب نظر کرے گا بلکہ کبھی طامات سے خوش ہوتا ہے۔ اجد الملامۃ فی ہواک لذیدۃ۔ جبال الذکرک فلیلمنی اللوم۔ کہتے ہیں کہ طامات پر وبال عشق ہے۔ رد خلق سے عاشق کا کچھ نقصان نہیں بلکہ قبول اُنکا اُس کے حق میں مضرب عاشق ہزار ظلم و ستم خلق کے بہتا ہے اور جزع فزع سے باز رہتا ہے۔ ہر کہ عشق یکے در زیش گرفت قرار۔ ردالود کہ تحمل کند بر خفائے ہزار چھٹی علامت آدمی اس کام میں گونگا بہاؤں جاتا ہے۔ سجد الشیخی یعنی و یصم اسی جگہ سے کہتے ہیں کہ گمان اسرار حقوق بندگی اور لوازم محبت سے ہے

محب اپنے محبوب کا بھیجی کسی پر ظاہر نہیں کرتا سہرا الحبیب مع الحبیب لا یطاع علیہ الرقیب واللہ درالسعدی حیث قال
 سے ایں درعیان در طلبش بجز انند نہ کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد نہ اے مرغ سحر عشق ز پر وانه بیاموز نہ کاں سوختہ جان شد و
 آواز بیاموز بلکہ طریق استقامت میں حرکت مذہبی پروانگی بھی میوے لطف یہ ہے مانند موم کے ہمہ تن آتش محبت میں فنا ہو جانے
 مگر جادۂ استقامت سے اصلاً حرکت نہ کرے اور دعویٰ محبت زبان پر نہ لائے کہ جہاں دعویٰ ہے ہزار بلکہ شریعت میں مدعا علیہ
 مواخذہ کرتے ہیں اور طریقت میں مدعی کو پکڑتے ہیں خواجہ فیض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تجھ سے پوچھیں کہ تجھے خدا سے محبت
 یا نہیں سکوت اختیار کر کہ انکار میں اندیشہ کفر ہے اور اقبال میں خوف محبت جس نے اُسے جانا اپنے سے بیگانہ ہوا دعویٰ کون کرے
 ہزاروں مدعی دیکھے محقق ایک نے پایا سا تو میں علامت عاشق محبوب کے جدائی ایک آن گوارہ نہیں کرتا سے فراق یا اگر اندک
 است اندک نیست نہ درون دیدہ اگر نیم مواست بسیار است۔ سے دو بہرہم را کہ با ہم شاں حساب است نہ اگر موئے میاں
 باشد حجاب است نہ بلکہ اگر عشق صادق ہے تو محبوب خود اُس سے کسی حال میں جدا نہیں ہوتا اگر لاکھ کوس پر ہو رگ جان
 عاشق سے قریب تر ہے ق ف نحن اقرب الیہ من جبل الودید سے دل کے آئینہ میں ہے تصویر یا رہا جب ذرا گردن جھکا
 دیکھ لی۔ آنکھوں میں علامت محب صادق کو خدا کی بندگی اور عبادت میں وہ لطف حاصل ہوتا ہے کہ دنیا و مافیہا کو اُس کے مقابل
 میں بے حقیقت سمجھتا تو ابر حنیف فرماتے ہیں محب کو محبوب کی طاعت میں مزہ ملتا ہے حکم اُسکا دل کو ناگوار اور بدن پر گراں نہیں گزرتا۔
 تو میں علامت جو لوگ خدا سے محبت رکھتے ہیں وہ موت سے نہیں گھبراتے بلکہ اُس کی آرزو کرتے ہیں کہ حقیقت وصال کی بعد
 موت کے حاصل ہوتی ہے اسی لئے موت کو وصال کہتے ہیں سے مرنے کو بھی لوگ کہتے ہیں وصال نہ یہ اگر سچ ہے تو مرنے
 میں ہم۔ دسویں علامت محب صادق ہر وقت اپنے محبوب کے خائف و ترساں اور اُسکی ناخوشی اور ناراضی سے بخود لرزاں رہتا ہے
 گیارہویں علامت محبوب کی ایک بات کو تمام عالم سے عزیز تر سمجھتا ہے اور اُس سے ایک آن عرض حال کرنا دولت ہفت کشور
 اور سلطنت ربیع مسکوں سے بہتر جانتا ہے اگر محبوب کو اپنی طرف کچھ بھی متوجہ پاتا ہے بڑی بڑی آرزوئیں اور طرح طرح کی امیدیں دل
 میں جماتا ہے مگر جو کہ حقیقت اس دولت کی ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتی اسلئے عاشقوں نے قرآن و نماز کو اختیار فرمایا ہے کسی نے ایک بزرگ
 سے پوچھا کہ آپ نے تہائی کیوں اختیار فرمائی فرمایا میں تہا نہیں ہوں بلکہ خدا میرے ساتھ ہے جب اُس سے کلام کرنے کو دل چاہتا ہے قرآن کی
 تلاوت کرتا ہوں اور جب اُس سے مناجات کرنے کو جی چاہتا ہے نماز پڑھتا ہوں یا ارمیوں علامت عاشق الہی کا شوق روز بروز
 بڑھتا جاتا ہے سے تری الایام بتلی کل شیئ نہ واشواقی الی لیلی مکافی۔ درد طلب اسکا ہمیشہ ترقی پر رہتا ہے سے عاشق کہ دم از تو
 جدا خواہد شد یا با کس دیگر آشنا خواہد شد از ہر تو بگزرد کردارد دوست نہ و ز کوئے تو گذرد کجا خواہد شد پھل جی تک جیتی ہے
 پانی میں بہتی ہے نکلے ہی مر جاتی ہے جو اُسے کھاتا ہے پیاس میں مبتلا ہو جاتا ہے سے گزریں مرگ میں بھوئی بابی نہ آن ذوق در
 استخوان بوسیدہ من۔ حکماء عشق کو بطلی الزوال کہتے ہیں مگر عشق حقیقی متغی الزوال ہے عالم آخرت میں نماز روزہ حج و زکوٰۃ کی فریضہ
 سا قلم ہو جائے گی مگر آگ محبت کی دل عاشقوں کا زیادہ جلائیگی سے پنداری کہ ہر ت از دل عاشق روز ہر گز نہ جو میرد مبتلا میرد جو
 خیزد مبتلا خیزد۔ تیسریں علامت محب کو جو مزہ اپنے محبوب کی یاد میں حاصل ہوتا ہے کسی چیز میں نہیں متاعیث میں آیا ہے
 من احب فیثا اکثر ذکرہ جو دسویں علامت دنیا میں خدا کے دوستوں پر طرح طرح کی بلائیں اور انواع و اقسام نازل ہوتی

میں عمل اذالہ الحب اللہ العبد ابتلاہ فان احب المحب لبا لعم اقتناہ فان صبر اجتباہ وان رضی اصطفاہ دنیا کے بادشاہ جسکو کسی منصب پر مقرر کرتے ہیں اُسکو خلعت و انعام سے نوازتے ہیں وہ جسکو نوازتا ہے کلاہ و قبا اُسکے سر سے دوز کرتا ہے المحبة لا تبقي ولا تدر محبت جو کچھ پاتی ہے خاک میں ملاتی ہے جان و دل نذر کرنا اس راہ کی پہلی منزل ہے عاشق کو سکون و غلظت سے کچھ کام نہیں زن و فرزند و عزیز و یگانوں کو چھوڑ کر دشت بدشت اور کوچہ کوچہ شہر بشہر دست بگریبان خاک بسر آوارہ و پریشان پھرتا ہے لڑکے اُن کو پتھر مارتے ہیں اور ہوشیار اُن کو دیوانہ جانتے ہیں راستوں کی خاک چھاننا اور بھوکے پیاسے اندھیرے مکانوں میں بیٹھنا اُن کو خوش آتا ہے اشعث اغبر اُن کا خطاب ہے اُسے عزیز حال اوریں قرنی کا تو نے سنا کہ جنگل میں رہتے سے بدن چھپائے پرستے اگر اچھا نادن کو شہر میں آجاتے لوگ اُن کو چھپڑتے اور لڑکے پتھر مارتے فرماتے پتھر اس طرح مارو کہ وضو کرنے میں ہرج نہو کسی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں خدا سے محبت رکھتا ہوں فرمایا سمجھ کیا کہتا ہے خدا کے دوست پر بلا اس طرح آتی ہے جیسے پانی اپنے منتہا کو دوڑتا ہے عرض کیا آپ سے بھی محبت رکھتا ہوں فرمایا محتاجی پر آمادہ ہو کہ میرے دوست کو تنگ دستی چار طرف سے گھیر لیتی ہے اُسے عزیز اس کو چہر میں قدم رکھنا عابدوں اور زاہدوں کا کام نہیں بلکہ یہ کام بھوکوں تنگوں مصیبت زدوں کا ہے سلطان العارفين فرماتے ہیں وجدت هذه المعرفة ببطون جاثع و ببدن عاردين نے یہ معرفت بسبب بھوکے پیٹ اور تنگے بدن کے پائی پتھر رہو میں علامت جو شخص خدا سے محبت رکھتا ہے فرمانبرداری اور اطاعت کے سبب انجام کار خدا کے محبوبوں میں داخل ہو جاتا ہے **ف قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی يحببکم الله** کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمہیں دوست رکھے گا حبیب آدمی اس وقت عقلی سے مشرف ہوتا ہے اُس وقت اُسکو کئی چیزیں کہ ہر ایک اُن میں سے دنیا و مافیہا سے بہتر اور شریف تر ہے حاصل ہوتے ہیں اول ہدایت یزدی اُسکی دستگیری فرماتی ہے اور اُس کیلئے عالم غیب سے ایک داعظ و زاجر مقرر ہوتا ہے کہ اُس کو نیکیوں کی ترغیب دلاتا ہے اور بُرائیوں سے روکتا ہے اسوقت شیطان اور نفس اُسکو جاوہ استقامت سے نہیں پھیر سکتے اور دنیا اور اہل دنیا اُسکو سلوک سے باز نہیں رکھتے **من یهدی الله فلا مضل له ایسے شخص کو محفوظ کہتے ہیں اور اس مقام پر تو عصمت جب آدمی کو کمال اس مقام کا حاصل ہوتا ہے اُس وقت ارشاد ہوتا ہے فافعل ما شئت فقد غفرت لک ولا اجالی تو جو چاہے سو کر میں نے تجھے بخش دیا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں نہ بایں معنی کہ اُسے گناہ کی اجازت ہوتی ہے بلکہ اس نظر سے کہ خواہش اُسکی خواست مولیٰ میں فنا ہو جاتی ہے وہ وہی چاہتا ہے جو مولیٰ چاہتا ہے اور وہی کرتا ہے جو مولیٰ فرماتا ہے ہر کام اُس کا خدا کی واسطے اور ہر فعل اُسکا مولیٰ کی رضا کیلئے ہو جاتا ہے حدیث قدسی میں آیا ہے جب میں بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو اُسکا کان ہو جاتا ہوں کہ مجھ سے سنتا ہے اور اُسکی آنکھ ہو جاتا ہوں کہ مجھ سے دیکھتا ہے اور اُسکا پاؤں ہو جاتا ہوں کہ مجھ سے چلتا ہے اور اُس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ مجھ سے پکڑتا ہے پس فعل اُس کا گویا فعل مولیٰ ہے **ف ما دمییت اذ رحمت و لکن الله دعی اور ف** ید الله فوق اید یھم اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے واللہ اعلم و علیہ اتم و احکم و دوم قبول خلق کی حق پروردگار جس بندہ سے محبت رکھتا ہے اُس کیلئے جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ میں فلاں بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اُسے دوست رکھو اور آسمان و زمین میں ندا کر کہ وہ خدا کا محبوب ہے سب مخلوق اُسے دوست رکھے پس اہل آسمان و زمین اُس سے محبت رکھتے ہیں**

فَإِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ اللَّهُ رِزْقًا وَسِعًا كَمَنْ تُحِبُّونَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

اُس کے دل میں نوحہ اور جس سے دشمنی رکھتا ہے اُس کے دل میں راگ پیدا کرتا ہے چہاں مرام اور دشمنی ہر وقت اُسکی طرف توجہ رہتی ہے اور اُسکو دشمنوں پر مظفر و منصور کرتی ہے مشن نصرت بالرعب مسيرة شهرا ورف قذف فی قلوبہم الرعب ثمہ اسی مقام کا ہے ایک اثر حکومت عامہ حکم الحاکمین کا اُن پر پڑتا ہے جس کے سبب تمام عالم اُن کی اطاعت اور ہر دوست دشمن اُنکی خدمت اختیار کرتا ہے اور جو اُسکی فرمانبرداری سے اعراض کرتا ہے ہلاک اور تباہ ہو جاتا ہے پیغمبر جسے اپنا کرتے ہیں اُسے ایک جذبہ سے وہاں کھینچتے ہیں اور اُس مقام پر پہنچاتے ہیں کہ دوسرے ہزار برس کی مشقت و ریاضت سے نہیں پہنچ سکتے جذبة من جذبات الحق تو اذی عمل الثقلین عایدین ہفتاد سالہ ملکہ مقربین ملاذ علی حیران رہ جاتے ہیں کہ ابھی کیا تھا اور کیا ہو گیا کہاں سے کہاں پہنچا جواب ہوتا ہے فقال لَمَّا يُرِيدُہِم مَّلَکٌ مُّخَارِجٌ مِّنْہُمْ قَدْ سِیَّوْا کَانَہُمْ جِئِیْہِمْ قَدِ سِیَّوْا اور دوسرے کو اس طرح رو کریں کہ ستر برس ایک عقبہ میں بھٹکتا پھرے اور قطع نہ کرے اگر وہ بد نصیب اپنی نامرادی پر کسی وقت تاسف کرے اور کہے خدا یا تو اوروں کو راہ دکھاتا ہے اور مجھے محروم رکھتا ہے ہم سب تیرے بندے ہیں سر اوقات جلال نے ندا ہو خبردار ہو شیخ را ادب بات سے نہ دے اور سر پرستی سے غافل نہ ہو مالک حقیقی اپنے ملک میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے نفی کو دم مارنا ہے جالہ یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید اُسکی شان ہے اور لا یستل عما یفعل اُسکو لائق و شایان اُسے عزیز مال اس کام کا ایک اصل عظیم کی طرف راجع ہے و لا یش تقدیر العزیز العلیہم العدل الحکیم کوئی اس راہ کو ستر برس اور کوئی بیس برس اور کوئی دس برس اور کوئی ایک جہینہ اور کوئی ایک دن اور کوئی ایک ساعت میں قطع کرتا ہے اصحاب کہف اور حجرہ فرعون نے کیا کام میں یہ راہ قطع کی ایک عالم اُن کی عداوت اور قتل پر کمر بستہ تھا اور وہ بے تردد و بے تکلف فرماتے تھے لا ضیادنا الی دیننا منقلبون کہتے ہیں کہ شیخ شرف الدین سحی میری جب شیخ نجیب الدین طوسی کی خدمت میں گئے دیکھتے ہی فرمایا اے فقیر یہ فقیر رسول ہے تیرا منتظر تھا کہ امانت تیری تجھے پہنچا دوں یہ فرما کر اُسی وقت کمال کو پہنچا دیا اور وطن کی طرف رخصت کیا اسی طرح غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نہرانی کو رات کے وقت اُسکے گھر جا کر سوتے سے جگایا اور مسلمان کر کے مرتبہ اہدایت عنایت فرمایا اور بعضے ساہبا محنت و مشقت کرتے ہیں مگر عمر بھر میں ایک مرحلہ اس راہ کا طے نہیں کر سکتے کیا تا شاہ ہے کہ ایک قوم رات دن طلب میں مشغول ہے اور وصل سے محروم اور دوسرے طلب نہیں کرتے اور ارشاد ہوتا ہے اِنِّیْ اَمَّا بَارِئٌ اَسْءَا مَا یَعْبُدُوْنَ اے مبارک ہماری طرف آؤ اصفیتک لنفسی میں نے تجھے اپنے لئے پسند کیا مثال اس راہ کی مانند صراط کے ہے کہ کوئی اُس پر بجلی کے مانند اور کوئی ہوا کی طرح اور کوئی مثل پرند کے اور کوئی مانند گھوڑے کے اور کوئی مانند پیادے کے گزرے گا اور عنایت الہی جس کی دستگیری نہ کریگی دونوں میں گرے گا ہو جاوے گا وہ صراط واسطے نفوس کے ہے کہ باختلاف احوال نفوس احوال اُسکے مختلف ہیں اور یہ صراط واسطے اہل قلوب کے ہے کہ باندازہ ہمت و بصیرت بنائیت حضرت احدیت اُس کو طے کر سکتے ہیں اُسے عزیز و داری اور کوتاہی اس راہ کی نہیں اور کہ پاؤں سے قطع ہوتی ہے قیاس نہ کریہ راہ روحانی ہے کہ قطع اُس کا دل سے متعلق ہے جب دل نور آسمانی سے منور ہوتا ہے اسوقت اس راہ کے سلوک کی استعداد حاصل ہوتی ہے اور یہ نور وہی ہے کہ بعض عنایت الہی دل کو روشن کرتا ہے بندہ اگر

ہزار برس محنت و مشقت کرے ایک قدم اس راہ کلبے غایت مولیٰ قطع نہ کر سکے۔ سر پہلک کر مر گئے صد بار بشرہ کچھ ہوئی محنت نہ انکی کارگر نہ لے اگر مولیٰ نہ بندے کی خبر نہ ہے تلاش اسکی سر اسرور دس سر ششم صرف کہ اللہ تعالیٰ اسکے دل کو ماسویٰ سے پھیر دیتا ہے اور غیر کی طرف اصلاً متوجہ نہیں ہونے دیتا اگر اچھا نا غیر کی طرف نظر کرتا ہے غیرت محبت اس حجاب راہ کو فوراً ہلاک کر دیتی ہے یا اسکی وجہ سے ایسا رنج و صدمہ پہنچاتی ہے کہ دل بندہ مقبول کا اس سے پھر جاتا ہے اور اسکی محبت کو سبب رنج و آفت کا سمجھ کر ہمہ تن خدا کی محبت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ماسویٰ دلبر کے جو آدے نظر و عشق کر دے خالک اسکو سر بسر یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی طرف التفات ہوا اسکے سبب طرح طرح کا رنج و ملال اٹھایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف التفات فرمایا قصہ انک نے النوع رنج و غم اس روح عالم کو پہنچایا ہفت قسم قربا تم اور وصل دائم کہ کوئی دولت اس کے ہمسرا اور لذتیں اور نعمتیں دونوں عالم کی اس کے مقابل میں ذرہ کے برابر نہیں سچا ششم اراد اس مضمون کا صیغہ امر میں واسطے بیان امکان اس امر کے ہے کہ امر بالمحال و بہالیس فی المجال معقول نہیں ہر چند حقیقت اس دولت کی حاصل ہونا نہایت دشوار ہے مگر اگر بالکل نہیں دیتے بالکل محروم بھی نہیں رکھتے۔ تو مگو مارا یاں شہ بار نیست + پاکریاں کار بار دشوار نیست - ہمت در کار ہے بیزار ہے ہر طالب کو بقدر اس کی طلب کے یہ نعمت دیتے ہیں اور ہر تشنہ لب کو بقدر اسکی تشنگی کے سیراب کرتے ہیں مگر قطع اس راہ کلبے دشگیری مرشد کامل اور توجہ رہبر دانا کے سخت مشکل ناینب ہے دشگیری صاحب نگاہ کے ایسی دشوار راہ کو کیونکر قطع کر سکے۔ کو ہرگز کے تو اندر رفت راست + بے عصا کش کو رار رفتن خطاست - تجویہ کار چلے ہے کہ راہ کی آفات اور نشیب و فراز سے اطلاع بخشے۔ دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف + اے خضر یے نجمتہ مدد دہ - ہتم - جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ خضر علیہ السلام کے پاس جاؤ اور ان سے طریق حاصل کرو تو ماوشما کس شمار میں ہیں کہ بے رہنمائی مرشد کے منزل کو پہنچیں اور اس راہ صعب کو قطع کر سکیں۔ کو ہمہائے آتشیں در رہ بے است + اس چنین کارے نہ کار ہر خستہ است - آئے عزیز حیونٹی ضعیف سے بھی ہو سکتا ہے کہ دامن کبوتر تیز پر کا پکڑے ہو ایسے پہنچے اگر بے اس کے جانا چاہے ہزار برس میں نہ پہنچ سکے۔ گرنقد بر تو مردے را نظر + از وجود خویش کے یا بانی خبر + گرتو شمشتی بہ تنہائی بے + راہ تنوائی بریدن بے کسے۔ اندراں مرکب کہ بر پشت صبا بند زریں + باسیماں کے برانم من کہ مورم مرکب است - کوئی کھیت بے توجہ خورشید کے نہیں پکتا اور کسی درخت خود رو میں مزہ دار پھل نہیں آہنا سایہ بے آڑ درخت کے آفتاب کے مقابل نہیں ہو سکتا اور ہر کس و نا کس بے وسیلہ مقرران سلطانی دربار شاہی میں نہیں جا سکتا اکثر سالک خود روی سے گمراہ ہو جاتے ہیں دو چار باتیں کسی کتاب میں دیکھ کر یا کسی سے سنا کر پوچھ دعوئی کرتے ہیں اور شیطان و نفس کے مکر و فریب زور و غرور میں پھنس کر اپنے کمال پر نازاں ہوتے ہیں ایسا واسطے کہتے ہیں لادین لمن لا شیخ لہ کہتے ہیں کسی مرید کو ایک نور نظر آیا ہے اختیار چلاڑا انی راایت دینی میں نے خدا کو دیکھا میرے فرمایا اے احقر یہ نور تیرے وضو کا ہے تو کہاں اور نور الہی کہاں کتان ماہ پر نظر نہیں کر سکتا اور سایہ خورشید کو نہیں دیکھ سکتا جو اسکو پاتا ہے آپ نہیں دیتا ہے انا اور انی نہیں کہہ سکتا۔ جب وہ بے پردہ ہوا تو پھر کہاں + شمس جب چمکا کہاں تارے وہاں سے چہ نشان پرسی از رہے کہ نخست + از وجود تو بے نشان آمد + چہ زنی حلقہ بر در سے کا نجا + تا تو باشی نمی تو اں آمد آئے نفس بے نوا کسی صاحب دولت کا دامن پکڑ کر راحت داریں تجھے حاصل ہوا اور اے مریض نا تو اں کسی طبیب حاذق کا علاج کر کہ شفا کامل

ہات آوے ایک نسخہ طبیب کامل کا برس روز کے ناقص علاج سے زیادہ نفع بخشا ہے اور دواور لطیف اسکی وہ کام کرتی ہے جو قطع و کے سے نہیں ہو سکتا یہ نسخہ مدیدی اور نفیسی میں نہ دیکھا اور علاج قانون اور اقسراثی میں نہ پایا یہ دولت سینہ پر سینہ ہے نہ در سینہ ماصبت اللہ شیئا فی صدری الا وقد صحبت فی صدرا بی بکون و مکان اس صرت نادانق اور ظلم و زبان اس رمز سے نا آشنا الغرض جو بات ہزار برس کی محنت و ریاضت سے حاصل نہیں ہوتی کامل کے وسیلہ سے ایک آن میں حاصل ہو سکتی ہے مشائخ کرام فرماتے ہیں کامل وہ ہے جس کے اشارہ سے کام نکلے اور ایک گوشہ نظر سے رنگ آئینہ دل کا صاف کرے اسی جگہ سے کہتے ہیں من لم یفعل لحظۃ لم یفعل لفظۃ مگر سخت آفت یہ ہے کہ جو ہر علوی کے اطباء کم یاب ہو گئے زمانہ نبوت ختم ہوا اور دور خلافت منقضی علما و اولیا کہ نائب انبیا و خلفائیں کم ہیں اور بازار جاہلوں اور شربروں کا کجایع فیضان ہیں نہایت گرم سے در مجلس و صالت و ریاضت مستان چو در خسرو آمدے در سبوت ماند۔ ہم کو لائق ہے کہ اس صحبت پر ماتم کریں اور اپنے سر پر خاک اڑا دیں شاید با دلف اس طرف کو بھی چلے اور بر رحمت ہماری خشک کھیتی پر نر زول فرماوے آئے عزیز اگرچہ شومی سخت تھے ان کی خدمت و صحبت سے محروم رکھتی ہے مگر ملفوظات و مکتوبات ان کے موجود ہیں بحکم ان لم یصعبا و ابل فطل انکو غنیمت سمجھو اور بختم حجت دیکھا کر رہے چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب ہوئے گل با از چہ جو ثم جز گلاب سے از سخت دم اگر فرو شد خورشیدہ از نور رفت جہا چراغ گیرم۔ بعض عارفین سے منقول ہے کہ کتب شریعت اور تالیفات مشائخ طریقت سے کوئی ہمنشین بہتر نہیں ہے ہم نشینے بہ از کتاب خواہ کہ صاحب بود کہ دیگر گاہ بہ بخت افزائے جان و راحت دل بہ ہر چہ دلخواہ تست از د حاصل چہ این چنین ہمد لطیف کہ دید کہ نہ زنجید و ہم نر جانید۔ تشبیہ مقصود اس تقریر سے یہ ہے کہ اگر صحبت کسی صاحب دولت کی میسر نہ ہوتا قصوں کی صحبت سے کاملوں کی ملفوظات اور انکی تالیفات دیکھنا بہتر ہے نہ کہ کامل کی تلاش چھوڑ کر تالیفات مشائخ پر قناعت کر کے بیٹھ رہے کہ ہر چند صاحب دولت کم ہیں مگر ہر جگہ موجود ہیں اور تلاش سے مل سکتے ہیں مثل مشہور ہے جویندہ یا بندہ ف الذین جاہدوا فینا لنھدینھم سبلنا سوال اگرچہ کوئی ملک کسی وقت میں کامل سے خالی نہیں ہوتا ایک صاحب دولت ہر جگہ موجود ہے کہ سب غلج و محتج اس کے سایہ عنایت میں رہتے ہیں مگر ناقص و کامل بحق و مظل میں فرق نہیں ہو سکتا ولی کو ولی جانتا ہے مبتدی بہ چارہ کب پہچان سکتا ہے لا یعرف الولی الا الولی جو آپ حکم العنایۃ قبل المار والعلین جسے ازل میں نیکو نعت کرتے ہیں پیر کامل خود خود اسے مل جاتا ہے اور جو کچھ اس راہ میں درکار ہوتا ہے ہیا ہوجا ہے کوئی چیز اس کے مانع و مزاحم نہیں ہوتی لا مانع لما اعطیت مگر کسی اور طلب ضرور ہے کہ عنایت اکثر احوال میں بے طلب کے نہیں ہوتی آئے عزیز جبکہ عنایت انلی و شکری فرمائے اور رشد کامل بات آئے تو اسکی ایک ساعت کی صحبت ستر برس کی ریاضت سے بہتر سمجھو کہ وہ سعادت یہ کیسے سعادت ہے کہ ہر پا کاں در میان جان نشان چہ دل مدہ الابع سرخوشاں چہ ناز خداں باغ و خداں کند صحبت مردانت از مرداں کند چہ سنگ گر خاں و گر مر بود چہ جوں باہل دل رسد گوہر بود۔ ایک نگاہ انکی تھم کو لعل بے بہا بناتی ہے اور ایک تو میر انکی ظلمت کو نور کر دیتی ہے اسی جگہ سے کہتے ہیں کامل وہ ہے جس کے اشارہ سے کام نکلے اور ایک نظر اسکی سوریں کا رنگ آئینہ دل سے صاف کر دے مشائخ کرام فرماتے ہیں من لم یفعل لحظۃ لم یفعل لفظۃ حکایت شہر بصر میں قطار لوگوں نے جگہ میں جا کر نانا استقا پڑھی اور ہزار آہ و زاری دعا کی کچھ اثر نہ ہوا ناگاہ ایک مسافر جگہ کی طرف آیا اس نے

کہا الہی بحق اُس بھیند کے جو میری آنکھوں میں ہے مینہ برسا فوراً مینہ برستا شروع ہوا لوگوں نے پوچھا وہ کیا بھید ہے جس کے سبب خدا نے ہم پر رحم فرمایا کہا میں نے ان آنکھوں سے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا حکایت خواجہ ابوتراب غنشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید سے فرمایا بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جا اُس نے کہا میں خدا کو دیکھتا ہوں بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر کیا کروں گا فرمایا خدا تجھے تیرے مرتبہ کے لائق دکھائی دیتا ہے اگر بایزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جاوے تو خدا تجھے اُس کے مرتبہ کے لائق دکھائی دے کہا آپ مجھے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے چلیں غنشی رحمۃ اللہ علیہ اُسکو حضرت کے پاس لے گئے آپ اُسوقت پرانی پوتین پہنے بیٹھے تھے مرید نے دیکھتے ہی ایک چنچ ماری اور جان اُسکی نکل گئی غنشی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا آپ ایک نگاہ سے میرے مرید کو قتل کیا فرمایا مرید صادق تھا ایک بھید کہ اُس پر ظاہر نہ ہوتا تھا میری صورت دیکھتے ہی ظاہر ہوا بسبب صنف کے تھکن ہو سکا مرگیا حکایت ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جب کابل ہوتا ہوں محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا ہوں رغبت ایک ہفتہ کی عبادت کی دل میں پیدا ہو جاتی ہے حکایت غریر چمر کا لالچی خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا آپ کو جنگل میں پایا کہ دھوپ میں سو رہے تھے اور چٹائی کے نشان بدن پر بن گئے تھے متعجب ہوا کہ الہی یہ وہ شخص ہے جسکی ہدایت سے قیصر و کسری بید کی طرح کاہنتے ہیں اس بات سے دین اسلام کی خوبی اور حقیقت اُسکے ذہن میں جم گئی کہا اگر میں پیغام نہ لاتا ہوتا ابھی مسلمان ہو جاتا پیغام پہنچا کہ مسلمان ہو جاؤں گا حکایت غریر حذیفہ معری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ پر مکہ کی راہ میں بھوکا غالب ہوئی خواجہ ابراہیم ادم رحمۃ اللہ علیہ سے کیفیت عرض کی جب کوفہ میں پہنچے فرمایا تو بھوک کے سبب نہایت ضعیف ہو گیا پھر ایک رقعہ اس مضمون کا بسم اللہ الرحمن الرحیم لے وہ ذات پاک کہ سب احوال میں تو ہی مقصود ہے اور اشارہ سبک تیری ہی طرف ہے میں شاکر اور ذاکر اور شاکر ہوں مگر بھوکا اور تنگ اور پیاسا ہوں ان چیزوں سے نجات دینا تیرا کام ہے لکھ کر مجھے حوالہ کیا اور حکم دیا جو پہلے لے آئے دینا ایک شخص شتر سوار نظر آیا رقعہ اُسے دکھایا نہرا کر رویا اور پوچھا صاحب رقعہ کہاں ہے میں نے کہا مسجد میں ایک تھیلی چھ سو دینار کی مجھے دی میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے کہا ترسانی پھر وہ دینار حضرت کی خدمت میں حاضر کئے فرمایا تو وقف کر کردہ ترسانی بھی آتا ہے اس عرصہ میں وہ بھی حاضر ہو کر حضرت کے پاؤں پر گر پڑا اور مسلمان ہوا حکایت اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حاکم سبزواری بڑا ظالم اور جابر تھا دارث النبی خواجہ معین الدین حسن سنخری رحمۃ اللہ نے ایک بار اُس سے فرمایا کیا تو نے ظلم و ستم چھوڑ دیا یہ کہتے ہی دنیا و دولت چھوڑ اور غلاموں کو آزاد کر اور مال مظلوموں کو باٹ کر آپ کے ساتھ مولیا حکایت حکیم ضیاء الدین صوفیہ کا معتقد نہ تھا ہمیشہ بزرگوں پر طعن و اعتراض کرتا آپ نے ایک کباب اُسے عنایت کیا کھلتے ہی پاؤں پر گر پڑا اور دعا اپنے خاوندوں کے مرید ہو گیا حکایت ایک کافر نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا جب وہ تنوار لیکر آپ کے سر پر آیا اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا کیا دیر ہے بندہ حاضر ہے مگر بدست تو آمدہ اجل + قدر ضیعا بما جری القلم + یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا اور مسلمان ہو گیا حکایت ایک روز کسی بھانجی میں سات ہندو پوجا بتوں کی کر رہے تھے آپ اُس طرف سے نکلے صورت آپ کی دیکھتے ہی بے تاب ہو گئے اور ایمان لائے آپ نے سب کا نام حمید الدین رکھا اور ہر ایک کو اُس کے لائق مرتبہ عنایت کیا حکایت ایک فلیٹون نے شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آگ محرمک بالطبع ہے اجسام قابلہ کا اُس سے بچنا ممکن نہیں آپ اپنے کپڑے پر آگ رکھ کر دیر تک ہلاتے رہے نہ جلا اُس کے ہات پر ڈالی جلنے لگا فوراً مسلمان ہو گیا حکایت ایک کامل کا قارورہ کسی کافر

طیب کے پاس گیا دیکھتے ہیں ایسا کیا آئے منکر بے دولت اُن کا بول تیرے قول سے بہتر ہے بول اُن کا کافر کو مسلمان کرتا ہے اور قول تیرے ایمان میں خلل ڈالتا ہے اُن سے دعویٰ ہمیری شقاوت ہے اور ادعا برابری ضلالت مردوزن میں فرق ہو ہے اور مردوں میں فرق ہو ہو ہے فَ اِنَّمَا اَفْا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ بار بار پڑھتا ہے اور فَ يَوْحٰى اِلٰى اَیْکَ مَرْتَبَہٗ یَہِیْیُ نہیں پڑھتا وہ بشر ہیں مگر بے شر اور تو سراپا شر ہے یہ نسبت خاک را با عالم پاک کہ تو ذرہ ہے وہ خورشید افلاک۔ جہاں اُن کی نظر پہنچتی ہے وہاں تیری عقل نہیں جاسکتی ہمت عالی اُن کی زمین و آسمان عرش کرسی سے تعلق نہیں رکھتی ایسا ہے نبی کا انہیں زیب دیتا ہے اور اُن صَلَوٰتِیْ وَ تَحِیَّاتِیْ وَ مَآ تِیْ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا دعویٰ انہیں زیب ہے تو اُن کا لقا ہے مولیٰ اور اجر اُن کا اِنْتَمَ اَوْلِیَاۤئِیْ حَقَّ اَیْمٰنِیْ و وجہ اُن کے حق میں نازل ہے اور لا خوف علیہم ولا ہم یخزّون اُن کے لئے وارد ہوا ہوس اُن کے مرتبہ سے خبر نہیں رکھتا اور ہر خود پرست اُن کی داستان سے واقف نہیں ہوتا عاشق صادق ہو کر گل و بلبل کا حال جانے اور تجربہ کار ہو کر قصہ یوسف علیہ السلام زلیخا کی حقیقت سمجھے فَ لَقَدْ کَانَ فِیْ قِصْصِہِمْ عِبْرَۃٌ لِّاُولِیْ الْاَبْصَارِ یہ قصہ شمع از دل پروانہ پرس کہ حال گل از بلبل دیوانہ پرس عند یسب مست داند قدر گل کہ چند را از گوشہ ویرانہ پرس۔ آئے عزیز فرہاد و زلیخا و مجنوں و وامق خدا کے بے شمار ہیں مگر تجھے نظر نہیں کر انہیں دیکھے اور مرتبہ اُن کا جانے تو اُن کو جو فردش و گندم نما سمجھتا ہے اور وہ گندم فردش و جو نما ہے یہ نور سے جس کے یہ روشن ہے جہاں کہ نیم شب تو اُن کو کرتا ہے گماں کہ خلق ہے خفاش وہ شمس الضحیٰ کہ ہوا سے معلوم نکال کیا ہے از نعرۂ بلبلان مازاغ کہ آگاہ نہ گشت کر گس و زراغ جس بات پر خدا کی قسم کھائیں خدا اُن کی قسم پوری کرے لَوْ اَقْسَمَ بِاللّٰہِ لَآ بَرۃَ جِوَانُ کے مونہ سے نکل جاوے پروردگار اُس کے مطابق حکم فرماوے لَقَدْ وَاَفْلَحَ ذٰلِکَ یا عسر خلق حرام سے تو بہ کرتی ہے کہ دوزخ سے بچے یہ فضول حلال سے تو بہ کرتے ہیں کہ مولیٰ نے شراب بجلی اُن کے کام جان میں اس قدر چمکتی ہے کہ اُس کے نشہ میں مست و مدہوش رہتے ہیں اور شعاع آفتاب ظہور کی اُن کے دل پر اس طرح چمکتی ہے کہ ظلمات ماسوی اللہ اُن کی نظر سے محو ہو جاتے ہیں اُسی کو دیکھتے ہیں اُسی کی طرف چلتے ہیں اُسی کی بات سنتے ہیں اُسی سے کہتے ہیں راست و چپ خدا کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے اُٹھتے بیٹھتے مادون حق پر نظر نہیں کرتے ماضی سوا کے کان اللہ و لم یرکن معہ شیئی اور مستقبل سوا کے کل شیئی ہَا لَکَ الْاَوَّجُہُ اور حال بجز کل یوم ہو فی شان اُن کے خیال میں نہیں اور پیش و پس لَہُ الْاَمْرُ من قبل و من بعد کے سوا اور بالا و ایت میں بجز ہُوَ اللّٰہُ فی السموات والارض کے اور دروں و بروں میں ہُوَ النّٰظِرُ ہوا الباطن کے سوا کسی چیز کی طرف التفات نہیں کرتے فکر زن و فرزند و دنیا و آخرت کی قرب اُن کے نہیں آتی خاطر اُن کے دنیا کی نعمت و حشمت و جاہ و ثروت کی طرف توجہ نہیں فرماتے اگر اُن کا بدن جل جاوے یا بیٹام جاوے اصلاً خبر نہ ہوا اور جو سلطنت ہفت کشور اور دولت ربح سکوں اگر اُن پر عرض کی جاوے ہرگز التفات نہ فرمادیں حاجت اپنی خلق سے نہیں مانگتے کھانے پینے مرنے جینے کی فکر نہیں رکھتے نہ اس و جان سے مطلب رکھتے ہیں اور نہ جسم و جان سے کچھ غرض دل اُن کا آتش اشتیاق سے ہر دم جلتا ہے پہلا قدم اُن کا انقطاع عما سوا ہے دوسرے کا بیان کیا ہو کہ آفاق و انفس سے دور ہے زہر و شکر کہ محبوب کی طرف سے آوے

اُن کے نزدیک برابر ہے اور انتقام اگر مراد محبوب ہو عفو سے اُنکے نزدیک براتر بہتر ہے۔ اگر طمع خواہد از من سلطان میں + خاک برفرق قناعت بعد ازیں۔ اگر حکم تمام عالم سے قطع کریں اور جو ارشاد ہو تو شب و روز امر و سلاطین کے دربار میں ہیں خلق کی ہر بانی اور غصہ سے کچھ کام نہیں رکھتے اور انکی ملامت و تشنیع سے اصلاً نہیں ڈرتے وفا اور جفا کو یکساں سمجھتے ہیں جفا کے عوض وفا ظلم کے بدلے سفارش گالی کے بدلے دعا کرتے ہیں یعنی اُنکے طفیل برستار ہے اور رزق اُن کے سبب ملتا ہے۔ بھرم مطرون و بھرم ید رزقون اُن احسان کا بیان ہے اور وہ کی راحت کیلئے اپنے نفس پر مشقت اٹھانا اُن کا خاصہ اور نشان ہے پس گدایاں آئینہ جو حق اندہ و انکہ باحق اندہ و مطلق اندہ آئے عزیز وہ آفتاب تاباں ہیں کہ ہر شخص اُس کے نور پر پاؤں رکھتا ہے اور وہ سب پر نظر مہر کرتا ہے سب کی پرورش کا سبب ہے کسی سے دشمنی نہیں رکھتا اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ جب انسان مرتبہ عرفان کو پہنچتا ہے تمام عالم اُس کی دو انگلیوں میں نظر آتا ہے جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے بواسطہ کلام مولیٰ کا سنتا ہے عارف ایک آفتاب ہے جہاں اُس کے نور سے چمکتا ہے اُسے عزیز شان عارف کی یہ ہے کہ نہ اُس کے دل پر کسی بات سے غبار آوے اور نہ کسی چیز سے پست پر بار آئے عزیز یہ قوم قضا و رضائے الہی پر راضی و شاکر ہے پتھر اور اینٹ اور چاندی اور سونا اُن کے نزدیک برابر ہے آدمی اور پری اور طیور و بہائم بلکہ تمام عالم پر حکم اُن کا جاری ہے اور بحر و بر اور زمین و آسمان اُن کے زیر نگین جو چاہتے ہیں خدا کرتا ہے اس لئے کہ وہ دہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے نہ کسی سے ڈرتے ہیں نہ کسی کی خدمت کرتے ہیں بلکہ تمام عالم اُن سے ڈرتا ہے اور انکی خدمت کرتا ہے۔ بے ساقی و بے شراب مستیم + بے تخت و کلاہ کی قبادیم + اہل دل میں سب دلوں کے بادشاہ + گو کہ ظاہر میں ہوں باحال تباہ + مسکنت اُن کی ہے فخر سلطنت + فقر اُن کا ہے خراج مملکت + ہے سلاطینوں پر سلطانی اُنہیں + حاکموں حکمرانی اُنہیں + مرد مفلس جانتی ہے جسکو خلق + شیر شرزہ ہے چھپا وہ زیر دلق + خلق جسکو جانتی ہے مینو + کفش پا اسکی ہے دنیا سے سوا + مرد حق میں مفلسی میں بادشاہ + حکمران خلق بے فوج و سپاہ + پابرہنہ اور فلک زیر قدم + مشتری خلق بے دام و درم + خالی ہاتھوں اور جہاں زیر نگین + اہل حق دوراں ہمیشہ زیریں + پیش حق محفوظ و مقبول و پسند + پیش خلقاں خوار و زار و ریش خند + حکم اُنکا حکم دوست اور تعرف اُن کا تعرف دوست ہے حرکات اُن کی اختیاری نہیں دولت دنیا کی اُنہیں پیاری نہیں خواہش اُنکی خواہش حق میں ہے گم + حال ظاہر پر نظر کیجیو نہ تم + نفس کی خواہش سے وہ بیکار ہیں + مثل تیشہ فی ید التجار ہیں۔ جو اُنہیں پہچانتا ہے خدا تک پہنچتا ہے جو اُن سے پھرا ہے خدا سے پھرا ہے ہمت اُن کی عرش سے گزر جاتی ہے اور آدھر سے نور و سرور لاتی ہے ید رزق من یشاء بغیر حساب نہیں کا طغرا ہے مقام اُن کا عقول بشری بلکہ نفوس ملکی کی ادراک سے سوا ہے۔ گفت تو کے دیدے آں رخسار را + چشم جمینوں باید آں دیدار را + گر بچشم من بہ بینی روئے او + تو تیا سازی ز خاک کوئے او۔ نگاہ عنایت اُن کی کیسیا کے سعادت ہے جس عاصی اور بیگانہ کو دیکھا مطلع اور بیگانہ کر دیا جو اُن کی خدمت کرتا ہے دولت سے بے نصیب نہیں رہتا لایشفی جلیسہم ولا یخیب انیسہم نور حق اُن کا مقتدر ہے اور فیاض مطلق اُن کا رہنما ہے بردل پاک اہل دولت و دیں + فیض الہام میرسد ز خدا + در رہ حق غلط خوابد کرد + ہر کہ را نور اوست راہ نما۔ نسب آدم کا اُن کے دم سے

قائم ہے اور مملوئے عالم اُن کے قدم سے آباد و لوت غم سے آزاد ہیں اور عین فنا میں دلشاد و آہام اُن کے سچے ہیں اور معارف اور مواہد اُن کے صحیح تو اضع اور انکسار اُن کا شعار اور شرم حیا اُن کی عادت نفس کو ہر وقت محنت و ریاضت میں رکھتے ہیں خوف خدا و اشتیاق مولیٰ میں شب و روز روتے ہیں ہر روز ستر بار مرتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں عرش اُن کی تکلیف پر ہل جاتا ہے مگر قدم اُن کا طریق استقامت سے نہیں ملتا اہتذا العرش بموت سعد بن معاذ سعد بن معاذ کی موت نے عرش کو ہلا دیا مگر اُن کی ثبات میں اصلاً فرق نہ پڑا یہ لوگ موت کو راحت اور مفلسی کو دولت جانتے ہیں سلطنت ہفت کشور کو پریشہ سے کم اور تجرید اور تفرید کو یاد شہادت سمجھتے ہیں سہ دبیم خسروان برماغل اخراست و خرد کے کہ حلق تجرید بر سر است۔ اگر اُن سے استفسار ہو کہ دنیا کو کیسا سمجھتے ہو کہیں جب سے ہم ہوشیار ہوئے اپنے مولیٰ کی یاد میں رہے ہم نے دنیا کو نہ جاننا اور اُس کے لطف کو نہ پہچانا ہم تو اپنی میان سے مطلب رکھتے ہیں قل اللہ ثم ذرہم اور اُسی کو جانتے ہیں الیس اللہ بکاف عبد لا وہ سابقین ہیں کہ پردہ ظلمت اصحاب شمال اور حجاب نورانی ارباب یمین سے نکل گئے ایک قدم یمین اور دوسرا شمال رکھ کر میدان اصل میں کہ اسم و رسم بے درہے پہنچے کتاب اُن کی اصحاب یمین و شمال کی کتاب سے وراہے اور حساب اُنکا اُن کے حساب سے جدا نماز روزہ اُن کا اُن کی نماز روزہ سے ہزاروں مرتبہ برتر اور اعلیٰ اصحاب یمین مثل اصحاب شمال کے اُن کے حال سے ناواقف روح و روحان و رحمت و غفران ہر وقت اُن کے لئے حاضر وہ شمار میں تھوڑے ہیں مگر اعتبار میں زیادہ قلیل اذا عددوا و کثیر اذا رُشدوا وہ آب نیل میں سبیل آئیں پانی اور قطعی خون جانشاہے موت کے اس لئے نہیں ڈرتے کہ مرنا اُن کا عین جینا ہے سہ ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد عشق و ثبات است بر حریۃ عالم دوام ماہ گودا اُن کی جس پر پڑے عزیز ہو جاوے ایک نگاہ اُن کی دونوں عالم میں غنی کر دے عالم حقائق میں آئیں نزاع الباقی کہتے ہیں نظام عالم اُن کے قدم سے ہے اور قیام دین اُن کے دم سے اصحابی کا نجوم بایہم اقتد یتم اہتد یتم نہ وہ کسی کی بات سنتے ہیں نہ کسی کی طرف دیکھتے ہیں ترہم یمنظرون الیل و ہم لا یبصرون کہتے ہیں اور نہیں کہتے سنتے ہیں اور نہیں سنتے چلتے ہیں اور نہیں چلتے بیٹھتے ہیں اور نہیں بیٹھتے گرد دونوں جہان کی اُن کے پاؤں کو نہیں لگتی زمین و آسمان کو اُن کے چلنے سے خبر نہیں ہوتی وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے اور نظر اُن کی کون و مکان سے گزر جاتی ہے ابد انہم فی الدنیا و قلوبہم فی العقبی خلوت انہم میں اور سفروطن میں اُن کو میسر ہے لوگ اُن کو ساکن جانتے ہیں اور وہ ہر دم متحرک ہیں اور بیقرار سچ ہے بنگو جس قدر تیز چلتا ہے ساکن معلوم ہوتا ہے نسیم سحر اس قدر تیز گزر جاتی ہے کہ کسی کو خبر نہیں ہوتی قوی الجبال تجبھا اجامدا وہی تدر من السحاب وہ آسمان ہلاکت کے سیارے ہیں اور راہ شریعت و طریقت کے تارے سہ من تلق منهم تقل الا قیت سید ہم و مثل النجوم التي یسری بہ السارے۔ محبت اُن کی محبت خدا اور طاعت اُن کی طاعت مولیٰ ہے ماں باپ سے حق اُن کا زیادہ ہے کہ ماں باپ وجود ظاہری کے سبب اور بدن کے مرئی ہیں اور وہ وجود حقیقی کے سبب اور روح و دل کے مرئی ہیں سہ بر میں تفاوت رہ از کجا است تا کجا۔ آدمی کو چاہئے کہ اگر قسمت کی رہبری سے سعادت اُن کی صحبت کی پاوے اُن کی خدمت و طاعت میں اپنے ارادہ اور خواہش کو گم کرے کہ قرید اگرچہ لغت میں بمعنی خواہندہ ہے مگر اصطلاح میں اُسے کہتے ہیں جو خواہش اور ارادہ سے دستبردار ہوا اپنے تئیں مردہ

اور پیر کو نہلانے والا سمجھے اگر زہر دے نوشدارو سمجھ کر بے تامل نوش جان کرے اپنی عقل کو دخل نہ دے اُس کے حکم میں دم نہ مارے بحث، مہتمم بعض قاریوں نے اس کثرت کے پچھلے لفظ کو باب تفعیل سے پڑھا ہے والی دیکھ فرغیب یعنی جب تو اپنے ضروری کاموں سے فارغ ہو تو ادائے رسالت اور خلق کی ہدایت میں مشقت اٹھا اور اُن کو خدا کی طرف ترغیب دے اور اُس کی طرف بلا کر غایت رہنمائی اور ہدایت سے ایصال طالب الی المطلوب ہے واضعاً رسالک بحضور محبوب محمد از قومی خواہم خدا را خدا یا از تو عشق مصطفیٰ را یا نبی السلام علیک انما الفوز والفلح لدیک سلام آمدم جوابم دہ مر ہے بر دل خیر اہم نہ چون توئی دیدہ و بر باغ بلاغ بچو ز گس ز سر مر ما زارغ سویم اکلن ز رحمت نظرے باز کن بر رخ ز لطف درے تلخ شد کام من ز سخت تر شد ساز شیریں ز لعل شکر خند لب بجنال پیئے شفاعت من مگر در گناہ و طاعت من گر نہ رفتم طریق سنت تو ہستم از حاصیان امت تو ماندہ ام زیر بار عصیاں بہت اختم از پا گرم ز گیری دست خود بہ دست تو کے رسد تتم ایں قدر بس کہ در راحت بہستم پست بودم براق تو خوشتر کز بلندی بعرض سودن تر جز آستان تو م در جہاں پناہیت سر میریز ایں درجہ الگاہے نیست من بیدل و راہ بیم ناک است چون راہ نا توئی چہ پاک است از خوان تو با نعیم تر چیست وز حضرت تو کریم تر کیست از خرم خویش دہ ز کامت منویس ایں و اُس بر اتم

يَا ايها النبي الكريم انا نتوسل بك الى ربك فاشفع لنا عند المولى العظيم اللهم اني اسئلك بشرف الذات المحمدية وبآله واصحابه ائمة البرية ان تمنعني ببقائك وتمنعني بالنظر الى وجهك وتدخلني في جنة نعيمك وتسقني من حوض نبيك وتضع عني الاوزار والاتقال وتطهر قلبي عن كل وصف يضربني الى الخطاء والنسيان وتنور بصيرتي بانوار العرفان وتفيض علي قريحتي زلال الايمان وتحشرنني في زمرة المصطفى وتكون لي في الآخرة والاوتى بكتب هذا الكتاب ويعمل به بتوفيقك اياه الى الصواب انك مجيب الدعوات وقاضي الحاجات يا من يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات اللهم نجني من كل ضيق بمجاهد المصطفى اللهم يا باسط اليمين بالعطية ويا من تفر دبا الصفات القديمة الازلية ثبت قلبي على دينك واعني على حسن عبادتك واغرقني في بحار نعمائك وامطر علي شآبيب الانك وصل علي نبيك وحبيبك شفيع المذنبين وخاتم المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين